قال من حفظ على امتي اربعين حديثا في امر دينها

اس زمان برکت اقتران میں مطالب منتخب کتاب مشکوٰۃ المصابیح یعنی

جلد سوم

مظاہر حق

مولفہ

اخوند میرزا قاسم علی صاحب ... ۱۸۹۸ع

مطبع ... منشی نولکشور ... لکھنؤ

فہرست کتب

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جلی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انمیں بعض کتب فقہ مذہب امامیہ اُردو و فارسی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب جو موجود کارخانہ ہیں خریداروں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو -

کتب فقہ مذہب امامیہ اُردو و فارسی

بعد حمد شہیدی - فقہ اثنا عشریہ مترجمہ جیا فتلی

تحفۃ العوام - از حاجی حسن علی بنا بر مسائل مذہب امامیہ -

حلیۃ النوالس - از مولوی امراؤ علی بنا بر مذہب امامیہ -

خلاصۃ المصائب - منقول از نسخہ مطبوعہ مطبع سلطانی شاہی و منظر ثانی مولوی تصدق حسین رضوی -

احکام الائمہ - از حاجی حسن بنا بر مذہب امامیہ مطبوعہ ۱۸۸۳ء -

منہج النجاۃ - مع دعاے عاشورہ از سید غلام حیدر متوطن جائس بنا بر مذہب امامیہ

زبدۃ المصائب - جلد اول مصنفہ محمد عسکری

اعمال الصالحین - بنا بر مذہب اثنا عشری از مولوی سید مصطفےٰ مرحوم - مطبوعہ ۱۸۸۸ء -

دوازدہ مجالس مسمی بہ ریاض الازہار از مولوی محمد قمر الدین گوپاموی مطبوعہ ۱۸۸۸ء -

چہاردہ مجالس مسمی بہ تاریخ الائمہ - بنا بر روایات مذہب امامیہ از سید وزیر حسن سب جج راے بریلی -

دہ مجالس منظوم - معرکہ کربلا علی الترتیب جو دہ مجلس میں -

دہ مخزن - مصائب کربلا از حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص -

چہل مجالس مسمی بہ ذائقۃ ماتم - از سعید وزیر حسن رضوی مشہدی اثنا عشری مطبوعہ ۱۸۸۸ء -

رسالہ جبر و تفویض - تصنیف اعلم العلما افقہ الفقہا عالم ربانی مولانا آخوند محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ یہ قابل دید ارباب علم و ہنر ہے -

محزن البکا - معروف بہ دہ مجلس یہ کتاب مذہب امامیہ کی نہایت عمدہ ہے -

مقدمات ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ علی احسانہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ محمد والہ وعلی الاوصیاء من عترتہ اما بعد رائے ذہن صافی برادران ایمانی پر مخفی نہ ہے کہ یہ مجلد سوم نہر المصائب منتخب وملخص کتاب مستطاب بحر المصائب ہی اور اکثر مقامات مناسب میں پارہ احادیث فضائل ومعجزات اور انتخاب روایات مصائب وشہادت حضرات چہاردہ معصومین علیہم السلام کتب معتبرہ سے اضافہ کی گئی ہیں اور سبب اختیار کرنے تلخیص کتاب مسطور کا یہ ہی کہ مجلد اول مقرین بتوثیق آیۃ اللہ المصطفے جناب سید العلما اعلی اللہ مقامہ تھی اور مجلد دوم کی اکثر روایات بحضور جناب ممتاز العلماء طاب ثراہ مجالس میں پڑھی گئی از بلکہ سنا ہی کہ بعض روایات کتب فارسیہ کو عربی فرما دیا ہی کیونکہ اُس زمانہ میں عربی عبارت مع ترجمہ اردو پڑھنے کا دستور تھا علاوہ اسکے

بقول سعدی

نام نیک رفتگان ضائع مکن	تا بماند نام نیکت پایدار

فی زمانا بوجوہات چند اب اکثر ذاکرین صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں یہی وجہ ہی کہ ہر شخص کو اب اِس فن کی جرأت حاصل ہی گو صرف آواز اور طرز اور طریقہ اس فن ذاکری میں جسے عرفاً حدیث خوانی کہتے ہیں کافی نہیں ہی مگر عام لوگ اسکو پسند کرتے ہیں اور لسانی اور وضع ظاہری او

شکل ہیولانی پر فخر زیبا نہین ہی بقدر ما یحتاج استعداد اور علم و عمل اور ادب و قاعدہ ضروری اور زبان و دل بھی پاک و صاف چاہیے جیسا کہ اس کتاب کی تصنیف و ترتیب اور تہذیب و تالیف مین عمدۃ الحاج و الزائرین زبدۃ الذاکرین مقبول حضرت لم یزلی اخ المکرم آخوند مرزا قاسم علی صاحب مدظلہ نے نیک نیتی سے سعی بلیغ فرمائی ہی اور حتے الامکان احادیث و روایات بحوالہ کتاب یا راوی لکھی ہین جو باعث اعتبار خلقت اور سبب نجات آخرت ہی اور ہر سہ مجلد کو حرف بحرف استادنا المعظم و المکرم سید الذاکرین رئیس المحدثین جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کو سنایا ہی اور بعض حضرات مجتہدین دام ظلہم العالی اور فضلاے موثقین اور محققین کی حضور سے جا بجا اسکے مطالب کو تحقیق بھی کیا ہی اور اصل مسودہ کتاب ہذا کو انکی نظر انور سے گذرانا ہی چنانچہ اُن حضرات نے بکمال توجہ و عنایات بنابر پسند فرما کر توثیق اور مہر و دستخط مزین فرمایا ہی واقعی اسمین اُن حضرات کے طفیل و برکت سے عبارت درست مضمون چست بے تصنعی ہی اور بحر سے نہر شیرین و صاف تر ہوئی ہی ویسا ہی طرز خواندگی بھی بے تکلف و تصنع جا ہیے جو حضرات علما اور فضلا اور مقدسین اور طلباے علم دین پسند کرتے ہین کیونکہ نفوس قدسیہ اُنکے صرف ذاکر کے مضامین کیطرف متوجہ رہتے ہین اور سہو و نسیان لفظی سے کہ بمقتضاے بشری ہی در گذر فرماتے ہین اور آواز کی پستی و بلندی بالتصنع و تکلف کو پسند نہین کرتے ہین کیونکہ اسکی مذمت وارد ہوئی ہی چنانچہ کتاب منّ و سلوی مین حجۃ الاسلام

افضل الناس قبلہ و کعبہ مولانا جناب السید محمد عباس صاحب دام ظلہم العالی نے نظم فرمایا ہے

پیروی دور از رہ شرع قویم	ورصیرا ا ءا ءا ط المستقیم
خواندہ رب العالمین روح الامین	با کہ رب العاء ءا ءآ ءآ المین
ہست ایدیہم با خود خوشنما	چیست ایدی ای اءءی ایدیہما

پس حیف ہے اُن لوگوں پر جو قرآن اور دعا اور اذان و اقامت اور احادیث فضائل اور روایات مصائب حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام میں اظہار کمال کرکے سُر اور راگ کو عمل میں لاتے ہیں اور سامعین جاہلین بھی واہ واہ کرتے ہیں اور اُنکی تازہ ادائی سے مسرور ہوتے ہیں افسوس وہ لوگ اپنے علما و فضلا کے حکم پر عمل نہیں کرتے ہیں اگر صاف صاف یہ دلیں راگ کے پڑھیں تو اُنکے کمال اور ذاکری میں کچھ نقص نہوگا بلکہ ثواب ہے بشرطیکہ مضمون وضعی نہو ورنہ معصیت بے لذت ہے کیونکہ معصیت کے انواع و اقسام ہیں بعض میں صرف ضرر ہے بعض میں زحمت دشمنی ہے اور بعض گناہ ایسے ہیں کہ بدون ضرر اور زحمت کے آسانی ہوتے ہیں مثلاً کذب و غیبت وغیرہ جو بہت شائع ہیں بلکہ ہنر ہو رہے ہیں پس تحفظ زبان واجب و لازم ہے کیونکہ کتب معتبرہ میں مصائب اہل بیت رسالت کیا کم ہیں جو ذاکرین مضامین مخدوش کو بفخر و مباہات اور خوش الحانی و خوش بیانی سے ادا کرتے ہیں اور سُنتے سُناتے مضامین سے بغیر حوالہ کتاب و راوی کے صاحبانِ علم و فہم کو حیرت میں ڈالتے ہیں ثمرۂ اسکا

جو کچھ کہ ہوتا ہی وہ اظہر ہی علاوہ اسکے باعث طعن مخالفین ہوتا ہی بعید نہیں
کہ ایسے دلیرون سے آخرت مین سوال اسکا کیا جائے یہ جرأت صرف
باسید تعریف کرنے ہین اور وہ سبب مذمت و ذلت ہوتی ہی ذی استعداد
ذاکرین سے تو یہ امر نہایت بعید ہی پس جملہ سادات و مومنین کو لحاظ
دینا اسکا ضروری ہی کہ ایسے دلیرون کو حتی الامکان فہمایش کیا کرین
تا عند اللہ و عند الرسول ماخوذ نہون وما علینا الا البلاغ ـ
اور تفصیل ہر سہ مجلد کی حصون کی مجالس کی یون ہی حصہ اول مین ۲۵
حصہ دوم مین ۳۷ حصہ سوم مین ۷۷ حصہ چہارم مین ۳۴ حصہ پنجم مین
۵۵ یعنے جلد اول مین ۶۲ جلد دوم مین ۷۷ جلد سوم مین ۸۹ ہین پس
کل مجالس ہر سہ مجلد مین ۲۲۷ ہین حق سبحانہ تعالی جل شانہ اسکو جناب
مؤلف کا باقیات الصالحات گردانے اور مطبوع و مرغوب حضرات
سادات و مومنین خصوصاً زمرۂ ذاکرین کرے اور انکو جزاے نیک دے
اور خیر دارین کرے اور زبان حاسدین سے محفوظ رکھے اور اس کتاب کے
ناظرین و سامعین کو خداوند عالمین اجر و ثواب عظیم عطا فرمائے
بحرمۃ النبی و آلہ الطاہرین سلام اللہ علیہم اجمعین اور محبان
و تعزیہ داران مظلوم کربلا کو سزاوار ہی کہ بہ نسبت عشرہ محرم کے اربعین
مین بہار چند تعزیہ داری اور عزا و ماتم و غم کرین کہ ان ایام مین آسمان
و زمین اور ملائکہ اور جن و پری وغیرہ نے غم کیا ہی اور ناظرین کتاب ہذا
کی خدمت مین التماس ہی کہ صحیحنامہ متعلق ہر سہ مجلد پر توجہ تام فرما کے

اغلاط مرقومہ کو مع ملاحظہ حواشی کے درست فرمادین کیونکہ صحت کتاب کا طبع ہونا شاذ ہی اور علاوہ اسکے اگر سہواً کوئی اعرابی یا لفظی غلطی رہگئی ہو تو اسکو بغرض حسنات قبل خوانندگی کے صحیح کرین بقول شاعر ؎

بقدر وسع در اصلاح کوشند	اگر اصلاح نتوانند خموشند

اور جو حضرات ذاکرین اس کتاب کو برائے نام ہاتھ مین لیکر ہر قسم کے مضامین خیالی اور سموعی زبانی بیان فرماتے ہین اور وہ نازک خیالیان اسمین درج نہین ہین اُسوقت ایسا عنوان فرمایا کرین کہ سامعین کو بقراین واضح ہو کہ یہ مضمون فقرات مصائب کے اس کتاب سے خارج بیان ہورہے ہین جو خلاف مشہور و معروف ہین اسلیے کہ کتاب ہذا این مضامین مخدوش سے حتی الامکان پرہیز کیا ہی اور اگر مناسب ہو تو اُسوقت اس کتاب کو بند کردیا کرین تو عین احسان ہی کیونکہ مولف صاحب نے اس زمانۂ ناساعد اور تفکرین جسقدر کہ مضامین مصائب قابلبند کیے ہین اُسکی تحقیقات مین بہت زحمت اُٹھائی ہی اور خود روی نہین فرمائی بلکہ اوقات عزیز کو ایسے کار نیک و محمود مین صرف کرکے مضامین کہن کو طرز نو مین ادا کیا ہی اور خاص کر ذاکرین خوانندگان کتاب ہذا کو امور ذیل کا لحاظ و خیال ضرور چاہیئے کہ جس مجلس مین بطور تمہید کے دو یا تین حدیثین ہین اور بنظر اختصار ما بعد حدیث اول پڑھنا مقصود ہو تو حرف عطف عبارت عربی اور ترجمہ مین ترک کرین صرف شروع نام کتاب یا راوی سے کرین اور اگر تمہید کا

موقع ومحل تھو صرف روایت مصائب سے شروع کرنا منظور ہو تو لفظ چاہیے
اگر ابتدائے ترجمہ میں ہو تو اُسے ترک کیا کریں کیونکہ وہ متعلق بہ تمہید یا قبل
حدیث یا روایت ہی اور جہاں پوری مجلس پڑھنے کا موقع حاصل ہو وہاں
الفاظ مذکورہ کا ترک کرنا ضرور نہیں ہی اور اب جو مطبع میں رسم الخط لفظ
لو میں اور اون کا اُس زمان رائج ہوا ہی پس جہاں ضمہ ہمزہ رہ گیا ہو وہاں
ضمیر بعید کو ضمیر قریب تصور کریں اگرچہ یا خبر کا کام ہی جو قواعد صرف ونحو
اور قواعد املا وہی جانتا ہو اور اہالیان مطبع اگرچہ قاعدہ بلا تحریک کے
جاری کریں ایک صحیفہ جو غلطنامہ مشہور ہی آخر ہر کتاب میں شامل ہوا کرے
تو نہایت بہتر ہی اُسمیں بہت سے فائدے ہیں عمدہ یہ ہی کہ باعث نیکنامی
مطبع ہی اور کتاب صحیح ہو اور مولفین اور اہالیان مطبع زبان جارحین سے
محفوظ رہیں اور کتاب ناقص متصور نہو کیونکہ فی زماننا خود رائی و خود پسندی اور کذب و بہتان
بہت شائع و بہتر ہی جسکی وجہ سے اپنے حالات کے اکثر ناظرین ہیں بلکہ
دوسرے کا فعل عمدہ اور کار نیک جو عقلا اور حکما کے نزدیک گلزار ہمیشہ
بہار ہی وہ حمقا و حاسدین غدار کی نظر میں خار ہی گو اُس سے دوسرے کا
ضرر نہیں محض بے اعتباری اسلیے کہ جب مومن قصد کار نیک و خوشنودی
کردگار اور ائمہ اطہار کا کرتا ہی تو توفیق اُسکی رفیق شفیق ہو جاتی ہے
حضرت نیک کی نیکی اور بد کی بدی باقی رہتی ہی بقول شاعر

نجم و شادمانی نماند و لیک	جزائے عمل ماند و نام نیک

اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے حاسد کے حسد سے کیا کام ہی بقول سعدی [illegible]

الا تا نخواہی بلا بر حسود	کہ آن بخت برگشتہ اندر بلاست
چہ حاجت کہ با وے کنی دشمنی	کہ وے را چنان دشمن اندر قفاست

پس اس دنیاے فانی مین جسکی وقعت پیش خدا اور انبیا و اوصیا بقدر
پر پشہ کے نہین ہی اسطرح سے بسر کرنی چاہیے کہ اگر دوست و شناسا لوگ
اچھا کہین تو برا بھی نہ کہین بلکہ حتی الامکان عمل خیر اور نام نیک کی
سعی و کوشش سزاوار ہی جو مدتون کی محنت و مشقت مین حاصل ہوتا ہے
برخلاف نام بد کے کہ تھوڑی دیر مین ہو سکتا ہی نظیر اسکی حال شیطان
رجیم ہی جسنے ابتدا تکبر و حسد کیا انجام یہ ہوا کہ ابد الآباد راندۂ درگاہ ہوا
اور نام اسکا حارث تھا بوجہ نافرمانی خدا اور تکبر کے نام اسکا ابلیس رکھا
گیا پس اسکا پیرو ہونا مثل اشقیاے امت کے زیبا اور جائز نہین ہی مگر
خدا نے اپنے بندون کو فاعل مختار کیا ہی نہ مجبور جسکو جسطرف رجحان ہوتا ہی
وہ کرتا ہی مسئلہ جبر و تفویض کو سمجھ لینا چاہیے اور حیا و شرم کردار بد حسد
وغیرہ سے ضرور ہی سرد و گرم زمانہ پر تحمل چاہیے جیسا کہ مشہور ہی گل بے خار
گنج بے مار خاطر بے آزار بستان بے خزان عسل بے زنبور دولت بے غرور
عزت بے عسرت گل بے بلبل نہین ہوتا ہی پس انسان کو راضی برضا
رہنا چاہیے حق تعالی اجر و ثواب اسکا عطا فرمائیگا اگر کوئی جاہل اور
حاسد نامناسب کلام کرے تو تحمل و سکوت کرنا چاہیے بقول شاعر ع
جواب جاہلان باشد خموشی ۞ بہرحال حسد اور مضامین مخدوش سے
پرہیز لازم ہی کتب علما و محدثین کیطرف رجوع کرکے اپنے نفس کو نصیحت

کرین اور منبر کا جو مقام انبیا و اوصیا ہے ادب و احترام کرین ذرا خوفِ خدا کرین اور مرگ سے غافل نہون بقول شاعر

چو از مرگ آسوده خاطر نشینی	چه حاصل اگر در مقابر نشینی
وگر خلوتے باطنی با خدا هست	چه غم گر بمحفل بلند بر نشینی
ببا ید ز دنیا بری زاد راهے	درین خانه مثل مسافر نشینی
عبث این همه عیش و شادی درینجا	که در ماتم خویش آخر نشینی
جهان پر ز شورست اما ضرورست	که خاموش باشی و صابر نشینی
نزیبد ترا با چنین ذل و خواری	که بر جایگاهِ اکابر نشینی
بو عظیکه گفتی عمل خود نه کردی	چه حاصل اگر بر منابر نشینی

والسلام والاکرام

حررہ العاصی حاج مرزا جعفر علی کربلائی عفی عنہ مورخہ نہم ربیع الاول سنہ [illegible] ہجری

بشریٰ للمؤمنین

بحمدہ تعالیٰ مؤلف صاحب نے بعد ختم تالیف ہر سہ جلد کتاب نادر العصر بحر المصائب کے دوسری کتاب کی تالیف مسمیٰ بہ ینبوع المصائب شروع فرمائی ہے حق سبحانہ تعالیٰ بخیر و عافیت انجام کو پہونچاوے بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد — حررہ مرزا جعفر علی عفی عنہ ۱۵ ماہ صفر سنہ ۱۳۱۶ ہجری

توثیق و تقریظ سرکار شریعت مدار تقدس مآب قدسی القاب سند ارکان دین مبین موضح غوامض احکام شرع متین اعلم العلماء اکمل الکملاء صاحب القوۃ القدسیہ و الملکات الملکیہ جناب قبلہ و کعبہ تاج العلماء سیدنا السید علی محمد صاحب مجتہد العصر دام ظلہم العالی بادوام الایام و اللیالی ابن آیۃ اللہ العظمی جناب السلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرامۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد یہ تیسری جلد ہے کتاب مستطاب نہر المصائب کی مشتمل ہے اخبار معتبرہ و آثار معتمدہ فضائل و مصائب حضرات ائمہ اطہار صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین اور کتب معتبرہ احادیث و تواریخ سے مضامین اسکے منتخب ہیں اور سماعت و خواندگی اسکی مجالس عزائے حضرت امام حسین علیہ السلام میں باعث تحصیل اجر و ثواب اور حسنات جزیل ہے فی الحقیقت یہ اسی قابل ہے کہ بطور زاد فراہم کیا جائے یوم معاد کے واسطے کہ جسدن مال و اولاد میں سے کوئی شئ کام نہ آئیگی اور خدا جزائے خیر دے اسکے مؤلف جوان صالح زبدۃ الذاکرین عمدۃ الزائرین حسیب نسیب ادیب اریب جلیب لبیب فضائل و کمالات مآب حقائق و معارف انتساب سعید ازلی آخوند حاجی مرزا قاسم علی صاحب بہرائچی زاد فضلہ و دام نبلہ کو کہ انھوں نے نہایت اسکی ترتیب و تہذیب اور تالیف و تصنیف میں تکلیف تمام و زحمت مالا کلام اٹھائی ہے واللہ الموفق و المعین و علیہ نتوکل و بہ نستعین

سید علی محمد

توثیق و تقریظ دستخطی سرکار اسوۃ المحققین الکرام زبدۃ المدققین العظام تاج العلماء
الراسخین فخر الفضلاء الاساطین افضل الفضلاء اکمل الکملاء قدس اعلیٰ ذی المجد
والعلیٰ فیض مآب عالیجناب مولانا و سیدنا جناب مولوی السید محمد حسین سلمہ اللہ
تعالیٰ من کل شین المعروف بجناب سید علن صاحب قبلہ دام ظلہ العالی ابن جناب
ملک العلماء طاب ثراہ ابن علامۃ المرحوم جناب سلطان العلماء اعلی اللہ
مقامہ فی دار الکرامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد
مخفی نرہے کہ بکا اور ذکر مصائب حضرت امام حسین علیہ السلام روحی لہ الفدا
مین افضل طاعات اور اعظم قربات سے ہی اور اجر و ثواب اسکا احادیث
متکاثرہ بل متواترہ سے جو طرق عامہ و خاصہ سے منقول ہین ثابت و آشکار ہی
لہذا احتراز کذب و دروغ اور بہتان سے لازم و ضرور ہی خصوصاً ایسے عمل صالح
و نیک مین تاکہ مصداق خلطوا عملاً صالحاً و اخر سیئاً کا نہو اور خبط
عمل خیر نہو جائے لکن احادیث و روایات منقولہ کتب معتمدہ مین اگرچہ سند ضعیف
ہون انکے پڑھنے اور سننے مین بحوالہ کتاب یا راوی کوئی مضائقہ نہین ہی کان
المقام مقام الاستحباب بلکہ ذاکر و سامع ماجور و مثاب ہونگے پس بنظر اکتساب
ثواب یہ کتاب لاجواب مسمی نہر المصائب بالفعل حبیب لبیب حسیب نسیب
السعید الرشید المعی و خریر یوذعی حاجی آخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی
زاد مجدہ نے بڑی محنت و مشقت اور جانفشانی سے بعنوان شائستہ و بعدید
و اسلوب تازہ و جدید سے تحریر فرمائی ہی اور بعض مقامات نظر قاصر سے

المعصومین الذین ہم شفعاءنا یوم الدین اما بعد جو کہ والا مناقب
عالی مناصب فضیلت و کمالات دستگاہ محبت و مودت پناہ المتقی لوذعی
آخوند حاج مرزا قاسم علی صاحب کربلائی المشہدی دام مجدہ نے اس کتاب
مستطاب نہر المصائب میں روایات و احادیث بارۂ فضائل و مصائب
چہاردہ معصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کو کتب معتبرہ مشہورہ علمائے اعلام
علیہم رضوان اللہ الملک العلام مثل مجالس مفجعہ مؤلفہ حضرت مجدی العلام
آیۃ اللہ فی الانام سید العلما علیین مکان جناب السید حسین صاحب اعلی
اللہ مقامہ فی فرادیس الجنان اور بحار الانوار اور لہوف اور ارشاد اور
محرق القلوب وغیرہ سے اور بحر المصائب کہ جو مزین بتوثیق جناب جد
ممدوح ہے اور دیگر کتب معتبرہ سے منتخب کرکے بعنوان غریب و اسلوب
مرغوب جمع کیا ہے اکثر مقامات اسکے نظر قاصر سے گذرے نفعہ اللہ بہا
وسائر المؤمنین وجزاہ افضل جزاء المحسنین بمحمد و آلہ
المعصومین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین و انا احقر الکونین المتمسک
بالثقلین السید ہدایت حسین عفی عنہ

۱۲۹۲
ہدایت حسین
نجم العلماء

نجم العلماء سید ہدایت حسین

توثیق و تقریظ دستخطی عالیجناب تقدس مآب قدوۃ الاتقیاء زبدۃ الاذکیاء
عمدۃ المحدثین اسوۃ المحققین سید الناسکین و الزاہدین السید السند العالم المعتمد
مقبول حضرت لم یزلی مولانا جناب مولوی میر سید علی صاحب قبلہ مجتہد دام ظلہم العالی

بسم اللہ خیر الکلام والحمد للہ المفضل المنعام والصلوٰۃ والسلام
التام علی سیدنا ونبینا محمد خیر الانام وآلہ البررۃ الکرام ولعنۃ اللہ
علی اعدائہم الفجرۃ الکفرۃ اللئام الی یوم القیام وبعد فللہ درک ایہا
الاخ الحاج المرزا قاسم علی الکرباسی السدید فی اللہ حیث بذلت
جہدک واتعبت رضاء ربک فی تالیف احادیث الفضائل
والمصائب وتنقیدہا وتشدیدہا علی اسلوب مرغوب وترتیب
مطلوب فجزاک اللہ عنا فی الدارین خیر الجزاء وتقبل اللہ سعیک
فی نشر احادیث الائمۃ علیہم السلام وجعلک اللہ من رافقہم
فی الجنۃ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر ولقد سمعت
کلما حررتہ من المتن والترجمۃ فوجدتہ بفضل اللہ وحسن توفیقہ
ویمن تائیدہ انیقا رشیقا ونحمد اللہ علی ذلک کما ہو اہلہ وکما ینبغی
لکرمہ وعز جلالہ وصلی اللہ علی محمد وآلہ وانا العبد الاثیم
المشتاق الی رحمۃ ربہ الغنی السید علی غفر اللہ لہ ولوالدیہ سنہ ۱۳۰۶ھ

تقریظ دستخطی عالی جناب تقدس مآب قدوۃ الاتقیا زبدۃ الاذکیا فخر المدرسین اسوۃ المحققین مولانا جناب مولوی السید حسین صاحب قبلہ سابق افسر مدرس مدرسہ ایمانیہ لکھنؤ دامت برکاتہم العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احسن ما افاد، وازکی ما اجاد، الحبیب اللبیب، الادیب الاریب ذو الطبیعۃ الوقادۃ، والقریحۃ النقادۃ، نخبۃ الاحباب الاجلۃ، عمدۃ الاصحاب الاحبۃ، الورع التقی، الحاج المرزا قاسم علی الکربلائی احسن اللہ الیہ، وخصہ بالزلفی لدیہ، کتابا انیقا، رشیقا وثیقا، جمع فیہ فضائل ساداتنا الاطیاب، ومصائب ائمتنا الانجاب، علیہم صلوات اللہ وبرکات رب الارباب، فرایتہ کتابا عجیبا، ووجدتہ مکتوبا انیقا، مما یتعلق بھذا الباب، جامعا لاکثر المناقب محتویا علی جمۃ المصائب، وسماہ نہر المصائب، ملخصا من بحر المصائب، بالاضافۃ لاکثر الروایات والاحادیث المناسب للمقام والمحل فوفقہ اللہ اکثر مما وفقہ وللہ درہ، وعلی اللہ اجرہ، سلمہ اللہ الواھب ورقاہ الی اوج الکمال، و الحمد للہ علی کل حال، والصلوۃ علی رسولہ والہ خیر ال، کتبہ بیمناہ العبد المذنب السید حسین صین عن کل قبح وشین

سید حسین ۱۲۹۰

تقریظ بمالیجناب تقدس و تورع مآب فضیلت پناہ کمالات و معارف دستگاہ عمدۃ الافاضل زبدۃ الاماثل مقبول حضرت صمدی مولانا جناب مولوی السید عسکری صاحب قبلہ دام مجدہ العالی ابن تقدس و تورع دستگاہ جناب مولوی سید حسن شاہ صاحب دامت برکاتہ

بسم اللہ المستعان

ما نمقہ العلماء الاعلام. والفضلاء الفخام. وغیرھم من اذکیاء الاحباب. سلمهم الله تعالى وابقاهم مدى الاحقاب موثقات على المجلدات الثلاث من هذا الكتاب. الموسوم بنهر المصائب المنتخب من بحر المصائب. الجامع لاكثر المناقب والمصائب لساداتنا الاطائب لاسيما خامس آل العباء. سيدنا سيد الشهداء. عليه التحية والثناء. كفى للمؤلف السعيد الحاج المرزا فاسو علی الكربلائی. متعه الله بالعيش الرغيد شرفا وفخرا. اجزل الله اجره فيما الفه واعده له ذخرا. كتب بيمناه الداثرة الوازرة. احوج المربوبين الى رحمة ربه الغنی. عسكری بن حسن بن عسكری الرضوی

اوتی كتابه بيمناه فی الآخرة

توثیق و تحشی خاص فیض اختصاص عالی مرتبت والا منزلت عمدة الفضلا زبدة الکملا
ذو المجد والکمال مقبول حضرت ذو الجلال السید السند المؤتمن سیدنا جناب
مولوی السید ریاض الحسن صاحب قبله مدرس مدرسهٔ ایمانیه لکهنو دام مجده العالی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا ونبینا محمد خیر
الانبیاء والمرسلین وعلی وصیه الصالح الامین علی امیر المؤمنین وعلی
آله الطیبین سیما علی سبط الشهید السعید الکئیب الحزین وعلی جمیع
المستشهدین معه الی یوم الدین اما بعد این گلدستهٔ ریاض شهادت ابتلا
ونقشهٔ رونمای هزاران کرب وبلا یعنی مجموعهٔ مناقب ومصائب گوناگون قبای صحرای
کربلا حضرت خامس آل عبا علیه وعلی جده وابیه وامه واخیه وتسعة من بنیه
آلاف التحیة والثناء که بدیدنش دل خون میشود وز شنیدنش دیده جیحون لکاتبه

جه اگر دید از بحر مصائب	چنین نهر لبالب از نوائب
چه نهری مایهٔ صد گوهر اشک	چه گوهر زان ز غلطان برد رشک

از تالیف شریف جناب میرزای رفیع الشان منیع المکان سلالة الاطیاب
خلاصة الانجاب حاج حرمین الشریفین زائر و ذاکر حضرت ابی عبد الله الحسین است
که خاک جنتش مغناطیس دلهاست ولطف سخنش آب ورنگ محفلها نام نامیش جناب
حاجی خوند میرزا آقا قاسم علی است و مقام سامیش باقتضای حدیث شریف علی
قسیم النار والجنة روشن و منجلی صانه الله تعالی عما شانه وعم فیضه و
احسانه که کتابی بطرز خوب ونهج مرغوب مسمی به نهر المصائب الفاظ و انتخاب

مضامین مصنفات بعض علمائے اعلام خصوصاً بامداد بحر المصائب سید عالی مقام مرتب فرمودہ و این نہر از ہمان بحر بر آوردہ دریا بکوزہ در آوردہ است فجزاہ اللہ تعالیٰ بجودہ و کرمہ جزاء الذاکرین وجعلہ وایانا لنعمائہ من الشاکرین و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ الطیبین الطاہرین و انا العبد المبتلیٰ بالشجن السید ریاض الحسن غفر اللہ لہ ولوالدیہ و احسن الیہما والیہ

ریاض الحسن حسینی ۱۲۷۹

فہرس مجالس نہر المصائب حصۂ چہارم در فضائل و مصائب جناب سید الشہداء ع

[illegible]	خلاصۂ مضمون روایت	[illegible]
[illegible]	بکاے شیخ بابی بزرگوار و آمدن حضرت بر لاش علی اکبر و وداع مظلوم کربلا از خواہران و دختران خود و طلبیدن لباس کہنہ و پوشیدن آن زیر لباس بنظر احتیاط و بے لباس ماندن بعد شہادت	۲۳
[illegible]	فضائل بکا و رخصت مظلوم کربلا از خواہران خود و جناب رباب مادر سکینہ و حال انتقال جناب زینب و رباب در مدینۂ منورہ ۔	۳۱
[illegible]	افضلیت حضرات ائمۂ ہدیٰ بر ملائکہ و وداع جناب امام حسینؑ از فرزند بیمار و شہربانویہ و بعض وصایائے آنحضرت و گریہ و بکاے اہل حرم و اطفال	۴۰
[illegible]	ثواب سیراب کردن تشنہ و تشریف فرما شدن سید الشہداء بہ نہر علقمہ و جنگ و جہاد و ربط فقرات شہادت آن حضرت	۴۰

مجلس	مضمون	صفحه
مجلس پنجم	فضائل حسینؑ و رجز و جهاد سید الشهداؑ و فرود آمدن به نهر فرات و کلمات حسرت بر تشنگی اقربا و فقرات شهادت آنحضرت	۳۷
مجلس ششم	شجاعت جناب رسولخداؐ ابشیعیان جناب امیرؑ و ولاے ائمه هدیٰ و رجز و جهاد سید الشهداؑ و محاصره کردن اعدا از هر طرف و افتادن حضرت بر زمین و آمدن هفتاد شقی باراده ذبح و شهادت آنحضرت	۴۲
مجلس هفتم	ثواب فعل حسنه و نیت آن و تعزیت شهادت مظلوم کربلا بحجت خداؑ و باد سیاه وزیدن و زمانه تیره و تاریک شدن بعد شهادت سید الشهداؑ و آمدن اهل بیت بمقتل و نوحه جناب زینبؑ	۵۵
مجلس هشتم	فضیلت مومن باکی و وداع مظلوم کربلا از اهل بیت و آراسته فرمودن سلاح حرب و آمدن بمیدان قتال و استقلال و جهاد آن حضرت و محاصره کردن و حائل شدن اعدا درمیان حضرت و خیمگاه و مجروح و ذبح شدن آنحضرت	۵۹
مجلس نهم	محبت رسولخداؐ با امام حسینؑ و آواز دادن شمر لعین بلشکر خود براے محاصره مظلوم کربلا و زخمی کردن اعدا آن حضرت را و زدن تیر بر گلوے انور و آمدن جناب زینب بمقتل و در نماز عصر ذبح کردن شمر لعین آنحضرت را و آمدن اهل حرم و سکینه بر لاش حضرت	۶۸
مجلس دهم	گریه جناب سجادؑ وقت نوشیدن آب و ذکر تشنگی مظلوم کربلا و ثواب لعن بر قاتلان سید الشهدا بوقت خوردن آب و افتادن آن حضرت بر زمین و آمدن شاهزاده عبد الله بن امام حسنؑ و شهادت آن یتیم و مظلوم کربلا	۷۵

مجلس	مضمون	صفحه
مجلس هجدهم	آمدن لباس جنت برای امام حسین و ربط پوشاندن لباس بر بدن لاش اطهر آنحضرت و ربط آمدن چهار خواهران بر لاش برادران مقتول خونها و بیقراری و نوحهٔ جناب زینب ع	۱۳۵
مجلس نوزدهم	ثواب بکا و آمدن اعدا بخیمگاه و کشیدن رداء جناب زینب و گوشوارهٔ آن مظلومه و تاراجی خیام و ورود اهل حرم و حال فاطمهٔ صغری و غیرها	۱۴۶
مجلس بیستم	فضیلت فضهٔ کنیز جناب سیده و باعجاز آمدن جناب امیر برای سوار کردن فضه در راه مکه و حال سواری اهل بیت رسالت بعد شهادت مظلوم کربلا و رسیدن ایشان بمقتل	۱۵۲
مجلس بیست و یکم	محشور شدن وحوش بروز قیامت و ربط حال ذو الجناح و خبر شهادت مظلوم کربلا رسیدن به خیمه و حال بیقراری اهل بیت و آمدن ابن سعد بخیمگاه و فریاد اهل حرم	۱۶۳
مجلس بیست و دوم	مزین شدن عرش بحسنین علیهما السلام و مصائب آن هر دو گوشوارهٔ عرش الهی و ربط حال ذو الجناح و آتش زدگی اعدا بخیمگاه و اسیری اهل حرم و بردن اعدا بسوی مقتل و گریه و بکای دختران رسول خدا ص	۱۷۱
مجلس بیست و سوم	سیراب فرمودن جناب صادق عبد الله بن سنان را از انهار جنت دنیا و معاینه کردن اصحاب سید الشهدا جنت و انهار آنها و استغاثهٔ مظلوم کربلا و شهادت طفل شیرخوار و تشنگی مظلوم کربلا و وصیت فرمودن آنحضرت از حلق بریده	۱۷۸
مجلس بیست و چهارم	صحفی نمودن صالح یهودی امام حسین را و بیقراری جناب سیده و اسلام آوردن صالح مع اقربا و فقرات مصائب مظلوم کربلا	۱۸۹

مجلس	مضمون	صفحه
	وگریه جناب زینب و سکینه بر لاش مظلوم کربلا ؏	
مجلس سی و سوم	ثواب سیراب کردن تشنه و ربط تشنگی مظلوم کربلا و وصیت آن حضرت از گلوی بریده و فقرات زیارت ناحیهٔ مقدسه	۲۴۰
مجلس سی و چهارم	اعجاز و کرامات لاش اطهر مظلوم کربلا و تشریف فرما شدن جناب رسول خدا مع انبیا بکربلا و آمدن شیر برای حفاظت اجساد شهدا و نوحه جنات	۲۴۵
مجلس سی و پنجم	دفن ناقهٔ عضبا و ربط دفن شهدا و حال نصب کردن اعدا سر انور مظلوم کربلا بجنید جا آخر رسیدن آن پیش یزید لعین بشام	۲۵۲
مجلس سی و ششم	ثواب بکا بر مصائب ائمهٔ هدیٰ و آمدن بنی اسد برای دفن شهدا و تشریف فرما شدن بیمار کربلا و بعد دفن باعجاز رفتن آنحضرت بکوفه	۲۶۲
مجلس سی و هفتم	اشیای ضروری برای میت و ربط دفن شهدا و مستورات عالم برای دفن اموات و اختلاف حال سر انور مظلوم کربلا ؏	۲۷۲
مجلس سی و هشتم	فضائل جناب امیرؑ و فقرات حال ضربت آنحضرت و فقرات مصائب جناب حسنینؑ و انتخاب مرثیهٔ مولانا سید محمد مهدی صاحب قبله و فقرات زیارت ناحیهٔ مقدسه	۲۷۶
مجلس سی و نهم	بخدمت جناب امیرؑ سوال کردن یهودی و بعد حصول مطالب مسلمان شدن او و ربط اسیری اهل بیت رسالت و حال ایتام مظلوم کربلا	۲۸۱
مجلس چهلم	فضائل شهدای راه خدا و اهل علم و ربط آواره وطنی حضرات ائمهٔ هدیٰ و دفن شدن ایشان متفرق بظلم بنی امیه و بنی عباسیه	۲۸۵
مجلس چهل و یکم	فضائل جناب امیرؑ و بعض قضایا و احکام آنحضرت و فضیلت عید شجاع	۲۹۰

فہرس مجالس بہر المصائب حصہ پنجم در فضائل و مصائب و حال اسیری اہل بیت رسالت

مجلس	مضمون	صفحہ
مجلس بست ونہم	بکائے ہر شئی بر مصیبت سید الشہدا و روانگی اہل بیت رسالت از دمشق بطرف مدینہ و رسیدن ایشان قریب مدینہ و خیمہ بپا کردن بیرون شہر و رفتن بشیر بن حذلم برائے اطلاع اہل شہر و رفتن اہل بیت بر روضۂ رسول خدا و گریہ و بکائے عورات ہاشمیہ۔	٥٣٨
مجلس سی ام	داخل شدن جناب زینب بر روضۂ رسول خدا و خبر شہادت مظلوم کربلا دادن و نوحہ و بکائے آن مظلومہ بر مفارقت اقربا با دام الحیات۔	٥٥٠
مجلس سی و یکم	فضیلت شب و روز جمعہ و فقرات حال حضرت جناب امیر و داخلۂ اہل بیت بمدینہ و روضۂ رسول خدا و خبر شہادت مظلوم کربلا دادن جناب زینب و ام کلثوم و نوحہ بیمار کربلا بر روضۂ رسول خدا و آمدن نزد محمد حنفیہ و خبر شہادت سید الشہدا دادن و حال بیقراری محمد حنفیہ و فقرات شہادت جناب عباس علیہ السلام۔	٥٥٩
مجلس سی و دوم	فضائل مودت اہل بیت رسالت و ثواب بکا بر مصیبت ایشان و داخل شدن اہل بیت بخانہائے اقربا و جوانان ہاشمی شہدائے کربلا و گریہ و بکائے ایشان بر حال ویرانی مکانات عزیزان	٥٦٩
مجلس سی و سوم	روز ولادت و شہادت امام محمد باقر علیہ السلام و آمدن جنات برائے دریافت مسائل و دفن آنحضرت و ربط بیدفنی مظلوم کربلا۔	٥٨١
مجلس سی و چہارم	روز ولادت و شہادت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و آتش زدگی اعدا بخانۂ آن حضرت و ربط آتش زدگی خیام مظلوم کربلا۔	٥٨٨

مجلس	مضمون	صفحہ
مجلس سی و پنجم	فضائل و معجزات جناب صادق ؑ و ارادہ قتل آن حضرت کردن منصور عباسی و نجات یافتن و ربط ارادہ قتل بیمار کربلا کردن یزید و نجات یافتن از شر آن لعین-	۵۸۲
مجلس سی و ششم	روز ولادت و شہادت امام موسی کاظم علیہ السلام و غسل و کفن و دفن آن حضرت و ربط بیدفنی مظلوم کربلا ؑ	۵۸۹
مجلس سی و ہفتم	روز ولادت و شہادت امام رضا علیہ السلام و ربط بیکسی و مظلومی اہل حرم مظلوم کربلا	۵۹۵
مجلس سی و ہشتم	خبر دادن جناب رسول خدا و جناب صادق ؑ از جائے دفن جناب امام رضا ؑ و ثواب زیارت آن حضرت و قصیدہ خواندن دعبل و ربط فقرات زیارت ناحیہ مقدسہ-	۶۰۲
مجلس سی و نہم	روز ولادت و شہادت و بعض معجزات امام محمد تقی علیہ السلام و ربط داخلہ اہل بیت مظلوم کربلا بکوفہ-	۶۱۰
مجلس چہلم	روز ولادت و فضائل و شہادت امام علی نقی علیہ السلام و طلبیدن بنی عباس بہ بغداد و سامرہ و اذیت رسانیدن و ربط خاک و خون آلودہ شدن شہدائے کربلا-	۶۱۹
مجلس چہل و یکم	روز ولادت و بعض معجزات امام حسن عسکری علیہ السلام و زہر دادن معتمد عباسی و ربط اسیری بیمار کربلا-	۶۲۹
مجلس چہل و دوم	فضیلت اولاد رسول و فرستادن اطبا و قاضی وقت اثر کردن زہر و شہادت امام حسن عسکری ؑ و غسل و کفن و دفن آن حضرت و ستم اعدا	

قال من جلس مجلساً یحیی فیه امرنا لم یمت قلبه یوم تموت القلوب

اس زمان برکت اقتران میں مطلوب کل الطالب منتخب کتاب بحر المصائب یعنی

جلد سوم

بحر المصائب

مولفہ

اخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی زبدۂ تلامذۂ جناب مولوی سید علی صاحب مجتہد

سنہ ۱۸۸۸ء

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زیور طبع سے مزین ہوئی

مجلد سوم
وحصہ چہارم
نہر المصائب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعلنا من الباکین علی مصائب سبط خاتم
النبیین الذی بکی علیه کافة الانبیاء والمرسلین وصلی الله
علی سید الاولین والآخرین وعلی افضل الاوصیاء امیر المومنین
وآلهما الطیبین الطاهرین ولعنة الله علی اعدائهم اجمعین الی یوم الدین

اما بعد مخفی نرہے کہ یہ ملخص ومنتخب بحر المصائب مجلد دوم کا حصہ چہارم ہے
اور مشتمل ہے اوپر وداع ورخصت جناب سید الشہداء کے اہل بیت سے مع
حال جہاد اور شہادت اور سر انور اُن حضرت کے اور دفن شہداء کے
اور اس حصہ کے آخر میں ذکر اجمالی اعیاد خاص اثنا عشری کا ہے کہ
تفصیل اُسکی فہرس بالا سے ظاہر وہویدا ہے

وبالله التوفیق

مجلس اوّل

فِی البِحَارِ وَغَیرِہٖ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ البَکَّاؤُنَ خَمسَۃٌ اٰدَمُ وَیَعقُوبُ وَیُوسُفُ وَفَاطِمَۃُ بِنتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَعَلِیُّ بنُ الحُسَینِ عَلَیہِمُ السَّلَامُ بحار الانوار اور انوار نعمانیہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے بڑے رونے والے تمام عالم میں پانچ شخص گذرے ہیں کہ مثل اُنکے کسی نے اسقدر گریہ و بکا نہیں کیا ہے اوّل اُنمیں سے جناب آدم علیہ السلام اور دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام اور تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام اور چوتھی امّ معظم دختر جناب رسول خدا جناب فاطمہ زہرا پانچویں جناب سیّد الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام ہیں فَاَمَّا اٰدَمُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَاٰلِہٖ وَعَلَیہِ السَّلَامُ فَبَکٰی عَلَی الجَنَّۃِ حَتّٰی صَارَ فِی خَدَّیہِ اَمثَالُ الاَودِیَۃِ وَاَمَّا یَعقُوبُ فَبَکٰی عَلٰی ابنِہٖ یُوسُفَ فَشَابَ رَاسُہٗ مِنَ الحُزنِ وَاحدَوْدَبَ ظَہرُہٗ مِنَ الغَمِّ وَذَہَبَ بَصَرُہٗ مِنَ البُکَاءِ لیکن حضرت آدم علیہ السلام فراق جنت میں اسقدر روئے کہ رخسار ہائے اقدس پر گڑھے پڑ گئے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام مفارقت میں اپنے فرزند دلبند حضرت یوسف علیہ السلام کی اتنا روئے کہ موئے سر اقدس حزن و رنج سے سفید ہوئے اور پشت اطہر غم و الم سے خم ہوئی اور کثرت بکا سے بصارت چشم انور زائل ہو گئی تھی وَاَمَّا یُوسُفُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَاٰلِہٖ وَعَلَیہِ السَّلَامُ فَبَکٰی عَلٰی اَبِیہِ حَتّٰی تَاَذّٰی بِہٖ اَہلُ السِّجنِ

اور جناب یوسف علیہ السلام مفارقت مین اپنے پدر عالی مقدار حضرت
یعقوب علیہ السلام کی اسقدر روئے کہ کثرت گریہ و بکا سے اُنکے اہل زندانکو
اذیت و تکلیف تھی وَاَمَّا فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَوَاتُ اللّٰہِ
وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمَا فَبَکَتْ عَلٰی اَبِیْھَا حَتّٰی تَاَذّٰی بِبُکَائِھَا اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ
لیکن جناب فاطمۂ زہرا دختر رسول خدا علیہما السلام پس اس کثرت و کرب سے
اپنے پدر عالی مقدار کی مفارقت مین روئین کہ رونے سے اُنکے تمام
اہل مدینہ متاذی تھے وَاجْتَمَعَ شُیُوْخُ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَاَقْبَلُوْا اِلٰی
اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ فَقَالُوْا لَہٗ یَا اَبَا الْحَسَنِ اِنَّ فَاطِمَۃَ تَبْکِی اللَّیْلَ
وَالنَّھَارَ فَلَا اَحَدٌ مِّنَّا یَتَھَنَّا بِالنَّوْمِ فِی اللَّیْلِ عَلٰی فِرَاشِہٖ وَلَا بِالنَّھَارِ لَنَا
قَرَارٌ عَلٰی اَشْغَالِنَا وَطَلَبِ مَعَائِشِنَا وَاِنَّا نُخْبِرُکَ اَنْ تَسْاَلَھَا
اِمَّا اَنْ تَبْکِیَ لَیْلًا اَوْ نَھَارًا پس بزرگان اہل مدینہ جمع ہو کر خدمت
باسعادت جناب امیر المومنین علیہ السلام مین حاضر ہوئے اور عرض کی
کہ یا علیؑ ہم سب بسبب کثرت گریہ و بکائے جناب سیدہؑ کے بیقرار اور
ایسی تکلیف مین ہین کہ نہ دن کو کوشش معاش اور فکر کاروبار کر سکتے
ہین اور نہ اپنے فرش خواب پر شب کو استراحت و نیند کر سکتے ہین پس
اب ہم یہ چاہتے ہین کہ آپ ہماری طرف سے جناب سیدہؑ سے کہدیجیے
کہ یا دن کو رویا کرین اور شب کو نہ روئین یا شب کو گریہ و بکا کرین
اور دن کو نوحہ و عزا اپنا موقوف کرین پس جناب امیر علیہ السلام نے
پیام اہل مدینہ کا جناب معصومہؑ سے نقل کیا اُن مظلومہ نے عرض کی

کہ اے ابوالحسنؑ اہل مدینہ سے کہدیجیے کہ فاطمہؑ تم مین بہت کم دن رہیگی اور مین عنقریب اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہونگی اسلیے رونا میرا کم نہین ہوسکتا ہے پس حضرت نے فرمایا کہ اے دختر رسول خداؐ مین تمکو گریہ وبکا سے مانع نہین ہوں صرف پیام اہل مدینہ کا بیان کیا بعد اُسکے جناب امیر علیہ السلام نے واسطے رفع شکایت اہل مدینہ کے ایک مکان قبرستان بقیع مین بنوا دیا کہ صبح سے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام حسنینؑ کو ہمراہ لیکر اُس بیت الاحزان مین تشریف لیجاتی تھین اور اپنے باپ کی مفارقت مین وہان تمام روز گریہ وبکا کرتی تھین اور تمام شب از شام تا صبح وہ لیتیں امین آکر رویا کرتی تھین چنانچہ ابتک نشان اُس بیت الاحزان کا عقب روضہ ائمہ بقیع موجود ہے اللہ اکبر کیا تاثیر تھی گریہ وبکاے جناب سیدہؑ کی اور کس کرب وقلق سے روتی تھین کہ اہل مدینہ بیقرار تھے غرضکہ اسیطرح چالیس یا چھتیس روز متصل مفارقت جناب رسول خداؐ مین رویا کین یہانتک کہ روتے روتے دنیا سے رحلت فرمائی اور اپنے پدر عالی مقدار سے ملحق ہوئین وَاَمَّا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَبَكَىٰ عَلَىٰ اَبِيْهِ الْحُسَيْنِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اَوْ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَمَا وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ اَوْ مَاءٌ اِلَّا بَكَىٰ لیکن امام زین العابدین علیہ السلام مصیبت پر اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام کی چالیس برس اور بروایتے بیس برس تک رویا کیے شبانہ روز بجز عبادت خدا اور گریہ وبکا مصائب سید الشہداءؑ کے کوئی شغل اُنکو نہ تھا اور جسوقت کھانا یا پانی بوقت افطار سامنے

اُن حضرت کے آتا تھا تو اُس کرب سے گریہ و بکا کرتے تھے کہ دل ہر ایک
دوست و دشمن کا شق ہوتا تھا اور وہ کھانا اور پانی ممزوج و مخلوط
اشک چشم انور سے ہو جاتا تھا فَقَالَ لَہُ مَوْلَاہُ یَا سَیِّدِی جُعِلْتُ
فِدَاکَ اِنِّی اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْهَالِکِیْنَ قَالَ لَہُ اِنَّمَا اَشْکُوا بَثِّی
وَحُزْنِی اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ پس یہ حال دیکھکر ایک
دن غلام نے اُن حضرت کے عرض کی کہ ای سیّد و آقا میرے ایسا نہو کہ
روتے روتے آپ ہلاک ہوں فدا ہوں آپ پر مجھے خوف ہی حضرت کی
جان کا پس جواب میں اُس خادم کے اُن حضرت نے اس آیہ کی
تلاوت فرمائی جسکا ترجمہ یہ ہی میں شکایت اپنے رنج و الم کی پروردگار
عالم سے کرتا ہوں اور جو کچھ کہ اجر و ثواب اسکا نزدیک خدا کے ہی
اُس سے میں خوب واقف ہوں کہ تم اُسے نہیں جانتے ہو یعنے مراد
حضرت کی یہ تھی کہ جو ثواب و اجر گریہ و بکا کے مصائب سیّد الشہدا کا
پیش خدا ہی اُسکو تم نہیں جانتے ہو پس مومنین گریہ و بکا کیجیے مصائب پر
اُس مظلوم کے کہ جنکے مصائب پر جناب سید الساجدینؑ مدت العمر
شب و روز روئے اور رونا مصیبت پر اُن حضرت کی باعث اجر جمیل
اور موجب ثواب جزیل جانتے تھے حضرات مصائب جناب
سید الشہدا ع کے بیشمار ہیں کس کس مصیبت کو ذاکر بیان کرے لیکن
مصیبت رخصت اُن حضرت کی اپنے اہل حرم سے اور اُنسے وداع
ہونا عظیم ترین مصائب ہی فِی الْمُنْتَخَبِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہُ لَمَّا قُتِلَ عَلِیُّ الْاَکْبَرُ

عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ طَرَفٍ کَرْبَلَا وَنَادٰی یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ فَاَقْبَلَ اِلَیْہِ
الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَعَلَیْہِ جُبَّۃٌ خَزٍّ دَکْنَاءُ دَعِمَامَۃٌ مُوَرَّدَۃٌ
چنانچہ منتخب وغیرہ میں منقول ہی کہ جب روز عاشورا شاہزادہ علی اکبرؑ
شبیہ پیغمبرؐ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرے اور اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ
علیہ السلام کو آواز دی کہ ای پدر مظلوم میری خبر لیجیے پس یہ آواز اُس
نور نظر کی سنتے ہی تمام عالم اُن حضرت کی نظر میں تیرہ و تار یک ہو گیا اور
بوجہ اس مصیبت کے دل اقدس بیقرار ہوا پس بیتابانہ اُفتاں و خیزاں
وَاوَلَدَاہُ وَاَعَلِیَاہُ گویان طرف مقتل کے روانہ ہوئے اور اُسوقت
عبا خز سیاہ و بقولے سُرمئی رنگ کی دوش اقدس پر تھی اور عمامہ
گلابی سر اطہر پر بندھا تھا فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِہٖ وَقَدْ مَاتَ فَبَکٰی
بُکَاءً شَدِیْدًا وَنَادٰی وَانُوْرَ عَیْنَاہُ وَاثَمَرَۃَ فُؤَادَاہُ فَقَدِ
اسْتَرَحْتَ مِنْ کَرْبِ الدُّنْیَا وَھَمِّھَا آہ جب حضرت لاش علی اکبرؑ پر
پہونچے تو دیکھا کہ وہ نور چشم قبل پہونچنے کے راہی جنت ہو چکا ہی اور
لاش اُس پارہ جگر کی آغشتہ بخاک و خون زمین پر پڑی ہی دیکھتے ہی
اِس مصیبت عظمیٰ کے بالین سر اُس نور نظر کے بیٹھ گئے اور بہت
روئے اور فرمایا کہ افسوس صد افسوس ای نور نظر ای علی اکبرؑ کہ
ہم تم تک نہ پہونچ سکے اور تم دنیا سے رحلت کر گئے لیکن ای فرزند
دلبند تم تو درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور تم نے رنج و الم دنیا سے
راحت پائی وَبَقِیَ اَبُوْکَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا اَیْنَ الْاَحَدُ آءِ یَا بُنَیَّ

علی الدنیا بعدک العفا اور پدر بیکس تیرا بے ناصر و مددگار زغۂ
اعدا مین تنہا رہگیا ہاے ای علی اکبر شبیہ پیغمبر جب تجھ سا فرزند جوان رعنا
ہمصورت رسول خدا دنیا سے گذر جاے اور سامنے آنکھون کے
باین بیکسی اور تشنہ لبی مرجاے تو پھر باپ کو جینا اپنا کیونکر گوارا ہو
اور اُسے کیا لطف زندگی کا باقی رہے ای علی اکبر اب بعد تیرے خاک ہے
اس دنیا و زندگی دنیا پر ثم وثب علی قدمیہ واقبل الی
الخیمۃ لوداع اہلہ فاقبل الی اختہ ام کلثوم وقال لہا یا اختاہ
اوصیک بنفسک خیرا وانی رائح الی ہؤلاء الکفار جبکہ
امام حسین علیہ السلام لاش علی اکبر پر رو چکے اُسوقت کھڑے ہوے اور
طرف خیمگاہ کے واسطے وداع اہل حرم کے متوجہ ہوے پس اپنی بہن
جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ ای بہن
مین اب آمادہ شہادت ہوکے ان اعداسے لڑنے جاتا ہون لیکن
وصیت میری تمسے یہ ہے کہ امور خیر و نیک کو اختیار کرنا اور سلسلہ
صبر و شکر کو اس مصیبت عظمیٰ مین ہاتھ سے نہ دینا کہ اسمین رضامندی
خداے عز وجل ہے یہ سنتے ہی جناب ام کلثوم اور سب اہل حرم نے
روتے روتے حال اپنا غیر کیا اور صدا واحمداہ واعلیاہ کی عصمت سرا سے
بلند ہوئی فاقبل الی اختہ زینب بنت امیر المومنین
وقال لہا یا اختاہ ایتینی بثوب عتیق لا یرغب الیہ احد
حتی اجعلہ تحت ثیابی فقالت زینب یا اخی لم تلبس الثوب

لعتیق پس حضرت بیکسی پر اپنے اہل حرم کی بہت روئے اور اُسی حال مین
اپنی بہن زینب ناتوان دختر امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ ای بہن ایسا
کوئی کپڑا کہنہ لاؤ کہ جسکی طرف کسی کو رغبت نہو اور مین اُسے نیچے لباس کے
پہن لون یہ سُنکر جناب زینب بہت روئین اور عرض کی کہ ای یادگار پدر و مادر
فدا ہون مین آپ پر ایسا لباس کہنہ کیون مطلوب ہے قَالَ لَہَا یَا اُختَاہ
لِئَلّا یَطمَعُ فِیہِ الاَعداءُ وَلا یَسلُبُ الاَشقِیاءُ مِنہا وَلا اَبقیٰ عُریاناً
بَعدَ القَتلِ حضرت نے فرمایا ای بہن سبب طلب لباس کہنہ کا یہ ہے کہ جب
مین شہید ہونگا اُسوقت یہ اشقیا بطمع دنیا میرا لباس و سلاح چھین لینگے
اور کسی کو اُنمین سے خوف خدا کا نہوگا اور لباس کہنہ میرے بدن پر دیکھکر
شاید رغبت طرف اُسکے نہ کرین اور لاش میری بے لباس نہ چھوڑین
وَا اَسَفَاہُ لَمَّا قُتِلَ ذٰلِکَ السَّیِّدُ الاِمَامُ سَلَبَہُ الکَفَرَۃُ اللِّئَامُ
وَبَقِیَ جِسمُہٗ عُریَاناً ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ آہ مومنین جائے تاسف ہے کہ جب
وہ امام مظلوم شہید ہو چکے اُسیوقت وہ سب اشقیا متوجہ طرف اُتار لینے
لباس کے اور چھین لینے سلاح اُن حضرت کے ہوئے آہ آہ کوئی عمامہ
لیگیا کوئی ردا لیگیا اور کسینے کرتہ اُتار لیا یہانتک کہ لاش اقدس جناب
سید الشہداء کی باوصف اُس احتیاط کے تین شبانہ روز غلطان بخاک
اور آلودہ بخون بے لباس ریگستان گرم پر دھوپ مین بے غسل و کفن
پڑی رہی ہائے افسوس صرف وہ زیر جامہ باقی تھا جسکے کمر بند کے لیے
جمال لعین نے ہاتھ قطع کیے فَبَکَت زَینَبُ وَالنِّسَآءُ فَادَّتہُ بِثِیَابٍ

فَلَبِسَهَا وَخَرَقَهَا مِنْ اَطْرَافِهَا وَكَانَ لَهُ سِرْوَالٌ جَدِيْدٌ فَخَرَقَهُ وَمَزَّقَهُ وَجَعَلَهُ تَحْتَ ثِيَابِهٖ الغرض یہ سنکر جناب زینب اور سب عورات بیکسی پر اُن حضرت کی بشدت روئیں آخر کار حسب الارشاد لباس کہنہ حاضر ہوا پس امام حسین علیہ السلام نے اُس لباس کو باوصف کہنگی کے جابجا سے پھاڑ کر نیچے لباس کے پہن لیا بلکہ ایک زیر جامہ کہ جو ثابت و نیا تھا اُسے بھی ہر طرف سے پھاڑ کر نیچے لباس کے پہن لیا فَدَعَا بِبُرْدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَبِسَهَا بِصُوْرَةِ الْكَفَنِ وَاَفْرَغَ عَلٰى نَفْسِهٖ دِرْعَهُ الْفَاضِلَ وَتَعَمَّمَ بِعِمَامَتِهٖ وَتَقَلَّدَ بِسَيْفِهٖ وَاَخَذَ رُمْحَ اَبِيْهِ اللّٰهِ اَكْبَرُ بعد اسکے حضرت نے چادر رسول خدا کو بصورت کفن پہن لیا اور زرہ اپنے نانا کی جسکا نام فاضل تھا بدن اطہر پر درست کی اور عمامہ مقدسہ اُن حضرت کا جسکا نام سحاب تھا سر اقدس پر باندھا اور ذوالفقار حیدر کرار کو حمائل کیا اور نیزہ اپنے پدر بزرگوار علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہاتھ میں لیا جسکا نام ذائب تھا حضرات اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ اب تک وہ جناب آمادہ جہاد اور جدال و قتال خود بنفس نفیس نہوے تھے جب کوئی اصحاب و اقربا سے باقی نہ رہا تو خود آمادہ جہاد و شہادت ہوے وَتَوَجَّهَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَقَالَ لَهُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَةِ خَلِيْفَتِيْ عَلَيْكُمُ اللّٰهُ ۵

فَجَاءَتْ اِلَيْهِ زَيْنَبُ مَغْشِيَّةً	وَمُعْجِرُهَا مِنْ دَمْعِهَا يَتَبَلَّلُ
تَقُوْلُ اُخَيَّ هٰذَا الْفِرَاقُ فَمَتَى اللِّقَا	اُخَيَّ مَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِ فَقْدِكَ كَافِلُ

پس اُن حضرت نے اپنے اہل حرم سے فرمایا کہ ای اہل بیت رسالت و معدن نبوت تم سب پر سلام آخری میرا ہو پہنچے اور میری اور تمھاری ملاقات قیامت پر رہی تم سبکو مین نے حفظ و حمایت خدائے عز و جل مین سپرد کیا کہ وہ خیر الحافظین ہے شاعر کہتا ہی کہ سنتے ہی لفظ رخصت و وداع کے جناب زینب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی ساتھ ہی اسکے غش کر گئین اور زمین پر گر پڑین پس امام حسین علیہ السلام یہ حال اپنی بہن کا دیکھکر سرہانے اُن معظمہ کے بیٹھ گئے اور سر اطہر اُس مظلومہ کا اپنے سینہ سے لگایا جبکہ حضرت زینب کو غش سے افاقہ ہوا اُسوقت حضرت نے بعد بہت سے کلمات تسکین کے ارشاد فرمائے اور حکم بصبر و شکر کیا پس اُس مخدومہ نے رو کر عرض کی کہ ای بقیۂ پدر و مادر مجھے کیونکر صبر آئے کہ بعد آپکے کوئی ایسا سرپرست مجھے نہین نظر آتا ہی کہ جو ظلم و ستم اعدا سے مجھ ستم رسیدہ کو بچائے اور میری حمایت کرے اور نہ اس بہن بیکس کو توقع اسکی ہی کہ پھر کبھی دار دنیا مین آپ مجھ سے ملین گے اور مین پھر کبھی یہ صورت انور دیکھونگی کاش اس بہن کو قبل اسکے موت آتی کہ مین آپکو اس مصیبت مین مبتلا نہ دیکھتی

وَفَاطِمَةُ الصُّغْرٰی تَقُوْلُ لِاُخْتِهَا	هَلُمِّیْ اِلَی التَّوْدِیْعِ وَالْاَمْرُ مَهُوْلُ
اَرٰی وَالِدِیْ یُوْصِیْ بِنَا اَخَوَاتِهٖ	وَعَیْنَاهُ مِنْ حُزْنٍ تَفِیْضُ وَتَهْمِلُ

اور جناب فاطمہ صغری دختر مظلوم کربلا نے جب اپنے باپ اور پھوپھی کو روتے پایا اور شور الوداع الوداع کا اہل حرم مین بپا دیکھا تو اُسوقت بکمال اضطراب روتی ہوئین اپنی بہن جناب سکینہ کے پاس گئین اور کہا

کہ اے بہن کیا بیٹھی ہو اب ہم بیکسون پر بلائے عظیم نازل ہوا چاہتی ہے اور یہ
قریب ہے کہ اس غریب الوطنی مین ہم یتیم ہون اسلیے کہ پدر بزرگوار ہمارے
خیمہ مین تشریف لائے ہین اور گرد اُنکے تمام اہل حرم حلقہ کیے نوحہ و
کر رہے ہین اور حضرت بھی اُن سبکی بیکسی و غریب الوطنی پر روتے ہو.
اور ہماری پھوپھیون سے رخصت ہوتے ہین اور فرماتے ہین کہ اے ام کلثوم
اور اے زینب خاتون مین تم سب سے رخصت ہوتا ہون مگر وصیت میری
تمسے یہ ہے کہ بعد میرے میرے بچون کی دلجوئی کرنا اور اُنکی دلداری مین
مصروف رہنا کہ یہ سب یتیم ہونگے اور دل یتیمون کا نازک ہوتا ہے ا
یہ سب تمہارے سپرد ہین اور تم سبکو مین نے خدائے عز و جل
سپرد کیا کہ وہ خیر الحافظین ہے فلما سمعت ذالک سکینۃ
واقبلت الی ابیھا وھی صارخۃ فقالت لہ یا ابتاہ قد
للموت فمن لنا بعدک فلم تجبہ جبکہ یہ خبر سکینہ خاتون نے سنی
بے اختیار رونے لگین اور گریان و نالان ہو پریشان قریب ا
باپ کے آکے رو کر عرض کی کہ اے بابا جان کیا آپ بھی مانند چچا عبا
اور بھائی قاسم و علی اکبر کے ہمین اس دشت و صحرائے غربت مین
چھوڑ کر مرنے جاتے ہین اے پدر عالی مقدار اگر آپ بھی شہید ہوے
پھر ہمارا کون حامی و مددگار ہے کہ ہمین بعد آپکے دست ظلم اعدا
بچائیگا اور ہماری سرپرستی و حمایت کریگا [illegible] علیہ ا
وقال لھا یا قرۃ عینی کیف لا یستسلم للموت من لا ناصر

ولامعین پس یہ سنکر مظلوم کربلا بہت روئے اور فرمایا کہ ای نور نظر ای پارہ جگر کیونکر اپنی مرگ پر آمادہ نہو وہ مضطر کہ جسکا کوئی ناصر و مددگار باقی نہ رہے اور وہ یکہ و تنہا زغہ کفار ستم شعار مین گرفتار ہو فبکت سکینۃ وقالت یا ابتاہ ردنا الی حرم جدنا فقال الحسین علیہ السلام ھیہات ھیہات یاثمرۃ فؤادی لو ترک القطا لنام پس یہ سنکر سکینہ خاتون بہت روئین اور عرض کی کہ ای بابا اگر آپ ضرور آمادہ شہادت ہین تو پہلے ہم سبکو وطن مین پہونچا دیجئے کہ تاہم اس مصیبت غریب الوطنی سے محفوظ رہین شاید غرض اس شاہزادی کی یہ ہو کہ اگر حضرت مدینہ کیطرف تشریف لیچلین گے تو اس بلا سے محفوظ رہینگے راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر امام حسین علیہ السلام بیتاب ہوگئے اور بیکسی و کمسنی پر اس شاہزادی کے رونے لگے اور فرمایا کہ ای پارہ جگر اگر مجھے اپنا اختیار باقی ہوتا کہ مین تمھین وطن مین پہونچا دون تو مین تمھین بے حامی و مددگار اس دشت غربت مین چھوڑکر کیون مرنے جاتا مگر ای بیٹی باپ تیرا مانند قطا کے لاچار ہے جسطرح قطا خوف صیاد سے مجبور و خائف ہے اسیطرح سے مین اعدا سے مطمئن نہین ہون فبکت سکینۃ بکاء شدیدا فضمھا الی صدرہ ویبکی ویمسح دموعھا بکمہ ویقول حبیب سکینہ خاتون نے اپنے باپ کو کمال بیکس و لاچار پایا بشدت روئین پس یہ حال دیکھکر امام حسین علیہ السلام نے سکینہ کو اپنے سینے سے لگایا اور

اپنی آستین سے اشک چشم و رخسار کے اُسکے پونچھتے جاتے تھے اور
فرماتے تھے ؎

سیطول بعدی یا سکینۃ فاعلمی	منک البکاء اذا الحمام دهانی
لا تحرقی قلبی بدمعک حسرة	مادام منی الروح فی جسمانی

اے پارہ جگر اے سکینہ قریب ہے کہ میں شہید ہوں اور تو میری لاش پر میری
مصیبت میں روئے اور مجھے یاد کرکے حال اپنا غیر کرے پس اے جان
چند نفس کہ میں زندہ ہوں تو نہ رو اور میرے سامنے بحسرت و یاس
اسقدر گریہ و بکا نہ کر کہ تیرے رونے سے دل میرا جل رہا ہے

فاذا قتلت فانت اولی بالذی	تاتینہ یا خیرة النسوان

پس جسوقت کہ میں قتل ہونگا تو اے بہترین نسوان تو سزاوار تر ہے واسطے
گریہ و زاری اور ماتم و عزا کے اور وہ امر کہ بجا لائے تو یعنے اے سکینہ
تو ہی ماتم و عزا میرا بپا کرنے کی سزاوار ہے آہ مومنین اب تصور کیجیے
کہ سکینہ خاتون بعد شہادت اپنے پدر مظلوم کے رونے بھی پائیں یا نہیں
آہ آہ وہ یتیمہ لاش پدر سے لپٹکر روتی تھیں اب کس زبان سے بیان
کروں کہ شمر لعین نے کس ظلم و ستم سے لاش پدر سے جدا کیا الا لعنۃ اللہ
علے القوم الظالمین

مجلس دوم

قال الصادق علیہ السلام لکل شیء ثواب الا الدمعۃ فینا
فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے واسطے

ہر عمل خیر کے ایک حد ثواب ہے ومقرر فرمائی ہی مگر گریہ و بکا کرنا ہم اہل بیت
رسالت کی مصیبت پر اسکے ثواب کی کوئی حد و انتہا نہین ہے پس حضرات
گریہ و بکا کیجیے مصائب پر امام حسین علیہ السلام کے اور تصور کیجیے کہ وہ
مظلوم وقت آخر کس حسرت و یاس سے اپنے اہل بیت سے رخصت ہوئے
فِی مَقْتَلِ اَبِی مِخْنَفٍ ثُمَّ نَادٰی یَا اُمَّ کُلْثُومٍ وَیَا زَیْنَبُ وَیَا سُکَیْنَةُ
وَیَا رُقَیَّةُ وَیَا عَاتِکَةُ وَیَا صَفِیَّةُ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ فَهٰذَا آخِرُ
الْاِجْتِمَاعِ وَقَدْ قَرُبَ مِنْکُمُ الْاِفْجَاعُ چنانچہ مقتل ابو مخنف مین
منقول ہے کہ سید شہدا وقت علی اصغر کے حضرت نے باواز بلند فرمایا کہ
ای ام کلثوم اور ای زینب اور ای سکینہ ای رقیہ ای عاتکہ ای صفیہ
تم سکو میری طرف سے سلام آخری پہونچے کہ یہ آخری ملاقات ہی
اور اب تمھاری مصیبت اور آفت کا وقت قریب آپہونچا ہی یہ سنکر
سب اہل حرم سے شور گریہ و بکا کا بلند ہوا فَصَاحَتْ اُمُّ کُلْثُومٍ
وَقَالَتْ یَا اَخِیْ قَدِ اسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ فَقَالَ یَا اُخْتَاهُ کَیْفَ
لَا یَسْتَسْلِمُ مَنْ لَا نَاصِرَ لَهٗ وَلَا مُعِیْنَ پس جناب ام کلثوم نے
باواز بلند عرض کی کہ ای برادر مظلوم کیا آپ بھی آمادہ مرگ ہوے
اور قتل ہونا گوارا فرمایا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای بہن کیونکہ مرگ کو
گوارا اور تسلیم نہ کرے وہ شخص کہ جسکا کوئی ناصر و مددگار باقی نہو آہ
مومنین جب جناب امام حسین علیہ السلام روز عاشورا اپنی بہنوں سے
رخصت ہو چکے اور بیٹیوں سے رخصت ہو رہے تھے اسوقت عجب شور و فغاں بپا

بپا تھا اور ہر طرف سے صدا الوداع الوداع کی بلند ہوئی فی المنتخب
فبینا کذلک اذ اقبلت الیہ ام سکینۃ وام عبد اللہ الرضیع
تدعی بالرباب وھی بنت امرء القیس الکندیۃ یقول فیھا الحسین
علیہ السلام چنانچہ منتخب وغیرہ مین منقول ہی کہ ابھی حضرت تسکین
و دلداری سکینہ خاتون کی کر رہے تھے کہ اسی اثنا مین مادر سکینہ اور
علی اصغر شیر خوار یعنے جناب رباب دختر امرء القیس کندی روتی پیٹتی
قریب حضرت کے آئین اور وہ مخدومہ سب ازواج مطہرات مین
اُن حضرت کے ممتاز تھین اور جناب امام حسین علیہ السلام کو اُس
محترمہ سے اسقدر الفت تھی کہ اکثر اُنکے بارے مین فرماتے تھے

لعمرک اننی لاحب دارا ⁂ تکون بہا سکینۃ والرباب
احبھما وابذل جل مالی ⁂ ولیس لعاتب عندی عتاب

ہر آئینہ مجھے نہایت پسند ہی وہ گھر جس گھر مین نور نظر پارہ جگر میری سکینہ
اور مان اُسکی رباب ہو اور مجھے ان دونون سے اسقدر محبت ہی
اور اسقدر انھین دوست رکھتا ہون کہ تمام مال اپنا ان دونون کی
خوشی خاطر و رضا جوئی مین صرف کرتا ہون ہر چند کہ اور لوگ اس امر سے
ناخوش ہون وکثیرا ما یقول فیھا الحسین علیہ السلام
لا تعجبنی بیت لا تکون فیھا سکینۃ والرباب اور اکثر اوقات
جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے کہ مجھے وہ گھر پسند نہین آتا ہی
کہ جس گھر مین سکینہ اور رباب نہون فاخذت بلجام فرسہ

وَبَکَتْ وَقَالَتْ لَهٗ یَا سَیِّدِیْ اِنَّكَ تُقْتَلُ فَمَنْ لِّیْ بَعْدَكَ یُعِیْنُنِیْ فِی الْمَصَائِبِ وَیَحْفَظُنِیْ مِنَ النَّوَائِبِ پس وہ معظمہ لگام ذوالجناح کی پکڑ کے بہت روئیں اور عرض کی کہ اے مالک وسردار مجھ بیکس کے اب حضرت آمادہ شہادت ہیں اِس کنیز کا کون حامی ومددگار ہے کہ جو بعد آپکے میری حمایت کریگا اور مجھ بیوارثی کی مدد کریگا فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لَهَا یَا رَبَابُ اِصْبِرِیْ عَلَی الْبَلَاءِ وَاشْکُرِیْ اِلٰهَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ فِی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ فَاِنَّهٗ یَعْصِمُكِ مِنَ النَّاسِ پس حضرت بیکسی پر اُنکی بہت روئے اور فرمایا کہ اے رباب اب وقتِ صبر ومحلِ شکر ہے تمہیں لازم ہے کہ اِس مصیبت عظمیٰ میں سلسلہ صبر کو ہاتھ سے نہ دینا اور حق سبحانہ تعالیٰ پر اعتماد وتوکل کرنا اور ہر نفع وضرر میں شکر خدا کرنا کہ وہی حافظ ونگہبان بیکسان ہے فَوَدَّعَهَا وَوَدَّعَ اَهْلَهٗ وَنِسَائَهٗ وَاَتٰی اِلَی الْمَیْدَانِ وَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَلٰثِیْنَ اَلْفَ فَارِسٍ مِّنَ الشُّجْعَانِ حَتّٰی حَمَلُوْا عَلَیْهِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَّمَکَانٍ وَّقَتَلُوْهُ بِالسُّیُوْفِ وَالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ پس حضرت نے اُس مخدومہ کو امر بصبر وشکر فرما کر رخصت کیا اور اسیطرح سب اہل بیت کو وداع کیا اور عورات واطفال کو روتے پیٹتے چھوڑ کر میدان کارزار میں تشریف لائے اور مثل شیر کے اعدا پر حملہ کیا اور تیس ہزار سوار شجاعان لشکر اشرار سے بضرب ذوالفقار حیدر کرار راہی سقر کیے آخرکار اُن اشقیا نے حضرت کو ہر طرف سے گھیر کر تیر ونیزہ وشمشیر وپتھر سے شہید کیا اور خیمہائے اہل بیت اطہار کو جلا دیا اور عورات واطفال خُرد سال کو

مقید کیا اور شتران بیکجاوہ وعماری پر سوار کرکے شہر بشہر پھرایا الغرض مجالس الفجیع
مین مروت و وفا اور عصمت وحیا جناب رباب سے منقول ہی کہ ہر چند
بعد شہادت جناب سید الشہداء کے وہ مظلومہ مصائب بیشمار مین مبتلا
ہوئین اور ہمراہ اہل بیت رسالت کے از کربلا تا کوفہ اور از کوفہ تا شام
بے نقاب بلوا سے عام مین مقید ہا کہ مثل کنیزان حبش و زنگبار کے پھرائی گئین
اور مدت تک دمشق مین مقید رہین لیکن کبھی ایک سر مو جادہ صبر و رضا سے
تجاوز نہ فرمایا اور کسی حالت مین موافق وصیت امام حسین علیہ السلام کے
سلسلہ صبر کو ہاتھ سے نہ دیا اور بجز گریہ وزاری اور شکر جناب باری کے
کسیوقت حرف شکایت زبان پر نہ لائین فَبَقِيَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ
لَمْ يُظِلَّهَا سَقْفٌ حَتّٰى مَاتَتْ كَمَدًا عَلَيْهِ پس وہ معظمہ
جبتک زندہ رہین اس ماتم عظیم مین کبھی زیر سایہ نہ بیٹھین بلکہ ہمیشہ
زیر آسمان دھوپ اور شبنم اور ابر و باران مین تمام عمر اپنی بسر کی اور
عورات ہاشمیہ کو جمع کرکے ماتم و عزا اور نوحہ و بکا مین مشغول رہتین اور
ہر وقت مصیبت اپنے وارث مظلوم کی یاد کرکے رویا کین یہانتک کہ
روتے روتے مدینہ مین اسی دار فنا سے طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی
اور اکسیر العبادات مین ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے جناب زینب کے
حال مین یون لکھا ہی کہ بعد شہادت اپنے برادر مظلوم کے گریہ و بکا مین
شب و روز مشغول رہتی تھین آخر اسی غم و الم مین مدینہ مین روتے روتے
دنیا سے انتقال کر گئین اور وہین دفن ہوئین اور یہ اقوال مجہولہ او

خلاف ہین جیسا کہ بعض مخالفین نے نقل کیا ہی کہ دوبارہ شام گئین اور وہان انتقال
فرمایا اور بعض علماے اہل خلافت نے ہمسے ذکر کیا ہی کہ جو مسجد اور قبۂ زینبیہ
کہ شام مین مشہور ہی وہ زینب بنت جحشؓ زوجۂ جناب رسول خدا کا ہی مگر میرے
گمان مین یہ بھی بے اصل ہی کیونکہ وہ جنت البقیع مین مدفون ہین اور انکا
روضہ انکا موجود ہی اور علماے امامیہ کی وہ کتابین کہ جنمین نسوان طاہرات کا
مفصل حال تھا وہ بعد قیبت کبریٰ کے تلف ہوگئین جسکے سبب سے ایسے
اختلافات واقع ہوے ہین اور جناب شہربانو کے حال مین یون وارد ہوا ہے
فِی الْبِحَارِ قَالَ فَجَاؤُا بِالْحَرَمِ اُسَارَیٰ اِلَّا شَهْرْبَانُوْيَه فَاَنَّهَا اَلْقَتْ
نَفْسَهَا بِالْفُرَاتِ چنانچہ بحار الانوار مین منقول ہی راوی کہتا ہے کہ
اعداے دین اہل بیت امام حسین علیہ السلام کو اسیر کرکے طرف کوفہ و شام
لیگئے مگر جناب شہربانو اسیر نہین ہوئین اسلیے کہ اُس مظلومہ نے بعد شہادت
اُن حضرت کے اپنے تئین فرات مین ڈالدیا اور وہان سے جہان حکم خدا تھا
وہان غائب ہوگئین آہ مومنین کیا مصیبت گذری باقی اہل بیت جناب
امام حسینؑ پر افسوس اعدا نے بکمال عداوت بے پردہ کیا جیسا کہ معصومؑ
فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدراتِ
عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین
يُسَاقُوْنَهُنَّ كَالْاِمَاءِ الْمُسْبِيَاتِ فِي الْبَرَارِيْ وَالْفَلَوَاتِ اور
اُن ستم رسیدون کو مثل کنیزون کے اسیر و مقید کرکے اعدا زمین
ناہموار اور صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُنَّ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ

آہ اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیدِیہِم مَغلُولَۃٌ اِلَی الاَعنَاقِ ہائے افسوس ہاتھ ان بیکناہوں کے گردنوں سے مستحکم باندھے تھے یُطَافُ بِہِم بِہٰذِہِ المَذَلَّۃِ فِی الاَسوَاقِ آہ آہ اعدائے دین اُن بیکسوں کو باین مذلت بازار و گلیوں میں پھراتے تھے الا

لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سوم

فِی عُیُونِ اَخبَارِ الرِّضَا عَلَیہِ السَّلَامُ عَن اَمِیرِ المُؤمِنِینَ عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ یَا عَلِیُّ مَا خَلَقَ اللہُ تَعَالٰی خَلقًا اَفضَلَ مِنِّی عیون اخبار رضاء میں جناب امیر المومنین سید الوصیین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے کہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ یا علی حق سبحانہ تعالے نے کسی مخلوق کو اپنے مخلوقات سے بہتر و افضل مجھ سے نہیں خلق کیا ہے فَقُلتُ لَہٗ یَا رَسُولَ اللہِ فَاَنتَ اَفضَلُ اَم جِبرَائِیلُ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے بمصلحت واسطے تفہیم حاضرین کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا آپ افضل و بہتر ہیں یا جبرئیل افضل ہیں فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ یَا عَلِیُّ اِنَّ اللہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَضَّلَ الاَنبِیَاءَ وَالمُرسَلِینَ عَلَی المَلَائِکَۃِ المُقَرَّبِینَ وَفَضَّلَنِی اللہُ تَعَالٰی عَلَی الاَنبِیَاءِ وَالمُرسَلِینَ پس جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ و آلہ نے میرے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یا علی تحقیق کہ جناب

اقدس الٰہی نے تمام انبیا و مرسلین کو فرشتہائے مقربین سے افضل پیدا کیا ہے
اور مجھے تمام انبیا و مرسلین سے بہتر و افضل خلق کیا یعنے یا علی مین بمراتب
افضل ہون جبرئیل سے وَالْفَضْلُ بَعْدِیْ لَکَ یَا عَلِیُّ وَلِلْاَئِمَّۃِ
مِنْ بَعْدِکَ وَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ خُدَّامُنَا وَخُدَّامُ مُحِبِّیْنَا اور یا علی
بعد میرے حق سبحانہ تعالےٰ نے تمھین اشرف و افضل تمام مخلوقات سے
خلق کیا ہے اور مثل تمھارے ہی گیارہ امام تمھاری اولاد سے افضل مخلوقات
ہین اور یا علی سب ملائکہ خادم ہین ہمارے اور اُن لوگون کے کہ جو دوست
اور شیعہ ہین ہمارے یَا عَلِیُّ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّہِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِوَلَایَتِنَا یا علی وہ ملائکہ کہ عرش کو
اٹھائے ہین اور جو ملائکہ کہ گرد عرش کے ہین وہ سب تسبیح بحمد
خدائے عزوجل کرتے ہین اور طلب مغفرت کرتے ہین اُن لوگون کے لیے
کہ جو لوگ ایمان لائے ہین ہماری ولایت و محبت کا یَا عَلِیُّ لَوْلَا نَحْنُ
مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَا حَوَّیٰ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ
وَلَا السَّمَآءَ وَلَا الْاَرْضَ یا علی اگر جناب احدیت ہمین نہ پیدا کرتا تو نہ پیدا
کرتا حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو اور نہ خلق کرتا بہشت و دوزخ
اور آسمان و زمین کو فَکَیْفَ لَا نَکُوْنُ اَفْضَلَ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَقَدْ سَبَقْنَاہُمْ
اِلٰی مَعْرِفَۃِ اللّٰہِ وَتَسْبِیْحِہٖ وَتَہْلِیْلِہٖ وَتَقْدِیْسِہٖ پس یا علی کیونکر
ہم افضل و اشرف نہون رتبہ مین سب ملائکہ سے حالانکہ ہم سابق ہیں ہر
ایسے زمانا معرفت خدائے عزوجل مین اور مقدم ہین ہم بجا لانے

تسبیح و تہلیل و تقدیس پروردگار میں ملائکہ سے لان اول ما خلق اللہ
تعالیٰ خلق ارواحنا فانطقنا بتوحیدہ و تحمیدہ فلما شاھدوا
ارواحنا نوراً واحداً استعظمت امرنا یا علی وجہ ہمارے سابق
ہونے کی ملائکہ پر یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے فضل و کرم سے قبل
پیدا کرنے تمام عالم کے ہماری ارواح کو خلق کیا اور بعد اسکے ہماری
ارواح کو گویا کیا ساتھ اپنی توحید و تحمید کے پس جبکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
بعد ہماری خلقت کے پیدا کیا ملائکہ کو اور ان نے ہمارے نور کو مشاہدہ کیا
اسوقت ملائکہ نے ہمیں معظم و مکرم جانا اور ہماری وقعت نے انکے دلوں میں
جگہ پکڑی اور چاہا کہ ہمسے طریقہ تسبیح و تہلیل و تحمید و تمجید رب مجید سیکھیں
فسبحنا لتعلیم الملائکۃ انا خلق مخلوقون و ان اللہ تعالیٰ منزہ
عن صفاتنا فسبحت الملائکۃ بتسبیحنا و قالوا لا الٰہ الا اللہ پس ہمنے
تسبیح کی خدائے عزوجل کی واسطے تعلیم ملائکہ کے بلفظ انا خلق مخلوقون یعنے
ہم بندگان خدا پیدا کیے ہوئے اسکے ہیں اور خالق ہمارا پاک و منزہ ہے
ان صفات سے کہ جو ہم میں موجود ہیں پس تسبیح کی ملائکہ نے ساتھ ہماری
تسبیح کے اور ان نے ہمسے سیکھکر لا الٰہ الا اللہ کہا یعنے نہیں ہے کوئی معبود بحق
مگر حق سبحانہ تعالیٰ کہ وہی لائق عبادت کے ہے ثم ان اللہ تعالیٰ
خلق آدم علیہ السلام فاودعنا صلبہ و امر الملئکۃ بالسجود لہ
تعظیماً لنا و اکراماً فانا افضل من الملئکۃ یا علی بعد پیدا کرنے
ملائکہ کے حضرت آدم علیہ السلام کو جناب احدیت نے خلق کیا اور نور

ہمارا صلب مین اُنکے بطور امانت سپرد کیا اور حکم فرمایا ملائکہ کو کہ سجدہ کرو
حضرت آدم کو واسطے اکرام و تعظیم ہمارے نور کے کہ اُنکے صلب مین تھا پس
یا علی ہم بدرجات افضل و اشرف ہین ملائکہ مقربین سے حضرات
افسوس صد افسوس کہ ایسے مقربان خدا پر اشقیاے امت نے وہ ظلم و ستم
کہ کوئی ظالم کسی گناہگار پر بھی وہ ظلم نہین کرتا ہی ہر چند کہ مصیبت اُن حضرات
کی از جناب رسول خدا تا حسن مجتبیٰ علیہم السلام موجب گریہ و بکا ہی لیکن حال
جناب خامس آل عبا مظلوم کربلا کا اسدرجہ پُر درد و الم ہی کہ بیان سے
اُسکے دل سننے والون کا شق ہوتا ہی خاصۃً مصیبت رخصت اُن حضرت کی
اپنے اہل و عیال سے کہ عظیم ترین مصائب ہی فی محرق القلوب
انہ لما بقی الحسین علیہ السلام وحیدا فریدا ابکی بکاء
شدیدا چنانچہ محرق القلوب وغیرہ مین منقول ہی کہ جب روز
عاشورا امام حسین علیہ السلام بعد شہادت علی اصغر کے یکہ و تنہا رہ گئے
اُسوقت حضرت اپنی بیکسی و تنہائی پر بہت روئے ثم التفت الی
الخیمۃ ونادی یا اہل بیت النبوۃ ومعدن الرسالۃ
علیکن منی السلام خلیفتی علیکم اللہ پس بعد گریہ و بکا کے متوجہ
طرف خیمگاہ کے ہوئے اور آواز دی کہ ای اہل بیت نبوت و معدن
رسالت تم سب پر میرا سلام آخری ہو کہ مین بھی تمسے رخصت ہوتا ہون
اب ملاقات ہماری اور تمھاری قیامت پر رہی اور تم بیکسون کو
بخدائے عزوجل کرتا ہون کہ اُس سے بہتر کوئی وکیل و کفیل نہین ہی

فَصَارَخْنَ النِّسَاءُ بِالْبُکَاءِ وَالْعَوِیْلِ فَاَمَرَھُنَّ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
بِالصَّبْرِ الْجَمِیْلِ وَالتَّوَکُّلِ عَلَی الرَّبِّ الْجَلِیْلِ پس جب اُن مخدرات
عصمت نے حضرت کو آمادہ شہادت پایا اور لفظ رخصت و وداع زبان
اطہر سے سنا سب بیکسوں نے صدا بنوحہ و بکا بلند کی اور حال اپنا
غیر کیا اسطرف سب اہل حرم سے آواز واحُسیناہ کی بلند تھی اور اُسطرف
امام حسین ؑ حال پر عورات و اطفال کے کھڑے رو رہے تھے اور ایک
شور قیامت خیمۂ عصمت و طہارت میں بلند تھا ہر چند کہ حضرت نے
ہر ایک کو ارشاد بصبر و تحمل فرمایا اور بہت سے کلمات تسکین کے
ارشاد کیے لیکن کسیطرح رونا اُن بیکسوں کا موقوف نہوتا تھا بلکہ بیتابی
و بیقراری اُنکی حضرت کی جدائی سے زیادہ ہوتی تھی فَاَقْبَلَ اِلٰی اُخْتِہٖ
اُمِّ کُلْثُوْمٍ وَقَالَ لَھَا یَا اُخْتِیْ اِنْ اَفَاقَ عَلِیٌّ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ ؑ
مِنْ غَشْوَتِہٖ فَاطْلُبِیْہِ حَتّٰی اُوَدِّعَہٗ پس اُس حالت گریہ و بکا میں
امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن ام کلثوم ؑ سے فرمایا کہ اے بہن اگر میرے
فرزند علیل زین العابدین ؑ کو کچھ غش سے افاقہ ہو تو اُس نور نظر کو میرے
اس حال سے خبر دو اور اُسے میرے پاس لاؤ کہ تا میں اُس پارہ جگر سے بھی
رخصت ہو لوں اور وہ مجھ سے رخصت ہولے کہ بعد اسکے پھر کبھی دار دنیا
میں ملاقات نہوگی فَاَقْبَلَتْ اِلَیْہِ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَاَخْبَرَتْہُ بِمَا جَرٰی
عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ص پس حسب الارشاد حضرت کے جناب
ام کلثوم ؑ بالین سر بیمار کربلا کے آئیں اور کہا کہ اے پارۂ جگر کچھ تمھیں خبر ہے

کہ ہم اہل بیت رسالت پر کیا بلائے عظیم نازل ہو رہی ہے اور صبح سے
اِسوقت تک کون کون ہمارے اقربا سے شہید ہو چکے ہیں ای فرزند دلبند
نہ عباس بھائی میرے باقی ہیں اور نہ قاسم و علی اکبر زندہ ہیں اور نہ عون
و جعفر اور محمد ہیں بلکہ سب بھائی اور بھانجے اور بھتیجے اور علی اصغر شیرخوار تک
شہید ہو چکے ہیں اب نوبت اِسکی پہونچی ہے کہ خود حضرت واسطے رخصت کے
خیمۂ اہل حرم میں تشریف لائے ہیں اور سب اہل بیت اُن حضرت سے
رخصت ہو رہے ہیں اُن حضرت نے تمھیں بھی واسطے رخصت کے اپنے
پاس طلب کیا ہے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بَكٰى
وَاَقْبَلَ اِلٰى اَبِيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَمَّهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ
وَاعْتَنَقَهٗ فَبَكَيَا طَوِيْلًا ہر چند کہ جناب سید الساجدین علیہ السلام بسبب
شدت تپ کے نہایت ہی ضعیف اور ناتوان تھے اور طاقت نشست
و برخاست اُن حضرت میں نہ تھی مگر سنتے ہی اِس خبر کے رونے لگے
اور اُسیوقت بکمال اضطرار خدمت باسعادت اپنے پدر بزرگوار میں
حاضر ہو کر تسلیم عرض کی جب نگاہ حضرت کی اُس نور نگاہ پر پڑی دست
حق پرست پھیلا کر اُس پارۂ جگر کو سینۂ اطہر سے لگا لیا اور دیر تک
طرفین سے صدائے گریہ و بکا بلند رہی اور گرد اُنکے سب اہل حرم اور بچے
زار زار روتے تھے فَقَالَ لَهٗ يَا وَلَدِيْ اِنِّيْ سَاُقْتَلُ عَلٰى اَيْدِي
الْاَعْدَآءِ وَاُوْصِيْكَ بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاحِ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ
جب صدائے ہل من مبارز کی لشکر اعدا سے بلند ہوئی اُسوقت حضرت نے

اپنے فرزند بیمار سے ارشاد فرمایا کہ ای نورچشم اب وقت ہماری شہادت کا
آپہونچا ہی قریب ہی کہ ہم ہاتھ سے اس فرقۂ اشرار کے قتل ہون پس
حضرت نے وصایا فرمائے منجملہ اُنکے یہ ہی کہ فرمایا ای فرزند وصیت میری
تمسے یہ ہی کہ ہر مصیبت و بلا مین شکر جناب باری اور صبر و تحمل و بُردباری
شعار اپنا کرنا اور ہر امر مین تقویٰ اور پرہیزگاری کو اختیار کرنا اور ہر وقت
مشیت ایزدی پر راضی رہنا کہ یہی شعار ہم اہل بیت رسول مختار کا ہی
فَیَا وَلَدِی اَنْتَ اِمَامُ الْخَلْقِ بَعْدِی یَا بُنَیَّ اِنْ کُنْتَ تَرْجِعُ اِلَی
الْمَدِیْنَةِ فَاخْبِرْ شِیْعَتِی اِنَّ اِمَامَکُمُ الْحُسَیْنَ قَدْ قُتِلَ عَطْشَانًا
وَذُبِحَ اَطْفَالُهُ ظَمْآنًا فَعَلَیْکُمْ بِالتَّذَکُّرِ بِعَطَشِهٖ وَعَطَشِ اَطْفَالِهٖ
عِنْدَ شُرْبِ الْمَاءِ الْبَارِدِ ای فرزند اب تم بعد ہمارے امام زمان
اور ہادی خلق ہو ای پارۂ جگر جبکہ تم قید شدید اعدا سے رہائی پاؤ اور پھر
مع اہل بیت کے مدینہ منورہ مین داخل ہو تو یہ پیام ہمارا دوستان وطن
اور شیعون سے کہدینا کہ حسین فرزند رسول الثقلین امام تمہارا پیاسا
راہ خدا مین قتل ہوا اور سب اعوان و انصار اُنکے مع اطفال شیرخوار
تشنہ لب مثل گوسفندان قربانی ذبح کیے گئے پس تم سبکو لازم ہی کہ جب
آب سرد و خوشگوار پینا اُسوقت تشنگی میری اور میرے اطفال شیرخوار کی
یاد کر لینا فَسَلَّمَهٗ عِلْمَ الْاِمَامَةِ وَاَعْطَاهُ الْاَمَانَةَ مِنْ صَحَائِفِ
الْاَدْیَانِ وَصَحِیْفَةَ فَاطِمَةَ وَالْقُرْاٰنَ وَمِنَ الْجَفْرِ الْاَبْیَضِ وَالْاَحْمَرِ
پس بعد ان وصایا کے اُس عالم علوم ربانی نے تمام علوم اولین و آخرین

اپنے فرزند امام زین العابدین علیہ السلام کو تعلیم فرمائے اور علم امامت و اسرار
ولایت پر مطلع کیا اور سب امانات مثل صحیفۂ فاطمۂ زہرا علیہا السلام اور
قرآن مجید اور جفر ابیض واحمر اپنے نور نظر کو عنایت فرمائے فبینا انا کذالک
اذ اقبلت الیہ شہربانویہ ام علی بن الحسین علیہما السلام
باکیۃ نادبۃ حاسرۃ نائحۃ پس اسی اثنا مین جناب شہربانو مادر گرامی
جناب علی بن الحسین علیہما السلام کی گریان و نالان مو پریشان خدمت
باسعادت حضرت مین حاضر ہوئین فبکت وقالت لہ یا سیدی
انک ترید للمیدان و تقتل الان فمن لی بعدک یحمینی و یحفظنی
من النوائب والحدثات پس وہ مخدومۂ عالم بہت روئین اور عرض کی
کہ ای سید عالی وقار آپ تو آمادۂ میدان کارزار ہین اور قریب ہی کہ
ہاتھ سے اس قوم نابکار کے آپ شہید ہون اور مین بعد آپکے اس صحرائے
پربلا مین ظلم اعدا سے ذلیل ہون اسوقت کون میری حمایت و حفاظت
کریگا کیونکہ اس ملک عرب مین غریب الوطن بے حامی و مددگار ہون
کوئی میری قوم و قبیلہ سے یہان ایسا نہین ہی کہ بلحاظ و پاس اپنی قوم کے
میری نصرت و مدد اور حمایت کرے واما اخواتک و بناتک فہن
بنات محمد ن المصطفی و علی ن المرتضی صلوات اللہ علیہما فلا بد
لکل مسلم ان یعظمہن بکل ما یقدر علیہ اور ای امام کونین
اگر آپ اس کنیز کے حال کو مثل اپنی بہنون اور بیٹیون کے تصور فرمائیں
تو یہ نہین ہوسکتا ہی اسلیے کہ وہ سب مخدرات عصمت دختران جناب

رسول خدا اور جناب علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہم السلام ہین پس ہر مسلمان کو
تعظیم و تکریم اُنکی واجب و لازم ہی کسکی مجال ہی کہ کسی حال مین بجز عزت
و احترام کے اُنسے پیش آئے اور درپے ہتک حرمت اُنکے ہوسکے وَاَنَا غَرِیْبَۃٌ
فِی الْبَلَدِ اِبْنَتُ یَزْدَجَرْدِ السُّلْطَانِ فَلَا یَجِبُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ
اَنْ یَحْمِیَنِیْ وَیُعَظِّمَنِیْ بخلاف اس کنیز کے کہ مین بیٹی ہون یزدجرد سلطان
عجم کی میری حمایت و تعظیم کسی شخص پر واجب و لازم نہین ہی اس سبب سے
مجھے اپنی حرمت کا خیال ہی آہ مومنین یہ جائے گریہ و بکا ہی کہ جناب
شہربانو کو اُسوقت تک یقین اسکا تھا کہ اگرچہ اشقیائے امت جفاکار نے
بسبب طمع دنیوی کے مردان اہل بیت رسالت کو قتل کیا ہی لیکن یہ
بیچاریاں بسبب حمیت اسلام کے جناب زینب و ام کلثوم اور سکینہ و فاطمہ
اور رقیہ و شہربانو کہ یہ سب ذریت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ اور
دختران علی مرتضیٰ علیہ السلام ہین ضرور بتعظیم و تکریم پیش آئینگے اور وہ
مخدومہ جانتی تھین کہ عالم مین کسیکی مجال نہین ہی کہ اُنسے خلاف اُنکی
شان کے کوئی سلوک کرے افسوس ہزار افسوس کہ وہ مخدومہ
یہ نہ جانتی تھین کہ بعد شہادت امام حسین ؑ کے اعدا اُن شاہزادیون کو
مثل اسیران زنگبار کے مقید و گرفتار کرکے بے نقاب شتران بیکجاوہ و عماری
پر شہر بشہر دیار بدیار مین پھرائینگے اور ہلواسے عام مین باواز بلند بکمال فخر و مباہات
ایک دوسرے کو آگاہ کرینگے اَلَا یَا اَهْلَ الْکُوْفَةِ وَالشَّامِ هٰذِهٖ
السَّبَایَا بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ ای اہل کوفہ و شام آگاہ ہو کہ یہ قیدی

دختران رسول خدا اور فاطمہ زہرا و علی مرتضے مین فبکی الحسین علیہ السلام
وقال لہا یا شہر بانو لا تخافی من القوم الظالمین فان اللہ
یحفظک وہو خیر الحافظین الغرض جب حضرت نے یہ سنا اور آثار
خوف کے ان معظمہ مین مشاہدہ فرمائے تو بہت روئے اور فرمایا کہ ای
شہر بانو خدا پر اعتماد و توکل کرو اور ہرگز اپنی عزت و آبرو کا خوف
نہ کرو کہ حق سبحانہ تعالی تمہین محفوظ رکھیگا کہ وہ خیر الحافظین ہے یا شہر بانو
اذا انا قتلت فیصہل فرسی ویبکی بکاء الثکلی ویجی کربقتلی
فارکبی علی ظہرہ فیوصلک الی حیث یشاء اللہ تعالے
ای شہر بانو اب وقت شہادت میرا قریب ہے اور گھوڑا میری سواری کا
بعد میری شہادت کے میری لاش پر مانند زن پسر جوان مردہ کے روکر
یال اپنی میرے خون سے رنگین کرکے در خیمہ پر آئیگا اور تم سب اہل بیت
میری شہادت سے خبر دیگا اسوقت تم اسپر سوار ہو لینا پس وہ اسپ
وفا شعار تمہین بکمال حفاظت و حراست ایسے مکان محفوظ مین پہونچائیگا
کہ جہان حکم خدا ہوگا ثم ودعہا وودع اہلہ واطفالہ وترکہن
باکیات نادبات ساکبات واتی الی المیدان تب حضرت نے
اس معظمہ اور سب اہل بیت اطہار کو رخصت کیا اور آپ امادہ شہادت
ہوگئے میدان مین تشریف لائے راوی کہتا ہے کہ گریہ و بکا سے
اہل حرم و اطفال خورد سال سے خیمہ حرم محترم مین ایک شور قیامت
بپا تھا کسی بیکس کی آواز آتی تھی کہ ہائے بھائی میرے کوئی کہتی تھی ہا

ہائے بجائے میرے کون چلاتی تھی ہائے وارث میرے افسوس صد افسوس
کہ آپ واسطے شہادت کے آمادہ و رخصت ہوئے اور مین جیتی رہی کاش
مجھے قبل اسکے موت آتی اور یہ حال آپکا نہ دیکھتی اور بچے اس کرب سے
روتے تھے اور ہائے بابا کہتے تھے کہ دل ہر ایک دوست و دشمن کا شکر
شق ہوتا تھا آہ مومنین خدا نہ کرے کہ کیسے اہل حرم اپنے حامی و سرپرست
عالم غربت و مسافرت مین جدا ہون آہ یہ حال تو اہل بیت امام حسین
علیہ السلام کا وقت رخصت کے تھا اور جب آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ ع بلند
ہوگی تو کیا حال ہوا ہوگا چنانچہ معصوم فرماتے ہین بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُورِ
نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ ای جد مظلوم اُس وقت مخدرات عصمت سر برہنہ پریشان
گریان و نالان و امظلوماہ و اسیداہ کہتی ہوئین خیمگاہ سے نکل آئین

الالعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہارم

فِی الْمَجَالِسِ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَا یُبْدَأُ بِہٖ فِی الْاٰخِرَۃِ صَدَقَۃُ الْمَآءِ
یَعْنِیْ فِی الْاَجْرِ کافی مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ
فرمایا جناب امیر المؤمنین ع نے جبکہ بروز قیامت اعمال خیر و نیک کا
اجر و ثواب ہر نیکوکار و متقی و پرہیزگار کو عطا ہوگا تو ابتدا اُسکی اُن
لوگون سے کیجائیگی کہ جن اشخاص نے دار دنیا مین کسی پیاسے کو سیراب
کیا ہوگا وَفِیْہِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ

اِبْرَادُ کَبِدٍ حَرّٰی ہے اور اُسی کتاب مین جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ بہترین تصدقات سرد کرنا ہی اُس
جگر کا کہ جو بسبب شدت تشنگی کے گرم ہوا ہو وَعَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اَنَّہٗ قَالَ مَنْ سَقَی الْمَآءَ فِیْ مَوْضِعٍ یُوْجَدُ فِیْہِ الْمَآءُ کَانَ کَمَنْ
اَعْتَقَ رَقَبَۃً اور فرمایا جناب صادق ع نے کہ جس شخص نے کسی پیاسے کو
پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ وہان پانی میسر آتا ہو تو حق سبحانہ تعالےٰ اُسے
ثواب عطا کریگا برابر اُس شخص کے کہ جسنے ایک بندہ راہ خدا مین
آزاد کیا ہو وَمَنْ سَقَی الْمَآءَ فِیْ مَوْضِعٍ لَا یُوْجَدُ فِیْہِ الْمَآءُ کَانَ کَمَنْ
اَحْیَا نَفْسًا وَمَنْ اَحْیَا نَفْسًا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا اور فرمایا
اُن حضرت نے کہ جس کسی نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ
جہان پانی میسر نہ آتا ہو پس اُس شخص نے گویا زندہ کیا ایک بندہ
خدا کو اور جسنے ایک بندہ خدا کو زندہ کیا یعنے جان اُسکی بچائی پس
اُس شخص نے گویا تمام بندگانِ خدا کو زندہ کیا وَعَنْ مُصَادِفٍ اَنَّہٗ
قَالَ کُنْتُ مَعَ اَبِیْ عَبْدِ اللہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ مَکَّۃَ
وَالْمَدِیْنَۃِ فَمَرَرْنَا عَلٰی رَجُلٍ فِیْ اَصْلِ شَجَرَۃٍ قَدْ اَلْقٰی
بِنَفْسِہٖ اور کافی مین مُصادِف سے منقول ہی کہ ایک مرتبہ مین ساتھ
جناب صادق ع کے درمیان مکہ و مدینہ کے ہمسفر تھا اثنائے راہ مین
دیکھا ہمنے کہ ایک شخص جڑ مین ایک درخت کی پڑا ہی اور حال اُسکا
ایسا متغیر ہی کہ جیسے وقت نزع کے متغیر ہوتا ہی فَقَالَ لِیَ الصَّادِقُ

یَا مُصَادِفُ مِلْ بِنَا اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ
قَدْ اَصَابَهُ الْعَطَشُ پس ایسے حال مین اُسے مبتلا دیکھکر جناب
صادق ع نے مجھ سے فرمایا کہ اے مُصادف میرے ساتھ چل اُس
شخص کے پاس یعنے تا حال اسکا دریافت کرین کہ یہ کس مرض مین
مبتلا ہی اور سبب اسکے اسقدر تغیر کا کیا ہی اے مصادف مجھے خوف
اسکا ہی کہ کہین یہ شخص شدت تشنگی سے جان بلب ہو فَمِلْنَا فَاِذَا
هُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْفَرَاشِیْنَ طَوِیْلَ الشَّعْرِ فَسَأَلَهُ الصَّادِقُ ع
اَعَطْشَانُ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ پس حضرت اُسکی طرف متوجہ ہوے اور
مین بھی ہمراہ ہوا یہانتک کہ قریب اُس شخص کے پہونچے دیکھا ہمنے
کہ وہ شخص فراشون مین سے ہی اور بال اُسکے بہت بڑے ہین کہ یہ
علامت و نشان کفار ہی پس جناب صادق ع نے اُس شخص سے
پوچھا کہ حال تیرا اسقدر کیون متغیر ہی کیا تو پیاسا ہی اُسنے عرض کی کہ
البتہ مین پیاسا ہون فَقَالَ لِیَ الصَّادِقُ ع یَا مُصَادِفُ اَنْزِلْ
وَاسْقِهٖ فَنَزَلْتُ وَسَقَیْتُهٗ ثُمَّ رَکِبْتُ وَسِرْنَا پس
اُسوقت حضرت کو رحم آیا اور مجھ سے ارشاد کیا کہ اے مصادف مرکب سے
نیچے اُترا اور اس تشنہ لب کو پانی پلا پس مین حسب الارشاد نیچے
اُترا اور اُس شخص کو مین نے سیراب کیا بعد اسکے سوار ہوکر
ہمراہ حضرت کے روانہ ہوا فَقُلْتُ هٰذَا نَصْرَانِیٌّ اَتَتَصَدَّقُ
عَلٰی نَصْرَانِیٍّ مُصادف کہتا ہی کہ اثناے راہ مین مین نے اُن حضرت

عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ شخص کہ جسے حضرت نے پانی پلوایا ہی نصرانی تھا
آیا ایسے کفار کو پانی پلانا جائز ہی فَقَالَ لِی نَعَم یَا مُصَادِفُ اِذَا کَانُوا
فِی مِثلِ هٰذِهِ الحَالِ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے مصادف جسوقت
ایسے حال میں یہ لوگ مبتلا ہوں اور شدت تشنگی سے جان بلب ہوں
تو البتہ پانی پلانا انکا جائز ہی پس مومنین یہ جاے گریہ و بکا ہی کہ جس
صورت میں پانی پلانا پیاسے کو باعثِ اجر و ثواب ہو یہانتک کہ شدتِ
تشنگی میں کافر تک کو بھی سیراب کرنا جائز ہو واے ہو ان اشقیا پر کہ
جنھوں نے امام حسین فرزند رسول الثقلین پر تین شبانہ روز پانی بند کیا
اور ان حضرت کو اور انکے اعوان و انصار بلکہ اطفال شیرخوار کو شدتِ
تشنگی میں قتل کیا ہر چند کہ وہ فرزند ساقی کوثر پانی طلب کرتے رہے ۵

لَو اَنَّ سِبطَ المُصطَفیٰ وَهُوَ ظَامِئٌ ۔ یُذَادُ عَنِ المَآءِ المُبَاحِ وَیُحرَمُ
وَقَد صُرِعَت اَنصَارُهُ وَهُوَ مُفرَدٌ ۔ یُنَادِی اَلَا هَل رَاحِمٌ یَتَرَحَّمُ

راوی کہتا ہی کہ نہیں بھولتا مجھے وہ حال امام حسین فرزند رسول الثقلین ع کا
کہ جسوقت روز عاشورا شدتِ تشنگی میں وہ امام مظلوم چاہتے تھے کہ
اعدا مجھے نہر فرات تک جانے دیں اور پانی سے منع نہ کریں اسوقت
وہ اشقیا سد راہ ان حضرت کے ہوتے تھے اور کسیطرح نہر فرات تک
جانے نہ دیتے تھے اور ہر چند اس حالتِ تنہائی و بیکسی میں بعد شہادت
اصحاب و انصار کے کہ انکی لاشیں گرد پڑی تھیں صدا بفریاد و استغاثہ
بکی اور فرمایا کہ آیا کوئی بھی تم میں نرم دل ہی کہ میری تشنہ لبی پر

رحم کرے لیکن کوئی فریاد کو اُن حضرت کی نہ پہونچا اور وہ آب مباح
فرزند رسول پر حرام کر دیا ہے

فقالوا له ان شئت ترجع سالما　وتسقى من ماء الزلال وتطعموا
فبايع بطوع للامير مسالما　والا فحد السيف فيك محكم

جب اُن اشقیا نے فریاد و استغاثہ حضرت کا سُنا جو واسطے اتمام حجت کے پیش خدا تھا اُسوقت اُن بےحیاؤن نے اُسکو محمول عجز پر کرکے بکمال بے ادبی جواب دیا کہ یا حسینؑ اگر آپکو رغبت طرف آب سرد اور خوشگوار کے ہی اور جان اپنی عزیز ہی تو چارہ سوا اسکے نہین ہی کہ بیعت یزید کی کیجیے اور اگر یہ امر قبول نہین ہی اور اسے باعث ننگ و عار جانتے ہو تو بجاے آب خوشگوار کے آب شمشیر سے سیراب ہوگے سبحان اللہ کسقدر غیور تھے فرزند اسد اللہ کہ شاعر زبان حال حضرت کے ناقل ہی ہے

فقال لهم لا تزعموا انني　ابايع رهبا خيفة الموت فاعلموا
وما هي الا ساعة ثم التقي　بجدي واحظى بالجنان وانعم

بس سنتے ہی حرف بیعت کے رنگ چہرۂ انور کا متغیر ہوگیا اور جواب مین اُن اشقیا سے فرمایا کہ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ای گروہ اشرار تمنے اپنے زعم باطل مین میری فریاد اور استغاثہ کو محمول میرے عجز و انکسار پر کیا اور مجھسے طالب بیعت ہو واسطے یزید شرابخوار کے اور جانتے ہو کہ حسینؑ خوف مرگ

اور شدت تشنگی و قلت اعوان و انصار سے بیعت کر لیگا معاذ اللہ یہ کب
ہوسکتا ہے کہ فرزند سید المرسلین راہ راست دین مبین کو برباد دے
اور محکوم ایسے بددین کا ہوا اور اس ننگ و عار کو قبول کرے ہرچند
کہ تکلیف تشنگی و مرگ تکلیف و اذیت عظیم ہے لیکن یہ سب تکالیف
ایک ساعت سے زیادہ نہیں ہیں اور بعد اسکے اپنے جدا مجد جناب
رسالت مآب سے ملاقات کرونگا اور انواع و اقسام کی نعماے
بہشت سے تنعم ہونگا اور آب خوشگوار انہار جنت سے سیراب ہونگا۔

فصال علیہم صولۃً علویۃً … فکانوا کضأنٍ صال فیہم ضیغم
وحکّم فیہم سمہریاً مقوّماً … وابیض لاینبو ولا یتثلّم

آخرکار ان حضرت نے ذوالفقار حیدر کرار کو میان سے کھینچ لیا اور
مانند علی مختار اسد پروردگار کے اس قوم بدکردار پر حملہ کیا اور نیزہ
سمہری و سیف حیدری سے ہزاروں کفار ستم شعار کو واصل جہنم کیا
اور کشتہاے نجس قوم اعدا سے ہر طرف انبار جمع کر دیئے آہ مومنین
یہ دیکھکر بترغیب شمر ملعون سے ان اشقیا نے حضرت کو ہر طرف سے
گھیر لیا اور تیر و نیزہ و شمشیر اور سنگ سے مجروح کیا اور اس امام
مظلوم کو بظلم و ستم پیاسا شہید کیا اور کچھ پاس و لحاظ قرابت
رسول خدا کا نہ کیا۔

فداک روحی یا حسین وعترتی … وانت عفیر فی التراب جدیل
وجسمک عریان طریح علی الثری … علیک خیول الظالمین تجول

فدا ہو جان اور اولاد ہماری آپ پر اے حسین مظلوم کہ آپ خاک آلودہ
زمین کربلا پر لوٹ رہے تھے کہ اشقیاے امت جفاکار نے آپکو شدت
تشنگی میں مثل گوسفند قربانی ذبح کیا اور جسم اطہر آپکا کہ جو آغوش جناب
رسول خدا اور بتول عذرا میں پلا تھا اور جسپر حُلّہاے جنت آراستہ
ہوتے تھے وہ ریگ گرم پر بے لباس آلودہ بخاک و خون تمازت
آفتاب میں پڑا تھا صرف وہ زیر جامہ باقی تھا ہاے افسوس جسکے
کمربند کے لیے جمال لعین نے دونوں ہاتھ قطع کیے اور اشقیاے نابکار
پامال سُمِ اسپان کیے ڈالتے تھے جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ
میں فرماتے ہیں فَهَوَيْتَ اِلَى الْاَرْضِ جَرِيحًا تَطَأُكَ الْخُيُولُ
بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا یعنی حسین مظلوم پس آپ زخمی
ہوکے ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے اور وہ اعدا تلواریں
لیکر آپکے قتل کرنے پر ہر طرف سے ٹوٹے پڑتے تھے اور بدن اقدس
آپکا پامال سُمِ اسپان کیے ڈالتے تھے قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِينُكَ
وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَيَمِينُكَ آہ اُسوقت
آپکی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور اُس حالت ایذا میں آپ
کبھی دست و پاہاے اطہر سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور
کبھی داہنے اور بائیں طرف کروٹ لیتے تھے اور کسیطرح اُس ریگ
گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی الا لعنۃ اللہ علی القوم
الظالمین

مجلس پنجم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ منتخب وغیرہ میں منقول ہی فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ میرے نور عین حسنؑ وحسینؑ سردار جوانان اہل جنت کے وَقَالَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَاَبْغَضَ اللّٰہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا اور یہ فرمایا کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہی اور میں حسینؑ سے ہوں دوست رکھتا ہی حق سبحانہ تعالے اُس شخص کو جو دوست رکھے حسینؑ کو اور دشمن رکھتا ہی خداوند عالم اُس شخص کو جو دشمن رکھے حسینؑ کو سبحان اللہ کیا محبت و اُلفت تھی جناب رسالت مآبؐ کو اپنے فرزندوں جناب حسنین علیہما السلام سے مگر کیا گردش ہی زمانۂ غدار کی کہ بعد جناب رسول خداؐ کے اشقیاے امت نے ایک شاہزادہ کو زہر دغا سے شہید کیا اور جنازہ پر تیر باران کیے اور روضۂ رسول خدا میں دفن ہونے دیا اور دوسرے شاہزادہ کو مہمان بلا کر صحراے کربلا میں مع اصحاب و اقربا پیاسا ذبح کیا۔ فی مقتل ابی مخنف اَنَّہٗ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحِیْدًا فَرِیْدًا فِیْ اَرْضِ کَرْبَلَا ھَمَزَ جَوَادَہٗ وَاَقْبَلَ اِلَی الْاَعْدَاءِ۔ مقتل ابو مخنف میں منقول ہی کہ جب فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ بعد شہادت اصحاب و اقربا روز عاشورا یکہ و تنہا رہگئے تو اُسوقت وہ جناب ذوالجناح کو آگے بڑھا کر مقابل لشکر اعدا کے ہو

اور بنابر روایت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے یہ اشعار رجز میں پڑھے منجملہ

اُنکے چند شعر یہ ہیں ؎

اَنَا ابْنُ عَلِيِّ الطُّهْرِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ	كَفَانِيْ بِهٰذَا مَفْخَرًا حِيْنَ اَفْخَرُ
وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَكْرَمُ مَنْ مَضٰى	وَنَحْنُ سِرَاجُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ نَزْهَرُ

فرماتے ہیں کہ میں فرزند ہوں امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کا جو بحکم آیۂ تطہیر پاک و پاکیزہ تھے ہر عیب و گناہ سے آل حضرت ہاشم میں اور یہ کافی ہی میرے فخر کو جبکہ میں فخر کروں اور جد بزرگوار میرے جناب رسول خدا ہیں جو تمام انبیائے سلف سے بہتر و افضل تھے اور ہم چراغ ہدایت ہیں کہ زمین سے آسمان تک نور ہمارے تابان و درخشان ہیں ؎

وَفَاطِمُ اُمِّيْ مِنْ سُلَالَةِ اَحْمَدٍ	وَعَمِّيْ يُدْعٰى ذَا الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرُ
وَفِيْنَا كِتَابُ اللّٰهِ اُنْزِلَ صَادِقًا	وَفِيْنَا الْهُدٰى وَالْوَحْيُ بِالْخَيْرِ يُذْكَرُ

اور جناب فاطمہ زہرا بنت رسول خدا مادر گرامی ہیں میری اور عم نامدار ہمارے جناب جعفر طیار ہیں جنکا لقب ذو الجناحین ہی یعنے حق سبحانہ تعالے نے اُنکو دو پر زمرد کے عطا کیے ہیں کہ ہمراہ ملائکہ کے جنت میں پرواز کرتے ہیں اور ہم وہ ہیں کہ کتاب خدا یعنے قرآن مجید ہمپر براستی نازل ہوا ہی اور ہمارا ذکر خیر اسطرح سے ہوتا ہی کہ ہم ہادی خلائق اور مہبط وحی ہیں ؎

وَنَحْنُ اَمَانُ اللّٰهِ لِلنَّاسِ كُلِّهِمْ	نُسِرُّ بِهٖ بَيْنَ الْاَنَامِ وَنَجْهَرُ

اور ہم امان خدا ہیں تمام مخلوقات کے لیے اور کبھی ہم خلق میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی بمصلحت الٰہی مخفی رہتے ہیں شاید یہ اشارہ ہو طرف امام عصر کہ بمصلحت خدا بظاہر مخفی ہیں بعد اسکے وہ تلوار کی فرزند حیدر کرار نے کہ تمام معارک جہاد اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب سکے پیش نظر ہو گئے

قَالَ اَبُو مِخْنَفٍ فَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنْھُمْ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ فَارِسٍ وَخَمْسَمِائَةِ رَاجِلٍ فَنَادَوْهُ الْاَمَانَ مِنْ سَیْفِكَ یَا حُسَیْنُ

چنانچہ ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ وہ جناب اعدا کو قتل کرتے جاتے تھے یہانتک کہ اس حملہ میں چار ہزار سوار اور پانچ سو پیادے فی النار کیے اور باقی ماندہ رو بفرار ہوئے اسوقت وہ اشقیا پکارے پناہ آپکی تلوار سے

اَیْ حُسَیْنُ نَفَرَ مَنْ کَانَ مُحِیْطًا بِالْمَشْرَعَةِ فَنَزَلَ اِلَیْھَا فَلَمَّا اَحَسَّ الْفَرَسُ بِبَرْدِ الْمَاءِ تَحْتَ حَافِرِہٖ حَطَّ رَاْسَهٗ فِی الْمَاءِ وَصَارَ عَلَیْهِ وَلَمْ یَشْرَبْ مِنْهُ شَیْئًا پس جو لوگ کنارہ نہر کو گھیرے تھے فرار کر گئے جب راہ دریا کی صاف ہوئی اسوقت حضرت نے عنان ذو الجناح طرف نہر فرات کے پھیری اور داخل نہر ہوئے جب ذو الجناح کو خنکی نیچے اپنے سموں کے معلوم ہوئی لسبب کثرت حرارت اور شدت تشنگی کے بیتاب ہو کر منھ اپنا طرف پانی کے جھکا دیا مگر با وصف پیاس کے ایک قطرہ اس پانی سے نہ پیا اور بمقتضائے محبت و وفا کے صبر کیا اور منتظر اسکا رہا کہ جب حضرت اس پانی سے کچھ پی لینگے تو میں بھی پیونگا فَلَمَّا رَاٰهُ الْحُسَیْنُ ع اَنَّهٗ حَطَّ رَاسَهٗ

فِی الْمَاءِ فَقَالَ لَہٗ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّکَ عَطْشَانٌ وَاَنَا وَاللّٰہِ عَطْشَانٌ
لَا ذُقْتُ الْمَاءَ حَتّٰی تَشْرَبَ جب امام حسین علیہ السلام نے مشاہدہ
کیا کہ بسبب شدت تشنگی کے اُسنے سر طرف پانی کے جھکا یا فرمایا کہ اے میرے
باوفا مجھے خوب معلوم ہے کہ تو بہت پیاسا ہے لیکن قسم بخدا میں بھی تشنہ لب
ہوں یہ مجھ سے کبھی نہ ہوگا کہ میں پانی پی لیتا اور تجھے نہ پلاتا فَشَالَ
الْفَرَسُ رَاْسَہٗ کَاَنَّہٗ فَھِمَ کَلَامَہٗ وَنَفَضَ نَاصِیَتَہٗ نَفْضًا
شَدِیْدًا فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ اِشْرَبْ وَاَنَا اَشْرَبُ وَغَرَفَ
غُرْفَۃً بِیَدِہٖ وَاَرَادَ اَنْ یَشْرَبَ پس جب یہ ارشاد حضرت کا
اُس اسپ باوفا نے سنا گویا اُس کلام کو سمجھا اُسیوقت سر اپنا
پانی سے نکال لیا اور اُسے خوب ہلایا تا کہ حضرت آگاہ ہوں کہ میں نے
کوئی قطرہ بھی اس پانی سے نہیں پیا ہے پس امام حسین ع نے فرمایا کہ
اے باوفا آپ پانی پی تو کہ میں بھی پیتا ہوں یہ فرما کر دست حق پرست
طرف پانی کے بڑھایا اور چلو پانی سے بھر کر چاہا کہ اُسے بپیاس خشک تک
لائیں فَصَاحَ صَائِحٌ یَا حُسَیْنُ اَدْرِکْ خَیْمَتَکَ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ
اضْطَرَبَ وَاَلْقَی الْمَاءَ مِنْ یَدِہٖ وَاَقْبَلَ اِلَی الْخِیَامِ فَرَاٰھَا
سَالِمَۃً فَعَلِمَ اَنَّھَا حِیْلَۃٌ ناگاہ ایک دشمن خدا نے آواز دی
کہ یا حسین آپ کیا پانی پیتے ہیں خبر لیجیے کہ خیمہائے اہل حرم تاراج
ہوتے ہیں سنتے ہی اس آواز کے مارے غیرت کے رنگ چہرہ انور کا
متغیر ہوگیا اور مضطرب ہو کر پانی ہاتھ سے پھینک کے نہر فرات سے

باہر تشریف لائے اور متوجہ خیمگاہ ہوئے دیکھا کہ خیمہاے اہل بیت اطہار دست ظلم اشقیا سے محفوظ ہین ثابت ہوا کہ یہ بظاہر حیلہ تھا اسلیے کہ حسین مظلوم کسی طرح پانی نہ پیے بخیال حفظ ناموس کے یا بمروّت کہ خاصہ طبع غیور وکریم کا ہی وَفِی رَوْضَةِ الشُّهَدَآءِ وَغَيْرِهِ اَنَّهُ لَمَّا اَرَادَ الْحُسَيْنُ شُرْبَ الْمَآءِ ذَكَرَ عَطَشَ اِخْوَتِهٖ وَاَعْوَانِهٖ وَاَطْفَالِهٖ وَرَمَى الْمَآءَ مِنْ يَدِهٖ چنانچہ روضۃ الشہدا وغیرہ مین منقول ہی جب حضرت نے پانی چلو مین لیکر چاہا کہ پئین اُسوقت تشنگی جناب عباسؑ وعلی اکبرؑ اور قاسمؑ وعلی اصغرؑ کی یاد آگئی اور تڑپنا اُنکا شدت تشنگی مین نظر انور مین پھر گیا تو وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا وَقَالَ لِنَفْسِهٖ وَاَسَفَاهُ اَشْرَبُ الْمَآءَ وَهُمْ قُتِلُوْا عَطْشَانًا وَظَمَآنًا وَاللهِ لَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ مِنِّیْ اَبَدًا پس پیاس اُن شہداے راہ خدا کی یاد کرکے اپنے نفس قدسیہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای حسینؑ مقام تاسف ہی کہ تو پانی سرد وخوشگوار سے سیراب ہوا اور ایسے نور نظر تشنہ لب دنیا سے رحلت کرجائین قسم بخداے عزّ وجل کبھی مجھے یہ پانی گوارا نہوگا یہانتک کہ اُنسے ملاقات کرون فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَيِسَ مِنَ الْحَيٰوةِ وَاَيْقَنَ بِالْمَمَاتِ فَاَنْشَاَ وَيَقُوْلُ پس اُسوقت حیات سے مایوس ہوے اور یقین ہوا کہ اب وقت شہادت قریب ہی پس یہ اشعار انشا کیے اور فرماتے تھے

فَاِنْ تَكُنِ الدُّنْيَا تُعَدُّ نَفِيسَةً	فَدَارُ ثَوَابِ اللهِ اَعْلٰى وَاَنْبَلُ

فَقِلَّةُ سَعْيِ الْمَرْءِ فِي الرِّزْقِ اَجْمَلُ	فَاِنْ تَكُنِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا

پس اگر دار دنیا بظاہر لوگوں کی نظروں میں جائے خوش تر و نفیس بھی ہو
جب بھی دار آخرت بوجہ بقا کے اس سے اعلیٰ و افضل ہے اور
جس صورت میں کہ رزق ہر مخلوق کا یقیناً مقدر و مقرر اور مقسوم ہے
پس جس قدر آدمی طلب رزق میں سعی و کوشش کم کرے افضل و احسن ہے
اسلیے کہ کوشش سے اسکی وہ زیادہ نہوگا

فَمَا بَالُ مَتْرُوكٍ بِهِ الْمَرْءُ يَبْخَلُ	وَاِنْ تَكُنِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْكِ جَمْعُهَا
فَقَتْلُ الْفَتٰى بِالسَّيْفِ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ	وَاِنْ تَكُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ

اور جبکہ آدمی یہ جانتا ہے کہ جمع کرنا مال کا محض اسلیے ہے کہ اسے چھوڑ کر
خالی ہاتھ چلے جائینگے اور ہرگز یہ جمع کرنا ہمیں مفید نہیں ہے پھر کمال بخیلی ہے
اس شخص کی کہ اسے جمع کرے اور راہ خدا میں اسے صرف نہ کرے
اور بخل کرے اور جبکہ آدمی کو یقین اسکا ہے کہ بعد حیات کے
مرنا ضرور ہے اور کسی کو اس سے چارہ نہیں ہے پھر بہادروں و شجاعوں کے
نزدیک قسم بخدائے عزوجل راہ خدا میں تلوار سے قتل ہونا بہتر و افضل ہے
اس سے کہ وہ یوں مرجائے یہ فرما کر اُن حضرت نے اپنی تلوار کی
کہ کئی لاکھ کفار ستم شعار کو متفرق کر دیا اور ہزاروں کو قتل کیا فحملوا
علیہ من کل جانب ومکان وضربوہ بالسیوف والسہام
والسنان حتی وقع علی الارض پس یہ شجاعت حضرت جناب
حیدر صفدر کی دیکھکر ایک مرتبہ تمام لشکر نے اس جناب پر ہر طرف سے

حملہ کیا اور ہر سمت سے تیر و نیزہ و شمشیر اسقدر لگائے کہ وہ حضرت مجروح
ہوکر ذوالجناح سے زمین پر گرے فتکسرت اعضاؤہ المجروحۃ
وتقطعت وصالہ المقروحۃ ہائے افسوس اس ضعف و ناتوانی
میں اعضائے مجروح کو وہ صدمہ ہوا کہ تمام زخمہائے کاری شق ہو گئے

فتممہا شمر او سنان لقتلہ	فاحدث ما عن ذکرہ اتأثم
فاظلمت الآفاق وانکسف الذکا	حتی بدت وقت الظہیرۃ انجم

چنانچہ شاعر کہتا ہے کہ اسی حالت میں شمر لعین یا باختلاف روایت سنان
بن انس ملعون قریب اس مظلوم کے آیا اور اس بیحیا نے وہ ظلم کیا کہ
جسکے بیان کرنے سے دل بیقرار ہوتا ہے اور ترک ادب بھی ہے آہ آہ
اس ملعون سے وہ امر واقع ہوا کہ جسکے سبب سے آفتاب تیرہ و تاریک
ہوگیا اور بسبب تاریکی آفتاب کے دن کو ستارے نظر آنے لگے حالانکہ
وہ وقت نماز ظہر یا عصر کا تھا اور ہر طرف سے صدائے گریہ و بکائے
وحش و طیور کی اس صحرائے کربلا میں بلند ہوئی اور آواز رونے ملائکہ کی
آسمان سے آنے لگی اور جبرئیل پکارے الا قتل الحسین بکربلا
الا ذبح الحسین بکربلا آگاہ ہو اے اہل آسمان و زمین کہ امام حسین
فرزند رسول الثقلین قتل ہوئے اور زمین کربلا پر پیاسے ذبح ہوئے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ششم

فی البحار عن الرضا علیہ السلام انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ یا علی بشر شیعتک انا نشفعھم یوم القیمۃ فی
وقت لا ینفعھم الا شفاعتنا بحار الانوار وغیرہ مین جناب
امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے
فرمایا کہ یا علی خوشخبری دو اپنے شیعون کو کہ شفاعت کرینگے ہم تمہاری
بروز قیامت ایسے وقت مین کہ اُسوقت بیکسی و اضطراب مین کوئی
نفع نہ بخشے گی بجز ہماری شفاعت کے وروی الشیخ المفید والطوسی
رحمہما اللہ عن حسین بن علی علیہما السلام انہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ایھا المومنون علیکم
بولایتنا اھل البیت اور شیخ مفید اور طوسی علیہما الرحمہ نے
روایت کی ہی جناب امام حسین علیہ السلام سے کہ اُن حضرت نے
فرمایا کہ ارشاد کیا ہی میرے جد بزرگوار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے کہ ای گروہ مومنین واجب و لازم ہی تم پر محبت میری اور
میرے اہل بیت کی فان کل من یلاقی اللہ عز وجل یوم القیمۃ
مع ولایتنا یدخل الجنۃ بشفاعتنا بحق الذی نفسی بیدہ
لم ینفع عمل عامل یوم القیمۃ الا بمعرفۃ حقنا تحقیق کہ جو شخص
بروز قیامت ملاقات کریگا خداے عز وجل سے ساتھ ہماری محبت کے
وہ شخص ہماری شفاعت سے داخل بہشت ہوگا فرمایا اُن حضرت نے
قسم ہی مجھے اُس خدا کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین جان میری ہی کوئی

عمل نہایت کسی نیکوکار کو بروز قیامت مفید نہو گا مگر ساتھ محبت و معرفت حق ہم اہل بیت کے پس حضرات افضل الاعمال معرفت ہی اہل بیت رسول مختار و ذریت حیدر کرار کی اور گریہ و بکا ہی مصائب پر مظلوم کربلا کے کہ یہی ناشی محبت ہی اُن حضرات کی اور باعث مغفرت و رستگاری اور خوشنودی جناب باری ہی فی المقتل اَنَّہٗ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَحِیْدًا فَرِیْدًا فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا اَخَذَ جَوَادَہٗ وَاَقْبَلَ اِلَی الْاَعْدَآءِ چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہی کہ جب فرزند رسول الثقلین امام حسین ؑ روز عاشورا معرکہ کربلا میں یکہ و تنہا رہگئے اور کوئی شخص اعوان و انصار سے اُن حضرت کے باقی نرہا سب بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور اولاد شہید ہوگئے اسوقت فرزند شیر خدا جگر گوشہ فاطمہ زہرا ذوالجناح کو آگے بڑھا کر مقابل صفوف لشکر اعدا کھڑے ہوے چنانچہ ابو حما و بزبان حال حضرت کے کہتا ہی کہ اُسوقت واسطے اتمام حجت کے یہ ارشاد فرمایا ؎

اَمَا فِیْکُمْ یَا اَیُّہَا النَّاسُ رَاحِمٌ ۔ لِعِتْرَةِ اَوْلَادِ النَّبِیِّ وَصُوْلٌ

اَلَیْسَ اَبِیْ خَیْرَ الْوَصِیِّیْنَ کُلِّہِمْ ۔ اَمَا اَنَا الطُّہْرُ النَّبِیِّ سَلِیْلٌ

ایہا الناس آیا کوئی بھی تم میں ایسا نرم دل ہی کہ جو اسوقت اضطرار میں اولاد رسول مختار سے نیکی پیش آئے اور امیدوار رحمت پروردگار ہو ای قوم ناانصاف کیا تم میرے حسب و نسب سے واقف نہیں ہو کہ تم درپے قتل مجھ بیکس کے ہو کیا تمھیں نہیں معلوم ہی کہ پدر عالی وقار میرے

جناب حیدر کرار وصی رسول مختار بہترین اوصیائے انبیائے سلف ہیں
اور نانا میرے جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ سید المرسلین ہیں

أنا فاطم الزهراء أمي وبلكم	وعمي أيضاً جعفر وعقيل
أأقتل مظلوماً وقد ما علمتم	بأن ليس لي في العالمين بديل

ای اہل کوفہ و شام کیا تم نہیں جانتے ہو کہ مادر گرامی میری جناب فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہیں اور عم بزرگوار میرے حضرت حمزہ سید الشہدا اور جعفر طیار علمدار رسول مختار اور حضرت عقیل ہیں پس کمال تعجب ہی کہ باوجود اسکے علم اور باوصف یقین ہونے اسکے کہ کوئی شخص عالم میں میرا مثل و نظیر نہیں ہی مجھے ناحق قتل کرتے ہو

دعوني أرد ماء الفرات وددتكم	لقتلي فكبدي للظماء غليل
فنادوه مهلاً يا ابن بنت محمد	فليس إلى ما تبتغيه سبيل

اور قطع نظر اسکے اگر تمہیں مجھ مظلوم کا قتل ہی ہر صورت منظور ہی تو اسقدر مجھپر رحم کرو کہ پیاسے قتل نہ کرو مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو کہ شدت تشنگی سے جگر میرا کباب ہو رہا ہی پس جب امام حسین علیہ السلام تہنیت و اتمام اہل کوفہ و شام سے فارغ ہوئے اسوقت اشقیاء قوم بیحیا نے کمال بے ادبی جواب دیا کہ ای فرزند دختر رسول خدا شرافت جد و مادر اور فضائل پدر و برادر ہمارے سامنے کیا ذکر کرتے ہو حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ حسب و نسب میں بہترین عالم اور

فاضلترین نسل آدم ہیں لیکن ہمیں آپکا پیاسا ہی قتل کرنا مقصود ہے ہرگز
ممکن نہیں ہے کہ ہم آپکو ایک قطرہ پانی کا پہنچنے دیں فَلَمَّا سَمِعَ الحُسَینُ
ذٰلِکَ حَمَلَ عَلَی القَومِ کَاللَّیثِ المُغضَبِ تَارَةً یَحمِلُ عَلَی
المَیمَنَةِ وَتَارَةً عَلَی المَیسَرَةِ حَتّٰی قَتَلَ مِنهُم اُلُوفاً جب
امام حسین علیہ السلام نے اسقدر بیحیائی اس قوم اشرار سے
ملاحظہ فرمائی اسوقت مثل شیر غضبناک کے کبھی میمنہ لشکر اور کبھی
میسرہ پر حملہ کیا اور کئی ہزار پیادہ و سوار بضرب ذوالفقار واصل
جہنم کیے فَلَم یَزَل یُقَاتِلُ حَتّٰی نَادَی الشِّمرُ یَا قَومُ الرَّأیُ عِندِی
اَن تَتَفَرَّقَ عَلَیهِ وَتَملَأَ الاَرضَ بِالفُرسَانِ وَتَرمِیَهُ بِالسِّهَامِ
وَالرِّمَاحِ مِن کُلِّ جَانِبٍ وَمَکَانٍ یعنی اسیطرح حضرت قتل
کفار میں مشغول تھے جب شمر لعین نے دیکھا کہ عنقریب تمام لشکر
ہاتھ سے فرزند خیر البشر کے قتل ہوا چاہتا ہے گھبرا کر اپنی قوم کو آواز
دی کہ اے قوم عرب اب مناسب یہ ہے کہ تم سب متفرق ہو کر
ہر طرف سے امام حسینؑ کو محاصرہ کرلو اور ہر سمت سے تیر و نیزہ
اور شمشیر و پتھر اس امام پر لگاؤ ورنہ اگر اسیطرح کہ جیسے بے تدبیری سے
تم لڑ رہے ہو تمام عالم بھی امام حسینؑ سے مقابل ہوگا تو ہرگز کوئی
اُن پر غالب نہ ہوگا فَتَفَرَّقُوا عَلَیهِ فِرَقاً فِرقَةً بِالنِّبَالِ وَفِرقَةً
بِالرِّمَاحِ وَفِرقَةً بِالسُّیُوفِ وَفِرقَةً بِالحِجَارَةِ ابو مخنف روایت
کرتا ہے کہ ترغیب شمر ملعون سے وہ سب اشقیا ہر طرف متفرق ہوگئے

آہ مومنین مشہور ہی کہ بارہ ہزار اُنمین حافظ و قاری قرآن تھے آہ
آہ پس ایک طرف سے تیر اندازون نے اور ایک طرف سے نیزہ
دارون نے اور ایک طرف سے شمشیر زنون نے اور ایک طرف سے
سنگ اندازون نے اُس مظلوم کو گھیر لیا اور ہر سمت سے پتھر و تیر
اور نیزہ و شمشیر لگانے لگے یہانتک کہ بدن انور فرزند خیر البشر کا کثرت
زخمہاے کاری سے اسقدر مجروح ہوا کہ موافق روایت مشہورہ کے
ایک ہزار نوسو پچاس زخم بدن اطہر پر لگے اور جسم شریف سے فوارہاے
خون متصل جاری ہوئے فرماہ خولی بن یزید الاصبحی بسہم
ذی ثلث شعب فی لبتہ فنزع السہم فانبعث الدم
کالمیزاب فاخذہ بکفہ وجعل یمسح بہ وجہہ ولحیتہ
ہاے افسوس اسی اثنا مین خولی بن یزید اصبحی نے ایک تیر سہ پہلو قلب
اقدس پر ایسا مارا کہ وہ تیر ستم دل مین درآیا پس حضرت نے اُسے
نکالکر پھینکدیا راوی کہتا ہی کہ نکلتے ہی اُس تیر کے خون مثل پرنالہ کے
جاری ہوا اُسوقت اُس مظلوم نے وہ خون چہرۂ انور و ریش مطہر پر ملا
فقیل فی ذلک فقال حتی القی ربی والقی جدی وانا
مخضب بدمی فاشکو ربی ما لقیت من امۃ جدی پس
اُس حالت مین کسی شخص نے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ اس خون کو
آپ چہرۂ انور پر کیون ملتے ہین فرمایا حضرت نے تاکہ مین اسیطرح بصورت
خون آلودہ اپنے پروردگار اور جد نامدار رسول خدا سے ملاقات

کروں اور اپنے رب سے شکایت کروں اس جور و ستم کی کہ جو اس امت
جفا کار نے مجھ پر کیے ہیں فعند ذلک حملوا علیہ حملۃ رجل واحد
وتقدم الیہ سنان بن انس النخعی لعنہ اللہ فطعنہ بسنانہ
فاخرج السنان من ظہرہ پس جب اعدا نے حضرت کو ضعیف
و ناتوان پایا سب نے ملکر ایک مرتبہ جیسے کہ ایک شخص حملہ کرتا ہے ان حضرت پر
حملہ کیا اور آگے بڑھکر سنان بن انس نخعی شقی نے ایسا نیزہ سینہ اقدس پر
مارا کہ پشت اطہر سے نکل گیا فلما جذب رمحہ وقع الحسین علیہ
السلام عن فرسہ علی الارض یتحوز فی دمہ ویشکو ربہ
جب اس بیرحم نے نیزہ اپنا سینہ اقدس سے کھینچ لیا آہ ساتھ ہی اسکے
امام حسین علیہ السلام ذو الجناح سے بظلم اعدا زمین پر تشریف لائے اور
کرب زخمہائے کاری سے اپنے خون میں لوٹتے تھے اور شکایت اس
امت جفا کار کی اپنے پروردگار سے کرتے تھے فاراد القیام فخر
منشیاً علیہ فقصدہ ذرعۃ بن شریک الشامی فضربہ
علی عاتقہ واتاہ رجل من کندۃ فضربہ علی مفرق
راسہ پس اس حالت کرب و تکلیف میں حضرت نے قصد کھڑے
ہونے کا کیا اور کچھ اٹھے تھے کہ بسبب ضعف و ناتوانی کے غش کھا کر
گر پڑے اور ساتھ ہی اسکے ذرعۃ بن شریک شامی ملعون نے تلوار
شانۂ اطہر پر ماری اور اسیوقت ایک ملعون نے کہ قبیلہ کندہ سے تھا
تلوار سر اقدس پر ماری فسال الدم علی وجہہ وعینیہ

ولحیتہ فصاح الحسین علیہ السلام واسفاہ انا اقتل مظلوما
وجدی محمد ن المصطفی وابی علی ن المرتضی وامی فاطمۃ الزہرا
پس خون اُس زخم سے سر اطہر کے اسقدر جاری ہوا کہ تمام چہرۂ انور اور ریش
مبارک اور ریش مطہر خون سے تر ہو گئی اُسوقت بنا بر اتمام حجت کے امام نے
باواز بلند فرمایا کہ کیا مقام تاسف ہے کہ مجھے مظلوم کو ناحق بظلم و ستم
شدت تشنگی میں قتل کرتے ہو حالانکہ میں نواسا ہوں جناب محمد مصطفے کا
اور پدر بزرگوار میرے علی مرتضے اور ماں میری فاطمہ زہرا علیہم السلام
ہیں فبکی بکاء شدیدا حتی بکت لہ الجن والملائکۃ ومن
فی الارض والسماء پس یہ فرما کر وہ حضرت بہت روئے اور روئے
اُس مظلوم کے تمام جن و ملائکہ اور جو چیز کہ زمین و آسمان میں ہے سب نے
گریہ و بکا کیا قال ابو مخنف فبقی روحی لہ الفداء مکبوبا علی وجہہ
ثلاث ساعات ولم یجسر علی قطع کریمہ احد چنانچہ ابو مخنف نے
روایت کی ہے کہ تین ساعت تک وہ مظلوم سر اقدس جھکائے منہ کے بل
غش میں زمین پر پڑے رہے گویا سجدہ شکر باری میں تھے اور کسی ملعون کو
جرات بسبب جلالت و عظمت کے حضرت کے قتل کرنے کی نہوئی فنادی
ابن سعد یا ویلکم عجلوا علیہ فابتدرت الیہ سبعون رجلا
کل یرید جز راسہ لینال الجائزۃ من یزید لعنہ اللہ
پس اُسوقت عمر سعد لعین نے اپنی قوم کو آواز دی کہ وائے ہو تم پر
جلد سر اس مظلوم کا تن سے جدا کرو آہ پس ترغیب سے اُسکی ستر نفر

ُس لشکر شقاوت اثر سے باہر نکلے اور ہر ایک لعین واسطے جدا کرنے سر اطہر کے
و وُ ارادہ تا بعوض اسکے یزید ملعون سے انعام لے تا اَوّلُ مَنْ اَقْبَلَ اِلَیْہِ
شَبَث بن رِبعی لَعَنَہُ اللّٰہُ وَکَانَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُلْقًا
عَلٰی قَفَاہُ فَلَمَّا دَنٰی الْمَلْعُوْنُ مِنْہُ فَتَحَ عَیْنَیْہِ وَرَمٰی بِطَرْفِہٖ
رَمَی السَّیْفَ مِنْ یَدِہٖ وَاَدْبَرَ مُوَلِّیًا پس جو پہلے واسطے قتل حضرت کے
قریب پہونچا وہ ملعون شبث بن ربعی تھا اور امام حسین علیہ السلام اسوقت
منہ کے بھل غش مین پڑے تھے جب وہ ملعون تلوار کھینچے ہوے بالین سر
اقدس کے آیا تو حضرت نے چشم انور کھولکر گوشہ چشم سے طرف اسکے دیکھا
اُسیوقت وہ شقی تلوار ہاتھ سے پھینک کر بھاگا وَقَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَلْقٰی
جَدَّکَ بِدِمَائِکَ یَا حُسَیْنُ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَیْہِ مِنْ بَعْدِہٖ سِنَانُ
بْنُ اَنَسِ النَّخْعِیُّ وَکَانَ کَوْسَجَ اللِّحْیَۃِ اَبْرَصَ اللَّوْنِ اور کہتا جاتا تھا
کہ پناہ بخدا یا حسین اس امر سے کہ مین ملاقات کرون آپکے جد امجد
رسول خدا سے دراں حالیکہ آپکے قتل مین شریک ہون بعد اسکے سنان
بن انس نخعی کہ کوسہ اور پیرص تھا بقصد قتل قریب حضرت کے آیا
فَلَحَظَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِعَیْنَیْہِ فَاَدْبَرَ رَاجِعًا فَلَقِیَہُ الشِّمْرُ
اللَّعِیْنُ فَقَالَ لِمَ رَجَعْتَ فَقَالَ لَحَظَنِیَ الْحُسَیْنُ بِعَیْنَیْہِ فَکَاَنَّہَا
عَیْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلَمْ اَجْسُرْ عَلٰی قَتْلِہٖ جبکہ سنان ملعون نے
چاہا کہ سر اقدس تن سے جدا کرے اُسوقت امام حسین نے نگاہ حسرت
طرف اُس ملعون کے دیکھا پس دیکھتے ہی حضرت کے وہ شقی بھی

مثل شیث بن ربعی کے بھاگا پس شمر ملعون قریب اسکے آیا اور پوچھا کہ ای
سنان کیا سبب ہی کہ تو واسطے قتل کرنے اس مظلوم کے آگے بڑھا تھا اور
خائف و ترسان بھاگ آیا سنان نے جواب دیا کہ ای شمر جب مین نے
چاہا کہ امام حسین ع کو قتل کرون اسوقت اُس بیکس نے طرف میرے
دیکھا تو گردش چشم امام حسین مثل گردش چشم رسول الثقلین مجھے نظر آئی
پس مجھے ہرگز جرأت اُنکے قتل پر نہوئی اور مین خائف وہانسے پھر آیا
الغرض وہ ستر لعین ایک دوسرے کے بعد اسیطرح بالین سر مظلوم
کربلا پر آکر پھر گئے فتمیز الشمر اللعین لقتلہ ونزل عن فرسہ اُسوقت
شمر لعین بارادۂ قتل و ذبح حضرت کے گھوڑے سے اُترا اور مثل قصاب کے
قریب اُس مظلوم کے آیا اور مانند گوسفند قربانی بکمال بیرحمی چاہا کہ
ذبح کرے ۵

وَاَضحیٰ فوقَ التراب مُعَفَّرا	یُنادِی اَلا یا جَدَّنا اَنتَ تعلم
بِاَنّی صریعٌ فی التراب مُعَفَّرا	ویُنحر نحری والضلوع محطم

آہ آہ شاعر کہتا ہی کہ جب شمر لعین نے اُس مظلوم کو زمین پر کھینچا تو اُسوقت
حضرت نے چشم انور غش سے کھولدین پس یہ ظلم عظیم دیکھکر بکمال حسرت
و یاس فریاد کرنے لگے کہ ای جد نامدار آپکو خبر ہی کہ فرزند آپکا حسین
خاک گرم کربلا پر کس مصیبت مین مبتلا ہی آہ یہ بیرحم میرے سینہ پر اس
سختی سے بیٹھا ہی کہ تمام اُستخوان سینہ و پہلو میرے شکستہ ہوئے
جاتے ہین اور قریب ہی کہ مجھے اس زمین گرم پر تشنہ لب ذبح کرے

فقال یا ھذا من انت فقد ارتقیت مرتقاً عظیماً فقال الملعون
انا شمر بن ذی الجوشن پس حضرت نے اس ملعون سے فرمایا کہ تو
کون ہے اور نام تیرا کیا ہے کیا امر عظیم کی جرأت کی تو نے کہ اس سینہ
گنجینہ علوم ربانیہ پر بیٹھا ہے اس ملعون نے جواب دیا کہ وہ لعین
شمر ذی الجوشن ہے فقال الحسین علیہ السلام اما تعرفنی
من انا فقال نعم انت الحسین بن علی وجدک محمد ن المصطفیٰ
وامک فاطمۃ الزہرا بنت محمد رسول اللہ پس امام حسین نے
یہ سنکر فرمایا کہ اے شمر تو مجھے جانتا ہے کہ میں کون ہوں اس ملعون نے
کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ حسین بن علی ہیں اور جد امجد آپکے
جناب محمد مصطفیٰ ہیں اور ماں آپکی فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہیں
فقال فلم تقتلنی وانت تعرفنی قال الملعون لآخذ الجائزۃ
من یزید حضرت نے فرمایا کہ جبکہ تو مجھ مظلوم کو کیوں ناحق قتل کرتا ہے
اس بیحیا نے جواب دیا کہ میں آپکو اسلیے قتل کرتا ہوں کہ تا بعوض اسکے
یزید سے انعام لوں فقال علیہ السلام یا ویلک احسر لی عن
لثاماتک فحسر لہ فاذا ھو ابرص اللون کوسج اللحیۃ اشبہ
الخلق بالکلاب والخنازیر پس حضرت نے فرمایا کہ واے ہو تجھپر
اے شمر دہان منہ اپنا کھولدے کہ تا میں دیکھوں کہ تجھمیں نشان میرے
قاتل کے پائے جاتے ہیں یا نہیں یہ سنکر اس لعین نے دہان بند
کھولدیا تو دیکھا حضرت نے کہ وہ شقی کفو دہنہ اور مبروص ہے اور صورت

اُنکی صورت سگ و خوک سے مشابہ ہے فقال الحسین علیہ السلام
صدق جدی رسول اللہ فی قولہ لابی یا علی یقتل ولدک
الحسین رجل اشبہ الخلق بالکلاب والخنازیر پس
امام حسین علیہ السلام نے صورت اُس ملعون کی دیکھکر فرمایا کہ راست و
درست ہے وہ ارشاد میرے جد بزرگوار رسول خدا کا کہ اُن حضرت نے
میرے پدر نامدار علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ یا علی
تمھارے فرزند حسین کو قتل کریگا وہ ملعون کہ جو مبروص و مشابہ ہوگا
صورت میں سگ و خوک سے فغضب الملعون من قولہ
وقال لہ اذا کان جدک شبہنی بالکلاب والخنازیر
فواللہ لاذبحنک من قفاک فقلبہ علی وجہہ پس یہ سنکر
وہ ملعون غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپکے نانا رسول خدا نے مجھے
مشابہت بکلاب و خنزیر دی ہے تو قسم بخدا کہ میں ابھی آپکو پس
گردن سے ذبح کرونگا پس اُس شقی نے اُس مظلوم کو منہ کے بھل
زمین پر لٹایا اور گلوے خشک پر خنجر ستم رکھا آہ مومنین برچھی تیر کی
تو ظاہر ہے تصور کیجیے اُسوقت کو کہ بدن اطہر زخموں سے چور چور تھا
مظلوم کربلا کو کیا تکلیف و اذیت ہوئی ہوگی فجعل یقطع اوداجہ
روحی لہ الفداء وھو یفحص برجلیہ التراب ویصیح
باعلی صوتہ وامحمداہ واعلیاہ واحسناہ واعطشاہ
انا اقتل غریبا وحیدا بغیر جرم ولا تراث ہاے افسوس

کہ شمر ملعون ذبح کرنے مین مشغول ہوا آہ پس جو رگ گردن انور سے قطع ہوتی تھی ساتھ ہی اُسکے امام حسین علیہ السلام فداہوں ہم اور ماں باپ ہمارے اُن حضرت پر کرب و تکلیف سے زمین پر ایڑیاں رگڑتے تھے اور باواز بلند فرماتے تھے کہ فریاد ہی ای نانا رسول خدا اور فریاد ہی ای بابا علی مرتضیٰ اور ای بھائی حسن مجتبیٰ افسوس صد افسوس کہ مین غریب الوطن و مظلوم بیجرم و گناہ تشنہ لب قتل ہوتا ہون فَقَطَعَ رَاسَهٗ وَرَمٰی بِهٖ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ رَکَّبَهٗ عَلٰی قَنَاۃٍ طَوِیْلَۃٍ فَکَبَّرَ وَکَبَّرَتِ الْعَسْکَرُ ثَلَاثَ تَکْبِیْرَاتٍ آہ آہ پس سر اطہر کو تن اقدس سے جدا کرکے بکمال بے ادبی زمین پر پھینکدیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک نیزۂ طویل پر رکھکر بلند کیا اور تکبیر کہی پس ساتھ ہی اُسکے تین مرتبہ تمام لشکر نے اللہ اکبر کہا اور آواز قُتِلَ الْحُسَیْنُ کی ہر طرف سے آنے لگی اور آندھی سیاہ چلنے لگی

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہفتم

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ جو شخص ایک نیکی کرے پس اُسکے واسطے ہین دس نیکیان مثل اُسکے وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اور حدیقۂ سلطانیہ مین منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ اعمال نیت پر موقوف

ہین اور زینت العبا دمین منقول ہی کہ نیت وہ ارادہ دلی ہی جو کسی فعل کے
بعمل لانے پر آمادہ کرتا ہی پس حضرات غور کیجیے کہ آپ کس عمل حسنہ پر آمادہ
ہو کر مجلس عزا مین مجتمع ہوے ہین آپکا ارادہ تو یہ ہی کہ گریہ و بکا کرین
اُس مظلوم پر جسکا اور دنیا مین رونے والا نہ باپ ہی نہ مان ہی پس پُرسا
دیجیے اُنکے فرزند محبت خدا کو اُنکے جد مظلوم کا کہ وہ جناب اصل ماتم دار
اور صاحب تعزیت اپنے جد بزرگوار کے ہین اور روتے ہوے عرض کیجیے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ اَحْسَنَ اللّٰہُ لَکَ الْعَزَاءَ فِی جَدِّکَ
الْحُسَیْنِ اور تصور کیجیے کہ مظلوم کربلا روز عاشورا کس ظلم و ستم سے شہید
ہوے اور شہادت سے اُن حضرت کی اعدا کیسے مسرور تھے چنانچہ اکسیر
العبادات مین منقول ہی کہ جب معارک جہاد مین جناب امیر المومنین
علیہ السلام کفار نابکار سے کسیکو قتل کرتے تھے تو اُسوقت باواز بلند
اللہ اکبر کہتے تھے کہ یہ طریقہ اور نشان جہاد اُس جناب کا تھا مگر افسوس
ہزار افسوس کیا انقلاب ہی کہ جب شمر لعین نے سر اطہر فرزند خیر البشر
اور دلبند حیدر صفدر کا جدا کیا اُسوقت باواز بلند تکبیر کہی ساتھ ہی اُسکے
تین مرتبہ تمام لشکر اعدا نے اللہ اکبر کہا اور سر انور نور نظر فاطمہ زہرا کا
نیزہ طویل پر رکھکر بلند کیا اسی بروایت صاحب خصائص حسینیہ
علیہ الرحمہ اُسوقت تک جو جسکو اہل اسلام سے قتل کرتا تھا سر مقتول کا
نیزہ پر چڑھانا دستور نہ تھا اس ظلم و ستم کی ابتدا یہین سے ہوئی کہ سر اقدس
مظلوم کربلا کا نیزہ پر چڑھایا گیا فِی الْمَقْتَلِ فَعِنْدَ ذٰلِکَ ھَبَّتِ الرِّیْحُ

السَّوْدَاءُ وَاسْوَدَّتِ الْاٰفَاقُ وَالْاَرْجَاءُ وَتَزَلْزَلَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ چنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہے کہ جب یہ حادثہ عظیم واقع ہوا اُسیوقت آندھی ایسی سیاہ چلی کہ تمام عالم از مشرق تا مغرب تیرہ و تاریک ہوگیا اور زمین و آسمان کانپنے لگے وَانْکَسَفَتِ الشَّمْسُ وَاَخَذَتِ النَّاسَ الصَّوَاعِقُ وَبَدَتِ النُّجُوْمُ وَعَلَتِ الْبَوَارِقُ وَصَاحَتِ الْجِنُّ وَالطَّیْرُ فِی الْھَوَاءِ وَاَعْرَضَتِ الْوُحُوْشُ عَنْ مَرَاعِیْھَا اور ساتھ ہی اسکے آفتاب کو گہن لگ گیا اور صاعقہ نے تمام لشکر اعدا کو گھیر لیا اور تاریکی آفتاب سے دن کو ستارے نکل آئے اور بجلی ہر طرف سے چمکنے لگی اور آواز گریہ و بکا جنون کی ماتم سلیمان کربلا مین آنے لگی اور جانوران طیور ہوا مین مضطرب و بیقرار ہوکر اُڑنے اور رونے لگے اور جانوران وحشی نے چرنا چھوڑ دیا اور اپنے چراگاہ سے رم کر گئے وَصَاحَ جِبْرَئِیْلُ فِی السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ قُتِلَ وَاللّٰہِ الْحُسَیْنُ بْنُ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ اور جبرئیل امین نے ہفت طبقات آسمان مین آواز دی کہ آگاہ ہو اے اہل آسمان قسم بخدا کہ اسوقت امام حسین فرزند رسول الثقلین تشنہ لب شہید ہوئے فَتَلَاطَمَتِ الْبِحَارُ بِاَمْوَاجِھَا وَالْاَشْجَارُ بِاَغْصَانِھَا وَبَکَتِ السَّمَاءُ دَمًا عَبِیْطًا اور تمام دریا جوش و خروش مین آئے اور ماتم سید الشہدا مین ساتھ اپنے امواج کے روئے اور مچھلیاں دریا سے نکل پڑین اور تمام درخت بھی روئے اس مصیبت عظمیٰ مین ساتھ آواز اپنی شاخون کے اور آسمان

ایسا ہوا اس ماتم میں کہ خون سرخ و تازہ برسنے لگا وخرج النسوان
من الخیام حاسرات حافیات نائحات باکیات جب یہ آثار
قیامت کے ظاہر ہوئے تو اسوقت سب مخدرات عصمت سر برہنہ
روتی پیٹتی نوحہ و بین کرتی ہوئیں اس تلاطم عظیم میں خیمگاہ سے نکلکر
طرف مقتل کے روانہ ہوئیں اور گرد لاش اطہر کے زار زار رونے لگیں

لو انّ زینب تستغیث سکینۃ	اخی کنت لی حصناً حصیناً و موئلا

چنانچہ شاعر کہتا ہے ہر چند کہ نوحہ و بین سے ہر ایک ستم رسیدہ کے لاش
اقدس مظلوم کربلا پر دل ہر ایک دوست و دشمن کا بیچین ہوتا تھا
لیکن نہیں بھولتا مجھے رونا اور نوحہ کرنا جناب زینبؑ کا لاش پر
اپنے بھائی کی کہ وہ معظمہ عجب کرب سے روتی تھیں اور یہ کہتی تھیں
کہ ای نور چشم رسول خدا ای پارہ جگر علی مرتضے آپ پر خوب ظاہر و
ہویدا ہی کہ کوئی شخص سوا آپکے میرا آسرا نہ تھا آپ ہی حامی
و مددگار تھے اس بہن بیکس کے اور سرپرست و غمگسار تھے مجھ مظلومہ کے
افسوس ہزار افسوس کہ آپ بھی ہاتھ سے اعدا کے شہید ہوئے اب
بعد آپکے کون ایسا حامی و سرپرست ہی کہ جو قید ہونے سے بچائیگا
اور میری حمایت کریگا

اخی کنت ارجو ان اکون لک الفدا	فقد خبت فیما کنت فیہ مؤملا
اخی لیتنی اصبحت عمیا و لا اری	جبینک والوجہ الجمیل مرملا

ہائے ای برادر مظلوم میرے یہ بہن بیکس ہمیشہ سے آرزومند اسکی تھی کہ

تم زندہ اور سلامت رہو اور یہ ہیں تیرے جد تھے ہو کر تمہارے سامنے مرجاتے اور تم اپنے ہاتھ سے مجھے دفن کرو افسوس ہزار افسوس کہ اس ہیں ستمدیدہ کی آرزو بر نہ آئی اور میں روتے کو جیتی رہی اور آپ میرے سامنے دنیا سے رحلت کرگئے کاش میں نابینا ہوتی کہ یہ چاند سی صورت آلودہ بخاک و خون نہ دیکھتی یہ اور بھی کہتا ہے کہ کہ نوحہ و بین سے اس مظلومہ کے تمام جن وانس اور وحش و طیور روتے تھے اور لاش پر جناب سید الشہداء کی اس سبب شور گریہ و بکا اور ماتم کے گویا قیامت بپا تھی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہشتم

فِی البِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ مَا ذُکِرْتُ عِنْدَ مُؤْمِنٍ اِلَّا بَکٰی وَاغْتَمَّ قَلْبُہٗ لِمُصَابِیْ بحار الانوار میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا ان حضرت نے کہ جد بزرگوار میرے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ میں کشتہ گریہ و بکا اور شہید راہ خدا ہوں کہ جس مؤمن کے سامنے میری مصیبت بیان ہوگی تو ضرور وہ میری غربت و بیکسی پر روئیگا اور دل اُس مومن کا میرے مصائب پر ضرور مغموم و محزون ہوگا حضرت نے واقعی مصیبت اُس مظلوم کی وہ مصیبت عظمیٰ ہی کہ جسکے سننے سے دل بیتاب ہوتا ہی فی البحار وغیرہ اَنَّہٗ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ وَحِیْدًا فَرِیْدًا اِنْطَلَقَ کربلا

تَوَجَّہَ اِلیٰ فُسطَاطِ النِّسَاءِ فَوَدَّعَھُنَّ وَدَاعَ مُفَارِقٍ لَا یَعُودُ

چنانچہ بحار الانوار اور محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب جناب
امام حسین علیہ السلام معرکہ کربلا مین یکہ و تنہا رہگئے اور کسی کو معین و مددگار
نہ پایا اُسوقت بنفس نفیس آمادہ و مستعد اپنی شہادت پر ہوئے
اور خیمۂ اہل بیت مین واسطے وداع کے تشریف لائے اور ہر ایک
معظمہ اور بچے سے اسطرح سے رخصت ہوئے کہ جسطرح وقت مرگ کے
مرنے والا اپنے عیال سے رخصت ہوتا ہی اور عیال اُس سے رخصت
ہوتے ہین آہ اُسوقت صدائے گریہ و بکائے مخدرات عصمت و طہارت سے
خیمگاہ مین شور قیامت برپا ہوا اور ہر طرف سے آواز الوداع الوداع
کی بلند ہوئی ثُمَّ تَعَمَّمَ بِعِمَامَۃِ جَدِّہٖ وَتَدَرَّعَ بِدِرْعِہٖ وَتَقَلَّدَ
بِسَیْفِہٖ وَاَخَذَ رُمْحَہٗ بِیَدِہٖ وَرَکِبَ عَلیٰ ظَھْرِ جَوَادِہٖ وَاَتیٰ
اِلَی الْمَیْدَانِ النِّزَالِ وَدَعَی النَّاسَ لِلْقِتَالِ وَنَادیٰ ھَلْ فِیْکُمْ
اَحَدٌ یُقَابِلُنِیْ وَیُقَاتِلُنِیْ بعد اسکے عمامہ جناب رسول خدا سر اقدس پر
باندھا اور زرہ اُن حضرت کی زیب بدن اطہر کی اور ذوالفقار حیدر کرار کو
حمائل کیا اور نیزہ جناب رسالتمآب کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور اسپ
رسول خدا پر سوار ہوئے اور اہل بیت کو گریان و نالان چھوڑ کر
میدان کارزار مین مقابل لشکر کفار ہوئے اور اعدا کو اپنے نام اور
حسب و نسب سے آگاہ کیا اور ہر ایک نابکار کو قہر خداوند قہار سے
ڈرایا جبکہ وہ سنگدل کسیطرح راہ راست پر نہ آئے اور سب پر جون کو

اپنے قتل پر مستعد پایا اُسوقت ذوالفقار کو کھینچ لیا اور بآوازِ بلند فرمایا کہ اے
اہلِ کوفہ و شام ہر چند کہ میں نے تم پر حجت تمام کی لیکن تمنے مطلق میرا
کہنا نہ سنا معلوم ہوا کہ تم اس کثرت و جمعیت پر مغرور ہو لیکن ابتک
کوئی تم میں سے ایسا دلیر کہ سامنے میرے آئے اور مجھ سے مقابلہ و مقاتلہ
کرے فَمَا بَرَزَ اَحَدٌ مِنَ الْاَشْرَارِ لِھَیْبَتِہٖ وَمَا خَرَجَ نَفَرٌ مِنْ صُفُوْفِ
الْاَنْفَارِ لِجَبَرُوْتِہٖ فَحَمَلَ عَلَیْھِمْ کَالْاَسَدِ عَلَی الشِّیَاہِ وَقَتَلَ
کُلَّ مَنِ ادَّعٰی لِشَجَاعَتِہٖ فِیْ مَیْدَانِ الْکِفَاحِ بسبب ہیبت
و جبروتِ حضرت کے کسی کو جرأت اسکی نہوئی کہ مقابل فرزند
شیرِ خدا کے ہو سکے بلکہ سب حیلہ و مکر کرتے تھے جب حضرت نے
دیکھا کہ کوئی مبارز میدانِ کارزار میں نہیں آتا ہے تو اُسوقت مثل
شیر کے کہ بکریوں پر حملہ کرتا ہے اُس قومِ بدکار پر حملہ کیا اور کئی اشرار
اشرار کو کہ جو مدعی شجاعت تھے بضربِ ذوالفقار واصلِ جہنم کیا وَیَقُوْلُ
فِیْ تِلْکَ الْحَالِ ھٰذَا الْمَقَالَ اور اُسوقت یہ کلمات شجاعت آیات
فرماتے تھے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

سَاَمْضِیْ وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَی الْفَتٰی	اِذَا مَا نَوٰی حَقًّا وَجَاھَدَ مُسْلِمًا
اُقَدِّمُ نَفْسِیْ لَا اُرِیْدُ بَقَائَھَا	سَتَلْقٰی خَمِیْسًا فِی الْھِیَاجِ عَرَمْرَمَا

اے جماعت بیدین مجھے یقین ہے کہ میں عنقریب راہِ خدا میں قتل ہونگا
لیکن قتل ہونا تلوار سے نزدیک شجاعان نامدار کے کچھ باعث ننگ و عار
نہیں ہے بلکہ موجب افتخار اور سبب خوشنودی پروردگار ہے بشرطیکہ

مسلمان ہوا اور راہ خدا میں جہاد کرے ای قوم اعدا ہرچند کہ میں بے معین
و مددگار تشنہ لب ہوں مگر انشاء اللہ اس معرکہ کارزار میں کسیوقت
قدم میرا پیچھے نہ ہٹے گا بلکہ بتائید ایزدی و مدد ہم قدم میرا آگے بڑھے گا
نہ ہوگا کہ اس جمعیت و کثرت سے تمہاری میں خائف ہوں قال
حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ مَکْسُوْرًا قَطُّ قَدْ قُتِلَ وُلْدُہٗ
وَاَعْوَانُہٗ وَاِخْوَتُہٗ اَرْبَطَ جَاشًا مِنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
حمید بن مسلم کہتا ہے کہ قسم بخدا کہ میں نے اکثر معارک قتال میں بہت سے
شجاعان عرب و عجم کو لڑتے دیکھا ہے لیکن کوئی شخص ایسا جری
و دلیر مثل امام حسین کے میں نے نہیں دیکھا ہے باوصف اسکے کہ تمام
اصحاب و اقربا اور اولاد اس جناب کے مثل گوسفند قربانی کے
سامنے قتل ہوئے تھے اور لاشہائے اعوان و انصار غلطان بخاک
و خون گرد اس دلیر کے پڑی تھیں اور تین شبانہ روز سے ایک قطرہ
پانی کا میسر نہ آیا تھا اور ہر طرف سے لاکھوں پیادہ و سوار گھیرے
تھے لیکن اس فرزند اسد اللہ الغالب کو بوقت قتال کے مطلق
ہراس و اضطراب نہ تھا اور اس جرأت و شجاعت سے لڑتے تھے
کہ وہ استقلال ان حضرت کا دیکھ کر تمام لشکر بدحواس و خائف
ہوا جاتا تھا فَاِنْ کَانَتِ الرَّجَّالَۃُ لَتَشُدُّ عَلَیْہِ فَیَشُدُّ عَلَیْھَا بِسَیْفِہٖ
فَیَنْکَشِفُ عَنْہُ اِنْکِشَافَ الْمِعْزٰی مِنَ الْاَسَدِ فَیَنْھَزِمُوْنَ
مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ ھَارِبِیْنَ وَیَتَفَرَّقُوْنَ کَالْجَرَادِ الْمُنْتَشِرِ خَائِفِیْنَ

جب پیادہ و سوار جمع ہوکر اُن حضرت کو گھیرتے تھے اور ہر طرف سے اُس جناب پر شدت کرتے تھے اور وہ شیر دلیر تلوار پکڑ کر طرف دفع کرنے اُن اشقیا کے متوجہ ہوتے تھے ساتھ ہی اُسکے وہ پیادہ و سوار اسطرح بدحواس ہوکر بھاگتے تھے کہ جیسے سامنے سے شیر کے بکریاں خائف و ترساں بھاگتی ہیں اور بسبب ہیبت و سطوت سے فرزند حیدر کرار کے مانند مور و ملخ کے متفرق و پریشان ہو جاتے تھے حتّٰی قَتَلَ مِنْهُمْ ثَلٰثِیْنَ اَلْفَ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ فَرَجَعَ اِلٰی مَرْکَزِہٖ وَهُوَ یَقُوْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پس اُس فرزند شیر خدا نے اسقدر اشقیا قتل کیے کہ کشتوں سے پشتے جمع کر دیئے یہانتک کہ ہاتھ سے فرزند رسول مختار کے تیس ہزار پیادہ و سوار اُس معرکہ مین قتل ہوئے اور باقی ماندہ سامنے سے فرار کر گئے جبکہ حضرت نے اُنکو بھاگتے پایا بمقتضائے شجاعت و غیرت کے تعاقب اُن فراریون کا نہ کیا بلکہ جس جگہ سے لڑنا شروع کیا تھا وہین پھر آئے اور عرق پیشانی انور سے صاف کرتے تھے اور کلمۂ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ارشاد فرماتے تھے فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ ذٰلِكَ خَافَ وَنَادٰی وَیْلَكُمْ یَا قَوْمِ اَلَمْ تَعْلَمُوْا بِمَنْ تُقَاتِلُوْنَ هٰذَا ابْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ هٰذَا ابْنُ قَتَّالِ الْعَرَبِ فَالرَّاْیُ اَنْ تُحَاطُوْهُ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَتَرَامُوْهُ بِالسِّهَامِ وَکَانَتِ السِّهَامُ اَرْبَعَۃَ اٰلَافٍ پس جب عمر سعد نے یہ حال دیکھا کہ ہاتھ سے امام حسین علیہ السلام کے

اسقدر اشقیا قتل ہوئے تو خائف و ترسان ہوکر اپنے اہل لشکر کو آواز
دی کہ ای قوم عرب واے ہو تم پر کیا تم نہین جانتے ہو کہ جس سے تم
لڑتے ہو یہ کون ہی یہ فرزند علی بن ابیطالب اسد اللہ الغالب
قتال عرب کے ہین یعنے جس شیر خدا نے جنگ بدر و حنین و خیبر اور
معارک احد و صفین اور نہروان مین صدہا قبائل عرب کو قتل کیا ہی
اور پہلوانان نامی کو معرکہ کارزار مین بضرب ذوالفقار فی النار کیا
پس میرے زعم مین سوا اسکے کوئی تدبیر قتل ہونے اُس جری کی
نہین ہی کہ تمام لشکر ہر طرف سے اُنکو محاصرہ کرلے اور ہر شخص نیزہ
و تلوار کھینچے ہوئے قتل پر تیار رہے اور سب تیرانداز ملکر دور سے
اُنکو تیرباران کرین کہ اس تدبیر سے وہ شہید ہون اور اُسوقت
چار ہزار تیرانداز وہان پر موجود تھے فَحَمَلُوا عَلَيْهِ وَحَاصَرُوهُ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَحَالُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَحْلِهِ فَصَاحَ بِهِمُ الْحُسَيْنُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيْحَكُمْ يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دِيْنٌ
وَكُنْتُمْ لَا تَخَافُوْنَ الْمَعَادَ فَكُوْنُوْا اَحْرَارًا فِيْ دُنْيَاكُمْ
فَارْجِعُوْا اِلٰى اَحْسَابِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ اَعْرَابًا پس سنتے ہی حکم عمر سعد
ملعون کے تمام لشکر نے حملہ کیا اور ہر سمت سے اسطرح احاطہ کیا کہ
صفوف لشکر اعدا درمیان خیمہائے اہل بیت اور اُن حضرت کے
حائل ہوگئے کہ تاراج کرین پس یہ دیکھتے ہی امام حسین علیہ السلام بیقرار
ہوگئے اور آواز دی کہ ای اہل کوفہ و شام ہرچند کہ تمکو دین و اسلام سے

بہرہ نہ رہا اور مطلق تمھین خوف معاد باقی نہین ہی لیکن تم سب صاحب
ناموس ہوا اور قوم عرب سے ہو پس کیا قیامت ہی کہ غیرت و حمیت
عرب کو ہاتھ سے اپنے دیتے ہوا اور ہرگز تمھین خیال بدنامی دنیا کا بھی
نہین ہی پس غیرت کو ہاتھ سے نہ دو اور وہ امر نہ کرو کہ جو باعث ننگ
و عار عرب کا ہو فناداہ الشمر ما تقول یا ابن فاطمۃ فقال
الحسین علیہ السلام یا اعداء اللہ انا الذی اقاتلکم
وانتم تقاتلونی والنساء لیس علیھن جناح فامنعوا عتاتکم
عن التعرض بحرمی ما دمت حیا جب امام حسین علیہ السلام
ان اشقیا سے یہ فرمایا پس شمر ملعون نے بکمال بے ادبی آواز دی
کہ اے فرزند فاطمہ مطلب آپکا اس بیان سے کیا ہی حضرت نے
فرمایا کہ اے دشمنان خدا مین تمسے لڑ رہا ہون اور تم مجھسے لڑتے ہو
اور یہ سب بچے اور عورات مخدرات محض بیگناہ ہین عبث ان
بیگناہون کے درپے آزار ہو مین چاہتا ہون کہ اپنے سرکشان
لشکر کو اس ظلم و ستم سے منع کرو کہ جبتک مین زندہ ہون کوئی
شخص متعرض حال میرے اہل بیت کا نہو فقال الملعون
لک ھذا ثم صاح شمر الیکم عن حرم الرسول
فاقصدوہ فی نفسہ فلعمری لھو کفو کریم پس شمر
ملعون نے جواب دیا کہ یا حسین اگر یہ مطلب آپکا ہی تو یہ امر آپکی
حیات تک ہو سکتا ہی یہ کہکر اس ملعون نے اپنے لشکر کو آواز دی

کہ کوئی تم مین سے قرب خیمہاے ذریت رسول خداؐ کے نہ جائے اور کوئی
اُنسے متعرض نہو کہ یہ کفو کریم ہین لیکن سب ملکر اس یکہ و تنہا پر حملہ کرو کہ
ہمین بجز قتل کرنے انکے کے اور کچھ مقصود نہین ہی فقصدہ القوم ورموہ
بالسہام وھو لم یزل یقاتلھم حتی اصابتہ جراحات کثیرۃ قیل
کانت ھی الفا و تسعمأۃ و خمسین و کانت السہام فی درعہ کالشوک
فی جلد القنفذ و کانت الجراحات کلھا فی مقدمہ پس یہ
کلام شمر ملعون کا سنکر سب اشقیا متوجہ طرف قتل فرزند رسول خداؐ کے
ہوے اور دور سے اُس پارۂ جگر فاطمہ زہرا و دلبند علی مرتضیٰ پر تیر باران
کیا اور حضرت بھی اُن اشقیا سے لڑتے رہے یہانتک کہ بدن انور کثرت
زخمہاے کاری سے نہایت ہی مجروح ہو گیا کہ ایک ہزار نو سو پچاس زخم
اسطرح سے لگے تھے کہ تیرون پر تیر اور نیزون پر نیزے تھے اور یہ سب
زخم مقدم بدن پر تھے اسلیے کہ معرکہ کارزار مین فرزند حیدر کرار نے رخ
اپنا لشکر اشرار سے نہ پھیرا تھا اور زرہ پر اس کثرت سے تیر نمایان تھے
کہ جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے ہوتے ہین فوقف الحسین لیستریح
ساعۃ فبینا کذالک اذ اتاہ حجر فوقع علی جبھتہ فاخذ الثوب
لیمسح الدم عن وجھہ راوی کہتا ہی جب امام حسین پر غش طاری ہونے لگا
اور نہایت ناتوان ہو گئے اُسوقت اُن حضرت نے چاہا کہ ایک دم اس
تعب حرب سے راحت ملے پس ایک لحظہ توقف کیا تھا کہ ناگاہ ایک سنگ
کسی ملعون نے اس زور سے پیشانی اقدس پر مارا کہ اُس زخم سے فوارۂ خون

جاری ہوا اور تمام چہرۂ انور خون سے تر ہو گیا پس حضرت دامن عبا سے خون چہرۂ اقدس سے پوچھنے لگے فقد اتاہ سہم مسموم لہ ثلث شعب فوقع فی صدرہ فقال علیہ السلام بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ پس حضرت ابھی خون چہرۂ انور سے پوچھتے تھے کہ اسی اثنا میں ایک تیر زہر آلودہ سہ پہلو سینۂ انور پر لگا اسوقت حضرت نے فرمایا بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ورفع راسہ الی السماء وقال اللھم انک تعلم انھم یقتلون رجلا لیس علی وجہ الارض ابن نبی غیرہ اور اس حالتِ یاس میں سرِ اقدس طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب اقدس الٰہی میں عرض کی کہ بار الٰہا تو عالم و دانا ہے کہ یہ لوگ درپے قتل اس شخص کے ہیں جو فرزند ہے تیرے حبیب کا اور سوا اسکے کوئی دوسرا تواسا تیرے پیغمبر کا روئے زمین پر نہیں ہے ثم اخذ السھم فانبعث الدم کالمیزاب فوضع یدہ علی الجراح فلما امتلئت رمی بہ الی السماء فما رجع من ذالک الدم قطرۃ پس اس مظلوم نے وہ تیر سینۂ اقدس سے نکال کر پھینکدیا آہ نکلتے ہی اس تیر ستم کے خون اس زخم سے مانند پرنالہ کے جاری ہوا پس دستِ مبارک نیچے اس زخم کے رکھا اور چلو خون سے بھر کر طرف آسمان کے پھینکا منقول ہے کہ اس خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرتا تھا ثم وضع یدہ ثانیا فلما امتلأت لطخ بہ راسہ ولحیتہ فقیل لہ ما ھو یا ابا عبد اللہ قال ھکذا القی جدی رسول اللہ وانا مخضوب بدمی بعد اسکے پھر دستِ مبارک میں وہ خون بھر کر

روئے اقدس و ریش مطہر پر ملا کسی شخص نے اسی حالت میں عرض کی کہ
یا حسینؑ یہ خون کیسے چہرۂ انور و ریش مطہر پر ملتے ہو حضرت نے فرمایا کہ میں
چاہتا ہوں کہ آج اسطرح بصورت خون آلودہ اپنے نانا رسول خدا سے
ملاقات کروں اور شکایت کروں اس ظلم و ستم کی کہ جو اس امت
ستم شعار نے مجھ پر کیا ہے افسوس آخر ان اشقیا نے اس مظلوم کو پیاسا شہید کیا
چنانچہ معصوم زیارت ناحیۂ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی المُخَضَّبِ
فِی الوَرٰی اَلسَّلَامُ عَلَی المَذبُوحِ مِنَ القَفَا سلام ہو اس سید جلیل پر
جو خاق اللہ میں نحر کیا گیا سلام ہو اس فرزند رسول پر جو تشنہ لب پس گردن سے
ذبح کیا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس نہم

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ
أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا وَأَبْغَضَ اللهُ مَنْ أَبْغَضَ حُسَيْنًا
منتخب میں منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ
حسینؑ میرا مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں دوست رکھتا ہے خدا
اس شخص کو کہ جو دوست رکھے میرے حسینؑ کو اور دشمن رکھتا ہے خدا
اس شخص کو کہ جو دشمن رکھے میرے نور عین حسینؑ کو پس حضرات وائے
اس قوم اشرار پر کہ جنہنے فرزند رسول مختار اور دلبند حیدر کرار کو مدینۂ
منورہ سے مہمان بلا کر بکمال عداوت بیابان صحرائے کربلا میں شہید کیا
قَالَ صَاحِبُ الْمَنَاقِبِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ لَمَّا ضَعُفَ الْحُسَيْنُ

عَلَیْہِ السَّلَامُ نَادیٰ شِمْرُ الْمَلْعُوْنُ یَا قَوْمُ مَا وُقُوْفُکُمْ وَمَا تَنْتَظِرُوْنَ
بِالرَّجُلِ قَدْ اَثْخَنَتْہُ الْجِرَاحُ اِحْمِلُوْا عَلَیْہِ چنانچہ صاحب مناقب محمد بن
ابی طالب وغیرہ نے روایت کی ہی کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام
بسبب کثرت زخمہائے کاری اور شدت تشنگی کے نہایت ضعیف ہو گئے
اور لڑنے کی طاقت نہ رہی اسوقت شمر ملعون نے اپنے لشکر کو آواز دی
کہ ای اہل کوفہ وشام کیون دیر کرتے ہو انکے قتل مین کہ اسمین مطلق
طاقت جنگ حضرت مین باقی نہین رہی ہے اور بسبب زخمہائے کاری کے
وہ مظلوم نہایت ضعیف وناتوان ہو چکے ہین پس ہر طرف سے حملہ کر کے
انکو قتل کرو فَحَمَلُوْا عَلَیْہِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَمَکَانٍ وَجَرَحُوْہُ بِالْحُسَامِ
وَالسِّہَامِ وَالسِّنَانِ فَوَقَعَ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَرُکْنُ الدَّارَیْنِ
عَلَی الْاَرْضِ عَلٰی خَدِّہِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ اسْتَوٰی جَالِسًا فَنَزَعَ
السَّہْمَ کَانَ رَمَاہُ اَبُوْ اَیُّوْبَ الْغَنَوِیُّ فِیْ حَلْقِہٖ پس سنتے ہی آواز
اُس لعین کے سب اشقیا ایک مرتبہ ٹوٹ پڑے اور برابر تیر و نیزہ و شمشیر سے
اُن حضرت کو ایسا زخمی کیا کہ وہ ستون دین و رکن ایمان اور وہ
گوشوارۂ عرش برین داہنی کروٹ صدر زین سے زمین پر تشریف
لائے اور بسبب کمال غیرت و جرأت کے پھر زمین پر درست ہو بیٹھے
اور وہ تیر کہ ہاتھ سے ابو ایوب غنوی کے حلق خشک پر لگا تھا اُسے
کھینچکر پھینکدیا قَالَ حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَخَرَجَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ دَاخِلِ الْخِبَاءِ وَہِیَ تَبْکِیْ وَتُنَادِیْ

وقرطاھا تجول بین اذنیھا وتقول واسیداہ وا اخاہ [illegible]
انطبقت علی الارض حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب مظلوم کربلا زمین پر
گرے اور زینب خاتون دختر امیر المومنین نے در خیمہ سے یہ حال دیکھا
اسوقت وہ مظلومہ مضطر و بیقرار خیمہ سے باہر نکل آئیں اور گریان و نالان
واحسیناہ گویان طرف مقتل کے روانہ ہوئیں اور بسبب کمال اضطرار کے
دو گوشوارے مثل ستارہائے تابان کے گوشہائے مبارک میں ہلتے
جاتے تھے جب وہ مخدومہ قریب حضرت کے پہونچیں تو دیکھا کہ پارۂ جگر
فاطمہ زہرا نور نظر جناب رسول خدا آلودہ بخاک و خون ریگستان گرم پر
پڑا ہے اور نزدیک حضرت کے عمر سعد مع اپنے رفقا کے کھڑا ہے اور بہت سے
عرب حلقہ کیے ہیں پس دیکھتے ہی اس مصیبت کے بیتاب ہو کر کہتی
تھیں کہ ہائے یا بھائی میرے ہائے ای سرپرست میرے ہائے سید
میرے افسوس کہ یہ بہن بیکس نہ مرگئی کہ آپکو اس حال سے نہ دیکھتی کاش
آسمان زمین پر گر پڑتا اور زمین شق ہو جاتی وقالت ویحکم الیس فیکم
مسلم یا ابن سعد ایقتل حسین بن رسول اللہ وانت تنظر الیہ
اور فرمایا وائے ہو تم پر کیا تم میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے کہ اپنے نبی کے
نواسے کو قتل سے بچائے جب کسی بیرحم نے جواب نہ دیا نگاہ حسرت
و یاس طرف ابن سعد کے خطاب کر کے فرمایا کہ ای بیرحم کیا سنگدل ہے تو
کہ امام حسین فرزند رسول الثقلین تیرے سامنے قتل ہوتا ہے اور تو دیکھتا ہے
اور منع نہیں کرتا قال ان عمر بن سعد لعنہ اللہ لما رأے

حُرْقَتِهَا وَنَحِيْبِهَا بَكٰى حَتّٰى تَسِيْلُ دُمُوْعُهٗ عَلٰى خَدَّيْهِ وَهُوَ يَصْرِفُ
وَجْهَهٗ عَنْهَا حمید کہتا ہی کہ جب عمر سعد نے یہ بیتابی اور رونا جناب زینبؑ کا
دیکھا منھ اپنا پھیر کر رونے لگا باوصف اسکے کہ وہ شقی نہایت سنگدل تھا
لیکن اضطراب وبیقراری سے اُس مخدومہ کے اتنا رویا کہ تمام منھ اُسکا
عین کا اشکون سے تر ہوگیا پس اُسی حالت مین اُس بیرحم نے شمر ملعون کو
آواز دی کہ ای شمر اب کیا انتظار ہی جلد اس مجروح وزخمی کا سر جدا کر آ
وہ سنتے ہی اسکے شمر ملعون آمادۂ قتل مظلوم کربلا ہوا اور اس بیرحم نے
قریب اُس مظلوم کے آیا اور زخمہاے سینہ وپہلو کو ایسی تکلیف دی
حضرت نے چشم انور کھولدین اور بنگاہ حسرت ویاس طرف اُسکے
دیکھا قَالَ یَا هٰذَا اِنْ اَرَدْتَ قَتْلِیْ فَامْهِلْنِیْ حَتّٰی اُصَلِّیْ
تَنَحّٰی عَنْهُ فَصَلَّی الْعَصْرَ وَسَجَدَ فَاَسْرَعَ الْمَلْعُوْنُ اِلَيْهِ پس اُس
حالت ایذا وکرب مین فرمایا کہ ای سنگدل اگر تجھے مجھ مظلوم کا قتل منظور ہے
مجھے اتنی مہلت دے کہ مین نماز آخری بجالاؤن اور سجدۂ شکر جناب
باری کا ادا کرون پس یہ سنکر وہ ستمگر علیحدہ ہوگیا اور حضرت نے رو بقبلہ
ہوکے ایما واشارہ سے نماز عصر ادا کی پس ابھی سجدۂ آخر سے فارغ
نہوے تھے کہ وہ دشمن خدا فوراً آمادۂ ذبح فرزند رسول خداؐ ہوا جیسا کہ
کافی مین منقول ہی کہ وہ وقت بعد عصر کے تھا آہ آہ اُسوقت کے حال کو
راوی کہتا ہی کہ نہین بھولتا مجھے حال زینب خاتون کا کہ وہ مظلومہ اُس وقت
نہایت بیقراری سے روکر کہتی تھین کہ ای اعدا کوئی بھی تم مین ایسا رحیم ہی

شہید ہوئے اسیوقت تمام عالم از مشرق تا مغرب تیرہ و تار ہوگیا اور آفتاب کو
گہن لگ گیا اور دن کو ستارے نظر آنے لگے اور آسمان اس مصیبت میں
لرزنے لگا اور اسقدر کانپا کہ قریب تھا شق ہو کر زمین پر گر پڑے اور زمین بھی
اس صدمہ سے قریب تھا کہ الٹ جائے اور صدائے گریہ و بکا اور نوحہ و عزا
ملائکہ کی آسمان سے آنے لگی اور اس صحرائے کربلا میں ہر طرف سے آواز
رونے پیٹنے جنوں اور وحش و طیور کی بلند ہوئی اور زمین و آسمان سے
آواز واحسیناہ واحسیناہ کی آتی تھی ؏

وَحِیْنَ کَرِیْمَاتُ الْبَتُوْلِ حَوَاسِرًا ۔ وَلَمْ یَبْقَ جَیْبٌ اِلَّا یُشَقُّ وَبُرْقَعُ
تُقَبِّلُ جُثْمَانَ الْحُسَیْنِ سُکَیْنَةٌ ۔ وَشِمْرٌ لَهَا بِالسَّوْطِ ضَرْبًا یُمَنِّعُ

پس جب یہ آثار قیامت کے مخدرات عصمت نے پا دیکھے تو سب دختران
خاتون قیامت بحسرت و یاس ہو پریشان اس تلاطم عظیم میں نکلے کہ دھجی دھجی
گریبان واحسین گویان چاک گریبان مقتل میں پہونچیں اور دیکھتے ہی لاش
اطہر امام حسین علیہ السلام کی بشدت روئیں آہ آہ جب سکینہ خاتون نے
لاش بے سر اپنے باپ کی دیکھی پس دیکھتے ہی اسکے وہ مظلومہ ہاتھ پھیلا کر
لاش اطہر سے لپٹ گئیں اور منھ اپنا گلوئے بریدۂ امام حسین علیہ السلام پر
رکھکر زار زار روتی تھیں اور ہائے بابا کہتی تھیں پس رونا اس یتیمہ کا شمر
لعین کو ناگوار ہوا اور بکمال غضب تازیانہ بدست قریب اس یتیمہ کے
آیا اور بظلم و ستم اس دختر یتیمہ کو لاش پدر سے جدا کیا ؏

فَیُولِمُهَا ضَرْبًا بِسِیَاطٍ فَتَلْتَجِیْ ۔ بِعَمَّتِهَا مِنْ خِیْفَةِ الضَّرْبِ تَوْجَعُ

تقول له یا شمر ویحک خلها	اذا کانت بالتقبیل ترضی وتقنع

پس جب وہ ستم رسیدہ ظلم سے اس ملعون کے متاذی ہوئین تو شکایت ظلم وستم شمر اظلم کی اپنی پھوپھی سے روکر کرنے لگین جناب زینب ستم دیدہ بیکسی پر اپنی بہت روئین اور اس یتیمہ کو دلاسا دیکر اس لعین سے فرمایا کہ ای شمر وائے ہو تجھپر اس دختر ستم رسیدہ پر کیون ظلم کرتا ہی یہ یتیمہ تو صرف اتنا چاہتی ہی کہ اپنے باپ کی لاش پر جی بھر کے رولے اور ان سے رخصت ہووے پس عجب بیرحم ہی تو کہ اتنی بات پر اس یتیمہ کو ظلم وستم کرتا ہے راوی کہتا ہی کہ ہرچند جناب زینب نے اس سے التجا کیا لیکن اس ملعون نے کسیطرح سکینہ خاتون کو قریب لاش حضرت کے نہ جانے دیا اور مطلق اس یتیمہ پر رحم نہ کیا

تندب من عظم الرزیة جدها	ایا جدنا تنظر الینا وتسمع
ایا جدنا هذا الحسین معفر	علی الترب مجدول وذا الوریدین یقطع

جب جناب زینب نے یہ ظلم عظیم شمر لعین سے مشاہدہ کیا اور اپنا حامی و مددگار کسی کو نہ پایا اسوقت منھ اپنا طرف مدینہ منورہ کے کرکے فریادکی کہ ای نانا ہمارے رسول الثقلین آیا آپ نہین ملاحظہ فرماتے ہین کہ فرزند آپکا حسین آلودہ بخون گلو بریدہ خاک گرم پر کس بیکسی سے پڑا ہی

وجثمانه تحت الخیول وراسه	عناداً باطراف الاسنة یرفع
ایا جدنا لو کنت من رجالنا	کبیراً ولا طفلاً علی [illegible]

ای نانا رسول خدا وہ جسم انور آپکے فرزند امام حسین کا کہ جو آپکی آغوش

مبارک مین پلا تھا اور لباس جنت سے آراستہ ہوتا تھا آج وہی جسم اطہر پامال سم اسپان ہی اور سر انور اُس مظلوم کا تن اطہر سے جدا کرکے نوک نیزہ پر بعد اوت بلند کیا گیا ہی فریاد ہی ای نانا جو ظلم وستم اس اُمت جفاکار نے آپکی اولاد پر کیے ہین کبھی کسی نے کسی پر امتہاے سابقہ سے ایسے ظلم نہین کیے ہین لیں ہم بیوارث شکایت اس ظلم بیشمار کی سوا آپکے کس سے کرین کہ ان اشقیاے نے کوئی عزیز ہمارا باقی نہین رکھا ہی بلکہ سب مرد چھوٹے اور بڑے قتل کیے یہانتک کہ اطفال شیر خوار بھی ہمارے تشنہ لب ذبح کیے ہ

ایا جدنا لم یترکوا النساءنا	خمارا ولا ثوبا ولم یبق برقع
ایا جدنا شمر یحیر قتنا عنا	ویضربنا ضرب الاماء ویوجع

ای نانا ہمارے فریاد ہی کہ اعداے ہمارے سرون سے چادرین اتار لین اور مقنع اور نقاب تک کسی کے پاس نہین چھوڑی ہی کہ منھ اپنا نامحرمون سے چھپائین آہ علاوہ اسکے یہ ظلم ہی کہ اگر کوئی آپکی بیٹیون سے مارے غیرت وشرم کے چادر دینے مین ہمت عذر کرتی ہی تو شمر ملعون اُس بیکس کو اس بیرحمی سے تازیانے مارتا ہی جیسے کوئی کنیزون کو بذلت تازیانے مارتا ہی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس دہم

فے الامالی عن داؤد بن کثیر الرقی انہ قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام اذا ستسقی الماء امالی ابن با

داؤد بن کثیر رقی سے منقول ہے کہ کہا اُسنے ایک روز مین خدمت بابرکت
جناب صادق علیہ السلام مین حاضر تھا کہ میرے سامنے حضرت نے
پانی طلب فرمایا فَلَمَّا شَرِبَهُ رَأَيْتُهُ قَدِ اسْتَعْبَرَ وَاغْرَوْرَ
قَتْ عَيْنَاهُ بِدُمُوعِهِ ثُمَّ قَالَ لِي يَا دَاوُدُ لَعَنَ اللهُ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَمَا انْغَصَ ذِكْرُ الْحُسَيْنِ لِلْعَيْشِ پس جب پانی حاضر کیا گیا
تو حضرت نے نوش فرمایا دیکھا مین نے کہ دفعۃً آثار حزن و ملال چہرہ
اقدس پر ظاہر ہوئے اور اشک چشم مبارک مین بھر آئے پس میری
طرف دیکھکر فرمایا کہ ای داؤد خدا لعنت کرے اُن اشقیا پر کہ جنھون نے
میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا ای داؤد قتل ہونے
امام حسین علیہ السلام کے اسقدر ہمین محزون و مغموم کیا کہ بعد
شہادت اُن حضرت کے ہمین کچھ لطف زندگی باقی نہین رہا ہے اسلئے
مَا شَرِبْتُ مَاءً بَارِداً إِلَّا وَذَكَرْتُ الْحُسَيْنَ ع فَمَا مِنْ عَبْدٍ
شَرِبَ الْمَاءَ فَذَكَرَ الْحُسَيْنَ ع وَلَعَنَ قَاتِلَهُ إِلَّا كَتَبَ اللهُ تَعَالَى
لَهُ مِائَةَ أَلْفِ حَسَنَةٍ ای داؤد جب مین آب سرد پیتا ہون ساتھ ہی
اسکے مجھے یاد آتی ہے مصیبت اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی اور
قتل ہونا اُن حضرت کا شدت تشنگی مین ای داؤد جو بندہ مومن آب
پیے اور یاد کرے مصیبت کو امام حسین علیہ السلام کی اور لعنت
و نفرین کرے اُن بیرحمون پر کہ جن اشقیا نے ناحق قتل کیا اُس مظلوم کو
تو حق سبحانہ تعالے عوض مین اسکے لاکھ نیکی اور حسنات کا ثواب نامہ

اعمال میں اُس مومن کے لکھتا ہے وَمَحٰی عَنہُ مِائَۃَ اَلفِ سَیِّئَۃٍ
وَرَفَعَ لَہُ مِائَۃَ اَلفِ دَرَجَۃٍ وَکَاَنَّمَا اَعتَقَ مِائَۃَ اَلفِ نَسَمَۃٍ
وَحَشَرَہُ اللہُ تَعَالٰی یَومَ القِیٰمَۃِ ثَلجَ الفُؤادِ اور حق سبحانہ تعالےٰ
لاکھ گناہ نامۂ اعمال سے اُس مومن کے محو کرتا ہے اور لاکھ درجے واسطے
اُسکے بلند کرتا ہے اور عطا فرمائیگا اُس مومن کو ثواب برابر اُس شخص کے
کہ جسنے لاکھ بندے راہ خدا میں آزاد کیے ہونگے اور بروز قیامت یعنے
اُس روز کہ جس روز شدتِ تشنگی سے جگر تمام اہل محشر کے مثل کباب کے
بریان ہونگے اور زبانیں سب مخلوقات کی مارے پیاس کے باہر نکلی
ہونگی خداوند کریم اُس روز اُس مومن کو کہ جسنے یاد کی ہے تشنگی امام حسین
علیہ السلام کی محشور کریگا بقلب مطمئن اور جگر خنک مثل برف کے پس
حضرات تصور کیجیے کہ پیاس سید الشہدا مظلوم کربلا کی کس قیامت کی
پیاس تھی کہ جسکے یاد کرنے میں لاکھ حسنات نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں
اور لاکھ سیئات محو ہوتے ہیں اور لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں اور لاکھ
بندے راہ خدا میں آزاد کرنیکا ثواب حاصل ہوتا ہے اور یاد کرنیوالا
اُس پیاس کا تشنگی روز قیامت سے محفوظ رہیگا پس مومنین گریہ
وبکا کیجیے تشنگی اور مصائب پر جناب سید الشہدا کے کہ وہ باعثِ ثواب
عظیم ہے اور وسیلۂ بزرگ ہے نجات آخرت کا اور ذاکر کا کام صرف
یاد دلانا ہے کسی مصیبت کا جو اُس جناب پر گذری ہے جیسا کہ ابومخنف
لکھتا ہے جب فرزند رسول خدا مظلوم کربلا بسبب زخمہاے کاری کے

صدر زین سے بروے زمین تشریف لائے اسوقت اعدائے اُس تشنہ لب
اور مجروح پر ہر طرف سے ہجوم کیا اور آمادہ قتل و ذبح اُن حضرت کے
ہوے فِي الْمَجَالِسِ الْمُفْجِعَةِ وَالْإِرْشَادِ أَنَّهُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ
الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مِنْ عِنْدِ النِّسَاءِ أَعْيُرَاهِقُ
فَلَحِقَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِتَحْبِسَهُ
فَانْفَلَتَ الصَّبِيُّ وَامْتَنَعَ وَأَبَىٰ إِبَاءً شَدِيدًا اجمانچہ مجالس مفجعہ
اور ارشاد مین منقول ہی کہ اسی حالت مین شاہزادہ عبد اللہ فرزند
امام حسن علیہ السلام خیمہ حرم محترم سے بیتابانہ باہر نکلا اور پیچھے اُسکے
جناب زینب دختر امیر المومنینؑ جلد باہر آئین اور اُس ماہ انور کو
آغوش مین اُٹھا لیا اور چاہا کہ اُسے خیمہ مین لیجائین لیکن وہ بچہ
ایسا مچلا کہ اپنے تئین آغوش سے اُس معظمہ کی زمین پر گرا دیا و قال
لَهَا يَا عَمَّتَاهُ وَاللهِ لَا أُفَارِقُ عَمِّيَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّهُ
وَحِيدًا فَرِيدًا بَيْنَ الْأَعْدَاءِ اور زینب خاتون سے عرض کی
کہ ای پھوپھی جان مجھے نہ روکیے قسم بخدا کہ مین ایسی حالت بیکسی و
تنہائی مین ہرگز اپنے چچا امام حسینؑ کو تنہا نہ چھوڑونگا بلکہ جان اپنی
اُن حضرت پر نثار کرونگا یہ کہکر روانہ قتلگاہ ہوا فَوَقَفَ إِلَىٰ جَنْبِ
عَمِّهِ فَأَهْوَىٰ أَبْجَرُ بْنُ كَعْبٍ لَعَنَهُ اللهُ وَقِيلَ حَرْمَلَةُ بْنُ
كَاهِلٍ إِلَى الْحُسَيْنِ بِالسَّيْفِ لِيَضْرِبَهُ ہر چند کہ وہ میدان
لشکر اعدا سے بھرا ہوا تھا لیکن اُس صاحبزادہ نے باوصف کم سنی

اور تنہائی کے مطلق اُن اشقیا سے خوف نہ کیا اور جرأت و دلاوری کو
اپنے آبائے طاہرین کے کام فرما کر درمیان فوج سے نکلکر اپنے تئین
اپنے چچا مظلوم تک پہونچایا اور پہلوے اقدس مین اُن حضرت کے
استادہ ہوا ناگاہ ابجر بن کعب ملعون آور بروایتے حرملہ بن کاہل
لعین تلوار کھینچکر قریب امام حسین علیہ السلام کے آیا اور چاہا کہ وہ تلوار
حضرت پر لگاے اور حضرت کو شہید کرے فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ
یَا ابْنَ الْخَبِیْثَۃِ الزَّانِیَۃِ اَتَقْتُلُ عَمِّیَ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَسْمَعَ
اللَّعِیْنُ قَوْلَہٗ وَضَرَبَ بِالسَّیْفِ فَاتَّقَاھَا الْغُلَامُ بِیَدِہٖ
فَاَقْطَعَھَا اِلَی الْجِلْدِ فَاَطَّنَّھَا جب اُس صاحبزادہ نے دیکھا کہ وہ
ملعون حضرت کو قتل کرتا ہی بیتاب ہوکر اُس شقی سے فرمایا کہ ای فرزند
زن خبیثہ کسقدر بیحیا ہی تو کیا میرے عم نامدار امام حسینؑ کو قتل کریگا
ای جفاکار کچھ خوف خدا کر اور میرے چچا مظلوم کو ناحق قتل نہ کر ہرچند کہ
وہ طفل صغیر اُس ملعون کو منع کرتا رہا لیکن اُس بیرحم نے کہنا اُس
شاہزادہ کا نہ سنا اور وہ تلوار حضرت پر لگائی اُدھر اُس شقی نے
تلوار لگائی اِدھر عبداللہ نے بسبب فرط محبت کے ہاتھ نازک اپنا
آگے تلوار کے کر دیا تاکہ اپنے چچا کو ضربت شمشیر سے بچائے افسوس
صد افسوس کہ وہ تلوار ہاتھ پر اُس یتیم کے ایسی پڑی کہ وہ ہاتھ نازک
اُس بچے کا کٹ گیا اور جلد باقی رہی جس سے وہ ہاتھ لٹکا رہا فَنَادٰی
یَا عَمَّاہُ قَدْ قَتَلَنِیْ ھٰذَا الْمَلْعُوْنُ فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

وَضَمَّہُ اِلٰی صَدْرِہٖ وَقَالَ یَا بُنَیَّ اِصْبِرْ عَلٰی مَا نَزَلَ بِکَ
پس عبداللہ نے اُسوقت فریاد کی کہ ای چچا جان دیکھیے اِس ملعون نے
مجھے قتل کیا منقول ہی کہ ہر چند حضرت غش مین تھے مگر سنتے ہی اِس
آواز عبداللہ کے چشم انور غش سے کھولدین دیکھا کہ وہ طفل ماہ لقا
دست بریدہ پہلوے اقدس مین پڑا تڑپ رہا ہی دیکھتے ہی اِس
مصیبت عظمے کے عبداللہ کی بیکسی پر حضرت بہت روئے اور اُسی
حالت ضعف و ناتوانی مین اُس پارۂ جگر کو اپنے سینہ سے لگایا اور
فرمایا کہ ای نور نظر بہت دشوار ہی تیرے چچا پر یہ کہ تو ایسے وقت بیکسی مین
اپنے چچا سے فریاد و استغاثہ کرے اور ہم سے کچھ نصرت تیری نہو سکے
اب ای فرزند بجز صبر و شکر کے کچھ چارہ نہین ہی فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ
رَمَاہُ حُرْمَلَۃُ بْنُ کَاھِلِ الْمَلْعُوْنُ بِسَھْمٍ فَذَبَحَہٗ فِیْ حِجْرِ
عَمِّہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَوَضَعَہٗ عَلَی الْاَرْضِ آہ آہ
ہنوز حضرت اُسے کلمات تسکین کے فرما رہے تھے کہ ناگاہ حرملہ
ملعون نے ایک تیر حلق نازنین عبداللہ پر ایسا مارا کہ صدمہ سے
اُس تیر ستم کے وہ بچہ آغوش مین اپنے چچا کی تڑپ کر دنیا سے رحلت
کر گیا پس امام حسین علیہ السلام اِس مصیبت پر بحسرت و یاس رو دیے
اور لاش اُس بچے کی قریب اپنے زمین پر رکھدی فَنَادٰی عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ
مَنْ یَاْتِیْ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَتَقَرَّبَ مِنْہُ الشِّمْرُ وَاَرَادَ اَنْ
یَقْتُلَہٗ بعد اسکے عمر سعد نے آواز دی کہ کون ایسا جری ہی کہ سر حسین

مظلوم کا تن سے جدا کرے یہ سنکر شمر ملعون بارادۂ قتل امام مظلوم قریب حضرت کے آیا و فی ریاض الشہادۃ وغیرہ عن الشمر لعنۃ اللہ انہ قال لما قربت من الحسین وجدتہ ساجدا وھو یبکی ویتضرع ویقول چنانچہ ریاض الشہادت اور روضۃ الشہدا میں شمر لعین سے منقول ہی کہا اُسنے کہ کسی کو اہل کوفہ و شام سے جرأت اسکی نہوئی کہ قریب حسین بن علی کے بقصد قتل آسکے لیکن وہ شقی قریب اُن حضرت کے پہونچا دیکھا کہ وہ جناب رو بقبلہ سجدہ میں ہیں اور کچھ جناب باری میں تضرع و زاری عرض کر رہے ہین ہر چند کہ زبان اطہر بسبب شدت تشنگی کے چباتے تھے لیکن جب مین بہت قریب ہوا تو سنا مین نے کہ بکمال خشوع و خضوع روتے ہین اور یہ کلمات زبان اطہر پر جاری ہین یا سیدی ومولای ان عبدک ھذا قد وفی علی عھدہ وانک لا تخلف المیعاد ای پروردگار عالم ای مالک و آقا میرے اس بندہ نے تیرے فضل و کرم سے اپنے وعدہ پر وفا کی اور تو وہ صادق الوعد ہی کہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہین کرتا ہی بس امید وار ہوں کہ تو اپنی رحمت کاملہ سے میرے شیعوں کو بخشدے فنادی منادی من السماء یا حسین نحن نغفر لشیعتک حتی ترضی فقال الحسین علیہ السلام ثلاثا الان طاب لی الموت طاب لی الموت پس بنا بر روایت محرق القلوب وغیرہ وہ حضرت ابھی سجدۂ باری مین تھے کہ جانب پروردگار سے آواز آئی کہ یا حسین تو ہرگز فکر نہ کر اور

خوش و مسرور ہو کہ ہم تیرے شیعوں اور ماتم داروں کو بروز قیامت اسقدر
بخشین گے کہ تو راضی و خوشنود ہو گا جب امام حسین علیہ السلام نے
یہ بشارت سنی حالت سجدہ مین تین مرتبہ فرمایا الآن طاب لی الموت
ای پروردگار میرے یہ خوشخبری سنکر اب مین بہت مسرور ہوا اور شہید
ہونا تیری راہ مین مجھے نہایت پسند ہی پس حضرات واے ہو شمر لعین پر
باوجود مشاہدہ اس قرب و منزلت کے جو حضرت کو درگاہ الٰہی مین
حاصل تھا اُس ملعون کو مطلق رحم نہ آیا چنانچہ شاعر کہتا ہی

فما زاد قلب الرجس الا قساوۃ	وما منہ الراس لا یترحم
تکاد السموات الشداد لقتلہ	تفطرن والارض تخسف فیہم

پس اُس شقی نے اپنی عداوت اور شقاوت دلی سے اُس حالت سجدہ
مین اُس مظلوم کو قتل کیا اور سر انور نیزہ بلند پر نصب کیا اور کچھ رحم نہ آیا
اُسوقت ساتون آسمان ایسے کانپنے لگے کہ قریب تھا شق ہو کر زمین پر
گر پڑین اور زمین کو بھی اسقدر زلزلہ ہوا کہ سب کو یقین ہوا کہ اب اُلٹ
جائیگی اور آواز نوحہ و بکا جن و پری اور وحش و طیور کی ماتم سلیمان
کربلا مین بلند ہوئی اور آسمان سے آواز رونے ملائکہ کی برملا آتی تھی
اور اُس صحراے کربلا مین شور واحسیناہ واحسیناہ کا بلند تھا ۱۸

لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس یازدہم

یا معشر المؤمنین ان اللہ رب العالمین قد ابتلی ابراہیم

الخلیل بذبح ولدہ اسحٰق او اسمٰعیل فرئ فی المنام وھو بین الرکن والمقام انہ لولدہ ذابح ولدامہ سافح اگاہ ہوں مومنو عزاداران فرزند سید المرسلین کہ خداوند عالمین معرض امتحان مین لایا حضرت ابراہیم کو ساتھ ذبح کرنے انکے فرزند اسحاق یا اسمٰعیل کے باختلاف روایت جیسا کہ مجالس المتقین اور محرق القلوب وغیرہ مین منقول ہی کہ ایک روز حضرت خلیل درمیان رکن اور مقام کے عبادت مالک علام مین مشغول تھے کہ ناگاہ اسی حالت مین بضرورت وحی آنکھ اُن برگزیدہ رب جلیل کی لگ گئی پس عالم رویا مین دیکھا کہ مین بحکم خدا اپنے فرزند اسمٰعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا ہون فانتبہ من رقدتہ مرعوبا ومن منامہ مرعوبا فلامتثال امر ربہ الجلیل قال لابنہ اسمٰعیل انی اری فی المنام عیانا انی اذبحک قربانا فانظر ماذا تری یا خیر الولد پس دیکھتے ہی اس حکم پروردگار عالم کے حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوے اور بسبب خوف جناب باری کے تمام بدن مبارک کانپتا تھا اور بسبب اضطراب نہایت خائف وترسان تھا پس واسطے تعمیل حکم رب جلیل کے اپنے فرزند اسمٰعیل سے فرمایا کہ ای بہترین فرزندان اور ای خلاصہ دودمان پیغمبران مین ابھی جانب خدا سے اسپر مامور ہوا ہون کہ تمھین اپنے ہاتھ سے راہ خدا مین ذبح کرون اور واسطے رضا سے خدا کے تمھین قربان کرون لیکن تم بیان کرو کہ اس امر مین تمھارے

نزدیک کیا صلاح ہی فَقَالَ لَهُ اِسْمٰعِیْلُ یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ پس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام یہ سنکر خدمت بابرکت حضرت ابراہیم میں عرض کی کہ ای پدر عالیقدر جس صورت مین کہ حکم پروردگار واسطے قربانی مجھ خاکسار کے ہوا ہے تو تعمیل اسکی آپ پر واجب ہی مین بھی حاضر ہون اور انشاء اللہ آپ مجھے نیچے چھری کے زمرۂ صابرین سے پائینگے فَیَا اَبَتِ اُوْصِیْكَ اَنَّكَ اِذَا قَرَّبْتَ مِنِّیَ الْاَوْدَاجَ وَفَارَ لَكَ الدَّمُ النَّجَاحُ فَاحْتَسِبْنِیْ عِنْدَ اللّٰهِ قَرْضًا اِذْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ فَرْضًا لیکن ای پدر بزرگوار اس احقر کی آپسے چند وصیتین ہین امیدوار ہون کہ بوقت ذبح کرنے بخیف کے وہ وصایا ملحوظ خاطر رہین وہ یہ ہین کہ جب حضرت میرے گلے پر چھری رکھین اور شہ رگین قطع ہونے لگین یہانتک کہ فوارہ خون اُسسے جاری ہو اور آپکو بسبب محبت پدری کے رنج و ملال ہو تو اسوقت حضرت اپنے دلکو اسطرح سے تسکین دین کہ یہ امر جو باعث میرے ملال کا ہی یہ مجھپر قرض تھا اور ادا کرنا ہر قرض کا ضرور ہی اور اُسوقت یہ خیال فرمائیگا کہ یہ حکم مجھے جانب پروردگار سے ہی اور جو امر کہ اُس حاکم حقیقی کا ہوتا ہی بجالانا اسکا واجب و فرض ہی وَیَا اَبَتِ اشْدُدْ رِبَاطِیْ حَتّٰی لَا اَضْطَرِبَ وَاغْضُضْ اَبْصَارَكَ وَصُنْ ثَوْبَكَ عَنْ دَمِیْ لِئَلَّا تَرَاهُ الشَّفِیْقَةُ اُمِّیْ اور ای پدر عالیوقار جب آپ قصد میرے ذبح کا کرین تو پہلے ہاتھ اور پاؤن اِس فدوی کے ایک

رسی سے مستحکم باندھ دیجیے گا تاکہ مین ذبح ہوتے وقت نیچے چھری کے تکلیف سے
اُسکی مضطرب نہون اور بوقت ذبح کے آپ اپنی چشم مبارک پر ایک رومال
باندھ لیجیے گا تاکہ حضرت مجھے ذبح ہوتے نہ دیکھین اور محبت پدری سے میرا
اضطراب دیکھکر آپ مضطرب نہو جائین اور جب آپ مجھے زمین پر لٹائین
اور چاہین کہ مجھے ذبح کرین اُسوقت دامن قبا و عبا کو اپنے گردان لیجیے گا
ایسا نہو کہ جب چھری میرے گلے پر چلے اور فوارہ خون نکلکر لباس پر حضرت کے
پڑے اور لباس آپکا خون سے تر ہو اور مادر مہربان میری اُس خون کو
دیکھکر میرے ماتم مین روئین یَا اَبَتِ اقْرَأ عَلَيْهَا سَلَامِی مُنْعِياً وَارْدُدْ
اِلَيْهَا قَمِيْصِی مُسَلِّيًا وَقُلْ لَهَا اِنَّ ابْنَكِ نَقَلَهُ مَوْلَاهُ الْكَرِيْمُ اِلٰى
دَارِ الْخُلْدِ وَالنَّعِيْمِ ای پدر بزرگوار آپ میری جانب سے اُن مخدومہ کو
سلام کہدیجیے گا اور کُرتہ میرا اُتارکے پہونچا دیجیے گا اور جب مان میری مجھ کو
آپکے ہمراہ نہ دیکھین گی تو ضرور آپسے پوچھین گی کہ میرے فرزند اسمٰعیل ع کو
کہان چھوڑا ہی کیا سبب ہی کہ حضرت کے ساتھ وہ نہین ہی تو اُسوقت آپ
اُنسے میرا ذبح ہونا دفعۃً بتصریح بیان نہ فرمائیگا بلکہ میرا مرنا اِس عنوان سے
بیان کیجیے گا کہ فرزند تمہارا اسمٰعیل طلب ہو گیا ہی ایسی جگہ کہ جہان نعمتین
انواع و اقسام کی اُسکے لیے مہیا ہین اور اُن نعمتون کو ہمیشگی ہی فَلَمَّا
انْتَهَتْ وَصَايَاهُ شَدَّهُ الْخَلِيْلُ شَدًّا وَثِيْقًا وَاَضْجَعَهُ اِضْجَاعًا
رَفِيْقًا فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَ عِنْدَهُ جَبْرَائِيْلُ وَقَالَ لَهُ اَيُّهَا الْخَلِيْلُ
اِنَّ رَبَّكَ الْجَلِيْلَ يَقُوْلُ فِي اِسْمٰعِيْلَ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ پس

جب حضرت اسمٰعیل سب وصایا بیان کر چکے اسوقت حضرت ابراہیمؑ آمادہ
و مستعد ہوئے ذبح کرنے برائے فرزند اسمٰعیلؑ کے پہلے ہاتھ اور پانون اپنے
جگر بند کے رسّی سے مستحکم باندھے اور دامن عبا و قبا کو اپنے کمر دانا اور چشم مبارک
اپنی رومال سے باندھی اور اس نور نظر کو بکمال نرمی واسطے ذبح کے زمین پر
لٹایا اور کارد تیز کو گلوے نازنین پر اپنے فرزند اسمٰعیل کے رکھا اور چاہا کہ ذبح
کرین ناگاہ جبرئیل بحکم خداوند جلیل نازل ہوے اور عرض کی کہ ای ابراہیم
حق سبحانہ تعالیٰ نے بعد تحفۂ سلام کے ارشاد کیا ہی کہ اسمٰعیل کو ذبح نہ کرو
بلکہ عوض اس ذبح کے آیندہ ایک شخص تمہاری اولاد سے ہماری راہ مین
ذبح ہوگا اور وہ ذبح اسکا اس ذبح سے بمراتب عظیم ہی یہ سنکر حضرت ابراہیم نے
پوچھا کہ ای جبرئیل وہ شخص ایسا مظلوم و صابر کون برگزیدہ باری ہوگا کہ
جو ایسے مصائب سخت کا متحمل ہوگا اور راہ خدا مین ذبح ہوگا جبرئیل نے
عرض کی کہ ای نبی خدا وہ مظلوم و مذبوح صابر و شاکر امام حسینؑ فرزند
رسول الثقلین پیغمبر آخر الزمان کا ہوگا پس اس امام اتقیا کو بروز عاشورا
اشقیاے امت بحالت غربت و بیکسی اور شدت تشنگی مع عزیز و اقربا و اصحاب
کربلا مین مثل گوسفند قربانی ذبح کرینگے پس یہ سنکر حضرت ابراہیم بہت روئے
اور بجناب احدیت مین عرض کی کہ ای پروردگار عالم مجھے افسوس ہے
اسکا کہ مین ثواب سے ذبح کرنے اسمٰعیل کے اپنے ہاتھ سے محروم رہا کاش
مین اپنے فرزند کو تیری راہ مین ذبح کرتا اور بسبب اسکے مستحق درجات
عالیہ کا تیری جناب سے ہوتا پس اس التماس کے جواب جانب خدا

ارشاد ہوا کہ اے ابراہیمؑ تم افسوس اسکا نہ کرو اسلیے کہ جسقدر تم خبر قتل حسینؑ فرزند
رسول الثقلین صلعم کی سنکر روئے اور مغموم ہوئے ہو اس گریہ و بکا کا ثواب ہم
تمہیں اسقدر عطا فرمائینگے کہ جسقدر تمہیں ثواب اپنے ہاتھ سے اسمٰعیلؑ کو ہماری
راہ میں ذبح کرنے میں عطا کرتے سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے گریہ و بکا کا مصائب
مظلوم کربلا پر بس مومنین گریہ و بکا کیجیے اُس امام مظلوم پر کہ جسکا قتل
و ذبح ہونا مراتب اعظم ہے ذبح حضرت اسمٰعیلؑ سے اور کیونکر ذبح اُس
امام جلیل کا اعظم نہو کہ جب حضرت اسمٰعیل واسطے ذبح کے لٹائے گئے اور
چھری اُنکے حلق پر حضرت خلیل نے رکھی تو اُسوقت وہ حضرت غریب الوطن
یکہ و تنہا بے مونس و مددگار تشنہ و گرسنہ نرغۂ اعدا میں گرفتار نہ تھے بلکہ
اپنے وطن میں درمیان مجمع عزیز و اقربا کے سیراب و مطمئن تھے اور فرزند
علی مرتضیٰؑ جگر گوشۂ خاتم انبیاؐ آوارہ وطن گرفتار رنج و محن بے مونس
و مددگار نرغۂ اعدا میں بالب تشنہ مثل گوسفند قربانی ہاتھ سے اشقیا کے
امت کے شہید ہوئے اور جناب اسمٰعیل جب واسطے ذبح کے لٹائے گئے
تھے تو اُسوقت بدن اطہر اُن حضرت کا زخم تیر و نیزہ اور شمشیر و خنجر سے
سالم و محفوظ تھا بخلاف مظلوم کربلا کے کہ تمام بدن انور اُن حضرت کا
زخم نیزہ و تیر سے قبل ذبح کے مثل غربال کے مشابہ تھا آہ قربانگاہ مکہ
حضرت ابراہیمؑ سا پدر شفیق اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کرنے پر بمرضی
آمادہ تھے افسوس ہزار افسوس قتلگاہ کربلا میں شمر ملعون سے سنگدل اور
بے رحم نے امام حسینؑ سے صابر و شاکر کو بارہ ضربت سے ذبح کیا اور سر انور

عَنْ وُلْدِکَ وَاَھَالِیْکَ اور اُسوقت آپ گوشۂ چشم پھرا پھرا کے بنگاہ حسرت
چشم نیم واسے اپنی اولاد اور اہل حرم کیطرف دیکھتے تھے حالانکہ وہ وقت
ایسا نازک تھا کہ آپکا وقت اخیر تھا اور محل خیال و پاس اولاد و اہل حرم کا
نہ تھا وَاَسْرَعَ فَرَسُکَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاکِیًا
اور اُسی حال مین جلدی کی آپکے اسپ باوفا نے کہ آپکے خیمگاہ کیطرف
باواز بلند روتا ہوا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع
کرنا تھا فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَاءُ جَوَادَکَ مَخْزِیًّا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْہِ
مَلْوِیًّا پس جب اُن مخدرات عصمت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین
خالی ہی سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہی بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ
الشُّعُوْرِ تو یہ حال دیکھکر خیمگاہ سے مو پریشان گریان و نالان وامظلوماً
واحسیناہ کہتی ہوئین نکل آئین عَلَی الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتٍ بِالْوُجُوْہِ
سَافِرَاتٍ وَبِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٍ وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ وَاِلٰی
مَصْرَعِکَ مُبَادِرَاتٍ آہ اپنے رخساروں پر طمانچے مارتی ہوئین بے مقنع
وچادر واویلاہ واثبوراہ کہتی ہوئین بعد عزت کے ذلیل بیتابانہ آپکے
مقتل مین پہونچین وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِکَ وَوَاضِعٌ سَیْفَہٗ عَلٰی
نَحْرِکَ قَابِضٌ عَلٰی شَیْبَتِکَ بِیَدِہٖ ذَابِحٌ لَکَ بِمُهَنَّدِہٖ اور دیکھا کہ
اُسوقت شمر لعین آپکے سینۂ اقدس پر بیٹھا ہی اور اپنی تلوار کو آپکے مقام نحر پر
رکھے ہوے تھا اور اُسکے ہاتھ مین آپکی ریش مقدس و نورانی تھی اور تیغ
آبدار سے آپکے گلوے خشک کو ذبح کرتا تھا قَدْ سَکَنَتْ حَوَاسُّکَ

وَخَفِيَتْ أَنْفَاسُكَ وَرُفِعَ عَلَى الْقَنَاةِ رَأْسُكَ آہ آہ اُسوقت ساکن ہوگئے حواس آپکے اور سانس آپکی خفی و نرم ہوگئی اور دم رُک گیا یہانتک کہ سر انور آپکا نیزۂ طویل پر بلند کیا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس دوازدہم

رَوَى الشَّيْخُ الْمُفِيدُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ إِنَّ مُحِبِّيكَ يَفْرَحُونَ فِي ثَلَاثِ مَوَاطِنَ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے جناب ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے کہ یا علی محب اور دوست تمہارے تین مقاموں میں فرحناک ہونگے عِنْدَ خُرُوجِ أَنْفُسِهِمْ وَأَنْتَ هُنَاكَ تَشْهَدُهُمْ وَعِنْدَ الْمَسْأَلَةِ فِي الْقُبُورِ وَأَنْتَ هُنَاكَ تُلَقِّنُهُمْ وَعِنْدَ الْعَرْضِ عَلَى اللهِ وَأَنْتَ هُنَاكَ تَعْرِفُهُمْ ایک نزدیک انکی جانکنی کے اور تم یا علی اسوقت انکو دیکھتے ہوگے اور موجود ہوگے دوسرے نزدیک سوال وجواب کے انکی قبروں میں اور تم یا علی اسوقت انکی تلقین کروگے تیسرے نزدیک انکے عرض اعمال کے جناب احدیت میں اور تم یا علی اسوقت انکو شناخت کروگے چنانچہ مناقب مرتضوی میں منقول ہے حارث ہمدانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے خدمت بابرکت جناب امیر المومنین علیہ السلام میں عرض کیا یا علی إِنِّي أُحِبُّكَ وَأَخَافُ حَالَتَيْنِ

مِن حَالاتِي حَالَةَ النَّزعِ وَحَالَةَ المُرُورِ عَلَى الصِّرَاطِ یا علیؑ مین آپ کو دوست رکھتا ہون اور دو حالتون سے کہ جو مجھپر واقع ہونگی ڈرتا ہون ایک حالت نزع وجانکنی مین اور دوسرے گذرنے صراط پرسے فَقَالَ لَاتَخَف یَاحَارِث مَامِن اَحَدٍ مِن اَولِیَائِی وَاَعدَائِی اِلَّا وَهُوَ یَرَانِی فِی هَاتَینِ الحَالَتَینِ وَاَرَاهُ وَیَعرِفُنِی وَاَعرِفُهُ پس یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ حارث خوف نکر کہ میرے دوستون اور دشمنون سے کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ ان دونون حالتون مین مجھے نہ دیکھے اور مین اسکو نہ دیکھون یعنے دوست و دشمن سب ہمکو دیکھین گے اور ہم بھی انکو دیکھین گے اور وہ ہمکو پہچانینگے اور مین انکو پہچانونگا ٥

یَاحَارِ هَمدَانَ مَن یَمُت یَرَنِی ۔ مِن مُؤمِنٍ اَو مُنَافِقٍ قِبَلًا

ای حارث ہمدانی جو شخص مریگا وہ ضرور قبل موت کے مجھے دیکھیگا مومن ہو یا منافق ہو ٥

یَعرِفُنِی طَرفُهُ وَاَعرِفُهُ ۔ بِنَفسِهِ وَاسمِهِ وَمَا فَعَلَا

اور وہ شخص مجھے پہچانیگا اور مین اسکو پہچانتا ہون اسطرح سے کہ نام ونشان اور حال واوصاف اور اصل سے اسکی بخوبی واقف ہون ٥

وَاَنتَ عِندَ الصِّرَاطِ تَعرِفُنِی ۔ فَلَا تَخَف عَثرَةً وَلَا زَلَلًا

اور تو نزدیک صراط کے میرے سامنے آئیگا پس کچھ خوف مت کر اپنے گناہون اور لغزشون کا ٥

اَقُولُ لِلنَّارِ حِینَ تُوقَدُ بِت ۔ لَا تَعرِضِیهِ وَلَا تَقرَبِی الرَّجُلَا

اور اُس روز جب آتش جہنم روشن ہوگی تو مین اُس سے کہونگا کہ تو قریب بھی
اس میرے محب اور دوست کے مت جاہ

ذریۃ لاتقربیہ ان لہ ۔ حبلاً بحبل الوصی متصلاً

اور کہونگا اُس سے کہ چھوڑ دے اور قریب بھی اسکے نہ جا اسلیے کہ اسکو
تعلق مجھ سے ہی اور رسن اسکی ہماری رسن سے ملی ہوئی ہی ہ

اسقیک ماءً باردًا علے ظماء ۔ تخالہ فی الحلاوۃ العسلا

ای حارث مین تجھے وقت تشنگی قیامت کے آب سرد و شیرین کوثر کا
پلاؤنگا کہ تو اسکو شیرینی مین مثل شہد کے خیال کریگا ہ

ھذا لنا خالص لشیعتنا ۔ اعطانی اللہ فیھم الاملا

یہ مرتبہ ہمارے شیعیان خالص کے لیے ہی کہ حق سبحانہ تعالے نے ہمکو حسب
مراد ہمارے یہ امر عطا فرمایا ہی سبحان اللہ یہ مرتبہ شیعیان اور دوستدار
امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کا ہی پس حضرات سنا
آپنے کہ وہ جناب کیسے مقامات مین نصرت و مدد اپنے دوستون کی
کرینگے اور شدت تشنگی مین آب کوثر سے سیراب فرمائینگے مگر افسوس
ہزار افسوس امت جفا کار نے انکے فرزند دلبند تشنہ لب مظلوم کربلا کی
باوجود استغاثہ و فریاد کے نصرت و مدد نہ کی بلکہ عوض فریادرسی کے
تیرباران کیا اور زخمی کرکے ذو الجناح سے ریگ گرم صحرائے کربلا پر
گرادیا اُسوقت بھی ایک قطرہ پانی کا نہر فرات سے نہ دیا اور وہ اعدا
تلوارین کھینچکر اُس مظلوم کے قتل پر ٹوٹے پڑتے تھے چنانچہ

محرق القلوب وغیرہ مین منقول ہی کہ یہ حال دیکھکر سب مخدرات عصمت
خیمگاہ سے گریان و نالان نکل آئین اور طرف قتلگاہ کے روانہ ہوئین
تو وہان دیکھا کہ شمر لعین تلوار اپنی گلوے انور پر حضرت کے رکھے ہوے
آمادہ قتل ہی فَقُلْنَ النِّسَاءُ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيبِ يَا شِمْرُ بِاللهِ عَلَيْكَ
دَعْهُ قَدْ سَكَنَتْ حَوَاسُّهُ وَخَفِيَتْ اَنْفَاسُهُ پس دیکھتے ہی
اس ظلم وستم کے سب بیبیان نوحہ وبکا کرنے لگین اور شمر لعین سے
روتی ہوئی کہتی تھین کہ ای شمر واسطے خدا کے اس سینۂ اقدس سے اُتر
کہ اس مظلوم کے حواس ساکن ہوگئے ہین اور سانس خفی و ترم ہوئی ہی
چنانچہ شاعر بزبان حال اُن بیکسون کے کہتا ہی

ثُمَّ ارْتَمَيْنَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَقُلْنَ يَا — شِمْرُ ارْضَ مِنَّا دُونَهُ بِفِدَاءِ

ہرچند وہ بیبیان التجا اس بیحیا سے کرتی تھین لیکن وہ شقی کسی کا کہنا
نہ سنتا تھا اور اپنے ظلم وعناد پر مصر تھا اُسوقت اُن سب بیوارثون نے
اپنے تئین بدن اطہر امام حسین علیہ السلام پر گرا دیا اور بکمال گریہ وزاری
اور بیتابی وبیقراری شمر ملعون سے کہنے لگین کہ ای شمر ہم بیکسون پر رحم کر
اور ہمارے وارث کو قتل نہ کر بلکہ عوض انکے ہمارے سر جدا کر

يَا شِمْرُ هٰذَا ابْنُ النَّبِيِّ وَحَيْدَرٍ — وَابْنُ الْبَتُولِ الْبَضْعَةِ الزَّهْرَاءِ
يَا شِمْرُ هٰذَا كَهْفُنَا وَعِمَادُنَا — وَمَلَاذُنَا فِي سَائِرِ الْاَسْوَاءِ

ای شمر کیا غضب کرتا ہی اور کسے قتل کرتا ہی کیا تو نہین جانتا ہی کہ یہ فرزند
رسول خدا دلبند علی مرتضےٰ پارۂ جگر فاطمہ زہرا علیہم السلام ہی کیا تو نہین

واقف ہی کہ گوشوارۂ عرش معلے اور نور طبقات ارض و سما ہی آیا تجھے
نہیں معلوم ہی کہ یہ ہم بیکسوں کا سرپرست اور حامی ہی سر مصیبت و بلایں

دَعْنَا نُقَبِّلُ نَحْرَهُ وَنَشُمُّهُ ۔ قَبْلَ الرَّحِيلِ وَقَبْلَ وَشْكِ فَنَا
دَعْنَا نَرُشُّ الْمَاءَ فَوْقَ جَبِينِهِ ۔ فَلَعَلَّهُ يَصْحُوا عَنِ الْاِغْمَاءِ

ای بیرحم اب بھی اس سینۂ گنجینۂ علوم ربانی سے اتر اور ہمیں اتنی مہلت دے
کہ تا قبل رحلت اس مظلوم کے ہم اس گلوے اطہر کے بوسے لیلیں اور
اس ریحان بوستان رسالت کی خوشبو [illegible] لیں ای شمر ہمیں
منع نہ کر کہ تا ہم کسی طرح سے کچھ پانی بہم پہونچائیں اور اسے پیشانی اطہر پر
چھڑکیں کہ شاید حضرت کو غش سے افاقہ ہو ۵

دَعْنَا نُظَلِّلُ جِسْمَهُ يَا شِمْرُ عَنْ ۔ حَرِّ الْهَجِيرَةِ نَفْحَةِ الرَّمْضَاءِ
دَعْنَا نُوَدِّعُهُ وَنَجْلِسُ عِنْدَهُ ۔ يَا شِمْرُ قَبْلَ تَفَرُّقٍ وَتَنَاءِ

ای شمر کیا غضب ہی کہ جو آغوش رسول خدا اور بتول عذرا میں پلا ہو
وہ اس دھوپ میں ریگستان گرم پر خاک آلودہ پڑا ہوا اور تو خنجر بکف
قتل پر اسکے آمادہ و مستعد ہو بس ہمیں اتنی مہلت دے کہ تا ہم رخسارۂ
انور سے خاک صاف کریں اور اپنی چادروں کا سایہ اس جسم اطہر پر کریں
کہ کسیطرح ان حضرت کو فی الجملہ اس تمازت آفتاب سے راحت ملے
اور قریب حضرت کے بیٹھکر ہم بلائیں لیں اور رخصت آخری ہو لیں
آہ اس مقام پر ابو مخنف لکھتا ہی کہ حضرت اس حالت یاس میں بیبیوں سے
فرماتے تھے کہ ای زینب و ام کلثوم اور ای سکینہ ای فاطمہ افسوس ہے

بعد میرے کون تمہارا حامی و سرپرست ہی کہ جو تمہیں دست ظلم و ستم
اِن اشقیا سے بچائیگا اور تمہاری پردہ داری کا لحاظ کریگا اور قید اعدا سے
چھڑائیگا پس اب مین نے تم سبکو سپرد بخدا کیا کہ وہ دادرس مظلومان
اور حافظ بیکسان ہی آہ سوسنین اُسوقت آخر مین بھی حضرت کو ان
بیکسون کی جدائی اور پردہ داری کا یہ خیال اور رنج والم تھا اور کیونکر
نہو تا نہ ماہ بنی ہاشم حضرت عباس ع زندہ تھے اور نہ شاہزادہ علی اکبر قاسم
اور عون و محمد اور جعفر اور فضل علی تھے کہ ان ستم رسیدون کی پردہ داری کا
خیال رکھتے آہ آہ یہ سب جوانانِ ہاشمی ریگ گرم کربلا پر تمازت آفتاب میں
زخمون سے چور چور پڑے تھے اور خاک صحرا اُڑ اُڑ کر اُنکی لاشہاے انور پر
جمتی جاتی تھی افسوس اُسوقت اہل حرم کا کیا حال ہوا ہوگا الغرض وہ
ستم رسیدہ زار زار روتی تھین اور بین کرتی تھین وَاَسْمَعَهٗ مَا دَقَّ
بِهٖ قَلْبَهٗ بَلْ زَادَ مِنْهُ عِنَادُهٗ وَغَضَبُهٗ حَتّٰى جَزَّ رَاْسَهٗ وَرَمٰى
بِهٖ عَلَى الْاَرْضِ افسوس صد افسوس کہ اُس شقی نے التجا اور گریہ
وزاری پر ان بیکسون کی مطلق رحم نہ کیا بلکہ اُنکے رونے پیٹنے سے اور
زیادہ غضب مین آیا اور سامنے اُنکے سر اقدس مظلوم کربلا کا تن اطہر سے
جدا کیا اور زمین پر پھینکدیا راوی کہتا ہی کہ جب وہ ملعون حضرت کو
شہید کرکے علیحدہ ہوا تو سب اہل بیت اُن حضرت کے گرد لاش اطہر کے
اسقدر روئے کہ غش آگیا اُسوقت آسمان و زمین سے آواز واحسیناہ
وا سیداہ کی بلند ہوئی اور تمام دریا جوش و خروش مین آ گئے

اور تمام پہاڑ اس غم مین ٹکڑے ٹکڑے ہوے اور ماہیان دریا اور جانوران
صحرا سے آواز نوحہ و بکا کی آنے لگی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سیزدہم

فی البحار ان اسمٰعیل النبی علیہ السلام کانت اغنامہ ترعی
بشط الفرات فاخبرہ الراعی انہا ما شربت من ہذہ
المشرعۃ شیئا من الماء منذ کذا یوما بحار الانوار مین منقول ہی
کہ ایک مرتبہ گوسفندان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کنارہ فرات پر چرتی تھین
کہ ناگاہ چرواہے نے عرض کی کہ یا نبی اللہ کئی روز گذر چکے ہین کہ ان دنبیون نے
اس نہر فرات سے پانی نہین پیا ہی اور مطلق طرف اس پانی کے رغبت
نہین کرتی ہین فسأل اسمٰعیل ربہ الجلیل عن سبب ذلک
فنزل جبرئیل و قال لہ یا اسمٰعیل سل اغنامک فانہا تجیبک
عن سببہ پس یہ سنکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جناب احدیت مین
عرض کی کہ بار الٰہا امیدوار ہون اسکا کہ یہ راز مخفی مجھپر ظاہر ہو کہ یہ سب
حیوانات کیون طرف آب فرات کے رغبت نہین کرتے ہین پس جبرئیل
خدمت حضرت اسمٰعیل مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا نبی خدا رب جلیل نے
ارشاد کیا ہی کہ سبب پانی نہ پینے ان دنبیون کا انھین سے دریافت کرو
کہ یہ سبب اسکا تم سے بیان کرینگی فقال لہا لم لا تشربین الماء من
ہذہ المشرعۃ و لو لا تمیل الیہا پس حضرت اسمٰعیل نے انسے پوچھا
کہ کیا سبب ہی اسکا کہ تم کئی روز سے پیاسا رہنا اپنا گوارا کرتی ہو اور آب

فرات کی طرف تمھین رغبت نہین ہو فقالت لہ بلسان فصیح یا نبی اللہ
قد بلغنا ان ولدک الحسین سبط رسول الثقلین یقتل عطشانا
ممنوعا من ماء ہذہ المشرعۃ فنحن لا نشرب من ہذا الماء
حزنا علیہ پس اُن دُنبیون نے بزبان فصیح بقدرت خدا جواب دیا کہ یا نبی اللہ
ہمین معلوم ہوا ہی کہ فرزند آپکا امام حسین نواسا رسول الثقلین کا اسی نہر پر
کسی روز کا تشنہ لب شہید کیا جائیگا اسی حزن وغم کے سبب یہ پانی ہمارے
حلق سے نہین اُترتا ہو فسألہا عن قاتلہ قالت یقتلہ یزید اللعین
اہل السموات والارضین والخلائق اجمعین فقال اسمٰعیل
اللہم العن قاتل الحسین علیہ السلام پھر اُن حیوانات سے
پوچھا کہ وہ کون ایسا سنگدل اور شقی ہو گا کہ ایسے برگزیدۂ باری کو تشنہ لب
قتل کریگا دُنبیون نے جواب دیا کہ ای نبی خدا نام اُس شقی کا یزید ہوگا اور
اہل زمین و آسمان اور تمام مخلوقات اُس ملعون پر لعنت و نفرین کرینگے
پس یہ سُنکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہت روئے اور جناب احدیت مین
عرض کی کہ بار الٰہا امیدوار ہون تجھ سے کہ لعنت کر تو اُس ملعون پر اور
اپنی رحمت سے اُس شقی کو دور رکھ پس مومنین نوحہ و بکا کیجیے مصیبت پر
ایسے مظلوم کی کہ جسکی مصیبت مین ہر شی نے نوحہ و بکا کیا اور گریہ وزاری
کیجیے اُس تشنہ لب کی پیاس پر کہ جسکی پیاس کا ذکر کرکے حیوانات نے
پیاسا رہنا گوارا کیا اور اُسکے غم مین لب تک اپنے آپ فرات سے

واطاعت یزید سنکر فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ای قوم اشرار مرنا میرے نزدیک بہتر ہی اس ننگ و عار سے کہ مین بیعت یزید اختیار کرون فنادی یا قوم ھل من مبارز یرید القتال و یقاتلنی فی میدان النزال فما برز نفر من المنافقین لسطوتہ ولم یخرج احد من المخالفین لجبروتہ یہ فرما کر اُس فرزند رسول خدا نے اسپ وفادار کو میدان کارزار مین جولان کر کے مبارز طلب کیا اور آواز دی کہ ای قوم نابکار جسکو تم مین سے دعوائے شجاعت وبہادری ہی وہ میدان مین آئے اور مقابلہ میرا کرے چنانچہ روضۃ الشہدا اور ریاض الشہادت وغیرہ مین منقول ہی کہ جب اعدا نے یہ آواز سُنی تو بسبب شوکت و جرأت اور سطوت و شجاعت فرزند حیدر صفدر کے دل سب اشقیا کے خوف سے ہل گئے ہر چند کہ عمر سعد اور شمر لعین اور سنان بن انس وغیرہ افسران لشکر ہر ایک ملعون کو ترغیب کرتے رہے لیکن کوئی ملعون سامنے اُس فرزند اسد اللہ کے نہ آیا اور حضرت اُسوقت رجز شجاعت آمیز پڑھتے تھے فبینا کذلک اذ صاح کلب من تلک الکلاب المدعو بیزید الکلبی قد کان مشتھرا بالشجاعۃ فی الآفاق و سابق فی المعارک من ابطال المصر والعراق پس اسی اثنا مین ایک لعین کہ اُس شقی کو یزید کلبی کہتے تھے اور فنون سپاہ گری مین وہ بے ایمان زیادہ از شیطان مشہور تھا اور دلیری و جرأت مین رستم و سام سے زیادہ تمام مصر و شام مین معروف تھا وہ ملعون غضب مین آیا اور اپنی فوج کو

آواز دی ویلکم انّہ رجل واحد عطشان قتل ولدہ واخوانہ
واعوانہ یدعوکم الی القتال وانتم لاتجیبونہ ایہا الانذال
واللہ لیس لہ قاتل الا انا ای اہل کوفہ وشام وائے ہو تم پر کسقدر بیحیا ہو تم
کہ ایک مرد بے ناصر ومددگار رنج والام اقربا واولاد اور مفارقت اصحاب
مین گرفتار ولب تشنہ ایک ایک کو تم مین سے واسطے مقابلہ کے طلب کرتا ہے
اور تم باین جمعیت وکثرت کہ لاکھون ہو اور باین قوت وطاقت خوف سے
اُسکے میدان مین نہین آتے ہو اور اپنی جگہ پر سب بند ہو اس ہو رہے ہو
قسم بخدا کہ کوئی شخص تم مین سے سوا اس شقی کے قاتل اُس تشنہ لب کا
نہین ہی فخرج متکبراً مستلحاً بالسلاح من الصفوف ومشی برجلیہ
الی میدان الحتوف لاطفاء نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ
المشرکون پس وہ مغرور مسلح بسلاح کارزار گھوڑے پر سوار ہو کر صفوف
لشکر ستم شعار سے باہر نکلا اور اپنے پاؤن سے طرف موت کے بارادہ
اطفاء نور پروردگار روانہ ہوا اور وہ نافہم ونابکار یہ نہ سمجھا کہ خالق
نور ونار خود اپنے نور کا حافظ ونگہبان ہی اور اُس نور کو منور اور روشن
کرتا ہی ہر چند کہ تمام مشرکین وکفار درپے اطفاء نور اور محو آثار اسکے ہون
فلما راٰہ سیدنا الحسین علیہ السلام مقبلاً الیہ ناداہ
مُشتزاً مُغضباً علیہ توقف علی مکانک ایہا الکلبی امثالک
تقاتلنی وتقاتلنے چنانچہ محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب
آفتاب سپہر شرف اعتلا ماہتاب برج لافتی فرزند رسول الثقلین جناب

امام حسینؑ نے اُس بحیا کو اپنی طرف آتے دیکھا آواز غضبناک مثل حیدر صفدر شیر خدا کے نعرہ کیا اور فرمایا کہ ای ملعون اپنے مقام پر توقف کر خبردار قدم اپنا آگے نہ بڑھانا آیا تجھے جرأت ہی اسکی کہ تو سامنے میرے بابی بیباکی آئے اور تیری مجال ہی کہ تو مجھ سے مقاتلہ اور مقابلہ کرے اَمَا تَعْرِفُنِیْ مَنْ اَنَا اَنَا ابْنُ عَلِیِّ نِ الْکَرَّارِ اَنَا ابْنُ قَتَّالِ الْکُفَّارِ اَنَا ابْنُ قَاتِلِ الْمَرْحَبِ وَعَمْرٍ بِذِی الْفِقَارِ فَاِیَّاکَ اَنْ تَتَقَدَّمَ وَاِلَّا اَنْتَ تَلْحَقُ بِهِمَا الْاٰنَ فِیْ دَارِ الْبَوَارِ ای بحیا کیا تو مجھ سے واقف نہیں ہی کہ میں کون ہوں آگاہ ہو کہ میں ہوں فرزند مظہر العجائب مظہر الغرائب اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب کا کہ جو قاتل مشرکین اور قوت بازوے سید المرسلین مکمل دین مبین ہیں میں ہوں فرزند قتال عرب حیدر صفدر کا کہ جنھوں نے عمر بن عبدود سے مشرک اور مرحب سے کافر کو بضرب ذوالفقار واصل جہنم کیا پس اگر تجھے جان اپنی عزیز ہی تو سامنے سے میرے ہٹ جا اور آگے نہ بڑھ ورنہ ابھی تجھے واصل جہنم اُن دونوں سے ملحق کرونگا فَمَا سَمِعَ الْمَلْعُوْنُ کَلَامَهٗ اِلَّا وَقَدْ اَقْبَلَ اِلَیْهِ وَسَلَّ سَیْفَهٗ وَضَرَبَ عَلَیْهِ فَرَدَّ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ضَرْبَتَهٗ بِجُنَّتِهٖ حَتّٰی انْکَسَرَ حُسَامُهٗ راوی کہتا ہی کہ اُس ملعون نے کلام امام حسینؑ کا نہ سنا اور اپنی دلیری پر نازاں ہو کر قریب حضرت کے آیا اور بے تامل اُس شقی نے تلوار کھینچکر حضرت پر لگائی پس ساتھ ہی اسکے فرزند رسول خداؐ نے اُسکی ضربت کو رد کیا اور سپر کو اس صنعت سے گردش دی کہ تلوار

اُس نابکار کی ٹوٹ گئی ہ

تراتضی للحرب سبط محمد		عضباً کنقض الشہاب النیر

فقطع راسہ من الجسد کالقثاء الرطب والقثال پس حضرت نے
وار اُس ملعون کا رد کر کے ذوالفقار حیدر کرار کو میان سے لیا پس نکلتے
اُس شمشیر صاعقہ بار کے ایسی چمک اُس سے پیدا ہوئی کہ نظر تمام لشکر کی خیرہ
ہو گئی اور سبکو معلوم ہوا کہ بجلی آسمان سے گری یا شہاب ثاقب ٹوٹ
گرا پس فرزند شیر خدا نے وہ سیف آبدار سر پر اُس بدکردار کے
ایسی ماری کہ اُس ملعون کا سر مثل خیار تر بدن سے جدا ہو کر زمین پر
گرا اور وہ بانی شر اُسیوقت داخل سقر ہوا پس یہ دیکھکر اعدا حیلہ و مکر
کرنے لگے اور دور سے تیرباران کیا ثم حمل علی العسکر ففروا
منہ کحمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ ہ

یسطو ویطرد الاسود امامہ		فرقا کشاۃ فی مجال غضنفر

پس حضرت نے مثل شیر غضبناک کے اُن پر حملہ کیا اور میمنہ اور میسرہ اور
قلب لشکر سے اسقدر کفار قتل کیے کہ کشتوں سے پشتے جمع کر دیے اور
خوف جان سے ایسے بدحواس ہو کر بھاگتے تھے کہ جسطرح حمار خوف
شیر کے یمین و یسار بھاگتے ہیں ہرچند کہ افسران فوج اور اہل لشکر جوانوں کو
اپنے جمع کر کے کچھ توقف کرتے تھے لیکن جب حضرت نگاہ غضب انکی
طرف دیکھتے تھے اور حملہ کرتے تھے تو وہ سب بے ایمان مثل مور و ملخ
متفرق و پریشان ہو کر فرار کر جاتے تھے جسطرح کہ بکریاں آگے

شیر کے بھاگتی ہین سے

يُقَالُ مَنْ هٰذَا السِّبْطُ الْمُصْطَفٰى	فِي كَرْبَلَا اَمْ حَيْدَرٌ فِي خَيْبَرَ
هُوَ مَظْهَرُ السِّرِّ الَّذِي فِي حَيْدَرٍ	فَاِذَا سَطَا دَهِشَتْ قُلُوبُ الْعَسْكَرِ

پس اُس حالت فرار مین باہم کہتے جاتے تھے کہ آیا کسی پر یہ بھی ثابت ہی کہ یہ شیر دلیر جسکی دہشت سے دل سب لشکر کے شق ہوے جاتے ہین کون ہی آیا معرکۂ کربلا مین امام حسین فرزند رسول خدا با وصف شدت تشنگی کے یکہ و تنہا ہزارون کو قتل کر رہے ہین یا یہ کہ معرکۂ خیبر مین حیدر صفدر علی بن ابیطالب مظہر العجائب بضرب ذوالفقار کفار کو راہی سقر کرتے ہین قَالَ الرَّاوِيُ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَرْبَطَ جَاْشًا مِنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ الْقَوْمَ وَاِنْ كَانُوْا يَعْكِفُوْنَهُ وَيَدُوْرُوْنَ حَوْلَهُ كَسَوَادِ اللَّيْلِ اللَّائِلِ وَيَرْمُوْنَهُ بِالنِّبَالِ كَالْمُزْنِ الْوَابِلِ لٰكِنَّهُ لَا يَضْطَرِبُ مِنْ حَوْلِ الْقِتَالِ وَلَا يَخَافُ مِنْ رَمْيِ السِّهَامِ وَالنِّبَالِ حمید کہتا ہی کہ قسم بخدا مین نے کوئی بہادر و شجاع مثل امام حسین ع کے اب تک نہین دیکھا ہی کہ اُس معرکۂ قتال مین کیسے مطمئن و مستقل باوجود شدت تشنگی اور زخمہاے کاری کے تھے سبحان اللہ دیکھتا تھا مین کہ کئی لاکھ نابکار مثل سیاہی شب تار کے ہر طرف سے گھیرے ہوے تھے اور ہر سمت سے منہ تیر اور نیزون کا برساتے تھے لیکن باینہمہ اُس جناب کو مطلق ہراس و اضطراب نہ تھا بَلْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُقِيْمَ بِمَكَانِهِ يَسْتَقِلُّ قَلْبًا

كَالْجَبَلِ الْحَازِلِ وَاِنْ اَرَادَ اَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهِمْ فَيَبْسِلُ عَلَيْهِمْ
كَالْاَسَدِ الْبَاسِلِ حَتّٰى قَتَلَ مِنْ اَعْيُنِ النَّاسِ مِنْهُمْ ثَلٰثِيْنَ
اَلْفَ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ بلکہ اُس تنہائی اور شدت تشنگی اور ضعف
بدنی پر جب وہ حضرت چاہتے تھے کہ میدانِ کارزار میں کسی جگہ پر ٹھہر جائیں
اُسوقت بخوف و خطر اُسی جگہ قدم مبارک اِس قوت سے ٹھہر جاتے تھے
کہ جیسے بلا تشبیہ کوئی جبل عظیم اپنی جگہ پر مستقیم کھڑا ہو اور جب ارادہ کرتے تھے
کہ لشکر اعدا پر حملہ کریں پس مثل شیر دلیران سب پر حملہ کرتے تھے اور
بضربِ ذوالفقار ہزاروں نابکار کے سرتن سے اُتار لیتے تھے یہانتک کہ
تیس ہزار پیادہ و سوار نامی داصل جہنم کیئے اور باقی ماندہ یمین و یسار
خوف سے شیر پروردگار کے بھاگ گئے پس بکمال شجاعت اُن حضرت نے
تعاقب اُن فراریوں کا نہ کیا اور اپنی جگہ پر توقف فرمایا فِی الْمَقْتَلِ
اَنَّهٗ لَمَّا اَرَادَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَصُوْلَ عَلَى الْاَشْقِيَاءِ صَوْلَةً
اَسَدِيَّةً وَيَحْمِلُ عَلَى الْاَعْدَاءِ حَمْلَةً عَلَوِيَّةً بِحَيْثُ لَا يَسْلَمُ
اَحَدٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ سَيْفِهٖ وَلَا يَنْجُوْ نَفَرٌ مِّنَ الضَّالِّيْنَ
مِنْ ضَرْبَتِهٖ نُوْدِيَ مِنَ اللّٰهِ الْجَلِيْلِ يَا حُسَيْنُ اِصْبِرْ فَاِنَّ
الصَّبْرَ جَمِيْلٌ چنانچہ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب حضرت نے
چاہا کہ ایک مرتبہ وہ حملہ حیدریہ علویہ اِس لشکر اعدا پر کریں کہ کوئی
لعین فرقہ منافقین سے باقی نہ رہے پس ذوالفقار کو علم کیا کہ ناگاہ
جانب رب جلیل سے آواز آئی کہ یا حسین آج روز شجاعت و قتل

نہیں ہی بلکہ آج روز صبر و ملاقات پرورد گار ہی پس صبر کرو کہ وہ بہتر ہی فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ اِسْتَرْجَعَ وَاسْتَسْلَمَ لِلْمَوْتِ وَاسْتَعَدَّ لِلْفَوْتِ وَطَأْطَأَ رَأْسَهُ وَاَغْمَدَ سَيْفَهُ سبحان اللہ کیا سردار صابرین اولین و آخرین تھے امام حسین علیہ السلام کہ سنتے ہی اس ارشاد کے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور آمادہ شہادت ہو کر سر اقدس جھکا لیا اور تلوار کو میان میں کر لیا فَحَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَجَرَحُوْهُ بِالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ حَتّٰى وَقَعَ مِنْ ظَهْرِ جَوَادِهٖ عَلَى الْاَرْضِ آہ جب اعدا نے حضرت کو آمادہ شہادت پایا تو سب یکبارگی ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے گھیر کر تیر اور نیزہ و شمشیر بدن اطہر پر لگانے لگے یہانتک کہ وہ جناب مجروح ہو کے صدر زین سے زمین پر گرے فِي الْمَجَالِسِ الْمُفْجِعَةِ وَالْمَنَاقِبِ اَنَّهُ جَاءَ اِلَيْهِ الشِّمْرُ وَسِنَانٌ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰخِرُ رَمَقٍ يَلُوْكُ لِسَانَهُ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ چنانچہ مجالس مفجعہ اور مناقب میں یوں منقول ہی کہ اسوقت شمر لعین اور سنان بن انس قریب حضرت کے آئے اور امام حسین علیہ السلام میں ایک رمق جان باقی تھی اور اپنی زبان مبارک شدت تشنگی سے چباتے تھے فَرَفَسَهُ شِمْرٌ لَعَنَهُ اللّٰهُ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ يَا ابْنَ اَبِيْ تُرَابٍ اَلَسْتَ تَزْعُمُ اَنَّ اَبَاكَ عَلَى الْحَوْضِ النَّبِيِّ يَسْقِيْ مَنْ اَحَبَّهُ فَاصْبِرْ حَتّٰى تَاْخُذَ الْمَاءَ مِنْ يَدِهٖ آہ مومنین اب کس زبان سے بیان کروں کہ

اپنے پاے نجس سے شمر لعین نے کیا بے ادبی کی اور بطور طعن کے کہا کہ اے
فرزند ابو تراب کیا گمان نہ کرتے تھے آپ کہ پدر بزرگوار آپکے حوض کوثر
اپنے دوستون کو سیراب کرینگے پس صبر کیجیے کہ تا ساقی کوثر آپکو پانی اپنے
ہاتھ سے پلائین آہ غرض اُس شقی کی یہ تھی کہ ہم آپکو پانی نہ دینگے ملکہ پیاسا ہی
شہید کرینگے ثُمَّ قَالَ لِسِنَانٍ اِجْتَزَّ رَاسَهُ قَفَاءً فَقَالَ سِنَانٌ
وَاللهِ لَا اَفْعَلُ ذٰلِكَ فَيَكُوْنُ جَدُّهُ مُحَمَّدٌ خَصْمِي بعد اُسکے شمر ملعون نے
سنان بن انس سے کہا کہ [illegible] اُنکا پس گردن سے جدا کر یہ سنکر سنان نے
جواب دیا کہ مین ایسا نہ کرونگا کہ جد بزرگوار انکے جناب محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ و آلہ بروز قیامت دشمن میرے ہونگے فَغَضِبَ شِمْرٌ وَجَلَسَ عَلٰى
صَدْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهِ وَهَمَّ بِقَتْلِهِ
پس یہ سنکر شمر ملعون غضبناک ہوا اور سینۂ اقدس پر حضرت کے بیٹھا اور
ریش مقدس اُس جناب کی اپنے ہاتھ مین لیکر چاہا کہ قتل کرے
فَضَحِكَ الْحُسَيْنُ ع فَقَالَ اَتَقْتُلُنِي وَلَا تَعْلَمُ مَنْ اَنَا یہ حال دیکھکر امام
حسین علیہ السلام متبسم ہوے اور فرمایا کہ آیا تو مجھے قتل کریگا کیا تو واقف
نہین ہے کہ مین کون ہون فَقَالَ اَعْرِفُكَ حَقَّ الْمَعْرِفَةِ اُمُّكَ فَاطِمَةُ
الزَّهْرَاءُ وَاَبُوْكَ عَلِيٌّ نِ الْمُرْتَضٰى وَجَدُّكَ مُحَمَّدٌ نِ الْمُصْطَفٰى وَخَصْمُكَ
الْعَلِيُّ نِ الْاَعْلٰى اَقْتُلُكَ وَلَا اُبَالِي یہ سنکر اُس شقی نے جواب دیا
کہ اے حسین مین آپکو خوب جانتا ہون کہ والدہ آپکی فاطمہ زہرا ہین
اور پدر بزرگوار آپکے علی مرتضی ہین اور جد امجد آپکے محمد مصطفی ص ہین

کو خداوند قہار غضبناک ہو مگر مین آپکو ضرور قتل کرونگا اور کچھ پروا نہ کرونگا فَضَرَبَهُ بِسَيْفِهِ اِثْنَا عَشَرَ ضَرْبَةً ثُمَّ جَزَّ رَاسَهُ الشَّرِيفَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْهِ آہ مومنین اب کس زبان سے بیان کرون افسوس ہزار افسوس کہ اُس ملعون نے ضربت لگائی اپنی تلوار سے بارہ ضربتین بعد اُسکے سر اقدس اُس جناب کا جدا کیا الا لعنة اللہ علے القوم الظالمین

مجلس چہاردہم

فِي بَحْرِ الْمَصَائِبِ عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ص نَحْنُ نَتَوَلّٰى حِسَابَ شِيعَتِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ مَظْلِمَةٌ نَحْكُمُ فِيهِ وَاللّٰهُ يَقْبَلُهُ بحر المصائب مین امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی وہ جناب ارشاد کرتے ہین کہ فرمایا رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ بروز قیامت حساب ہمارے شیعون کا جانب پروردگار عالم سے ہمسے متعلق ہوگا پس اگر کسی مومن نے گناہ خداوند کریم کا کیا ہوگا اور کوئی حق حقوق خدا سے ذمہ اُس مومن کے ہوگا تو ہم واسطے اُسکی مغفرت کے جناب باری مین عرض کرینگے کہ ای پروردگار عالم اپنے فضل وکرم سے اس بندہ مومن کو بخش دے پس حق سبحانہ تعالے عرض ہماری قبول کریگا اور اُس مومن گنہگار کو بخشدیگا وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعِبَادِ مَظْلِمَةٌ نَسْتَغْفِرُ لَهُ مِنْهُمْ اور اگر کسی مومن کے ذمہ

کچھ حقوق عباد سے ہونگے اور وہ بندگان خدا اُسوقت اُس سے طالب
اپنے حقوق کے ہونگے تو ہم اپنے اُس شیعہ کو سب سے بخشوا دینگے اور اُن
سبکو اُس سے راضی کرا دینگے جسطرح پر کہ وہ سب راضی ہونگے وَاِنْ کَانَ
بَیْنَہٗ وَبَیْنَنَا مَظْلِمَۃٌ فَنَحْنُ اَحْرٰی بِالْعَفْوِ وَالتَّجَاوُزِ اور اگر کسی ہمارے
شیعہ سے کوئی تقصیر ہماری نسبت وقوع مین آئی ہوگی تو ہمین کب مناسب ہے
کہ ہم اُس سے کسی طرحکا تعرض کرین اور اُسکے قصور معاف نہ کرین سبحان
اللہ کیا مرتبہ ہے شیعیان اور دوستداران ائمہ اطہار کا شاید ایسے احادیث سے
غرض اُن حضرات کی اظہار اختصاص شیعیان ائمہ اطہار ہو لیکن یہ زیادہ تر
مقام خوف وبیم ہے کہ باوجود ایسی خصوصیت کے کوئی فعل قبیح شیعہ کا سامنے
اُن حضرات کے پیش ہو جسکے سبب سے اس اختصاص مین خلل ہو نیز کہ
ایسے احادیث سنکر عذاب خدا سے ایمن ومطمئن ہو کیونکہ جب ایمن ہوگا
تو گناہ پر جسارت کریگا پھر مومن اور شیعہ کہان رہیگا جیساکہ اہل کوفہ و
شام باوجود دعوائے اسلام کے عذاب خدا سے ایمن ہو کر قتل فرزندان
خیر الانام پر آمادہ ہوے اور اُن حضرت کو بظلم وستم شہید کیا پس مومنین
گریہ وبکا کیجیے حال پر اُن حضرات کے خصوصاً مصائب خامس آل عبا
مظلوم کربلا پر افسوس صد افسوس کہ وہ مظلوم اس بیکسی سے شہید ہوے
کہ کوئی قصاب بیرحم بھی اس بیرحمی سے کسی گوسفند کو نہین ذبح کرتا ہے
فی بحار الانوار عَنْ هِلَالِ بْنِ نَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ وَاقِفًا مَعَ
اَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اِذْ صَرَخَ صَارِخٌ اَبْشِرْ اَیُّهَا الْاَمِیْرُ فَهٰذَا

شمر قد قتل الحسین علیہ السلام چنانچہ بحار الانوار میں ہلال بن نافع سے منقول ہے کہ کہا اُسنے روز عاشورا عمر سعد مع رفقا و اصحاب مسلح منتظر خبر قتل مظلوم کربلا کے کھڑا تھا اور میں بھی اُس مجمع میں موجود تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی کہ ای امیر بشارت ہو تجھے کہ شمر ملعون نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا فلما سمعت ذلک فخرجت منہم و وقفت علی الحسین و ھو یجود بنفسہ ہلال کہتا ہے کہ سنتے ہی اِس خبر کے میں سب سے اُس مجمع رفقا سے باہر نکلا اور جلد بالین سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے پہونچا دیکھا میں نے کہ ابھی ایک رمق حیات سے اُن حضرت میں باقی ہے لیکن جان بلب ہیں آہ مومنین اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شمر لعین نے اُسوقت ایسا ظلم و ستم کیا ہے کہ اُس شخص کو حضرت کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا فواللہ ما رایت مضمخا بدمہ احسن منہ ولا انور وجھا عنہ ولقد شغلنی نور وجہہ وجمالہ عن الفکر فی قتلہ غرضکہ ہلال کہتا ہے قسم بخدا میں نے آج تک کوئی مجروح آلودہ بخاک وخون اس حسن وجمال کا نہیں دیکھا جیسا اُسوقت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا قسم بخدا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب تابان لیسر حی شفق زمین پر نور افشان ہے چنانچہ وہ حضرت کے مقتول ہونے کی بھی میرے ذہن سے بوجہ محویت نور جمال کے جاتی رہی فاستسقی الماء فسمعت شمرا یقول لہ یا حسین لا تذوق الماء حتی ترد الحامیۃ فتشرب حمیمھا ہلال کہتا ہے کہ میں

مشاہدہ نور جمال میں ابھی مشغول تھا کہ امام حسین علیہ السلام نے اُس
حالت بیکسی میں پانی طلب کیا اور بآواز ضعیف العطش العطش
فرماتے تھے پس سُنا میں نے کہ شمر لعین نے بکمال بے ادبی جواب دیا
کہ یا حسینؑ عبث ہمسے طالب آب ہو ہرگز ایک قطرہ اس آب سرد
و خوشگوار سے آپکو نہ ملیگا بلکہ قریب ہی کہ آب گرم سے پیاس اپنی بجھاؤگے
فَسَمِعْتُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ يَقُوْلُ اَيُّهَا الْمَلْعُوْنُ بَلْ اَرِدُ
عَلٰى جَدِّىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَسْكُنُ مَعَهٗ
فِىْ دَارِهٖ فِىْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ وَاَشْرَبُ
مِنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَشْكُوْ اِلَيْهِ مَا فَعَلْتُمْ پس سنا میں نے کہ
اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے اُس ملعون سے فرمایا کہ ای شقی وای
تجھ پر جو محل سکونت کہ تونے اپنے زعم باطل میں میرے واسطے تجویز کیا ہی
وہ جگہ تم اشقیا کے رہنے کے لیے معین ہی اور عنقریب میں خدمت بابرکت
اپنے جد بزرگوار جناب رسالتمآبؐ میں پہونچکر قریب اپنے پروردگار کے
مقیم ہونگا اور وہان آب کوثر و سلسبیل سے کہ جو نہایت سرد و شیرین ہی
سیراب ہونگا اور شکوہ اس ظلم و ستم بیحد کا کہ جو تمنے مجھ مظلوم پر
کیا ہی اپنے جد امجد سے کرونگا قال فغضبوا باجمعھم حتّٰی
كَاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ فِىْ قَلْبِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ مِّنَ الرَّحْمَةِ شَيْئًا
فَقَتَلُوْهُ وَهُوَ يُكَلِّمُهُمْ فَتَعَجَّبْتُ مِنْ قِلَّةِ رَحْمِهِمْ ہلال کہتا ہی
کہ یہ سُنکر وہ اعدا بہت ہی غضبناک ہوئے اور سینے وہ شقاوت

اور بیرحمی اختیار کی کہ گویا حقیقت میں خدا نے ایک ذرہ بھی رحم و مہر سے انکے دل میں نہیں ڈالا تھا پس حضرت اُنکے کلمات ہدایت کے ارشاد فرمارہے تھے کہ ان بیرحموں نے حضرت کو قتل کیا اور میں بیرحمی انکی دیکھکر متحیر و حیران کھڑا رہگیا ثُمَّ اَقبَلُوا عَلٰی سَلبِهٖ فَاَخَذَ قَمِیصَهٗ اِسحٰقُ بنُ حُوَیَّةَ الحَضرَمِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَوَجَدَ فِیهِ مِائَةً وَعَشرَةً ثُلمَةً مَا بَینَ رَمیَةٍ وَطَعنَةٍ وَضَربَةٍ بعد اسکے وہ سب ملعون متوجہ طرف لوٹنے لباس اور سلاح ان حضرت کے ہوئے پس کرتہ اسحق بن حویہ حضرمی ملعون نے اُتار لیا دیکھا کہ وہ پیراہن زخمہائے تیر اور نیزہ و شمشیر سے مثل غربال کے مشبک ہوا جب اُس پیراہن کے روزن و سوراخ شمار کیے گئے تو وہ ایک سو دس زخم کاری تیر اور نیزہ و شمشیر کے تھے وَاَخَذَ سَرَاوِیلَهٗ اَبجَرُ بنُ کَعبِ نِ التَّمِیمِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَاَخَذَ عِمَامَتَهٗ اَخنَسُ بنُ مَرثَدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَاَخَذَ دِرعَهٗ مَالِکُ بنُ بَشِیرِ الکِندِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَاَخَذَ نَعلَیهِ اَسوَدُ بنُ خَالِدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ اور زیر جامہ حضرت کا ابجر بن کعب تمیمی ملعون نے لیا اور عمامہ اقدس اخنس بن مرثد لعین نے لیا اور زرہ مالک بن بشیر کندی بیحیا نے اُتار لی اور نعلین اسود بن خالد ملعون نے لے لین وَاَخَذَ خَاتَمَهٗ بَجدَلُ بنُ سُلَیمِ الکَلبِیُّ فَقَطَعَ المَلعُونُ اِصبَعَهٗ المُتَوَسِّمَ وَاَخَذَ قَطِیفَتَهٗ الخَزِّیَّةَ قَیسُ بنُ اَشعَثَ لَعَنَهُ اللّٰهُ اور بجدل بن سلیم کلبی نے چاہا کہ انگشتری انگشت اطہر سے اُتار لے

چونکہ تمام انگلیاں حضرت کی بسبب زخموں کے متورم تھیں اسلیئے نکالنا اُس
انگشتری کا دشوار ہوا آہ آہ پس اُس شقی نے انگشت اطہر کو کاٹ کر وہ
انگوٹھی نکال لی اور ردا حضرت کی کہ خز کی تھی قیس بن اشعث پر لیگیا
وَتَرَکُوہُ عُرْیَانًا مُتَشَحِّطًا بِالدِّمَاءِ مُلْقًی عَلَی الرَّمْضَاءِ بِلَا غُسْلٍ
وَلَا کَفَنٍ اور لاش اقدس اُس نازپروردہ فاطمہ زہرا کی تا طان
بخاک و خون بے غسل و کفن اُس ریگستان گرم پر بے لباس کے چھوڑ دی
ہائے افسوس صرف وہ زیر جامہ باقی رہا جسکے کمربند کے لیئے جمال لعین نے
دست اقدس قطع کیے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پانزدہم

قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ
اَحَبَّ اللہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَاَبْغَضَ اللہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا
منتخب میں منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں دوست رکھتا ہے خدا اُس
شخص کو جو کہ دوست رکھے میرے فرزند حسینؑ کو اور دشمن رکھتا ہے خدا
اُس شخص کو جو کہ دشمن رکھے میرے فرزند حسینؑ کو پس حضرات وائے ہو
اُس قوم بیحیا پر کہ جسنے فرزند رسول خدا مظلوم کربلا کو کیسے کیسے ظلم و جفا سے
شہید کیا قَالَ الْبَاقِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّھُمْ قَتَلُوْا جَدِّیَ الْحُسَیْنَ
قِتْلَۃً نَھٰی عَنْہُ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ اَنْ یُقْتَلَ بِھَا
الْوُحُوْشُ وَالطُّیُوْرُ وَلَوْ یُقْتَلُ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ قِتْلَۃً بِھٰذِہِ الْمَذَلَّۃِ

چنانچہ بحر المصائب وغیرہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
فرمایا اُن حضرت نے کہ اشقیائے کوفہ و شام نے میرے جد مظلوم امام حسین
علیہ السلام کو اس ذلت و ظلم سے شہید کیا ہے کہ اُس ظلم و ذلت سے کوئی ظالم
کسی حیوان کو بھی ذبح نہیں کرتا ہے بلکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ نے منع فرمایا ہے کہ کسی جانور کو بھی اس ذلت سے ذبح نہ کرو لیکن
ابتدائے خلقت حضرت آدمؑ سے اب تک کوئی شخص انبیا اور اوصیا سے
اس طرح نہیں قتل ہوا ہے کہ جس ظلم سے وہ امام کونین شہید ہوئے ہیں
لَقَدْ قَتَلُوْہُ بِالْخَشَبِ وَالسِّنَانِ وَالْحُسَامِ وَالْحِجَارَۃِ وَالْعَصَا وَ
السِّهَامِ وَوَطِئَتْہُ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِهَا حَتّٰی رَضُّوْا صَلَاعَهٗ تحقیق کہ
قتل کیا جفا کاران کوفہ و شام نے میرے جد مظلوم کو تیر اور نیزہ و شمشیر سے
اور شہید کیا اُس جناب کو ہر چیز سے کہ جو ہاتھ میں اُن بے رحموں کے آئی
مانند عصا اور کلوخ و سنگ کے باوصف اسکے آتش حسد اور عناد
اُس فرقہ جلاد کی اُس سے بھی کم نہوئی بلکہ بعد اسکے لاش اطہر فرزند رسول کو
پامال سم اسپان کیے ڈالتے تھے یہانتک کہ پہلوئے اقدس اُس صدمہ سے
شکستہ ہوگئے وفی الکافی اِنَّ الْاَعْدَاءَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ اَرَادُوْا ذٰلِكَ
لٰكِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُمْ لِاَنَّهٗ لَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ لِزَيْنَبَ بِنْتِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِضْطَرَبَتْ وَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا اور
کافی میں یوں منقول ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے
اشقیائے امت نے چاہا کہ لاش اقدس مظلوم کربلا کو پامال سم اسپان

کریں لیکن یہ امر انکو میسر نہوا اسلیے کہ جب یہ خبر زینب خاتون دختر
امیر المومنین نے سنی اور اس ارادہ اعدا پر مطلع ہوئیں تو اسوقت
وہ مظلومہ اپنی بیکسی پر بہت روئیں اور مضطر ہوئیں اور چاہتی تھیں کہ
کسیطرح لاش اقدس حضرت کی اس ظلم سے محفوظ رہے فقالت فضۃ
امتہا ان سفینۃ مولے رسول اللہ قد انکسرت فی البحر
فخرج الی جزیرۃ فاذا ھو بالاسد فنادی یا ابا الحارث
انا مولے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ پس جب فضہ کنیز اس
ستم رسیدہ نے حال اس مظلومہ کا بسبب سننے خبر پامالی لاش اطہر حضرت
کے نہایت ہی متغیر پایا بیکسی پر اس مخدومہ کی بہت روئی اور عرض کی
کہ اے شاہزادی میری مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ کشتی غلام آزاد کردہ
جد بزرگوار آپکے جناب رسالت مآب کی جسکا نام سفینہ تھا دریائے شور میں
تباہ ہوئی تھی مگر وہ خود سلامت رہا یہانتک کہ ایک جزیرہ میں پہونچا
ناگاہ ایک شیر صحرائی نمودار ہوا پس اس شیر کو دیکھکر وہ خائف ہوا
اور آواز دی کہ اے شیر صحرائی میں غلام جناب رسول خدا محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وآلہ کا ہوں یعنے مجھکو قتل نہ کرا اور میں راہ گم کردہ ہوں
مجھے راہ سے آگاہ کر فجمجم بین یدیہ حتے وقفہ علے الطریق
فیا سیدتی ان اسدا فی ھذہ الناحیۃ رابض فدعنی حتے
امضی الیہ واعلمہ ما ھم صانعون بجسد اخیک الحسین علیہ
السلام پس جب اس شیر نے یہ معلوم کیا کہ وہ غلام آپکے جد امجد کا

اُسوقت سر جھکالیا اور اُسکے قتل سے باز رہا اور آگے آگے ہوکر دور تک
ہمراہ اُسکے رہا اور اُسے راہ بتا کر چلا گیا پس ای شاہزادی میری سمجھے
خوب معلوم ہی کہ اس صحرائے کربلا مین بھی ایک شیر رہتا ہی آپ سمجھے
جانے دین مین ابھی اِس جنگل مین جاکر ارادۂ فاسدۂ اعدا پر اُسے
مطلع کرون یقین ہی مجھے کہ وہ شیر سُنتے ہی اِس خبر کے آئیگا اور حفاظت
لاش اطہر آپکے برادر مظلوم امام حسینؑ کی کریگا اور کسیکو قریب اُنحضرت
نہ آنے دیگا قَالَتْ زَیْنَبُ یَا فِضَّةُ اَسْرِعِیْ اِلَیْهِ وَاَخْبِرِیْهِ بِذٰلِكَ
جَزَاكِ اللهُ خَیْرًا یہ سُنکے جناب زینب نے فرمایا کہ ای فضہ خدا تجھے
جزائے خیر عطا کرے اب جلد جا اور اُس شیر صحرائی کو حالِ شہادت
امام حسین علیہ السلام اور ارادہ سے اُن اشقیا کے خبر دے فَمَضَتْ
فِضَّةُ اِلٰی تِلْكَ النَّاحِیَةِ وَنَادَتْ یَا اَبَا الْحَارِثِ اَتَدْرِیْ
مَا فَعَلَ الْقَوْمُ بِابْنِ رَسُوْلِ اللهِ بَلْ قَتَلُوْهُ وَهُمْ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یُّوَاطِئُوْا بِالْخَیْلِ ظَهْرَهٗ پس فضہ اُس صحرا کیطرف روانہ ہوئی
اور وہان پہونچکر آواز دی کہ ای ابو الحارث کچھ تجھے معلوم ہی کہ فرزند
رسول کو بنی امیہ نے قتل کیا اور اب اُن اشقیا کا یہ ارادہ ہی کہ لاش
اقدس کو پامال سم اسپان کرین فَلَمَّا سَمِعَ الْاَسَدُ ذٰلِكَ مَشٰی
اِلَی الْمَقْتَلِ وَجَلَسَ عِنْدَ جَسَدِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَافِعًا
یَدَیْهِ عَلَیْهِ وَعَیْنَاهُ تَهْمِلَانِ بِالدُّمُوْعِ پس آواز فضہ کی سُنکر
ایک شیر اُس نیستان سے نکلا اور طرف قتل گاہ کے روانہ ہوا اور

باحال تباہ لاش اقدس امام حسین علیہ السلام پر پہونچا اور اُس لاش
اطہر پر دونون ہاتھ اپنے رکھکر بیٹھ گیا اور آنکھون سے اُس شیر کی متصل
اشک جاری تھے جب اعدانے یہ اعجاز جناب سید الشہدا کا مشاہدہ کیا
تو کسیکو جرأت نہوئی کہ نزدیک جسم اطہر اُن حضرت کے آسکے حضرات
اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ لاش اطہر مظلوم کربلا کی پامالی سے
محفوظ رہی لیکن بحار الانوار مین بروایت امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہی
وہ جناب فرماتے ہین کہ اعدانے بکمال عداوت لاش اقدس کو میرے
جد مظلوم کی پامال سم اسپان کیا اور حجت خدا بھی اس مصیبت عظمیٰ کو زیارت
ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین تَطَأُكَ الْخُيُولُ بِحَوَافِرِهَا ای جد مظلوم
آپکو گھوڑے اپنے سمون سے پامال کیے ڈالتے تھے فَمَنَعَ لَهُمْ عُمَرُ بْنُ سَعْد
وَقَالَ انْصَرِفُوا فَاِنَّ هٰذِهٖ فِتْنَةٌ عَظِيمَةٌ فَانْصَرَفُوا عَنْهُ الغرض
عمر سعد نے یہ معجزہ دیکھکر اپنی فوج کو منع کیا کہ کوئی شخص تم مین سے
قریب اس شیر کے نہ جائے اور اس سے ہر شخص علیحدہ رہے کہ یہ فتنہ
عظیم ہی یعنی اسکا مخفی رکھنا بہتر ہی کیونکہ اگر لوگ اس کرامت و اعجاز پر مطلع
ہونگے تو خوف فساد کا ہی یہ سنکر وہ اشقیا وہان سے ہٹ گئے حضرات
سنا آپنے کہ شیر صحرائی تو یہ لحاظ و پاس کرے عترت رسول خدا بلکہ لحاظ
غلام کا اُن حضرت کے مگر وائے ہو اشقیائے امت پر کہ اُنھون نے
مطلق لحاظ و پاس حرمت رسول خدا کا نہ کیا آہ آہ فرزند رسول کو
مہمان بلاکر صحرائے کربلا مین مع اصحاب و اقربا تشنہ لب ذبح کیا اور

اُنکے اہل بیت کو طوق و زنجیر میں جکڑ کے اسیر و مقید کیا اور شہر بشہر پھرایا
افسوس اسپر بھی اکتفا نہ کی بلکہ بلوائے عام میں سامنے ابن زیاد اور یزید کے
رسن بستہ لائے۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس شانزدہم

فِی المُنتَخَبِ وَالبِحَارِ اَنَّہٗ لَمَّا استُشہِدَ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ
بَقِیَ فِی اَرضِ کَربَلَا طَرِیحًا وَدَمُہٗ فِی الاَرضِ مَسفُوحًا منتخب و
بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب فرزند رسول الثقلین جناب امام
حسین علیہ السلام بظلم ظالمان پُر دغا شہید ہو چکے اور خون ناحق اُن
حضرت کا زمین کربلا پر بہایا گیا تو لاش اقدس اُس مظلوم کی ریگ گرم
صحرائے کربلا پر تمازت آفتاب میں پڑی رہی وَاِذَا بِطَائِرٍ اَبیَضَ
قَد اَتٰی وَتَلَطَّخَ بِدَمِہٖ وَجَاءَ وَالدَّمُ یَقطُرُ مِنہُ فَرَاَی طُیُورًا تَحتَ
الظِّلَالِ عَلٰی غُصُونِ الاَشجَارِ ناگاہ ایک طائر سفید آیا اور خون مطہر
مظلوم کربلا میں لوٹا بعد اُسکے ایک جانب کو روانہ ہوا اور اُسکے پروں سے
خون ٹپکتا جاتا تھا پس اُس جانور نے دیکھا کہ چند جانور سایہ میں شاخہائے
درختوں کی بیٹھے ہیں وَکُلٌّ مِنھُم یَذکُرُ الحَبَّ وَالعَلَفَ وَالمَاءَ
فَقَالَ لَھُم ذٰلِکَ الطَّیرُ المُتَلَطِّخُ بِالدَّمِ وَیلَکُم اَتَشتَغِلُونَ بِالمَلَاھِی
وَذِکرِ الدُّنیَا وَالمَنَاھِی اور وہ سب آب ودانہ کا ذکر کرتے ہیں پس
اُس طائر سفید نے اُن سب جانوروں سے کہا کہ وائے ہو تم پر کہ تم
آب ودانہ کی فکر میں ہو اور امور دنیا میں مصروف ہو وَالحُسَینُ

فِی اَرضِ کَربَلَا فِی ھٰذَا الحَرِّ مُلقًی عَلَی الرَّمضَاءِ ظَامٍ مَذبُوحٌ
وَدَمُہٗ مَسفُوحٌ حالانکہ گوشوارہ عرش معلی زینت دہ آغوش جناب
فاطمہ زہرا غریب نینوا بے مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام ریگ گرم
کربلا پر پڑے ہین اور وہ امام مظلوم تشنہ لب ذبح کیے گیے اور خون اُنکا
ناحق بہایا گیا فَعَادَتِ الطُّیُورُ کُلٌّ مِنھُم قَاصِدٌ نِ الکَربَلَا فَرَاَوا
سَیِّدَنَا الحُسَینَ عَلَیہِ السَّلَامُ مُلقًی فِی اَرضِ کَربَلَا بِلَا رَاسٍ
وَلَا غُسلٍ وَلَا اَکفَانٍ بس یہ سنتے ہی وہ سب جانور وہان سے
کربلا کی جانب روانہ ہوے اور وہان پہونچکر عجب قیامت دیکھی اور
دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کا سر انور بدن اطہر سے جدا ہی اور لاش
اقدس اُن حضرت کی زمین گرم کربلا پر بے غسل وکفن پڑی ہی وَقَد
سَفَت عَلَیہِ السَّوَافِی وَبَدَنُہٗ مَرضُوضٌ قَد ھَشَمَتہُ الخَیلُ
بِحَوَافِرِھَا وَھُوَ مَذبُوحٌ مِن قَفَاہُ مَسلُوبٌ رِدَاءَہٗ وَقَد ھَتَکَ
القَومُ نِسَاءَہٗ وَتَزَوَّرَہٗ وُحُوشُ القِفَارِ وَتَندُبُہٗ جِنُّ السُّھُولِ
وَالاَوعَارِ قَد اَضَاءَ التُّرَابُ مِن اَنوَارِہٖ اور دیکھا کہ بدن انور
فرزند سید البشر پر خاک صحرا کی اُڑ اُڑکے پڑی ہی اور لاش مقدس
پامال سم اسپان ہی اور اشقیاے اُمت نے لباس بدن شریف سے
اُتار لیا ہی اور اہل بیت کو اُن حضرت کے بے پردہ اور آوارہ وطن
کیا اور سواے جانوران وحشی کے کوئی پاس نہین ہی اور جن وپری
اُس سلیمان کربلا پر نوحہ وبکا کرتے ہین اور زمین کربلا اُن حضرت کے

نور سے روشن و منور ہی فَلَمَّا رَاَتْهُ الطُّیُوْرُ تَصَایَحْنَ وَاَعْلَنَّ بِالْبُکَاءِ
وَالثُّبُوْرِ وَتَوَاقَعْنَ عَلٰی دَمِہٖ یَتَمَرَّغْنَ فِیْهِ پس جب اُن جانوروں نے
یہ مصیبت عظمیٰ مشاہدہ کی نالہ و فریاد بپا کی اور صدا گریہ و بکا بلند کی
اور خون میں حضرت کے لوٹتے تھے وَقِیْلَ طَارَ کُلٌّ مِنْهُمْ عَلٰی نَاحِیَةٍ
یُعْلِمُوْا اَنَّ سَیِّدِیَ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَتِیْلٌ وَالْبَدَنُ مِنْهُ
جَرِیْحٌ وَالدَّمُ مِنْهُ یَسِیْحُ اور منقول ہے کہ ہر ایک اُن جانوروں سے
ایک ایک قریہ کیطرف روانہ ہوا اور وہاں کے لوگوں کو خبر دیتا تھا
کہ فرزند رسول مختار امام حسین علیہ السلام بظلم و ستم امت جفا کار شہید
ہوئے اور بدن اطہر اُن حضرت کا زخم نیزہ و تیر اور سنان و شمشیر سے
مجروح ہوا اور خون حضرت کا ناحق بہایا گیا فَمِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ
اَنَّ طَیْرًا مِنْ هٰذِهِ الطُّیُوْرِ قَصَدَ مَدِیْنَةَ الرَّسُوْلِ وَجَاءَ
یُرَفْرِفُ وَالدَّمُ یَتَقَاطَرُ مِنْ جَنَاحَیْهِ وَدَارَ حَوْلَ سَیِّدِنَا
رَسُوْلِ اللّٰهِ یُعْلِنُ بِالصِّیَاحِ اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ
الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا پس اتفاقاً ایک جانور اُن جانوروں سے مدینہ
منورہ کو روانہ ہوا اور خون اُسکے پروں سے ٹپکتا جاتا تھا اور گرد
قبر اطہر جناب رسول خدا کے پھرا اور آواز بفریاد و نالہ بلند کرکے
یہ نوحہ کرتا تھا اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا یا رسول اللہ
آگاہ ہوجیے کہ امام حسین ع فرزند آپکا زمین کربلا پر ناحق قتل کیا گیا
اور مثل گوسفند قربانی کے پس گردن سے ذبح کیا گیا فَاجْتَمَعَتْ

الطیور علیہ وناحوا وبکوا علیہ فلما عاینوا اہل المدینۃ
من الطیور ذلک النوح والبکاء وشاہدوا والدم یتقاطر
من الطیور ولم یعلموا ما الخبر حتی انقطعت مدۃ من
الزمان وجاء خبر مقتل الحسین علیہ السلام علموا ان
ذلک الطیر کان یخبر رسول اللہ ؐ بقتل الحسین بن فاطمۃ
البتول وقرۃ عین الرسول فی ذلک الیوم پس اور سب
جانور اسکے قریب آکے جمع ہوئے اور مظلوم کربلا پر نوحہ و بکا کرنے لگے
جب اہل مدینہ نے ان طیور سے یہ امر عجیب مشاہدہ کیا کہ یہ جانور
نوحہ و بکا کرتے ہیں اور خون انکے پروں سے ٹپکتا تھا سب متحیر ہوئے
اور انکو حقیقت حال معلوم نہوئی پس جب بعد ایک مدت کے خبر
شہادت امام حسین علیہ السلام کی آئی تو اہل مدینہ نے معلوم کیا کہ
وہ طائر اسدن جناب رسول خدا ؐ کو انکے فرزند امام حسین ؑ کی
خبر شہادت دیتا تھا ولما جاء الطیر والدم یتقاطر من
جناحیہ کان فی المدینۃ رجل یہودی ولہ بنت عمیاء
زمناء طرشاء مشلولۃ والجذام قد احاط ببدنہا فجاء
ذلک الطیر والدم یتقاطر من جناحیہ ووقع علی شجرۃ
یبکی طول لیلتہ اور جس روز کہ وہ طائر مدینہ میں اس حالت سے
آیا اتفاقاً وہ ایک باغ میں داخل ہوا اور اس باغ میں ایک درخت پر
بیٹھکر شب بھر رویا کیا اور مدینہ میں ایک مرد یہودی تھا اور اسکی

ایک لڑکی تھی کہ کانون اور آنکھون سے معذور تھی اور چلنے پھرنے پر قادر
نتھی اور مشلول تھی علاوہ اسکے تمام بدن اُسکا مجذوم تھا وَكَانَ
الْيَهُودِيُّ قَدْ اَخْرَجَ اِبْنَتَهُ الْمَرِيضَةَ اِلٰى خَارِجِ الْمَدِينَةِ اِلٰى
بُسْتَانٍ وَتَرَكَهَا فِي الْبُسْتَانِ الَّذِي جَاءَهُ الطَّيْرُ وَوَقَعَ عَلٰى
شَجَرَةٍ مِنْهَا فَمِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ اَنَّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَرَضَ
لِلْيَهُودِيِّ عَارِضٌ فَدَخَلَ الْمَدِينَةَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ فَلَمْ يَقْدِرْ
اَنْ يَخْرُجَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ اِلَى الْبُسْتَانِ الَّتِي فِيهَا اِبْنَتُهُ الْمَعْلُولَةُ
وَالْبِنْتُ لَمَّا نَظَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا لَمْ يَاْتِهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ لَمْ يَاْتِهَا
نَوْمٌ لِاَنَّ اَبَاهَا كَانَ يُحَدِّثُهَا وَيُسَلِّيهَا حَتّٰى تَنَامَ اور یہودی نے
اُس لڑکی کو اُسی باغ مین چھوڑ دیا تھا کہ جس باغ مین وہ طائر آکے
بیٹھا تھا اتفاقاً وہ یہودی اُس شب کو بسبب کسی ضرورت کے مدینہ
گیا پھر اُس باغ مین اسکو آنا ممکن نہوا کہ جسمین وہ لڑکی تھی چونکہ باپ
اُسکا اُس سے باتین کرتا تھا اور اُسکو دلاسا و تسلی دیتا تھا تب اُسکو
نیند آتی تھی اس شب کو جو اُسنے دیکھا کہ باپ اُسکا نہین آیا اور وہ تنہا
رہی اُسکو نیند نہین آئی اور تمام شب جاگا کی فَسَمِعَتْ عِنْدَ السَّحَرِ
بُكَاءَ الطَّيْرِ وَحَنِينَهُ مِنْ قَلْبٍ حَزِينٍ فَبَقِيَتْ تَتَقَلَّبُ عَلٰى
وَجْهِ الْاَرْضِ اِلٰى اَنْ صَارَتْ تَحْتَ تِلْكَ الشَّجَرَةِ الَّتِي عَلَيْهَا
الطَّيْرُ لِتَسْمَعَ بُكَاءَهُ وَمَا يَقُولُ پس ناگاہ اُس لڑکی نے بوقت سحر
صداے ورونا اُس جانور کے رونے کی سنی چونکہ وہ لڑکی بھی دردرسیدہ تھی

اور وہ طائر بھی مصیبت جناب سید الشہدا آئین دلسوزی سے نوحہ کرتا تھا
اسوجہ سے دل اُس لڑکی کا اُس صدا کیطرف مائل ہوا یہانتک کہ زمین
لوٹتی ہوئی نیچے درخت کے پہونچی تا کہ اُس جانور کا رونا سُنے اور معلوم
کرے کہ یہ طائر کیا کہتا ہے فَصَارَتِ الْجَارِیَةُ کُلَّمَا اَنَّ وَبَکٰی وَحَنَّ
ذٰلِکَ الطَّیْرُ وَصَاحَ تُجَاوِبُهٗ مِنْ قَلْبٍ حَزِیْنٍ فَلَمَّا کَانَ السَّحَرُ
قَطَرَ مِنَ الطَّیْرِ قَطْرَةٌ مِنَ الدَّمِ فَوَقَعَتْ عَلٰی عَیْنِهَا فَفُتِحَتْ
ثُمَّ قَطَرَتْ قَطْرَةٌ اُخْرٰی عَلٰی عَیْنِهَا الْاُخْرٰی فَابْرِئَتْ ثُمَّ قَطَرَ
عَلٰی یَدَیْهَا فَعُوْفِیَتْ ثُمَّ عَلٰی رِجْلَیْهَا فَعُوْفِیَتْ فَعَادَتْ کُلَّمَا
قَطَرَتْ قَطْرَةٌ مِنَ الدَّمِ تَلَطَّخَ بِهٖ جَسَدَهَا فَعُوْفِیَتْ مِنْ جَمِیْعِ
مَرَضِهَا مِنْ بَرَکَاتِ دَمِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهِیَ تَحْتَ
الشَّجَرَةِ پس وہ غم زدہ اُس طائر کے ساتھ گریہ و بکا کرتی تھی جب وہ
جانور آہ و زاری کرتا تھا تو یہ بھی نالہ و فریاد کرتی تھی یہانتک کہ جب صبح
قریب ہوئی تو اُس طائر سے ایک قطرہ خون کا ٹپکا اور اس مریضہ کی
ایک آنکھ پر آکے گرا پس وہ آنکھ اُسکی روشن ہو گئی پھر دوسرا قطرہ خون کا
اُس مریضہ کی دوسری آنکھ پر آکے گرا وہ آنکھ بھی اُسکی روشن ہو گئی
پھر ایک قطرہ اُسکے دونوں ہاتھوں پر آکے گرا فوراً ہاتھ اُسکے کھل گئے
پھر دونوں پانوں پر بھی اُسکے ایک قطرہ ٹپکا وہ بھی سالم ہو گئے پس
جو قطرہ گرتا تھا اُسکو یہ مریضہ اپنے بدن پر ملتی تھی یہانتک کہ تمام
امراض سے برکت خون امام حسین علیہ السلام سے اُس لڑکی نے

شفائے کامل الی فلما اصبح الصباح اقبل ابوها الی البستان فرای فیہ بنتا تدور ولم یعلم انھا ابنتہ فجاء الیھودی الیھا وسألھا انہ کانت فی البستان ابنۃ علیلۃ نائمۃ تحت الشجرۃ لم تقدر تتحرک من شدۃ العلل فقالت ابنتہ واللہ انا ابنتک فلما سمع کلامھا وقع مغشیا علیہ پس جب صبح طالع ہوئی وہ یہودی باغ مین آیا اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی باغ مین صحیح وسالم پھر رہی ہی اُس سے پوچھا کہ اس باغ مین ایک لڑکی بیری بیمار درخت کے نیچے پڑی تھی اور وہ اسقدر علیل تھی کہ حرکت نہ کرسکتی تھی آیا تجھے کچھ اسکی خبر ہی یہ سنکر اُس لڑکی نے جواب دیا کہ قسم بخدا مین ہی تو تیری بیٹی ہون وہ یہودی یہ سنکے غش کھاکر زمین پر گر پڑا فلما افاق قام علی قدمیہ فاتت بہ الی ذالک الطیر فراٰہ واکرا علی الشجرۃ یأن من قلب حزین محترق القلب مما رای من فقد الحسین علیہ السلام وما فعلوا بہ الکفرۃ وفعلھم بنسائہ واولادہ وما جری لھم فی ارض کربلا پس جب اُس یہودی کو غش سے افاقہ ہوا اُسوقت اُس لڑکی نے قصہ طائر سے مطلع کیا بلکہ اپنے باپ کو قریب طائر کے لائی پس اُس یہودی نے اُس جانور کو دیکھا کہ درخت پر بیٹھا ہی اور دل پر درد سے آہ کھینچتا ہی اور بوجہ شہادت مظلوم کربلا کے دل اُسکا کباب ہی بسبب اُن ظلم وستم کے کہ جو ہاتھ سے اعدا کے اُن حضرت

اور اُنکے اہل بیت اور اولاد پر گذرے ہین اور بسبب اُن مصائب کے
کہ جو اُن حضرات کو زمین کربلا مین پہونچے ہین فَقَالَ الیَهُودِیُّ
بِالَّذِی خَلَقَكَ اَیُّهَا الطَّیْرُ تُكَلِّمُنِی بِقُدْرَةِ اللهِ پس اُس
یہودی نے کہا کہ اے طائر تجھے قسم ہے اُس خالق کی کہ جسنے تجھکو پیدا
کیا ہے کہ تو مجھ سے بقدرت خدا ہمکلام ہو فَنَطَقَ الطَّیْرُ مُسْتَعْبِرًا
ثُمَّ قَالَ اِعْلَمْ اَنِّی كُنْتُ وَاكِرًا عَلٰی بَعْضِ الْاَشْجَارِ مَعَ جُمْلَةٍ مِّنَ
الطُّیُورِ قُبَالَةَ الظُّهْرِ وَاِذَا بِطَیْرٍ سَاقِطٍ عَلَیْنَا وَهُوَ یَقُولُ
وَیْلَكُمْ تَجْلِسُونَ اَیُّهَا الطُّیُورُ وَتَاْكُلُونَ وَتَتَنَعَّمُونَ وَالْحُسَیْنُ
بْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیطَالِبٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فِی اَرْضِ كَرْبَلَا فِی هٰذَا الْحَرِّ
عَلَی الرَّمْضَاءِ طَرِیحًا ظَامِیًا وَالِهًا وَالنَّحْرُ دَامٍ وَالرَّاْسُ
مَقْطُوعٌ وَعَلَی الرُّمْحِ مَرْفُوعٌ وَنِسَاءُهُ سَبَایَا حَفَایَا عُرَایَا
نَادِبَاتٍ الْكَفِیلَ وَالْحَامِیَ پس وہ طائر بقدرت خدا اور باعجاز
و برکت سید الشہداء گویا ہوا لیکن روتا جاتا تھا اور اپنا قصہ عجیب
وغریب بیان کرنے لگا کہ مین ایک درخت پر قبل ظہر کے چند طیور کے
ساتھ بیٹھا تھا یکایک ایک جانور سفید آیا اور کہنے لگا کہ وائے ہو تمپر کہ
تم بیٹھے ہو اور دانہ کھاتے ہو اور متنعم ہو کر عیش کرتے ہو اور جناب
امام حسین فرزند رسول الثقلین دلبند امیر المومنین علی بن ابیطالب
ریگ گرم کربلا پر پڑے ہین اور وہ امام مظلوم پیاسے ذبح کیے گئے اور
سر انور اُنکا تن اطہر سے جدا کیا گیا اور نیزہ پر بلند کیا گیا اور اہل حرم

ان حضرت کے اسیر و مقید کیے گئے فَلَمَّا سَمِعْنَا ذٰلِکَ تَطَایَرْنَا اِلٰی کَرْبَلَا
فَرَاَیْنَاهُ فِی ذٰلِکَ الْوَادِی طَرِیْحًا وَغُسْلُهُ مِنْ دَمِهٖ وَکَفَنُهُ
الرَّمْلُ السَّافِی عَلَیْهِ فَوَقَعْنَا کُلُّنَا نَنُوْحُ وَنَصِیْحُ وَنَتَمَرَّغُ بِدَمِهِ
الشَّرِیْفِ وَکَانَ کُلُّ طَیْرٍ مِنَّا طَارَ اِلٰی نَاحِیَةٍ فَوَقَعْتُ اَنَا فِی
هٰذَا الْمَکَانِ پس جب ہمنے یہ خبر وحشت اثر اُس طائر سے سُنی ہم سب
کربلا کیطرف روانہ ہوئے اور جب ہم وہان پہونچے تو عجب قیامت
دیکھی دیکھا کہ سید الشہدا زمین گرم کربلا پر پڑے ہین اور غسل اُن حضرت کا
انکے خون سے ہوا ہی اور کفن اُس مظلوم کا ریگ صحرا سے ہوا ہی پس
ہم سب جانور نوحہ و بکا کرنے لگے اور خون مین اُس شہید راہ خدا کے
لوٹنے لگے بعد اسکے ہر ایک جانور ہم مین سے ایک ایک قریہ کی جانب
روانہ ہوا اور مین یہان آیا ہون فَلَمَّا سَمِعَ الْیَهُوْدِیُّ ذٰلِکَ الْکَلَامَ
تَعَجَّبَ وَقَالَ لَوْ لَمْ یَکُنِ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذُو قَدْرٍ رَفِیْعٍ
عِنْدَ اللّٰهِ لَمَا کَانَ دَمُهُ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ ثُمَّ اَنَّ الْیَهُوْدِیَّ
اَسْلَمَ وَاَسْلَمَتِ الْبِنْتُ وَاَسْلَمَ خَمْسُمِاَةِ رَجُلٍ فِی قَوْمِهٖ
پس جب یہودی نے یہ کلام اُس جانور سے سُنا متعجب ہو کر کہنے لگا کہ اگر
جناب امام حسین علیہ السلام کا مرتبہ پیش خدا بلند نہوتا تو خون اُن حضرت کا
دوا ہر مرض کی کیونکر ہوتی بعد اسکے وہ یہودی اور اسکی دختر اسلام
لائے اور پانچ سو یہودی اسکی قوم کے یہ اعجاز دیکھکر مسلمان ہوئے
اے مومنین یہ حال تو مدینہ مین یہودیونکا تھا اور کربلا مین اشقیائے

اُمت نے جو مدعی اسلام تھے اپنے کشتہائے نجس کو دفن کیا اور لاش اطہر
سید الشہدا ع کو ریگ گرم صحرا پر چھوڑ کر چلے گئے اور کوئی شخص متوجہ طرف
دفن اُس امام مظلوم کے نہوا آہ آہ ریگ صحرا اڑ اڑ کر بجائے کفن کے
لاش منیر پر جمتی جاتی تھی اور جانوران صحرا گرد مقیم و سایہ افگن تھے
آخر تیسرے روز کچھ اہل قریہ و دیہات نے رحم کھا کر دفن کیا جیسا کہ
حجت خدا فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ اَھْلُ الْقُریٰ
سلام ہو اُس غریب الوطن پر کہ جسے اہل قریہ نے رحم کھا کر دفن کیا
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس شانزدہم

رَوَی الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ رَحِمَہُ اللہُ اَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ
قَدْ قَضٰی نَحْبَہٗ بَعْدَ الظُّھْرِ یَوْمَ السَّبْتِ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ سَنَۃَ
اِحْدٰی وَسِتِّیْنَ مِنْ ھِجْرَۃِ النَّبِیِّ الْاَکْرَمِ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
ارشاد میں روایت کی ہے کہ جناب امام حسین فرزند رسول الثقلین نے
دسویں تاریخ ماہ محرم کو بروز شنبہ بعد ظہر کے کہ سنہ اکسٹھ ہجری تھا
اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے انتقال فرمایا قَتِیْلًا
مَظْلُوْمًا ظَمْاٰنًا غَرِیْبًا مُحْتَسِبًا صَابِرًا اسطرح پر کہ وقت رحلت کے
وہ حضرت غریب الوطن اور تشنہ لب اور مہموم و مظلوم اور مقتول
و مذبوح اور مجروح اور بے ناصر و مددگار اور صابر و شاکر مبتلا
بلا تھے وَفِی الْکَافِیْ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُبِضَ فِیْ عَاشِرِ الْمُحَرَّمِ

بَعْدَ الْعَصْرِ مَنْحُوْرًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ كَانَ ابْنَ سَبْعٍ وَخَمْسِيْنَ سَنَةً وَشَهْرٍ اور کافی میں منقول ہی کہ اُن حضرت نے دسوین تاریخ ماہ محرم کو بعد عصر کے بالب تشنہ دنیا سے رحلت فرمائی دران حالیکہ اُس جناب کو اعدا نے مثل گوسفند قربانی مباح جانکر ذبح و نحر کیا اور سن شریف اُس جناب کا اُس روز ستاون برس اور ایک مہینے کا تھا وَفِي التَّهْذِيْبِ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُبِضَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مَذْبُوْحًا مِنَ الْقَفَا مُغْتَسِلًا بِالدِّمَاءِ اور تہذیب الاحکام میں منقول ہی کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے بروز دوشنبہ دنیا سے انتقال فرمایا اسطرح سے کہ سر اقدس اُس معصوم کا پس گردن سے جدا کیا گیا اور وہ اشقیا لاش انور کو آلودہ بخاک و خون بے غسل و کفن ریگستان گرم پر چھوڑ گئے اور کوئی ملعون متوجہ طرف دفن اُن حضرت کے نہوا اور صاحب مناقب نے روایت کی ہی کہ جناب سید الشہدا بظلم و ستم اعدا بروز جمعہ دسوین محرم کو شہید ہوے اور صاحب شرح جامع صغیر نے کہ علمائے اہل سنت سے ہی روایت کی ہی کہ امام حسین علیہ السلام بروز جمعہ دہم محرم کو شہید ہوے اور محرق القلوب میں بھی علامہ نراقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام بروز جمعہ دہم محرم سنہ اکسٹھ کو تشنہ لب ذبح ہوے وَفِي مَقْتَلِ اَبِي مِخْنَفٍ اَنَّهُ لَمَّا قُتِلَ سَيِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بِالسِّنَانِ وَالسُّيُوْفِ وَالْاَسِنَّةِ عَلَيْهِ الثَّنَاءُ وَالتَّحِيَّةُ

اِنفَلَتَ جَوَادُہٗ مُتَمَلِّلاً بَاکِیاً فِی المَیدَانِ مُنکَسَ السَّرجِ مُلقِی
العِنَانِ اور مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب سردار جوانان
اہل جنت جناب امام حسین علیہ السلام نے بروز عاشورا صحرائے کربلا مین
شہادت پائی اسطرح سے کہ تمام بدن اطہر زخم نیزہ اور تیر و شمشیر
مجروح تھا پس اُسوقت ذوالجناح کا یہ حال تھا کہ تمام بدن اُس
اسپ باوفا کا زخمہائے نیزہ و تیر سے فگار تھا اور زین جھکا ہوا
مغموم و محزون روتا اور نعرے مارتا ہوا سراسیمہ پھرتا تھا فصاح عمر
بن سعد علی عسکرہ خذوہ واقبضوہ فرکضت الخیل
فی طلبہ واحاطوہ من کل جانب پس عمر سعد ملعون نے اپنے
لشکر کو آواز دی کہ جلد اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ پس سنتے ہی حکم
اُس شقی کے بہت سے سوار اسکے طلب مین مستعد اور تیار ہوے
اور ہر طرف سے اُسے گھیر لیا فلما راے ذلک الحصان انہم قد
حاصروہ من کل جانب ومکان فرکض مستقبل القوم
وجعل یکدم بفمہ ویرفس برجلیہ فرسانا ونکس رجالۃ
ورکبانا جب اُس اسپ باوفا نے دیکھا کہ سواران لشکر اعدا نے
ہر طرف سے محاصرہ کیا ہی اور چاہتے ہین کہ مجھے گرفتار کرین ہرچند
کہ وہ گھوڑا بہت مجروح اور خستہ جگر اور بسبب شہادت اپنے
مالک کے دل شکستہ ہو رہا تھا لیکن باینہمہ اُس قوم اعدا پر حملہ
کیا اور جس سوار و پیادے پر جا پڑا اُس ملعون کو دانتون سے پکڑ کر

زمین پر گرا دیا اور ٹاپوں سے روندھ کر واصل جہنم کیا پس تھوڑے ہی عرصہ میں اُس مرکب باوفا نے بہت سے اشقیا کو راہی سقر کیا فَلَمَّا رَای ذٰلِکَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ نَادٰی یَا وَیْلَکُمْ تَبَاعَدُوْا عَنْہُ وَاتْرُکُوْہُ عَلٰی حَالِہٖ حَتّٰی اُشَاہِدَہٗ مَا یَفْعَلُ فِیْ مَجَالِہٖ پس جب یہ حال عمر سعد نے دیکھا تو مضطر ہو کر اُسنے اپنی قوم کو آواز دی کہ وائے ہو تم پر اس گھوڑے سے دور ہو جاؤ اور اس سے کوئی متعرض نہو بلکہ اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو تا کہ دیکھیں اسکو کیا مقصود ہے فَلَمَّا تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمُتَعَرِّضُوْنَ وَکَفَّ عَنْ طَلَبِہٖ الطَّالِبُوْنَ وَاَمِنَ ذٰلِکَ الْعِقَابُ مِنَ الطَّلَبِ وَاسْتَرَاحَ عَنِ التَّعَرُّضِ وَالتَّعَبِ جَعَلَ یُحَمْحِمُ وَیَحِنُّ حَنِیْنَ الثَّکْلٰی وَیَطْلُبُ رَاکِبَہٗ وَیَتَخَطَّی الْقَتْلٰی پس سنتے ہی آواز عمر سعد کے سب اشقیا علیحدہ ہو گئے پس جب وہ اسپ باوفا مطمئن ہوا کہ یہ سب ملعون اب مجھ سے دور ہو گئے اور کوئی متعرض نہو گا اسوقت پھر باواز حزین نعرے مارنے لگا اور شہادت مظلوم کربلا پر مانند زن پسر جوان مردہ کے چلا کر رونے لگا اور اُس حالت بیتابی اور اضطراب میں بقصد تجسس لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کے ہر شہید کی لاش پر جاتا تھا اور بو اُسکی سونگھ کر ہٹ جاتا تھا حَتّٰی بَرَکَ عَلٰی جَسَدِہٖ الشَّرِیْفِ وَیَبْکِیْ عَلَیْہِ وَیَنُوْحُ بِالْحُرْقَۃِ لَدَیْہِ وَیُمَرِّغُ بِدَمِہٖ نَاصِیَتَہٗ وَیُقَبِّلُ نَحْرَہٗ وَیَشُمُّ رَائِحَتَہٗ بیان ہے کہ وہ اسپ باوفا بعد تجسس کے لاش اطہر اُن حضرت پر

پہونچا اور پیشانی اپنی خون سے اُس مظلوم کے رنگین کی اور خوشبو اپنے
مالک کی سونگھی اور گلوے بریدۂ اُن حضرت کے روکر بوسے لیتا تھا
اور بیتاب ہوکر نعرے مارتا تھا ثُمَّ وَلّٰی مُحَمْحِمًا اِلَی الْخِیَامِ لِیُخْبِرَ اَهْلَهٗ
بِقَتْلِهٖ قَالَ صَاحِبُ الْمَنَاقِبِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی طَالِبٍ اَنَّ ذٰلِكَ
الْحِصَانَ لَمَّا دَنٰی بِخَیْمِ النِّسَاءِ صَاحَ وَضَرَبَ بِرَاْسِهِ الْاَرْضَ
وَمَاتَ بعد اسکے نعرے مارتا ہوا خیمہاے اہل حرم پر پہونچا اور اُن
بیوارثون کو شہادت جناب سید الشہداؑ سے خبر دی چنانچہ صاحب
مناقب محمد بن ابیطالب مورخ نے نقل کیا ہی کہ جب وہ اسپ باوفا
در خیمہ اہل بیت رسول خداؐ پر پہونچا اُسوقت باواز حزین اور دردناک
چلایا اور بکمال کرب وقلق رویا اور غم والم امام حسین علیہ السلام مین
سر اپنا زمین پر اسقدر پٹکا کہ آخرش وہین مرگیا وَقَالَ اَبُو الْمَفَاخِرِ اَنَّهٗ
بَعْدَ مَا اَخْبَرَ اَهْلَهٗ وَعِيَالَهٗ مِنْ قَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَقْبَلَ بَاكِيًا اِلَی الصَّحْرَاءِ وَمَلَاءَ بِصَهِيْلِهِ الْبَيْدَاءَ فَلَمْ يُوْجَدْ
مِنْهُ عَيْنٌ وَلَا اَثَرٌ وَقِيْلَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ تَحْتَ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِذَا ظَهَرَ اور ابو المفاخر مورخ نے یون نقل کیا ہی کہ وہ اسپ باوفا
جب اہل بیت رسول خداؐ کو شہادت امام حسینؑ سے مطلع کر چکا اُسوقت
روتا اور نعرے مارتا ہوا طرف صحرا کے چلا گیا ہر چند کہ بہت سے اشخاص
تعاقب وتلاش اُسکا کیا لیکن کسیکو نشان اُسکا نہ ملا اور بعض روایات
یون ثابت ہوتا ہی کہ جب جناب صاحب العصر علیہ السلام بحکم خدا

ظہور فرمائینگے تو اُسوقت وہ جناب اُسی اسپ وفادار پر سوار ہونگے وردی
اَبُومِخْنَفٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ اَنَّ ذٰلِكَ الْحِصَانَ بَعْدَ مَا اَخْبَرَ
النِّسْوَانَ بِقَتْلِ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ قَصَدَ الْفُرَاتَ وَاَلْقَى
نَفْسَهٗ فِيْهِ وَمَاتَ اور ابومخنف مورخ نے عبداللہ بن قیس سے
روایت کی ہی کہ جب اُس اسپ باوفا نے اہل بیت اطہار کو شہادت
مظلوم کربلا سے آگاہ کیا پس مفارقت پر اپنے مالک کی بہت رویا
چونکہ زندگی اپنی اُس وفاشعار کو اس غم مین نہایت ہی ناگوار تھی آخرکار
اُسنے اُس حالت اضطرار مین اپنے تئین نہر فرات مین ڈالدیا اور غریق
رحمت الٰہی ہوا وَفِي الْمُنْتَخَبِ وَالْاَمَالِي اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ عَزَمَ مُهْرُهٗ مِنَ الْوَقِيْعَةِ مُخَضَّبًا بِدَمِهٖ تَابِعًا اِلَى الْخِيَامِ
وَبَكٰى عَلَى الْبَابِ فِيْ مُصِيْبَتِهٖ اور منتخب اور امالی ابن بابویہ علیہ الرحمہ
مین یون منقول ہی کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام روز عاشورا
درجۂ شہادت پر فائز ہوچکے اُسوقت ذوالجناح نے پیشانی اپنی خون سے
اُن حضرت کے رنگین کی اور مثل زن پسر مردہ کے روتا اور نعرے
مارتا ہوا با حال پریشان در خیمہ پر پہونچا اور وہان باواز بلند اس طرح سے
رویا کہ جیسے کوئی خبر مرگ کی سناتا ہی فَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ اَمِيْرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَهِيْلَهٗ وَعَرَفَتْهُ لِاَنَّهٗ كَانَ مِنْ جِيَادِ
رَسُوْلِ اللهِ ؐ چونکہ ذوالجناح اسپہائے جناب رسالت مآب سے تھا
اور اُن حضرت نے اپنے فرزند لبند امام حسین علیہ السلام کو عنایت

فرمایا تھا اسلیے جناب زینب دختر امیر المؤمنین علیہ السلام آواز اُسکی
پہچانتی تھیں اور اُس زمانہ تک زندہ رہنا اُسکا اعجاز و کرامات حضرت سے
بعید نہیں ہے پس سنتے ہی اُسکی آواز کے معلوم کیا کہ گھوڑا میرے بھائی کا
درِ خیمہ پر آیا ہے فَاَقْبَلَتْ اِلٰی سُکَیْنَۃَ بِنْتِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَقَالَتْ لَہَا یَا بُنَیَّتِیْ قُوْمِیْ فَہٰذَا صَوْتُ فَرَسِ اَبِیْکِ لَعَلَّہٗ
اَتَانَا بِالْمَاۤءِ فَاِنَّ کُبُوْدَنَا یَبِسَتْ مِنَ الظَّمَاۤءِ پس وہ معظمہ متوجہ ہوئیں
طرف سکینہ خاتون دختر امام حسین علیہ السلام کے اور فرمایا کہ ای نورِ نظر
درِ خیمہ سے تمہارے باپ کے گھوڑے کی آواز آئی ہے شاید کہ حضرت بخیال
ہماری تشنگی کے پانی لائے ہوں پس ای نورِ چشم جلد جا کہ جگر ہمارے شدتِ
تشنگی سے خشک و پژمردہ ہیں آہ مومنین اِس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ اُسوقت اہل حرم پر نہایت غلبہ تشنگی کا تھا اور دختران مظلوم
کربلا فریاد العطش العطش کرتی ہونگی فَخَرَجَتْ سُکَیْنَۃُ مُسْرِعَۃً
وَنَظَرَتْ اِلٰی فَرَسِ اَبِیْہَا اَنَّہٗ خَالٍ عَنْ رَاکِبِہٖ وَالسَّرْجُ مَائِلٌ
عَنْ ظَہْرِہٖ وَالدَّمُ سَائِلٌ مِنْہُ وَھُوَ یَحُثُّ التُّرَابَ عَلٰی رَاْسِہٖ
فَہَتَکَتْ خِمَارَھَا وَنَادَتْ یَا عَمَّتَاہُ قُتِلَ وَاللہِ اَبِی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ پس سنتے ہی اِس ارشاد کے سکینہ خاتون فوراً درِ خیمہ پر آئیں
حضرات خدا کسی امیدوار کو نا امید نہ کرے تصور کیجیے کہ اُسوقت
اُس مظلومہ نے کیا دیکھا آہ دیکھا کہ گھوڑا حضرت کا خالی ہے سوار سے
اور زین جھکا ہوا مسموم و محزون آلودہ بخون کھڑا رو رہا ہے اور اپنے

سر پر خاک اڑاتا ہی لیس دیکھتے ہی اسکے اُس ستم دیدہ نے منھ اپنا پیٹ لیا اور بیتاب ہو کر آواز دی کہ ای پھوپھی جان قسم بخدا کہ باپ میرا امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے

مَاتَ الْفَخَارُ وَمَاتَ الْجُودُ وَالْكَرَمُ	وَاغْبَرَّتِ الْأَرْضُ وَالْآفَاقُ وَالْحَرَمُ
غَابَ الْحُسَيْنُ فَوَا لَهْفِي مِنْ غَيْبَتِهِ	قَدْ صَارَتِ الشَّمْسُ يَعْلُو نُورَهَا الظُّلَمُ

ہائے افسوس خالی ہو گیا زمانہ جود و کرم اور مروت و سخاوت سے اور بعد شہادت امام حسینؑ خورشید امامت کے تمام عالم از مشرق تا مغرب تیرہ و تاریک ہو گیا اور آفتاب بے نور سیاہ نظر آتا ہی فَخَرَجَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ مِنَ الْخِبَاءِ وَمَعَهَا الْأَطْفَالُ وَالنِّسَاءُ وَلَطَمَتْ خَدَّهَا وَنَادَتْ وَا أَخَاهُ وَا سَيِّدَاهُ وَأَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلَى الْأَرْضِ پس سنتے ہی اسکے جناب زینبؑ اور سب بچے اور بیبیاں بیتابانہ در خیمہ پر آئین دیکھا کہ واقعی گھوڑا حضرت کا خبر شہادت اپنے سوار کی دیتا ہی پس یہ دیکھتے ہی حضرت زینبؑ نے منھ اپنا پیٹ لیا اور ہائے بھائی ہائے حسینؑ کہا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑین وَأَمَّا أُمُّ كُلْثُومٍ اعْتَنَقَتْ بِفَرَسِ أَخِيهَا وَهِيَ تَقُولُ أَيُّهَا الْجَوَادُ أَيْنَ كَهْفِي وَأَخِي الْحُسَيْنُؑ أَيْنَ سَيِّدِي وَمَلْجَأِي اور جناب ام کلثومؑ نے اسوقت دونون ہاتھ اپنے گردن مین اسکی ڈالدیئے اور روتی تھین اور یہ کہتی تھین کہ ای ذوالجناح ہمارے سردار ہمارے ماسجا ہے امام حسینؑ کو کہان چھوڑ آیا ای گھوڑے میرے

بھائی اور وارث اور سردار کونین کو کہاں کھو آیا ہی وآما سکینۃ
بنت الحسین ۔ القت نفسہا علی حوافر فرس ابیہا وتبکی
وتنوح وابتاہ من للارامل والیتامی واسیداہ من لی
بعدک یا ذخرہ اسوقت جناب سکینہ دختر امام حسین علیہ السلام
سموں سے ذوالجناح کے لپٹی ہوئی بیتاب ہوکر روتی تھیں اور بین
کرتی تھیں کہ ای پدر بزرگوار افسوس ہی کہ بعد آپکے کوئی ہمارا حامی سرپرست
نرہا اب کون ایسا ہی کہ جوان بیوؤں اور یتیموں کی حمایت وکفالت
کریگا اور کون ایسا ہی کہ جو دست ظلم سے ان اشقیا کے ہم بیوارثوں کو
بچائیگا فتوجہت ام کلثوم الی المدینۃ وجعلت تقول
ولعلہ منقول عن لسان حالہا پس اسوقت بیکسی میں جناب
ام کلثوم مدینہ کیطرف بحسرت و یاس متوجہ ہوکر یہ کہتی تھیں چنانچہ
شاعر بزبان حال ان مظلومہ کے کہتا ہی ؎

ایا جدنا ہذا الحسین معفر — علی الترب مجدول وذا الرزیۃ یقطع
وجسمانہ تحت الخیول وراسہ — عنادا باطراف الاسنۃ یرفع

آگاہ ہوا ای جد بزرگوار یہ فرزند آپکا حسین کہ جسنے آپکی آغوش
مبارک میں پرورش پائی تھی اور لباس جنت سے جسکا بدن اطہر
آراستہ ہوتا تھا آج ظلم وستم سے اعدائے دین کے تشنہ لب مثل گوسفند
قربانی ذبح کیے گئے اور با گلوے بریدہ آلودہ بخاک وخون ریگستان
گرم پر بے غسل وکفن بے لباس کے پڑا ہی اور اشقیائے امت نے

لاش آپکے فرزند دلبند کی پامال سم اسپان کی گئی اور سر انور اس مظلوم کا بعداوت نوک نیزہ پر بلند کیا ہے

کَبِیْرًا وَّلَا طِفْلًا عَلٰی اَثْدِیْ یَرْضَعُ		اَیَا جَدَّنَا لَمْ یَتْرُکُوْا مِنْ رِجَالِنَا

ای جدنا مدار فریاد ہی کہ اعدا نے اولاد پر آپکی وہ ظلم بیجا کیے ہیں کہ کوئی ظالم کسی کمترین خلق پر بھی ایسے ظلم نہیں کرتا ہی افسوس ہی کہ ان بیرحموں نے کسی کو ہمارے مردوں سے زندہ نہیں چھوڑا ہی بلکہ سب بچے اور جوان ایک دن میں تشنہ لب شہید کیے یہانتک کہ طفل شیر خوار علی اصغر کو بھی تیر ستم سے شہید کیا اور پیکان تیر سے شیر اسکا بڑھایا یا وصف ان سب ظلم و ستم کے ابھی آتش دل ان اشقیا کے سیر نہیں ہوے ہیں اب قریب ہی کہ ہم عورات کو اسیر و مقید کرکے طرف کوفہ و شام کے لیجائیں

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہجدہم

فِی الْبِحَارِ نَقْلًا عَنْ کَامِلِ الزِّیَارَۃِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّهَا قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ یَلْبَسُ وَلَدَهُ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ حُلَّۃً لَیْسَتْ هِیَ مِنْ ثِیَابِ الدُّنْیَا بحار الانوار میں کامل الزیارت سے نقل کیا ہی کہ ہشام بن عروہ نے جناب ام سلمہؓ سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُن معظمہ نے کہ ایک مرتبہ دیکھا میں نے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ بروز عید اپنے فرزند دلبند امام حسین علیہ السلام کے بدن انور پر لباس

آراستہ کرتے ہین اور وہ لباس قسم لباس دنیا سے نہین ہی لیس وہ لباس دیکھکر مین نے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ کس قسم کا لباس ہی گویا تعجب کیا اسوجہ سے کہ کبھی ایسا لباس نفیس نہین دیکھا تھا پس یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای ام سلمہ یہ خلعت بہشت ہی کہ جناب اقدس الٰہی نے بطریق ہدیہ واسطے میرے پارۂ جگر نور عین حسینؑ کے بھیجا ہی اور ای ام سلمہ تانا اس لباس کا پرون سے جبرئیلؑ کے ہی اور چونکہ آج روز عید اور زینت ہی اور مین اپنے فرزند کو نہایت دوست رکھتا ہون اسلیے یہ لباس بہشت اپنے ہاتھ سے اسکے بدن پر آراستہ کرتا ہون اور حلہاے جنت پہناتا ہون سبحان اللہ یہ مرتبہ تھا شاہزادہ کونین جناب امام حسین علیہ السلام کا کہ حق سبحانہ تعالے خلعت جنت بطریق ہدیہ بھیجا تھا اور جناب رسول خداؐ اپنے دست مبارک سے اُس لباس بہشت کو اپنے فرزند دلبند کے بدن انور پر آراستہ فرماتے تھے اور کمال محبت رکھتے تھے مگر افسوس ہزار افسوس کیا انقلاب ہی کہ اُسی فرزند رسول خداؐ کو بعد اُن حضرت کے اعداے دین نے مہمان بلاکر صحراے کربلا مین تشنہ لب شہید کیا اور بعد شہادت کے لباس جسم اطہر سے اُتار لیا اور وہ بدن انور جسپر حلہاے جنت آراستہ ہوتے تھے ریگ گرم صحراے کربلا پر بے لباس کے چھوڑ دیا چنانچہ اس روایت کو بحر درد کو ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ اور آقا سید علی صاحب قبلہ وغیرہ نے یون لکھا ہی کہ چار عورتین اپنے برادران مقتول کی لاش پر آئین ہین

دو تھین کافرہ تھین اور دو مسلمہ تھین ایک بہن عمر بن عبدود کی جب اسکو
خبر پہونچی کہ بھائی تیرا لشکر اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوا مگر لباس اور زرہ قیمتی
کہ جو عرب مین مشہور تھی اسکے بدن پر موجود ہی اور کوئی اہل اسلام سے
اسکو لوٹنے نہین آیا ہی یا تو بہن اسکی رو رہی تھی یا یکایک چپ ہو گئی اور
کہنے لگی کہ معلوم ہوا کہ قاتل عمر کا کوئی اراذل قوم سے نہ تھا بلکہ کفو کریم تھا ؏

لَوْ کَانَ قَاتِلُهٗ غَیْرَ قَاتِلِهٖ	لَکُنْتُ اَبْکِیْ عَلَیْهِ اِلَی الْاَبَدِ

اور کہا کہ اگر قاتل اسکا کوئی اور سوا اس قاتل کے ہوتا تو مین مدت العمر
اسکے غم والم مین رویا کرتی آہ مومنین یہ مقام تصور ہی کہ اہل اسلام نے
کافر کا لباس نہ اتارا اور نہ اسکی زرہ کھینچ لی کہ جو نہایت قیمتی تھی افسوس
ہزار افسوس کہ اہل کوفہ وشام جو اپنے تئین مسلمان جانتے تھے باوجود اسکے
فرزند رسول کا لباس اتار لیگئے کوئی عمامہ لیگیا کسینے عبا لیلی اور کوئی کرتہ
لیگیا اور دوسری عورت صفیہ بہن بادشاہ خیبر کی ہی جسے جناب امیر
علیہ السلام نے اسیرون مین سے جدا کرکے بلال کے سپرد کیا کہ یہ عزت دار
اسے جناب رسول خدا صلعم کی خدمت بابرکت مین پہونچا دے اتفاقا بلال
اسکو اس جانب سے لیکر گذرا کہ جہان اسکے اقربا کی لاشین پڑی تھین
پس جب نظر صفیہ کی اپنے بھائی کی لاش پر پڑی تو قریب تھا کہ روح اسکی
جسم سے مفارقت کرے اور چہرہ اسکا بسبب رنج والم کے زرد ہو گیا اسیطرح
بلال موذن نے اسے جناب رسالت مآب صلعم کی خدمت مین حاضر کیا
ان حضرت نے جو حال صفیہ کا متغیر پایا تو بلال سے استفسار حال فرمایا

بن بلال رضؓ نے کل ماجرا عرض کیا یہ سنتے ہی حضرت امیر خفا ہوے اور فرمایا
کہ ای بلال کوئی ایسا غضب کرتا ہی کہ عورتوں کو قتلگاہ میں لیجاتا ہے
واقعی مومنین عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں اور ایسے حالات کے دیکھنے کا
تحمل نہیں کر سکتی ہیں مگر افسوس ہزار افسوس اعدائے دین اہل حرم امام
حسین علیہ السلام کو بنا بر روایت ملا آقا دربندی کے بکمال عداوت
و عناد بمقتل شہدا بر لائے کہ تا ان ستم رسیدوں کا دل اپنے اقربا کو
خاک و خون میں آلودہ دیکھکر زیادہ درد میں آئے الغرض دو عورتیں
سلمہ میں ایک انمیں بہن حضرت حمزہ سید الشہدا کی ہیں کہ نام ان معظمہ کا
بھی صفیہ تھا جب جنگ احد میں وہ جناب شہید ہوے اور یہ خبر انکی
بہن نے سنی تو بے اختیار صفیہ کوہ احد کیطرف روانہ ہوئیں جو مدینہ سے
بفاصلہ تین چار میل کے پشت بقبلہ واقع ہی جب دور سے جناب
رسالت مآب صلعم نے صفیہ کو آتے دیکھا تو جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا
کہ جلد لاش حمزہ کو چھپا دو ان حضرت نے فوراً چادر انکی لاش پر ڈالدی
بلکہ چادر بقدر ایک وجب کے کم ہوتی تھی اور پانوں کھلے رہ گئے تھے
انکو حضرت نے گھانس سے چھپا دیا کہ تا نظر صفیہ کی لاش حضرت حمزہ
اپنے برادر مقتول پر نہ پڑے آہ آہ جو تھی ستم رسیدہ جناب زینب
بہن امام حسین علیہ السلام کی ہیں جب وہ مظلومہ خیمہ سے نکل کے اپنے
بھائی کی لاش اقدس پر قتلگاہ کربلا میں پہونچیں تو عجب ظلم و ستم دیکھا
کہ وہ حال کسی بہن نے اپنے بھائی کا نہیں دیکھا ہو گا آہ دیکھا کہ وہ پیرائے

کپڑے بھی جسم شریف سے اعدا اتار لیگئے ہیں جن کپڑوں کو بنظر احتیاط حضرت نے
لباس کے نیچے پہنا تھا کہ شاید لاش اقدس بعد شہادت کے بے لباس نہو
افسوس اشقیائے اسپر بھی التفات کی بلکہ ابن زیاد لعین نے حکم بھیجا تھا
کہ لاش اطہر مظلوم کربلا کی پامال سم اسپان کرنا حالانکہ جسم شریف پر
اُس مظلوم کے چار ہزار نوسو پچاس زخم نیزہ و تیر اور شمشیر لگے تھے اور
تمام بدن انور مجروح تھا علاوہ اسکے بعد شہادت کے ایک انگشتری
کے لیے بجدل لعین نے انگشت اطہر قطع کی اور ایک کمربند کے واسطے
جمال ملعون نے دونوں دست اقدس جدا کیے الغرض جب وہ
مظلومہ لاش پارہ پارہ پر اپنے برادر مظلوم کی پہونچیں تو اسوقت یہ
بین جگر خراش کرتی تھیں اور رو کر کہتی تھیں بِاَبِیْ مَنْ عَسْکَرُہٗ
فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ نَهْبًا بِاَبِیْ مَنْ فُسْطَاطُهٗ مُقَطَّعُ الْعُرٰی فدا ہو
باپ میرا اُس شہید راہ خدا پر کہ جسکا لشکر بروز دوشنبہ لوٹا گیا یعنے
جس مظلوم کے اصحاب و اقربا اور اولاد ایک دن میں تشنہ لب شہید
کیے گئے اور فدا ہو باپ میرا اُس بیکس و تنہا پر کہ جسکے خیمے کاٹ کر
گرا دیے گئے بِاَبِیْ مَنْ لَا هُوَ غَائِبٌ فَیُرْتَجٰی وَلَا جَرِیْحٌ فَیُدَاوٰی
فدا ہو باپ میرا اُس مسافر و غریب الوطن پر کہ جسکے آنے کی امید اب
باقی نہ تھی اور فدا ہو باپ میرا اُس مجروح و زخمی پر کہ جسکا علاج اب
نہیں ہو سکتا یعنے ایسا زخمی نہیں ہے کہ جو علاج کرنے سے اچھا ہو جاوے
بِاَبِی الْمَهْمُوْمُ حَتّٰی قَضٰی بِاَبِی الْعَطْشَانُ حَتّٰی مَضٰی فدا ہو باپ میرا

اُس صابر و شاکر پر کہ جو رنج پر رنج اقربا اور اولاد کے اُٹھا کر دنیا سے
رحلت کر گیا اور فدا ہو باپ میرا اُس تشنہ لب پر کہ جسکو وقت آخر بھی
پانی نہ ملا اور پیاسا راہی جنت ہوا حضرات تصور کیجیے کہ اُس
جناب کے سامنے کیسے کیسے جوانان ہاشمی اور بچے پیاسے قتل ہوئے
آہ ماہ بنی ہاشم جناب عباسؑ کے ہاتھ قطع ہوئے اور گرز آہنی سے سر انور
شق ہوا اور شاہزادہ قاسم زخموں سے چور چور راہی جنت ہوا اور
شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر سر پر ضربت کھا کر شہید ہوئے اور علی اصغر شیر خوار
ہاتھوں پر حضرت کے تیر ستم سے تشنہ ذبح ہوا اور پیکان تیر سے تیر پر چڑھایا گیا
اور عبد اللہ فرزند امام حسن علیہ السلام کا آغوش حضرت میں تیر کھا کر
شہید ہوا آہ جناب زینبؑ فرماتی ہیں بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُہٗ تَقْطُرُ
بِالدِّمَاءِ قربان ہو باپ میرا اُس مقتول و مذبوح پر کہ جسکی ریش
اقدس سے خون ٹپکتا ہے بِاَبِیْ مَنْ جَدُّہٗ رَسُوْلُ اِلٰہِ السَّمَاءِ بِاَبِیْ
مَنْ جَدَّتُہٗ خَدِیْجَۃُ الْکُبْرٰی وَاَبُوْہُ عَلِیُّ ن الْمُرْتَضٰی وَاُمُّہٗ
فَاطِمَۃُ الزَّهْرَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ قربان ہو باپ میرا اُس
فرزند رسول پر کہ جسکے جدِّ امجد جناب رسول خدا اور پدر بزرگوار
علی مرتضیٰ ہیں اور جدہ ماجدہ جسکی خدیجہ کبریٰ اور مادر گرامی فاطمہ
زہراؑ ہیں غرضکہ بعد اسکے معارج النبوت میں لکھا ہے کہ صفیہؓ کے
ساتھ ایک صاحبزادی جناب حمزہ کی تھی کہ نام اُس یتیمہ کا فاطمہ تھا
جب اُس بیکس نے لاش اپنے باپ کی دیکھی تو اپنے تئیں گرا دیا اور

لاش سے لپٹ کے زار زار روتی تھی اور بین جگر خراش کرتی تھی پس جناب رسول خدا اور علی مرتضےٰ علیہما السلام نے بکمال یتیم نوازی تسلی و دلاسا دیکر طرف مدینہ کے پھیر دیا یا رسول اللہ کہاں تھے آپ بروز عاشورا جب سکینہ خاتون یتیمۂ امام حسین ع لاش پدر سے لپٹ کے زار زار روتی تھین اور بین کرتی تھین تو عوض تسلی و دلاسے کے شمر لعین تازیانے مارتا تھا یہانتک کہ بکمال ظلم و ستم لاش پدر سے جدا کیا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس نوزدہم

فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ لِکُلِّ شَیْءٍ ثَوَابٌ اِلَّا الدَّمْعَۃَ فِیْنَا بحار الانوار مین منقول ہی فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ ہر عمل خیر کے لیے خداوند عالم نے ایک حد ثواب معین و مقرر فرمائی ہی مگر رونا ہم اہل بیت رسالت کی مصیبت پر کہ اسکے ثواب کی کچھ حد مقرر نہین ہی یعنے حق سبحانہ تعالی نے بحساب اسکے لیے ثواب معین و مقرر فرمایا ہی پس **حضرات** گریہ و بکا کیجیے حال پر اہل بیت اطہار کے کہ بعد شہادت مظلوم کربلا کے کیسے کیسے مصائب مین مبتلا رہے فِیْ مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ ع اِذْ تَفَعَ الصُّرَاخُ مِنْ فُسْطَاطِہٖ وَنَادٰی عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ یَا قَوْمُ کُبُّوا الْخِیَامَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِ سَیِّدِ الْاَنَامِ وَاضْرِمُوْا فِیْھَا النَّارَ چنانچہ مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب جناب سید الشہدا خامس آل عبا ع

روز عاشورا درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے اُسوقت عجب کہرام خیمہائے
امام حسین علیہ السلام میں برپا ہوا پس عمر سعد لعین نے اپنے لشکر کو آواز
دی کہ جلد طنابیں خیموں کی کاٹ کر گرا دو اور آگ خیموں میں اہل بیت
رسول خدا کے لگا دو فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَیْلَكَ یَا بْنَ
سَعْدٍ اَمَا كَفَاكَ مَا صَنَعْتَ بِالْحُسَیْنِ اَتُرِیْدُ تُحْرِقُ حَرَمَ
رَسُوْلِ اللهِ ص عَزَمْتَ اَنْ یَخْسِفَ بِنَا الْاَرْضَ فَسَكَتَ الْمَلْعُوْنُ
وَلَمْ یَرُدَّ الْجَوَابَ پس جب اُس لعین نے یہ حکم دیا اُسوقت اُس سے
ایک شخص شامی نے کہا کہ ای عمر سعد عجب بیرحم ہے تو کہ باوصف قتل کر
امام حسین علیہ السلام اور انکے اعوان و انصار اور اقربا کے دل تیرا
ظلم سادات سے سیر نہیں ہوا ہے کہ اسیر بھی تو چاہتا ہے کہ اہل بیت
رسول مختار اور انکے اطفال خرد سال کو کہ یہ سب بیگناہ ہیں آگ میں
جلائے وای ہو تجھپر ای بیرحم قریب ہے کہ بسبب اس ظلم و ستم عظیم کے
غضب خداوند قہار تجھپر نازل ہو اور زمین کو حق سبحانہ تعالے کا حکم
شق ہونیکا دے اور سب ظالم اُسمین سما جائیں پس یہ سنکر وہ ملعون
چپ ہو رہا اور مطلق جواب نہ دیا فَقَالَ اُسْلُبُوا النِّسْوَانَ وَانْهَبُوا
الْخِیَامَ فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ اِلٰی فُسْطَاطِ الْاِمَامِ پس حکم دیا کہ ابھی لشکر
داخل خیمہائے اہل بیت اطہار ہو اور اسباب سب لوٹ لو اور
ان عورات کے پاس کچھ باقی نہ رکھو پس سنتے ہی حکم اُس بیحیا کے [illegible]
ملعون تلوارین کھینچکر داخل خیمہائے حرم محترم ہوئے قالت [illegible]

بِنْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُنْتُ وَاقِفَةً عَلَى بَابِ الْخَيْمَةِ وَأَنَا أَبْكِي عَلَى
مَا أَصَابَنَا مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ إِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ أَزْرَقُ الْعَيْنَيْنِ
جناب زینب دختر امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتی ہیں کہ اُس وقت میں
در خیمہ پر اپنی مصیبت پر کھڑی رو رہی تھی کہ ناگاہ ایک ملعون کبود چشم
میرے قریب آیا وَأَخَذَ رِدَائِي وَقِنَاعِي فَنَظَرَ إِلَى أُذُنَيَّ وَرَأَى
الْقُرْطَيْنِ فَجَعَلَ يُعَالِجُهُمَا وَيَبْكِي فَقُلْتُ لَهُ يَا عَدُوَّ اللهِ أَتَسْلُبُنِي وَ
تَبْكِي فَقَالَ أَنَا أَبْكِي لِمَا جَرَى عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ پس اُس بد بین نے
میری چادر اور مقنعہ چھین لیا اور میرے کانوں کیطرف دیکھ کے گوشوارے
اُتارتا تھا اور روتا جاتا تھا پس میں نے اُس لعین سے کہا کہ ای ملعون
تعجب ہی کہ تو زیور اور اسباب میرا لوٹتا ہی اور روتا جاتا ہی اُس
شقی نے جواب دیا کہ میں روتا ہوں تم اہل بیت رسالت کی مصیبت
و بیکسی پر کہ ان اشقیا نے اولاد رسول خدا پر ناحق ظلم و ستم کیا فَقُلْتُ لَهُ
قَطَعَ اللهُ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ وَعَذَّبَكَ اللهُ بِالنَّارِ فِي الدُّنْيَا
قَبْلَ نَارِ الْآخِرَةِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ
مُلْقًى عَلَى نِطْعٍ مِنَ الْأَدِيمِ فَجَذَبَهُ مِنْ تَحْتِهِ وَأَكَبَّهُ عَلَى وَجْهِهِ
فِي التُّرَابِ پس وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ اُس وقت کہا میں نے کہ ای
ستمگار و بیحیا حق سبحانہ تعالیٰ دونوں ہاتھ اور پاؤں تیرے قطع کرے اور
تجھے عذاب کرے باتش دنیا قبل عذاب آتش دوزخ کے باوجود
علم کے تو یہ ظلم کرتا ہی بعد اسکے وہ ملعون بالین سر امام زین العابدین

علیہ السلام کے آیا اور وہ بیمار حالت غش مین فرش ادیم پر پڑے تھے
تو اُس بیرحم نے اُس فرش کو نیچے سے اُس بیمار کے اس زور سے
کھینچا کہ وہ مظلوم مُنھ کے بھل خاک پر گر پڑے چنانچہ مقتل ابو مخنف مین
منقول ہی کہ بعد چند سال کے جب مختار نے خروج کیا تو اُس ملعون کو
پکڑا وَقَالَ لَهُ بَيِّنْ لِي مَا صَنَعْتَ يَوْمَ الطَّفِّ بِالْحُسَيْنِ وَاَهْلِهِ
قَالَ يَا اَمِيرُ مَا فَعَلْتُ شَيْئًا اِلَّا سَلَبْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ عَلِيٍّ
قِنَاعَهَا وَقُرْطَيْهَا مِنْ اُذُنَيْهَا پس مختار علیہ الرحمہ نے اُس ملعون سے
پوچھا کہ ای لعین سچ بیان کر کہ روز عاشورا کربلا مین تونے امام حسین
علیہ السلام اور اُنکے اہل بیت پر کیا کیا ظلم کیے تھے اُسنے کہا کہ ای امیر
مین نے اُس روز کوئی ظلم اُن حضرت پر اور اُنکے اہل بیت پر نہین کیا ہے
لیکن زینب خاتون دختر امیر المؤمنین کی چادر اور مقنعہ سر اقدس سے
اور دو گوشوارے گوش مبارک سے اُتار لیے تھے قَالَ الْمُخْتَارُ يَا عَدُوَّ
اللّٰهِ اَيَّ شَيْءٍ اَرَدْتَ تَعْمَلُ اَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَهَلْ سَمِعْتَ مِنْهَا
شَيْئًا تَقُولُ لَكَ قَالَ يَا اَمِيرُ لَمَّا اَخَذْتُ قُرْطَيْهَا قَالَتْ لِي
يَا عَدُوَّ اللّٰهِ قَطَعَ اللّٰهُ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ وَاَحْرَقَكَ اللّٰهُ بِنَارِ
الدُّنْيَا قَبْلَ نَارِ الْاٰخِرَةِ پس مختار نے کہا کہ ای دشمن خدا اس ظلم سے
زیادہ اور کیا قصد تھا تیرا کہ جو اہل بیت رسول مختار پر کرتا ای ملعون
جب تونے اُس معظمہ سے چادر اور گوشوارے چھینے تھے تو اُن مظلومہ نے
تجھے کچھ کہا تھا اُسنے کہا البتہ جب مین نے گوشوارے لیے تھے اُس

خاتون طاہرہ نے فرمایا تھا کہ ای دشمن خدا حق سبحانہ تعالے دونون ہاتھ
اور پانون تیرے قطع کرے اور تجھے آتش دنیا سے جلائے قبل آتش
دوزخ کے فبکی المختار وقال واللہ لا تجاوز دعوۃ الطاھرۃ
وابنۃ الطاھرۃ فقطع یدیہ ورجلیہ واحرقہ بالنار پس یہ
سنکر مختار رحمہ اللہ بہت روئے اور کہا کہ ای ملعون قسم بخدا کہ مین تجھ سے
اُسیطرح سے پیش آؤنگا کہ جو بددعا تیرے لیے کی ہی اُس طاہرہ بنت
طاہرہ نے اسلیے کہ بے شبہ دعا اُنکی درگاہ خدا مین مقبول ہی پس یہ کہکر
مختار نے دونون ہاتھ اور پانون اُس ملعون کے قطع کیے اور بعد اُسکے
تمام بدن اس ناپاک کا آگ مین جلا دیا قال فدخل القوم فی
خیام الامام علیہ السلام وینزعون الملاحف عن ظھور آل
الرسول ویسلبون المقانع عن رؤس بنات البتول وھن
بلدت بعضھا ببعض الغرض راوی کہتا ہی کہ بعد اس ظلم وستم کے
جو ان اشقیا نے جناب زینبؑ اور بیمار کربلا پر کیا بہت سے ملعون داخل
خیمہ مظلوم کربلا ہوے اور اسباب اہل حرم کا لوٹنے لگے اور چادر
اور مقنعہ ہر ایک مظلومہ کے سر سے اُتارنے لگے اور اُسوقت حال
اُن معظمات کا مارے غیرت کے یہ تھا کہ ہر ایک بکیں پیچھے دوسرے
چھپتی تھی ہر چند اُس حالت اضطرار مین وہ سب مخدرات ہر ایک سے
استغاثہ و فریاد کرتی تھین لیکن کوئی اُن بیکسون کی فریاد کو نہ پہونچتا تھا
قال حمید بن مسلم اذ دخل علیھن عمر بن سعد مع اصحابہ

فَضَجَّتِ النِّسَاءُ ضَجَّةً وَاحِدَةً فِي وَجْهِهٖ چنانچہ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ
جب اشقیائے کوفہ و شام چادریں اور زیور اہل حرم سے چھین چکے
اُسیوقت عمر سعد ملعون مع اپنے اصحاب اور رُفقا کے داخل خیام ہوا
جب اہل حرم نے اُس بے رحم کو دیکھا صدا بفریاد و استغاثہ بلند کی
وَسَئَلْنَ عَنْهُ لِيَسْتَرْجِعَ مَا اُخِذَ مِنْهُنَّ فَاَمَرَهُمْ بِرَدِّهَا لٰكِنْ
وَاللّٰهِ مَا رَدَّ اَحَدٌ مَسْلُوبَهُنَّ اور اُن بیکسوں نے اُس بے دین سے
بزاری کہا کہ اے عمر سعد تو خوب جانتا ہے کہ ہم سب دختران رسول خدا ہیں
اور کوئی وارث ہمارا باقی نہیں ہے ہمیں بیوارث جانکر تیری فوج نے
ہمارے سروں سے چادریں چھین لیں ہیں اور ہمیں سر برہنہ کر دیا ہے
واسطے خدا و رسول کے ان بے رحموں سے کہکر ہمارے مقنعہ و چادریں
دلوا دے کہ مارے شرم و غیرت کے حال ہمارا تباہ ہے پس عمر سعد نے
گریہ و زاری اُن مظلومات کی دیکھکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ چادریں
اہل حرم کی واپس دو حمید کہتا ہے کہ قسم بخدا کہ ہر چند عمر سعد ملعون نے
اُن اشقیائے واسطے واپس کرنے ردا ہائے اہل حرم کے کہا لیکن کسی
ملعون نے کہنا اُس شقی کا نہ سُنا اور ایک چادر بھی کسی مظلومہ کو
واپس نہ دی فَاَقْبَلَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْمَرِيضِ
وَقَالَ هَلْ اَبْقَيْتُمُوهُ فَاقْتُلُوهُ فَبَكَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ
وَاَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ وَقَالَتْ وَيْلَكَ يَابْنَ سَعْدٍ اَمَا كَفَاكَ
قَتْلُ اَخِي الْحُسَيْنِ ؑ پس عمر سعد متوجہ طرف امام زین العابدین

علیہ السلام کے ہمرا دیکھا کہ وہ حضرت اُسوقت شدت مرض سے بیہوش پڑے تھے کہنے لگا کہ واے ہو تمپر ای اہل کوفہ و شام اس بیمار و علیل کو کہ یہ بقیہ ہی امام حسینؑ کا کیون باقی رکھا اب جلد اِس بیمار کو قتل کرو آہ جب جناب زینبؑ نے یہ سنا بیتاب ہو گئین اور اُسوقت اُس بیمار سے لپٹ گئین اور فرمایا کہ ای عمر سعد وائے ہو تجہپر کیا قتل کرنا امام حسین فرزند رسول الثقلین کا تجھے کافی نہین ہوا اور دل تیرا ظلم ساوات سے ابھی سیر نہین ہوا ہی کہ تو اس بیمار ناتوان کو قتل کرتا ہی یابن سعد اِن عزمت قتلہ فاقتلنی قبلہ فرق قلبہ وقال لھم دعوہ فانہ مشغول بنفسہ اور فرمایا کہ ای عمر سعد اگر قصد تیرا اس مریض کے قتل کا ہی تو پہلے اِس سے مجھ بیکس کو قتل کر کہ تا مین قتل ہوتا اس علیل کا نہ دیکھون پس عمر سعد یہ حال زینبؑ خاتون کا دیکھکر کچھ متاثر ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اس بیمار کو کوئی قتل نہ کرے کہ یہ بسبب شدت مرض کے قریب ہی کہ بدون قتل کے انتقال کرے وفی البحار عن فاطمۃ الصغرا بنت الحسین علیہ السلام انہا قالت لما قتل ابی کنت واقفۃ علی باب الخیمۃ اور بحار الانوار مین فاطمہ صغرا دختر جناب سید الشہدا سے منقول ہی کہ فرمایا اُس ستم دیدہ نے جب پدر مظلوم میرے امام حسینؑ شہید ہو چکے اُسوقت مین در خیمہ پر کھڑی تھی وانا انظر الی اجسادھم المقدسۃ فاھم مصرعون مضمخون بالدماء مرملون کالاضاحی علی الرمضاء وانا ابکی وافکر فیما یقع علینا بعد قتلھم من ایدی

الاعداء پس اُسوقت دیکھا مین نے کہ لاش اقدس میرے باپ اور سب
اقربا کی اُس ریگستان گرم پر مثل گوسفندان قربانی کے غلطان بخاک وخون
پڑی ہین پس یہ مصیبت دیکھکر مین رونے لگی اور مجھے اُسوقت یہ خیال آیا
کہ اب دیکھیے یہ اشقیاے بنی امیہ ہم اہل حرم سے کسطرح پیش آتے ہین
اَیَقۡتُلُوۡنَنَا اَوۡ یَاۡسِرُوۡنَنَا لِاَنَّ الدَّھۡرَ لَمۡ یُبۡقِ لَنَا کَھۡفًا وَفِیۡمَا اِذَا رُحِلَ
عَلٰی ظَھۡرِ جَوَادِہٖ یَسُوۡقُ النِّسَآءَ بِکَعۡبِ رُمۡحِہٖ جس صورت مین
کوئی سرپرست ہمارا باقی نہین رہا ہی کہ جو ہماری حمایت کرے پس اب یہ
اشقیا دیکھیے کہ ہم بیوارثون کو آیا قید کرتے ہین یا مثل ہمارے اقربا کے
قتل کرتے ہین اسواسطے کہ انقلاب زمانہ سے کوئی حامی باقی نہ رہا پس مین
اسی فکر مین تھی کہ ناگاہ ایک سوار نیزہ بکف آیا اور آتے ہی اُس نابکار نے
اہل بیت اطہار کو کعب نیزہ سے مارنا شروع کیا وَھُنَّ یَلُذۡنَ بَعۡضُھُنَّ
بِبَعۡضٍ وَیَصِحۡنَ ھَلۡ مِنۡ مُغِیۡثٍ یُغِیۡثُنَا ھَلۡ مِنۡ نَاصِرٍ یَنۡصُرُنَا
وَاغُرۡبَتَاہُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاہُ وَاجَدَّاہُ وَامُحَمَّدَاہُ وَاعَلِیَّاہُ وَاحَسَنَاہُ
وَاحُسَیۡنَاہُ اور دیکھا مین نے کہ وہ سب مظلومہ اُس حالت اضطرار مین
ایک پیچھے دوسرے کے چھپتی ہین اور یہ کہتی ہین کہ آیا ہی کوئی ایسا فریاد رس
جو اسوقت بیکسی مین ہماری فریاد کو پہونچے آیا ہی کوئی رحم دل جو اسوقت
اضطرار مین ہم بیوارثون کی مدد کرے اور ہمین پناہ دے ہائے کیا غربت
و بیکسی ہی کہ کوئی ہماری دادرسی نہین کرتا اور کوئی معظمہ فریاد کرتی ہی
کہ ای نانا محمد مصطفےٰ اور ای بابا علی مرتضیٰ ای بھائی حسن مجتبیٰ اور حسین

شہید راہ خدا افسوس ہی کہ آپ زندہ نہین ہین کہ ہاتھ سے ان ظالمون کے ہمین بچائین اور اس غربت وبیکسی مین حمایت کرین قالت فلما رایت ھٰکذا طارت مشاعری وارتعدت فرائصی فجعلت اجیل بطرفی یمینا وشمالا علی عمتی زینب خشیۃ منہ وہ مظلومہ فرماتی ہین جب مین نے یہ حال اپنی ماں اور پھپیون کا دیکھا ہوش وحواس میرے بجا نرہے اور تمام بدن میرا خوف سے اُس لعین کے کانپنے لگا اور اُسوقت مین گوشۂ چشم سے داہنے اور بائین اپنی پھوپھی زینب خاتون کو دیکھنے لگی کہ وہ معظمہ کہین قریب میرے ہون تو مین اُنکے پاس جا کر رہون اور ظلم سے اس ظالم کے بچ جاؤن فبینا کذلک واذا بہ قد قصدنی ففررت منہ منھزمۃ وانی اظن ان اسلم منہ فھو تبعنی فذھلت خشیۃ منہ پس مین ابھی اسی فکر مین تھی کہ ناگاہ وہ ملعون میری طرف آیا اور مین اُسے اپنی طرف آتا دیکھکر بخیال اسکے کہ شاید مین اُسکے ظلم سے بچ جاؤن طرف صحرا کے چلی گئی اور اُس بیرحم نے میرا تعاقب کیا چونکہ مین بسبب ناتوانی کے چل نہ سکی تو اُس لعین کے خوف سے غافل ہو کر وہان وہان ٹھہر گئی واذا بکعب رمحہ بین کتفی فسقطت علی وجھی فخرم اذنی واخذ قرطی ومقنعی والدماء تسیل علی خدی فولی راجعا الی الخیام وانا مغشیۃ علی الارض پس وہ ملعون میرے پاس آیا اور کعب نیزہ میری پشت پر اس زور سے رکھا کہ مین منہ کے بل زمین پر گر پڑی اور اُس

ملعون نے گوشوارے میرے اس بیرحمی سے کھینچے کہ لوین میرے کانونکی
زخمی ہوگئین اور اُنسے خون جاری ہوا اور تمام مُنھ اور رخسارے میرے
لہو سے تر ہوگئے اور بعد اُسکے اُس بیدین نے چادر اور مقنعہ میرے سر سے
اُتار لیا اور پھر طرف خیمگاہ کے چلا گیا اور مین اُس صدمہ سے غش کھا کر
زمین پر گر پڑی فَلَمَّا حَصَلَتْ لِی الْاِفَاقَةُ اِذَا بِعَمَّتِیْ زَیْنَبُ عِنْدِیْ
تَبْكِیْ وَتَقُوْلُ لِیْ یَا بِنْتِیْ قُوْمِیْ نَمْضِیْ حَتّٰی نَعْلَمَ مَا جَرٰی عَلَی الْبَنَاتِ
وَاَخِیْكِ الْعَلِیْلِ پس جب بعد تھوڑی دیر کے مجھے غش سے افاقہ ہوا
دیکھا مین نے کہ پھوپھی میری زینب خاتون میرے سرھانے بیٹھی رو رہی ہین
اور مجھ سے فرماتی ہین کہ اے بیٹی اُٹھو اور چلو کہ دیکھین تمھاری بہنون
اور بھائی بیمار پر کیا مصیبت گذری فَقُلْتُ لَهَا یَا عَمَّتَاهُ قَدْ سُلِبَتْ
مِعْجَرِیْ وَمِقْنَعَتِیْ فَهَلْ مِنْ خِرْقَةٍ اَسْتُرُ بِهَا رَاْسِیْ عَنْ اَعْیُنِ
النَّاظِرِیْنَ پس اُسوقت مین نے اپنی پھوپھی سے عرض کی کہ اے
پھوپھی جان ہین کیونکر اُنھون کہ ایک ملعون میرے سر سے چادر اور
مقنعہ اُتار لیگیا ہی اور مجھے شرم آتی ہی کہ اس مجمع نامحرمون مین سر برہنہ
ہون اگر آپکے پاس کوئی چادر ہو تو مجھے عنایت کیجیے کہ تا مین سر اور
مُنھ اپنا ان نامحرمون سے چھپاؤن فَلَمَّا سَمِعَتْ مِنِّیْ ذٰلِكَ بَكَتْ
وَقَالَتْ یَا بِنْتَاهُ عَمَّتُكِ مِثْلُكِ فَرَاَیْتُ رَاْسَهَا مَكْشُوْفًا
وَمَتْنَهَا قَدِ اسْوَدَّ مِنَ الضَّرْبِ فَبَكَیْتُ وَسِرْنَا بِهَا
اِلَی الْخِیَامِ پس جب اُن معظمہ نے مجھ سے یہ سنا تو بہت روئین اور

فرمایا کہ ای بیٹی تیری پھوپھی بھی تو مثل تیرے بے مقنعہ و چادر ہی میرے
سر سے بھی ایک ملعون چادر چھین لیگیا ہی پس دیکھا مین نے کہ وہ معظمہ
سر عریان ہین اور بازو او ربدن اطہر نیلے ہوے ہین اور نشان ضرب
تازیانون کے نمایان ہین پس مین اُنکی بیکسی پر بہت روئی اور ہمراہ
اُن مخدومہ کے خیمگاہ کیطرف آئی افسوس ہزار افسوس بعد شہادت
امام حسینؑ کے دختران اور خواہران اُن حضرت پر کیا کیا ظلم و ستم ہوے
آہ یہ ثمرہ اور اثر اُس ظلم و ستم کا ہی کہ جو بعد جناب رسول خداؐ کے اُنکی
پارہ جگر جناب سیدہؑ پر گذرے چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی
کہ اعدا نے دروازہ جلا کے گرا دیا اور نامحرم داخل دولتسرا ہوے
اور ایک بیحیا نے دروازہ کو اس زور سے ڈھکیلا کہ پٹ اُسکا جناب
سیدہؑ پر گرا جسکے صدمہ سے شاہزادہ محسن شکم اطہر مین شہید ہوا علاوہ اسکے
اُس بیحیا نے تلوار ایسی کہ میان مین تھی پہلوے اقدس اُس معصومہ پر
ماری آہ قنفذ لعین نے ایک تازیانہ اس زور سے بازوے اطہر پر مارا کہ
وہ جگہ مثل بازوبند کے ورم کر آئی اور تا وقت رحلت وہ ورم بازوے
مبارک پر باقی رہا فَرَجَعنَا اِلَی الخِیَامِ اِلّا وَھِیَ نُھِبَت وَاَخِی العَلِیلُ
عَلٰی وَجھِہٖ مَکبُوبٌ لَا یُطِیقُ القِیَامَ وَالقُعُودَ فَجَعَلنَا نَبکِی
عَلَیہِ وَھُوَ یَبکِی عَلَینَا غرضکہ دختر مظلوم کربلا فرماتی ہین کہ جب ہم
خیمون مین پہونچے دیکھا ہمنے کہ تمام اسباب ہمارا لٹ گیا ہی اور سب
مخدرات عصمت وطہارت بے مقنعہ و چادر سر برہنہ رو رہی ہین اور

ہر طرف سے آواز واحسیناہ واحسیناہ کی بلند ہی اور بھائی میرے بیمار امام
زین العابدین علیہ السلام بسبب شدت مرض کے منہ کے بل خاک پر حالت
غش میں پڑے ہیں اور اُن حضرت میں طاقت نشست و برخاست کی
باقی نہیں ہی پس ہم سرہانے اُس مظلوم کے بیٹھ گئے اور حال پر ملال پر
اُس بیمار و علیل کے روئے اور وہ بھی ہم اہل بیت کی بیکسی اور غربت پر
رونے لگے اور فرماتے تھے کہ کاش میں بھی قتل ہوجاتا اور تمہیں اس
آفت و بلا میں مبتلا نہ دیکھتا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہفتم

فِی الْبِحَارِ عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ الْقُشَیْرِیِّ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ بَعْضُھُمْ
انْقَطَعْتُ فِی الْبَادِیَۃِ عَنِ الْقَافِلَۃِ فَوَجَدْتُ امْرَأَۃً بحار الانوار
میں ابو القاسم قشیری سے منقول ہی کہ ایک جماعت حجاج میں سے ایک
شخص نے کہا کہ میں صحرا میں قافلہ سے جدا ہوگیا تھا کہ اُسوقت میں نے
ایک عورت کو پایا فَقُلْتُ لَھَا مَنْ اَنْتِ پس میں نے اُس سے کہا
کہ تو کون ہی فَقَالَتْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ اُسنے جواب
میں اس آیہ شریفہ کی تلاوت کی کہ جسکا ترجمہ یہ ہی کہ اول سلام کر
پس قریب ہی کہ وہ جانینگے اس سے اشارہ کیا کہ پہلے سلام کر کہ سنت
اسلام ہی فَسَلَّمْتُ عَلَیْھَا فَقُلْتُ مَا تَصْنَعِیْنَ ھٰھُنَا یہ سنکر
میں نے اُسپر سلام کیا پس میں نے کہا کہ تو اس جگہ کیا کرتی ہی قَالَتْ
مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ اُسنے جواب دیا کہ جسکو حق سبحانہ تعالی

ہدایت کرے اُسکا کوئی گمراہ کرنیوالا نہین ہے اِس سے اشارہ کیا کہ مین
قافلہ سے جدا ہوئی ہون فَقُلْتُ اَمِنَ الْجِنِّ اَنْتِ اَوِ الْاِنْسِ
مین نے کہا کہ آیا تو قوم جن سے ہے یا انسان ہے قَالَتْ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا
زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ اُسنے جواب دیا کہ اے بنی آدم زینت اپنی
اکرو لباس یا شانہ سے نزدیک ہر مسجد کے عید اور جمعہ مین اس سے اشارہ
کیا کہ مین بنی آدم سے ہون فَقُلْتُ مِنْ اَیْنَ اَقْبَلْتِ قَالَتْ
یُنَادَوْنَ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ یہ سُنکر مین نے کہا کہ تمھارا کہان سے
آنا ہوا اُسنے جواب مین کہا کہ ندا دیئے جاتے ہین جاے دُور سے اس سے
اشارہ کیا کہ مین دُور سے آتی ہون فَقُلْتُ اَیْنَ تَقْصُدِیْنَ قَالَتْ
وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا پس مین نے
کہا کہ کہان کا ارادہ ہے اُسنے اِس آیت کو پڑھا کہ حاصل معنے اُسکے
یہ ہین کہ اللہ کا حق ہے ہر مکلف ذی مقدور پر حج کرنا خانۂ کعبہ کا اس سے
ایما کیا کہ مین حج کو جاتی ہون فَقُلْتُ مَتٰی انْقَطَعْتِ قَالَتْ اللّٰہُ
الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ
پس مین نے کہا کہ تم کب سے قافلہ سے جدا ہوئی ہو اُسنے جواب مین
کہا کہ جس خدا نے آسمانون اور زمینون کو اور جو درمیان اُنکے ہے
چھ دن مین پیدا کیا اِس سے یہ آگاہی دی کہ چھ دن سے اہل قافلہ سے
جدا ہوئی ہون قَالَ فَقُلْتُ اَتَشْتَهِیْنَ طَعَامًا فَقَالَتْ وَمَا
جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْکُلُوْنَ الطَّعَامَ فَاَطْعَمْتُهَا راوی کہتا ہے

یہ سنکر مین نے پوچھا کہ کچھ اشتہا غذا کی ہی اُسنے اس آیہ کی تلاوت کی جسکا
ترجمہ یہ ہی کہ ہمنے اُنکے لیے جسم قرار دیا اور اُنکو کھانے سے مستغنی اور لاپروا
نہین کیا اس سے معلوم ہوا کہ اشتہا غذا کی ہی پس مین نے کھانا کھلا دیا
تو قلت ھرولی وتعجلی قالت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا
بعد اُسکے مین نے کہا کہ سرعت سے چلو اور جلدی کرو اُسنے جواب مین
کہا کہ حق سبحانہ تعالی کسیکو تکلیف نہین دیتا ہی مگر بقدر اُسکی وسعت اور
طاقت کے فقلت اردفک قالت لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ
لفسدتا پس مین نے کہا کہ اپنے ساتھ تمکو سوار کر لون اُسنے یہ سنکر کہا
کہ اگر درمیان آسمان و زمین کے کئی خدا ہوتے سوائے معبود بحق کے
تو ہر آئینہ وہ دونون فاسد ہو جاتے اس سے اشارہ کیا کہ نامحرم کے
ساتھ سوار ہونا باعث فساد ہی فنزلت فارکبتھا فقالت سبحان
الذی سخر لنا ھذا پس یہ سنکر مین اپنے مرکب سے اُترا اور
اُسکو سوار کیا اُسوقت اُسنے کہا پاک و منزہ ہی وہ خداوند عالم کہ جسنے
حیوانات کو بنی آدم کے واسطے مسخر کیا فلما ادرکنا القافلۃ قلت
لک احد فیھا راوی کہتا ہی جب ہمنے قافلہ کو پایا تو مین نے اُس سے
کہا کہ اے ضعیفہ آیا تیرا کوئی اس قافلہ مین ہی قالت یا داؤد انا
جعلناک خلیفۃ فی الارض وما محمد الا رسول یا یحیی خذ
الکتاب یا موسی انی انا اللہ اُسنے میرے جواب مین ان فقرات
آیات کی تلاوت کی جن سے اشارہ کیا کہ ان اسمار کے اقربا میرے

اس قافلہ میں ہیں قَالَ فَصِحْتُ بِھٰذِہِ الْاَسْمَآءِ فَاِذَا بِاَرْبَعَۃِ شَبَابٍ مُتَوَجِّھِیْنَ نَحْوَھَا راوی کہتا ہے کہ میں نے ان اسماے مذکورہ سے پکارا پس یکایک چار جوان قافلہ سے نکلے اور متوجہ طرف اُس ضعیفہ کے ہوے فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَآءِ مِنْکِ قَالَتْ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا پس میں نے اُس سے کہا کہ یہ سب تمسے کیا قرابت رکھتے ہیں اُس ضعیفہ نے جواب میں کہا کہ مال اور اولاد زینت حیات دنیا کے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب جوان فرزند اُسکے ہیں فَلَمَّا اَتَوْھَا قَالَتْ اِحْدٰھُمَا یٰاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ پس جب وہ چاروں جوان آئے تو اُسنے اس آیت کو پڑھا کہ ایک دختر حضرت شعیبؑ نے اپنے باپ سے کہا تھا ای بابا اجر وعوض دو حضرت موسیٰؑ کو بتحقیق کہ بہترین اجر دہندگان باری تعالیٰ ہے اور اس ضعیفہ کو یہ مقصود ہوا کہ فرزند اُسکے اس شخص کے ساتھ حسن سلوک کریں فَکَافُوْنِیْ بِاَشْیَآءَ فَقَالَتْ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ پس اُنھوں نے کئی چیزیں مجھے دیں بعوض حسن خدمت کے پس اُس ضعیفہ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ جسکا ترجمہ یہ ہے خداوند عالم دوچند ثواب عطا کرتا ہے جسکے لیے چاہتا ہے اس سے اشارہ کیا کہ اس شخص سے زیادہ حسن سلوک کیا جاوے فَزَادُوْا عَلَیَّ فَسَاَلْتُھُمْ عَنْھَا فَقَالُوْا ھٰذِہٖ اُمُّنَا فِضَّۃُ جَارِیَۃُ الزَّھْرَآءِ مَا تَکَلَّمَتْ مُنْذُ عِشْرِیْنَ سَنَۃً اِلَّا بِالْقُرْاٰنِ پس اُنھوں نے مجھے اور زیادہ دیا میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ ضعیفہ

کون ہین اُنھون نے کہا یہ ماں ہماری فضہ کنیز جناب فاطمہ زہرا علیہا
السلام ہین کہ انھون نے بیس برس سے سوائے قرآن کے کلام نہین کیا
وَفِی رِوَایَةٍ اُخْرٰی اَنَّھَا لَمَّا اَرَادَتْ اَنْ تَرْکَبَ النَّاقَةَ لَمْ تَقْدِرْ
لِضَعْفِھَا وَنَقَاھَتِھَا فَظَھَرَ رَاکِبٌ وَحَمَلَھَا عَلَیْھَا وَغَابَ فَمَا دَرَا
اور بنا بر دوسری روایت کے جب اُس ضعیفہ نے راہ مین ارادہ ناقہ پر
سوار ہونے کا کیا تو بسبب اپنے ضعف ونقاہت کے سوار نہو سکین پس
یکایک ایک سوار ظاہر ہوا اور اُسکو سوار کر کے فوراً غائب ہو گیا پس جب
لَمَّا اَرَدْتُ الْمُفَارَقَةَ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ فَقُلْتُ لَھَا اَسْئَلُکِ بِحَقِّ
سَیِّدَتِکِ الزَّھْرَاءِ ع قُوْلِیْ صَرِیْحًا مَنِ الَّذِیْ حَمَلَکِ عَلَیْھَا راوی
کہتا ہے جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ فضہ کنیز جناب سیدہ ہین اور مین اُنسے رخصت
ہونے لگا تو اُسوقت مین نے کہا کہ آپکو قسم ہے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام
حق کی مجھ سے صاف بیان کرو کہ وہ کون شخص تھا جسنے آپکو صحرا مین آکر سوار
کیا تھا فَبَکَتْ وَقَالَتْ وَاِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ پس
رو کر اس آیت کی تلاوت کی جس سے اشارہ کیا کہ وہ مظہر العجائب علی بن
ابیطالب علیہ السلام تھے پس حضرات سنا آپنے مرتبہ کنیزان جناب
سیدہ کا کہ جناب امیر علیہ السلام نے اُس صحرا مین تشریف لا کر سوار کیا
اور نامحرم کا سوار کرنا ناگوار ہوا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر جناب
زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام کے کہ روز عاشورا بعد شہادت
جناب سید الشہداء ع کے صحرائے کربلا مین کوئی اُنکا سوار کرنے والا نتھا

خرکار فضہ نے اُس ستم رسیدہ کو سوار کیا آہ مومنین جناب امیر نے اُس صحرا میں
اگر فضہ کو ناقہ پر سوار کیا تھا گویا عوض اس خدمت گذاری کا پیشتر سے تھا
فِي الْكِبْرِ الْعِبَادَاتِ اَنَّهُ لَمَّا فَرَغَ الْاَعْدَآءُ مِنَ الْقَتْلِ وَالنَّهْبِ
وَالسَّبْيِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَمَرَ ابْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ بِاَنْ تُحْمَلَ النِّسَآءُ
عَلَى الْاَقْتَابِ بِلَا وِطَاءٍ وَحِجَابٍ چنانچہ الکبیر العبادات میں ملا
آقا دربندی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب اعدائے دین قتل اولاد
رسول خدا اور غارت خیام اور اسیری اہل بیت اطہار سے فارغ ہوئے
تو اسوقت عمر سعد لعین نے حکم دیا کہ اب اہل حرم کو شتران بیکجاوہ و عماری
سوار کرو کہ جنپر بجز پالان کے کچھ فرش و پردہ نہو فَقُدِّمَتِ النِّيَاقُ اِلٰى
حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اَحَاطَ الْقَوْمُ بِهِنَّ وَقِيْلَ لَهُنَّ تَعَالَيْنَ
وَارْكَبْنَ فَقَدْ اَمَرَ ابْنُ سَعْدٍ بِالرَّحِيْلِ پس حرم رسول خدا کی
سواری کے لیے اونٹ بڑھائے گئے اور وہ اشقیا بھی گرد جمع ہوئے
اور اُن ستم رسیدوں سے کہا کہ ای اہل بیت امام حسین آؤ سوار ہو کیونکہ
ابن سعد نے یہاں سے کوچ کا حکم دیا ہے فَلَمَّا نَظَرَتْ زَيْنَبُ اِلٰى ذٰلِكَ
نَادَتْ وَقَالَتْ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ يَا ابْنَ سَعْدٍ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ تَاْمُرُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ بِاَنْ يُرْكِبُوْنَا وَنَحْنُ وَدَائِعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
فَقُلْ لَهُمْ يَتَبَاعَدُوْنَ عَنَّا حَتّٰى يُرْكِبَ بَعْضُنَا بَعْضًا پس جب
جناب زینب نے یہ بے سامانی سواری کی دیکھی بآواز بلند فرمایا کہ اے
ابن سعد خدا تیرا منہ دنیا و آخرت میں سیاہ کرے تو اس قوم اشقیا

نامحرمون کو حکم دیتا ہی کہ ہمکو سوار کرین اور ہم اہل بیت امانت رسول خدا ہین
ہین پس انسے کہدے کہ ہمارے پاس سے ہٹ جائین اور دور جاکر کھڑے
ہون کہ تاہم باہم ایک دوسرے کو سوار کرین قَالَ فَتَنَحَّوْا عَنْهُنَّ فَتَقَدَّمَتْ
زَيْنَبُ وَمَعَهَا أُمُّ كُلْثُومٍ وَجَعَلَتْ تُنَادِي كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنَ النِّسَاءِ
بِاسْمِهَا وَتُرْكِبُهَا عَلَى الْمَحْمِلِ حَتَّى لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سِوَى زَيْنَبَ بِنْتِ أَمِيرِ
الْمُؤْمِنِينَ راوی کہتا ہی یہ سنکر وہ اشقیا ہٹ گئے پس زینب خاتون
آگے بڑھین اور ہمراہ انکے جناب ام کلثوم بھی تھین اور جناب زینب
ہر ایک ستم رسیدہ کا نام لیکر پکارتی تھین اور سوار کرتی تھین یہانتک کہ
سوائے جناب زینب کے اہل حرم سے کوئی باقی نرہا فَنَظَرَتْ يَمِينًا
وَشِمَالًا فَلَمْ تَرَ أَحَدًا سِوَى زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ
مَرِيضٌ فَأَتَتْ إِلَيْهِ وَقَالَتْ قُمْ يَا ابْنَ أَخِي وَارْكَبِ النَّاقَةَ
فَقَالَ يَا عَمَّتَاهُ ارْكَبِي وَدَعِينِي أَنَا وَهَؤُلَاءِ الْقَوْمَ پس اسوقت
اُس مظلومہ نے اپنے یمین و یسار بحسرت نگاہ کی اور کسیکو نہ دیکھا سوائے
امام زین العابدین علیہ السلام کے اور وہ جناب نہایت بیمار تھے پس
وہ معظمہ اُن حضرت کے پاس آئین اور فرمایا کہ ای فرزند برادر اٹھو
تم بھی سوار ہو یہ سنکر بیمار کربلا نے فرمایا کہ ای پھوپھی جان آپ سوار
ہوجیے اور مجھے اس قوم اعدا مین چھوڑ دیجیے جو یہ اشقیا چاہین مجھپر ظلم
کرین فَرَجَعَتْ إِلَى نَاقَتِهَا لِأَنَّهَا لَمْ تَقْدِرْ عَلَى مُخَالَفَةِ الْإِمَامِ فَالْتَفَتَتْ
يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَمْ تَرَ إِلَّا أَجْسَادًا عَلَى الرِّمَالِ وَرُؤُوسًا عَلَى الْأَسِنَّةِ

بایدی الرجال ہیں وہ معظمہ اندوہناک اپنے ناقہ کیطرف آئین اسلیے
کہ خلاف حکم امام کے نہ کرسکتی تھین پس اُس بیکسی و تنہائی مین بنگاہ
حسرت و یاس اپنے داہنے اور بائین دیکھنے لگین تو سواے لاشہاے
شہدا کے کہ بدن اطہر اُنکے ریگ گرم پر پڑے ہوے خاک و خون مین
غلطان تھے اور سرہاے مقدسہ اُنکے نوک نیزہ پر تھے اور کچھ نہ دیکھا
آہ اُسوقت اُس ستم رسیدہ کو اہتمام سوار کرنے جناب امام حسین علیہ
السلام اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور ماہ بنی ہاشم حضرت عباس اور شاہزادہ
قاسم کا یاد آگیا ہوگا کہ کس حرمت و عزت سے از مدینہ تا کربلا لائے
تھے فصرخت و قالت واغربتاہ و اخاہ و احسیناہ و ا
عباساہ و ارجالاہ و اضیعتاہ بعدک یا اباعبداللہ پس
وہ مظلومہ اپنی بیکسی اور غربت پر فریاد کرنے لگین کہ ہاے ای بیائی
میرے ای حسینؑ اور ای عباسؑ اور ای علی اکبر ای قاسم ای عون و جعفر
اور ای جوانان بنی ہاشم کیا ضائع و برباد ہو گئے ہم بعد آپکے یا اباعبداللہ
ثم قال فلما نظر زین العابدین علیہ السلام الی ذلک
لو یتمالک علی نفسہ دون ان قام و ھو یرتعش من الضعف
راوی کہتا ہی پس جب یہ حال امام زین العابدین علیہ السلام نے
مشاہدہ کیا سراسیمہ اور بے اختیار ہو کر کھڑے ہوے اور وہ جناب
بسبب ضعف و ناتوانی کے کانپتے تھے فاخذ عصاہ یتوکأ علیہا
واتی الی عمتہ و ثنی رکبتیہ و قال ارکبی فلقد کسرت قلبی

وَزِدتَ كَرْبِي فَاَخَذَ لِيَرْكَبَهَا فَارْتَعَشَ مِنَ الضَّعْفِ وَسَقَطَ عَلَى
الْاَرْضِ پس بیمار کربلا عصا پر تکیہ کرکے اپنی پھوپھی کے قریب تشریف
لائے اور زانوے اقدس تہ کرکے فرمایا کہ اے پھوپھی جان ناقہ پر سوار
ہوجیے کہ آپکی فریاد نے میرا دل توڑ ڈالا اور قلق وکرب میرا زیادہ ہوا
پس اُس بیمار نے چاہا کہ سوار کریں آہ اُسوقت وہ جناب بسبب ضعف
وناتوانی کے کانپے اور زمین پر گر پڑے فَلَمَّا رَاٰهُ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ اَتٰى
اِلَيْهِ وَبِيَدِهٖ سَوْطٌ فَضَرَبَهٗ بِهٖ وَهُوَ يُنَادِي وَاجَدَّاهُ يَا مُحَمَّدَاهُ
وَاعَلِيَّاهُ وَاحَسَنَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ پس جب یہ حال شمر لعین نے دیکھا
تو اُس بیمار کے قریب آیا آہ آہ اُس ظالم کے ہاتھ میں تازیانہ تھا اب
کس زبان سے بیان کروں کہ اُس شقی نے کیا ظلم کیا ہاے افسوس
صدمہ سے اُسکے وہ مظلوم فریاد کرنے لگے واجداہ واحمداہ واعلیاہ
واحسناہ واحسیناہ یہ ظالم مجھپر ظلم وستم کرتا ہی فَبَكَتْ زَيْنَبُ وَقَالَتْ
وَيْلَكَ يَا شِمْرُ رِفْقًا بِيَتِيمِ النُّبُوَّةِ وَسَلِيلِ الرِّسَالَةِ وَحَلِيفِ
التُّقٰى وَتَاجِ الْخِلَافَةِ فَلَمْ تَزَلْ تَقُولُ كَذَا حَتّٰى نَحَّتْهُ عَنْهُ پس جناب
زینبؑ یہ ظلم وستم دیکھکر بیمار کربلا کے حال پر زار زار روئیں اور فرمایا کہ
واے ہو تجھپر اے شمر ترحم کر اور رحم کر یتیم خاندان نبوت اور خلاصۂ دودمان
رسالت پر کہ یہ بیگناہ اور متقی و پرہیزگار اور سزاوار تاج خلافت رسولخدا ہی
بعد اپنے پدر بزرگوار کے یعنے اے شمر اس سر اقدس پر تاج خلافت زیبا
نہ تازیانہ تیرا اے ظالم ذرا خوف خدا کر پس وہ ستم دیدہ ایسے کلمات

فرماتی تھیں یا شمکت کہ اس ظالم اظلم کو اس ظلم و ستم سے باز رکھا قال واذا
بجاریۃ مسنۃ سوداء قد اقبلت الی زینب فارکبتھا فسئلت
عنھا فقالوا ھذہ فضۃ جاریۃ فاطمۃ الزھراء علیھا السلام راوی
کہتا ہے پس ایک کنیز سن رسیدہ سیاہ رنگ نے آکر جناب زینب کو ناقہ پر
سوار کیا پس مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ ضعیفہ کون ہے انھون نے کہا
فضہ کنیز جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام ہے قال ثم ارکبوا الامام علی
بعیر اعجف فلم یتمالک الرکوب من شدۃ الضعف فاخبروا
بذالک عمر بن سعد فقال شدّوا رجلیہ من تحت الناقۃ
ففعلوا ذالک وساروا بھم علی تلک الحالۃ الی الکوفۃ راوی
کہتا ہے کہ جب سب بیبیان سوار ہو چکین تو بعد اسکے ان اشقیا نے امام
زین العابدین علیہ السلام کو ایک شتر لاغر پر سوار کیا اور وہ جناب
بسبب ضعف و ناتوانی کے ناقہ پر سنبھل نہ سکتے تھے پس اعدا نے عمر سعد کو
اس امر کی اطلاع کی افسوس ہزار افسوس اس شقی نے حکم دیا کہ دونون
پاہاے اقدس بیمار کربلا کے زیر شکم ناقہ کے مستحکم باندھ دو پس اسیطرح انکو
اشقیا نے باندھا اور اسی حال سے طرف کوفہ کے لیچلے آہ جب گذر انکا
مقتل شہدا پر ہوا تو دیکھا کہ کیسے کیسے جوانان بنی ہاشم خاک و خون مین
غلطان ریگ گرم پر پڑے ہین یہ دیکھکر ان بیکسون کا عجب حال ہوا
اور ہر ایک ستم رسیدہ زار زار روتی تھی مگر جناب زینب کے حال مین
یون منقول ہے فلطمت وجھھا وجعلت تبکی وتقول و لعلہ

مقولٌ مِن لسانِ حالِہا پس یہ حال دیکھکر اُس مظلومہ نے اپنا منہ پیٹ لیا اور رو کر یہ نوحہ جگر خراش کرتی تھین چنانچہ شاعر بزبانِ حالِ اُن ستم رسیدہ کے کہتا ہی ؎

یا اَخِی ھٰذِہٖ سُکَینَۃُ تَبکِی	قَد اَھمَلَت دُمُوعُھَا بِانسِجَامٖ

ای برادر مظلوم ای حسینؑ یہ بیٹی آپکی سکینہ روتی ہی اور آنسو اسکے جاری ہین پس اسکو اپنے سینہ سے لگا کر دلاسا دیجیے ؎

یا اَخِی فَاطِمَۃُ نُزُودُ وَ تَرتَاعُ	لِمَا نَالَھَا مِنَ الْاٰلَامٖ

ای اخی حسینؑ یہ فاطمہ بیٹی آپکی خائف و ترسان ہی بسبب اُن مصیبتون اور المون کے جو اسکو اعدا سے پہونچے ہین پس آپ اِسکی دلجوئی کیجیے

یا اَخِی ھٰذِہٖ بَنَاتُکَ بِالذُّلِّ	اُسَارٰی وَمَا لَھُنَّ مُحَامِی

ای بھائی میرے یہ بیٹیان آپکی کس مذلت سے اسیر و مقید کی گئی ہین اور کوئی اُنکا حامی و مددگار نہین ہی کہ اسوقت بیکسی مین اُنکی حمایت کرے

یا اَخِی زَادَ حُزنُ قَلبِیَ حُزنًا	بِعَوِیلِ النِّسَاءِ وَالْاَیتَامٖ

ای بھائی میرے یا حسینؑ حزن و ملال میرا ان یتیمون اور اہل حرم کی گریہ و زاری اور آہ و بیقراری کے سبب سے زیادہ ہو گیا اب مین اس بیکسی اور مسافرت مین کیا کرونگی ؎

یا اَخِی ھٰذِہِ الْاُسَارٰی حَیَارٰی	سَاتِرَاتُ الوُجُوہِ بِالْاَکمَامٖ

ای ماںجائے میرے اہل بیت آپکے اسیر ظلم و ستم حیران ہین اور اہل حرم آپکے اپنے چہرون کو آستین سے چھپاتے ہین افسوس اعدا نے مقنعہ و

چادرین چھین لین سے

يَا اَخِي خَانَنِي الزَّمَانُ بِصَبْرِي		وَجَفَا عَنْ جُفُوْنِ عَيْنِي مَنَامِي

ای بھائی میرے مین گردش زمانہ سے ایسی عاجز ہون کہ اب مجھ سے تحمل وصبر نہین ہو سکتا اور نیند میری آنکھون سے جاتی رہی کاش مجھے موت آتی کہ یہ ظلم و ستم نہ دیکھتی الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست ونہم

قَالَ اللهُ تَعَالىٰ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ جسوقت جانوران وحشی محشور ہون اور صاحب مجمع البیان اس آیہ وافی ہدایہ کی تفسیر مین یون لکھتے ہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ حشر کریگا وحوش کا تاکہ پہونچاسے حیوانات کو وہ چیزین کہ جسکے وہ مستحق ہین یعنے جو رنج والم اُنھین دنیا مین پہونچے ہین اُنکا عوض دے اور انتقام لے وحوش کا بعضے وحوش سے پس جب اُنکو عوض اُس چیز کا ملجائیگا کہ جسکے وہ مستحق تھے تو بعد اسکے اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ جنکو عوض ملیگا وہ ہمیشہ صاحب نعمت رہینگے اور مجالس المتقین مین لکھا ہی کہ مفاد بعض روایات واخبار کا یہ ہی کہ جب خلائق اوّلین وآخرین عرصۂ محشر مین جمع ہونگے تو تمام پیغمبر منبرہاے نور پر جلوہ افروز ہونگے اور گرد اُنکے امت اُنکی جمع ہوگی اور اقسام حیوانات اور وحوش محشور ہونگے اور حکم عدل الٰہی واسطے داد رسی مظلومون کے قائم ہوگا یعنے تاکہ حیوانات بے شاخ نے جو اذیت حیوانات شاخدار سے

پائی ہے بحکم خدا بدلہ لینگے ایک جانب سے صفین عصا فیر کی جمع ہونگی جو
بیگناہ اور بے سبب عصا یا تفنگ سے مقتول یا پر و بال شکستہ ہوئے
ہین اور دوسری جانب صفوف اسپان ہونگے کہ جنپر ظلم و ستم ہوا ہے
اور سرخیل اُنکا ذوالجناح ہوگا پس جب روز قیامت ہوگا تو ذوالجناح
اسپ باوفا جناب سید الشہدا کا عرصۂ محشر مین آویگا اسطرح سے کہ خون
آلودہ زخم نیزہ و تیر سے فگار زین جھکا ہوا درگاہ پروردگار مین فریاد
کریگا کہ بارالہا میرے ظالمون سے میرا عوض لے آہ کسطرح فریاد کریگا جیسے
فریاد کرتا ہوا روز عاشورا در خیمہ پر آیا تھا کہ تا اہل بیت رسالت کو شہادت
راکب دوش رسول خدا اور گوشوارۂ عرش معلے سے مطلع کرے مومنو
اب تصور کیجیے کہ روز عاشورا اُس اسپ وفادار کا کیا حال تھا گویا نمونہ
محشر اہل حرم کے لیے تھا چنانچہ معصوم فرماتے ہین وَاَسرَعَ فَرَسُکَ شارِداً
اِلیٰ خِیامِکَ قاصِداً مُحَمحِماً باکِیاً ای جد مظلوم آپکے اسپ وفادار نے
جلدی کی کہ آپکے خیمگاہ کیطرف باواز بلند روتا ہوا جاتا تھا کہ مقصود
اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع کرنا تھا فَلَمّا رَاَینَ النِّساءُ جَوادَکَ
مَخزِیّاً وَنَظَرنَ سَرجَکَ عَلَیهِ مَلوِیّاً پس جب اُن مخدرات عصمت
وطہارت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہے سوار سے اور ایک
طرف کو جھکا ہوا ہے بَرَزنَ مِنَ الخُدُورِ ناشِراتِ الشُّعُورِ تو یہ حال
دیکھکر موپریشان با سر عریان خیمگاہ سے گریان و نالان واحسینا گویان
نکل آئین عَلَی الخُدُودِ لاطِماتٍ بِالوُجُوهِ سافِراتٍ وَبِالعَوِیلِ

داعیاتٍ وبعد العزّ مذ للاتٍ والی مصرعک مبادراتٍ
آہ اُسوقت اُن بیکسون کا یہ حال تھا کہ اپنے رخسارون پر طمانچے مارتی
ہوئین بے مقنع وچادر واویلاہ واثبوراہ کہتی ہوئین بعد عزت کے
ذلیل بیتابانہ آپکے مقتل مین پہونچین وفی المجالس المفجعۃ وغیرہ انّہ لمّا
قُتل الحسین علیہ السّلام جاءت جاریۃ من ناحیۃ خیمہ فقال
لہا رجلٌ یا امۃ اللہ انّ سیّدکِ قد قُتل اور مجالس مفجعہ وغیرہ
مین یون منقول ہی کہ جب روز عاشورا فرزند رسول الثقلین امام حسین
علیہ السلام درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اُسوقت ایک عورت خیمہ سے
اُن حضرت کے باہر نکل آئی ناگاہ کسی شخص نے خبر دی کہ اے کنیز خدا
سید و مولا تیرے شہید ہو گئے قالت الجاریۃ فاسرعت الی سیّدتی
وانا اصیح فقمن فی وجہی وصحن وہ کنیز کہتی ہی کہ یہ خبر وحشت اثر سنکر
مین نے بہت جلد جا کر خبر دی اس مصیبت سے اپنی سیدہ ستم رسیدہ کو
اور مین روتی بھی اور فریاد کرتی تھی پس یہ سنکر وہ سب بیبیان کھڑی
ہو گئین اور فریاد کرنے لگین یہانتک کہ شور ماتم بلند ہوا وربما یظہر من
بعض الکتب انّ جوادہ کان ہو النّاعی لہ الی حرمہ الشریف
اور بعض کتب مقتل سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعد شہادت مظلوم کربلا کے
اسپ باوفا اُن حضرت کا فریاد کرتا ہوا خیمہاے اہل بیت کیطرف
آیا اور شہادت امام حسین علیہ السلام سے اہل حرم کو خبر دی وروی
صاحب المناقب محمد بن ابیطالب واقبل فرس الحسین

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ عَدَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ اِلَّا يُوْخَذُ فَوَضَعَ نَاصِيَتَهُ فِيْ دَمِ الْحُسَيْنِ ؑ ثُمَّ اَقْبَلَ يَرْكُضُ نَحْوَ خَيْمَةِ النِّسَاءِ اور صاحب مناقب محمد بن ابی طالب نے یوں روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے گھوڑا اُن حضرت کا اُن اشقیا کے سامنے دوڑتا رہا اس خوف کہ مجھے کوئی گرفتار نہ کر لے اور اُسی حال میں متوجہ ہوا طرف لاش مظلوم کربلا کے اور پیشانی اپنی خون میں امام حسین علیہ السلام کے تر کر کے دوڑتا ہوا خیمۂ اہل بیت رسالت کی طرف آیا وَهُوَ يَصْهَلُ وَيَضْرِبُ بِرَاْسِهِ الْاَرْضَ عِنْدَ الْخَيْمَةِ حَتّٰى مَاتَ اور حال اُس راہوار کا یہ تھا کہ سر اپنا زمین پر قریب خیمہ کے پٹکتا تھا یہاں تک کہ اُسی حال میں مر گیا فَلَمَّا نَظَرَ اَخَوَاتُ الْحُسَيْنِ ؑ وَبَنَاتُهُ وَاَهْلُهُ اِلَى الْفَرَسِ لَيْسَ عَلَيْهِ اَحَدٌ رَفَعْنَ اَصْوَاتَهُنَّ بِالْبُكَاءِ وَالْعَوِيْلِ غرضکہ جب خواہران امام حسین علیہ السلام اور دختران اور اہل حرم نے اُن حضرت کے راہوار کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ گھوڑا حضرت کا بے سوار کے آیا ہے اُسوقت اہل بیت رسالت نے آواز اپنی بگریہ و بکا بلند کی اور وا ویلا رونا شروع کیا وَوَضَعَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ يَدَهَا عَلٰى اُمِّ رَاْسِهَا وَنَادَتْ وَا مُحَمَّدَاهُ وَا جَدَّاهُ وَا نَبِيَّاهُ وَا اَبَا الْقَاسِمَاهُ وَا عَلِيَّاهُ وَا حَسَنَاهُ وَا جَعْفَرَاهُ وَا حَمْزَتَاهُ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاءِ بِكَرْبَلَا مَجْذُوْذُ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوْبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهَا اور جناب ام کلثوم نے اُسوقت دونوں ہاتھ سے سر اقدس اپنا پکڑ لیا

اور طرف مدینہ اور نجف کے کہ کربلا سے بجانب قبلہ واقع ہین متوجہ ہوکر فریاد کرنے لگین کہ اے جدّ بزرگوار یا رسول اللہ اور اے پدر نامدار علی مرتضیٰ اور اے بھائی حسن مجتبیٰ اور اے چچا جعفر و حمزہ سیّد الشہدا یہ فرزند آپکا امام حسین ریگ گرم صحراے کربلا پر پڑا ہے اسطرح سے کہ سر اقدس بدن اطہر سے جدا کیا گیا اور ردا اور عمامہ تک اعدا لیگئے ہین آہ پس یہ بین جگر خراش کرتے کرتے اُس مظلومہ پر غشی طاری ہوئی قَالَ وَتَسَابَقَ الْقَوْمُ عَلٰی نَهْبِ اٰلِ الرَّسُوْلِ وَقُرَّةِ عَیْنِ الزَّهْرَآءِ الْبَتُوْلِ حَتّٰی جَعَلُوْا یَنْزِعُوْنَ مِلْحَفَةَ الْمَرْءِ عَنْ ظَهْرِهَا وَخَرَجْنَ بَنَاتُ الرَّسُوْلِ وَحَرَمُهٗ مُتَسَاعِدَاتٍ عَلَی الْبُكَآءِ وَیَنْدُبْنَ لِفَقْدِ الْحُمَاةِ وَالْاَحِبَّآءِ راوی کہتا ہے کہ بعد اُسکے اعداے دین اولاد و عترت جناب رسول خدا و فاطمہ زہرا علیہا السلام کے خیمون کے لوٹنے پر ٹوٹ پڑے یہانتک کہ پشت سر سے اُنکے چادرین کھینچے لیتے تھے آہ آہ اُس تلاطم مین دختران رسول خدا بظلم اعدا خیمون سے باہر نکل آئین اُسوقت وہ سب بیبیان باہم زار زار روتی تھین اور اپنی بیکسی اور اپنے عزیزونکے غم والم مین نوحہ و بیقراری کرتی تھین آہ اُسوقت یہ خیال گذرتا ہوگا کہ اگر مردان اہل بیت اور جوانان بنی ہاشم زندہ ہوتے تو ہم اِس آفت و بلا مین کیون مبتلا ہوتے وَرَوٰی حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ رَاَیْتُ اِمْرَاَةً مِّنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ كَانَتْ مَعَ زَوْجِهَا فِیْ اَصْحَابِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اور حمید بن مسلم نے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ اسی اثنا مین مین نے ایک عورت کو

کہ قبیلہ بکر بن وائل سے تھی دیکھا اور وہ ہمراہ اپنے شوہر کے لشکر ابن سعد میں
تھی فَلَمَّا رَاَتِ الْقَوْمَ قَدِ اقْتَحَمُوْا عَلٰی نِسَاءِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ
فُسْطَاطِهِنَّ وَهُمْ يَسْلُبُوْنَهُنَّ اَخَذَتْ سَيْفًا وَاَقْبَلَتْ نَحْوَ الْفُسْطَاطِ
پس جب اُس ضعیفہ نے اُن اشقیا کو دیکھا کہ خیموں میں اہل بیت امام
حسین علیہ السلام کے بے تحاشا در آئے اور اسباب اُن مخدرات عصمت کا
لوٹ رہے ہیں تو اسکو تاب ضبط باقی نہ رہی تلوار ہاتھ میں لیکر متوجہ طرف
خیمہ گاہ اہل بیت کے ہوئی وَقَالَتْ يَا اٰلَ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ اَتُسْلَبُ
بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ يَا لَثَارَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاَخَذَهَا
زَوْجُهَا وَرَدَّهَا اِلٰی رَحْلِهٖ اور اُن لوگوں سے کہتی تھی کہ اے آل بکر
بن وائل کیا تم دختران رسول خدا کا زیور اور ردا ورین تک چھینتے ہو
آج سوائے خدا کے کوئی حاکم نہیں ہے یعنے بحکم خدا و رسول تم لائق قتل
کے ہو اور فریاد کرتی تھی کہ کہاں ہیں انتقام لینے والے خون ناحق ذریہ
ذریت و عترت رسول خدا کے یہ کہکر اُس عورت نے قصد و ارادہ
جہاد کا کیا پس شوہر اُسکا آیا اور اپنے خیمہ کیطرف واپس لیگیا اے مومنین
تصور کیجیے کہ اُسوقت اہل بیت رسالت کس آفت و مصیبت عظمیٰ میں مبتلا
تھے کہ عورت عدو سے نہ دیکھی گئی اور جان دینے پر آمادہ ہوئی ورد
الْمُفِيْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَانْتَهَيْنَا اِلٰی عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ مُنْبَسِطٌ عَلٰی فِرَاشٍ شَدِيْدِ الْمَرَضِ اور شیخ
مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی کہ حمید بن مسلم نے کہا کہ جب ہم لوگ [illegible]

ہوے امام زین العابدین علیہ السلام تک پہونچے تو وہ مظلوم اُسوقت
شدت مرض سے بستر بیماری پر لیٹے تھے وَمَعَ شِمرٍ جَمَاعَةٌ مِنَ الرَّجَّالَةِ
فَقَالُوا لَهُ اَلَا نَقتُلُ هٰذَا العَلِيلَ فَقُلتُ سُبحَانَ اللّٰهِ اَنَقتُلُ
الصِّبيَانَ اِنَّمَا هٰذَا صَبِيٌّ وَاِنَّهُ لِمَا بِهٖ فَلَم اَزَل حَتّٰى دَفَعتُهُم اور
اُسوقت شمر ملعون کے ہمراہ ایک جماعت پیادون کی تھی پس اُن اشقیا نے
شمر سے کہا آگاہ ہو کہ ہم اس مریض کو بھی قتل کرتے ہین حمید کہتا ہے یہ سنکر
مین نے کہا کہ سبحان اللہ کیا اب ہم ایسے لڑکون کو بھی قتل کرینگے یعنے یہ
یتیم تو ابھی لڑکا ہے اور ایسا بیمار ہے کہ وہی بیماری اُسکی ہلاکت کو کافی ہے
ہم لوگ کیون اِس مریض کے درپے آزار ہون پس مین برابر اُن اشقیا کو
اُس مظلوم کے پاس سے ہٹاتا جاتا تھا وَجَاءَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ
فَصَاحَتِ النِّسَاءُ فِي وَجهِهٖ وَبَكَينَ فَقَالَ لِاَصحَابِهٖ لَا يَدخُلُ اَحَدٌ
مِنكُم بُيُوتَ هٰؤُلَاءِ النِّسوَةِ وَلَا تَعَرَّضُوا لِهٰذَا الغُلَامِ المَرِيضِ اور
اُسیوقت عمر سعد شقی آیا پس اہل بیت سامنے اُسکے زار زار روتے تھے اور
فریاد کرنے لگے یہ حال زار دیکھکر اُس ملعون نے اپنے اہل لشکر سے کہا
کہ کوئی شخص تم مین سے خیمون مین اِن بیکسون کے نہ جاوے اور اِس
لڑکے بیمار سے تم لوگ متعرض ہو فَسَأَلَتهُ النِّسوَةُ اَن يَستَرجِعَ
مَا اُخِذَ مِنهُنَّ لِيَستَتِرنَ بِهٖ فَقَالَ مَن اَخَذَ مِن مَتَاعِهِنَّ
شَيئًا فَليَرُدَّهُ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ اَحَدٌ مِنهُم شَيئًا پس اُسوقت
اہل حرم نے اُس شقی سے کہا کہ اے ابن سعد ہم بیکسون کے حال پر رحم کر

کہ جو اسباب ہمارا لٹ گیا ہے وہ واپس کرا دے کہ تا ہم اپنی چادرون سے
سر اپنے ڈھانپین پس یہ سنکر اُس لعین نے حکم دیا کہ جسنے تم مین سے ان
بیکسون کا اسباب لیا ہو پس اُسے لازم ہے کہ وہ اسباب واپس کردے
حمید کہتا ہے کہ قسم بخدا اُن اشقیا نے کوئی چیز نہ پھیری فوکّل بالفسطاط
وبیوت النسآء وعلی بن الحسین علیہما السلام جماعۃ
وقال احفظوھم لئلا یخرج منھم احد پس عمر بن سعد نے اُن
ستم رسیدون کے خیمون کی حفاظت اور بیمار کربلا کی حراست کے لیے
ایک جماعت کو معین و مقرر کیا اور حکم دیا کہ کوئی امین سے مضطرب ہوکر
نکل نہ جانے پاوے ولا یسا ھذا ولکن ھؤلاء المنافقین الذین
لم یجعل اللہ فی قلوبھم رحمۃ وربما عطفوا کان ذلک من کرا
علی بن الحسین علیھما السلام علی اللہ ابقاء من نسل آل
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کفاہ اللہ شرھم ھذا فاظھر فا
عطوفۃ علیہ تملقا علی ما قیل صاحب مجالس مفجعہ علیہ الرحمہ
لکھتے ہین یہ امر بہتر ہوا اگر ان منافقون کے دلون مین گویا خدا نے رحم
خلق ہی نہین کیا تھا اور یہ جو کسیقدر عطوفت و مہربانی اُسوقت عمر سعد سے
ظہور مین آئی صرف کرامت واعجاز سے جناب سید الساجدین بیمار
کربلا کے تھی کہ جو انکو بیش پروردگار حاصل تھی اور حق سبحانہ تعالی کو
باقی رکھنا نسل آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا منظور تھا کہ اپنے فضل وکرم سے
کفایت وحمایت اُس جناب کی شر اعدا سے کی پس اُن اشقیا نے

اظہار مہربانی بیمار کربلا پر ازراہ تملق و چاپلوسی کے کیا جیسا کہ مشہور ہے ع
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ وَاِلَّا فَمَا کَانَ یَرْجِعُ مِنْهُمْ ذٰلِكَ فَاِنَّ
قُلُوْبَهُمْ کَانَتْ اَقْسٰی مِنَ الْاَحْجَارِ وَهُمْ مُشْتَغِلُوْنَ بِضُرُوْبٍ
مِنَ الظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ طُوْلَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ورنہ اُن اعدائے
اسیدا اتنی مہربانی کی کہان تھی کیونکہ اُن اشقیا کے دل پتھرون سے بھی
سخت تر تھے اور وہ سنگدل رات و دن اقسام و انواع کے ظلم و ستم
اور ایذا رسانی مین ذریت و عترت رسول خدا ص کے مشغول و مصروف تھے
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

مجلس بست و دوم

فِی الْاَمَالِیْ اَنَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اِذَا کَانَ
یَوْمُ الْقِیٰمَةِ زُیِّنَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ بِکُلِّ زِیْنَةٍ امالی ابن بابویہ
علیہ الرحمہ مین منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
کہ جب روز قیامت ہوگا تو عرش الٰہی زینت کیا جائیگا ساتھ ہر زینت کے
ثُمَّ یُؤْتٰی بِمِنْبَرَیْنِ مِنْ نُوْرٍ طُوْلُهُمَا مِائَةُ مِیْلٍ ثُمَّ یُؤْتٰی بِالْحَسَنِ
وَالْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَیَقُوْمُ الْحَسَنُ ع عَلٰی اَحَدِهِمَا وَالْحُسَیْنُ
عَلَی الْاٰخَرِ پس دو منبر نور کے آئینگے کہ طول اُنکا سو میل کا ہوگا
اور ایک منبر جانب راست عرش کے اور دوسرا منبر جانب چپ
اُسکے رکھا جائیگا بعد اُسکے حسنین علیہما السلام تشریف فرما ہونگے پس ایک
منبر پر جناب امام حسن ع اور دوسرے منبر پر جناب امام حسین ع تشریف

لیجانبیکے فَلیُزَیِّنُ الرَّبُّ تَعَالٰی بِہِمَا عَرْشَہٗ کَمَا یُزَیِّنُ الْمَرْاَۃُ بِقُرْطِیۡہَا
پس حق سبحانہ تعالی اُن دونوں دُرّ بحر امامت و ولایت سے اپنے
عرش اعلی کو مزین فرمائیگا جسطرح سے کہ عورت اپنے تئین گوشواروں سے
مزین و آراستہ کرتی ہی سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی یہین بروردگاران فرزندان
جناب رسول مختار کا آہ مومنین اُن گوشوارۂ عرش معلے پر اشقیائے
امت نے کیا کیا ظلم و ستم کیے افسوس ہزار افسوس ایک شاہزادہ کو تو
زہر دیکر شہید کیا اور جنازہ پر تیر باران کیا اور اپنے جد امجد کے پاس
دفن ہونے نہ دیا اور دوسرے شاہزادہ کو اعدائے دین نے آوارہ
وطن کیا اور روضۂ رسول خدا پر رہنے نہ دیا اور بحالم غربت و مسافرت
مین مع اصحاب و اقربا اور اولاد خرد سال کے تشنہ لب ذبح کیا
اور ردا اور عمامہ تک اُتار لیا اور لباس اور سلاح بدن اطہر سے
لوٹ لیا اور لاش اطہر کو ریگ گرم صحرائے کربلا پر تمازت آفتاب میں
بے لباس کے چھوڑ دیا اور کوئی متوجہ طرف دفن کے نہوا اور نہ جنازہ
اُٹھایا گیا نہ غسل دیا جیسا کہ ان فقرات زیارت مقبرہ سے ظاہر ہے
اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا مَنۡ دَمُہٗ غُسۡلُہٗ وَشَیۡبَتُہٗ قُطۡنُہٗ وَالتُّرَابُ
کَافُوۡرُہٗ سلام ہو آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اُسکے خون بدن سے
ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے اور خاک صحرا بجائے کافور کے
ہوئی وَنَسِیۡجُ الرِّیَاحِ اَکۡفَانُہٗ وَالۡقَنَاۃُ الۡخَطِّیُّ نَعۡشُہٗ وَفِیۡ قُلُوۡبِ
مَنۡ وَالَاہُ قَبۡرُہٗ اور بعوض پارچہائے کفن کے ریگ صحرا ہوئی

کہ جو اُڑ اُڑ کے اُس جناب کی لاش اقدس جہتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے
سرِ انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے
قبر اُس شہید راہ خدا کی ہوئی فِی المَقتَلِ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ الحُسَینُ جَعَلَ
الفَرَسُ یَشُمُّ رَائِحَتَہٗ وَیُقَبِّلُہٗ بِفَمِہٖ وَیُمَرِّغُ نَاصِیَتَہٗ عَلَیہِ وَھُوَ مَعَ
ذٰلِکَ یَصھَلُ وَیَبکِی بُکَآءَ الثَّکلٰی چنانچہ مقتل ابومخنف میں منقول ہے
کہ جب فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو
اسپ باوفا اُن حضرت کا گرد لاش اقدس کے پھرتا تھا کبھی بو سونگھتا
اور کبھی بوسے لیتا تھا اور پیشانی اپنی دست و پائے اطہر پر راکب دوش
رسول خدا کے ملتا تھا اور نعرے مارتا تھا اور بمثل اُس عورت کے
روتا تھا کہ جسکا جوان فرزند مر جائے فَوَضَعَ نَاصِیَتَہٗ فِی دَمِ الحُسَینِ
عَلَیہِ السَّلَامُ ثُمَّ اَقبَلَ یَرکُضُ نَحوَ خَیمَۃِ النِّسَآءِ وَھُوَ یَصھَلُ
پس اُس باوفا نے خون اطہر امام حسین علیہ السلام سے پیشانی اپنی رنگین
کی اور طرف خیمہ اہل بیت رسالت کے نعرے مارتا ہوا روانہ ہوا کہ
اس سے مقصود اہل حرم کو مطلع کرنا تھا آہ آہ اُسوقت اُس اسپ
وفادار کو دیکھکر جو خون میں رنگین اور تیروں سے فگار تھا خواہران
امام حسین علیہ السلام کا حال کس زبان سے بیان کروں مگر اس
مصیبت کو حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں فَلَمَّا رَاَینَ
النِّسَآءُ جَوَادَکَ مَخزِیًّا وَنَظَرنَ سَرجَکَ عَلَیہِ مَلوِیًّا بَرَزنَ
مِنَ الخُدُورِ نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ اے جد مظلوم جب آپکے اہل حرم

دیکھا آپکے ذوالجناح کو کہ خالی زین ہی سوار سے اور ایک طرف کو جھکا
ہوا ہی تو وہ سب مخدرات عصمت مو پریشان خیمگاہ سے وامظلوماہ
واحسیناہ کہتی ہوئین نکل آئین وفی البحار عن حمید بن مسلم انّہ
قال ثمّ اخرجوا النساء من الخیمۃ وشعلوا فیہا النار فخرجن
حواسر مسلّبات حافیات باکیات یمشین سبایا فی اسر
الذلّۃ اور بحار الانوار مین حمید بن مسلم سے یون منقول ہی وہ کہتا ہی
کہ بعد شہادت فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کے
اعدائے دین نے اہل حرم کو ان حضرت کے بکمال ظلم وستم خیمۂ اقدس سے
باہر نکالا اور خیمون مین آگ لگا دی آہ آہ اہل بیت رسالت کس
ذلت سے خیمون سے باہر نکلے کہ سروپا برہنہ گریان ونالان تھے اور اسیر
ومقید ہوکر چلے جاتے تھے وقلن بحقّ اللہ الّا ما مررتم بنا علی مصرع
الحسین علیہ السلام یس اہل بیت اطہار نے ان اعدا سے کہا کہ
تمکو قسم ہی خدا کی کہ ہمکو اسطرف سے لیچلو کہ جہان امام حسین علیہ السلام
شہید ہوئے ہین کہ تا ہم اپنے اقربا کو دیکھ لین اور زیارت آخری کر لین
وفی اکسیر العبادات عبّروھم عنادا علی مصرع الشہداء
اور اکسیر العبادات مین یون منقول ہی کہ وہ اشقیا اہل بیت
رسالت کو اسیر ومقید کرکے از روے عناد کے مقتل شہدا سے لیچلے
کہ تا اپنے اقربا کو آلودہ بخاک وخون دیکھکر رنج والم انکا زیادہ ہو
فلمّا نظرت النسوۃ الی القتلی صحن وصربن وجوھھنّ

پس جب اُن ستم رسیدون نے لاشہاے اقربا کو ریگ گرم صحرا پر اُس حال سے دیکھا تو طمانچے اپنے مُنہ پر لگائے اور گریہ وبکا بلند کیا قَالَ فَوَاللهِ لَا اَنْسٰی زَیْنَبَ بِنْتَ عَلِیٍّ وَھِیَ تَنْدِبُ الْحُسَیْنَ وَتُنَادِیْ بِصَوْتٍ حَزِیْنٍ وَقَلْبٍ کَئِیْبٍ حمید کہتا ہی کہ قسم بخدا نہین بھولتا مجھے وہ حال جناب زینب دختر علی بن ابیطالب علیہ السلام کا کہ وہ مظلومہ کسطرح نوحہ وبین کرتی تھین اپنے برادر مظلوم پر اور باواز حزین و دردناک مدینہ کیطرف متوجہ ہو کر پکارتی تھین وَامُحَمَّدَاہُ صَلّٰی عَلَیْکَ مَلَائِکَةُ السَّمَآءِ وَھٰذَا حُسَیْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَآءِ ہائے ای نانا رسول خدا آپ پر تو ملائکہ آسمان نے نماز پڑھی اور یہ فرزند آپکا حسین مظلوم بخاک وخون آلودہ ریگ گرم صحرا پر پڑا ہی اور اعضاے نورانی اُسکے پارہ پارہ کیے گئے ہین وَبَنَاتُکَ سَبَایَا اِلَی اللهِ الْمُشْتَکٰی وَاِلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَاِلٰی عَلِیِّنِ الْمُرْتَضٰی وَاِلٰی حَمْزَةَ سَیِّدِ الشُّھَدَآءِ اور بیٹیان آپکی اسیر ومقید کی گئین پس طرف حق سبحانہ تعالیٰ اور جد امجد میرے محمد مصطفیٰ اور پدر بزرگوار علی مرتضےٰ اور عم نامدار حمزہ سید الشہدا علیہم السلام کے فریاد وشکایت ہی وَامُحَمَّدَاہُ ھٰذَا حُسَیْنٌ بِالْعَرَاءِ یَسْفِیْ عَلَیْهِ الصَّبَا قَتِیْلُ اَوْلَادِ الْبَغَایَا یَاحُزْنَاہُ یَاکَرْبَاہُ اَلْیَوْمَ مَاتَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللهِ ہائے ای نانا رسول خدا یہ فرزند دلبند آپکا امام حسین صحرا مین پڑا ہی اور خاک اُسکے جسم اطہر پر اُڑ اُڑ کے پڑتی ہی

اور اولاد حرام نے اُن حضرت کو قتل کیا ہی افسوس ہی کہ آج ہی گویا
میرے نانا رسول خدا نے دنیا سے رحلت کی یا اصحاب محمداہ
هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّةُ الْمُصْطَفٰى يُسَاقُوْنَ سَوْقَ السَّبَايَا ای اصحاب محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ یہ ذریت رسول خدا مثل اسیران ترک
وروم کے بلوائے عام مین پھرائی جاتی ہی وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ
قَالَتْ يَا مُحَمَّدَاهُ بَنَاتُكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِي عَلَيْهِمُ
الرِّيحُ الصَّبَا یا اور بعض روایات مین یون ہی کہ وہ مظلومہ فریاد
کرتی تھین اور کہتی تھین کہ ہاے اے نانا رسول خدا بیٹیان آپکی اسیر
وسقید ہوئین اور ذریت وعترت آپکی قتل کی گئی اور خاک صحرا اُنپر
اُڑ اُڑ کے پڑتی ہی وَهٰذَا حُسَيْنٌ مَجْزُوْزُ الرَّأْسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوْبُ
الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ اور یہ فرزند آپکا امام حسین ہی جسکا سر اقدس اعدانے
پس گردن سے جدا کیا اور عمامہ اور ردا تک اُتار لیگئے بِأَبِي مَنْ
عَسْكَرُهُ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ نَهْبًا بِأَبِي مَنْ فُسْطَاطُهُ مُقَطَّعُ الْعُرَى
بِأَبِي مَنْ لَا هُوَ غَائِبٌ فَيُرْتَجٰى وَلَا جَرِيْحٌ فَيُدَاوٰى فدا ہو باپ
میرا اُس مظلوم پر کہ جسکا لشکر بروز دوشنبہ لوٹا گیا یعنے جسکے سب
اصحاب واقربا اور اولاد ایک دن مین شہید ہوے فدا ہو باپ
میرا اُس غریب الوطن پر کہ جسکے خیمون کی طنابین کاٹی گئین فدا ہو
باپ میرا اُس شہید راہ خدا پر کہ جو ایسا غائب نہین ہی کہ جسکے پھر آنے
کی امید ہو اور نہ ایسا زخمی ہی کہ علاج کرنے سے اچھا ہو یعنے ظالمونے

اُس مظلوم کو قتل کیا اب اُس سے دنیا مین اسید ملاقات کی نہین ہی
بِاَبِیْ مَنْ نَفْسِیْ لَهُ الْفِدَآءُ بِاَبِیْ الْمَهْمُوْمِ حَتّٰی قَضٰی بِاَبِیْ الْعَطْشَانَ
حَتّٰی مَضٰی بِاَبِیْ مَنْ شَیْبَتُہٗ تَقْطُرُ بِالدِّمَاءِ فدا ہو باپ اِس
بیکس کا اُس مظلوم پر کہ جسپر جان میری نثار رہی فدا ہو باپ میرا
اُس شہید راہ خدا پر کہ جو محزون و مہموم رہا یہانتک کہ دنیا سے
رحلت کی فدا ہو باپ میرا اُس مقتول پر کہ جسکو مرتے دم تک
ایک قطرہ پانی کا نہ ملا اور پیاسا ہی دنیا سے گذر گیا فدا ہو باپ
میرا اُس مذبوح پر کہ جسکی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہی بِاَبِیْ مَنْ
جَدُّهٗ رَسُوْلُ اِلٰهِ السَّمَاءِ بِاَبِیْ مَنْ هُوَ سِبْطُ نَبِیِّ الْهُدٰی اور
فدا ہون مین اُس فرزند رسول پر جسکے نانا رسول خدا ہین اور فدا
ہون مین اُس پر جو نواسے نبی ہادی خلق کے تھے قَالَ فَاَبْکَتْ
وَاللّٰهِ کُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِیْقٍ ثُمَّ اِنَّ سُکَیْنَةَ اِعْتَنَقَتْ جَسَدَ
الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاجْتَمَعَتْ عِدَّةٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ
حَتّٰی جَرُّوْهَا عَنْهُ حمید کہتا ہی کہ قسم بخدا ہر دوست و دشمن اِس
نوحہ جگر خراش سے اُس مظلومہ کے روتا تھا آہ بعد اسکے
جناب سکینہ لاش بے سر سے اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام
لپٹ گئین پس چند اعراب سنگدل جمع ہوے کہ سر گروہ انکا شمر
لعین تھا ہائے افسوس اُن بیرحموں نے اُس یتیمہ کو بظلم و ستم کھینچکے
لاش پدر سے جدا کیا اور رونے بھی نہ دیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و سوم

فی بصائر الدرجات عن عبد اللہ بن سنان انہ قال سألت
ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الحوض فقال لی حوض ما بین
بصری الی صنعاء اتحب ان تراہ قلت نعم جعلت فداک
بصائر الدرجات میں عبد اللہ بن سنان سے منقول ہے وہ کہتے
ہیں کہ سوال کیا میں نے خدمت بابرکت جناب صادق علیہ السلام
میں حوض سے پس فرمایا مجھ سے ان حضرت نے کہ ہمارا ایک حوض ہے
کہ طول اسکا اسقدر ہے کہ جیسے بصرہ سے صنعاء یمن تک آیا چاہتا ہے
کہ اس حوض کو دیکھے میں نے عرض کی ہاں اے مولا فدا ہوں میں
آپ پر قال فاخذ بیدی واخرجنی الی ظہر المدینۃ ثم ضرب
رجلہ فنظرت الی نہر یجری لا یدرک حافتاہ الا الموضع
الذی انا فیہ قائم فانہ شبیہ بالجزیرۃ عبد اللہ بن سنان
کہتے ہیں کہ پس حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پشت مدینہ کیطرف
لیگئے جب ہم ایک مقام پر پہونچے تو حضرت نے اس جگہ اپنے پائے
اقدس کو زمین پر مارا تو دیکھا میں نے کہ ایک نہر جاری ہوئی کہ
اسکی کچھ انتہا معلوم نہوتی تھی سوائے ایک سرے کے کہ جہاں پر ہم
کھڑے تھے اور وہ مقام مثل ایک جزیرہ کے تھا فکنت انا وھو
وقوفا فنظرت الی نہر یجری من جانبہ ماء ابیض من الثلج
ومن جانبہ ہذا لبن ابیض من الثلج وفی وسطہ خمر احسن

مِنَ الیاقوتِ فما رأیتُ شیئاً احسنَ من تلکَ الخمرِ بینَ اللبنِ
والماءِ بس مین حضرت کے ہمراہ کھڑا تھا تو یکایک دیکھا مین نے کہ
ایک نہر جاری ہی کہ ایک جانب مین اُسکے پانی ہی برف سے سفید تر
اور ایک جانب اُس نہر کے شیر ہی کہ برف سے سفید تر ہی اور درمیان
اُن دونون کے شراب طہور ہی کہ رنگ اُسکا یاقوت سے بہتر ہی
کہ مین نے کسی شی کو بہتر اُس شراب طہور سے نہین دیکھا جو درمیان نہر
اُس نہر شیر اور پانی کے تھی فقلتُ لہٗ جُعِلتُ فِداکَ مِن اینَ
یخرجُ ہذا ومامجراہُ فقال ہذہِ العیونُ التی ذکرَ اللہُ
فی کتابہٖ انہا فی الجنۃِ عینٌ من ماءٍ وعینٌ من لبنٍ وعینٌ
من خمرٍ تجری فی ہذہِ النہرِ یہ دیکھ کر مین نے عرض کیا کہ
یا ابن رسول اللہ فدا ہوون مین آپ پر یہ نہرین کہان سے آتی ہین
اور مجرا انکا کہان ہی اُن حضرت نے فرمایا کہ یہ وہ نہرین ہین جنکا ذکر
حق سبحانہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہی کہ جنت مین چند نہرین
ہین ایک نہر پانی کی اور ایک نہر شیر کی ہی اور ایک نہر شراب
طہور کی ہی کہ درمیان ان دونون نہرون کے جاری ہی وَرأیتُ
حافتیہ علیہما شجرٌ فیہنّ حورٌ معلّقاتٌ برؤسہنّ شعرٌ
ما رأیتُ شیئاً احسنَ منہنّ وبایدیہنّ آنیۃٌ ما رأیتُ
آنیۃً احسنَ منہا لیست من آنیۃِ الدنیا اور دیکھا مین نے
کہ کنارون پر اُسکے چند درخت ہین اُنمین چند حورین ہین اُنکے

سرون پر بال ہین کہ مین نے کوئی شی بہتر اُن حورون سے نہین دیکھی ہے اور
اُنکے ہاتون مین چند ظرف عمدہ ہین کہ مین نے ایسے ظرف نہین دیکھے ہین
اور وہ ظرف ظروف دنیا سے نہین ہین فَدَنَت مِن اِحدٰهُنَّ فَاَومٰی
بِیَدِہٖ لِتَسقِیَہٗ فَنَظَرتُ اِلَیہَا وَقَد مَالَت لِتَغرِفَ مِنَ النَّہرِ
فَمَالَتِ الشَّجَرَۃُ مَعَہَا فَاغتَرَفَت فَمَالَتِ الشَّجَرَۃُ مَعَہَا ثُمَّ نَاوَلَتہُ
وَنَاوَلَنِی فَشَرِبتُ فَمَا رَاَیتُ شَرَاباً کَانَ اَلیَنَ مِنہُ وَلَا اَلَذَّ مِنہُ
وَکَانَت رَائِحَتُہٗ رَائِحَۃَ المِسکِ پس وہ جناب اُنمین سے قریب
ایک کے تشریف لیگئے اور دست مبارک سے واسطے پانی پلانے کے
اشارہ فرمایا پس مین نے دیکھا کہ وہ درخت جھکا جسکے قریب وہ حوریہ
تھی پس جب اُس حوریہ نے پانی بھرا تو وہ درخت مع اُس حوریہ کے
جھکا اور اُسنے کاسۂ آب بھر کے حضرت کو دیا اور حضرت نے وہ پانی
مجھے مرحمت فرمایا اور مین نے پیا اور سیراب ہوا عبداللہ کہتے ہین کہ
مین نے ایسا عمدہ پانی شیرین ولذیذ اور خوشگوار نہین دیکھا تھا اور
اُسمین خوشبو مُشک کی آتی تھی فَنَظَرتُ فِی الکَاسِ فَاِذَا فِیہِ ثَلٰثَۃُ
اَلوَانٍ مِنَ الشَّرَابِ فَقُلتُ لَہٗ جُعِلتُ فِدَاکَ مَا رَاَیتُ
کَالیَومِ قَطُّ وَلَا کُنتُ اَرٰی اِنَّ الاَمرَ ھٰکَذَا پس جب نظر کی
مین نے اُس کاسہ پر تو دیکھا کہ تینون رنگ جو نہر مین تھے اُس
کاسہ مین موجود ہین مین نے عرض کی یابن رسول اللہ فدا ہون مین
آپ پر مین نے کبھی آجتک ایسی چیز نہین دیکھی ہے اور مین نہین جانتا تھا

کہ یہ امر اسطرح سے ہی فقال لی ھذا اقلُّ ما اعدّہ اللہ لشیعتنا
ان المؤمن اذا توفی صارت روحہ الی ھذا النھر ورغبت
فی ریاضہ وشربت من شرابہ یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ یہ
کمتر ہی اُس چیز کا جسے خداوند کریم ورحیم نے ہمارے شیعون کے واسطے
مہیا کیا ہی بدرستیکہ جب مومن انتقال کرتا ہی تو روح اُسکی اسی
نہر کے پاس آتی ہی اور اسکے باغات مین سیر کرتی ہی اور اسی پانی کو
پیتی ہی وان عدوّنا اذا توفی صارت روحہ الی وادی
برھوت فاخلدت فی عذابہ واطعمت من زقوم واسقیت
من حمیمہ اور جب دشمن ہمارا مرتا ہی تو روح اسکی طرف وادی برہوت
کے جاتی ہی پس مخلد بعذاب رہتی ہی اور اطعام کی جاتی ہی زقوم سے
اور اُسکے تئین آب گرم پلایا جاتا ہی حضرات سُنا آپنے کہ کیا مرتبہ ہی
شیعیان ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کا اور کیا صاحب معرفت و دیندار تھے
عبداللہ بن سنان کہ جناب صادق علیہ السلام نے جنت و انہار
اُسکے دکھا دئیے اور پانی اُنکا پلا دیا اور یہی دستگاہ درگاہ خدا مین
ہر امام اور حجت خدا کو حاصل ہی یہی وجہ ہی کہ بنا بر روایت صاحب
محرق القلوب کے جب آٹھوین تاریخ محرم کو اہل بیت جناب
امام حسینؑ اور اصحاب واقربائے اُن حضرت پر تشنگی نے غلبہ کیا اور
فریاد العطش العطش کی اطفال سے بلند ہوئی تو اُسوقت وہ معجز نما
کھڑے ہوئے اور عقب خیمہ مخدرات عصمت تشریف لائے اور پشت

خیمہ سے رو بقبلہ تین قدم اٹھائے اور فرمایا کہ اس مقام پر کھود و جب
انصار نے اس جگہ زمین کھودی تو باعجاز فرزند ساقی کوثر ایک چشمہ
شیرین و خوشگوار پیدا ہوا اور سب اہل بیت اور اصحاب حضرت کے
مع مرکبوں کے سیراب ہوے بعد اسکے وہ چشمہ غائب ہوا پھر کسینے
اسکا اثر نہ دیکھا اور روز عاشورا بھی معرکۂ کارزار میں اپنے اصحاب
با وفا کو کہ کیسے صاحبان معرفت اور متقی اور پرہیزگار تھے جنت و انہار
اسکے دکھائے اور کاسہاے آب کوثر و سلسبیل کے مہیا ہونے کی بشارت
دی روی محمد بن ابیطالب و ابو مخنف قال یا کرام ھذہ
الجنۃ قد فتحت ابوابھا و اتصلت انھارھا و اینعت ثمارھا
چنانچہ محمد بن ابیطالب اور ابو مخنف نے روایت کی ہی کہ جب روز
عاشورا لڑائی شروع ہوئی تو اسوقت حضرت نے اپنے اصحاب سے
فرمایا کہ ای بزرگوار و دیکھو دروازے جنت کھل گئے ہیں اور نہرین اسکی
نمایاں ہیں اور میوے اسکے پختہ اور تیار ہیں وھذا رسول اللہ
والشھداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ یتوقعون قدومکم
ویتباشرون بکم اور ای دیندارو یہ جد امجد میرے جناب رسول خدا
اور تمامی شہدا جو راہ خدا میں شہید ہوے ہیں منتظر تمہارے ہیں اور
تمہارے آنے کی باہم خوشی کر رہے ہیں فحاموا عن دین اللہ و دین
نبیہ و ذبوا عن حرم رسول اللہ و حرم ذریتہ پس حمایت
کرو دین خدا و رسول کی اور دفع کرو اعدا کو حرم رسول خدا او

ان حضرت کی ذریت کے حرم سے فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْقِتَالِ كَأَنَّهُمْ إِلَى الْعَرَائِسِ
زَاتِحِلِیَّتْ پس یہ بشارت و ارشاد سنکر وہ سب ابرار متوجہ کارزار
اور مشغول جہاد ہوئے اور ہر ایک دیدار شوق لقائے پروردگار اور
نصرت و حمایت ذریت رسول مختار میں واسطے اپنی شہادت کے
ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور اس اشتیاق سے مرنے
جاتے تھے کہ جیسے کوئی خوش ہو کر طرف عروس کے جاتا ہے اور ایک
بعد ایک کے مظلوم کربلا سے رخصت ہوتا تھا اور سلام آخری عرض
کرتا تھا اور حضرت بعد جواب سلام کے فرماتے تھے کہ اے وفادارو
تم آگے جاؤ ہم بھی پیچھے تمہارے آتے ہیں یہانتک کہ تمام اصحاب و اقربا
فرزند رسول خدا ؐ کے جام شہادت سے سیراب ہوئے جیسا بحر
لہوف وغیرہ میں منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام یکہ و تنہا
رہگئے تو اسوقت لاشہائے شہدا کو کہ زخموں سے چور چور ریگ گرم پر
پڑی تھیں دیکھکر شدت سے روئے اور بنگاہ حسرت و یاس چپ
و راست ملاحظہ فرمایا اور کسی کو بجز اعدا کے نہ پایا لیس بنا بر اتمام
حجت کے استغاثہ کیا اور فرمایا هَلْ مِنْ ذَابٍّ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ
رَسُوْلِ اللهِ ؐ آیا ہے کوئی دفع کرنیوالا کہ اس آفت و بلا کو حرم
رسول خدا ؐ سے دور کرے هَلْ مِنْ مُوَحِّدٍ يَخَافُ اللهَ فِيْنَا
آیا ہے کوئی خدا پرست کہ ہمارے بارہیں خوف خدا کرے هَلْ مِنْ
مُغِيْثٍ يَرْجُوا اللهَ بِإِغَاثَتِنَا هَلْ مِنْ مُعِيْنٍ يَرْجُوا اللهَ بِإِعَانَتِنَا

آیا ہے کوئی فریادرس کہ امیدوار ثواب خدا کا ہو اور ہماری فریادرسی
کرے آیا ہے کوئی اعانت کرنیوالا کہ امیدوار ہو خدا سے ثواب اُخروی کا
ہماری اعانت کرنے میں آپس یہ آواز استغاثہ و فریاد سنکر اہل بیت
رسالت بیقرار ہو کر زار زار رونے لگے اور مظلوم کربلا آواز گریہ و بکا
اُنکی سنکر دروازۂ خیمہ پر تشریف لائے اور جناب زینب سے فرمایا
کہ ای بہن میرے فرزند شیرخوار علی اصغر کو مجھے دو کہ تا اُسے دیدار آخری
اور پیار کروں پس حضرت اُس شیرخوار کیطرف جھکے اور بوسے لیتے
اور پیار کرتے تھے ناگاہ حرملہ ملعون نے ایک تیر مارا کہ وہ بچہ تشنہ لب
شہید ہوا مومنین مقام تصور ہے کہ جناب صادق علیہ السلام نے
عبداللہ بن سنان کو ایک کاسۂ آب جنت مرحمت فرمایا اور اُسنے
پیا اور سیراب ہوا حالانکہ وہ تین دن کے پیاسے عالم غربت و مسافرت
میں نہ تھے مگر افسوس ہزار افسوس جناب امام حسین علیہ السلام نے
شدت تشنگی میں روز عاشورا اپنے نانا کی امت سے ایک جرعہ پانی کے
واسطے عبداللہ شیرخوار کے طلب فرمایا ہائے افسوس عقبۂ اسدی
لعین نے عوض پانی کے ایسا تیر مارا کہ وہ بچہ پیاسا ہاتھوں پر حضرت کے
شہید ہوا چنانچہ معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى الرَّضِيعِ الصَّغِيرِ
سلام ہو اُس بچے شیرخوار پر کہ جو تشنہ لب شہید ہوا پس بنا بر روایت
ابن نما رحمہ اللہ کے حضرت نے لاش اُس شیرخوار کی مقتل شہدا میں
رکھدی اور بروایت احتجاج طبرسی دفن کر دی پس اس اثنا میں

آواز ہل من مبارز کی لشکر اعدا سے بلند ہوئی چونکہ جناب امام حسین ؑ اشجع
عرب تھے کہ مثل و نظیر عالم میں نہ تھا یہ سنکر فوراً مرکز میدان قتال
میں سامنے صفوف لشکر اعدا کے تشریف لائے اور مشغول جہاد ہوئے
اور میمنہ اور میسرہ اور کبھی قلب لشکر پر حملہ کرکے درہم و برہم کر دیا قال
ابومخنف فلم یزل یقاتل حتی قتل منہم اربعۃ الاف فارس
وخمسمأۃ راجل چنانچہ ابومخنف لکھتا ہے کہ اس حملہ میں اُن حضرت نے
چار ہزار سوار اور پانسو پیادہ لشکر اعدا کے قتل کیے اور باقی ماندہ
فرار کر گئے اور راہ دریا کی صاف ہوئی اُسوقت حضرت نے ذوالجناح
کو نہر فرات میں ڈالدیا اور ایک چلو پانی اُٹھا کر چاہا کہ لبہائے خشک تک
لائیں فصاح صائح یا حسین ؑ ادرک لخیمتک پس ناگاہ ایک
دشمن خدا نے آواز دی کہ اے حسین ؑ کیا آپ پانی پیتے ہیں اپنے خیموں کی
خبر لیجیے کہ تاراج ہوتے ہیں سبحان اللہ کس درجہ غیور تھے وہ جناب
کہ بخیال ناموس یہ سنکر پانی ہاتھ سے پھینکدیا اور نہر فرات سے باہر
تشریف لائے اور متوجہ خیمہ گاہ ہوئے دیکھا کہ وہ سالم و محفوظ ہے
ثابت ہوا کہ یہ فقط حیلہ تھا کہ تا حسین مظلوم پانی نہ پئیں ملا آقا دربندی
اس مقام پر یوں لکھتے ہیں کہ شاید مطلب حضرت کا اس فعل سے
یہ ہو کہ اعدا دیکھیں ایسی شدت تشنگی اور ضرورت میں پانی ایسی
چیز کو باوجود قدرت و قبضہ کے پاس و لحاظ اور حرمت عترت
رسول خدا ؐ کے کہ جو امانت اُن حضرت کی ہے میں نے ہاتھ سے پانی

پھینکدیا اور اپنی جان سے اُنکو عزیز جانا بس اسیطرح تم سبکو بھی حرمت
عترت رسول خدا کی واجب و لازم ہے آہ مومنین حضرت کو تو نہ لحاظ
ہوا مگر بعد شہادت اُس جناب کے اعدا نے دختران رسول خدا کی
مقنعہ و چادرین چھین لین اور اسیر و مقید کرکے شہر بشہر پھرایا اور کچھ پاس
و لحاظ رسول خدا کا نہ کیا چنانچہ معصوم فرماتے ہین وَسُبِیَ اَھلُکَ
کَالعَبِیدِ وَصُفِّدُوا فِی الحَدِیدِ ای جد مظلوم اہل بیت آپکے مثل
غلام و کنیزان ترک و روم کے اسیر و مقید کیے گئے اور زنجیرہاے آہنی
مین جکڑ دیے گئے الغرض ریاض الشہادت مین ملا حسن قزوینی
علیہ الرحمہ یون روایت کرتے ہین جب حضرت نے پانی چلو مین لیکر چاہا
کہ پئین اُسیوقت تشنگی جناب عباس اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور جناب قاسم
اور عون و جعفر کی یاد آگئی اور تڑپنا فرزند شیرخوار علی اصغر اور عبداللہ کا
پیاس سے نظر انور مین پھر گیا اور وہ پانی ہاتھ سے پھینکدیا اور لب خشک
تر نہ کیے اور فرمایا کہ افسوس ایسے نور نظر تشنہ لب دنیا سے رحلت کر جائین
اور مین پانی پیون قسم بخدا مجھ سے یہ کبھی نہوگا یہانتک کہ اُنسے ملاقات
کرون واقعی مومنین کمجالس مفجعہ مین منقول ہے کہ وقت آخر تک بھی
حضرت نے پانی نہ پیا ہرچند کہ شدت تشنگی سے زبان اقدس چباتے تھے
اور بنا بر اتمام حجت کے باواز ضعیف العطش العطش فرماتے تھے
مگر کسی بیرحم نے ایسے وقت بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا یہانتک کہ شمر
ملعون نے بظلم و ستم پیاسا ہی ذبح کیا اور سر انور کو بدن اطہر سے جدا

نیزۂ طویل پر بلند کیا اُسوقت آثار قیامت کے نمودار ہوئے یہ دیکھکر
اہل بیت رسالت گریان و نالان واسیداہ وامظلوماہ کہتے ہوئے
اُس تلاطم عظیم میں طرف قتلگاہ کے روانہ ہوئے چنانچہ محرق القلوب
وغیرہ میں جناب سکینہ سے منقول ہے وہ یتیمہ فرماتی ہیں کہ جب قتلگاہ
میں پہونچی اور لاشِ پدرِ مظلوم امام حسین علیہ السلام سے لپٹ کر رونے
لگی تو اُسوقت گلوے بریدۂ اُن حضرت سے سنا میں نے کہ یا عجباہ
بطور وصیت کے فرماتے ہیں ؎

شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی	او سمعتم بغریب او شہید فاندبونی

ای شیعو اور دوستو میرے جب کبھی تم پانی سرد و شیرین پیو تو اُسوقت
مجھ تشنہ لب کی پیاس ضرور یاد کر لینا اور جب سنو تم کہ کوئی غریب و مسافر
مبتلا ہوا یا کوئی بیجرم و گناہ شہید ہوا تو تم میری غربت و بیکسی پر رونا
اور اس مظلومی سے قتل ہونا میرا یاد کر لینا ؎

انا السبط الذی من غیر جرم قتلونی	و بجرد الخیل بعد القتل عمدا سحقونی

اسلیے کہ میں فرزند رسول خدا بیجرم و خطا قتل کو تشنہ قربانی
ہوا ہوں اسیر اشقیاے امت نے بیدادت بعد قتل کے میری لاش کو
پامال ستم اسپان کیا ہے ؎

لیتکم فی یوم عاشور جمیعا تنظرونی	کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی

ای شیعو اور دوستو میرے کاش کہ تم سب روز عاشورا کربلا میں ہوتے
اور میری غربت و بیکسی کو دیکھتے کہ میں کس مظلومی سے واسطے اپنے

طفل شیرخوار کے اپنے نانا کی امت سے پانی مانگتا رہا مگر ان بیرحموں نے
ایک قطرہ پانی کا اس بچے شیرخوار کو نہ دیا ہے

یا لرزیۃ و مصاب ہذا کان الحجنی		وسقوہ سہم بغی عوض الماء العذب

آہ آہ عوض پانی کے اعدا نے حلق نازنین پر اس شیرخوار کے تیر مارا
کہ وہ بچہ تشنہ لب شہید ہوا پس یہ مصیبت میری وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ جگر
غم میں ہمارے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و چہارم

فی المنتخب ان النبی صلعم خرج من المدینۃ غازیاً و اخذ علیاً
معہ و بقی الحسن و الحسین علیہما السلام عند امہما لانہما
طفلان صغیران منتخب میں کہ مشہور بیاض فخری ہے منقول ہے
کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ مدینہ منورہ سے
واسطے جہاد کے تشریف لیگئے تھے اور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام بھی ہمراہ ان حضرت کے گئے تھے اور حسنین علیہما السلام بسبب
صغر سن کے اپنی والدۂ ماجدہ کے پاس تھے فخرج الحسین علیہ السلام
ذات یوم من دار امہ یمشی فی سواد المدینۃ و کان عمرہ
یومئذ ثلث سنین فوقع بین نخیل و بساتین حول المدینۃ
فجعل یسیر فی جوانبہا و یتفرج فی مصانعہا پس ایک روز
شاہزادہ کونین جناب امام حسین علیہ السلام دولتسرائے جناب
سیدہ سے باہر نکلے اور کوچہائے مدینہ میں سیر و تفرج فرماتے تھے اور

سن شریف اُنکا اُس زمانہ مین تین برس کا تھا پس وہ شاہزادہ سیر
کرتے ہوئے باغات اطراف مدینہ کیطرف نکل گئے فمرّ علیہ یهودیٌّ
یقال لہٗ صالح بن رقعۃ الیهودی فاخذ الحسین ع الی بیتہٖ
واخفاہ عن اُمّہٖ حتّٰی بلغ النهار الی وقت العصر والحسین ع
لم یتبیّن لہٗ اثر پس اتفاقاً ایک یہودی کا اُسطرف سے گذر ہوا
کہ نام اُسکا صالح بن رقعہ تھا اور وہ یہودی امام حسین علیہ السلام کو
اپنے گھر لیگیا اور جناب سیّدہ سے چھپایا یہانتک کہ وقت عصر آیا
اور نشان اُس شاہزادہ کا معلوم نہوا فصار قلب فاطمۃ بالهمّ
والحزن علٰی ولدھا الحسین ع فصارت تخرج من دارھا
الی باب مسجد النبیّ سبعین مرّۃ فلم تر احدًا تبعثہٗ پس اسوقت
جناب سیدہ مغموم و محزون اور متفکر ہوئین اور اسقدر اُس معصومہ کو
تردد طاری ہوا کہ اپنے دولتسرا سے دروازہ مسجد رسول خدا تک
ستر مرتبہ تشریف لائین اور پھر گئین مگر کسی شخص کو ایسا نہ پایا کہ جسکو
اپنے پارہ جگر کے تلاش کرنے کو بھیجتین تو اقبلت الی ولدھا
الحسن ع وقالت لہٗ یا مهجۃ قلبی وقرّۃ عینی قم فاطلب اخاک
الحسین ع فانّ قلبی یحترق من فراقہ آخرکار وہ معصومہ اپنے
بڑے فرزند دلبند امام حسن علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوئین کہ سن
شریف اُنکا قریب چار برس کے تھا اور فرمایا کہ ای سرور دل اور
ای نور نظر میرے جاؤ اور اپنے بھائی حسین ع کو تلاش کرکے لاؤ کہ دل

میرا اُسکے فراق و جدائی سے جل رہا ہی فقام الحسنؑ وخرج من المدینۃ
واتی الی دور حولھا نخل کثیر وجعل ینادی یا حسین بن
علی یا قرۃ عین النبی این انت یا اخی پس حسب الارشاد اُن
معصومہ کے امام حسن علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اطراف مدینہ اور
باغات مین تفحص کے واسطے تشریف لیگئے اور با آواز بلند پکارتے تھے
یا حسین بن علی یا قرۃ عین النبی این انت یا اخی ای حسینؑ
فرزند علی مرتضیٰ ای نور نظر رسول خدا ای برادر عزیز میرے تم کہان ہو
قال فبینما الحسینؑ علیہ السلام اذ بدالہ غزالۃ فی تلک
الساعۃ فالھم اللہ الحسنؑ ان یسئل الغزالۃ ببرکات
رسول اللہؐ فقال لھا یا ظبیۃ ھل رایت اخی حسینا
راوی کہتا ہی کہ اسی اثنا مین فوراً بقدرت خدا ایک آہو نمودار ہوا
پس امام حسن علیہ السلام نے بالہام الٰہی اُس سے پوچھا کہ ای آہو
کہین میرے بھائی حسینؑ کو تونے دیکھا ہی فانطق اللہ الغزالۃ
ببرکات رسول اللہؐ وقالت یا حسنؑ یا نور عین المصطفٰے
وسرور قلب المرتضٰے ویا مھجۃ فواد الزھراء اعلم ان اخاک
اخذہ صالح الیھودی واخفاہ فی بیتہ پس وہ آہو بقدرت
خدا اور ببرکت جناب رسول خداؐ بزبان فصیح گویا ہوا اور عرض کی
کہ ای حسن مجتبیٰ ای نور دیدہ جناب محمد مصطفٰے اور ای سرور قلب
علی مرتضٰے ای پارہ جگر فاطمہ زہرا علیہم السلام آپکے بھائی کو صالح

یہودی لیگیا ہو اور اپنے گھر مین مخفی کیا ہو فسار الحسن علیہ السلام حتے
اتی دار الیھودی فناداہ فخرج صالح فقال لہ الحسن ع اخرج
الی الحسین ع من دارک وسلمہ الی والا اقول لامی تدعو
علیک فی اوقات السحر وتسئل ربہا حتے لا یبقی علی وجہ
الارض یھودی یہ بشارت سنکر امام حسن علیہ السلام صالح یہودی کے
گھر پر تشریف لیگئے اور آواز دی پس وہ یہودی فوراً حاضر خدمت ہوا
اسوقت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بھائی حسین کو اپنے
گھر سے میرے پاس لے آو نہین تو مین اپنی مادر گرامی سے عرض کرونگا
کہ وہ معصومہ وقت سحر دعاے بد کرینگی یہانتک کہ کوئی یہودی روے
زمین پر باقی نہ رہیگا تو اقول لابی یضرب بحسامہ بجعلہ حتے
یلحقکم بدار البوار واقول لجدی یسئل اللہ سبحانہ ان
لا یدع یھودیا الا وقد فارق روحہ اور اسیطرح سے اپنے
پدر نامدار سے عرض کرونگا اور وہ جناب اپنی شمشیر آبدار سے تمہاری
جمعیت کو پراگندہ اور واصل جہنم کرینگے اور اپنے جد بزرگوار سے
عرض کرونگا پس وہ حضرت بھی دعاے بد کرینگے یہانتک کہ سب
یہودی فنا ہونگے اور انکا نشان بھی باقی نہ رہیگا فتحیر صالح الیھودی
من کلام الحسن علیہ السلام وقال یا صبی من امک فقال
امی الزھراء بنت محمد ن المصطفی قلادۃ الصفوۃ ودرۃ
صدف العصمۃ وغرۃ جمال العلم والحکمۃ پس یہ کلام امام

حسن علیہ السلام کا منکر صالح یہودی متحیر و خائف ہوا اور عرض کی اے
صاحبزادے مادر گرامی آپکی کون ہیں فرمایا کہ مادر گرامی میری فاطمہ زہرا
بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ دُرہ صدف عصمت غرہ جمال علم وحکمت
اور برگزیدہ خدا ہیں وَهِيَ نُقْطَةُ دَائِرَةِ الْمَنَاقِبِ وَالْمَفَاخِرِ وَلُمْعَةٌ
مِنْ اَنْوَارِ الْمَحَامِدِ وَالْمَآثِرِ خُمِّرَتْ طِيْنَةُ وُجُوْدِهَا مِنْ تُفَّاحَةٍ
مِنْ تُفَّاحِ الْجَنَّةِ اور وہ معصومہ نقطہ دائرہ مناقب ومفاخر لمعہ
انوار محامد و مآثر ہیں کہ جنکی طینت کا خمیر سیب سے ہی سیب ہائے
جنت سے وَكَتَبَ اللّٰهُ فِيْ صَحِيْفَتِهَا عِتْقَ عُصَاةِ الْاُمَّةِ وَهِيَ اُمُّ
السَّادَةِ النُّجَبَاءِ وَسَيِّدَةُ النِّسَاءِ الْبَتُوْلُ الْعَذْرَاءُ فَاطِمَةُ
الزَّهْرَاءُ عَلَيْهَا السَّلَامُ اور حق سبحانہ تعالیٰ نے بخشش گناہگاران
امت کی اُنکے صحیفہ میں لکھی ہے اور وہ مادر گرامی ائمہ ہدیٰ کی اور سیدۃ
النساء بتول عذرا جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام ہیں فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ
اَمَّا اُمُّكَ فَعَرَفْتُهَا فَمَنْ اَبُوْكَ فَقَالَ الْحَسَنُ ع اِنَّ اَبِيْ اَسَدُ اللّٰهِ
الْغَالِبُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ الضَّارِبُ بِالسَّيْفَيْنِ وَالطَّاعِنُ
بِالرُّمْحَيْنِ وَالْمُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ فِي الْقِبْلَتَيْنِ وَالْمُفْدِيْ نَفْسَهُ
لِسَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ اَبُو الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ع پس یہ سنکر اُس یہودی نے
عرض کی کہ مادر گرامی کو آپکی ہمنے معلوم کیا آپکے پدر بزرگوار کون
ہیں امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ پدر نامدار میرے اسد اللہ الغالب
مظہر العجائب مظہر الغرائب جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں

کہ جن حضرت نے دو سیف یا ذوالفقار دو زبان سے جہاد کیا اور دو دو نیزے ایک دفعہ اعدائے دین کو لگائے اور دو قبلہ کیطرف ساتھ رسول خداؐ کے نماز پڑھی یعنے پہلے بیت المقدس اور بعد اسکے خانۂ کعبہ کے اور اپنی جان رسول خداؐ پر فدا کی اور باپ حسنینؑ کے ہیں فَقَالَ صَالِحُ الْیَهُودِیُّ یَا صَبِیُّ قَدْ عَرَفْتُ اَبَاکَ فَمَنْ جَدُّکَ فَقَالَ جَدِّیْ دُرَّةٌ مِنْ صَدَفِ الْجَلِیْلِ وَثَمَرَةٌ مِنْ ثَمَرَةِ شَجَرَةِ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ الْکَوْکَبُ الدُّرِّیُّ وَالنُّوْرُ الْمُضِیُّ مِنْ مِصْبَاحِ التَّبْجِیْلِ الْمُعَلَّقَةُ فِیْ عَرْشِ الْجَلِیْلِ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَرَسُوْلُ الثَّقَلَیْنِ وَنِظَامُ الدَّارَیْنِ وَفَخْرُ الْعَالَمِیْنَ وَمُقْتَدَی الْحَرَمَیْنِ وَاِمَامُ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ وَجَدُّ السِّبْطَیْنِ اَنَا الْحَسَنُ وَاَخِی الْحُسَیْنُ پس صالح نے عرض کی کہ ای شاہزادہ آپکے پدر بزرگوار کو میں نے معلوم کیا جدّ نامدار آپکے کون ہیں اُس شاہزادہ نے بہت سے القاب اپنے جدّ امجد کے بیان کیے یہانتک کہ فرمایا جدّ بزرگوار میرے سید الکونین اور رسول الثقلین اور نظام الدارین اور فخر العالمین اور مقتدی الحرمین اور امام المشرقین والمغربین اور جدّ السبطین ہیں کہ ایک نواسا اُن حضرت کا میں حسن ہوں اور دوسرے بھائی میرے حسینؑ ہیں فَلَمَّا فَرَغَ الْحَسَنُ عَنْ تَعْدَادِ مَنَاقِبِهٖ اِنْجَلٰی صَدَاُ الْکُفْرِ عَنْ صَالِحِ الْیَهُوْدِیِّ وَهَمَلَتْ عَیْنَاهُ بِالدُّمُوْعِ وَجَعَلَ یَنْظُرُ اِلَیْهِ کَالْمُتَحَیِّرِ مُتَعَجِّبًا مِنْ حُسْنِ مَنْطِقِهٖ وَصِغَرِ سِنِّهٖ وَجَوْدَةِ فَهْمِهٖ

پس جب امام حسن علیہ السلام نے مناقب اپنے جدّ امجد اور پدر بزرگوار کے
اس فصاحت و بلاغت سے بیان فرمائے تو تاثیر بیان سے اُس
شاہزادہ کے زنگ کفر دل سے صالح یہودی کے دُور ہوا اور بے اختیار
اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور بنگاہ حسرت اُس شاہزادے
کیطرف دیکھتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ اس صغر سن مین یہ فہم و فصاحت
عجیب اور بلاغت غریب کیونکر حاصل ہی تو قَالَ یَا ثَمَرَةَ فُؤَادِ
الْمُصْطَفٰی وَ یَا نُوْرَ عَیْنِ الْمُرْتَضٰی وَ یَا سُرُوْرَ صَدْرِ الزَّهْرَاءِ یَا حَسَنُ
اَخْبِرْنِیْ قَبْلَ اَنْ اَسْئَلَ اِلَیْكَ اَخَاكَ عَنْ اَحْکَامِ دِیْنِ الْاِسْلَامِ
حَتّٰی اَذْعَنَ لَكَ وَ اَنْقَادَ اِلَی الْاِسْلَامِ بعد اسکے اُس یہودی نے
عرض کیا کہ ای میوہ دل محمد مصطفیؐ اور ای نور چشم علی مرتضیؑ ای راحت
دل فاطمہ زہراؑ ای حسن مجتبیٰؑ آپ مجھے دین اسلام کے آداب و احکام
تعلیم فرمائیے تا کہ اقرار کرون مین آپکا اور تابع اسلام ہون قبل اسکے
کہ مین آپکے بھائی کو لے آؤن ثُمَّ اِنَّ الْحَسَنَ عَرَضَ عَلَیْهِ الْاِسْلَامَ
وَ عَرَّفَهُ الْحَلَالَ وَ الْحَرَامَ فَاَسْلَمَ صَالِحٌ وَ اَحْسَنَ اِسْلَامَهُ
عَلٰی یَدِ الْاِمَامِ بْنِ الْاِمَامِ وَ سَلَّمَ اِلَیْهِ اَخَاهُ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ
پس امام حسن علیہ السلام نے اُسکو احکام اسلام کے تعلیم فرمائے
اور حلال و حرام سے آگاہ کیا پس صالح اسلام سے مشرف ہوا اور
ہاتھ پر امام ابن امام کے مسلمان ہوا بعد اسکے امام حسین علیہ السلام کو
لیکر حاضر خدمت ہوا ثُمَّ نَثَرَ عَلٰی رَاْسِهِمَا طَبَقًا مِنَ الذَّهَبِ

وَالْفِضَّةِ وَتَصَدَّقَ بِهٖ عَلٰی فُقَرَآءِ الْمَسَاكِيْنِ بِبَرَكَتِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ثُمَّ اِنَّ الْحَسَنَ ع اَخَذَ بِيَدِ اَخِيْهِ الْحُسَيْنِ ع وَاَتَيَا
اِلٰی اُمِّهِمَا فَلَمَّا رَاٰتْهُمَا اِطْمَاَنَّ قَلْبُهَا وَزَادَ سُرُوْرُهَا بِوَلَدَيْهَا
بعد اُسکے صالح نے دونوں شاہزادوں پر ایک طبق پر از طلا و نقرہ نثار
کیا اور اُس زرِ نثار کو بہ برکت حسنینؑ کے فقرا و مساکین پر تصدق کیا
اور امام حسن علیہ السلام ہاتھ میں ہاتھ اپنے بھائی امام حسین علیہ السلامؑ کا
لیے ہوے اپنی مادرِ گرامی کی خدمت میں آئے پس جب اُن شاہزادوں کو
جناب سیدہؑ نے دیکھا تو بہت شاد و مسرور ہوئیں قَالَ فَلَمَّا كَانَ
يَوْمُ الثَّانِيْ اَقْبَلَ صَالِحٌ وَمَعَهٗ سَبْعِيْنَ رِجَالًا مِّنْ رَهْطِهٖ وَ
اَقَارِبِهٖ وَقَدْ دَخَلُوْا جَمِيْعُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ عَلٰی يَدِ الْاِمَامِ بْنِ
الْاِمَامِ اَخِ الْاِمَامِ راوی کہتا ہے کہ جب دوسرا دن ہوا تو صالح
مع ستر آدمیوں کے اپنے قوم و قبیلہ سے آیا اور سب نے امام حسن علیہ
السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار اسلام کیا اور سب ہاتھ پر امام
ابن امام برادر امام کے داخل اسلام ہوے ثُمَّ تَقَدَّمَ صَالِحٌ اِلٰی
بَابِ الزَّهْرَآءِ رَافِعًا صَوْتَهٗ بِالثَّنَآءِ لِلسَّادَةِ الْاُمَنَآءِ وَجَعَلَ يُمَرِّغُ
وَجْهَهٗ وَشَيْبَتَهٗ عَلٰی عَتَبَةِ دَارِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ وَهُوَ يَقُوْلُ
يَا بِنْتَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی عَمِلْتُ سُوْءً بِاِبْنِكِ وَاٰذَيْتُ وَلَدَكِ
وَاَنَا عَلٰی فِعْلِيْ نَادِمٌ فَاصْفَحِيْ عَنْ ذَنْبِيْ بعد اسکے صالح دروازہ جناب
سیدہؑ پر آیا اور آواز بمدح و ثناے اہل بیت رسالت بلند کی اور منھ

اپنا آستانۂ ہدایت نشان اُن معصومہ پر ملتا تھا اور عرض کرتا تھا
کہ اے پارۂ جگر رسول خدا اے دختر برگزیدۂ خدا مجھ سے قصور ہوا اور
آپکے فرزند دلبند کی نسبت مین نے بے ادبی کی اور اب مین اپنے
فعل سے نادم ہوں پس آپ قصور میرا معاف فرمائیے فَارسَلَتْ
اِلَیہِ فَاطِمَۃُ تَقُولُ اَمَّا اَنَا فَقَدْ عَفَوتُ عَنْکَ مِنْ حَقِّیْ وَنَصِیبِیْ
وَصَفَحْتُ عَنْ اسَاءَتِکَ بِہٖ وَلٰکِنَّہُمَا اِبْنَایَ وَاِبْنَا عَلِیِّ بْنِ الْمُرْتَضیٰ
فَاعْتَذِرْ اِلَیہِ مِمَّا اٰذَیْتَ اِبْنَہٗ پس یہ سُنکر جناب سیدہ نے کہلا بھیجا
کہ مین نے قصور تیرا عفو کیا بقدر اپنے حصہ کے جتنا کہ حق میرا تھا اور
جو فراق فرزندین سے مجکو رنج پہونچا وہ مین نے معاف کیا مگر حسنین
فرزند ہیں امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے پس اُن
حضرت سے عذر اپنی تقصیر کا کرو ثُمَّ اِنَّ صَالِحًا اِنْتَظَرَ عَلِیًّا حَتّٰی اَتٰی
مِنْ سَفَرِہٖ وَعَرَضَ عَلَیہِ حَالَہٗ وَاعْتَرَفَ عِنْدَہٗ بِمَا جَرٰی
لَہٗ وَبَکٰی بَیْنَ یَدَیہِ وَاعْتَذَرَ مِمَّا اَسَا اِلَیہِ پس صالح منتظر رہا
یہانتک کہ جناب امیر علیہ السلام نے سفر سے مراجعت فرمائی
اور حاضر خدمت ہوکر اپنا حال عرض کیا اور معترف اپنے قصور کا
ہوکر سامنے اُن حضرت کے گریہ وزاری اور عذر خواہی کی فَقَالَ
لَہٗ یَا صَالِحُ اَمَّا اَنَا فَقَدْ رَضِیتُ عَنْکَ وَصَفَحْتُ عَنْ ذَنْبِکَ
لٰکِنَّ ہٰؤُلَاءِ اِبْنَایَ وَرَیْحَانَتَا رَسُوْلِ اللّٰہِ فَامْضِ اِلَیہِ فَاعْتَذِرْ
مِمَّا اَسَأْتَ اِلَیہِ بِوَلَدَیہِ پس یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ میرے

قصور تیرا عفو کیا مگر یہ دونون فرزند اور ریحان بوستان جناب رسول خدا کے ہین اُن حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عذر خواہی کر و
قَالَ فَاَتٰی صَالِحُ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ بَاکِیًا حَزِیْنًا وَ قَالَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ قَدْ اُرْسِلْتَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَ اِنِّیْ قَدْ اَسَأْتُ وَ اَخْطَأْتُ وَ اِنِّیْ قَدْ سَرَقْتُ وَلَدَکَ الْحُسَیْنَ ع وَ اَدْخَلْتُہٗ اِلیٰ دَارِیْ وَ اَخْفَیْتُہٗ عَنْ اَخِیْہِ وَ اُمِّہٖ وَ قَدْ اَسَأْتُہُمَا فِیْ ذٰلِکَ وَ اَنَا الْاٰنَ قَدْ فَارَقْتُ الْکُفْرَ وَ دَخَلْتُ فِیْ دِیْنِ الْاِسْلَامِ
راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر صالح محزون و مغموم روتا ہوا خدمت بابرکت جناب رسالت مآب مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ ای سید المرسلین حق سبحانہ تعالیٰ نے آپکو رحمت واسطے عالمین کے بھیجا ہے اور مجھ سے قصور ہوا کہ آپکے فرزند دلبند امام حسین ع کو مین نے چھپایا تھا اور اُنکو اپنے گھر مین مخفی کیا تھا اُنکی مادر گرامی اور برادر سامی سے اور اب مین شرف اسلام سے مشرف ہوا ہون اور اپنے قصور کا معترف ہون فَقَالَ النَّبِیُّ صلعم اَمَّا اَنَا فَقَدْ رَضِیْتُ عَنْکَ وَ صَفَحْتُ عَنْ جُرْمِکَ وَلٰکِنْ یَجِبُ عَلَیْکَ اَنْ تَعْتَذِرَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ وَ تَسْتَغْفِرَہٗ مِمَّا اَسَأْتَ بِہٖ قُرَّۃَ عَیْنِ الرَّسُوْلِ وَ مُہْجَۃَ فُؤَادِ الْبَتُوْلِ حَتّٰی یَعْفُوَ اللّٰہُ عَنْکَ سُبْحَانَہٗ پس جناب رسول خدا نے فرمایا کہ مین نے تیرا قصور عفو کیا مگر تجھے لازم و ضرور ہے کہ خداوند عالم کی درگاہ مین عذر و استغفار بجا لائے اُس امر سے کہ جو بے ادبی

تجھ سے ہوئی ہی نسبت نور چشم رسول اور راحت دل بتول کے بیا تمام کر
حق سبحانہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو فقال فَلَم یَزَل صَالِحٌ یَستَغفِرُ رَبَّهٗ
وَیَتَوَسَّلُ اِلَیهِ وَیَتَضَرَّعُ بَینَ یَدَیهِ فِی اَسحَارِ اللَّیلِ وَاَوقَاتِ
الصَّلٰوۃِ حَتّٰی نَزَلَ جِبرَئِیلُ اِلَی النَّبِیِّ بِاَحسَنِ التَّبجِیلِ وَھُوَ یَقُولُ
یَا مُحَمَّدُ قَد صَفَحَ اللّٰهُ عَن جُرمِ صَالِحٍ حِینَ دَخَلَ فِی دِینِ الاِسلَامِ
عَلٰی یَدِ الاِمَامِ بنِ الاِمَامِ اَخِ الاِمَامِ عَلَیھِمُ اَفضَلُ الصَّلٰوۃِ
وَالسَّلَامُ راوی کہتا ہے کہ بس صالح مدت تک وقت سحر اور اوقات
صلوۃ مین استغفار اور تضرع وزاری درگاہ باری مین کرتا رہا یہانتک
کہ جبرئیل خدمت رسول جلیل مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ
خداوند کریم نے قصور صالح کا اُسیوقت عفو فرمایا کہ جسوقت وہ ہاتھ پر
امام ابن امام برادر امام کے دین اسلام مین داخل ہوا حضرات
سُنا آپنے کہ شاہزادہ کونین فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ
اپنی مادر گرامی جناب سیدہ کی نظر سے تھوڑی دیر غائب ہوگئے تھے
اور بصحت و سلامتی صالح کے گھر مین تھے حالانکہ اُسنے کوئی زخم نیزہ
و تیر و شمشیر نہ لگایا تو اُنکی مادر گرامی کا کیا حال ہوا کہ فراق فرزند سے
ستر مرتبہ دروازہ مسجد تک تشریف لائین اور پھر گئین مگر افسوس ہزار
افسوس حال پر جناب زینبؑ کے کہ جب وہی امام حسینؑ مظلوم کربلا
روز عاشورا یکہ و تنہا بعد شہادت تمام اصحاب و اقربا کے درمیان اعدا کے
گھر گئے تھے اور بروایت ابو مخنف ہر طرف سے اشقیائے کوفہ و شام

محاصرہ کیے ہوے تھے کوئی تلوار مارتا تھا اور کوئی تیر لگاتا تھا اور کوئی نیزہ مارتا تھا اور کوئی سنگدل پتھر مارتا تھا تو اُسوقت وہ مظلوم بکمال اضطرار بار بار دروازہ خیمہ تک آتی تھین اور ایسا کوئی نظر نہ آتا تھا کہ اُس سے حال اپنے برادر مظلوم کا دریافت کرین اور نہ فرزند اور اقربا اُس ستم رسیدہ کے زندہ تھے کہ میدان مین واسطے تلاش کرنے اپنے ماں جائے کے روانہ کرتین ہاے کہان تھے امام حسن علیہ السلام کہ صحراے کربلا مین روز عاشورا باآواز بلند پکارتے یا حسین بن علی یا قرۃ عین النبی این انت یا اخی اے حسین فرزند علی مرتضیٰ اے نور چشم رسول خدا اے برادر مظلوم میرے تم کہان ہو کاش اُسوقت جناب قاسم و عبداللہ اور احمد نیبان امام حسن علیہ السلام زندہ ہوتے تو اپنے چچا کو تلاش کرتے افسوس وہ شاہزادے خون آلودہ ریگ گرم پر پڑے تھے مقام تامل ہے کہ امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ اپنے وطن مین تھوڑی دیر غائب رہے بعد اُسکے بسلامت واپس آئے اور صحراے کربلا اور عالم مسافرت مین ایسے غائب ہوے کہ پھر امید واپس آنکی نہ رہی جیسا کہ جناب زینب فرماتی ہین بابی من لا ھو غائب فیرتجی ولا جریح فیداوی فدا ہو باپ میرا اُس غریب الدیار پر جو ایسا غائب نہین ہے کہ جسکے پھر آنیکی امید ہو اور نہ ایسا زخمی ہے کہ علاج کرنے سے اچھا ہو جائے یعنے ظالمون نے اُس مظلوم کو شہید کیا اب اُس سے امید ملاقات کی دار دنیا مین نہین ہے مقام غور ہے کہ مدینہ مین

صالح یہودی اصحاب کیا اور آل عبا سے بعد اسلام کے طالب عفو ہوا
اور درگاہ الٰہی مین مدت تک استغفار کرتا رہا یہانتک کہ جبرئیل
مع بشارت کے نازل ہوے اور کربلا مین اہل کوفہ و شام نے کہ جو
اپنے تئین مسلمان جانتے تھے اُس فرزند رسول کو تشنہ لب ذبح کیا
اور باہم مبارکباد دیتے تھے اور مدینہ مین جبرئیل بشارت لائے تھے
اور کربلا مین جبرئیل پکارتے تھے الا قُتِلَ الحُسَینُ بِکَربَلا آگاہ ہو
اے اہل آسمان و زمین امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین زمین کربلا پر
قتل کیے گئے مومنین مدینہ مین صالح اپنے قصور پر نادم و عذرخواہ تھا
اور کربلا مین اعدا قتل فرزند رسول خدا پر شاد و مسرور تھے بلکہ شمر
لعین مع ہمراہیون کے خیمون کو لوٹتا تھا اور آگ لگاتا تھا اور اہلبیت
رسالت کو عوض ماتم پرسے کے تازیانے مارتا تھا اور مدینہ مین
قوم صالح سے ستر یہودیون نے اظہار اسلام کیا افسوس کربلا مین ستر
شقی بارادۂ ذبح فرزند رسول خدا کے ٹوٹے پڑتے تھے حضرات
مدینہ مین صالح نے ایک طبق طلا و نقرہ کا فرزندان رسول پر نثار کیا
اور کربلا مین اعدا نے دختران رسول خدا کی مقنعہ و چادرین تاراج
وہان با غارت مدینہ مین امام حسن علیہ السلام پکارتے تھے کہ اے
حسینؑ بھائی میرے تم کہان ہو اور صحرائے کربلا مین بہنین اُن حضرت
کی جناب زینبؑ و ام کلثومؑ مدینہ کیطرف متوجہ ہوکر فریاد کرتی تھین
وا محمداہ صلی علیک ملائکۃ السماء وھذا الحسین مرمل

بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعَ الْاَعْضَاءِ ہائے ای نانا رسول خدا آپ پر تو ملائکہ آسمان نے نماز پڑھی مگر بمقام افسوس ہے کہ یہ فرزند آپکا حسین مظلوم ریگ گرم صحرا پر بخاک وخون آلودہ پڑا ہی اعضائے نورانی اُنکے پارہ پارہ کیے گئے ہین مومنین مدینہ مین جناب سیدہ اپنے فرزند کو صحیح وسالم دیکھکر کیسی شاد ومسرور ہوئی تھین اور بکمال محبت وشفقت مادری اپنے سینہ سے لگایا ہوگا اور کربلا مین اشقیائے امت نے بکمال عداوت لاش اطہر فرزند رسول خدا پر کیا کیا ظلم وستم کیا آہ آہ اُس ظلم وستم کو کس زبان سے بیان کرون مگر معصومؑ فرماتے ہین نَطَأَتْ الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا اے جد مظلوم آپکی لاش اطہر پر گھوڑے اپنے سُمون سے بے ادبی کرتے تھے

الا لعنة الله علے القوم الظالمین

مجلس بست ونہم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ منتخب مین منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ یہ فرزند میرے حسن اور حسین علیہما السلام سردار ہین جوانان اہل جنت کے حضرات کیا محبت وشفقت تھی اُن حضرت کو اپنے فرزندون سے کہ کسیطرح خاطر شکنی اُنکی گوارا نہ تھی فِي الْبِحَارِ وَغَيْرِهٖ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ دَخَلَا يَوْمَ عِيْدٍ اِلٰى حُجْرَةِ جَدِّهِمَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ چنانچہ بحار الانوار اور محرق القلوب مین منقول ہے کہ ایک دن

روز عید تھا اور فرزندان رسول الثقلین جناب حسنین علیہما السلام باہم دونوں
شاہزادے خدمت بابرکت میں اپنے جد امجد جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ کی حاضر ہوئے فقالا یا جداہ الیوم یوم العید وقد تزین
اولاد العرب بالوان اللباس ولبسوا جدید الثیاب ولیس لنا
ثوب جدید وقد توجھنا لذلک الیک پس عرض کیا کہ اے
جد بزرگوار آج روز عید ہے اور اطفال عرب کے نیا لباس پہنے ہیں اور
رنگین لباس سے مزین ہیں اور ہمارے پاس لباس جدید نہیں ہے کہ تا
ہم بھی اُسے پہنیں پس ہم اسلیے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ بھی
ہمیں لباس جدید عطا فرمائیے جناب رسول خدا حال اُن شاہزادوں کا
دیکھکر رونے لگے چونکہ اُسوقت اُن حضرت کے پاس کوئی لباس ایسا
نہ تھا کہ وہ حسنین علیہما السلام کو پہناتے اور خاطر شکنی بھی اُن شاہزادوں کی
گوارا نہوئی پس اُن حضرت نے درگاہ احدیت میں دعا کی کہ بارالہا تو
شکستہ دلی ان بچوں کی اور انکی ماں فاطمہ زہرا کی مبدل بسرور کر ہنوز
حضرت دعا کر رہے تھے کہ یکایک جبرئیل امین دو حُلّے سفید بہشت کے
لیے ہوئے نازل ہوئے یہ دیکھکر جناب رسالت مآب نہایت مسرور ہوئے
اور فرمایا یا سیدی شباب اھل الجنۃ خذا اتوابکما خاطھما
خیاط القدرۃ علی قدر طولکما اے سرداران جوانان اہل جنت لو
اپنے کپڑے کہ جنکو خیاط قدرت نے ٹھیک ٹھیک تمھارے قد و قامت
زیبا کے موافق سیا ہے پس جب حسنین علیہما السلام نے دیکھا کہ یہ حُلّے سفید ہیں

عرض کی کہ اے جدِّ نامدار اطفالِ عرب تو رنگین لباس پہنے ہین اور یہ حلّے
سفید ہین یہ سُنکر جناب رسالت مآبؐ نے سر اقدس جھکا لیا اور ایک
ساعت تک متفکر رہے جبرئیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ خوش و مسرور
ہون کہ جس رنگ کو یہ شاہزادے پسند فرمائین بقدرت خدا ویسے ہی
رنگ کے کپڑے رنگ جائینگے پس یا رسول اللہ آپ ایک طشت و آفتابہ
طلب فرمایئے حسب الطلب حضرت کے ایک طشت و آفتابہ حاضر
کیا گیا جبرئیلؑ نے عرض کی مین پانی ڈالتا جاؤن اور آپ دست اقدس سے
اِن حلّون کو ملیے حضرت نے حلّہ امام حسنؑ کا طشت مین رکھا اور جبرئیلؑ نے
پانی ڈالنا شروع کیا اور حضرت نے امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ اے
نورِ نظر کونسا رنگ تمکو منظور ہے اُس شاہزادہ نے عرض کیا کہ مین سبز
رنگ چاہتا ہون پس جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے
اُس حلّہ کو پانی مین ڈالا تو وہ حلّہ بقدرتِ خدا سبز رنگ مثل زبرجد کے ہوگیا پس آنحضرت نے
اُس حلّہ کو نکالکر امام حسن علیہ السلام کو عطا فرمایا اور اُس شاہزادہ نے
پہن لیا بعد اُسکے جناب رسالت مآبؐ نے حلّہ امام حسین علیہ السلام کا
طشت مین رکھا اور جبرئیلؑ نے پانی ڈالا اُسوقت حضرت متوجہ ہوئے
طرف امام حسین علیہ السلام کے کہ سنّ شریف اُس شاہزادے کا اُس زمانہ
مین پانچ برس کا تھا اور فرمایا کہ اے نورِ نظر تمکو کونسا رنگ مطلوب ہے
امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے نانا جان مین سُرخ رنگ چاہتا ہون
پس جناب رسالت مآبؐ نے اُس حلّہ کو پانی مین ڈالا وہ حلّہ بقدرت خدا

سرخ رنگ مثل یاقوت کے ہوگیا اور اپنے فرزند کو عطا کیا اور اُس شاہزادے
نے پہن لیا پس جناب رسالت مآبؐ مسرور ہوئے اور وہ دونوں شاہزادے
بھی خوش و مسرور ہوکر اپنی مادر گرامی کی خدمت میں تشریف لیگئے اُسوقت
کچھ یاد کرکے جبرئیل رونے لگے حضرت نے فرمایا کہ ای اخی جبرئیل تم کیوں
روتے ہو حالانکہ آج میرے فرزند خوش و مسرور ہوئے پس تمہیں قسم ہے
خدائے عزوجل کی کہ تم اس امر سے مجھے آگاہ کرو جبرئیلؑ نے عرض کی کہ یا
نبی اللہ شب معراج کو آپنے جب جنت کی سیر فرمائی تھی اور درجات
و منازل انبیا و اوصیا سے مطلع ہوئے تو قصر امام حسن اور امام حسین
علیہما السلام سے پوچھا تھا کہ ایک سبز مثل زمرد کے تھا اور دوسرا سُرخ
مثل یاقوت کے تھا پس جو سبز تھا وہ امام حسنؑ کا ہی اور جو سُرخ تھا وہ
امام حسینؑ کا ہی اور یہ جو ایک شاہزادے نے سبز رنگ اور دوسرے نے
سُرخ رنگ پسند کیا سبب اسکا یہ ہی کہ امام حسنؑ کو اشقیائے امت زہر
پلائینگے اور بسبب اُسکے بدن اطہر اُس شاہزادہ کا سبز ہو جائیگا اور امام
حسینؑ کو اشقیائے امت قتل و ذبح کرینگے اور بدن اطہر اُس شاہزادہ کا
اُنکے خون سے سُرخ رنگ ہوگا یہ سُنکر جناب رسول خداؐ بہت محزون
و مغموم ہوکر رونے لگے کیوں مومنین جس برگزیدۂ باری کے واسطے
حلۂ جنت آیا اور جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے رنگ کے
پہنایا اور جبرئیل نے بحکم رب جلیل یہ اہتمام کیا افسوس ہزار افسوس وہی امام
حسینؑ نازپروردۂ رسول الثقلین دست ظلم اشقیائے کوفہ و شام سے

روز عاشورا کنارہ نہر فرات پر پیاسے شہید ہوئے اور بعد شہادت کے لباس بدنِ اطہر سے لوٹ لیا فَاَخَذَ قَمِیْصَہٗ اِسْحَاقُ الْحَضْرَمِیُّ افسوس کرتہ جسم اقدس سے اسحاق حضرمی ملعون لیگیا وَاَخَذَ عِمَامَتَہٗ اَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ اور عمامہ اُن حضرت کا اخنس بن مرثد ملعون لیگیا ہے ٥

اَیْنَ الرَّسُوْلُ وَجُثْمَانُ الْحُسَیْنِ یُرٰی		مُشَحَّطٌ قَدْ بَرٰی فِی الْاَرْضِ مَهْجُوْر

ہاے کہاں ہیں جناب رسول خدا ص تا دیکھیں کہ بدن اطہر اُنکے فرزند امام حسین کا بے غسل وکفن ریگ گرم پر پڑا ہے اور اشقیاے اُمت نے لاش اطہر کو مثل ورق قرآن کے زمین پر پریشان یعنے پارہ پارہ کردیا ہے ٥

اَیْنَ الرَّسُوْلُ وَعَنِ الرَّاْسِ الْکَرِیْمِ		عَلٰی رَاْسِ السِّنَانِ یُحَاکِیْ بَدْرًا مَهْجُوْر

افسوس کہاں ہیں جناب رسالت مآب ص تا دیکھیں کہ اعدا نے سر انور کو اُس قرآن ناطق کے نیزہ طویل پر بلند کیا جو سر اقدس کہ مثل ماہ کامل کے تابان و درخشان تھا چنانچہ بحار الانوار میں منقول ہے کہ عمر سعد لعین نے روز عاشورا سر انور امام حسین علیہ السلام کا خولی بن یزید اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابن زیاد کے پاس روانہ کیا بعد اُسکے اُس لعین نے حکم دیا کہ سر شہدا کے جدا کرلیں وہ سر شہدا کے شمر لعین اور قیس بن اشعث ملعون کے ساتھ روانہ کوفہ کیے اور خود ابن سعد گیارھویں تاریخ محرم تک کربلا میں مقیم رہا بعد اُسکے وہاں سے مع اہل بیت طاہرین کے کوچ کیا فَجَمَعَ قَتْلَاهُ وَصَلّٰی عَلَیْهِمْ وَدَفَنَهُمْ

وَتَرَكَ الْحُسَيْنَ وَاَصْحَابَهُ مَنْبُوذِيْنَ بِالْعَرَاءِ اور وجہ مقام کی یہ تھی کہ اُس ملعون نے اپنے کشتہائے نجس کو جمع کیا اور اُنپر نماز پڑھی اور دفن کیا اور لاش اقدس امام حسین ؑ اور اقربا و اصحاب کو اُن حضرت کے بے غسل و کفن صحرائے کربلا میں چھوڑ دیا افسوس خاک صحرا اُڑکر اُن لاشہائے انور پر جمتی جاتی تھی فَلَمَّا ارْتَحَلُوْا اِلَى الْكُوْفَةِ عَمَدَ اَهْلُ الْغَاضِرِيَّةِ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ فَصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَدَفَنُوْهُمْ یعنی جب لشکر ابن سعد کوفہ کو روانہ ہوا اور صحرائے کربلا میں بجز لاشہائے شہدا کے کوئی نہ رہا تو کچھ بنی اسد اہل غاضریہ سے جمع ہوئے اور اُن شہدا کی لاشوں پر نماز پڑھی اور دفن کیا ہائے افسوس کیا بیکسی ہے کہ کوئی عزیز و وارث اُنکا وہاں پر نہ تھا جو دفن و کفن کرتا کیونکہ وارث اُن لاشوں کے تو قید ہوکر طرف کوفہ کے گئے تھے چنانچہ اِس مصیبت کو معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی سلام ہو اُس غریب الوطن پر کہ جسکی لاش کو رحم کھاکر اہل قریہ و دیہات نے دفن کیا آہ آہ لاش اطہر مظلوم کربلا کی تو بعد تین روز کے دفن ہوئی اور سر انور کا حال کس زبان سے بیان کروں

اَیْنَ الرَّسُوْلُ وَثَغْرٌ کَانَ یَرْشِفُهٗ	یَدُقُّهٗ بِقَضِیْبٍ کَفُّ مَخْمُوْرِ

ہائے کہاں ہیں جناب رسول خدا آ دیکھیں اُن دندان انور کو کہ جنکے بوسے لیا کرتے تھے افسوس اُنپر ایک ظالم شرابخوار چھڑی لگاتا تھا فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ وَکَانَ اِلٰی جَانِبِهٖ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ اُسوقت زید بن ارقم صحابی

رسول خدا ہیا ہوے ابن زیاد لعین میں بیٹھے تھے جب اُس دیندار نے دیکھا کہ ابن زیاد چھڑی لگا رہا ہی تو بیتاب ہوکر آواز دی کہ ای ابن زیاد اُٹھا لے چھڑی کو ان لبہائے انور پرسے قسم بخدا مین نے بکرر بچشم خود دیکھا ہی لبہائے اقدس جناب رسول خدا کو اس مقام پر کہ جہان تو چھڑی رکھے ہی یہ کہکر زید بن ارقم بآواز بلند رونے لگے پس ابن زیاد اُنکو برا کہنے لگا اور کہا کہ اگر تو مرد پیر و مُسن نہوتا تو مین تجھے قتل کرتا آہ آہ آخر زید بن ارقم روتے ہوے وہان سے باہر چلے آئے اور وہ ظلم و ستم نہ دیکھ سکے آہ مومنین اسپر بھی اعدا نے التفا نہ کی بلکہ نوک نیزہ پر رکھکر اُس سر اقدس کو کوچہ و بازار کوفہ میں پھرایا آخرکار تنور خانہ خولی مین رکھا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و ششم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ منتخب وغیرہ مین منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ یہ دونون فرزند میرے حسن اور حسین علیہما السلام سردار ہین جوانان اہل جنت کے وَقَالَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَاَبْغَضَ اللّٰہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا اور فرمایا اُن حضرت نے کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہی اور مین حسینؑ سے ہون دوست رکھتا ہی خداوند عالم اُسکو جو حسین کو دوست رکھے اور دشمن رکھتا ہی خداوند عالم اُسکو جو حسینؑ کو دشمن رکھے سبحان اللہ کیا محبت و الفت تھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو حسنین علیہما السلام سے اور امام حسینؑ

علیہ السلام کے ساتھ تو عجب الفت تھی کہ کسیطرح خاطر شکنی انکی گوارا نہ تھی جیسا کہ صاحب شمع المجالس لکھتے ہیں منجملہ اسکے چند شعر یہ ہیں

یفرح خاطری بدو الحسین	واخر امرہ مبک لعینی

خوش کرتا ہی میرے دل کو ابتدائے حال امام حسین علیہ السلام کا اور آخر حال ان حضرت کا میری آنکھوں کو زار زار رلاتا ہی

فیوم العید مرکبہ النبی	وعاشوراء مرکبہ الشقی

پس ایک دن وہ تھا کہ بروز عید مرکب ان حضرت کے جناب رسول خدا تھے ہائے افسوس روز عاشورا اس جناب کے سینۂ اطہر پر جو گنجینۂ علوم ربانی تھا شمر شقی بیٹھا تھا

واذا ولد الحسین اتی الرسول	فلو یاذن لترضعہ البتول

اور جب امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو جناب رسول خدا تشریف لائے اور اجازت نہ دی کہ جناب سیدہ اس شاہزادہ کو شیر پلائیں

الی ان غرہ کالطیر غرا	فمص لسانہ شہرا وعشرا

یہانتک کہ جناب رسول خدا نے اس شاہزادہ کو سیر کیا اسطرح سے کہ جیسے طائر اپنے بچہ کو بھراتا ہی پس اس شاہزادہ نے اپنے جد امجد کی زبان اقدس چالیس روز تک چوسی

واصبح بعد ذاک العہد یوما	یقاتل دون شرب الماء قوما

اور بعد اسکے ایک دن ایسا آیا کہ امام حسین علیہ السلام شدت تشنگی میں قوم اعدا سے راہ خدا میں جہاد کرتے تھے

ن احمد حاضرا فیما ھنا کا		یلوک لسانہ عطشا وما کا

تو اُس وقت وہ جناب شدت تشنگی سے زبان اطہر چباتے تھے آہ اُس دن
جناب رسول خدا ؐ نہ تھے کہ اپنے فرزند کی اِس مصیبت کو دیکھتے ؎

لعاب فم النبی علی الولاء		فاول ما اذیق من الغذاء

پس اول روز یعنے پیدائش کے دن اس دار دنیا میں امام حسین علیہ السلام
جو کچھ کہ نوش کیا وہ لعاب دہن رسول خدا کا تھا جو سرچشمۂ علم وحکمت تھا

چالیس دن تک ہم پیاسے

لمرارۃ سوء کاسات الحمام		واخر ما تجرع فی الاوام

آہ مومنین کیا انقلاب ہے کہ آخر روز اس دار دنیا سے یعنے روز عاشورا
جو اُن حضرت نے نوش فرمایا وہ تلخی ناگوار کاسہائے موت کی تھی ؎

فیاتی حلۃ فی یوم عید		ویوما یشتہی لبس الجدیدا

ایک دن وہ تھا کہ اُس جناب نے بروز عید چاہا کہ لباس جدید پہنیں
تو جبرئیل بحکم رب جلیل حلہائے جنت واسطے اُن حضرت کے لائے ؎

فجرد منہ فی حر التراب		ویوما قد دعا خلق الثیاب

اور ایک دن وہ تھا کہ اُن حضرت نے بروز عاشورا اپنی بہن جناب
زینب سے جامۂ کہنہ منگا کر پہنا ہائے افسوس اعدا نے وہ بھی اتار لیا اور
اُس جناب کو زمین گرم پر بے لباس کے چھوڑ دیا آہ صرف وہ زیر جامہ
باقی تھا جسکے کمربند کے واسطے جمال لعین نے دست اقدس قطع کیے ؎

وادم میکال ناغا نام نوما		وحرک مھدہ جبریل یوما

اور ایک دن وہ تھا کہ جبرئیل گہوارہ جنبانی کرتے تھے اور میکائیل اُن حضرت کو براحت و آرام سُلاتے تھے تب نیند آتی تھی ؎

وَیَوْمًا اَمْرٌ فِی شَمْسِ النَّهَارِ	وَلَمْ یَکُ ذَا سُکُوْنٍ اَوْ قَرَارٍ

اور ایک دن وہ تھا کہ تمازت آفتاب میں ریگ گرم پر سوتے تھے کہ ذرا اُن حضرت کو آرام و قرار نہ تھا ہائے افسوس خاک صحرا اُڑ کر جسم اطہر پر جمتی جاتی تھی ؎

فَاِنَّ الْاَرْضَ لَوْ تَکُ ذَا سُکُوْنٍ	وَزَیْنَبُ نَوْحُهَا مِیَاهُ الْعُیُوْنِ

اور تحقیق کہ زمین کربلا کو بھی سکون و قرار نہ تھا اور جناب زینب کا گریہ و بکا اور نوحہ و عزا آنکھوں کو جدا رُلاتا تھا حضرات زمین کربلا کا تو سبب بیقراری و سکون ظاہر ہی کہ انکا آسمان و زمین و حجت خدا مظلوم کربلا خاک و خون میں غلطاں زخموں سے چور چور کس بیکسی سے پڑے تھے مگر امام حسین علیہ السلام سے صابر و شاکر کا سبب بیقراری و سکون کیا تھا شاید یہ سبب کہ خواہر ستم دیدہ اُن حضرت کی کس بیکسی سے مدینہ کیطرف متوجہ ہو کر فریاد کرتی تھیں جیسا کہ بحار الانوار میں حمید بن مسلم سے منقول ہی وہی تنادی وَامُحَمَّدَاهُ صَلّٰی عَلَیْکَ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ وَهٰذَا الْحُسَیْنُ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ ہائے ای نانا رسول خدا آپ پر تو ملائکہ آسمان نے نماز پڑھی اور یہ فرزند آپکا حسین مظلوم بخاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرا پر پڑا ہی اور اعضائے نورانی اُسکے پارہ پارہ کیے گئے ہیں وبناتک سبایا الی اللّٰہ المشتکی والی محمد المصطفٰی والی علی المرتضٰی والی حمزة سید الشہداء

اور بیبیاں آپکی اسیر و مقید کی گئیں پس طرف خدا و رسولؐ اور علی مرتضیٰؑ اور حمزہ سید الشہداؑ کے فریاد و شکایت ہی وا محمداہ ہذا حسین بالعراء یسفی علیہ الصبا قتیل اولاد البغایا یا حزناہ یا کرباہ الیوم مات جدی رسول اللہؐ ہاے نانا رسول خداؐ یہ فرزند آپکا حسین مظلوم کربلا صحرا مین پڑا ہی اور خاک اسکے جسم انور پر اڑ اڑ کے پڑتی ہی اور اولاد حرام نے اس مظلوم کو قتل کیا ہی افسوس آج ہی گویا میرے نانا رسول خداؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہی اور مین بے حامی و مددگار رہگئی یا اصحاب محمداہ ہؤلاء ذریۃ المصطفی یساقون سوق السبایا ای اصحاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ یہ ذریت اور دختران رسول خداؐ مثل اسیران ترک و روم کے پھرائی جاتی ہین الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست و ہفتم

فی عیون اخبار الرضا علیہ السلام قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ انا ابن الذبیحین عیون اخبار رضا علیہ السلام مین منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ مین فرزند دو ذبیح اللہ یعنے حضرت عبد اللہ اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا ہون چنانچہ صاحب حدیقہ سلطانیہ علیہ الرحمہ ان دونون بزرگوارون کے حال کو یون روایت کرتے ہین کہ حضرت ابراہیمؑ مع اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کے مشغول اعمال حج اور عبادت خدا تھے پس ان حضرت نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا تمکو راہ خدا مین ذبح کرتا ہون تم اس

امر مین غور و فکر کرو کہ تمھاری کیا رائے ہی یہ سنکر حضرت اسمٰعیل نے عرض کیا
ای پدر بزرگوار آپ اُس امر کو جسپر آپ مامور ہوے ہین عمل مین لائیے انشاء اللہ
آپ مجھے صابرین سے پائینگے پس حضرت ابراہیم عازم ذبح ہوے تو خداوند
عالم نے گوسفند بہشتی فدیہ بھیجا پس جو گوسفند منیٰ مین ذبح ہوتا ہی فدیہ اُنکا ہی
تا روز قیامت اور حضرت عبداللہ کے حال مین یون منقول ہی کہ حضرت
عبدالمطلب نے حلقۂ در کعبہ سے لپٹ کے درگاہ الٰہی مین دعا کی کہ بار الٰہا
مجھے دس فرزند عطا فرما اور نذر کیا جب خدا یہ نعمت مجھے عطا کرے تو ایک
فرزند کو راہ خدا مین قربانی کرونگا پس جب خدا نے دس فرزند اُن حضرتکو
عطا کیے تو ایفاے نذر پر آمادہ ہوکر سب اولاد کو داخل خانہ کعبہ کیا اور
تین مرتبہ درمیان اِنکے قرعہ ڈالا تو ہر مرتبہ بنام حضرت عبداللہ کے نکلا کہ
وہ جناب گرامی ترین اولاد سے تھے پس حضرت عبدالمطلب اُس فرزند کو
لیکر باہر تشریف لائے اور اُنکو زمین پر لٹا کر چاہا کہ ذبح کرین جب یہ خبر
اکابر قریش کو معلوم ہوئی تو وہ سب جمع ہوکر مانع ہوے اور عورات
حضرت عبدالمطلب نے حاضر ہوکر صدا الفریاد اور گریہ و بکا بلند کی اُسوقت
عاتکہ دختر عبدالمطلب نے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار آپ کوئی عذر
بیش خدا ناتمام نہ رکھیے فرمایا کیونکر عذر کرون بیان کرو عرض کی جو شتر
کہ حرم مین چرتے ہین اور آپکی ملک سے ہین درمیان اِنکے اور اپنے فرزند کے
قرعہ ڈالیے اور زیادہ کرتے جائیے اسقدر کہ حق سبحانہ تعالیٰ راضی ہو پس
حضرت نے وہ سب شتر حاضر کیے اور دس اونٹ اُنمین سے جدا کیے

اور درمیان اُنکے اور اپنے فرزند کے قرعہ ڈالا تو بنام حضرت عبد اللہ کے نکلا پس
دس دس شتر زیادہ کرتے گئے اور ہر دفعہ قرعہ بنام حضرت عبد اللہ کے نکلا
یہانتک کہ سَو اونٹ پر نوبت پہونچی اُسوقت قرعہ اُنکے نام پر نکلا یہ دیکھکر
سب قریش نے ایسی صدا تکبیر بلند کی کہ تمام پہاڑ مکہ معظمہ کے کانپنے لگے
اُسوقت حضرت عبد المطلب نے فرمایا جبتک کہ تین مرتبہ قرعہ بنام اونٹونکے
نہ نکلے گا مین ہاتھ عبد اللہ سے نہ اُٹھاؤنگا پس اور دو مرتبہ قرعہ ڈالا اور
دونون مرتبہ بنام اونٹون کے نکلا اُسوقت حضرت ابو طالبؑ اور زُبیر
اور اُنکی بہنون نے حضرت عبد اللہ کو حضرت عبد المطلب کے ہاتھ کے
نیچے سے کھینچ لیا اور ہاتھون ہاتھ سب لیگئے اور خوشبو سونگھتے تھے اور
اُنکی سلامتی پر سجدے شکر الٰہی کے بجالاتے تھے اور چہرۂ انور سے اُنکے خاک
صاف و پاک کرتے تھے تو دیکھا کہ پوست روئے نورانی کا زمین کی رگڑ سے
اُتر گیا ہی پس حضرت عبد المطلب نے حکم دیا کہ اُن اونٹونکو اس مقام پر
کہ درمیان کوہ صفا و مروہ کے ہی نحر کرو اور کسیکو اُنکے گوشت سے منع
نہین کیا اور اِس سُنت حضرت عبد المطلب کو حق سبحانہ تعالیٰ نے
اسلام مین جاری رکھا کہ دیت ہر مرد مسلم کی سَو شتر ہی حضرات سُنا آپنے
کہ حضرت عبد اللہ کے چہرۂ انور کا پوست اُتر گیا تھا اور رخسارے خاک آلودہ
ہوئے تھے حالانکہ وہ جناب بنرمی و آہستگی زمین پر لٹائے گئے تھے نہ زخمی
ہوکر گھوڑے سے گرے تھے نہ تین دن کے بھوکے پیاسے تھے نہ درمیان
اعدا کے گھرے ہوئے تھے نہ کوئی لاش عزیز و اقربا کی گرد پڑی تھی نہ

غریب الوطن و مسافر تھے بے ناصر و مددگار تھے ہائے افسوس حالِ مظلومی
و بیکسی پر اُس مذبوح و مقتول کے جو تین دن کے بھوکے پیاسے غریب
الوطن یکہ و تنہا زخموں سے چور چور ذوالجناح سے منہ کے بل خاک گرم
کربلا پر گرے اور رخسارہ انور خاک آلودہ ہوا چنانچہ ان مصیبتوں کو حجت خدا
زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ حَبَاهُ
اللّٰہُ بِخُلَّتِہٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی اِسْمٰعِیْلَ الَّذِیْ فَدَاهُ اللّٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ
مِنْ جَنَّتِہٖ سلام ہو حضرت ابراہیمؑ پر کہ جنکو خدا نے مرتبہ اپنی دوستی کا
عطا کیا اور سلام ہو حضرت اسمعیلؑ پر کہ جنکی قربانی خدا نے قبول کی اور
اُنکی بڑی قربانی جنت سے بھیجی اَلسَّلَامُ عَلٰی خَامِسِ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ
اَلسَّلَامُ عَلٰی غَرِیْبِ الْغُرَبَاءِ اور سلام ہو خامس اصحاب کسا اور آلِ عبا
اور سلام ہو غریب الغربا پر کیوں مومنین جس وقت حجت خدا یہ فقرات پڑھتے
ہونگے تو قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوتا ہوگا اَلسَّلَامُ عَلٰی شَهِیْدِ الشُّهَدَاءِ
اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِیْلِ الْاَدْعِیَاءِ سلام ہو اُس شہید پر جو سردار شہدائے راہ خدا
اور سلام ہو اُس مظلوم پر کہ جسکو اعدا نے بظلم و ستم تشنہ لب قتل و ذبح کیا
اور بعد چند فقرات کے فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ اَلسَّلَامُ
عَلَی الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ سلام ہو اُس رخسارہ انور پر جو خاک آلودہ ہوا
اور سلام ہو اُس ریش اقدس و نورانی پر جو خون بدن سے مخضب ہوئی
حضرات شرائط و آداب ذبح کے جو علما نے لکھے ہیں تیئیس ۲۳ امر متعلق
ذبح کے ہیں تیرہ واجب ہیں اور پانچ سنت اور پانچ مکروہ ہیں منجملہ

انکے یہ ہی کہ ذبیحہ قابل ذبح ہوا ور چار ون رگین اسکی گردن کی کاٹی جائین
اور ذابح وقت ذبح کے بسم اللہ کہے اور ذبیحہ کو رو بقبلہ رکھے اور ایک دفعہ
ذبح کرے اور اگر ذبیحہ شتر ہو تو نحر کرے اور اگر گوسفند اور مانند اسکے ہو
تو اُسے ذبح کرے نحر نہ کرے اور سنت ہی کہ جلد ذبح کرے اور مکروہ ہی
عمداً سر کا جدا کرنا بعض علما اس فعل کو حرام جانتے ہین اور اُس حالت مین
ذبح کرنا کہ دوسرا جانور سامنے ہوا ور ذبح کرنا روز جمعہ قبل زوال کے
اور صاحب **ذخیرۃ المعاد** حجۃ الاسلام جناب شیخ بعد زوال کے بھی مکروہ
جانتے ہین اور آداب ذبح مین یہ ہی کہ سکینی ذابح کی ذبیحہ پر ہو اور اسکو
آب و دانہ سے سیر کرے چنانچہ یہ دستور قصابون کا ابتک ہی کہ ذبیحہ کو
قریب ذبح کے پانی پلاتے ہین گو اُسوقت اسکو کیا مفید ہی شاید مطلب
ذابح کا یہ ہو کہ ذبیحہ کی رگین تری پا کر کچھ نرم ہون اور چھری روان ہو
کیون **مومنین** یہ تاکید تو شرعاً حیوان کی نسبت ہی اب تصور کیجیے کہ آیا
فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام قابل قتل و ذبح تھے
مگر وائے ہی شمر لعین پر کہ کیا سنگدل و بیرحم تھا ہائے افسوس اب کس
زبان سے بیان کرون کہ اُس شقی نے سینۂ اقدس پر بیٹھکر سامنے اہل بیت کے
تین دن کے حلق خشک مظلوم کربلا پر بارہ[12] ضربت خنجر سے کیا ظلم وستم کیا
بلکہ معصوم فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَذْبُوحِ مِنَ الْقَفَا اَلسَّلَامُ عَلَی
الْمَنْحُورِ فِی الْوَرَا یعنی سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو پس گردن سے ذبح
کیا گیا اور سلام ہو اُس سید مظلوم پر جو خلق اللہ مین نحر کیا گیا چنانچہ

بحر المصائب مین منقول ہی کہ جب یہ امر عظیم واقع ہوا اُسوقت آندھی
سیاہ چلنے لگی اور زمانہ تیرہ و تاریک ہوا اور وقت ظہر روز جمعہ اور بروز
وقت عصر دن کو ستارے دکھائی دیئے اور آثار قیامت کے نمودار ہوئے
اور جبرئیل درمیان آسمان و زمین کے پکارے اَلَا قُتِلَ الحُسَینُ بِکَربَلا
اَلَا ذُبِحَ الحُسَینُ بِکَربَلا آگاہ ہو ای اہل آسمان و زمین کہ امام حسین
کربلا پر قتل کیے گئے اور وہ فرزند رسول الثقلین زمین نینوے پر تشنہ لب
ذبح کیے گئے پس یہ آواز سنکر مخدرات عصمت گریان و نالان سو پریشان
وا سیداہ وا مظلوماہ وا اخاہ کہتی ہوئین جو اس مرتبہ خیمگاہ سے نکل آئین
تو کیا دیکھا آہ آہ دیکھا کہ سر اقدس مظلوم کربلا کا خاک و خون آلودہ
نیزہ پر بلند ہی اور خون ٹپک رہا ہی الا لعنۃ اللہ علی القوم
الظالمین ٥

مجلس بست و ہشتم

قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ حُبُّ عَلِیٍّ یَأکُلُ الذُّنُوبَ
كَمَا تَأكُلُ النَّارُ الحَطَبَ وَمَن اَحَبَّ عَلِیًّا غَفَرَ اللہُ ذُنُوبَهُ وَلَو كَانَت
بِعَدَدِ قَطَرَاتِ المَطَرِ کتاب روضہ وغیرہ مین منقول ہی فرمایا
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ دوستی علی بن ابیطالب کی
گناہون کو اسطرح سے کھاتی ہی کہ جسطرح آگ لکڑی خشک کو کھاتی ہی
اور جو بندہ مومن محبت رکھے علی بن ابیطالب سے تو حق سبحانہ تعالے
گناہ اُس مومن کے بخشدیتا ہی اگرچہ کثرت اُسکے گناہون کی مثل قطرات

باران کے ہو اور مجالس المتقین وغیرہ مین منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بروز قیامت سوار ہوکر کوئی عرصۂ محشر مین نہ آئیگا مگر چار شخص سوار ہونگے فرماتے ہین کہ مین براق پر سوار ہونگا اور صالح پیغمبر اُس ناقۂ جنت پر سوار ہونگے جسے اُنکی قوم نے پے کیا اور فاطمہ زہرا بیٹی میری ناقہ عضبا پر سوار ہوگی اور علی بن ابیطالب علیہ السلام وصی وخلیفہ وجانشین بھائی میرے ایک ناقہ پر ناقہائے جنت سے سوار ہونگے اور وہ ناقہ نور کا ہوگا اور کتاب تفضیل امیر المومنین علیہ السلام مین ابن عباس سے منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے جب روز قیامت ہوگا تو اُس روز علی بن ابیطالب ایک ناقہ پر ناقہائے جنت سے سوار ہوکے آوینگے اور اُس ناقہ کے نور سے تمام محشر نورانی ہوگا اور اُن حضرت کے سر پر ایک تاج ہوگا مرصع زبرجد ویاقوت سے پس یہ شان وشوکت اور عظمت وصولت دیکھکر ملائکہ کہینگے کہ یہ ملک مقرب ہی اور انبیا کہینگے کہ یہ نبی مرسل ہی پس ایک منادی تحت عرش سے ندا کریگا کہ یہ صدیق اکبر وصی پیغمبر جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام ہین پس پشت جہنم پر آکر کھڑے ہونگے اور اپنے محبون اور دوستون کو بچا لینگے بعد اُسکے دروازہ ہاے جنت پر آوینگے اور اُسمین اپنے شیعون کو بغیر حساب داخل کرینگے اور حق الیقین مین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہین کہ جناب رسول خدا ؐ اور باجازت اُن حضرت کے جناب علی مرتضی اور فاطمہ زہرا اور باقی ائمۂ ہدی علیہم السلام بروز قیامت

واسطے دور ہونے عذاب فساق شیعہ کے شفاعت فرمائینگے اگرچہ انھون نے
گناہ کبیرہ کیے ہون اور اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ علما و صلحائے
شیعہ بھی شفاعت کرینگے پس مومنین النار اللہ سب حضرات ائمہ بر
علیہم السلام اپنے شیعون اور دوستون اور محبون کو بچائینگے اور شفاعت
کرینگے مگر شیعہ اور محب ہونا شرط ہی چنانچہ حافظی علیہ الرحمہ کہتے ہین

ورنہ در ہر طریق گمراہی	جعفری باش گر خدا خواہی
وز ہمہ دشمنان تبرا کن	بعلی ولی تولا کن
شیعہ و مومن و موالی باش	دوستدار علی عالی باش

اور آقا سید حسین یزدی واعظ نے بیان کیا کہ جو اشخاص از جاے دوستی
کرکے نماز و روزہ مین تساہلی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب سید الشہدا
ہماری شفاعت کرینگے وہ نہین جانتے ہین کہ ان حضرت نے فرمایا ہی کہ
مین نے اپنا حلق خشک نماز کے قائم ہونے کے لیے کٹایا ہی پس جو شخص نماز
نہ پڑھے تو گویا اسنے مجھے ذبح کیا اور یہ امر خلاف حکم خدا و رسول کیونکر
ہوسکتا ہی حالانکہ آیات قرآن و احادیث سے ثابت ہو جو شخص کہ عمدا
نماز کو ترک کرے وہ کافر ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر چنانچہ ارشاد القلوب وغیرہ
مین بسند معتبر منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے
کہ جو شخص نماز کو عمدا ترک کرے پس تحقیق کہ وہ کافر ہی اور اسی کتاب میں
منقول ہی کہ جو شخص عمدا نماز کو ترک کرے تو گویا اسنے ستر قرآن کو جلا دیا

اور ستر ملک کو قتل کیا اور ستر باکرہ سے زنا کیا اب حضرات جس شخص کی یہ جسارت ہو تو اسکا ایمان کیونکر باقی رہا اور جب ایمان نہ رہا تو وہ لائق شفاعت نہیں ہی کیونکہ خدا عادل ہی اُسنے جنت کو واسطے مومنین کے خلق کیا ہی اور تمام علامت مومن ہی اور مومن کو بعد معرفت وحدانیت خدا اور اقرار رسالت سرور انبیا اور ولایت امیرالمومنین وصی اور خلیفہ بلافصل سید المرسلین ضرور ہی کہ اور اُن حضرت کے اوصیا کا بے کم وزیاد اعتقاد بدل و زبان کرے اور اُنکے علم وفضل اور عصمت کا اور جانب خدا ورسول سے منصوب ہونے کا اعتقاد کرے اور اُنکی پیروی ہر امر میں کرے کیونکہ اطاعت اُنکی خلائق پر واجب و لازم ہی اور اعتقاد کرے کہ امام عصر مثل حضرت خضر و الیاس اور عیسیٰ کے زندہ اور موجود ہیں اور جب حکم خدا ہوگا ظہور فرماوینگے اور ادیان باطلہ پر غالب ہونگے اور عدل و انصاف سے عالم کو پُر فرماوینگے کیونکہ بدون اسکے ایمان کامل نہیں ہی اور جب ایمان نہیں ہی تو عبادت کب مقبول ہی بس عمدہ یہ ہی کہ فرائض کو بعمل لائے اور محرمات سے پرہیز کرے اور افعال و اقوال اور اخلاق نیک اختیار کرے اور بیزاری کرنا دشمنان خدا اور رسول اور دشمنان و معاندین آل رسول سے مثل ثلثہ و معاویہ کے اور بنی امیہ اور بنی عباسیہ سے جنھوں نے دعواے خلافت ناحق کیا اور بیزاری کرنا طلحہ و زبیر وغیرہ سے اور نفرین کرنا یزید لعین اور ابن زیاد اور عمر بن سعد اور سنان بن انس اور شمر وغیرہ سے اور اُن اشقیا سے کہ جنھوں نے جناب امیرالمومنین اور حسنین علیہم السلام سے

جنگ وجدال کیا اور جنھون نے زہر دیا اور قتل کیا اور اُن حضرات اور اُنکی
ذریت پر ظلم وستم کیا اور مومن کو اعتقاد خوبی اصحاب مثل جناب سلمان اور
ابوذر اور مقداد اور عمار رضی اللہ عنہم کا چاہیے اور حلال ہونا متعہ اور طواف
نسا اور حج تمتع کا اور اذان واقامت مین کہنا حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ کا اور مسح
کرنا وضو مین بطور شریعت اہل بیت اطہار کے اور سُنّت ہونا اَلصَّلٰوۃُ
خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اذان صبح مین اور سنت ہونا تراویح کا اور خوب اور
سنت ہونا جلسہ استراحت کا بعد سجدہ دوم کے بلکہ سید مرتضی علیہ الرحمہ
اسکو واجب جانتے ہین اور مومن کو اعتقاد چاہیے مستحب ہونے زیارت
چہاردہ معصومین علیہم السلام کا اور بعض علما قائل بوجوب زیارت امام
حسین علیہ السلام ہوئے ہین یہی وجہ ہے کہ پہلی مرتبہ زائر کو بہ نیت قربت
زیارت پڑھنی چاہیے اور تعظیم وتعمیر ضرائح اور مشاہد مشرفہ اُن حضرات کی
بلکہ سنت ہونا زیارت اکابر دین اور صلحاے شیعہ اور خویشان مومنین کی
اور حرام ہونا گوشت سگ وخوک اور تمام درندون اور گزندون کا اور
حضرات بندگان الٰہی اپنے فعل مین مجبور نہین ہین بلکہ فاعل مختار ہین اور
مکلف کو عبادت خدا کی کسیوقت ساقط نہین ہی اور جو امر کہ ظاہر ہونا
اسکا دین اسلام یا اسلام وایمان مین ایک مرتبہ پر پہونچا ہو کہ اُس دین
مین داخل ہو لیس اُسکو ضروریات اُس دین سے جاننا چاہیے اور انکار
کرنا اُس سے مستلزم انکار صاحب دین کا ہی اور انکار کرنا اُس سے
سبب خارج ہونے اُس دین سے ہوتا ہی مثلاً گریہ وبکا کرنا مصائب

حضرات ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام خصوصاً مصائب مظلوم کربلا پر کہ احادیث وروایات کتب فریقین سے ثابت ہی کہ ثواب عظیم رکھتا ہی اور وسیلۂ اعظم نجات وبخشش کا ہی چنانچہ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا میرے جد مظلوم جناب امام حسین علیہ السلام نے اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَۃِ مَا ذُکِرْتُ عِنْدَ مُؤْمِنٍ اِلَّا بَکٰی وَاغْتَمَّ قَلْبُہٗ لِمُصَابِیْ مین وہ کشتۂ گریہ وبکا ہون کہ نہ لیا جائیگا نام ہمارا آگے کسی مؤمن کے مگر یہ کہ آنکھ سے اسکی آنسو میری مصیبت پر جاری ہونگے اور دل اُس مؤمن کا میرے مصائب پر ضرور مغموم ومحزون ہوگا علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہین یا شاید یہ مراد ہوا اُس جناب کی کہ مجھے اعدا رُلا رُلا کر شہید کرینگے آہ مؤمنین وہ جناب روز عاشورا کبھی مفارقت اصحاب وانصار پر روتے تھے اور کبھی جدائی اقربا اور جوانانِ ہاشمی پر گریہ وبکا کرتے تھے اور کبھی لاش حضرت عباس پر روتے تھے اور فرماتے تھے وَا اَخَاہُ وَا عَبَّاسَاہُ اَلْاٰنَ اِنْکَسَرَ ظَہْرِیْ اے بھائی عباس اب تیرے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور کبھی اپنے فرزند نوجوان شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر کی لاش پر روتے تھے اور فرماتے تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا اے فرزند اب بعد تیرے خاک ہی اس دنیا اور زندگی دنیا پر اور کبھی فرزند شیر خوار علی اصغر کی تشنہ لبی اور شہادت پر زار زار روتے تھے اور کبھی عبد اللہ کی بیکسی پر گریہ وزاری کرتے تھے اور کبھی اہل حرم اور بچون کی بیکسی اور تشنہ لبی اور غریب الوطنی پر روتے تھے الغرض جب

آوازِ ہل مِن مُبارِز کی لشکر اعدا سے بلند ہوئی تو اُسوقت حضرت اہل بیت سے وداع و رخصت آخری ہوئے اِس مقام پر صاحب **محرق القلوب** علیہ الرحمہ عجب مضمون لکھتے ہین کہ اُسوقت تمام اہل حرم اور کنیزون نے حلقہ کرکے گرد اُس جناب کے رونا اور پیٹنا شروع کیا حضرت نے بعد کلمات تسلی اور تشفی کے شاید فرمایا کہ مجھے تم سے حیا آتی ہے اسلیے کہ تم سب بسبب میری ہمراہی کے مبتلا بلا ہوئین یہانتک کہ پانی بھی تمپر بند ہوا حضرات سنا آپنے کہ اتنی تکلیف اہل بیت کی حضرت کو ناگوار تھی ہا افسوس کیا صدمہ ہوا ہوگا روح اقدس پر اُن حضرت کی کہ جب دختران رسول خدا در بدر ابن زیاد اور یزید لعین مین رسن بستہ بے مقنع و چادر لائی گئین اور اُن اشقیا نے کلمات طعن آمیز کہے آہ مومنین وہ کلمات سنکر بیمار کربلا کا کیا حال ہوا ہوگا کیونکہ شاعر کہتا ہے ؎

جِرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ	وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

زخم سنان و نیزہ کا علاج ہوسکتا ہے مگر زخم زبان و طعنہ کا کوئی علاج نہین ہے اسلیے کہ طعنہ سوہان روح و جگر ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و نہم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ ثَلٰثَةُ أَخِلَّاءَ فَخَلِيلٌ يَقُولُ أَنَا مَعَكَ حَتّٰى تَمُوتَ وَهُوَ مَالُهُ فَإِذَا مَاتَ صَارَ لِلْوَرَثَةِ خلاصۃ المصائب وغیرہ مین منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ

السلام نے کہ مرد مسلم کے لیے تین دوست ایسے ہین کہ وقت احتضار کے مجسم ہو کر آتے ہین پس ایک دوست کہتا ہی کہ مین تیرے ساتھ ہون تیری حیات تک اور جب تو مر جائیگا تو مین تجھ سے جدا ہو جاؤنگا وہ دوست مال اُسکا ہی جو محنت و مشقت سے جمع کیا ہی وَخَلِيلٌ يَقُولُ أَنَا مَعَكَ إِلَى بَابِ قَبْرِكَ وَهُوَ وُلْدُهُ وَخَلِيلٌ يَقُولُ أَنَا مَعَكَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَهُوَ عَمَلُهُ اور ایک دوست کہتا ہی کہ مین تیرے ساتھ ہون تیری قبر تک وہ دوست اولاد اُسکی ہی جو دفن کرکے چلے جاتے ہین اور ایک دوست کہتا ہی کہ مین تیرے ساتھ ہون تیری حیات و ممات مین وہ دوست عمل اُسکا ہی اور ظاہر مین جو کچھ کہ محتضر پر گذرتا ہی منجملہ اُسکے کتب معتبرہ مین یون لکھا ہی چنانچہ سعد السعود مین سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ صحف ادریس علیہ السلام مین لکھا دیکھا کہ اے ادریس قریب ہی کہ مرگ تجھپر نازل ہو اور نالہ و فریاد تیری شدید ہو اور عرق موت کا تیری پیشانی پر آئے اور دونون لب تیرے کھنچ جائین اور زبان تیری بجس ہو کر بند ہو جاے اور لعاب دہن تیرا خشک ہو جاے اور سفیدی چشم کی سیاہی پر غالب ہو جاے اور دہن تیرا کف سے پُر ہو اور تمام بدن کو لرزہ ہو اور شدائد اور تلخیان اور دشواریان موت کی تجھے گھیرین اُسوقت ہرچند تجھے پکارین لیکن تو نہ سُنے اور درمیان اپنے اہل و عیال کے مردہ پڑا ہو اور تو عبرت ناظرین ہو جائے پس عبرت کر مرگ سے کہ البتہ تجھپر نازل ہوویگی ہرچند عمر تیری دراز ہو مگر جلد فنا ہوگی

اور جو آیندہ ہی وہ نزدیک ہی اور احوال قیامت اور وہان کی باز پرس سے
موت بہت آسان ہی یعنی ہول قیامت سخت تر ہی موت سے حق سبحانہ
تعالی بحق محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کل مومنین و مومنات پر سہل و
آسان فرمائے پس حضرات سنت ہی کہ جب کوئی مومن رحلت کرے
تو برادران ایمانی کو خبر کرین کہ تا وہ شریک جنازہ ہون کیونکہ ثواب
تشییع جنازہ اور نماز جنازہ کا بہت ہی چنانچہ زینت العبا و حجۃ الاسلام
جناب شیخ مین منقول ہی کہ احادیث و اخبار معتبرہ مین اجر و ثواب
مشایعت کرنے والے کا بکثرت وارد ہی منجملہ اسکے یہ ہی کہ اسکے لیے
بعوض ہر قدم کے لاکھ حسنے لکھے جاتے ہین اور لاکھ گناہ محو ہوتے ہین
اور لاکھ درجے بلند ہوتے ہین اور اگر وہ نماز جنازہ تک شریک رہے
اور واپس نہ جائے تو لاکھ ملائکہ اسکے لیے استغفار کرتے ہین اور اگر
وہ وقت دفن تک حاضر رہے تو لاکھ ملائکہ واسطے اُس مشایعت کرنے
والے کے مشغول استغفار رہینگے جبتک کہ وہ اپنے قبر سے نکلے اور
آداب مین اُسکے یہ ہی کہ مشایعت کرنے والا پیادہ مشایعت کرے
اور بلا عذر سوار نہو اور جنازہ کو چار جانب سے اُٹھائین اور تربیع کرین
اسطور سے کہ ابتدا کرے جانب دست راست میت سے اور بعد اسکے
پاے راست اور بعد اسکے پاے چپ اور بعد اسکے دست چپ سے کہ تربیع
جنازہ باعث آمرزش چالیس گناہ کبیرہ کی ہوتی ہی بلکہ تربیع کرنے والا
آمرزیدہ ہوتا ہی اور گناہون سے ایسا پاک ہوتا ہی کہ گویا اُسی دن

پیدا ہوا اور نماز جنازہ واجب کفائی ہی کہ ہر مکلف پر واجب ہی لیکن اگر ایک شخص
بعمل لاوے تو اورون سے ساقط ہی اور اجر و ثواب نماز میت کا بہت ہی
منجملہ اسکے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہی کہ جو کوئی مومن
کسی میت پر نماز پڑھے تو نماز پڑھتے ہین اسپر ستر ہزار ملائکہ اور تمام گناہ اس
نماز پڑھنے والے کے آمرزیدہ ہوتے ہین اور ہر گاہ بعد نماز کے کھڑا ہو یہانتک
کہ میت کو قبر مین اتارین اور دفن کردین تو بعوض ہر قدم کے مثل کوہ احد کے
ثواب واسطے اسکے لکھا جاتا ہی بلکہ حدیث مین وارد ہی کہ فرمایا جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ کوئی مومن نماز جنازہ نہین پڑھتا ہی مگر
یہ کہ حق سبحانہ تعالے اسپر بہشت واجب کرتا ہی بشرطیکہ منافق اور عاق
والدین نہو حضرات سنا آپنے مرتبہ تشییع جنازہ اور نماز جنازہ کا کہ کسقدر
ثواب ہی پس آپکو تاسی اور پیروی اپنے ہادیان دین کی کرنی چاہیے کہ
تا یہ ثواب حاصل ہو چنانچہ حدیقۂ سلطانیہ اور بحر المصائب مین
منقول ہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فاطمہ بنت اسدؑ کا
جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور اپنی ردائے مبارک کا کفن دیا اور دفن کیا
اور جناب حمزہ سید الشہدا کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور دفن کیا
اسیطرح جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب رسول خداؐ اور جناب
سیدہؑ کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور دفن کیا اور جناب حسنین علیہما السلام نے
جنازہ جناب امیر علیہ السلام کا اٹھایا اور غسل دیا اور نماز پڑھی اور دفن کیا
اور جناب امام حسین علیہ السلام نے جنازہ امام حسن علیہ السلام کا اٹھایا

اور غسل دیا اور نماز پڑھی اور دفن کیا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر امام حسین علیہ السلام کے کہ اُس جناب کا نہ جنازہ اُٹھایا گیا اور نہ غسل دیا گیا اور نہ کفن ملا اور نہ کوئی متوجہ طرف دفن کے ہوا بلکہ لاش اطہر زمین گرم کربلا پر کئی روز تک پڑی رہی اور ریگ صحرا اُڑ کر بدن انور پر جمتی جاتی تھی آخر تیسرے دن کچھ اہل قریہ و دیہات جمع ہوئے اور رحم کھا کر لاش اقدس مظلوم کربلا کو دفن کیا ہائے کیا بیکسی ہے کہ وارث اُس جناب کے بیمار کربلا اسیر و مقید ہو کر طرف کوفہ کے روانہ ہوئے تھے اور بروایتے ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نے یوں نقل کیا ہے کہ اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام باعجاز کوفہ سے تشریف لائے اور لاشہائے شہدا پر نماز پڑھی اور دفن کر کے طرف قید خانہ ابن زیاد کے مراجعت فرمائی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی ام

فی انوار الھدایہ عن الصادق علیہ السلام انہ قال من سرتہ حسنتہ و سائتہ سیئتہ فھو مومن انوار الہدایہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جس شخص کو خوش کرے کوئی نیکی اور غمگین کرے کوئی بدی پس وہ مومن ہے اور منہج الصادقین میں ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ فرمایا جناب رسول خدا نے جناب امیر المومنین سے کہ اے علی مومن کے تین علامت و نشان ہیں پڑھنا نماز کا اور رکھنا روزہ کا

اور ویناز کوٰۃ کا اور منافق کی بھی تین صفت ہین کذب قول مین اور خلف وعدہ مین اور خیانت امانت مین اور فرمایا جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ ایمان ایک علامت ہی سفید دل پر پس جسقدر ایمان زیادہ ہوتا ہی وہ سفیدی بھی زیادہ ہوتی ہی اور نفاق ایک علامت ہی سیاہ دل پر پس جسقدر نفاق زیادہ ہوتا ہی وہ سیاہی بھی زیادہ ہوتی ہی وفی روائح القرآن عن محمد بن الحسن بن علی بن العسکری علیہما السلام انہ قال علامات المؤمن خمس صلوٰۃ احدی وخمسین وزیارۃ الاربعین والتختم بالیمین وتعفیر الجبین والجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم اور روائح القرآن مین حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ علامات مومن کے پانچ ہین اکاون رکعت نماز شبانہ روز مین پڑھنا مع فرائض ونوافل کے اور زیارت اربعین جناب امام حسین علیہ السلام کی پڑھنا اور انگشتری کا دست راست مین پہننا اور سجدہ شکر مین رخسارہ کا خاک پر رکھنا اور بسم اللہ کا نماز مین باواز بلند پڑھنا اور آقا سید حسین موسوی واعظ کربلائی نے بیان کیا کہ عیادت مریض بھی علامت مومن ہی پس مومنین اجر وثواب بیماری اور اُسپر صبر کرنے کا بہت ہی جیسا نچہ زینت العباد مین منقول ہی کہ تپ ایک شب کی ستر برس کی عبادت کے برابر ہی بشرطیکہ مریض صبر کرے اور شکایت نہ کرے خصوصاً غیر مومن سے اور ایک حدیث مین یون ہی کہ تپ ایک شب کی گناہان گذشتہ اور

آیندہ کی کفارہ ہی اور ایک حدیث مین ہی کہ جو مومن کسی مریض کی حاجت کے
لیے سعی و کوشش کرے مثل اسکے کہ حکیم کے پاس لیجائے یا دوا لاوے یا اور
کوئی کام کرے پس وہ ساعی گناہون سے اسطرح پاک ہوتا ہی کہ گویا اسی
روز پیدا ہوا ہی اگرچہ وہ حاجت مریض کی نہ نکلے اور عیادت مریض
مین بھی اجر و ثواب بہت ہی اور اسکے استحباب مین اکثر احادیث وارد
ہین یہانتک کہ وارد ہوا ہی کہ خداوند عالم بروز قیامت اپنے بندہ کو ملامت
کریگا کہ ای بندہ میرے تجھے کیا مانع ہوا کہ میری بیماری کے وقت تونے
عیادت میری نہ کی نہ مجھکو پانی دیا اور نہ کھانا دیا پس بندہ عرض کریگا
کہ بارالہا بیماری اور بھوک اور پیاس سے ذات اقدس تیری منزہ
اور پاک ہی پس درگاہ خداوند کریم و مہربان سے ارشاد ہوگا کہ اے
بندہ میرے برادر مومن تیرا بیمار تھا قسم ہی مجھے اپنے عزت و جلال کی
کہ اگر تو اسکی عیادت کرتا یا پانی یا کھانا دیتا تو ہر آئینہ مجھے اسکے پاس
پاتا اور مین تیری حاجات کا کفیل ہوتا اور ایک حدیث مین ہی کہ جو
مومن صبح کو عیادت مریض کی کرے تو ستر ہزار ملائکہ شام تک اسکے
واسطے طلب رحمت کرتے ہین اور اگر شام کو عیادت بیمار کی کرے
تو صبح تک ستر ہزار ملائکہ واسطے اسکے طلب رحمت کرتے ہین اور مستحب ہی
کہ عیادت کرنے والا کوئی تحفہ مثل میوہ وغیرہ کے بیمار کے واسطے لیجائے
پس حضرات سنا آپنے مرتبہ بیمار اور عیادت بیمار کا مگر واسطے ہوا منتقیان
کوفہ و شام پر کہ جو دعواے اسلام کرتے تھے انھون نے بعد شہادت

مظلوم کربلا کے اُنکے فرزند بیمار پر کیا کیا ظلم و ستم کیے اور عوض عیادت اور کھانے اور پانی کے اسباب اور فرش اور خیمہ تک لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور گلوے انور میں طوق آہنی اور پاے مبارک میں زنجیر ڈالکر اسیر و مقید کیا اور شتر لاغر پر سوار کر کے پاہاے مبارک اُسکے شکم سے باندھکر اُسیطرح طرف کوفہ کے لیچلے اور کچھ پاس و لحاظ خدا و رسول کا نہ کیا ہاے افسوس عوض تحفہ کے شمر تازیانہ ہاتھ میں لیے تھا اب کس زبان سے بیان کروں کہ وہ لعین کیا ظلم و بے ادبی کرتا تھا فی اکسیر العبادات فَلَمَّا رَاَتْ زَيْنَبُ بَكَتْ وَقَالَتْ وَيْلَكَ يَا شِمْرُ رِفْقًا بِيَتِيْمِ النُّبُوَّةِ وَسَلِيْلِ الرِّسَالَةِ وَحَلِيْفِ التُّقٰى وَتَاجِ الْخِلَافَةِ جنانچہ اکسیر العبادات میں منقول ہی کہ جب یہ ظلم و ستم جناب زینب نے دیکھا تو زار زار اُس بیمار کے حال پر روئیں اور فرمایا کہ واے ہو تجھپر اے شمر نرمی اور رحم کر یتیم خاندان نبوت اور خلاصۂ دودمان رسالت پر کہ یہ بیمار یگانۂ اور متقی اور سرا و آر تاج خلافت رسول خدا ہی بعد اپنے پدر بزرگوار کے یعنے اے شمر اس سر اقدس پر تاج خلافت زیبا تھا نہ تازیانہ تیرا بس اے ظالم ذرا خوف خدا کر بس وہ ستم دیدہ ایسے کلمات فرماتی تھیں یہانتک کہ اُس ظالم اظلم کو اس ظلم سے باز رکھا الا لعنة اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی و نہم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَكُوْنُ مِنْ بَعْدِيْ اِثْنَا عَشَرَ

خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
کہ بعد میرے بارہ خلیفہ اور امام ہونگے کہ وہ سب قریش سے ہونگے اور
کتاب مودت مین بجاے كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ کے كُلُّهُمْ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ ہے
کہ وہ بارہ خلیفہ اور امام بنی ہاشم سے ہونگے وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ مَاتَ مِيتَةً
جَاهِلِيَّةً اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص تمام عمر
اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے تو موت اسکی مثل موت کافرون کے ہوگی
وَرَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ
قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ يَمْلِكُ مِنْ وُلْدِي اثْنَا عَشَرَ
خَلِيفَةً ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنْ وُلْدِي يُصْلِحُ اللهُ تَعَالَى أَمْرَهُ فِي لَيْلَةٍ
وَاحِدَةٍ اور احمد حنبل نے کہ علماے اہل سنت سے ہے عباس بن عبد المطلب سے
روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ فرمایا مجھ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے کہ اے چچا حق سبحانہ تعالی مالک کریگا میرے فرزندون سے بارہ
خلیفہ اور ظہور کریگا میرے فرزندون سے مہدی اور حق تعالی ایک
شب مین سرانجام امور اسکا کریگا اور حق الیقین مین علامہ مجلسی علیہ
الرحمہ نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ ایک روز مین
خدمت بابرکت جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مین حاضر ہوا ا
چاہتا تھا کہ ان حضرت سے سوال کرون کہ بعد آپکے امام اور ہادی
خلق کون ہوگا پس حضرت نے میرے سوال سے قبل فرمایا کہ اے ا

حق تعالی نے جس دن سے کہ حضرت آدم ع کو پیدا کیا ہی اب تک زمین کو
حجت خدا سے خالی نہین رکھا اور اسیطرح تا روز قیامت خالی نہ رکھیگا
کوئی نہ کوئی خلق پر حجت خدا ہوگا کہ اُسکی برکت سے اہل زمین کی بلیات
و آفات کو دفع کرے اور اُسکے سبب سے آسمان سے باران برسائے
اور برکتہاے زمین کو روئیدہ کرے یہ سُنکر مین نے عرض کیا کہ یا ابن
رسول اللہ بعد آپکے خلیفہ اور امام کون ہوگا پس حضرت کھڑے ہوے
اور دولتسرا مین تشریف لیگئے اور پھر برآمد ہوے تو ایک صاحبزادہ
روش مبارک پر مانند ماہ تابان کے تین برس کا دکھائی دیا حضرت نے
مجھسے فرمایا کہ اے احمد بعد میرے یہ امام ہے اور اگر یہ بات نہوتی کہ تو نزدیک
خدا اور اُسکی حجتون کے گرامی ہی تو مین اس فرزند کو تجھے نہ دکھاتا
پس آگاہ ہو کہ اس فرزند کا نام اور کنیت موافق نام اور کنیت جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے ہی اور زمین کو پُر از عدل کریگا بعد اُسکے
کہ ظلم وجور سے بھر جائے اے احمد مثل اس فرزند کی اس امت مین مثل
حضرت خضر ع اور ذوالقرنین ع کے ہی قسم بخدا یہ فرزند غائب ہوگا جیسا کہ
غائب ہونا چاہیے کہ نجات نہ پائے اُسکی غیبت مین ہلاک اور گمراہ ہونے سے
مگر وہ شخص کہ حق تعالے اُسکو ثابت رکھے اور قائل ہو اُسکی امامت کا
حق سبحانہ تعالے اُسکو توفیق دے کہ جو اُسکی خوشی کی تعجیل کی دعا کرے
جیسا کہ شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ آخر قصیدہ مین لکھتے ہین ع

اَاَمینَ اللّٰهِ یا شمسَ الهُدیٰ	یا اِمامَ الخَلقِ یا بحرَ النّدیٰ

عجلن عجل فقد طال المدی		واضمحل الدین واستوی الضلال

اے امین خدا اے آفتاب ہدایت اے پیشوائے خلق اے دریائے جود و
سخاوت تعجیل و جلدی فرمائیے اپنے ظہور موفور السرور میں کہ اب آپ کی
غیبت کو بہت طول ہوا ہے اور دین اسلام مضمحل ہوا اور ضلالت و
گمراہی غالب ہوئی ہے پس مومنین آپ بھی اسطرح سے دعا کیجیے
اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ فَرَجَہٗ وَسَہِّلْ مَخْرَجَہٗ غرضکہ احمد کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے
عرض کیا کہ کوئی معجزہ اور علامت ظاہر ہو سکتی ہے کہ دل میرا مطمئن ہو
پس اُس صاحبزادے نے بزبان عربی فصیح فرمایا کہ میں ہوں بقیۃ حجت خدا
زمین میں اور اُسکے دشمنوں سے انتقام لینے والا پس بعد اسکے حضرت نے
فرمایا کہ بعد اسکے دیکھنے کے اب کسی سے خبر کی طلب نہ کر احمد کہتے ہیں کہ میں
شاد و خوشحال اُن حضرت کی خدمت بابرکت سے باہر آیا اور دوسرے
دن پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میں نے کہ یا ابن رسول اللہ
اُس چیز سے کہ آپنے مجھپر انعام فرمائی سرور میرا بہت ہوا اب ارشاد
فرمائیے کہ سنت حضرت خضرؑ اور ذوالقرنینؑ کہ جو اُس حجت میں ہوگی
وہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے احمد وہ طول غیبت ہے میں نے عرض کیا
کہ غیبت اُنکی طول کو پہونچے گی فرمایا کہ ہاں بخدا اسقدر طول ہوگا
کہ پھر جائینگے اکثر لوگ دین سے کہ جو قائل اُسکی امامت کے ہونگے اور
باقی نہ رہیگا دین حق پر مگر وہ شخص کہ خدا نے عہد ہماری ولایت کا اُس سے
روز میثاق لیا ہوا اور اُسکے دل میں قلم صنعت سے ایمان کو لکھا ہوا ور

اُسکو مؤید ساتھ روح ایمان کے کیا ہو آہ احمد پیدا امر امور غریبہ خدا میں سے ہی اور ایک راز ہی راز ہاے پنہان خدا سے اور ایک غیب ہی غیبت ہاے خدا میں سے پس لے جو کچھ تجھکو مین نے عطا کیا اور مخفی رکھ اور جملہ شکر کنندگان مین ہوتا تو بروز قیامت علیین مین رفیق ہمارا ہو آہ مومنین اُس صاحبزادے کو اعدا نے صغر سن مین یتیم کیا چنانچہ جلاء العیون وغیرہ مین منقول ہی کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو بنی عباسیہ نے بظلم و ستم قید کیا آخر معتمد عباسی شقی نے زہر دیا جسکے سبب سے رحلت فرمائی پس یہ خبر سنکر اہل سر من رائے گریان و نالان جمع ہوے اور اُن حضرت کو غسل دیا اور تجہیز و تکفین کیا اور اُس شاہزادے نے اپنے پدر بزرگوار کے جنازہ پر نماز پڑھی اور لوگون نے اُس امام مسموم کو دفن کیا اور وہ صاحبزادہ حجرہ مین تشریف لیگیا حضرات سُنا آپنے کہ اُس صاحبزادے نے اپنے پدر بزرگوار پر نماز پڑھی اور لوگون نے دفن کیا آہ افسوس ہی حال اُس بیمار کربلا کے کہ اُس یتیم کو بعد شہادت اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام اہل کوفہ و شام نے طوق و زنجیر مین اسیر و مقید کیا اور اتنی مہلت نہ دی کہ اپنے پدر مقتول و مذبوح کو دفن کرتے ہاے افسوس کئی روز تک لاش اطہر اُن حضرت کی ریگ گرم کربلا پر تمازت آفتاب مین پڑی رہی اور خاک صحرا اڑکر اُس بدن انور پر جمتی جاتی تھی کیون مومنین اصل صاحب تعزیت اپنے جد بزرگوار کے تو امام عصر ہین اُن حضرت کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوتا ہوگا جب زیارت مین فرماتے ہونگے السّلام علی المقتول

بِدَامِ الجِرَاحِ اَلسَّلَامُ عَلَى المُجَرَّعِ بِکَاسَاتِ الرِّمَاحِ سلام ہو اُس
شہید راہ خدا پر کہ جو اپنے زخموں کے خون میں نہلایا گیا اور سلام ہو اُس
تشنہ لب پر کہ جسے جام نیزہ ہاے آبدار سے سیراب کیا اَلسَّلَامُ عَلَى
المَنحُورِ فِي الوَرٰى اَلسَّلَامُ عَلٰى مَن تَوَلّٰى دَفنَهُ اَهلُ القُرٰى
سلام ہو اُس فرزند رسول پر کہ جو خلق اللہ میں نحر کیا گیا اور سلام ہو اُس
مظلوم و بیکس پر کہ جسے اہل قریہ نے رحم کھا کر دفن کیا آہ مومنین لاش
اطہر مظلوم کربلا کی تو بعد تین روز کے دفن ہوئی اور حال سر اقدس کا کس
زبان سے بیان کروں مگر معصوم فرماتے ہیں وَ رُفِعَ عَلَى القَنَاةِ رَاسُكَ
اے جد مظلوم سر انور آپکا نیزہ طویل پر بلند کیا گیا آہ آہ اسیر بھی اعداء نے دین
الکفانہ کی اُس سر اقدس کو بازار کوفہ و شام میں پھرایا الا لعنۃ اللہ

علی القوم الظالمین

مجلس سی و دوم

فِي الدُّرِّ المَنثُورِ عَن اَحمَدَ عَن زَيدِ بنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَاٰلِهٖ اِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ خَلِيفَتَينِ كِتَابُ اللّٰهِ
حَبلٌ مَمدُودٌ مَا بَينَ السَّمَاءِ وَالاَرضِ وَعِترَتِي اَهلَ بَيتِي وَاِنَّهُمَا
لَن يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الحَوضَ تفسیر در منثور میں جلال الدین سیوطی نے
احمد سے اور اُسنے زید بن ثابت سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے فرمایا جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بطور وصیت کے تحقیق کہ میں چھوڑے
جاتا ہوں درمیان تمہارے دو خلیفہ ایک کتاب اللہ یعنے قرآن مجید

کہ وہ رسن مستحکم دراز ہی درمیان آسمان و زمین کے دوسرے عترت طاہرہ اہل بیت میرے اور وہ دونون جدا نہونگے یہانتک کہ دونون میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے آپ مومنین تصور کیجیے کہ آیا اُمت نے اس حدیث اور وصیت پر عمل کیا یا نہین افسوس ہزار افسوس اشقیائے امت نے بعد اُن حضرت کے کتاب خدا کو ترک کیا اور اسپر مطلق عمل نکیا اور عترت طاہرہ اہل بیت اُن حضرت پر دست ظلم و ستم دراز کیا آہ آہ بعوض طلب ہدایت کے اعدا نے بعض کو زہر دیا اور بعض کو قتل کیا اور فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کو تو اشقیائے کوفہ و شام نے مہمان بلاکر عالم غربت و بیکسی مین مع اصحاب و اقربا اور اولاد خرد سال کے تشنہ لب ذبح کیا اور بعد شہادت مظلوم کربلا کے لباس و سلاح لوٹ لیا ہائے افسوس کوئی عمامہ لیگیا اور کوئی کرتہ لیگیا اور کپڑے پیراہن لے لی اور لاش اطہر کو بے لباس کے زمین گرم پر چھوڑ دیا اور اہل بیت کو اُن حضرت کے اسیر و مقید کر کے طرف کوفہ کے لیچلے قَالَ الشَّيْخُ الْمُفِيدُ وَالسَّيِّدُ بْنُ طَاؤُسٍ وَمَوْلَانَا الطَّبَرِيُّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ بَعَثَ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ ع فِي يَوْمِ عَاشُورَا مَعَ خَوَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الْاَصْبَحِيِّ وَحُمَيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ اِلَى ابْنِ زِيَادٍ چنانچہ شیخ مفید اور سید بن طاؤس اور مولانا ابو جعفر طبری علیہم الرحمہ نے روایت کی ہی کہ جب جناب سید الشہدا روز عاشورا شہید ہو چکے اور اشقیائے کوفہ و شام خیام اہل بیت خیر الانام

جلانے اور لوٹنے سے بھی فراغ پا چکے اُسی روز عمر سعد نے سر اقدس امام حسینؑ
علیہ السلام کا نیزہ پر رکھکر سر و خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کے
کرکے عبید اللہ بن زیاد لعین کے پاس روانہ کیا وَاَمَرَ بِرُؤُسِ الْبَاقِیْنَ
مِنْ اَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ فَقُطِعَتْ وَسَرَّحَ بِهَا مَعَ شِمْرِ بْنِ ذِی
الْجَوْشَنِ وَقَیْسِ بْنِ اَشْعَثَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَجَّاجِ فَاَقْبَلُوْا بِهَا اِلَی
الْکُوْفَةِ بعد اسکے عمر سعد نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ باقی شہدا کے سر بھی تنوں سے
جدا کریں پس بموجب حکم اُس بیرحم کے سر شہدا کے کاٹ کر سامنے اُس
شقی کے لائے اور بنا بر روایت محرق القلوب کے اُسنے اُن سروں کو
قبائل عرب پر تقسیم کیا اور شمر بن ذی الجوشن اور قیس بن اشعث اور
عمر بن حجاج کو اُن سروں کے ہمراہ کر کے بطرف کوفہ روانہ کیا
وَاَقَامَ ابْنُ سَعْدٍ بَقِیَّةَ یَوْمِ عَاشُوْرَا وَالْیَوْمَ الثَّانِیَ اِلٰی زَوَالِ
الشَّمْسِ اور خود ابن سعد بقیہ روز عاشورا اور دوسرے روز بھی تا
زوال آفتاب کربلا میں مقیم رہا فَجَمَعَ قَتْلَاهُ وَصَلّٰی عَلَیْهِمْ وَدَفَنَهُمْ
وَتَرَکَ الْحُسَیْنَ ع وَاَنْصَارَهٗ مُتَشَحِّطِیْنَ فِیْ دِمَائِهِمْ وَلَمْ یَتَوَجَّهْ
اِلٰی دَفْنِهِمْ وَکَفْنِهِمْ اور وجہ توقف اُس ملعون کی گیارھوین تاریخ تک
یہ تھی کہ اپنے لشکر کے کشتہائے نجس کو ایک جگہ جمع کیا اور اُنھین نماز
پڑھکے دفن کیا اور لاش اطہر امام حسینؑ کی مع لاشہائے اصحاب و اقربائے
اُن حضرت کے اُسیطرح غلطان بخاک و خون بے غسل و کفن ریگتانِ
گرم پر چھوڑ کر چلا گیا ثُمَّ اَذِنَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ بِالرَّحِیْلِ وَاَمَرَ بِحَمْلِ النِّسَاءِ

مِن بَنَاتِ الحُسَینِ وَاَخَوَاتِہٖ عَلٰی اَقتَابِ الجِمَالِ بِغَیرِ وِطَاءٍ مُکشِفَاتِ الوُجُوہِ بَینَ الاَعدَاءِ وَھُنَّ وَدَائِعُ خَیرِ الاَنبِیَاءِ بعد اُسکے عمر سعد نے حکم دیا کہ بیٹیوں اور بہنوں کو امام حسینؑ کی مقید کرکے آج ہی لشکر اہل کوفہ و شام کوچ کرجائے چنانچہ اہل بیت اطہار کو کہ جو امانت رسول خدا تھے شتران لاغر اور بے کجاوہ و عماری پر کہ جنپر بجز پالان کے اور کچھ نہ تھا بے مقنع و چادر مجمع اعدا میں سوار کیا وَشَدُّوا سَیِّدَ السَّاجِدِینَ بِسِلسِلَۃٍ مِنَ الحَدِیدِ وَقَیَّدُوہُ بِقَیدٍ شَدِیدٍ وَحَمَلُوہُ عَلٰی جَمَلٍ بِغَیرِ وِطَاءٍ وَعَبَرُوا ھُوعَنَادًا عَلٰی مَصَارِعِ الشُّھَدَاءِ اور اُن اشقیا نے جناب سید الساجدین کو کہ وہ حضرت نہایت ہی بیمار و علیل تھے گلوے انور میں طوق آہنی اور دست و پاے اقدس میں زنجیریں ڈالکر شتر برہنہ پر سوار کیا اور بسبب ظلم و عناد کے ناقہا ے اہل بیت اطہار کو مقتل شہدا پر سے لیچلے تاکہ دل اُن شکستہ دلوں کے زیادہ درد میں آئیں اور لاشے اپنے اقربا کے دیکھکر بشدت روئیں فَلَمَّا نَظَرَتِ النِّسوَۃُ اِلَی القَتلٰی صِحنَ وَضَرَبنَ وُجُوھَھُنَّ قَالَ وَاللّٰہِ لَا اَنسٰی زَینَبَ بِنتَ اَمِیرِ المُؤمِنِینَ وَھِیَ تَنُوحُ بِقَلبٍ کَئِیبٍ وَتَبکِی بِدَمعٍ سَکِیبٍ پس جب نظر مخدرات عصمت کی مقتل شہدا پر پڑی تو فریاد کی اور لاشہاے اقربا کو آلودہ بخاک و خون مثل گوسفند ان قربانی دیکھکر سب نے منہ اپنے پیٹ لیے اور رو تے رو تے سب بیکسوں کو غش آگیا لیکن راوی کہتا ہی کہ قسم بخدا انہیں بھولتا مجھے حال جناب

زینب دختر امیر المومنینؑ کا لاش پر اپنے بھائی کی کہ وہ مظلوم سے زار زار
روتی تھیں اور بین کرتی تھیں دھے تنادیے وا محمداہ صلی علیک
ملائکۃ السماء وھذا حسینؑ مرمل بالدماء مقطع الاعضاء وبناتک
تسبیٰ کالاماء حواسرا فالی اللہ المشتکیٰ اور وہ معظمہ مدینہ کیطرف
متوجہ ہوکر فرماتی تھیں کہ ای نانا رسول خداؐ آپکو حق سبحانہ تعالیٰ نے
تمام انبیاء سے افضل و اشرف کیا اور آپ پر صلوات بھیجی اور سب
ملائکہ آسمان نے آپکے جنازہ پر نماز پڑھی مگر افسوس ہی کہ یہ فرزند دلبند آپکا
حسین مظلوم جسے آپنے اپنی آغوش مبارک میں بناز و نعمت پالا تھا اور
جسکے بدن اطہر پر آپ لباس جنت آراستہ کرتے تھے آج وہی حسینؑ
خون آلودہ ریگستان گرم پر بے غسل و کفن پڑا ہے اور بدن اطہر اس مظلوم کا
تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے اور کوئی آپکی امت سے متوجہ طرف
کفن و دفن اس مقتول کے نہوا اور بیٹیاں آپکی مثل لونڈیوں کے
بے نقاب مقید ہوکر طرف کوفہ کے جاتی ہیں پس شکایت اس
ظلم کی خدا سے ہے قربان جان ہماری ان اعضائے
نورانی پر جنپر حضرت فدا سلام کرتے ہیں السلام علی الاعضاء المقطعات
سلام ہو ان اعضائے اقدس و نورانی پر جو پارہ پارہ کیے گئے اور بعد
چند فقرات کے فرماتے ہیں السلام علی النسوۃ البارزات سلام ہو
ان مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور بظلم و ستم خیموں سے
نکالی گئیں غرضکہ جناب زینب فرماتی ہیں بابی من عسکرہ فی یوم

الاثنین فیا بابی من فسطاطہ مقطع العری فدا ہو باپ میرا اُس
مظلوم پر کہ لشکر قلیل جس سید جلیل کا روز دوشنبہ لوٹا گیا یعنے حسین مظلوم
سب عزیز و اقربا اور اصحاب باوفا ایک دن میں قتل ہوئے اور
فدا ہو باپ میرا ایسے شہید راہ خدا پر کہ جسکے خیموں کی طنابیں کاٹ کر
گرا دی گئیں اور اہل حرم جسکے لوٹے گئے بابی من لا ہو غائب فیرتجی
ولا جریح فیداوی فدا ہو باپ میرا اُس بیکس پر کہ جو ہمسے جدا ہوکر
کہیں سفر کو نہیں گیا ہی کہ ہمیں اُسکے پھر آنے کی توقع ہو فدا ہو باپ میرا
اُس مظلوم پر کہ جو ایسا زخمی نہیں ہی کہ ہمیں توقع اسکی ہو کہ ہماری دوا
اور مرہم سے اچھا ہو جائیگا بابی المہموم حتے قضے بابی العطشان
حتے مضے فدا ہو باپ میرا اُس صابر پر کہ جو انواع و اقسام کے رنج و الم
مفارقت اقربا کے اُٹھا کر اس جہان سے رحلت کر گیا اور قربان ہو
باپ میرا اُس شہید راہ خدا پر کہ جو تشنہ لب کمال بیکسی میں قتل ہوا اور
جسنے وقت آخر تک ایک قطرہ پانی کا نہ پایا فابکت واللہ کل عدو
وصدیق حتے رأینا دموع الخیل تنحدر علے حوافرہا راوی
لکھتا ہی کہ قسم بخدا یہ بین جگر خراش اُس معظمہ کے سنکر ہر دوست و دشمن
روتا تھا یہانتک کہ تمام جانور وہ آواز دردناک سنکر اسقدر روتے تھے
کہ آنسو اُنکی آنکھوں سے نکلکر سموں پر گرتے تھے ثم ان اعتنقت
سکینۃ بنت الحسین جسد ابیہا و زعمتہ حیا فنادتہ
ابت فلما لم تسمع منہ شیئا فاضطربت وبکت بکاء شدیدا

آہ بعد اسکے جناب سکینہ دختر امام حسینؑ قریب لاش اقدس اپنے پدر مظلوم کے آئین اور اُس لاش اطہر سے لپٹ گئین اور بسبب صغر سن کے اُس شاہزادی نے جانا کہ باپ میرا زندہ ہی کئی مرتبہ ای بابا ای بابا کہا جب لاش اطہر سے کچھ جواب نہ سنا نہایت بیقرار ہوکر رونے لگین اور کہتی تھین کہ ای پدر جالیو قاریہ ہی شیفتہ دیدار کیا یتیم ہوئی اور آپ شہید ہوے ہاے ای پدر مظلوم اب بعد آپکے کون ایسا شفیق ہی کہ جو سر پرستی اور حمایت میری کریگا فَاجْتَمَعَتْ عِدَّةٌ مِنَ الْاَعْرَابِ فَجَرُّوْهَا عَنْ جَسَدِ اَبِيْهَا وَهِيَ تَبْكِيْ پس اُسوقت چند اعراب بیرحم کہ سرگروہ اُنکا شمر لعین تھا جمع ہوے اور اُس یتیمہ کو بظلم و ستم کھینچکر لاش پدر سے جدا کیا ہر چند کہ وہ بیکس روکر کہتی تھین کہ مجھے ابھی میرے باپ سے نہ چھڑاؤ اور جی بھر کے رونے دو مگر کسی بے رحم نے التجا اُس یتیمہ کی نہ سُنی الغرض محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب اسیران اہلبیت رسالت لاشہاے اقربا سے بظلم و ستم جدا کیے گئے اور طرف کوفہ کے روانہ ہوے تو اُسوقت جناب زینب بشدت روئین اور زمین کربلا کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا اِنِّيْ اَوْدَعْتُ بِكِ يَا اَرْضَ كَرْبَلَا جِسْمَ الْحُسَيْنِ ؑ ای زمین کربلا مین تجھے سونپتی ہون جسم اطہر فرزند رسول الثقلین امام حسینؑ کا میرے برادر مظلوم سے خبردار رہنا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

مجلس سی و سوم

فِي الْكَافِيْ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ

ابراد کیا ہی جسے کافی مین شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے
جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا ان حضرت نے
بہترین تصدقات سے ذکرنا ہی اُس جگر کا کہ جو بسبب شدت تشنگی کے
گرم ہوا ہو وَقَالَ عَلَیہِ السَّلَامُ مَنْ سَقَی المَاءَ فِی مَوضِعٍ یُوجَدُ فِیهِ
المَاءُ کَانَ کَمَنْ اَعتَقَ رَقَبَةً اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے
جس شخص نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ وہان پانی میسر آتا ہو تو
حق سبحانہ تعالے اُسے ثواب عطا کریگا برابر اُس شخص کے کہ جسنے ایک
بندہ راہ خدا مین آزاد کیا ہو وَمَنْ سَقَی المَاءَ فِی مَوضِعٍ لَا یُوجَدُ فِیهِ
المَاءُ کَانَ کَمَنْ اَحیَا نَفسًا وَمَنْ اَحیَا نَفسًا فَکَاَنَّمَا اَحیَا النَّاسَ جَمِیعًا
اور فرمایا اُس جناب نے جس کسی نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ
کہ جہان پانی میسر نہ آتا ہو پس اُس شخص نے گویا زندہ کیا ایک بندہ خدا کو
اور جسنے ایک بندۂ خدا کو زندہ کیا یعنے جان اُسکی بچائی بس اُس شخص نے
گویا تمام بندگان خدا کو زندہ کیا اور سبکی جان بچائی پس حضرات
جبکہ یہ مراتب ہون کسی پیاسے کو سیراب کرنے مین تو وا سے ہو اُن اشقیا
کہ جنھون نے فرزند ساقی کوثر کو نہر فرات پر مع اصحاب و اقربا کے
شہید کیا اور بوقت آخر بھی ایک قطرہ پانی کا نہ دیا فِی مُحرِقِ القُلُوبِ
عَنْ سُکَینَةَ بِنْتِ الحُسَینِ اِنَّھَا قَالَتْ قَدْ سَمِعْتُ مِنْ اَبِی
یَقُولُ چنانچہ محرق القلوب مین ملا مہدی نراقی علیہ الرحمہ نے
سکینہ خاتون دختر امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہی وہ تیمسہ

فرماتی ہیں کہ جب میں قتلگاہ میں پہونچی اور لاش پدر بزرگوار سے لپٹ کر
رونے لگی اُسوقت گلوے بریدہ اُن حضرت سے سنا میں نے کہ بطور
وصیت کے فرماتے ہیں ع

شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی — او سمعتم بغریب او شہید فاندبونی
انا السبط الذی من غیر جرم قتلونی — وبجرد الخیل بعد القتل عمداً سحقونی

ای شیعو اور دوستو میرے جب کبھی تم پانی سرد و خوشگوار پیو تو اُسوقت
مجھ تشنہ لب کی پیاس ضرور یاد کر لینا اور جب سنو تم کہ کوئی شخص غریب الوطن
مبتلا کسی بلا میں ہوا یا کوئی بیگناہ شہید ہوا تو میری غربت و بیکسی پر رونا
اور میرا اس بیکسی و مظلومی سے قتل ہونا یاد کر لینا اسلیے کہ میں فرزند رسول خدا
بیجرم و خطا مثل گوسفند قربانی کے ذبح ہوا ہوں اور اسپر بھی اشقیاے
اُمت نے میری لاش کو پامال سم اسپان کیا ہے ع

لیتکم فی یوم عاشور جمیعاً تنظرونی — کیف استسقی لطفلی فابوا ان یرحمونی
وسقوہ سہم بغی عوض الماء المعین — یا لرزء و مصاب ھد ارکان الحجون

ای دوستو میرے کاش تم سب روز عاشورا کربلا میں ہوتے اور میری غربت
اور بیکسی کو دیکھتے کہ میں کس مظلومی سے واسطے اپنے طفل شیرخوار علی اصغر کے
اُن بیرحموں سے پانی مانگتا رہا مگر اُن اشقیا نے ایک قطرہ پانی کا اُس بچہ کو
نہ دیا بلکہ عوض پانی کے ایسا تیر اُسکے حلق نازنین پر مارا کہ وہ بچہ تشنہ لب
شہید ہو گیا پس یہ مصیبت میری وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ جسکے غم میں
پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوے ع

وَيْلَهُمْ قَدْ جَرَحُوا قَلْبَ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ		فَالْعَنُوْهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ فِيْ كُلِّ حِيْنٍ

وائے ہو اُن اشقیا پر کہ اُن بیرحموں نے قلب اقدس جناب رسالتمآب کو زخمی کیا پس ای دوستو تمہیں لازم ہی کہ ہر وقت میں جسقدر کہ تم سے ہو سکے لعنت و نفرین کرو اُن لوگوں پر کہ جنھوں نے حق ہمارا غصب کیا اور جن اشقیا نے مجھ مظلوم پر یہ ظلم عظیم کیا ہی حضرات واقعی جو ظلم و ستم مظلوم کربلا پر گذرے ہیں وہ ابتدائے خلقت حضرت آدم سے ایتک کسی نبی یا وصی پر نہیں گذرے ہیں چنانچہ اُن مصیبتوں کو معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں فَسَارَعُوْكَ الْقِتَالَ وَعَاجَلُوْكَ النِّزَالَ ای جد مظلوم پس جلدی کی اس قوم اعدا نے لڑائی میں آپ سے اور جلد چاہا کہ آپ سے جنگ و جدال کریں وَرَشَقُوْكَ بِالسِّهَامِ وَالنِّبَالِ اور مثل باران کے آپ پر تیر و نیزے برسائے وَاَمَرَ اللَّعِيْنُ جُنُوْدَهٗ فَمَنَعُوْكَ الْمَاءَ وَوُرُوْدَهٗ اور حکم کیا اس لعین نے اپنے لشکر کو پس آپ پر پانی بند کردیا اور اسکے کنارے پر اترنے بھی نہ دیا وَبَسَطُوْا اِلَيْكَ اَكُفَّ الْاِصْطِلَامِ اور اُن اشقیا نے ہاتھ ظلم و ستم کے آپکی طرف کشادہ کیے وَاَنْتَ مُقَدَّمٌ فِي الْهَبَوَاتِ وَمُحْتَمِلٌ لِّلْاَذِيَّاتِ اور آپ اُن اعدا پر دلیری اور حمیت و غیرت میں سابق رہے یہانتک کہ آپ گرد و غبار کارزار میں در آئے اور آپ نے بڑی بڑی اذیتوں کا تحمل کیا قَدْ عَجِبَتْ مِنْ صَبْرِكَ مَلَائِكَةُ السَّمٰوَاتِ فَاَحْدَقُوْا بِكَ مِنْ كُلِّ الْجِهَاتِ تحقیق آپ نے ایسا صبر و تحمل کیا کہ ملائکہ سموات نے آپکے صبر سے تعجب کیا

بس اعدائے دین نے آپکو ہر طرف سے گھیر لیا وَلَم یَبقَ لَکَ نَاصِرٌ وَاَنتَ
مُحتَسِبٌ صَابِرٌ اور آپکا کوئی ناصر و مددگار باقی نہ رہا اور آپ راضی
برضا رہے اور صبر کیا تَذُبُّ عَن نِسوَتِکَ وَاَولَادِکَ حَتّٰی نَکَسُوکَ
عَن جَوَادِکَ ای جد مظلوم آپ دفع کرتے رہے ان اشقیا کو اپنے
اہل حرم اور اولاد سے یہانتک کہ ان اعدا نے آپکو زخمی کر کے منہ کے
بل ذوالجناح سے گرا دیا فَهَوَیتَ اِلَی الاَرضِ جَرِیحًا تَطَاُکَ الخُیُولُ
بِحَوَافِرِهَا وَتَعلُوکَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا پس ای جد بزرگوار آپ کثرت
زخموں سے ناتوان ہوکے مرکب سے زمین پر تشریف لائے اور اپنے سموں سے
گھوڑے بے ادبی کرتے تھے اور وہ اشقیا تلوارین کھینچے ہوئے آپکے قتل
کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے قَد رَشَحَ لِلمَوتِ جَبِینُکَ وَاختَلَفَت بِالاِنقِبَاضِ
وَالاِنبِسَاطِ شِمَالُکَ وَیَمِینُکَ اور اسوقت آپکی پیشانی النور پر عرق موت
آگیا تھا اور اس حالت ایذا میں آپ کبھی دست و پاہائے اطہر سمیٹ
لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی داہنی طرف اور بائین طرف
کروٹ لیتے تھے اور کسیطرح اس ریگ گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی
تُدِیرُ طَرفًا خَفِیًّا اِلٰی رَحلِکَ وَبَیتِکَ وَقَد شُغِلتَ بِنَفسِکَ
عَن وُلدِکَ وَاَهَالِیکَ اور اسوقت آپ گوشۂ چشم پھرا پھرا کے نگاہ
حسرت چشم نیم وا سے اپنی اولاد اور اہل حرم کیطرف دیکھتے تھے حالانکہ
وہ وقت ایسا نازک تھا کہ آپکو وقت اخیر تھا اور محل خیال و پاس اولاد
واہل حرم کا نہ تھا وَاَسرَعَ فَرَسُکَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِکَ قَاصِدًا

حجمایا کیا اور اسی حال مین جلدی کی آپکے اسپ باوفا نے کہ آپکے خیمگاہ کیطرف باواز بلند روتا ہوا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع کرنا تھا فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَآءُ جَوَادَکَ مُخْزِیًا وَنَظَرْنَ سَرْجَکَ عَلَیْهِ مَلْوِیًا پس جب اُن مخدرات عصمت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی ہے سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ تو یہ حال دیکھکر سو پریشان خیمگاہ سے گریان و نالان وَاَنْطَلُوْمَاهُ وَاحُسَیْنَاهُ کہتی ہوئین نکل آئین الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و چہارم

فِی مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ عَنْ طِرِمَّاحِ بْنِ عَدِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ قَدْ كُنْتُ مِنَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا مَعَ الْحُسَیْنِ ؑ فِیْ طَفِّ كَرْبَلَا وَقَدْ بَقِیَ فِیْ رَمَقٌ مِنَ الْحَیٰوةِ مقتل ابومخنف مین طرماح بن عدی سے منقول ہے کہ کہا اُسنے جب روز عاشورا کربلا مین عمر سعد اور امام حسین ؑ سے لڑائی ہوئی تو اُس روز مین بھی انصار سے اُن حضرت کے تھا اور اعدا سے مین اسقدر لڑا کہ زخمی ہوکر زمین پر ایک گوشہ کیطرف گر پڑا اور بیہوش ہوگیا اور بمشیت ایزدی مجھ مین ایک رمق حیات سے باقی تھی اور کسی جلادنے میرا سر جدا نہین کیا تھا فَلَمَّا ارْتَحَلَ عَسْكَرُ ابْنِ سَعْدٍ مَعَ رُؤُسِ الشُّهَدَآءِ وَالنِّسَآءِ اِلَی الْكُوْفَةِ حَصَلَتْ لِیَ الْاِفَاقَةُ فَرَاَیْتُ عِشْرِیْنَ فَارِسًا فِیْ مَصْرَعِ الشُّهَدَآءِ پس جب لشکر عمر سعد مع سرہاے شہدا اور اہل بیت اطہار طرف کوفہ کے کوچ کر گیا اُسوقت مجھے غش سے افاقہ ہوا دیکھا مین نے

کہ بیس سوار اس صحرا میں نمودار ہوئے وعلیہم ثیاب بیض تفوح منہا
رائحۃ المسک والعنبر وھو نور شعشعانی کنور القمر لیلۃ البدر
فقلت فی نفسی ہذا عبید اللہ بن زیاد قد اقبل یطلب
جسد الحسین علیہ السلام لیمثل وما کفاہ جز راسہ
اور دیکھا میں نے کہ وہ سب کے سب لباس سفید و نورانی پہنے ہیں اور خوشبو
انسے بہتر خوشبوے مشک و عنبر سے آتی ہے اور چہرہ ہائے نورانی انکے ایسے
روشن و درخشاں ہیں کہ جیسے ماہ شب چہاردہ روشن ہوتا ہے میں
اسوقت میں نے اپنے دلمیں کہا کہ شاید ابن زیاد مع رفقا کے کوفہ سے
اسلیے آیا ہے کہ تا جسم اقدس امام حسین علیہ السلام کو بھی کسیطرح تکلیف و ایذا دے
اگرچہ سر اطہر تن اقدس سے جدا کرکے اسکے پاس لیگئے تھے لیکن اس
دشمن خدا کو وہ کافی نہوا اور دل اسکا ظلم و ستم سے سادات کے ابھی سیر
نہیں ہوا ہے فتقدم منھم رجل جلیل شیخ نبیل فجلس عند جسد
الحسین ع وبکی بکاء الثکلی فاجلسہ وسندہ بصدرہ لیس
اس اثنا میں ایک مرد جلیل القدر کہ ان سب میں سے جو باعظمت و
رفعت تھے آگے بڑھے اور قریب جسد مظلوم کربلا کے زمین پر بیٹھ گئے
اور مثل عورت فرزند جوان مردہ کے بشدت رونے لگے اور لاش مبارک
امام حسین علیہ السلام کو زمین سے اٹھایا اور اپنے سینہ سے لگا کر بٹھایا
ثم اومی بیدہ نحو الکوفۃ واذا بالراس قد اقبل فرکب علی
جسدہ فلما رایتہ طار عقلی وقلت واللہ لیس ہذا ابن زیاد

فتاملتہ و عرفت انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پس اسکے
اُن مرد جلیل القدر نے اشارہ طرف کوفہ کے کیا پس ساتھ ہی اشارہ کے
سر انور امام حسین علیہ السلام کا باعجاز وہین پہونچا اور اُن حضرت نے
اُس سر اقدس کو بقدرت خدا تن اطہر سے ملا دیا اور امام حسینؑ اُٹھ بیٹھے
پس دیکھتے ہی اسکے میرے حواس بیجا نہ رہے اور مین نے اپنے دلمین کہا
کہ قسم بخدا وہ گمان میرا غلط تھا اسلیے کہ ابن زیاد کو یہ قدرت کب ہی
بلکہ یہ اعجاز مختص بانبیا و اوصیا ہی پس بغور و تامل دیکھا اور پہچانا مین نے
کہ جناب رسالت مآبؐ تشریف رکھتے ہین اور اپنے فرزند کو اپنی آغوش
اقدس مین لیے ہوے رو رہے ہین ویقول یا ولدی یا قرۃ عینی
اور فرماتے ہین کہ ای فرزند دلبند میرے ای نور چشم میرے ؏

یعز علی ان اراک مرضضا	عفیر انحیر ابالدماء مغسلا
فدیتک لا نعشا و لا کفنا اری	و لا غاسلا یاتی الیک یغسلا

چنانچہ شاعر بزبان حال اُن حضرت کے یون کہتا ہی کہ ای میوہ دل میرے
بہت دشوار ہی میرے نانا پر کہ تجھے پامال سم اسپان دیکھے اور تو مثل
گوسفند قربانی ذبح ہوا اور اپنے خون مین لوٹے افسوس ہی ای فرزند
کہ تجھے کسی نے کفن نہ دیا نہ جنازہ اُٹھایا اور نہ غسل دیا اور نہ لاش تیری
دفن کی فدا ہون مین تجھپر ای فرزند آیا تو نے اُن اشقیا کو اپنے حسب
نسب سے بھی آگاہ کیا تھا فبکی الحسینؑ وقال یا جداہ اخبرتھم
بذلک لکنھم قالوا نحن نعرفک ولکنا نقتلک و نذبحک فبکی

رسول اللہ وقال یا ابی آدم صفی اللہ ویا نوح نبی اللہ ویا ابراہیم
خلیل اللہ ھل رایتم ما فعلت امتی بذریتی بعدی فبکوا
کلھم امام حسین علیہ السلام نے عرض کی کہ ای جد بزرگوار مین نے ہر ایک سے
اپنا حسب ونسب بیان کیا تھا لیکن ان سب نے کہا کہ ہم تمھارے
حسب ونسب سے خوب واقف ہین مگر تمھین ضرور قتل و ذبح کرینگے
پس یہ سنکر جناب رسالت مآب بہت روئے اور حضرت آدم اور
حضرت نوح اور حضرت ابراہیم اور سب انبیا سے کہ جو ہمراہ حضرت کے
تھے فرمایا کہ دیکھا تم نے کہ میری امت جفا کار نے میری اولاد سے بعد
میرے کیا ظلم کیا ہی یہ سنکر تمام انبیا رونے لگے اور اسطرف رسول خدا
اور سید الشہدا روتے تھے حتی غشی علیہ فبکیت و وقعت مغشیا
علی الارض فلما افقت ما وجدتھم الا وجدت الحسین مطروحا
علی الارض بیانتک کہ جناب رسول خدا کو غش آگیا پس یہ دیکھکر مین
اسقدر رویا کہ غش کھاکر زمین پر گر پڑا اور دیر تک بیہوش پڑا رہا جب
بعد اسکے مجھے غش سے افاقہ ہوا تو دیکھا مین نے کہ ان حضرات مین سے
کوئی وہان نہین ہی فقط لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کی بے سر
غلطان خاک و خون مین پڑی ہی وفی بحار الانوار عن رجل اسدی
انہ قال کنت زارعا علی نھر علقمۃ فبعد ارتحال عسکر بن سعد
رایت عجائب من اجساد الشھداء لا اقدر ان احکی الا عن بعضھا
بحار الانوار مین ایک شخص اسدی سے منقول ہی کہ کہا اسنے مین

کنارہ نہر علقمہ پر جو فرات سے لائی گئی تھی زراعت کیا کرتا تھا جب لشکر عمر سعد کا طرف کوفہ کے کوچ کر گیا تو مین نے لاشوں سے شہدا کی جو صحرائے کربلا مین بیدفن پڑی تھین اسقدر امور عجیب و غریب مشاہدہ کیے کہ مجھ سے بیان اُن سبکا ممکن نہین ہو سکتا لیکن بعضے امر اُنمین سے بیان کرتا ہون مِنھَا اَنَّہٗ اِذَا ھَبَّتِ الرِّیْحُ تَمُرُّ عَلَیَّ نَفَحَاتٌ کَنَفَحَاتِ الْمِسْکِ وَالْعَنْبَرِ وَلَوْ اَدِلُ اَرٰی نُجُوْمًا تَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ ایک اُنمین سے یہہ کہ جب ہوا اُن لاشوں پر سے گذر کر کے مجھ تک آتی تھی تو اُس ہوا سے دماغ میرا معطر ہو جاتا تھا اور خوشبو مشک و عنبر کی آتی تھی اور دیکھتا تھا مین کہ متصل ستارے آسمان سے اُس جگہ نازل ہوتے تھے اور بہت سے ستارے وہان سے آسمان پر صعود کرتے تھے وَاَنَا مُنْفَرِدٌ مَعَ عِیَالِیْ فِیْ تِلْکَ الصَّحْرَآءِ فَلَا اَرٰی اَحَدًا حَتّٰی اَسْئَلَہٗ عَنْ ذٰلِکَ اور مین اُس بیابان مین مع اپنے عیال کے اکیلا رہتا تھا اور کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ مین اُس سے سبب اُن عجائبات کا پوچھتا وَاَیْضًا اَرٰی عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ اَسَدًا مُقْبِلًا مِنَ الْقِبْلَۃِ فَاُوَلِّیْ مِنْہُ اِلٰی مَنْزِلِیْ اور اسیطرح سے دیکھا مین نے کہ وقت غروب آفتاب کے ہر شب ایک شیر جانب قبلہ سے آتا تھا پس اُسے آتا دیکھکر مین اپنے گھر کو چلا جاتا تھا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ ذَھَبْتُ مِنْ مَنْزِلِیْ اَرَاہُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ ذَاھِبًا پس جب صبح ہوتی تھی اور آفتاب طلوع کرتا تھا اور مین اپنے گھر سے آتا تھا تو دیکھتا تھا کہ وہی شیر

طرف قبلہ کے پھر چلا جاتا ہے فقلت فی نفسی قد سمعت ان ھؤلاء
خوارج قد خرجوا علی عبید اللہ بن زیاد فامر بقتلھم وانی
اری منھم عجائب ما الواردھا من القتلی ابدا پس مین نے اپنے
دل مین کہا کہ مین لوگون سے سنتا تھا کہ یہ سب مقتول کہ جو اس صحرا مین
قتل ہوئے ہین معاذ اللہ یہ سب خوارج تھے کہ عبید اللہ بن زیاد پر خروج
کیا تھا پس ابن زیاد نے لشکر بھیجکر ان سب کو قتل کیا اور لاشے سب کے
بے غسل وکفن اور بے دفن چھوڑ دیے ہین پس جس صورت مین کہ کہنا
اُن لوگون کا سچ ہی تو پھر جائے تعجب ہے کہ مین ان لاشون سے ایسے اُمور
عجائب وغرائب کیون دیکھتا ہون کہ مین نے کبھی کسی مقتول سے ایسے
امور عجیب نہ دیکھے تھے فقلت واللہ لا ابالی فی ھذہ اللیلۃ من الساھر
لانظر ان الاسد الذی تقبل الیھا یاکل من ھذہ الاجساد
لحومھم ام لا پس مین نے قسم کھائی کہ آجکی شب مین ضرور اس صحرا مین
جاگتا رہونگا تا معلوم کرون کہ یہ شیر شب کو آکر آیا گوشت ان لاشونکا
کھاتا ہی یا نہین فعند غروب الشمس رایت ذلک الاسد قد
اقبل من القبلۃ فخطر ببالی انکان مرادہ لحوم بنی آدم فلو رآنی
یقتلنی وانا فیہ اذ دخل ذلک الاسد علی تلک الاجساد
الطاھرۃ پس جب شام ہوگئی اور آفتاب غروب کر گیا تو موافق
معمول کے پھر وہ شیر جانب قبلہ سے نمودار ہوا اور مجھے اُس وقت یہ
خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ یہ شیر مجھے دیکھ لے اور مار ڈالے مین اسی فکر مین تھا

کہ وہ شیر آیا اور داخل قتلگاہ ہوا لیکن کچھ مجھ سے متعرض نہوا وَهُوَ يَتَخَطَّى الْقَتْلَى وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ كَأَنَّهُ يَقْصِدُ مِنْهُمْ قَتِيلًا حَتَّى وَقَفَ عَلَى جَسَدٍ كَأَنَّهُ الشَّمْسُ الطَّالِعَةُ فِي كَبِدِ السَّمَاءِ فَجَعَلَ يُقَبِّلُ مَنْحَرَهُ وَيَسْتُرُ لِحْيَتَهُ وَيَبْكِي پس جب وہ شیر داخل قتلگاہ ہوا دیکھا میں نے کہ وہ ہر ایک لاش پر جاتا ہے اور ہر ایک کی اُن لاشوں سے بو سونگھتا ہے اور ہٹ جاتا ہے جیسے کوئی کسیکی تلاش کرتا ہے آخرکار وہ شیر ایک لاش پر پہونچا کہ نور اُس سے مانند آفتاب نصف النہار کے تابان تھا اور سر اپنا گلوے بریدہ پر اُس صاحب لاش کے ملنے لگا اور بو اُسکی سونگھنے لگا اور روتا تھا فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ مَا هٰذِهِ اِلَّا اُعْجُوبَةٌ حَتّٰى اَعْتَنْكِرُ الظَّلَامُ فَرَاَيْتُ شُمُوعًا مُعَلَّقَةً وَالْاَرْضَ مَمْلُوَّةً مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ پس یہ دیکھکر میں کمال متعجب ہوا اور کہا میں نے کہ سبحان اللہ ایسا امر عجیب و غریب نہ کبھی دیکھا تھا اور نہ کبھی سنا تھا پس جب آفتاب غروب کر چکا اور رات ہوئی اور تاریکی پھیلی تو دیکھا میں نے کہ خود بخود اُس صحرا میں بہت سے شمع و چراغ روشن ہو گئے اور وہ میدان مرد و عورت سے مملو ہو گیا وَاِذَا بِبُكَاءٍ وَنَحِيبٍ وَلَطْمٍ فَقَصَدْتُ تِلْكَ الْاَصْوَاتَ فَاِذَا هِيَ تَحْتَ الْاَرْضِ اور اُسوقت ہر طرف سے آواز رونے اور پیٹنے اور نوحہ و ماتم کی بلند ہوئی اور بعد تامل کے معلوم ہوا کہ وہ آواز نیچے سے زمین کے آتی ہے فَفَهِمْتُ صَوْتَ نَاعٍ

مِنْهُمْ يَبْكِي وَيَقُولُ وَاحُسَيْنَاهُ وَاسَيِّدَاهُ پس مین نے چاہا کہ سنوں مین وہ سب کیا کہکر روتے ہین اور کیا بین کرتے ہین پس مین ایک رونے اور بین کرنے والے کی آواز کو انمین سے سمجھا کہ وہ یہ کہکر روتا ہی اور کہتا ہی واحسیناہ واسیداہ وامظلوماہ افسوس آپ تشنہ لب شہید ہوئے فَاقْشَعَرَّ جِلْدِي وَارْتَعَدَتْ فَرَائِصِي مِنْهُ فَقَرُبْتُ بِأَحَدٍ مِنْهُمْ وَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ يَا هٰذَا بِاللّٰهِ عَلَيْكَ مَنْ أَنْتُمْ وَمَا يُبْكِيكُمْ پس سنتے ہی اس صدائے دردناک کے رونگٹے میرے بدن کے کھڑے ہوگئے اور تمام بدن میرا اس آواز خوفناک سے کانپنے لگا اور واسطے دریافت اس امر عجیب کے قریب ایک کے انمین سے گیا اور اس سے کہا مین نے کہ ای شخص قسم ہی تجھے خدا کی مجھے آگاہ کرو کہ تم سب کون ہو اور سبب تمھارے رونے اور پیٹنے کا کیا ہی فَقَالَتْ لِي يَا هٰذَا نَحْنُ نِسَاءُ بَنِي الْجَانِّ نَبْكِي بِأَمْرِ اللّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ عَلَى الذَّبِيحِ الْعَطْشَانِ فَقُلْتُ مَا اسْمُهُ قَالَتْ هُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ اسنے مجھے جواب دیا کہ ای شخص ہم سب عورات جنات ہین اور بحکم خدا ہر شب از شام تا صبح کام ہمارا رونا ہی اس مظلوم اور مقتول پر کہ جس بیکس پر کوئی رونے والا نہین ہی اور ہر شب نوحہ و بکا کرتے ہین اس شہید راہ خدا پر کہ جسے شدت تشنگی مین مثل گوسفند قربانی امت جفا کار نے ذبح کیا ہی یہ سنکر پوچھا مین نے کہ وہ ایسا مظلوم و بیکس کون ہی اور نام اسکا کیا ہی اسنے کہا کہ وہ سید غریب و مظلوم امام حسین

فرزند رسول الثقلین ہی فقلت لہا این جسدہ الشریف قالت ھو الذی یبکی عندہ الاسد پس مین نے اُس سے کہا کہ مجھے آگاہ کرو لاش اطہر امام حسین مظلوم کربلا کی ان لاشون مین کونسی ہے اُسنے کہا کہ لاش اُن حضرت کی وہ ہی کہ جسکے قریب وہ شیر بیٹھا رونا ہے اور اُسکا معمول یہ ہی کہ ہر شب قتلگاہ مین آکر شام سے صبح تک اِس لاش پر نوحہ وزاری کرتا ہی فبکیت ولطمت وجھی ورجعت باکیا الی منزلی پس یہ سنکر مین بشدت رویا اور بیکسی پر امام حسین علیہ السلام کی منھ اپنا پیٹا اور روتا ہوا اپنے گھر کیطرف واپس آیا واقعی مومنین مصیبت مظلوم کربلا کی وہ مصیبت عظمیٰ ہی کہ جن وانس پر کیا موقوف ہے جانوران صحرا اس غم مین روئے جیسا کہ سنا آپنے بلکہ ماہیان دریا روئین اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور دریا جوش وخروش مین آئے اور آفتاب وماہتاب روئے اور خانۂ کعبہ اور چاہ زمزم اور منبر معظم رویا اِس غم مین کیونکہ وہ بعد شہادت سید الشہدا کے بے رونق ہوگئے تھے

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی وپنجم

روی صاحب روضۃ العلماء المعروف بالزندوسی انہ لما توفی رسول اللہ وأظلمت الآفاق والارجاء واغبرت الارض والسماء ما اکلت وما شربت ناقتہ العضباء صاحب روضۃ العلماء معروف بزندوسی نے کہ علمائے اہل سنت سے ہی

روایت کی ہی کہ جب جناب رسالت مآبؐ نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی اور تمام عالم از مشرق تا مغرب اس مصیبت عظمیٰ میں تیرہ و تاریک ہوگیا اور آسمان اس ماتم و غم میں غبار آلودہ ہوا اسیوقت سے ناقہ نے اُن حضرت کے کہ نام اُسکا عضبا تھا دانہ اور چارا کھانا ترک کیا بلکہ پانی تک بھی نہ پیا اِذ خَرَجَتْ فَاطِمَةُ فِي اللَّيْلِ وَهِيَ بَارِكَةٌ فَقَالَتِ النَّاقَةُ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ مَا سَاغَ لِي عَلَفٌ مُنْذُ تُوُفِّيَ أَبُوكِ وَقَدْ حَضَرَ أَجَلِي پس کسی نے جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کو اُس حالت گریہ و بکا میں کہ مفارقت اپنے پدر بزرگوار میں شبانہ روز رویا کرتی تھیں خبر دی کہ ای سیدۂ عالم کئی روز سے ناقہ عضبا نے غم و الم میں جناب رسالت مآبؐ کے نہ دانہ کھایا ہی اور نہ پانی پیا ہی یہ سنتے ہی وہ معصومہ بوقت شب اُس ناقہ کے پاس تشریف لائیں اور اُسکے سامنے دانہ اور چارا رکھا اور بہت چاہا کہ کچھ اُسمیں سے وہ کھائے لیکن اُس ناقہ نے کسی شئی کیطرف رغبت نہ کی اور بقدرت خدا گویا ہوکر بزبان فصیح جناب سیدہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ ای دختر رسول خدا جب سے کہ آپکے پدر عالی مقدار نے دنیا سے رحلت فرمائی ہی اُسیوقت سے تمام عالم میری نظروں میں تیرہ و تاریک ہوگیا ہی اور میرے حلق سے آب و دانہ نہیں اُترتا ہی پس امیدوار ہوں کہ آپ مجھے اس امر میں معاف فرمائیں اور اب اجل میری قریب آپہونچی ہی وَأَنَا ذَاهِبَةٌ

اِلٰی اَبِیکَ فَهَل مِن اَمرٍ اَو رِسَالَةٍ فَبَکَت فَاطِمَةُ وَاعتَنَقَت بِرَاسِهَا وَوَضَعَتِ النَّاقَةُ وَجهَهَا فِی حِجرِهَا وَبَکَت حَتّٰی تَغَیَّرَت حَالُهَا اور اے خاتون محشر اب قریب ہے کہ میں خدمت میں جناب سید البشر کے حاضر ہوں اگر کوئی پیام آپکو اپنے پدر بزرگوار کو دینا ہو تو مجھے ارشاد ہو کہ میں اُسے آپکی طرف سے حضرت کی خدمت میں عرض کروں یہ سنتے ہی اِس کلام حسرت کے اُس معصومہؑ نے ہاتھ اپنے اُسکی گردن میں ڈالدیئے اور اُسنے منھ اپنا اُس مخدومہ کی آغوش مبارک میں رکھدیا اسطرف وہ مخدومہؑ کونین روتی تھیں اور اُسطرف وہ ناقۂ رسول الثقلین روتا تھا یہانتک کہ حال اُس ناقہ کا متغیر ہوا حضرات تصور کیجیے کہ اور بھی کسی ستم رسیدہ نے کسی حیوان کی گردن میں ہاتھ ڈالدیئے ہیں آہ وہ جناب اُم کلثومؑ دختر جناب سیدہؑ ہیں جب ذوالجناح جناب امام حسینؑ کا روز عاشورا خون آلودہ زین جھکا ہوا خالی سوار سے درخیمہ پر آیا اور اہل بیت اطہار کو شہادت فرزند رسول مختارؐ سے مطلع کیا اُسوقت اُس مظلومہ نے ہاتھ اُسکی گردن میں ڈالدیئے اور روکر فرمایا کہ اے ذوالجناح میرے برادر مظلوم امام حسینؑ کو کہاں چھوڑ آیا ہے فَاشتَرَت فَاطِمَةُ بِنَحرِهَا فَکَرِهَت وَلَم تَرضَ بِذٰلِکَ حَتّٰی مَاتَتِ النَّاقَةُ فَبَکَت وَعَمَدَت اِلٰی کَرَابِیسِهَا وَجَعَلَتهَا فِی حُفَیرَةٍ وَسُوِّیَ عَلَیهِ التُّرَابُ الغرض جب وہ ناقۂ با وفا قریب بمرگ پہونچا اُسوقت لوگوں نے جناب سیدہؑ کی خدمت میں

عرض کی کہ ای سیدہ کونین اگر آپ اجازت دین تو ہم اس ناقہ کو
نحر کرین یہ سُنکر اُس مخدومہ نے فرمایا کہ مجھے گوارا نہین ہی کہ جس ناقہ کو
پدر بزرگوار میرے دوست رکھین اور مین اُسکے نحر کرنے پر راضی
ہون پس جب وہ ناقہ بہشتی طرف جنت کے رحلت کر گیا اُسوقت جناب
معصومہ نے اُس ناقہ کو ایک پارچہ سفید مین لپٹوایا اور ایک گڑھا بجای
قبر کھدوا کر اُسمین اُسے دفن کرا دیا چنانچہ ایک روایت مین وارد
ہوا ہی کہ جناب سیدہ بروز قیامت اسی ناقہ پر سوار ہونگی آہ یہ مقام
حسرت ہی کہ جناب فاطمہ زہرا بخیال اِسکے کہ جناب رسول خدا
اُس ناقہ کو دوست رکھتے تھے نحر کرنے پر اُسکے راضی نہوئین بلکہ برعایت
محبت جناب رسول خدا بعد مرنے اُس ناقہ کے اُس حیوان بے زبان کو
کفن دیکر دفن کیا اور اُسکے مرنے سے کمال مغموم و محزون ہوئین اور
بشدت روئین پس حضرات وائے ہو اُس قوم بیحیا پر کہ جسنے پارہ جگر
رسول خدا اور نور چشم فاطمہ زہرا کو جو سردار جوانان اہل بہشت تھے
اور جناب رسول خدا کو کیسی الفت و محبت اُس دلبند کی تھی ہائے
افسوس اعدائے مہمان بلا کر صحرائے کربلا مین تشنہ لب تلوار و نیزہ او
تیر سے ذبح و نحر کیا اور افسوس صد افسوس کہ اُس مظلوم کو بعد قتل کے
پامال سم اسپان کیے ڈالتے تھے اور لاش مطہر کو اُس جناب کی
ریگستان گرم پر آلودہ بخاک و خون چھوڑ کر چلے گئے اور کوئی متوجہ
طرف دفن اُس مظلوم کے نہوا فی البحار وما بکی علیہ احد

اِلَّا الْوُحُوشُ فِي الْفَلَاةِ وَالطُّيُورُ فِي الْهَوَاءِ بَلْ كَهِيَ تَظَلُّهُ عَلَيْهِ بِاَجْنِحَتِهَا

چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین منقول ہی کوئی ایسا نہ تھا کہ لاش پر اُس مظلوم کی روتا کیونکہ اُن حضرت کے اہل بیت تو قید ہوکر روانہ کوفہ ہوے تھے پس مصیبت پر سلیمان کربلا کی جانوران وحشی اُس صحرا کے اور جن ویری نوحہ وبکا کرتے تھے اور بآواز بلند روتے تھے بلکہ جانوران پرند اُس تن بےسر پر اُس دھوپ مین اپنے پرونکا سایہ کرتے تھے اور بنا بر روایت بعض کتب مقاتل کے اپنے پرونکو آب فرات سے تر کرکے وہ پانی لاش اطہر پر ٹپکاتے تھے اور روتے تھے وَفِي الْمَقْتَلِ وَغَيْرِهِ فَلَمَّا مَضَتْ هٰكَذَا عَلَى جَسَدِ الْإِمَامِ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ خَرَجَ قَوْمٌ مِنْ بَنِي اَسَدٍ مِنْ نِينَوٰى وَمَعَهُمْ نِسَاءُ هُمْ بَاكِيَاتٍ حَاسِرَاتٍ نَائِحَاتٍ قَائِلَاتٍ چنانچہ مقتل ابومخنف اور محرق القلوب مین منقول ہی کہ جب تین شبانہ روز اسیطرح لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کی صحراے کربلا مین بےغسل وکفن اور بےدفن پڑی رہی اور ایک قوم بنی اسد کی اہل غاضریہ ونینوے سے اس خبر سے مطلع ہوئی سب زن ومرد اُس قوم کے کمال محزون ومغموم ہوے لیکن بسبب خوف ابن زیاد کے کسی کو جرأت دفن وکفن جناب سید الشہدا کی نہوئی اور سب مردون کو تامل ہوا مگر عورات اُنکی کہ معرفت بحق رکھتی تھین یہ حال اپنے مردونکا دیکھکر بہت روئین اور کہا واے ہو تمپر آج تم لوگ خوف سے اپنے جان ومال کے پڑا رہنا لاش فرزند فاطمہ زہرا کا

بیدفن گوارا ہوا کل بروز قیامت ہم خاتون محشر کو کیا منھ دکھلائینگے
اور اگر عرب تمسے سوال کرینگے کہ تمنے فرزند رسول خدا کی نصرت
و مدد نہ کی باوجودیکہ وہ جناب تمھاری سرزمین پر وارد تھے
تو تم انکو کیا جواب دوگے پس اب اُٹھو اور لاشہاے شہدا کو دفن
کرو اور اس ننگ و عار کو دفع کرو راوی کہتا ہی کہ جب یہ کلام
عورات کا مردان بنی اسد نے سنا سب آمادۂ دفن لاشہاے شہدا
ہوے اور آگے آگے وہ سب مرد اور پیچھے انکی عورات سر و پا برہنہ
روتی اور نوحہ کرتی ہوئین روانہ قتلگاہ ہوئین وھن تنوح ولعلہ
مقول من لسان حال الحسین اور وہ سب عورات یہ نوحہ کرتی تھین
چنانچہ شاعر بزبان حال انکے کہتا ہی

اَسَفاً علی نفسِ القتیلِ بلا کفن	اَسفاً علی سبطِ الرسولِ المؤتمن
اَسَفاً علی المقتولِ فی حرِ الظماءِ	اَسفاً علی الجسدِ المغسلِ بالدماءِ

افسوس ہی حال پر ایسے مظلوم کے کہ جسکی لاش اقدس کئی روز سے
بیدفن و کفن اس صحراے کربلا مین پڑی رہی افسوس ہی بیکسی پر امام
حسین فرزند رسول الثقلین کے کہ جسے کئی روز تک ایک قطرہ پانی کا
اعداے دین نے نہ دیا اور شدت تشنگی مین اُسے مثل گوسفند قربانی
ذبح کیا حسرت ہی مصیبت پر نور چشم فاطمہ زہرا کے کہ جسکا غسل خون سے
اُسکے ہوا فجمعوا اعضاءَ المتفرقۃ وصلّوا علیھم وحفروا لسید
الانسِ والجانِ حفرۃً حیث قبرہُ الان فوجدوا قبراً

مَحْفُوْرًا مَسْتُوْرًا اِلَى اللَّوْحِ كُتِبَ عَلَيْهِ هٰذَا قَبْرُ الْحُسَيْنِ الذَّبِيْحِ الْعَطْشَانِ قَدْ فَنُوْهُ فِيْهِ پس جب وہ سب زن و مرد قتلگاہ میں پہونچے اُن سعادتمندون نے تمام اعضاے متفرقہ کو جمع کیا اور مع لاش اطہر کے انپر نماز پڑھی ا مومنین اعضاے متفرقہ کون اعضا ہین آہ شاید وہ دو ہاتھ ہین جو کمربند کے لیے جمّال لعین نے قطع کیے اور وہ انگشت متورم ہی جو بجدل لعین نے انگشتری کے واسطے قطع کی لیکن سرانور تو ساتھ جسم اطہر کے دفن نہوا بلکہ اعدا نے نیزہ پر رکھکر شہر بشہر پھرایا غرضکہ بنی اسد نے واسطے جناب سید الشہدا کے قبر کھودی کچھ مٹی محل قبر سے ہٹائی تھی کہ ناگاہ ایک لوح اُنھین نظر پڑی دیکھا کہ اُسپر لکھا ہی کہ یہ قبر تیار کی گئی ہی واسطے امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین کے کہ جو مظلوم پیاسا اِس صحرا مین شہید ہوگا پس جب اُس لوح کو ہٹایا دیکھا کہ قبر مطہر حضرت کی پاکیزہ اور معطر و مصفا تیار ہی یہ دیکھکر اُس قوم بنی اسد نے لاش اقدس کو اُسی قبر مین کہ جس جگہ ایک نشان قبر اطہر کا موجود و آیا دہی دفن کیا وَدَفَنُوْا اِبْنَهُ عَلِيًّا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَحَفَرُوْا لِلْجَمِيْعِ اَهْلِهِ وَاَنْصَارِهِ حَوْلَ رِجْلَيْهِ حُفْرَةً عَمِيْقَةً وَدَفَنُوْهُمْ فِيْهَا جَمِيْعًا وَلَيْسَ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ اَثَرٌ ظَاهِرٌ بعد اُسکے پائین پا حضرت کے جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر کو دفن کیا اور قریب پائین پا اُن حضرت کے ایک گڑھا عمیق کھود کر سب شہدا اقربا و انصار کو اُس مظلوم کے اُسی گڑھے مین یکجا دفن کیا اور اسی لیے

نشان کسی شہید کی قبر کا علحدہ گنج شہدا سے ظاہر نہین ہو سوائے حبیب بن
مظاہر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ بسبب ہم قوم ہوتے بنی اسد کے اُنکی لاش کو
پہچانتے تھے اسلیے قبر اُنکی علحدہ بنا دی اور جناب عباس کو کہ وہ حضرت
نہر علقمہ پر شہید ہوے تھے اُسی جگہ علحدہ سب شہدا سے دفن کیا اور ملا
آقا دربندی علیہ الرحمہ نے بروایتے یون نقل کیا ہو کہ اُسوقت امام زین
العابدین علیہ السلام قید خانہ کوفہ سے باعجاز طی الارض فرما کے کربلا
تشریف لائے اور لاشہاے شہدا پر نماز پڑھی اور دفن کرکے پھر بسمت
کوفہ تشریف لیگئے پس حضرات لاش اطہر مظلوم کربلا کی تیسرے دن
دفن ہوئی اَمَّا رَأسُ سَیِّدِ الشُّهَدَاءِ فَلَمْ یُدْفَنْ مَعَ جَسَدِهٖ فِی
اَرْضِ کَرْبَلَا بَلْ کَانَ مَرْفُوْعًا عَلَی الرِّمَاحِ تَصْهَرُهُ الشَّمْسُ وَتَسْفِی
عَلَیْهِ الرِّیَاحُ لیکن سر انور سید الشہدا کا ساتھ جسم اطہر کے دفن نہین ہوا
بلکہ اشقیاے کوفہ و شام نے سر اقدس کو تن اطہر سے جدا کرکے نیزہ بلند پر
رکھکر مدت تک دھوپ اور شبنم اور ہواے تند مین عریان دیار بدیار
پھرایا اور ہوا سے ریش اقدس کو کبھی داہنی جانب اور کبھی بائین جانب
حرکت و جنبش ہوتی تھی وَوَضَعُوْهُ تَارَةً فِی التَّنُّوْرِ وَصَلَبُوْهُ اُخْرٰی
عَلٰی اَبْوَابِ الدُّوْرِ وَعَلَّقُوْهُ تَارَةً عَلٰی غُصُوْنِ الْاَشْجَارِ
وَرَمَوْهُ اُخْرٰی بِالْمَدَرِ وَالْاَحْجَارِ اور کبھی اُس سر پُر نور کو نیزہ سے
اُتار کر تنور مین رکھا اور کبھی اُسے دروازہاے بلند پر لٹکایا اور کبھی اُس
سر اطہر کو کہ جو آغوش خاتون محشر مین رہتا تھا شاخہاے درخت پر

معلق کیا اور سر سید جلیل کو کہ جسے جبرائیل و میکائیل گہوارہ جنبانی کر کے
جھولے میں سلاتے تھے سنگ و کلوخ سے مجروح کیا چنانچہ صاحب بحر المصائب
علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک مرد ثقہ نے ایک راوی سے نقل کیا ہی کہ کہا
اُسنے جن ایام میں اشقیائے کوفہ و شام سر اقدس امام حسینؑ کا دیار شام
میں لیگئے تھے انھیں ایام میں مجھے اتفاق سفر شام کا ہوا پس میں اثنائے
سفر میں ایک قریہ پر سے ہو کر گذرا دیکھا میں نے کہ نیچے ایک درخت کے
بہت سے اطفال اشقیا کے جمع ہیں اور ہر ایک طفل اُس درخت پر
پتھر مارتا ہی جب میں قریب اُس درخت کے گیا دیکھا میں نے کہ بالائے
درخت ایک سر پر نور و ضیا مثل آفتاب کے لٹکتا ہی پس یہ دیکھکر میں نے
ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کسکا سر ہی کہ جو اس ذلت سنگسار ہو رہا ہے
قَالَ هٰذَا رَاْسُ الْحُسَیْنِ قُلْتُ مَنِ الْحُسَیْنُ قَالَ حُسَیْنُ بْنُ
فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ فَلَطَمْتُ وَجْهِیْ وَبَکَیْتُ بُکَاءً شَدِیْدًا پس اُس
شخص نے کہا کہ یہ سر ہی امام حسینؑ کا میں نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون
حسینؑ ہی اُسنے کہا کہ یہ وہ حسینؑ ہی کہ ماں جنکی فاطمہ زہرا دختر رسول خداؐ
ہیں راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر میں نے منھ اپنا پیٹا اور اسقدر رویا کہ مجھے
غش آگیا فَاُهْدِیَ بِهٖ اِلٰی اَشَرِّ الْخَلَائِقِ یَزِیْدَ وَطُرِحَ بَیْنَ یَدَیْهِ
مُحَقَّرًا ذٰلِكَ الرَّاْسُ الْمَجِیْدُ فَقَرَعَ بِالْمِخْصَرَةِ اَسْنَانَهٗ وَاَمَرَ بِالسِّجْنِ
حَرَمَهٗ وَصِبْیَانَهٗ پس بعد ان سب مصائب کے اُس سر انور کو
بطریق ہدیہ سامنے یزید لعین کے لیگئے اور بکمال ذلت زیر تخت سامنے

اُسکے رکھا جب اُس شقی نے اُس سر اطہر کو نیچے تخت کے رکھا دیکھا ہائے
افسوس اُسوقت بکمال فرحت و سرور چھڑی سے لب و دندان
انور کھولتا تھا اور ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسین آپ بہت ہی جلد
پیر و ضعیف ہوگئے اِس مقام پر جناب سلطان العلما علیہ الرحمہ نے
بعض کتب اہل سنت سے عجب فقرہ جگر خراش نقل کیا ہے کہ اُسوقت
بکمال عداوت یزید ملعون سر اطہر سے خون لیکر مثل سُرمہ کے اپنی
چشم نحس مین لگاتا تھا کہ تا آنکھین خنک ہون اور بعد اُسکے اُس بے حیا نے
اہل بیت اطہار کو زندان مین مقید کیا الا لعنۃ اللہ علی
القوم الظالمین ؀

مجلس سی و ششم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَبَكَى لِمُصَابِنَا
وَلِمَا أَصَابَنَا مِنْ نُوَبِ الدَّهْرِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوبَهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ
زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار مین منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ
السلام نے کہ جو مومن سُنتے ہمارے مصائب کو اور روئے اُن جور و ستم پر
جو گردش زمانہ غدار سے ہم اہل بیت رسول مختار کو پہونچے ہین تو حق سبحانہ
تعالیٰ تمام گناہ اُسکے بخشے گا اگرچہ گناہ اُسکے مثل کف دریا کے ہون لہذا
حضرات یاد کیجیے اُن مصائب کو کہ جو ہاتھ سے اعدائے دین کے
اہل بیت طاہرین پر گذرے ہین اور گریہ و زاری کیجیے اُن حضرات پر
خصوصاً مظلوم کربلا غریب نینوا پر کہ تا حق سبحانہ تعالےٰ تمام گناہ عفو

چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام روز عاشورا شہید ہو چکے اور اشقیائے کوفہ و شام خیمہائے اہل بیت اطہار کے لوٹنے اور جلانے سے فراغ پا چکے تو اُسی روز عمر سعد نے افسران لشکر کو مع سرہائے شہدا روانہ کوفہ کیا اور خود وہ ملعون وقت زوال روز یازدہم محرم تک کربلا میں مقیم رہا اور اپنے لشکر کے کشتوں کو دفن کیا اور لاش اطہر امام حسین علیہ السلام کو مع اصحاب و اقربا کے ریگ گرم کربلا پر چھوڑ کر چلا گیا اور کوئی متوجہ طرف دفن اُن شہدا کے نہ ہوا پس جب عمر سعد مع اسیران اہل بیت رسالت کے کوچ کر گیا تو بعد اُسکے بنی اسد جمع ہوئے اور لاشہائے شہدا کو دفن کیا جیسا کہ معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ اَھْلُ الْقُرٰی سلام ہو اُس شہید راہ خدا پر کہ جسے رحم کھا کر کچھ اہل قریہ و دیہات نے دفن کیا پس حضرت خدا نے اُس مقام کو شرف و بزرگی عطا فرمائی رَوٰی اِسْحَاقُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ مَوْضِعُ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُنْذُ یَوْمٍ دُفِنَ فِیْہِ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ چنانچہ اسحاق بن عمار نے جناب صادق علیہ السلام سے بسند معتبر روایت کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے جائے قبر میرے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی ایک روضہ ہے ریاض جنت سے جس روز سے کہ وہ جناب وہاں دفن ہوئے ہیں وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا بَیْنَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ اِلَی السَّمَآءِ مُخْتَلِفُ الْمَلٰٓئِکَۃِ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ قبر منور

امام حسین علیہ السلام سے آسمان تک آمد و رفت ملائکہ ہی الغرض دفن
ان حضرت مین محدثین و مورخین مین اختلاف ہی کہ کسنے دفن کیا اور
نماز جنازہ پڑھی مگر ہمارے بعض علما نے یون لکھا ہی فی اکسیر العبادات
نقلاً عن مدینۃ العلم عن رجالہ عن عبد اللہ الاسدی
انہ قال کان الی جنب العلقمی حیٌّ من بنی اسد فمشت
نساء ذلک الحی الی المعرکۃ فرأوا جثث اولاد الرسول
وافلاذ حشاشۃ الزہراء البتول وامیر المؤمنین فحل
الفحول چنانچہ اکسیر العبادات مین کتاب مدینۃ العلم سے نقل کیا ہی
کہ عبد اللہ اسدی کہتا ہی نہر علقمہ کی جانب ایک جماعت بنی اسد سے
رہتی تھی پس انکی عورتون کا ایک مرتبہ مقتل شہدا کیطرف گذر ہوا تو
ان عورات نے دیکھا کہ جسد ہاے انور اولاد رسول اور جگر گوشہ ہاے
بتول اور امیر المؤمنین کے اس خاک گرم صحرا پر پڑے ہین وجثث
اولادہم فی تلک الاصحار وہاتیک القفار تشخب الدماء
من جراحاتہم کانہم قتلوا فی تلک الساعۃ اور جسد ہاے
نورانی انکی اولاد و اقربا کے اس صحرا و بیابان مین اسطرح سے
پڑے ہین کہ خون انکے زخمون سے جاری ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی
وہ سب حضرات شہید ہوے ہین فتداخل النساء من ذلک المقام
العجب فابتدرن الی حیہن وقلن لازواجہن ما شاہدن
پس وہ عورتین اس مقام سے گذرین اور یہ مصیبت عظمیٰ دیکھکر انکو نہایت

تعجب ہوا اور اپنے قوم و قبیلہ کیطرف جلد روانہ ہوئین اور جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ سب اپنے مردون سے بیان کیا ثُمَّ قُلْنَ لَهُمْ بِمَاذَا تَعْتَذِرُوْنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اِذَا وَرَدْتُمْ عَلَيْهِمْ حَيْثُ اَنَّكُمْ لَمْ تَنْصُرُوْا اَوْلَادَهٗ وَلَا دَافَعْتُمْ عَنْهُمْ بِضَرْبَةِ سَيْفٍ وَلَا بِطَعْنَةِ رُمْحٍ وَلَا بِحَذْفَةِ سَهْمٍ بعد اسکے اُن عورات نے کہا کہ تم لوگ جناب رسول خدا اور علی مرتضی اور فاطمہ زہرا علیہم السلام سے فرداے قیامت کو کیا عذر کروگے کہ تمنے انکی اولاد امجاد کی نصرت و مدد نہ کی اور تمنے انکی طرف سے کفار ستم شعار کو نہ کوئی تلوار لگائی اور نہ کوئی نیزہ مارا اور نہ کوئی تیر لگایا فَقَالُوْا اِنَّنَا نَخَافُ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ وَقَدْ لَحِقَتْهُمُ الذِّلَّةُ وَشَمِلَتْهُمُ النَّدَامَةُ مِنْ حَيْثُ لَا تَنْفَعُهُمْ یہ سُنکر مردان بنی اسد نے جواب دیا کہ ہم بنی امیہ سے خائف و ترسان ہین راوی کہتا ہی کہ اُسوقت حالت بنی اسد کی یہ تھی کہ نہایت نادم و شرمسار اور مذلت مین گرفتار تھے اسوجہ سے کہ نصرت و مدد سے اہل بیت رسالت کی محروم رہے تو ایسی حسرت و ندامت سے کچھ حاصل نہ تھا وَبَقِيْنَ النِّسْوَةُ يَجُلْنَ حَوْلَهُمْ وَيَقُلْنَ لَهُمْ اِنْ فَاتَتْكُمْ نُصْرَةُ تِلْكَ الْعِصَابَةِ النَّبَوِيَّةِ وَالذَّبُّ عَنْ هَاتِيْكَ الشَّنْشَنَةِ الْعَلِيَّةِ الْعَلَوِيَّةِ فَقُوْمُوْا الْاٰنَ اِلٰى اَجْسَادِهِمُ الزَّكِيَّةِ فَوَارُوْهَا اور وہ عورات اسدیہ حیران و پریشان گرد انکے پھرتی تھین اور کہتی جاتی تھین کہ اگر تم نصرت و مدد سے اہل بیت

عصمت وطہارت اور سلالۂ بیت النبوت ورسالت سے محروم رہے اور حمایت
وحفاظت ان جوانان علویہ بلند مرتبت کی نہ کرسکے پس اب اٹھو اور متوجہ ہو
طرف ان جسد ہاے پاکیزہ کے اور ان بدنہاے طاہرہ کو دفن کرو فَاِنَّ
اللَّعِین اِبْنَ سَعْدٍ قَدْ وَارَی اَجْسَادَ مَنْ اَرَادَ مُوَارَاتَهٗ مِنْ
قَوْمِهٖ فَبَادِرُوْا اِلٰی مُوَارَاتِ اَجْسَادِ آلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص وَارْفَعُوْا
عَنْکُمْ بِذٰلِکَ الْعَارَ بحقیق کہ ابن سعد نے اپنی قوم کے کشتہاے نجس سے
جسکو چاہا دفن کردیا اور اولاد رسول خدا کو ریگ گرم صحرا پر مذبوح ومقتول
چھوڑ دیا پس اب تم بھی اجساد اولاد رسول کے دفن کرنے مین جلدی کرو اور
اسکو وسیلہ قرار دو اس امر کا کہ تم سے ننگ وعار برطرف ہو شاید مطالب
عورات بنی اسد کا یہ ہو کہ یہ ننگ وعار کا امر ہی کہ تمنے اولاد رسول خدا اور
فرزندان بتول عذرا کی حمایت وحفاظت اور نصرت ومدد نہ کی اور اس
سعادت ابدی سے تم محروم رہے پس اب انکے اجساد طاہرہ کو جلد دفن کرو
تاکہ شاید عوض اس امر کا ہوجاے اور یہ ننگ وعار اور مذلت تمسے برطرف ہو
فَمَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِذْ قَالَتِ الْعَرَبُ لَکُمْ اِنَّکُمْ لَنْ تَنْصُرُوا ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ
مَعَ قَرَابَتِهٖ وَحُلُوْلِهٖ بِنَادِیْکُمْ فَقُوْمُوْا وَاغْسِلُوْا بَعْضَ الَّذِیْ مِنْکُمْ
کیونکہ جب عرب تمسے سوال کرینگے کہ تمنے فرزند رسول خدا کی نصرت ومدد
نہ کی باوجودیکہ وہ جناب تمہاری طرف تشریف لائے تھے اور تمہاری زمین پر
وارد ہوے تھے تو تم انکو کیا جواب دوگے پس اٹھو اور ننگ وعار اور
اس مذلت کو دفع کرو قَالُوْا نَفْعَلُ ذٰلِکَ فَاَتَوْا اِلَی الْمَعْرَکَةِ وَصَارَتْ

هَمَّتُهُمْ أَوَّلًا أَنْ يُوَارُوْا جُثَّةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ الْبَاقِيْنَ
بس مردانِ بنی اسد اُن لاشہائے بےسر کے دفن کرنے پر آمادہ و مستعد ہوئے
اور کہا کہ اب ہم جاتے ہیں تاکہ اِن شہدا کو دفن کر دیں یہ کہکر وہ سب دیندار
مقتل میں آئے اور قصد اُنکا یہ ہوا کہ پہلے جسد اطہر امام حسین علیہ السلام کو دفن کریں
بعد اُسکے اور شہدا کو دفن کرینگے فَجَعَلُوْا يَنْظُرُوْنَ الْجُثَثَ فِي الْمَعْرَكَةِ
فَلَمْ يَعْرِفُوْا جُثَّةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَيْنِ تِلْكَ الْجُثَثِ لِأَنَّهَا
بِلَا رُؤُوْسٍ وَقَدْ غَيَّرَتْهَا الشُّمُوْسُ بس بنی اسد اُن جسدہائے طاہرہ کو
دیکھنے لگے اور تلاش کرتے تھے کہ اِن اجساد میں جسد اطہر امام حسین علیہ السلام کا
کون ہے آہ مومنین بنی اسد نے جسد اطہر مظلوم کربلا کو نہ پہچانا اور کیونکر پہچانتے
کہ وہ اجساد طاہرہ بے سروں کے خاک و خون میں غلطان ریگ گرم صحرا پر
پڑے تھے اور بسبب تمازت آفتاب کے متغیر ہو گئے تھے اور اعدا نے لباس تک
اُتار لیا تھا اب کونسی علامت ظاہری تھی کہ وہ پہچان لیتے فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ
وَإِذَا بِفَارِسٍ أَقْبَلَ إِلَيْهِمْ حَتّٰى إِذَا قَارَبَهُمْ قَالَ أَنّٰى بِكُمْ فَقَالُوْا إِنَّا أَتَيْنَا
لِنُوَارِيَ جُثَّةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجُثَثَ وُلْدِهٖ وَأَنْصَارِهٖ
وَلَمْ نَعْرِفْ جُثَّةَ الْحُسَيْنِ ؑ بس اسی حالت میں تھے یکایک ایک سوار
سامنے اُنکے جانب کوفہ سے کہ کربلا کی جانب قبلہ واقع ہے نمودار ہو کر بنی اسد کی
طرف متوجہ ہوا یہانتک کہ اُنکے قریب آ پہونچا اور پوچھا کہ تم یہاں کس لیے آئے
اُن دینداروں نے جواب دیا کہ ہم لاش اقدس امام حسین فرزند رسول الثقلین
اور اُن حضرت کے اولاد و انصار کے دفن کرنے کے لیے آئے ہیں مگر ابھی تک

لاش اطہر حضرت کی ہمکو نہین ملی فلما سمع ذلک حن وان وجعل ینادی
وا ابتاہ وا ابا عبد اللہ لیتک حاضرا وترانی اسیرا ذلیلا کئیبا
یہ کلام بنی اسد کا اُس سوار نے سنا تو آہ پُر درد کھینچی اور پکار کر کہنے لگے کہ ای پدر
مظلوم ای ابا عبد اللہ کاش آپ وہان موجود ہوتے اور مجھ بیمار کو اسیر و مقید
اور باین ذلت دیکھتے ثم قال لہم انا ارشدکم الیہ فنزل عن جوادہ
وجعل یتخطی القتلی فوقع نظرہ علی جسد الحسین علیہ السلام
فاحتضنہ وہو یبکی ویقول بعد اسکے اُس سوار نے بنی اسد سے کہا کہ مین تمکو
اپنے پدر بزرگوار کی لاش اطہر بتا دونگا پس وہ بیمار اپنے مرکب سے اُترکے لاشہای
شہدا کو تلاش کرنے لگے کہ یکایک نظر آنکی لاش اقدس امام حسین علیہ السلام پر
پڑی پس اُس لاش اطہر کو اپنی آغوش مین لیا اور زار زار روتے جاتے تھے
اور کہتے تھے یا ابتاہ بقتلک قرت عیون الشامتین یا ابتاہ بقتلک
فرحت بنو امیۃ یا ابتاہ بعدک طال حزننا یا ابتاہ بعدک طال
کربنا ای پدر بزرگوار آپکے قتل ہونے سے آنکھین دشمنون کی ٹھنڈی ہوئین
ای پدر نامدار آپکے قتل ہونے سے بنی اُمیہ خوش و مسرور ہوے ای پدر مظلوم
بعد آپکے حزن و غم ہمارا طولانی ہوا ای بابا بعد آپکے کرب و رنج ہمارا بہت
دراز ہوا اور ہم مدت العمر آپکی مصیبتون کو یاد کرکے رویا کرینگے ثم قال
انہ مشی قریبا من محل جثتہ فاہال یسیرا من التراب فبان قبر
محفور ولحد مشقوق فنزل جثتہ الشریفۃ وواراہا فی ذلک
المرقد الشریف کما ہو الان راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے بیمار کربلا جس جگہ

لاش سید الشہدا کی تھی اُس مقام سے چند قدم آگے چلے اور کچھ مٹی وہان کی ہٹائی اور ایک قبر کھدی ہوئی اور ایک لحد تیار نکلی پس اُس بیمار نے جسد اطہر امام حسین علیہ السلام کو اُسمین اُتارا اور اُس مرقد شریف مین اپنے ہاتھ سے دفن کر دیا جہان کہ ابتک موجود و آبادہی اور اس مقام پر ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ لکھتے ہین فَاِنَّ الْاِمَامَ لَا يَلِىْ اَمْرَهٗ اِلَّا الْاِمَامُ بتحقیق کہ امام نہین متولی ہوتا ہی اُسکی نماز جنازہ اور دفن کا بجز امام کے یعنے امام و حجت خدا کو بدون امام کے نماز جنازہ نہین پڑھ سکتا ہی اور نہ دفن کرسکتا ہی قَالَ ثُمَّ اَنَّهٗ جَعَلَ يَقُوْلُ هٰذَا فُلَانٌ وَهٰذَا فُلَانٌ وَالْاَسَدِيُّوْنَ يُوَارُوْنَهُمْ اِلَى الْغَرَضِ راوی کہتا ہی کہ بعد اسکے بیمار کربلا فرماتے تھے کہ یہ فلان دیندار ہی اور یہ فلان وفادار ہی اور یہ سنکر بنی اسد اُن لاشہاے شہدا کو دفن کرتے جاتے تھے فَلَمَّا فَرَغَ مَشٰى اِلٰى جُثَّةِ الْعَبَّاسِ بْنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ع فَانْحَنٰى عَلَيْهَا وَجَعَلَ يَنْتَحِبُ وَيَقُوْلُ يَا عَمَّاهُ لَيْتَكَ تَنْظُرُ حَالَ الْحَرَمِ وَالْبَنَاتِ وَهُنَّ يُنَادِيْنَ وَاعَطَشَاهُ وَاغُرْبَتَاهُ پس جب اُن لاشہاے شہدا کے دفن سے فارغ ہوچکے تو لاش اقدس حضرت عباس فرزند امیر المومنین کیطرف متوجہ ہوے اور اُسپر جھک گئے اور آہ پُردرد کھینچکر نالہ و فریاد فرماتے تھے کہ اے چچا جان کاش آپ حال اہل حرم اور دختران ستم رسیدہ کا دیکھ لیتے کہ وہ کسطرح سے صداے واعطشاہ واغربتاہ بلند کرتی تھین ثُمَّ اَمَرَ بِحَفْرِ لَحْدِهٖ وَوَارَاهُ هُنَاكَ ثُمَّ عَطَفَ عَلٰى جُثَثِ الْاَنْصَارِ وَحَفَرَ حَفِيْرَةً وَاحِدَةً وَوَارَاهُمْ فِيْهَا اِلَّا حَبِيْبَ بْنَ مُظَاهِرٍ حَيْثُ اَبٰى بَعْضُ

بنی عمہ ذالک قد فنہ ناحیۃ عن الشہداء بعد اسکے ارشاد کیا کہ
حضرت عباسؑ کے لیے قبر کھودیں جب قبر تیار ہوئی تو اُسی قبر میں لاش اطہر
پارہ پارہ اُن حضرت کی کنارہ نہر پر دفن کر دی پھر جسد ہائے شہدا کیطرف متوجہ
ہوئے اور ایک گڑھا کھودا اور سب شہدائے اعوان و انصار اور اقربا کو
اُن حضرت کے اُسمیں دفن کر دیا سوائے حبیب بن مظاہر علیہ الرحمہ کے
کہ اُنکے بعض بنی اعمام راضی نہ ہوئے اسوجہ سے اُنکو علیحدہ شہدا سے دفن کیا
فلما فرغ الاسدیون من مواراتھم قال لھم ھلموا لنواری جثۃ
الحر الریاحی جب بنی اسد شہدا کو دفن کر چکے تو اُس سوار نے کہا چلو تاکہ
لاش حر ریاحی کو بھی دفن کر دیں قال فتمشی وھو خلفہ حتی وقف
علیہ فقال اما انت فقد قبل اللہ توبتک و زاد فی سعادتک
ببذلک نفسک امام ابن رسول اللہ راوی کہتا ہے کہ پس وہ سوار
آگے آگے ہوا اور بنی اسد پیچھے پیچھے اُنکے جاتے تھے یہانتک کہ لاش پر حر کی پہونچے
پس اُس سوار نے وہ لاش دیکھکر فرمایا کہ اے حر تو بہ تیری درگاہ باری میں
مقبول ہوئی چونکہ تم نے جان اپنی فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام پر
نثار کی اسوجہ سے سعادت تمہاری زیادہ ہوئی فاراد الاسدیون
حملہ الی محل الشہداء فقال لا بل فی مکانہ واروہ قال فلما فرغ
من مواراتہ رکب ذالک الفارس جوادہ کہ پس بنی اسد نے چاہا کہ
حر کو بھی مقام دفن شہدا میں لیجا کر دفن کریں لیکن اُس سوار نے منع کیا اور
فرمایا کہ حر کو یہیں دفن کر دو راوی کہتا ہے کہ جب حر کو بھی دفن کر چکے تو وہ

سوار اپنے گھوڑے پر سوار ہوا فتعلق بہ الاسد یون فقالوا الہ بحق من واریتہ بیدیک من انت فقال انا حجۃ اللہ علیکم انا علی بن الحسین المظلوم الشہید جئت لاواری جثۃ ابی ومن معہ من اخوانی واعمامی واولاد عمومتی وانصارھم الذین بذلوا مھجھم دونہ والان انا راجع الی سجن ابن زیاد پس اُسوقت بنی اسد اُس سوار کے دامن سے لپٹ گئے اور عرض کی کہ آپکو قسم ہے اُس مظلوم کی کہ جسکو آپنے اپنے ہاتھ سے دفن کیا آپ کون ہیں اور نام آپکا کیا ہے یہ سنکر اُس سوار نے فرمایا کہ میں حجت خدا ہوں تمپر میں علی فرزند امام حسین مظلوم اور شہید کا ہوں میں اپنے پدر مقتول و مذبوح کے اور جو لوگ کہ ہمراہ اُن حضرت کے تھے میرے برادران ذیشان اور اعمام اور بنی عمات اور اعوان و انصار سے اُنکے کہ جنھوں نے روز عاشورا جان اپنی فرزند رسول خدا پر فدا و نثار کی اِن سب شہدائے راہ خدا کے دفن کرنے کے لیے آیا تھا اور اب کوفہ قیدخانہ ابن زیاد کیطرف واپس جاتا ہوں واما انتم فھنیئاً لکم لاتجزعوا اذ تضاموا فینا فودعھم وانصرف عنھم واما الاسد یون فانھم رجعوا مع نسائھم الی حیھم لیکن تمکو گوارا ہو محبت ہماری بیقراری نہ کرنا حیب ہماری محبت میں تمپر ظلم و ستم ہو پس یہ فرما کر امام زین العابدین علیہ السلام نے اُنکو رخصت و وداع کرکے باعجاز طرف کوفہ کے مراجعت فرمائی اور مرد و عورات بنی اسد روتے ہوئے اپنے قوم و قبیلہ کیطرف واپس آئے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و ہفتم

یا معشر المؤمنین اعلموا ان للمیت لا بد من ستة اشیاء الغسل
والقطن والکافور والاکفان والنعش والقبر آگاہ ہو اے گروہ
مومنین و دوستداران حضرات ائمہ طاہرین واسطے میت کے چھ چیزیں ضرور
ہیں غسل اور پنبہ اور کافور اور پارچہ ہائے کفن اور جنازہ اور قبر و لحد تیار
لمولانا الحسین علیہ السلام شیء من ہذہ الاشیاء کما فی الزیارة
المفجعة لیکن افسوس ہے کہ کوئی چیز ان میں سے ہمارے آقا مظلوم کربلا غریب
نینوے امام حسین علیہ السلام کو میسر ہوئی جیسا کہ ان فقرات زیارت مفجعہ
ظاہر ہے السلام علیک یا من دمه غسله وشیبته قطنه والتراب
کافوره ونسیج الریاح اکفانه والقناة الخطی نعشه وفی قلوب
من والاه قبره سلام ہو آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جس کا غسل اسکے خون
بدن سے ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے کافور
کے ہوئی اور بعوض پارچہ ہائے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو اڑ اڑ کے
اس جناب کی لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے سر انور
نوک نیزہ پر رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دلمین مومنین کے قبر اس
شہید راہ خدا کی ہوئی حضرات یہی وجہ ہے کہ جب ذکر اس مظلوم ہوتا ہے
تو دل مومنین کا بیتاب ہوتا ہے اور مقام غور ہے دستور عالم ہے کہ جب کوئی
مسلمان انتقال کرتا ہے تو اسکے عزیز و اقربا یا احباب غسل و کفن دیتے ہیں
اور نماز جنازہ پڑھ کے دفن کرتے ہیں اور اگر وہ مسلم غریب الوطن اور مسافر ہے

کہ کوئی اُسکے نام و نشان سے بھی واقف نہین ہی تو اہل شہر یا قریہ وہان کے لوگ غسل و کفن دیتے ہین اور نماز جنازہ پڑھکے دفن کرتے ہین چنانچہ مشاہد مشرقہ حجاز و عراق مین منادی ندا کرتا ہی مَاتَ الْغَرِيْبُ الصَّلٰوةُ مسافر نے انتقال کیا ہی اُسکی نماز جنازہ پڑھو آہ آہ اب کیا حاجت بیان ہی کہ اشقیاے امت نے فرزند رسول کو ذبح و نحر کیا بعد اُسکے کوئی متوجہ طرف نماز جنازہ اور دفن کے ہوا نہ کسی نے ندا دی کہ ایک مسافر نے انتقال کیا ہی اُسکی نماز جنازہ پڑھو چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَذْبُوْحِ مِنَ الْقَفَا سلام ہو اُس سید جلیل پر جو پس گردن سے ذبح کیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَى الْمَنْحُوْرِ فِي الْوَرٰى اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ تَوَلّٰى دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰى سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو خلق اللہ میں نحر کیا گیا اور سلام ہو اُس مظلوم و بیکس پر کہ جسکے حال پر رحم کھاکر زمینداران قریہ و دیہات نے دفن کیا حضرات لاش اقدس مظلوم کربلا کی بعد شہادت اُن حضرت کے تیسرے دن دفن ہوئی خدا جزاے خیر دے اُس جماعت بنی اسد اہل غاضریہ و نینوا کو جنھون نے لاشہاے شہدا کو دفن کیا مگر افسوس ہزار افسوس حال پر سر انور کے کہ بدن اطہر کے ساتھ دفن نہوا بلکہ اشقیاے کوفہ و شام نے نیزہ بلند پر رکھکر شہر بشہر پھرایا اور کبھی شاخہاے درخت پر لٹکایا اور کبھی تنور مین رکھا اور کبھی صندوق مین بند کیا اور کبھی دروازہاے بلند پر نصب کیا اور کبھی طشت طلا مین رکھکر سامنے ابن زیاد اور یزید کے بطور ہدیہ کے لیگئے فِي بَحْرِ الْمَصَائِبِ ثُمَّ اخْتَلَفَتِ الْاَخْبَارُ فِيْ رَاْسِهٖ بَعْدَ مَا جَرٰى عَلَيْهِ مِنْ اَيْدِي الْكُفَّارِ فَقِيْلَ اِنَّهٗ دُفِنَ فِيْ دِمَشْقَ بَعْدَ مُرُوْرِ الدُّهُوْرِ

حین صار عظما یسطع منہ النور چنانچہ بحر المصائب مین منقول ہی کہ پس
رکھنا اُس سر انور کا نوک نیزہ پر اور آنا اسکا کربلا سے تا کوفہ اور کوفہ سے
تا شام سامنے یزید کے باتفاق محدثین و مورخین کے ثابت ہی لیکن بعد اسکے امر
دفن مین اُس سر اطہر کے روایات مختلفہ وارد ہوئی ہین چنانچہ عوالم اور بحار
وغیرہ مین منقول ہی کہ بعد ایک مدت مدید کے وہ سر انور ایک استخوان سفید سی
رہگیا تھا اور نور اُس سے ساطع تھا پس وہ سر اطہر شہر دمشق مین دفن کیا گیا
ثم بلس من تلک التربۃ وجاء بہ بعض موالیہ الی ارض کربلا وقیل
انہ دفن فی دمشق فی مقابر المسلمین وقیل دفن فی دار الامارۃ
من دمشق من غیر ذکر موضع منہا علی التعیین اور بعد اسکے ایک
شخص نے دوستداران اہل بیت رسالت سے اس سر اقدس کو دمشق سے
کھود کر کربلا مین لا کر دفن کیا اور بعض لکھتے ہین کہ وہ سر انور دمشق مین مقابر
مسلمین مین دفن ہوا اور یہ بھی وارد ہوا ہی کہ وہ سر اطہر دار الامارہ دمشق مین
دفن ہوا لیکن تعیین جگہ اور مکان کی نہین ہی وقیل انہ دفن فی مصر یسمّی
بمشہد الکریم وھو مزین بالذھب ویزورہ الناس فی الموسم بالاکرام
والتعظیم اور بعضون نے لکھا ہی کہ سر اقدس حضرت کا شہر مصر مین دفن ہوا
اور نام اُس جگہ کا مشہد کریم ہی اور ایام ماتم و غم ماہ محرم مین تمام مرد و زن
واسطے زیارت اُس مشہد کے جمع ہوتے ہین اور انواع و اقسام کی زینت سے
وہ مشہد آراستہ اور تمام مطلا ہی وعن الصادق علیہ السلام ان رجلا من
شیعتہ سرقہ ودفنہ فی النجف عند راس ابیہ امیر المومنین ع

وَلِذَا اسْتُحِبَّتْ زِيَارَتُهُ عِنْدَ رَأْسِ أَبِيهِ اور جناب صادق علیہ السلام سے
یون منقول ہی کہ ایک شخص شیعہ نے اُس سر اقدس کو دمشق سے مخفی کر کے
نجف اشرف مین لیجا کر بالین سر اطہر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے دفن
کیا ہی اسلیے بالین سر اُن حضرت کے پڑھنا زیارت امام حسین علیہ السلام کا مستحب ہی
وَعَنْ مَنْصُورِ بْنِ جُمْهُورٍ أَنَّ رَأْسَهُ كَانَ مُدَّةً فِي خِزَانَةِ يَزِيدَ لَعَنَهُ
اللّٰهُ فِي جُونَةٍ حَمْرَاءَ وَهُوَ مَخْضُوبٌ بِالْحِنَّاءِ فَبَعْدَ السِّنِينَ وَالْأَعْوَامِ
لَفَّهُ الْخَازِنُ فِي ثَوْبٍ وَدَفَنَهُ بِدِمَشْقَ عِنْدَ بَابِ الْفَرَادِيسِ اور منصور
بن جمہور سے یون منقول ہی کہ وہ سر اقدس مخضب بحنا ڈبیہ سرخ مین بکمال
حفاظت مدت تک خزانہ یزید مین رکھا رہا پس بعد کئی سال کے خزانہ دار
یزید نے اُس سر انور کو ایک پارچہ سفید مین لپیٹ کر دمشق مین قریب باب
الفرادیس کے دفن کیا وَقِيلَ إِنَّ يَزِيدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ أَرْسَلَهُ إِلَى آلِ عُثْمَانَ
فَسُرُّوا بِهِ فَدَفَنُوهُ فِي دَارٍ مِنْ دُورِهِمْ اور بعضے لکھتے ہین کہ یزید ملعون نے
اُس سر اقدس کو بطریق ہدیہ اولاد عثمان کے پاس بھجوایا پس وہ سب اُس
سر پر نور کو دیکھکر نہایت ہی خوش و مسرور ہوے اور ایک گھر مین اپنے گھرونسے
اُسے دفن کیا وَقِيلَ إِنَّهُ رُدَّ مَعَ أَهْلِ بَيْتِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَالزَّوْرَاءِ وَ
دُفِنَ عِنْدَ أُمِّهِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَقِيلَ إِنَّهُ دُفِنَ بِالْمَدِينَةِ بِمَسْجِدِ
الرِّقَّةِ اور بعض نے یون لکھا ہی کہ سر اقدس اُس امام ابرار کا ہمراہ اہل بیت
اطہار کے دمشق سے مدینہ منورہ مین پہونچا اور وہان قریب اپنی مادر گرامی
جناب فاطمہ زہرا کے دفن ہوا اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ مدینہ مین

مسجد رقہ میں مدفون ہوا وفی التہذیب انہ بعد مدۃ مدیدۃ
و ازمنۃ بعیدۃ لما نہبت خزانۃ یزید بدمشق وجد رجل
فیہا سفطا فظن انہ فیہ شیٔ ثمین اور تہذیب الاحکام میں یوں
منقول ہے کہ بعد مدت دراز کے جب خزانہ یزید لعین کا دمشق میں لٹا تو اُس
لوٹ میں ایک شخص نے ایک دست بقچہ پایا کہ اُسمیں سربستہ پٹاری تھی پس
اُس شخص نے گمان کیا کہ اُسمیں کوئی بیش بہا اور قیمتی چیز ہے جس سے وہ نہایت
ہی مسرور ہوا فذھب بہ وفتحہ فی الطریق فوجد فیہ راسا ملفوفا
بالحریر مکتوبا علیہ ھذا راس الحسین بن محمد رسول الثقلین
فحفر حفیرۃ بجفن سیفہ فی الطریق ودفنہ فیہ اور اُس
پٹاری کو لیکر بکمال سرور خزانہ سے باہر نکلا اور بخیال جواہرات کے راہ میں
اُسکو کھولا دیکھا کہ اندر اُسکے ایک سر اطہر پارچہ ریشمی سے لپٹا ہوا رکھا ہے اور
اُسپر یہ لکھا ہے کہ یہ سر اقدس ہے امام حسین فرزند رسول الثقلین کا پس اُس
شخص نے اُس جگہ نوک تلوار سے ایک گڑھا کھودا اور وہاں اُس سر اطہر کو
دفن کر دیا حضرات افسوس ہزار افسوس کیا مصیبت گذری ہے
سر انور پر ہمارے آقا مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام کے کہ جسکی حد و انتہا
نہیں ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و ہشتم

فی کتاب الروضۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ انا مدینۃ
العلم و علی بابہا فمن اراد المدینۃ فلیات من الباب کتاب روضۃ

منقول ہی کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ مین شہر علم ہون اور
علی بن ابیطالب درواز ہ اُسکا ہی پس جو شخص ارادہ اُس شہر علم کا کرے تو اُسے
چاہیے کہ دروازہ سے آوے وَفِیہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہُ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْفَ بَابٍ مِنَ الْعِلْمِ فَفُتِحَ لِیْ
مِنْ کُلِّ بَابٍ اَلْفُ بَابٍ اور اُسی کتاب مین ابن عباس سے منقول ہی
کہ کہا اُسنے فرمایا جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے ہزار باب علم سے ایسے تعلیم فرمائے کہ ہر
باب سے ہزار باب علم کے میرے لیے مفتوح ہوے وَرَوَی الْعَاصِمِیُّ فِی
زَیْنِ الْفَتٰی عَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ص اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیًّا اَلْفَ کَلِمَۃٍ فَفُتِحَ لَہٗ مِنْ
کُلِّ کَلِمَۃٍ اَلْفُ کَلِمَۃٍ اور ابو محمد عاصمی نے زین الفتی مین روایت کی ہی کہ جناب
رسول خدا ص نے جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب ع کو تعلیم فرمائے ہزار کلمے
کہ ہر کلمے سے اُنکے واسطے ہزار کلمے اور منکشف ہوے وَفِی الْاَمَالِیْ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ص یَقُوْلُ اَعْطَانِیَ اللّٰہُ خَمْسًا وَاَعْطٰی
عَلِیًّا خَمْسًا اَعْطَانِیْ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَاَعْطٰی عَلِیًّا جَوَامِعَ الْعِلْمِ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا
وَجَعَلَہٗ وَصِیًّا وَاَعْطَانِیَ الْکَوْثَرَ وَاَعْطَاہُ السَّلْسَبِیْلَ وَاَعْطَانِیَ
الْوَحْیَ وَاَعْطَاہُ الْاِلْہَامَ وَاَسْرٰی بِیْ اِلَیْہِ وَفَتَحَ لِعَلِیٍّ اَبْوَابَ
السَّمٰوٰتِ وَالْحُجُبَ حَتّٰی نَظَرَ اِلَیَّ وَنَظَرْتُ اِلَیْہِ اور امالی مین
عبد اللہ بن عباس سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ سنا مین نے جناب رسالتمآب
سے کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھکو پانچ چیزین

عطا کین اور علی ابن ابیطالبؑ کو بھی عوض مین اُسکے پانچ چیزین عطا کین مجھکو
جوامع کلم عطا کیا اور علیؑ کو جوامع علم اور گردانا مجھکو نبی اور علیؑ کو وصی میرا اور
مجھکو کوثر عطا کیا اور علیؑ کو سلسبیل اور مجھے وحی عطا کی اور علیؑ کو الہام اور
مجھے آسمانون کی سیر کرائی اور معراج سے سرفراز کیا اور علیؑ کے واسطے
دروازہاے آسمان کھول دیے اور حجاب اُسکے اُٹھا دیے یہانتک کہ
علیؑ نے مجھے دیکھا اور مین نے علیؑ کو دیکھا اور باہم کلام کیا وَعَنِ النَّبِیِّ
اَنَّہٗ قَالَ یَا عَلِیُّ اُعْطِیْتُ ثَلٰثًا لَوْ اُعْطِیْتُہَا مِثْلَہٗ اُعْطِیْتَ صِہْرًا مِثْلِیْ
وَاُعْطِیْتَ مِثْلَ زَوْجَتِکَ وَاُعْطِیْتَ مِثْلَ وَلَدَیْکَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ
عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اور جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے
جناب امیر علیہ السلام سے کہ یا علی تمکو حق سبحانہ تعالی نے ایسی تین چیزین
عطا فرمائین کہ مثل اُنکے مجھکو عطا نہین کین تمکو داماد سید المرسلین خاتم النبیین
گردانا اور مثل فاطمہ زہرا دختر رسول خدا کے زوجہ عطا کی اور مثل دو سردارا
جوانان اہل جنت میرے نور عین حسنینؑ کے فرزند عطا کیے حضرات سنا آپنے
شمہ فضائل و مناقب جناب امیر المومنین علیہ السلام کا مگر افسوس ہزار
افسوس ایسے عالم علوم ربانی اور برگزیدہ باری کو حالت نماز مین ابن ملجم
لعین نے اُنیسوین ۱۹ ماہ رمضان کو تلوار زہر آلودہ سر اقدس پر ماری جسکے
صدمہ سے اکیسوین تاریخ ماہ رمضان کو رحلت فرمائی اور بعد انتقال کے
بھی روح اقدس کو اُن حضرت کی غم مین اُنکے فرزندون کے اعدا نے
بےچین کردیا آہ مومنین ازبسکہ وہ تلوار زہر آلودہ تھی پس میراث اُس

تلوار کی حسنین علیہما السلام کے حقمین آئی کہ اشقیاے اُمت نے ایک شاہزادہ کو
زہر سے شہید کیا اور جنازہ پر تیر لگائے اور دوسرے شاہزادہ کو پیاسا ذبح کیا اور
سرانور کو بدن اطہر سے جدا کرکے نیزہ پر بلند کیا اور اسباب لوٹ لیا اور
خیمون مین آگ لگائی اور اُنکے اہل بیت کو اسیر و مقید کیا حضرات مقام
تصور ہی کہ اگر ابن ملجم ملعون جناب امیر المومنینؑ کو قتل نہ کرتا تو معاویہ کی
یہ مجال کب تھی کہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دلواتا اور مروان لعین کو
یہ قدرت کب تھی کہ باغواے عائشہ جنازہ پر اُن حضرت کے تیرباران کرتا
آہ مومنین اگر حیدر صفدر شہید نہوتے تو شمر لعین کی یہ مجال کہان تھی کہ
گلوے خشک امام حسین علیہ السلام کو خنجر آبدار سے ذبح کرتا اور اشقیاے
کوفہ و شام کو یہ قدرت کہان تھی کہ امام زین العابدینؑ کو طوق و زنجیر
مین اسیر کرتے اور جناب زینبؑ و ام کلثومؑ کی مقنعہ و چادرین چھین لیتے
اور سکینہؑ خاتون کے گوشوارے اُتار لیتے چنانچہ ان مصیبتون کو مولانا
سید محمد مہدی صاحب لکھتے ہین ؎

حُسَيْنٌ عَلٰى وَجْهِ التُّرَابِ مُعَفَّرٌ	وَاَوْلَادُهٗ صَرْعٰى اَخُوْهُ مُقَتَّلُ

آہ آہ امام حسین فرزند رسول الثقلین زمین گرم کربلا پر خاک آلودہ تھے
اور سب اقربا اور اولاد اور بھائی اُن حضرت کے مقتول اور کشتہ پڑے تھے
اور خاک صحرا انپر اُڑکے گرتی تھی ہاے افسوس اُن شہدا کا کوئی دفن
کرنے والا نہ تھا ؎

فَمَا فَوْقَهُمْ ظِلٌّ سِوَى الشَّمْسِ بِالْفَلَا	وَمَا دِثْرُهُمْ اِلَّا الْكَدِيْدُ الْمُرَمَّلُ

ہائے کیا بیکسی ہے کہ ان شہدائے راہ خدا پر اس بیابان و صحرا مین کوئی سایہ سوائے دھوپ کے نہ تھا اور ان شہدا کا سوائے زمین سخت کے کہ جو تنگنا فتہ سم اسپان سے تھی کچھ فرش نہ تھا افسوس وہ جسد ہائے انور سنگریزہ ہائے گرم پر پڑے تھے ؎

لِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ تُرْبٌ وَقَسْطَلُ		وَاٰلُ زِیَادٍ فِی الْخِیَامِ وَفِی الْخِبَا

افسوس کیا انقلاب ہے کہ اولاد زیاد تو خیموں اور سایہ مین آسایش سے ہوں اور اولاد رسول خدا کے واسطے خاک صحرا اور غبار ہوں ؎

اَفَاطِمُ قَدْ شُدَّ وَابْنَاتُكِ عَنْوَۃً		وَمَا لِلسَّبَایَا الْحَاسِرَاتِ مُعَوَّلُ

اے فاطمہ زہرا تحقیق کہ اعدائے آپکی بیٹیوں کو بظلم و ستم اسیر و مقید کیا اور ان اسیران سر برہنہ کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا افسوس اعدائے مقنعہ و چادرین چھین لی چنانچہ معصوم فرماتے ہین السَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو ان مخدرات عصمت پر کہ جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئین یُسَاقُ‌هُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسْتَبَیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ اور ان ستم رسیدوں کو مثل کنیزوں کے اسیر و مقید کرکے اعدا زمین ناہموار و صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُنَّ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ آہ انکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیْدِیْهِنَّ مَغْلُوْلَۃٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ ہائے افسوس ہاتھ ان بیگناہوں کے گردنوں سے مستحکم باندھے تھے یُطَافُ بِهِنَّ فِی الْاَسْوَاقِ آہ اعدائے دین ان بیکسوں کو باین ذلت بازاروں مین پھراتے تھے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس سی ونہم

فِی الْجَدَاوِلِ اَتٰی یَهُوْدِیٌّ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهٗ یَا عَلِیُّ عَلِّمْنِیْ اَیَّ عَدَدٍ لَهٗ نِصْفٌ وَثُلُثٌ وَرُبُعٌ وَخُمُسٌ وَسُدُسٌ وَسُبُعٌ وَثُمُنٌ وَتُسُعٌ وَعُشْرٌ مِنْ غَیْرِ کَسْرٍ جداول میں میر باقر علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہی کہ ایک یہودی خدمت بابرکت جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام میں حاضر ہوا اُسوقت کوفہ میں حضرت وعظ فرماتے تھے پس سوال کیا کہ یا علی آپ مجھے بتائیے کہ وہ کون عدد ہی کہ کسور عشرہ پر تقسیم کرنے سے بلاکسر پورا تقسیم ہوجاوے فَقَالَ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنْ اَعْلَمْتُكَ تُسْلِمُ قَالَ نَعَمْ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِضْرِبْ اَیَّامَ جُمُعَتِكَ فِیْ شَهْرِكَ وَمَا حَصَلَ اَضْرِبْهُ فِیْ اَیَّامِ سَنَتِكَ یَکُنِ الْمَطْلُوْبُ فَفَعَلَ وَوَجَدَ مَا طَلَبَ اَسْلَمَ الْیَهُوْدِیُّ پس یہ سنکر جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں تجھے بتادوں تو تو اسلام لائیگا اُس یہودی نے عرض کیا ہاں اسلام لاؤنگا پس جب وہ یہودی اقرار مسلمان ہونے کا کرچکا اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ ایام ہفتہ یعنے سات کو ایام ماہ یعنے تیس میں ضرب کر اور حاصل ضرب کو ایام سال یعنے تین سو ساٹھ میں ضرب دے کہ مطلب حاصل ہوگا اور خلاصۃ الحساب میں شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ نے یوں نقل کیا ہی کہ حضرت نے یہ فرمایا اِضْرِبْ اَیَّامَ اُسْبُوْعِكَ فِیْ سَنَتِكَ ایام ہفتہ کو ایام سال میں ضرب دے بہرحال اُس یہودی نے ضرب دیا اور کسور عشرہ پر تقسیم کیا تو سب عدد صحیح بلاکسر نکلے اور مشکل اُسکی

حل ہو گئی بعد اسکے وہ یہودی مسلمان ہوا حضرات سنا آپنے کہ عداوت علم
اُن حضرت کی دیکھکر یہودی مسلمان ہوا مگر وائے ہو اُن اشقیا پر کہ جو دعوائے
اسلام کرتے تھے ہائے افسوس اُن بیرحموں نے اُس رکن دین کو حالت نماز میں
شہید کیا اور بعد شہادت کے اُنکی روح اقدس کو غم میں فرزندوں کے بیچین کر دیا
آہ ایک صاحبزادہ کو زہر دیا اور دوسرے صاحبزادہ کو کس ظلم و ستم سے قتل کیا
اور بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اعدا ہجوم کرکے بے محابا خیمگاہ میں
درآئے کوئی اسباب لوٹتا تھا اور کوئی خیموں میں آگ لگاتا تھا اور کوئی
بیمار تین دن کے تشنہ لب کے قتل کرنے پر آمادہ تھا رَوَی المُفِیدُ رَحِمَہُ
اللہُ قَالَ حُمَیدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَانْتَہَینَا اِلیٰ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ
وَھُوَ مُنْبَسِطٌ عَلیٰ فِرَاشٍ شَدِیدِ الْمَرَضِ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے
روایت کی ہے کہ حمید بن مسلم نے کہا کہ جب ہم لوگ لوٹتے ہوئے امام زین العابدین
علیہ السلام تک پہونچے تو وہ مظلوم اُسوقت شدت مرض سے بستر بیماری پر
لیٹے تھے وَمَعَ شِمْرٍ جَمَاعَۃٌ مِنَ الرَّجَّالَۃِ فَقَالُوا لَہُ اَلَا نَقْتُلُ ھٰذَا الْعَلِیلَ
فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللہِ اَنَقْتُلُ الصِّبْیَانَ اِنَّمَا ھٰذَا صَبِیٌّ وَاِنَّہُ لِمَا بِہٖ فَلَمْ
اَزَلْ حَتّیٰ دَفَعْتُھُمْ اور اُسوقت شمر لعین کے ہمراہ ایک جماعت پیادوں کی تھی
پس اُن اشقیا نے شمر سے کہا کہ آگاہ ہو ہم اس مریض کو بھی قتل کرتے ہیں
حمید کہتا ہے کہ یہ سنکر میں نے کہا سبحان اللہ کیا اب ہم ایسے لڑکوں کو بھی قتل
کریں یعنے یتیم تو ابھی لڑکا ہے اور ایسا بیمار ہے کہ وہی بیماری اُسکی ہلاکت کو
کافی ہے تم لوگ کیوں اس مریض کے درپے آزار ہوں پس میں برابر

ان اشقیا کو اُس مظلوم کے پاس سے ہٹاتا جاتا تھا الغرض بعد لوٹ اور غارت خیام کے اعدا نے اہل بیت رسالت کو اسیر کیا اور مقتل شہدا پر سے چلے اور وہان کچھ لوگ ایک نشان پشتِ اقدس مظلوم کربلا پر دیکھکر متحیر تھے رَوَی شُعَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُزَاعِیُّ اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی طَفِّ کَرْبَلَا وُجِدَ فِی ظَهْرِهٖ اَثَرٌ فَسُئِلَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ عَنْ ذٰلِكَ الْاَثَرِ الَّذِیْ فِیْ ظَهْرِهٖ مَا هٰذَا الَّذِیْ تَرَاهُ فِیْ ظَهْرِ اَبِیْكَ چنانچہ شعیب بن عبدالرحمن خزاعی نے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام روز عاشورا صحرائے کربلا مین شہید ہوئے چونکہ شمر لعین نے سر انور اُن حضرت کا حالتِ سجدہ مین جدا کیا تھا اسوجہ سے سینۂ اقدس زیر پر تھا اور اعدا البا س تک لوٹ لے گئے تھے صرف وہ زیر جامہ باقی تھا جسکے کمر بند کے لیے جمال لعین نے دستِ اقدس قطع کیے تو اسوقت لوگون نے پشت اقدس پر حضرت کی ایک نشان دیکھا یہ دیکھکر وہ متحیر تھے کہ ایسا نشان حمالون کی پشت پر ہوتا ہی اور حضرت تو سلطان مکہ و مدینہ تھے سبب اِس نشان کا کیا ہی پس جب اہل بیت رسالت اسیر ہوکر مقتل شہدا پر پہونچے تو لوگون نے امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپکے پدر بزرگوار کی پشت اقدس کی نشان کیسا ہی فَبَکٰی طَوِیْلًا وَقَالَ هٰذَا اَثَرُ مِمَّا کَانَ یَحْمِلُ قُوْتًا عَلٰی ظَهْرِهٖ اِلٰی مَنَازِلِ الْفُقَرَاءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ پس یہ سنکر بیمار کربلا دیر تک بشدت روئے اور فرمایا کہ یہ نشان وہ ہی کہ پدر مظلوم میرے ہر قسم کا کھانا اپنی پشت اقدس پر اُٹھاتے تھے اور فقرا و مساکین کے

گھروں پر پہونچاتے تھے اور بیوہ عورتوں اور یتیموں کو دیتے تھے وانه کان
ینقل طعاماً فی جراب و ینقله العبد و رهو طول لیلة وکانت
صدقته سراً ولا جهراً لان صدقة السر تطفی غضب الرب اور
تحقیق کہ پدر بزرگوار میرے ہمیشہ کھانا رات کو ویرانہ فقرا و مساکین کے
گھروں پر تقسیم کرتے پھرتے تھے اور رات کو مخفی خیرات کرتے تھے اور بتا
لوگوں کو نہ دیتے تھے اسلیے کہ پوشیدہ خیرات کرنا آتش غضب الٰہی کو
بجھا دیتا ہے اور جد بزرگوار میرے جناب امیر المومنین علیہ السلام بھی صدقہ
مخفی دیتے تھے اسیطرح پدر مظلوم میرے اپنے پدر بزرگوار کے طریقہ پر عمل کرتے
تھے پس حضرات سنا آپنے حال ایتام پروری امام حسین علیہ السلام کا آہ
افسوس بعد شہادت اُن حضرت کے اُنکے ایتام کو بعوض خبرگیری اور
تسلی و تشفی اور ماتم پرسی کے اشقیائے کوفہ و شام نے کیا کیا ظلم و ستم کیے اور
کسطرح اُنکو اسیر کرکے لیجاتے تھے فی اکسیر العبادات ثم ارکبوا الامام
علی بعیر اعجف فلم یتمالک الرکوب من شدة الضعف چنانچہ
اکسیر العبادات میں ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ جب اعدا
اہلبیت رسالت کو اسیر کر چکے تو امام زین العابدین علیہ السلام کو ایک
شتر لاغر پر سوار کیا اور وہ یتیم و مظلوم بسبب شدت ضعف و ناتوانی کے
ناقہ پر سنبھل نہ سکتے تھے فاخبروا بذلک عمر بن سعد فقال شدوا
رجلیه من تحت الناقة ففعلوا ذلک وساروا به علی تلک
الحالة الی الکوفة پس اعدا نے عمر سعد کو اس امر کی اطلاع کی افسوس

ہزار افسوس اُس شقی نے حکم دیا کہ دونوں پائے اقدس اس بیمار کے زیر شکم ناقہ کے مستحکم باندھ دیں اسیطرح اُن اشقیا نے باندھا اور اسی حال سے طرف کوفہ کے لیچلے آہ آہ جب گذر اہل بیت کا مقتل شہدا پر ہوا تو اُسوقت گویا قیامت بپا ہوئی اور سب بیبیان زار زار روتی تھین اور جناب سکینہ کا عجب حال تھا دفی ابومخنف ثُمَّ اِنَّ سُکَینَۃَ اِعتَنَقَت جَسَدَ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ فَاجتَمَعَت عِدَّۃٌ مِنَ الاَعرَابِ حَتّٰی جَرُّوھَا عَنہُ چنانچہ ابومخنف نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے کہ جب جناب سکینہ نے لاش اطہر امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تو بیتاب ہوکر لاش بیسر سے لپٹ گئین اور زار زار رونے لگین تب چند اعراب سنگدل جمع ہوے کہ سرکردہ انکا شمر لعین تھا اور اُسکے ہاتھ مین تازیانہ تھا آہ آہ اب کس زبان سے بیان کرون کہ اُن بیرحمون نے کس ظلم و ستم سے اُس یتیمہ کو کھینچکر لاش پدر سے جدا کیا

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین

مجلس چہلم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَلَا تَقُولُوا لِمَن یُقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتٌ بَل اَحیَاءٌ وَلٰکِن لَا تَشعُرُونَ ۝ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے نہ کہو تم انکے تئین جو قتل کیے جاتے ہین راہ خدا مین کہ مُردہ ہین بلکہ وہ زندہ ہین لیکن تم نہین جانتے ہو وفی روضۃ المتقین قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ اَلمُؤمِنُ اِذَا مَاتَ وَتَرَکَ وَرَقَۃً وَاحِدَۃً عَلَیہَا عِلمٌ اور روضۃ المتقین شرح من لایحضرہ مین منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ اگر کوئی مومن مرجائے اور ایک ورق ایسا کہ جسپر علم دین لکھا ہو چھوڑ جائے تَكُونُ تِلْكَ الْوَرَقَةُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سِتْرًا فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ تو ہوگا یہ ورق بروز قیامت پردہ درمیان اُس مومن اور آتش جہنم کے وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِكُلِّ حَرْفٍ مَكْتُوْبٍ عَلَيْهَا مَدِيْنَةً اَوْسَعَ مِنَ الدُّنْيَا سَبْعَ مَرَّاتٍ اور حق سبحانہ تعالی بعوض ہر حرف کے جو اُس ورق پر لکھا ہوگا ایک شہر اسقدر وسیع عنایت فرمائیگا کہ تمام دنیا سات مرتبہ کرکے زیادہ اور بڑا ہوگا وَقَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ اَكْفَاءٌ	اَبُوْهُمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

اور مجالس علویہ میں منقول ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ سب لوگ صورت میں یکسان ہیں اسواسطے کہ باپ اُنکا حضرت آدم اور ماں اُنکی حضرت حوا۔

وَاِنْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ اَصْلِهِمْ شَرَفٌ	يُفَاخِرُوْنَ بِهٖ فَالطِّيْنُ وَالْمَاءُ

اور اگر اُنکی اصل میں کوئی شرف و بزرگی ہوتی تو فخر اُنکو زیبا اور شایان تھا حالانکہ اصل اُنکی آب و خاک ہے جو آخر کو خاک ہونے والا ہے۔

ای برادر چو عاقبت خاک است	خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی
فَاِنْ اَتَيْتَ بِفَخْرٍ مِنْ ذَوِيْ نَسَبٍ	فَاِنَّ نِسْبَتَنَا جُوْدٌ وَعَلْيَاءُ

اور اگر تو ذکر کرے صاحبان نسب کا ازراہ فخر کے تو ہمارا نسب تو جود وکرم ہے یعنے سب سے زیادہ ہم اہل بیت رسالت کو فضائل میں بوجہ جود وکرم کے فخر ہے۔

وَمَا الفَخرُ اِلّاَ لِاَهلِ العِلمِ اِنَّهُمُ ۔۔۔ عَلَے الهُدٰی لِمَنِ استَهدٰی اَدِلّاَءُ

اور کوئی مقام فخر کسیکو نہیں ہی مگر واسطے اہل علم کے البتہ جاے فخر ہی کیونکہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ جو اُنسے طالب ہدایت کرے طرف راہِ راست کے تو وہ ہدایت کرتے ہیں ؎

فَفُز بِعِلمٍ وَلاَ تَبغِ بِهٖ بَدَلاً ۔۔۔ فَالنَّاسُ مَوتٰی وَاَهلُ العِلمِ اَحیَاءُ

پس تحصیل علم میں مصروف رہو اور اُسکے عوض میں کسی چیز کو پسند نہ کرو واسطے اسکے کہ سب آدمی مردہ ہیں مگر اہل علم ہمیشہ زندہ ہیں پس حضرات ہمارے ثناآ پنے مرتبہ اہل علم کا اور اہل بیتِ رسالت کا تو افضل و اشرف ہونا از روے علم اور نسب اور جود و کرم کے قرآن و احادیث سے ثابت ہی پس ائمہ ہدا ے علیہم السلام کیلیے بدرجہٗ اولیٰ حیات جاوید ہی علاوہ اسکے وہ سب حضرات راہِ خدا میں کوئی تلوار سے کوئی زہر سے شہید ہوے اور شہداے راہ خدا کیلیے بھی حیات جاوید ہی آہ ہو تئین اشقیاے امت نے اُن ہادیانِ دین پر بعوض طلب ہدایت کے انواع و اقسام کے ظلم و ستم کیے یہانتک کہ ایسا آوارہ وطن کیا کہ ایک جگہ بھی دفن نہوے چنانچہ شاعر کہتا ہی ؎

اَسَفًا عَلٰے بَیتِ الرِّسَالَةِ قَد خَلَا ۔۔۔ مِن ذِکرِهٖ وَمِنَ الصَّلٰوةِ المَسجِدُ

اَسَفًا عَلٰے اٰلِ الرَّسُولِ فَاِنَّهُم ۔۔۔ قُتِلُوا وَبَعضٌ بِالسُّمُومِ استُشهِدُوا

افسوس ہی کہ خاندان رسالت اور دودمان نبوت ایسا برباد و تباہ ہوا کہ کوئی گھر عالم میں ایسا تباہ و برباد نہوا ہی اور نہوگا وہ گھر جو مہبط جبرائیل اور سجدہ گاہ میکائیل و اسرافیل تھا اور ہر وقت جس گھر سے صدا تکبیر

وتہلیل کی بلند تھی افسوس کہ اُس گھر سے ذکر خدا بالکلیۃ معدوم ومفقود
ہو گیا اور وہ مساجد کہ جنسے ہر آن صدائے تلاوت قرآن آتی تھی اب
اُن مساجد سے آواز نماز و اذان کی کسی کے کان مین نہین آتی ہی اور
زیادہ ترمقام حسرت یہ ہی کہ مالک اُس گھر کے یعنے اولاد رسول خدا جناب
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ اور ذریت جناب علی مرتضیٰ کہ جو بہترین خلق خدا
اور باعثِ ایجاد ہر دو سرا تھے بعض اُنمین سے مقتول بسیف جفا ہوے اور
بعضے اُنمین سموم ستم و دغا ہو کر راہی دار البقا اور شہید راہ خدا ہوے ۵

وَقُبُورُهُمْ شَتّٰی بِكُلِّ مَحَلَّةٍ — وَبُيُوتُهُمْ لِلْبُومِ فِيهَا مَرْقَدٌ
فَبِأَرْضِ سَامِرَّا وَبَغْدَادٍ ثَوٰى — بَعْضٌ وَبَعْضٌ فِي الْغَرِيِّ مُلَحَّدٌ

پس بعضے اولاد جناب رسول خدا سے جناب امام علی نقی اور امام حسن عسکری
علیہما السلام ہین کہ وہ دونون امام بیکس ومظلوم زہر ستم سے شہید ہو کر زمین
سامرہ مین دفن ہوے کہ جو مقام ویران تھا اور بعضے اولاد امجاد جناب
رسالت مآب سے جناب امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی علیہما السلام ہین
کہ ان دونون ہادیان دین دلبند سید المرسلین کو آوارہ وطن کر کے ایک
مدت دراز تک مقید بقید شدید رکھا اور آخر اشقیاے بنی عباسیہ نے
زہر دغا سے شہید کیا پس قبرین انکی بغداد مقابر قریش مین بنائی گئین
جو اب کاظمین مشہور ہی اور وقت رحلت امام محمد تقی علیہ السلام کے سن
شریف صرف پچیس برس کا تھا افسوس اس مدت قلیل مین کیا کیا
مصائب اُٹھائے اور بعضے اُن پیشوایان دین سے جناب سید الوصیین

امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام ہیں کہ ابن ملجم شقی نے ماہ رمضان میں
ان حضرت کو مسجد کوفہ میں شمشیر زہر آلودہ سے قتل کیا اور لاش اقدس ان
حضرت کی نجف اشرف میں دفن کی گئی ؎

فقبر بطوس والبقیع وطیبۃ		وبکربلا الا بنصر الذین استشہدوا

اور ایک ان ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے مسموم بستم جفا غریب الغربا جناب امام
رضا علیہ السلام ہیں کہ ماموں رشید ملعون نے مدینہ منورہ سے بمکر و دغا شہر طوس
میں بلا کر زہر سے شہید کیا اور لاش اطہر انکی طوس میں دفن کی اور چار معصوم
انھیں سے یعنے جناب امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام
جعفر صادق علیہم السلام مدینہ طیبہ میں زہر سے شہید ہوئے اور مزار بقیع میں وہ
حضرات دفن ہوے ہائے افسوس ابتک انکی قبروں سے مظلومی ظاہر ہی
کیونکہ براے نام چند قندیلیں قبہ انور میں آویزاں ہیں مگر اکثر شبوں کو کوئی چراغ
بھی روشن نہیں کرتا ہی اور بعضے اولاد رسول الثقلین سے جناب امام حسین
علیہ السلام ہیں کہ مصیبت جنکی عظیم ترین مصائب ہی وہ حضرت مع ستر
جوانان علوی و عقیلی و جعفری اور حسنی اور حسینی کے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا
روز عاشورا تین دن کے پیاسے مثل گوسفندان قربانی زمین کربلا پر ذبح
ہوے اور لاشہاے مقدسہ انکی بے غسل و کفن بعد کئی روز کے ایک جگہ دفن
ہوئیں جو مشہور گنج شہدا ہی اور کسی کی قبر کا انمیں سے علحدہ نشان نہیں ہی
سواے جناب امام حسین علیہ السلام اور جناب علی اکبر اور جناب عباس علیہما
السلام کے کہ ان حضرات کو بنی اسد نے علحدہ علحدہ دفن کیا حضرات کیونکہ

ویران و برباد ہوا وہ گھر کہ جس گھر سے اٹھارہ بنی ہاشم ایک دن میں نیچے خاک کے پنہاں ہو گئے مومنین سنا آپنے کہ یہ سب حضرات ائمہ ہدیٰ ؑ بعد شہادت کے دفن ہوئے اور سر اقدس کسیکا لاش انور سے جدا نہ رہا افسوس ہی سر انور مظلوم کربلا کے کہ وہ ساتھ جسم اطہر کے دفن نہوا بلکہ اشقیائے کوفہ و شام نے تن اطہر سے جدا کرکے نیزۂ بلند پر رکھا اور دیار بدیار پھرایا اور کبھی وہ سر انور تنور میں رکھا گیا اور کبھی صندوق میں بند کیا گیا کبھی دروازہ پر نصب کیا گیا اور کبھی طشت میں رکھکر سامنے ابن زیاد و یزید لعین کے رکھا گیا الا لعنة اللہ علے القوم الظالمین

مجلس چہل و یکم

قَالَ اللهُ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جس امر کو تم نہیں جانتے ہو پس اہل ذکر اور اہل علم سے سوال کرو اور نادانستہ اپنی طرف سے بیان نہ کرو چنانچہ تفسیر یوسف بن قحطان نے ابو سفیان ثوری سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں ایک روز عہد کرامت مہد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ میں عمر کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگاہ کعب بن اشرف اور حی بن اخطب اور مالک بن یوسف کہ یہ اشخاص روسائے یہود سے تھے آئے اور اس سے پوچھا کہ قرآن مجید میں واقع ہے وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ جب ایک جنت عرض و وسعت مثل عرض و وسعت زمین و آسمان کے ہے تو پھر دوزخ اور جنتیں کہاں رہینگی پس یہ سنکر اسنے تھوڑی دیر تامل کیا بعد اسکے کہا کہ

نہین جانتا ہون یہ کلام ہو رہا تھا کہ جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب
تشریف لائے پس اُن یہودیون نے پھر یہ مسئلہ پوچھا یہ سنکر حضرت نے فرمایا
کہ تم بتاؤ کہ جب رات ہوتی ہی تو دن کہان رہتا ہی اور جب دن ہوتا ہی تو
رات کے لیے کونسا مقام معین ہی اُن یہودیون نے عرض کیا کہ دن و رات
علم الٰہی مین رہتے ہین حضرت نے فرمایا اسیطرح جنتین بھی علم الٰہی مین ہینگی
بعد اسکے جناب امیرالمومنین علیہ السلام خدمت بابرکت جناب رسول خدا
مین آئے اور یہ قصہ عرض کیا اُسوقت یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی فَاسْئَلُوا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ اور ہدایت العوام وغیرہ مین
منقول ہی کہ ایام حکومت ابوبکر مین راس الجالوت نام ایک شخص مدینہ
منورہ مین آیا اور ابوبکر سے پوچھا کہ تو جانشین رسول خدا ہی بتلا کہ اصل
اشیا کی کیا ہی اور وہ دو جو کہ ہمیشہ ایک جگہ رہتے ہین اور کبھی آپس مین بات
نہین کرتے ہین کون ہین اور وہ پانی کہ زمین و آسمان سے نہ تھا کونسا ہی
اور وہ چیز کہ جو بے روح کے سانس لیتی ہی کونسی ہی اور وہ قبر کہ مع صاحب
قبر کے سیر کرتی تھی کونسی قبر ہی یہ سنکر ابوبکر حیران ہوا اور عمر سے بلا کر پوچھا
اسنے بعد فکر و تامل کے کہا کہ یہ مغالطہ ہی اور قابل جواب کے نہین ہی یہ
سنکر راس الجالوت متبسم ہوا پس اسکے تبسم سے وہ دونون شرمندہ ہوے
اتفاقاً اُسوقت جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب ع واسطے زیارت
مرقد مطہر جناب رسول خدا کے تشریف لائے اور یہ ماجرا سنکر فرمایا کہ اے
راس الجالوت آگاہ ہو اصل ہر چیز کی پانی ہی چنانچہ حق سبحانہ تعالےٰ

فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ہمنے ہر شیٔ زندہ کو پانی سے خلق کیا
اور وہ دو جو کہ ایک جگہ رہتے ہین اور باہم کلام نہین کرتے ہین شب و روز
ہین اور وہ پانی کہ آسمان و زمین سے نہ تھا وہ عرق گھوڑے کا تھا جو روز
جنگ حضرت سلیمان کو شیشہ مین بھر کے بلقیس نے اُنکے پاس امتحاناً بھیجا
تاکہ علم اُن حضرت کا دریافت کرے اور وہ چیز کہ بغیر روح کے دم لیتی ہے
وہ صبح ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ اور وہ قبر
کہ جسنے مع صاحب قبر کے سیر کی وہ بطن حوت ہے کہ قبر حضرت یونسؑ کی ہو
اور جبتک حکم خدا تھا بحر عظیم مین پھرایا کی یہ سنکر راس الجالوت مسلمان
ہوا اور وہ اصحاب شرمندگی سے نکلے مگر یہ عجیب ہے کہ سائل تو مسلمان ہوا
اور مسئول عنہ اپنی حالت پر باقی رہے اور اسیطرح عہد حکومت عمر مین
دو عورتون مین نزاع ہوئی ایک عورت کہتی تھی کہ پسر میرا ہے اور دختر
اُسکی ہے اور دوسری عورت کہتی تھی کہ لڑکا میرا ہے اور لڑکی اُسکی ہے آخرکار
عمر سے فریاد کی اُسنے بعد تامل کے کہا اَیْنَ مُفَرِّجُ الْکَرْبِ اَیْنَ اَبُو الْحَسَنِؑ
کہان ہین برطرف کرنے والے غم اور محنتون کے کہان ہین ابو الحسن علی
ابن ابیطالبؑ اور اُن عورتون کو امر بصبر کیا یہانتک کہ حضرت تشریف
فرما ہوے پس عمر نے اُنکا قصہ عرض کیا یہ سنکر جناب امیر المومنین علیہ السلام
دو شیشیان منگا کے وزن کیا بعد اُسکے حکم فرمایا کہ دونون عورتین شیر
اپنا جدا جدا ایک ایک شیشی مین بھرین جب دونون نے ایسا کیا تو دونو
شیشیون کا وزن کیا پس جسکا شیر وزنی تھا فرمایا لڑکا اسیکا ہے اور جسکا سبک تھا

لڑکی اُسکے حوالہ کی اور انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ عہد حکومت
عمر مین ایک فقیر نے اپنے گوسفند کو واسطے عیال کے ذبح کیا اُسکی کھال نکالنے
مین اُسکو دقت ہوئی پس گھر سے باہر نکلا تا کسیکو بلا کر اُسکی کھال نکلوائے
اتفاقاً اُسکو حاجت پیشاب کی ہوئی اور واسطے رفع ضرورت کے ایک
خرابہ مین گیا وہان ایک مقتول پڑا تھا یہ فقیر اُسکو دیکھکر حیران کھڑا تھا
لوگون نے آکر دیکھا کہ یہ کھڑا ہے اور کارد خون آلودہ اُسکے ہاتھ مین ہے اور
ایک شخص مردہ پڑا ہے پس وہ لوگ فقیر کو گرفتار کرکے عمر کے پاس لیگئے
اُسنے اُس بیچارہ کے قتل کا حکم دیا جب اور لوگ جمع ہوے اور جلاد نے
اُسکے قتل کا ارادہ کیا تو اُسوقت ایک شخص لوگون کو ہٹا کر سامنے آیا اور
کہا کہ اس بیگناہ کو چھوڑ دو قاتل اُس مردہ کا مین ہون یہ خبر عمر کو پہنچی
اُسنے اس شخص کے قتل کا حکم دیا جب اُسکو واسطے قتل کے لیگئے تو اُسوقت
ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کیطرف سے آکر منع کیا حاکم نے
کہا سبحان اللہ وہ شخص خود قتل کرنے کا مقر ہے علی بن ابیطالبؑ کسوجہ سے
اُسکو رہائی دیتے ہین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت تشریف فرما ہوے سب
لوگ واسطے تعظیم کے اُٹھے اور سبب منع کا پوچھا حضرت نے فرمایا اگرچہ اس
شخص نے اُسکو قتل کیا ہے لیکن باعث حیات ایک شخص کا بھی تو ہوا ہے
اور حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَحْیَا نَفْسًا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا
جو شخص زندہ کرے ایک نفس کو ایسا ہے کہ اُسنے گویا زندہ کیا تمام لوگون کو
پس اسکا قتل کرنا لازم نہین ہے یہ سنکر ہر طرف سے آواز تکبیر کی بلند ہوئی

اور عمر نے کہا لولا علی لھلک عمر اگر علی بن ابیطالب نہوتے تو ہر آئینہ عمر
ہلاک ہو جاتا چنانچہ ہدایت العوام وغیرہ مین منقول ہی کہ یہ کلمہ اسیطرح ستر
مرتبہ اُسکی زبان سے جاری ہوا ہی اور ایسا مشہور ہی کہ کتب نحویہ مین بھی
مثالاً فریقین مین مروج ہی اور شرح ابن ابی الحدید وغیرہ مین منقول ہی
کہ عہد حکومت عثمان مین ایک تاجر نے اپنے لڑکے کو واسطے تجارت کے
روانہ کیا اور غلام کو ہمراہ اُسکے کیا اور وہ دونون سن اور صورت اور
رنگ اور قد و قامت مین بقدرت خدا مساوی تھے اور غلام کو حکومت
اسکی خوش نہ آتی تھی اور اُس سے رنجیدہ رہتا تھا ایک روز لباس
اپنے آقا زادہ کا پہنکے مسند پر بیٹھا اور اُس سے کہا کہ تو میرا غلام ہی یہ بیچارہ
حیران ہوا اور رجوع حاکم سے کی بس جسکے پاس گیا کسینے فرق درمیان
آقا اور غلام کے نہ کیا آخر کار جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا یہ سنکر حضرت نے قنبر کو حکم فرمایا
کہ دیوار مین دو سوراخ و بیچ کر اُسنے فوراً سوراخ بنائے اور اُن
دونون کو حکم ہوا کہ اپنی اپنی گردن ایک ایک سوراخ مین سے نکالیں
اُسوقت حضرت نے تلوار قنبر کو دی اور فرمایا کہ غلام کی گردن پر لگا بس
جب قنبر نے تلوار اُٹھائی غلام نے بسبب خوف کے گھبرا کر گردن سوراخ
دیوار سے نکال لی اور وہ لڑکا بدستور کھڑا رہا اُسوقت سب پر ظاہر ہوا
کہ یہ غلام ہی اور وہ آقا حضرت نے غلام کو تادیب فرمائی اور توبہ کرائی
کہ دوبارہ ایسی حرکت اپنے آقا زادہ سے نہ کرے اسیطرح عہد حکومت

معاویہ میں اسکے پاس قیصر روم کیطرف سے ایک شخص چند سوال لیکر آیا اُنمیں سے ایک یہ ہی کہ وہ شی جو لاشی ہی کون ہی یہ سنکر معاویہ عاجز ہوا اور عمر عاص نے کہ وزیر اسکا تھا کہا ای معاویہ میرے نزدیک مصلحت یہ ہی کہ ایک راہوار قیمتی لشکر علی ابن ابیطالب میں بھیجدے اور جو کوئی قیمت اسکی پوچھے تو کہیں کہ قیمت اسکی شی لاشی ہی شاید یہ خبر اُن حضرت کو پہونچے اور کچھ اسکے جواب میں فرماویں اور یہ مسئلہ حل ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اسکی خبر پہونچی تو اس گھوڑے کو منگوایا اور اُسکے بایع سے فرمایا کہ اسکی قیمت کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ شی لاشی ہی یہ سنکر حضرت نے قنبر کو حکم دیا کہ اس مرکب کو لیلے اور وقت شب جا اس شخص کو صحرا میں لیجا کر سراب کہ آب نما ہی دکھا دے اور کہدینا کہ شی لاشی یہ ہی لیلو اگر تجھ سے دلیل اسکی پوچھے تو کہنا کہ حق سبحانہ تعالی نے سورۂ نور میں فرمایا ہی وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا جو لوگ کہ کافر ہوئے ہیں اعمال اُنکے مانند سراب صحرا کے ہیں پیاسا اسکو پانی سمجھتا ہی جب اُسکے پاس جاتا ہی تو نہیں پاتا ہی اسکو کوئی چیز پس یہ دیکھکر اور سنکر وہ فرستادہ معاویہ واپس چلا گیا اور اُس سے بیان کیا اور معاویہ نے یہی جواب قاصد روم کو دیا اور اسیطرح عبد اللہ بن طاؤس نے اپنے باپ سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ میں عہد خلافت جناب امیر المومنین علیہ السلام میں کوفہ میں حاضر مجلس اُن حضرت کے تھا کہ ایک جوان واسطے استغاثہ کے آیا

اور عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ میرا باپ ایک جماعت کے ہمراہ مال فراواں
لیکر سفر کو گیا تھا وہ لوگ واپس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ باپ تیرا مرگیا اور
کچھ اسکے پاس نہ تھا یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ صبر کر انشاء اللہ آج میں حکم
مشابہ بحکم داؤد پیغمبرؑ کے کرونگا پس اُن لوگوں کو جو ساتھ اسکے گئے تھے
طلب فرمایا اور اُنکو متفرق کرکے علیحدہ علیحدہ لیجا کر حال بیماری اور مقام
فوت اُس شخص کا پوچھا اور ہر ایک کا بیان و اظہار تحریر لکھتا جاتا تھا
پس دو شخص کا بیان موافق نہ پڑا اُسوقت ایک شخص کو تخویف کی اور
ڈرایا پس اُسنے اقرار کیا کہ میں نے اُس شخص کو قتل کیا ہے اور سب معترف
ہوئے حضرت نے فرمایا کہ مال مقتول کا حاضر کرو پس جب مال حاضر کیا
تو وہ اُس جوان کو دیا اور اُسنے برضا و رغبت خود اُس قاتل کو خون ایکا
عفو کیا لیکن حضرت نے اُس جماعت کو عقوبت بلیغ کی بعد اُسکے بیان حکم
داؤد پیغمبرؑ کا فرمایا کہ ایک روز داؤد علیہ السلام نے اثنائے راہ چند
لڑکوں کو دیکھا کہ کھیل میں مشغول ہیں اور ایک لڑکے کو مات الدین کہکے
پکارتے ہیں یعنے دین مردہ ہے کوئی پرسان نہیں ہے یہ سنکر داؤد پیغمبرؑ نے
پوچھا کہ یہ نام تیرا کسنے رکھا ہے اُسنے عرض کیا کہ میری ماں نے پس داؤد
علیہ السلام اُس لڑکے کو ہمراہ لیکر اُسکی ماں کے پاس تشریف لیگئے اور
سبب اِس نام کا پوچھا اُس ضعیفہ نے عرض کیا کہ اس لڑکے کا باپ ہمراہ
ایک جماعت کے سفر کو گیا تھا جب وہ لوگ واپس آئے تو مجھ سے کہا
کہ وہ مرگیا میں نے پوچھا کہ کچھ مال چھوڑا ہے اور کچھ وصیت کی ہے پس

انھوں نے جواب دیا کہ مال تو کچھ نہ تھا مگر یہ وصیت کی ہی کہ زوجہ اُس شخص کی
حاملہ ہو اُس سے کہدینا کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو اُسکا نام مَاتَ الدِّین رکھے پس ہم نے
اُسکے باپ کی وصیت پر عمل کر کے یہ نام رکھا ہی یہ سنکر داؤد علیہ السلام نے اُس
جماعت کو طلب کیا اور متفرق کر کے علیحدہ علیحدہ ہر ایک سے ایطرح دریافت
کیا ظاہر ہوا کہ باپ اُس لڑکے کا قتل کیا گیا ہی اُسوقت مال اُس مقتول کا
اُنسے لیکر اُس لڑکے کو دیا اور اُسکی ماں سے فرمایا کہ اب اس لڑکے کا نام
عَاشَ الدِّین رکھنا کیونکہ تب دین مردہ تھا اب تو زندہ ہوا یہ بیان جناب امیر
علیہ السلام سے سنکر حاضرین مجلس نے صلوات بھیجی محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اور اُن حضرت کو دعا دی پس مومنین آپ بھی صلوات پڑھیں اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ یعنے خداوندا رحمت و درود اور تحیت و ثنا بھیج حضرت
محمد و آل محمد پر کہ مراد آل رسول سے جناب سیدہ اور بارہ امام ہیں ۵

گفتہ پیغمبر باصحاب از خواص و از عوام ‏ ‏ ‏ شہر علمم من امیر المومنین او را در ست

اب کچھ فضائل عید الشجاع کے سنیے چنانچہ زاد المعاد میں علامہ مجلسی علیہ
الرحمہ نے ایک حدیث طولانی اِس عید کی فضیلت میں لکھی ہی منجملہ اُسکے
چند فقرات کا ترجمہ یہ ہی کہ احمد بن اسحاق قمی کہ خاص اصحاب جناب امام
علی نقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام میں تھے اور جناب صاحب الامر
علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں بھی پہونچے تھے پس وہ کہتے ہیں کہ ایک
روز میں ساتھ ایک جماعت کے اپنے برادران مومنین سے خدمت باسعادت
میں اپنے آقا اور مولا جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کی سر من راے میں گیا

دیکھا مین نے کہ حضرت اُس روز اعمال عید مین مشغول ہین بس مین نے عرض کی
یا ابن رسول اللہ کیا آج اہل بیت رسالت کی کوئی نئی خوشی ہوئی ہے حضرت نے
فرمایا کہ حرمت اِسکی نزدیک اہل بیت کے عظیم تر ہے تحقیق کہ خبر دی ہے مجھکو میرے
پدر بزرگوار نے کہ حذیفہ بن یمان نوین تاریخ ربیع الاول کو میرے جد امجد جناب
رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوئے تو کہا اُسنے کہ دیکھا مین نے جناب
امیر المومنین علی بن ابیطالب اور حسنین علیہم السلام کو کہ آن حضرت کے ساتھ
کھانا تناول فرماتے تھے اور حضرت اُنکا منھ دیکھ کے مسکراتے تھے اور حسنین
علیہما السلام سے فرماتے تھے کہ کھاؤ گوارا ہو تمکو برکت اور سعادت اس روز کی
بتحقیق یہ وہ روز ہے کہ حق تعالیٰ اپنے اور تمھارے جد کے دشمن کو ہلاک کریگا
اور اس روز تمھاری والدہ کی دعا مستجاب کریگا اور یہ وہ روز ہے کہ حق سبحانہ
تعالیٰ اعمال تمھارے شیعون اور محبون کے قبول کرتا ہے اور یہ وہ روز ہے
کہ راستی قول خدا کی ظاہر ہوتی ہے کہ فرماتا ہے فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا
یعنے یہ وہ گھر ہین کہ بسبب اُنکے ستمون کے خالی ہوے ہین اور یہ وہ دن ہے کہ
شوکت دشمن کی اور اُسکے یاری کنندون کی شکستہ ہوتی ہے کہ جو تمھارے جد اور
تمسے دشمنی رکھتے ہین اور یہ وہ دن ہے کہ فرعون میرے اہل بیت کا اور ستم کنندہ
اور غاصب حق انکا ہلاک ہوگا اور یہ وہ دن ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ عمل تمھارے
اعدا کا باطل کرتا ہے حذیفہ کہتے ہین یہ سنکر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کیا آپکی امت مین کوئی ہوگا کہ ہتک اِن حرمتون کی کریگا حضرت نے فرمایا
کہ اے حذیفہ ایک بت پرست منافقین مین سے اُنپر سرگروہ ہوگا اور انمین

دعوے ریاست کا کریگا اور لوگون کو طرف اپنے دعوت کریگا اور تازیانہ ظلم و ستم کا
اپنے شانہ پر لیگا اور آدمیون کو راہ خدا سے منع کریگا اور قرآن کی تحریف اور میری
سنت کو تغیر کریگا اور میرے فرزندون کی میراث کا تصرف کنندہ ہوگا اور
اپنے تئین پیشوا آدمیون کا کہیگا اور میرے وصی علی بن ابیطالب پر زیادتی کریگا
اور مالہائے خدا کو ناحق اپنے نفس پر حلال کریگا اور غیر طاعت خدا مین صرف
کریگا اور مجھکو اور میرے بھائی اور جانشین علی بن ابیطالب کو جھوٹا کہیگا اور
میری پارہ جگر فاطمہ زہرا کو اُسکے حق سے محروم کریگا پس بیٹی میری اُسکو بددعا کریگی
تو حق سبحانہ تعالی اُسکی بددعا کو اُس دن قبول کریگا یہ سنکر حذیفہ نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ آپ بددعا کیون نہین کرتے ہین تا حق سبحانہ تعالی اُسکو آپکی
حیات مین ہلاک کرے حضرت نے فرمایا کہ ای حذیفہ مین دوست نہین رکھتا ہون
کہ قضا و قدر الٰہی پر جرأت کرون اور اُس سے طلب کرون تغیر ہونا ایسے
امر کا کہ اُسکے علم مین گذرا ہی الغرض حذیفہ کہتے ہین کہ جو کچھ حضرت نے مجھ سے فرمایا تھا
وہ سب بعد اُن حضرت کے اُس حاسد و فسادر سے بظہور آیا اب چند اشعار
شعرائے دیندار کے سنیے کہ جو اُس فرعون ثانی کی شان مین مشہور و معروف
ہین چنانچہ مرزا محمد رحمہ اللہ معروف بہ نعمت خان عالی کہتے ہین

ای کہ ہستی از ازل مردود رب العالمین — آسمان کید و مکر و فتنہ بیداد و دین
مرتد ہر چار دفتر راندہ ہر ہشت خلد — کافر ہر شش جہت یعنے لعین ابن لعین
غول صحرائے ضلالت خرس کہسار نفاق — قاطع نفس نبی سر کردہ ناراستین
ای عذاب را کہ از بہر تو مہیا کردہ اند — ہست گرد خرمنت شیطان ملعون خوشہ چین

کردہ کاری کہ فرعون در زمان خود نکرد	شد قلم شرمندہ در دست کرام کاتبین
بانی کفر و ضلالت باعث شرک و نفاق	دیدہ عقل کسی چیز تو ندیدہ بر زمین

اور نظیری بمحاورہ زبان دری انکی سخاوت بے نظیر سرسری کہتے ہین جسکا سبب قاموس کے حاشیہ پر لکھا ہے ؎

کان و زر و سیم وا دہمت او خلق را	دادن کان بودہ است عادت احسان او

اور شہابی نے بھی اس عید کی خوب شہادت دی ہے وہ کہتے ہین ؎

عجب روز عید است ای دوستان	عیان را چہ حاجت بشرح و بیان
کہ از دست بابا شجاع جوان	بسوئے فلک آن شقی شد روان

حضرات چونکہ مضامین کہن کو طرز نو سے ادا کرنے مین لذت جدید ہوتی ہے تو مناسب مقام اب یہ لطیفہ سنیئے کہ باتفاق صرفیان فریقین حروف علت تین ہین چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

حرف علت نام کردم واو و الف یائے را	ہر کجا در وے رسد ناچار گوید وائے را

اور لفظ وائے مین تینون حرف جمع ہوئے ہین اسکو مستقل سہ حرفی کہتے ہیں جیسا کہ شرح شافیہ وغیرہ مین لکھا ہے پس ایسے کلمہ کی کسی صرفی نے ایسی تعلیل نہین کی کہ تینون بدل یا حذف ہوتے بلکہ جدا جدا المنقطعہ کی ہے مگر ایجاد نے تو عجب ایجاد کی ہے کہ تینون لپیٹ مین آگئے چنانچہ وہ کہتے ہین ؎

حق عطا کرد درین قطعہ بما طرز نوے	مرحبا من قرأ او سمع من اخذنیہ
ہر کہ بر آل نبی دست ستم کرد دراز	قطع اللہ یدیہ و یدایہ و یدیہ
نام ظالم چہ ضرور است کہ اظہار کنم	لعنۃ اللہ علیہ و علیہ و علیہ

ہمچو شاگرد کہ در خدمتِ استاد بود — کان ابلیس لدیہ ولدیہ ولدیہ
بلکہ راجع بود ایجاد بگوہر سہ ضمیر — قال واللہ الیہ والیہ والیہ

اب اور ایک لطیفہ سُنیے کہ یہ یادگار زمانہ ہی ایک خلیفہ نے خلفاے جور سے ابولولو کو آسیا بنانے پر مامور کیا تھا چونکہ یہ روایت طولانی ہی اسلیے چند اشعار متفرقہ باذل علیہ الرحمہ بہ اختصار مدنظر ہی وہ کہتے ہین ؎

خلیفہ بفرمود اے کاردان — بساز آسیائے برایم چنان
کہ گردد بگردوری آن آسیا — ولیکن کند دانہ را توتیا
زدشنش چو پُر بد دلِ آن غلام — بجوشید بش از جوشِ دل آن کلام
کہ یا الراس والعین منت بجان — برائے تو اے مقتداے زمان
بسازم چنان آسیائے بطور — کہ آن تا قیامت نیفتد ز دور

الغرض ابولولو آسیا تیار کرکے اُس اجل گرفتہ کے پاس لایا دیکھا کہ وہ تنہا اپنے اعمال سنت کے ادا پر آمادہ ہی جس ریاکار و مکار کی شان مین قول سعدی صادق آتا ہی ؎

کلید در دوزخ است آن نماز — کہ در چشم مردم گذاری دراز

بہرحال باذل کہتے ہین ؎

ابولولو آن وقت تا بو یافت — بسان اجل دشنہ در کف گرفت
رسید و زد آن دشنہ را بے درنگ — بزوریکہ بودش بباز و وچنگ
دریدش شکم خالی از کم و کاست — ز پہلوے چپ تا بہ پہلوے راست
چو آن کہنہ گرگ بصورت شبان — بنالید از ان ضرب جانستان

پس وہ مرد ہوشیار حسب مراد اپنے کار نمایاں کرکے وہاں سے فوراً روانہ ہوا اُس وقت آواز دردناک اُس شکم دریدہ کی اُسکے اتباع خفتگان گروہ میش نے سنی ۵

بجستند از جای آن خفتگان	برفتند سوی خلیفہ دوان
بریدند اورا دریدہ شکم	جدا گشتہ احشای بطنی زہم
چنان کردہ او کار را استوار	کہ از مرہم و بخیہ بگذشتہ کار

اسی ردیف و قافیہ میں سعدی شیرازی نے کیا خوب مناسب مقام کہا ہے

نماند ستمگار بد روزگار	بماند برو لعنت پائدار

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و دوم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ بتحقیق خدا اور ملائکہ اُسکے صلوات بھیجتے ہیں رسول خدا پر بعد اُسکے مومنین سے خطاب کرکے فرماتا ہے کہ اے وہ گروہ کہ ایمان لائے ہو صلوات بھیجو نبی خدا پر اور سلام کرو اُنپر ایسا سلام کہ لائق اُنکے ہے اور تمکو زیبا اور سزاوار ہے و فی الکافی عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا ذُکِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اَلْفَ صَلٰوۃٍ فِیْ اَلْفِ صَفٍّ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَلَمْ یَبْقَ شَیْءٌ مِّمَّا خَلَقَ اللّٰہُ اِلَّا صَلّٰی عَلَی الْعَبْدِ لِصَلٰوۃِ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَصَلٰوۃِ مَلٰٓئِکَتِہٖ اور کافی میں شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے

جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جسوقت ذکر
کیا جائے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا تو اکثار کرو صلوات بھیجنے میں
یعنے بکثرت درود بھیجو اُن حضرت پر تحقیق کہ جو شخص ایک مرتبہ اُس جناب پر
صلوات بھیجتا ہی تو عوض میں اُسکے حق سبحانہ تعالیٰ اُس شخص پر ہزار مرتبہ صلوات
بھیجتا ہی اور ساتھ اُسکے ہزار صفین ملائکہ کی بھی اُس شخص پر صلوات بھیجتی ہیں
اور کوئی شئی مخلوقات الٰہی سے باقی نہین رہتی ہی مگر یہ کہ صلوات بھیجتی ہی اُس
بندہ پر بسبب صلوات بھیجنے خدا اور اُسکے ملائکہ کے اور مقباس المصابیح
مین جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے صلوات بھیجنا
محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر کہ مراد آل رسول سے جناب سیدہ اور بارہ امام
درمیان نماز ظہر و عصر کے ثواب اُسکا برابر ہی ساتھ ستر رکعت نماز کے اور کفعمی نے
اُن حضرت سے روایت کی ہی کہ جو مومن بعد نماز صبح اور ظہر کے کہے اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَھُمْ تو نہ مریگا جبتک کہ قائم آل محمد کی
زیارت کرے اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کوئی دعا بدون صلوات کے
مستجاب نہین ہی اور فوائد صلوات کے بہت ہیں منجملہ اُنکے باعث رواے حاجات ہی
اور سبب دفع شیاطین ہی اور دوا ہی مرض نفاق کی مومنین سنا آپنے تتمہ
فضائل صلوات کا اب تتمہ فضائل عید غدیر کا کہ ہجدہم ماہ ذیحجہ ہی سنیے

خدا کردین خود امروز کامل	کہ فرمود الیوم اکملت نازل
بشان علی روز عید غدیرش	نبی شد بمن کنت مولاہ قائل

چنانچہ زاد المعاد مین ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث طولانی

لکھی ہی منجملہ اُسکے چند فقرات کا ترجمہ یہ ہی کہ فرمایا جناب امام رضا علیہ السلام نے
جب روز قیامت ہوگا توان چار دن عید دن کو بزینت و آرایش سامنے
عرش الٰہی کے حاضر کرینگے اسطرح سے کہ جیسے عروس کو زینت دیتے ہین عید
اور عید فطر اور عید جمعہ اور عید غدیر اور ان سب مین روز عید غدیر ایسا
ہوگا جیسے ستارون مین ماہ تابان ہوتا ہی کیونکہ یہ وہ دن ہی کہ حق سبحانہ
تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو آگ سے نجات دی اُن حضرت نے روزہ شکر
رکھا اور اسی روز خدا نے دین کو کامل کیا اسطرح کہ جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ و آلہ نے بحکم خدا جناب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو
واسطے خلافت کے نصب کیا اور فضیلت اُن حضرت کی اور وصی ہونا خلق
اللہ پر ظاہر کر دیا اور آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم اسی روز نازل ہوئی
اور اسدن اعمال شیعون کے مقبول ہوتے ہین اور اعمال مخالفون کے باطل
ہوتے ہین اور اسدن خداوند عالم جبرئیل کو حکم فرماتا ہی کہ کرسی کرامت الٰہی
سامنے بیت المعمور کے نصب کرے اور جبرئیل اُس کرسی پر جاتے ہین اور
ملائکہ سب آسمانون کے اُنکے سامنے جمع ہوتے ہین اور مدح و ثنا کرتے ہین
اور صلوات بھیجتے ہین محمد و آل محمد علیہم السلام پر اور واسطے شیعیان اور
محبان امیر المؤمنین اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے استغفار کرتے ہین
اور اسدن خدا حکم کرتا ہی کاتبان اعمال کو کہ قلم اُٹھالین محبان اہل بیت
رسالت سے تین دن تک یعنی عید غدیر سے تین دن تک خطا اور گناہ اُنکے
نہ لکھے جائین شاید مراد یہ ہو کہ تین دن تک جہات تو یہ ہی کہ جو واجب ادا کی

یا یہ کہ مومن ان دنون مین مشغول بذکر فضائل اور عبادت خدا رہیگا گناہ کیطرف متوجہ و ملتفت نہوگا تو پھر کاتبان اعمال کیا برائی لکھینگے اور ثواب اُنکا تو اسقدر ہوگا کہ سوائے خدا کے کوئی شمار نہین کرسکتا ہی غرضکہ کاتبان اعمال ان دونون حالتون مین فارغ ہوجائینگے اور اسدن خدا مال اُسکا زیادہ کرتا ہی جو اس روز عبادت خدا کرے اور جو اسدن اپنے اہل وعیال اور بھائیون پر وسعت دے تو خدا اُسکو نار جہنم سے آزاد کرتا ہی اور اسدن خدا غم والم شیعون کے زائل کرتا ہی اور یہ دن بخشش وعطا کا ہی اور عید اکبر ہی اور دن دعا قبول ہونے اور عمدہ لباس پہننے کا ہی اور اسدن صلوات محمد وآل محمد علیہم السلام پر بہت بھیجنا چاہیے اور یہ دن ترک کبائر کا ہی اور یہ دن عبادت خدا کا ہی اور یہ دن روزہ دارون کے روزہ افطار کرانیکا ہی پس جو مومن اِس روز کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے تو مثل اسکے ہی کہ دس فیام کو کھانا کھلایا اور ایک فیام لاکھ آدمیون کا ہوتا ہی تو کل دس لاکھ ہوے اور یہ دن تہنیت اور مبارکباد کا ہی پس جو مومن ایک دوسرے ملاقات کرے وہ اسطرح تہنیت کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَمَسِّکِیْنَ بِوِلَایَةِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْاَئِمَّةِ الْمَعْصُوْمِیْنَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اور یہ دن تبسم کا ہی منھ مومنون کا دیکھ کے پس جو مومن اپنے برادر مومن کا منھ دیکھکر بروز عید غدیر تبسم کرے تو خداوند عالم بروز قیامت اُسپر نظر رحمت کریگا اور ہزار حاجتین اُسکی برلائیگا اور ایک قصر مروارید سفید کا اُسکے واسطے بہشت مین بنائیگا اور اُسکے منھ کو نورانی کریگا اور یہ دن زینت کرنے کا ہی پس جو زینت کرے

تو خدا اُسکے گناہان صغیرہ یا کبیرہ کو کہ جو لیے ہیں بخشیگا اور خدا طرف اُسکے
کئی ہی فرشتے بھیجیگا کہ تا واسطے اُسکے حسنات لکھیں اور سال آیندہ کی
عید غدیر تک واسطے اُسکے درجے بلند کریں اور اگر اس اثنا میں رحلت کرے
تو شہید مریگا اور ثواب شہدا کا رکھتا ہوگا اور اگر زندہ رہے تو بسعادتمندی
زندگی کریگا اور جو مومن کسی برادر مومن کو اسدن کھانا کھلاوے ایسا ہے
کہ تمام پیغمبروں اور صدیقوں کو کھانا دیا اور جو مومن کسی برادر مومن کو
اسدن دیکھنے جائے اور ملاقات کرے تو حق سبحانہ تعالے اُسکی قبر میں ستر
نور داخل کریگا اور قبر اُسکی کشادہ کریگا اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اُسکی قبر
میں زیارت کرینگے اور اُسکو بہشت کی بشارت دینگے اور مشکوۃ میں صحیح
ترمذی اور احمد حنبل سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ نے کہ دوست نہ رکھیگا علی بن ابیطالب ع کو منافق اور دشمن
نہ رکھیگا علی بن ابیطالب ع کو مومن اور دوسری حدیث میں فرمایا یا علی ع دوست
نہ رکھیگا تمکو مگر مومن اور دشمن نہ رکھیگا تمکو مگر منافق اور جابر انصاری کہتے ہیں
کہ ہم نہیں پہچانتے تھے منافقوں کو زمانہ رسول خدا میں مگر ساتھ بغض و عناد
علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اور صواعق محرقہ میں ابن حجر نے دارقطنی سے
روایت کی ہے کہ کہا اُسنے ایک روز ابوبکر منبر جناب رسول خدا ص پر تھا
کہ شاہزادہ جناب امام حسن ع تشریف لائے اور اُس سے کہا کہ میرے
پدر بزرگوار کی جگہ سے اُتر آئیں اُسنے کہا کہ ای شاہزادے سچ کہتے ہو قسم ہے
خدا کی میں آپکو تہمت نہیں لگاتا ہوں اور اُٹھا کر اُس شاہزادے کو آغوش

بٹھایا اور رو دیا اور اُسی کتاب مین منقول ہی کہ اسیطرح ایک روز عمر منبر رسول خداؐ پر تھا کہ دوسرا شاہزادہ یعنے جناب امام حسینؑ تشریف لائے اور اُس سے کہا کہ میرے پدر نامدار کی جگہ سے اُتر آ اُسنے اُس شاہزادہ کو اُٹھا کر اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ آپ ہی کے باپ کا منبر ہی میرے باپ کا نہین ہی اور ہمارے سرون کے بال تو آپ ہی کے باپ نے اُگائے ہین یعنے یہ مرتبہ اور درجہ مین نے اُنھین کی برکت سے پایا ہی پس اُسوقت حضرت علی بن ابیطالبؑ نے فرمایا کہ ہمنے یہ حسینؑ کو نہین سکھایا ہی عمر نے جواب دیا کہ مین آپکو اسکی تہمت نہین لگاتا ہون حضرات سُنا آپنے شمہ فضائل صلوات اور عید غدیر اور علامت ونشان منافق کا اب کچھ حال مختصر چند حاسدین اور دشمنان خاندان رسالت کا سنیے چنانچہ حافظ ابونعیم اور ابن ابی الحدید نے کہ علمائے اہل سنت سے ہین لکھا ہی کہ جب عائشہ مع طلحہ وزبیر بصرہ کو روانہ ہوئی اور مقام حوأب مین پہونچی تو وہان کے سگہائے ابلق کے چلانے کی آواز سنکے پوچھا کہ اس جگہ کا کیا نام ہی لوگون نے کہا کہ نام اسکا حوأب ہی یہ سنکر بصرہ جانے سے پشیمان ہوئی اور کہا کہ مین نے خود رسولخداؐ سے سنا ہی کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ ایک زوجہ میری میرے ازواج سے ناحق علی بن ابیطالبؑ سے جنگ کریگی اور جب حوأب مین پہونچیگی تو وہان کے کتے اُسکو دیکھکر چلائینگے پس جہد کرا ہی عائشہ کہ وہ عورت تو نہو طلحہ و زبیر نے جب دیکھا کہ قصد واپس جانیکا ہی تو پچاس شخصون سے گواہی دلوائی کہ یہ وہ مقام نہین ہی اور آمادۂ بصرہ کیا اور اُسکی سواری کیواسطے

ایک شتر لائے کہ نام اُسکا عسکر تھا جب یہ نام اُس جمل کا سُنا تو پشیمان ہوئی اور کہا کہ رسول خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ ای عائشہ اجتناب و پرہیز ورا احتیاط کرنا جمل عسکر نام پر سوار ہو کے علی بن ابیطالبؑ سے لڑنے جانے سے یہ سُنکر طلحہ و زبیر نے نام اُس جمل کا بدل دیا اور پوشش وغیرہ کو بھی تبدیل کیا اور عائشہ کو فریب دیکر آمادہ جنگ کیا یہ خبر سنکر مالک اشتر رضی اللہ عنہ نے ایک نامہ اُسکو اس مضمون کا لکھا کہ ای عائشہ خوف خدا کر کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے ازواج جناب رسولخدا کو فرمایا ہی کہ اپنے گھروں مین رہین پس اُن حضرت کو بدنام نکرا اور کمال عیب ہی کہ ازواج رسول لشکر مین جاوین اور جنگ کرین پس عائشہ نے اُنکے جواب مین کہا کہ چونکہ مالک اشتر کو عثمان سے عداوت ہی اور اُسکے قتل مین ساعی تھا اسلیے مجھے منع کرتا ہی مین یہ ہرگز نہ مانونگی پس وہ شتر پر سوار ہو کر گئی اور جناب امیر علیہ السلام سے لڑی چنانچہ صاحب ہدایت العوام لکھتے ہین کہ چونکہ وہ ایسے بلوے کی عادی تھی اسوجہ سے باغواے مروان مع جماعت بنی امیہ دوبارہ جناب امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ کو بھی مدینہ مین قاطر پر سوار ہو کر نکلی اور امام علیہ السلام کے دفن سے روضۂ رسول خدا مین مانع ہوئی اُسوقت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور بقولے جناب محمد حنفیہ نے اُسکی طرف مخاطب ہو کے فرمایا ؎

تجملت تبغلت ولو عشت تفیلت	لک التسع من الثمن و بالکل تطمعت

شتر و قاطر پر تو تو سوار ہو چکی اور اگر چندے تیری حیات باقی ہی تو شاید ہاتھی پر بھی سوار ہوگی اسلیے کہ میراث رسول خدا مین سے تیرا حصہ آٹھوین حصہ مین سے نوان حصہ تھا اور تو نے کل کی طمع کی الغرض ضیاء العابدین وغیرہ مین یون

منقول ہے کہ عائشہ نے خون عثمان بن عفان کی تہمت جناب امیر مومنان پر کی
اور شتر پر سوار ہو کر ہمراہ طلحہ و زبیر کے اُن حضرت سے لڑنے آئی اور خلاف حکم
رسول خدا کے کیا کہ اُن حضرت نے فرمایا تھا جو عورت میری امت سے زین پر
سوار ہو وہ ملعونہ ہے اور فرمایا تھا کہ یا علی ایک زوجہ میری بعد میرے تمسے منحرف
ہو جائیگی اور زین پر سوار ہو کر تمسے لڑنے آئیگی اور سگہاے ابلق اُسکے پیچھے چلاتے ہونگے
وہ ملعونہ ہے اور یا علی تم اُسے طلاق دینا کہ تمہارا طلاق دینا بمنزلہ میرے طلاق
دینے کے ہے پس جب عائشہ روانہ بصرہ ہوئی تو مقام حُواب میں اُسے شتر پر سوار
دیکھکر سگہاے ابلق چلائے یہ سنکر وہ خائف ہوئی اور حکم جناب رسول خدا کا یاد آیا
اور قصد واپس جانے کا کیا اُسوقت طلحہ و زبیر اور ابوہریرہ نے ستر نفر کو گواہ
گذرانا کہ یہ وہ مقام نہیں ہے اور نہ یہ حدیث تیرے باب میں ہے پس پہلی گواہی
دروغ اسلام میں یہی گذری ہے مناسب مقام جناب مُفتی صاحب فرماتے ہیں:

طلحہ زبیر دونوں بڑے نابکار تھے	دشمن علی کے عائشہ کے دوستدار تھے

یہانتک کہ اُسکی دوستی میں سنہ ستیتیس ہجری کو اُس لڑائی میں وہ قتل ہوئے
حالانکہ اکثر اس حدیث کو سن چکے تھے قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّے اللهُ عَلَيهِ وَآلِهٖ
لِعَلِيٍّ عَلَيهِ السَّلَام يَا عَلِيُّ لَحْمُكَ لَحْمِي وَدَمُكَ دَمِي وَحَرْبُكَ حَرْبِي
ملا آقا دربندی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے کہ یا علی گوشت و پوست تمہارا
میرا گوشت و پوست ہے اور خون تمہارا میرا خون ہے اور حرب و جنگ تمہاری
میری حرب و جنگ ہے باوجود اسکے اپنے نفاق سے باز نہ رہے اور ابوہریرہ تو

ایسا حریص وطامع تھا کہ عائشہ اور حفصہ کے طمع دینے سے ابوبکر اور عمر کی فضیلت
مین احادیث وضع کرتا تھا اور اپنے نفع اور عوام الناس کے فریب کے لیے
جناب رسول خدا ؐ پر بہتان باندھکر بیان کرتا تھا منجملہ اسکے یہ نقل مشہور ہی کہ
ایک بقال اہل عکہ سے پیاز مکہ مین لایا اور وہ پیاز نہ بکتی تھی ایک مقام پر برسبیل
مذکور اسنے ذکر کیا کہ مجھے اس سال پیاز مین نقصان معلوم ہوتا ہی لوگون نے
کہا کہ تو ابوہریرہ کو کچھ دینے کا وعدہ کر تو سب پیاز تیری بک جائیگی اور نفع کثیر
ہوگا یہ سنکر اس بقال نے ابوہریرہ سے اپنا مطلب بیان کیا اور طمع دی یہانتک
کہ اسنے برسر منبر کہا ایہا الناس قال رسول اللہ ؐ من اکل بصل عکة
عکة وجبت لہ الجنة ایہا الناس جناب رسول خدا ؐ نے فرمایا ہی کہ جو
شخص پیاز عکہ کی مکہ مین کھاوے تو وہ شخص داخل جنت ہوگا پس یہ سنکر ازدحام
اور ہجوم مشتریان ہوا اور تمام پیاز بک گئی اور اس بقال کو فائدہ ہوا جب یہ
خبر عائشہ کو پہونچی تو اسنے کہلا بھیجا کہ یہ حدیث رسول خدا نے کب فرمائی تھی اسنے
کہلا بھیجا کہ جب تیرے باپ کی خلافت کے بارےمین فرمایا تھا اور یہ بھی مشہور ہی
کہ جب یہ خبر معاویہ نے سنی تو ابوہریرہ کو لکھا کہ رسول خدا نے یہ حدیث کب
فرمائی ہی کہ جو تو بیان کرتا ہی اسنے جواب دیا کہ جب تمہاری خلافت کے بارے
فرمایا تھا پس اس پتے سے وہ خاموش ہوے حضرات یہ اصل اور کیفیت
تھی خلافت ثلثہ اور بنی امیہ کی اور جو لقب امیرالمومنین کا خاص جناب
علی بن ابیطالب علیہ السلام کے لیے تھا وہ اپنے نام ایسا جاری کیا جسکا اثر
اتبک روم شام مین باقی ہی چنانچہ سنہ ۱۱ گیارہ ہجری سے سنہ چھتیس ۳۶ تک

پچیس برس حکومت ثلثہ کی تھی بعد اسکے خلافت ظاہری حضرت امیرالمؤمنین
علی بن ابیطالب علیہ السلام کو ہوئی اور سنہ اکتالیس ہجری سے سنہ ایک سو
اکتیس تک نوے برس بقولے چورانوے برس معاویہ بن سفیان سے مروانِ
حمار بن محمد بن مروان حکم تک چودہ حاکم بنی امیہ نے بجور و جفا حکومت کی بعد
اسکے سنہ ایک سو بتیس ہجری سے سنہ چھ سو چھپن تک پانچ سو چوبیس برس ابوعباس
سفاح عبداللہ بن محمد سے ابواحمد مستعصم بن مستنصر منصور جعبدی تک سینتیس یا بقولے
اڑتیس حاکم بنی عباسیہ نے بجور و جفا حکومت کی اور آخری حاکم انکا بغداد میں
ہلاکو خان کے ہاتھ سے مارا گیا اور وہ خود قابض و متصرف سلطنت ہوا اور
ان حکام عرب نے القاب سلاطین کو پسند نہ کیا بلکہ القاب اور کنیت اور
اسمار خلفا کے اپنے نام جاری کیے کہ تا امیرالمومنین کہلائیں بلکہ اب تک سلاطین
قسطنطنیہ اسی لقب سے ملقب ہین اور اہل حجاز وغیرہ انکے نام کا خطبہ
عیدین اور جمعہ مین پڑھتے ہین کہ ہزاروں حجاج اور زائرین سنتے ہین حالانکہ
انکے قلمرو مین اکثر اثبات امامت مین مناظرے ہوئے ہین اور مشہور و معروف
ہین منجملہ انکے کافی اور امالی وغیرہما مین یونس بن یعقوب سے روایت
کی ہی کہ ایک روز خدمت باسعادت جناب صادق علیہ السلام مین چند
اصحاب حاضر ہوئے مثل حمران بن اعین اور ہشام بن سالم اور محمد بن طیار
وغیرہ کے اور کچھ اصحاب اُن حضرت کی خدمت مین حاضر تھے اور اُنمین
ہشام بن حکم علیہ الرحمہ نوجوان بھی موجود تھے پس حضرت نے اُنسے فرمایا کہ
ای ہشام اُنھوں نے عرض کیا لَبَّیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ای فرزند رسول خدا

مین حاضر ہون حضرت نے فرمایا کہ کیونکر تمنے عمرو بن عبید کو ساکت اور بند کر دیا تھا
ہشام رحمہ اللہ نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر مجھے حیا آتی ہی
اور زبان میری یارا ے ذکر نہین رکھتی ہی کہ آپکے سامنے بیان کرون حضرت نے
فرمایا کہ جسوقت ہم تم لوگون سے کسی چیز کا حکم کرین تو اُسکی تعمیل کیا کرو اُسوقت
ہشام نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ مین نے حال عمرو بن عبید کا سنا کہ وہ
مسجد بصرہ مین بیٹھتا ہی اور یاوہ گوئی کرتا ہی اور لوگ گرد اُسکے جمع ہوتے ہین اور
اُسکی طرف رجوع کرتے ہین یہ بات مجھپر دشوار ہوئی پس مین بھی وہان گیا اور
روز جمعہ مسجد بصرہ مین پہونچا تو دیکھا مین نے کہ ایک جماعت حلقہ کیے ہوے اُس سے
سوال کرتے ہین پس مین ہجوم عام کے درمیان سے گذر کے صف آخر مین جاکے
بیٹھا اور اُس سے کہا کہ ای عالم مین مرد غریب و مسافر ہون آیا تو مجھے اجازت
دیتا ہی کہ تجھ سے مسئلہ پوچھون اُسنے کہا جو تیرا جی چاہے سوال کر اسوقت مین نے
کہا کہ آیا تو آنکھ رکھتا ہی یہ سنکر وہ کہنے لگا کہ ای فرزند یہ کیا سوال ہی جو تو کرتا ہی
مین نے کہا کہ سوال میرا تو ایسا ہی ہی اُسنے کہا پوچھ اگرچہ سوال تیرا سفیہانہ ہی پس
دوبارہ مین نے پوچھا کہ آیا تو آنکھ رکھتا ہی اُسنے کہا ہان مین نے کہا اُس سے کیا کام
کرتے ہو اُسنے کہا ہر قسم کے رنگ اور لوگون کو دیکھتا ہون مین نے کہا کہ آیا تو
ناک رکھتا ہی اُسنے کہا ہان مین نے کہا کہ اُس سے کیا کام کرتے ہو کہا ہر قسم کی بو سونگھتا
ہون مین نے کہا کیا زبان رکھتے ہو اُسنے کہا ہان مین نے کہا کہ اُس سے کیا کام
کرتے ہو جواب دیا کہ اُس سے کلام کرتا ہون مین نے کہا آیا کان رکھتے ہو اُسنے کہا
ہان مین نے کہا اُس سے کیا کام کرتے ہو جواب دیا کہ اُس سے ہر قسم کی آواز سنتا

ہون مین نے کہا کیا ہاتھ رکھتے ہو کہا ہان مین نے کہا اُنسے کیا کام کرتے ہو جواب دیا
کہ اُنسے ہر چیز اُٹھاتا ہون اور سخت و نرم کی شناخت کرتا ہون مین نے کہا آیا پانون
رکھتے ہو اُسنے کہا ہان مین نے کہا کہ اُنسے کیا کام کرتے ہو کہا اُنسے چلتا پھرتا ہون
مین نے کہا کیا منھ بھی رکھتے ہو کہا ہان مین نے کہا اُس سے کیا کام کرتے ہو کہا
اُس سے کھاتا پیتا ہون اور ہر قسم کے طعام کی لذت پاتا ہون مین نے کہا آیا
دل رکھتے ہو اُسنے کہا ہان مین نے کہا کہ اُس سے کیا کام کرتے ہو جواب دیا جو چیز
اِن اعضا اور جوارح مذکورہ پر وارد ہوتی ہی اُسکو اپنے دل سے تمیز کر لیتا ہون
مین نے کہا کیا یہ اعضا اور جوارح استغنا دل سے نہین رکھتے ہین جواب دیا کہ
بے نیاز نہین ہین سب دل کے محتاج ہین مین نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی حالانکہ
یہ سب اعضا صحیح و سالم ہین کہا اے فرزند جسوقت یہ اعضا کسی چیز مین اُن چیزو نسے
کہ سنا یا دیکھا یا چکھا یا سونگھا ہو شک کرین تو واسطے تمیز کے قلب کیطرف رجوع
کرتے ہین پس بگواہی قلب اُسمین یقین حاصل کرتے ہین اور شک باطل ہوتا ہی
حضرات دیکھیے ہشام علیہ الرحمہ نے اِس امر کو دل ہی پر توڑ کیا ہی وہ کہتے ہین
کہ مین نے کہا پس حق سبحانہ تعالیٰ نے دل کو واسطے رفع شک کے کہ ان اعضا پر
وارد ہوتے ہین قائم فرمایا ہی اُسنے کہا ہان ایسا ہی ہی مین نے کہا پس اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ دل کا ہونا ضرور ہی ورنہ اعضا کو یقین کسی چیز پر حاصل نہو گا
اُسنے کہا ہان ضرور ہی پس یہ سنکر مین نے کہا سبحان اللہ اے شخص تیرے فہم و انصاف سے
عجب ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اعضا و جوارح انسان کو نہ چھوڑا ایسا نہ کیا کہ
اُنکا امام و پیشوا قرار دیا کہ صحت و باطل ہونے کو اپنے شک کے دریافت کرین

اور اس خلق کثیر اور جم غفیر کو حالت حیرت اور شک اور اختلاف مین چھوڑ دیا
اور کوئی امام و پیشوا انکے واسطے نصب نہ فرمایا کہ تا واسطے رفع اپنے شک و
اختلاف کے طرف اُسکے رجوع کر سکین اور تیرے اعضا کے لیے تو امام اور حاکم
قرار دیا کہ اپنے شک و اختلاف کو اُس سے عرض کرین اور اپنے بندون کو
بدون ہادی کے چھوڑ دے یہ کب ہو سکتا ہی پس یہ سُنکر عمر بن عبید کہ ادعائے
علم رکھتا تھا ساکت ہوا اور میری طرف ملتفت ہوا اور کہا کیا تو ہی ہشام ہے
مین نے کہا نہین اُسنے کہا تم کہان کے باشندہ ہو مین نے کہا کہ اہل کوفہ سے ہون
پس کہنے لگا کہ تو ہی ہشام ہے بعد اسکے مجھ سے بغلگیر ہوا اور اپنے پاس بٹھایا اور
جبتک مین اُسکے پاس رہا کوئی بات یا وہ گوئی کی زبان پر نہ لایا تب
الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا هِشَامُ مَنْ عَلَّمَكَ هٰذَا قُلْتُ یَا ابْنَ رَسُولِ
اللّٰهِ جَرىٰ عَلٰى لِسَانِي یہ سُنکر جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ای ہشام
کسنے تجھکو یہ تعلیم کیا مین نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میری زبان پر اسطرح
جاری ہوا فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا هِشَامُ هٰذَا وَاللّٰهِ مَكْتُوبٌ فِي صُحُفِ
اِبْرَاهِیمَ وَمُوسٰى عَلَیْهِمَا السَّلَامُ پس جناب صادق علیہ السلام نے
فرمایا قسم بخدائے عز و جل ای ہشام اسیطرح صحف حضرت ابراہیم و موسے
علیہما السلام مین دلیل اثبات امامت مین لکھا ہی مومنین صلوات
بھیجے حضرت محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر کہ انھین حضرات کی برکت
و طفیل اور نصرت و مدد سے مومنین اپنے دشمن اور مخالفین پر غالب ہیے
ہین الحمد للہ علی ذلک الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و سوم

قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ○ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ نہین ہی صاحب اختیار اور اولی تمہارے امور مین یعنے حاکم تمہارا مگر خدا اور رسول اُسکا اور وہ کہ جو ایمان بخدا و رسول لائے ہین اور مشغول بنماز ہین اور راہ خدا مین زکوۃ اور تصدیق دیتے ہین حالت رکوع مین شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور ثعلبی مفسرین فریقین نے اس آیہ شریفہ کا سبب نزول یون لکھا ہی کہ ایک روز جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نماز مین مشغول تھے کہ حالت نماز مین ایک سائل نے اُن حضرت سے سوال کیا پس حضرت نے انگشتری اپنی کہ قیمت اُسکی برابر خراج چار سالہ ملک مین کے تھی حالت نماز مین اُس سائل کو عطا فرمائی پس اُسوقت جبرئیل بحکم رب جلیل یہ آیہ لیکر خدمت جناب رسول خدا مین حاضر ہوئے پس حضرات باتفاق مفسرین یہ آیہ کریمہ شان مین جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ہی و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ زینت دو اپنی مجلسون کو ساتھ ذکر علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اور کتاب روضہ مین منقول ہی کہ جس جگہ ذکر محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ ہوتا ہی تو اُس جگہ ملائکہ رحمت نازل ہوتے ہین اور شیاطین دور ہوتے ہین و قال علیؑ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ وَالْحَقُّ یَدُوْرُ مَعَ عَلِیٍّ حَیْثُ دَارَ اور باتفاق محدثین فریقین

شل شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی اور ثعلبی وغیرہ کے منقول ہی کہ فرمایا ان حضرت نے
کہ علی ہمراہ حق کے ہی اور حق ہمراہ علی کے ہی اور حق اسیطرف ہی جسطرف علی ہی
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ معرفۃ آل محمد براءۃ من النار
وحب آل محمد امان من العذاب ومن مات علی حب آل محمد
مات شہیداً اور فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے معرفت آل
محمد کی باعث نجات دوزخ ہی اور دوستی آل محمد کی امان ہی عذاب آخرت سے
اور جو مسلم ومحب مرتا ہی محبت و دوستی آل محمد مین وہ شہید مرتا ہی یعنے مرتبہ
اسکا شہید کا ہوتا ہی اگرچہ اپنے فرش خواب پر انتقال کرے وقال حب علی
یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب اور کتاب روضہ مین منقول ہی
کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے محبت علی بن ابیطالب کی گناہون کو کھا
جاتی ہی اسطرح سے کہ جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہی وفی الصواعق قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ علی منی بمنزلۃ الراس من بدنی اور صواعق
مین ابن حجر نے کہ علماے اہل سنت سے ہی روایت کی ہی فرمایا جناب رسول خدا نے
کہ علی بن ابیطالب مجھسے بمنزلہ سر کے ہین میرے بدن سے ثم قال یا علی انت
قسیم النار والجنۃ یوم القیمۃ بعد اسکے فرمایا ان حضرت نے کہ یا علی
تم بروز قیامت قاسم نار وجنت ہوگے یعنے اپنے دوستون کو داخل جنت
کرینگے اور اپنے دشمنون کو داخل دوزخ کرینگے جیسا کہ شاعر کہتا ہی ؎

حبہ مبدء خلد ونعیم	بغضہ مبدء نار وسقر
خوشا خوشا دین ودنیاے ما	کہ ہمچون علی ہست مولاے ما

پس حضرات جس بزرگوار کی مدح و ثنا خدا و رسول کریں تو اب کیا مجال ہی
بشر کی کہ بیان فضائل اُن حضرت کا کر سکے چونکہ اُس جناب کے ذکر سے دل کو
سرور ہوتا ہی پس اب بعض معجزات اُن حضرت کے سُنیے چنانچہ صاحب تحفۃ
المعجزات علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ صفار نے بسند معتبر حارث اعور سے روایت
کی ہی کہ ہم جماعت اصحاب ایک روز ہمراہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے
منزل عاقول پر پہنچے ایک درخت خشک کے ہو پہنچے کہ شاخ و برگ اُسکے بالکل
گر گئے تھے پس حضرت نے اُسپر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ بحکم خدا تو اپنی
ہیئت اصلی پر ہو جا راوی کہتا ہی دیکھا میں نے کہ فوراً بقدرت خدا وہ درخت
شاداب اور سرسبز ہوا اور میوہ دیا اور میوہ اُسکا امرود تھا اور جب صبح کو
پھر دیکھا تو وہ درخت سبز تھا اور میوہ اُسکا درست تھا اور اُسی کتاب میں
منقول ہی کہ عہد خلافت اُن حضرت میں کوفہ میں پانی بہت بڑھا اور ایسی
زیادتی کی کہ اہل کوفہ غرق ہونے سے خائف و ترسان ہوئے اور حضرت کی
خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر جزع و فزع اور فریاد کی پس جناب امیر
المومنین علیہ السلام اشتر جناب رسول خدا ؐ پر سوار ہو کر کوفہ سے باہر
تشریف لائے اور اہل کوفہ تہ فرات تک ہمراہ رکاب تھے پس حضرت
مرکب سے اُترے اور وضو کیا اور تنہا نماز پڑھی اور چند دعائیں پڑھیں
کہ لوگ سنتے تھے پس نزدیک فرات کے تشریف لائے اور وہ جریب کہ
دست مبارک میں تھی پانی پر ماری اور فرمایا کہ باذن اللہ کم ہو پس یکبارگی
وہ پانی ایسا کم ہوا کہ تہ سے تا ہیات دریا نمودار ہوئیں اُنمیں سے اکثر دریا ہو گئیں

اِسطرح سے سلام کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَؑ اور چند صنف کی ماہیان
دریا نے کلام نہین کیا مثل جرّی اور مار ماہی کے۔ یہ دیکھکر لوگون نے تعجب کیا
اور حضرت سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے بعض نے کلام کیا اور بعض ساکت رہین
حضرت نے فرمایا کہ جو ماہیان دریا پاک اور حلال تھین اُنکو حق سبحانہ تعالیٰ نے
گویا کیا اور جو حرام تھین اُنکو ساکت کیا حضرات اِن معجزات کا کیا ذکر ہے
ابتک اعجاز و کرامات اُن حضرت کے نجف اشرف مین ظاہر ہوتے ہین کہ مخالف
و موافق بچشم خود دیکھتے ہین چنانچہ اٹھارھوین ماہ صفر سنہ بارہ سو ننانوے ۱۲۹۹
ہجری شبکو ایک جماعت زائرین اہل عرب سے صحن مبارک سے قبل طلوع فجر کے
بقصد زیارت اربعین کربلاے معلےٰ کیطرف روانہ ہوے اور شہر پناہ کے دروازہ
کلان کو مقفل اور بند پایا ہرچند دربانون سے بمنت و عاجزی اصرار کیا مگر
اُنھون نے کچھ سماعت نہ کی اور دروازہ نہ کھولا آخر کار اُن زائرون نے اپنے
آقا امیر المومنین مظہر العجائب حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی درگاہ
مین التجا کی تو یکایک دیکھا کہ مشعل کیطرح سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور اُس
دروازہ سے ملحق ہوئی اُسکی برکت سے دروازہ کھل گیا اور وہ زائرین بسلامت
روانہ کربلا ہوے پس بعض مخالفین نے اس اعجاز سے انکار کیا تو بعد چند شبانہ
روز کے زائرین اہل عجم کربلاے معلےٰ سے نجف اشرف کیطرف آئے چونکہ
شب ہوئی تھی وہ دروازہ بزرگ شہر پناہ کا بند تھا پس دیر تک شدت سرما
اور ہواے تند مین باہر بیٹھے رہے اور دربانون سے بمنت و عاجزی اصرار کیا
مگر اُن روبیان بیرحم نے کچھ سماعت نہ کی آخر کار ناچار ہوکر زائرین نے نعرہ

یا علی بلند کیا تو یکایک ایک روشنی مثل پہاڑ کے ظاہر ہوئی اور دروازہ سے ٹکرانے لگی یہانتک کہ اسکے صدمہ سے دروازہ کی محراب اور ستون منہدم ہوے اور دروازہ کھل گیا ہر چند دربانوں نے چاہا کہ بند کریں مگر ممکن نہوا اور زائرین بسلامت اور مسرور یا علی کہتے ہوے داخل شہر ہوے پس اس اعجاز سے کسیکو مجال انکار نہوئی چنانچہ نجف اشرف میں مخالفین اور موافقین نے تین شب پے درپے چراغان کیا پس بعد چند روز کے ایک مخالف نے جو بغداد سے مقبرہ عبد القادر جیلانی کی زیارت کرکے جہاز پر اپنے وطن کو واپس آتا تھا ایک شیعہ زائر امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا سبب ہے جو بخلاف مدینہ منورہ کے جہاں خود رسول خدا ص مدفون ہیں نجف اشرف میں اسقدر معجزات ظاہر ہوتے ہیں یہ سنکر اس شیعہ دیندار نے جواب دیا کہ نجف اشرف میں امیر المومنین یعسوب الدین ابن عم سید المرسلین اور وصی و جانشین برحق اور وزیر ان حضرت کے مدفون ہیں اور اعاظم مخالفین سے وہاں کوئی دفن نہیں ہے اسلیے ظہور معجزات نجف اشرف سے ہوتا ہے یعنے اگر مدینہ منورہ سے ہوتا تو لوگ گمان اپنے اعاظم کیطرف کرتے یہ سنکر وہ شخص ساکت ہوا مومنین اب کچھ فضائل نوروز کے سنیے جو روز کہ آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے کا ہے چنانچہ زاد المعاد میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے معلی بن خنیس سے کہ اصحاب خاص جناب صادق علیہ السلام سے تھے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں بروز نوروز خدمت بابرکت ان حضرت میں حاضر ہوا حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تو اس روز کو پہچانتا ہے پس میں نے

عرض کی کہ یا بن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر یہ وہ روز ہی کہ عجم اسکی تعظیم کرتے ہین اور بابرکت بلکہ ہدیہ بھیجتے ہین یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ قسم کہاتا ہون مین خدا کی کہ یہ تعظیم و شرف واسطے اس امر قدیمی کے ہی کہ جو مین بیان کرتا ہون تا تو اسکو سمجھے مین نے عرض کی کہ اے سید و آقا میرے جاننا اسکا آپکی برکت سے میرے نزدیک میرے مردون کے زندہ ہونے اور میرے دشمنون کے مرنے سے بہتر ہی پس حضرت نے فرمایا کہ اے معلّے نوروز وہ روز ہی کہ حق سبحانہ تعالی نے اس روز بندون کی ارواح سے روز الست مین اقرار لیا ہی کہ اسکو یگانہ سمجھین اور کسیکو عبادت مین شریک اسکا قرار نہ دین اور پیغمبرون اور رسولون اور اماموں اور پیشوایان دین اور حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کا ایمان لائین اور یہ پہلا روز ہی کہ اسمین آفتاب نے طلوع کیا ہی اور ہوائین درخت مین میوہ پیدا کرنے والی چلی ہین اور پھول اور شگوفے زمین سے پیدا ہوے ہین اور کشتی حضرت نوح نے بعد طوفان کے کوہ جودی پر قرار لیا ہی اور یہ وہ دن ہی کہ خدا نے کئی ہزار آدمیون کو زندہ کیا کہ جو طاعون سے بھاگے اور ان سب کو مار ڈالا بعد مدتون کے کہ استخوان رہگئے تھے ایک پیغمبر پیغمبران خدا سے ان استخوان پر پہونچے اور درگاہ الہی مین سوال کیا کہ انکو دکھا دے کہ کیونکر ان استخوان بوسیدہ کو زندہ کرتا ہی پس خدا نے طرف انکے وحی بھیجی کہ ان ہڈیون پر جس جگہ پر کہ ہین پانی ڈال دو جب ایسا کیا تو سب بقدرت خدا زندہ ہوے پس حضرات اسی سبب سے سنت ہوا کہ اس روز ایک دوسرے پر پانی ڈالین یا پانی اپنے اوپر ڈالین

اور غسل کرین نہ یہ کہ تشبیہ ہنود کا کرکے رنگ پاشی کرین سبحان اللہ یہ شرف و بزرگی ہی
نوروز کی مگر دشمنان خاندان رسالت و امامت نے ہر قرن اور ہر زمانہ مین اس
فضیلت کا بھی کتمان چاہا اور عکس بیان کیا چنانچہ عالمگیر بادشاہ دہلی کے ایک
رقعہ کے یہ فقرے ہین این عید از اعیاد مجوس است و باعتقاد کفار ہند روز
جلوس بکرماجیت لعین و مبدا تاریخ ہند مین بعد جشن نوروزی بفعل نیاید حضرت
یہ بدعت اُس سے بعید نہین ہی کیونکہ اپنے پیرون کی پیروی کی ہی فِی تفسِیرِ الکَبِیرِ
وَغَیرِہٖ اِنَّ عُمَرَ قَالَ خُطبَتِہٖ مُتعَتَانِ کَانَتَا عَلٰی عَہدِ رَسُولِ اللہِ وَاَنَا
اُحَرِّمُہُمَا وَاُعَاقِبُ عَلَیہِمَا چنانچہ تفسیر کبیر اور نیشاپوری مین منقول ہی کہ
تحقیق عمر نے مجمع عام مین منبر پر اپنے خطبہ مین بیان کیا کہ متع حج اور متع زن
دونون عہد رسول خدا مین حلال اور مباح و جاری تھے اور مین نے اُن
دونون کو حرام کیا اور اُنکے فاعل کو عمل مین لانے پر عذاب کرونگا اور جامع
الرضوی مین منقول ہی کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ بروز جمعہ
منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے تو موذن اذان جمعہ کہتا تھا اور اذان سابق جو
قبل منبر پر جانے کے ہو وہ اذان دوم ہی کہ عہد عثمان اور بقولے عہد معاویہ سے
حادث ہوئی ہی اور وہ بدعت ہی اور تعصب اور خودی اُسکی اظہر ہی بلکہ بوالہوی
دماغ مین سمائی تھی کہ اپنے بڑے بیٹے کو جہین پور خلافت لکھا حالانکہ خلافت کیلیے
معصوم ہونا ضرور ہی چنانچہ کشف الحق مین علامہ حلی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ
علمائے اثنا عشری کا قاطبتہً یہ قول ہی کہ انبیا و اوصیا معصوم ہین گناہان کبیرہ
و صغیرہ سے اور منزہ ہین معاصی سے قبل نبوت اور بعد رسالت و خلافت کے

پس کسی وقت کوئی گناہ اُنسے عمداً اور سہواً صادر نہیں ہوتا ہی اور عماد الاسلام مرزا
جناب غفران مآب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مذہب حق علمائے امامیہ کا یہ ہی کہ تمام
انبیا اور اوصیا عصیان سے معصوم و محفوظ ہیں پس حضرات واسطے ہوا اُن
لوگو پر جو برعایت اپنے ہوسے پیشواؤں کے بعض انبیا کو گناہگار قرار
دیتے ہیں الغرض اکبر مومنین اِس عداوت کی بھی کچھ حد و انتہا نہیں ہی بلکہ اُنکے
اسلاف سے چلی آتی ہی چنانچہ ثعلبی کہ مفسرین اہل سنت سے ہی اِس آیہ کریمہ کی
تفسیر میں لکھتا ہی سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ جب واقعہ خم غدیر ہر شہر
و دیار میں مشہور ہوا پس حارث بن نعمان نے سنا تو شتر پر سوار ہو کر مدینہ منورہ
آیا اور اپنے ناقہ سے اُتر کے خدمت جناب رسول خدا میں حاضر ہو کر بحث کرنے لگا
اور بولا اے محمد تمنے ہمکو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا ہمنے قبول کیا نماز پنجگانہ کا حکم
دیا ہمنے قبول کیا ایک مہینے کے روزوں کا حکم دیا ہمنے قبول کیا تم اِن اُمور پر
راضی نہوئے یہانتک کہ ہاتھ اپنے ابن عم علی بن ابیطالب کے بلند کیے اور اُنکو ہم پر
تفضیل دی اور کہا من کنت مولاہ فعلی مولاہ جسکا میں مولا ہوں پس
اُسکا علی بھی مولا ہی آیا یہ کام اپنی طرف سے کیا یا جانب خدا سے یہ سنکر اُن حضرت نے
فرمایا قسم بخدا جانب رب العزت سے تھا اُسوقت حارث نے پشت پھیر کے اپنے
ناقہ کیطرف رخ کیا اور کہتا تھا کہ خداوندا جو کچھ کہ محمد نے کہا اگر حق ہی تو مجھپر آسمان سے
پتھر برسا یا کوئی عذاب دردناک نازل کر راوی کہتا ہی کہ ہنوز وہ حاسد اپنے
ناقہ تک نہ پہونچا تھا کہ ایک پتھر آسمان سے اُسکے سر پر گرا اور دُبر سے باہر نکلا
اُسوقت آیہ مذکورہ نازل ہوا الغرض دوسرے مقام پر لکھا ہی کہ اس روز

حق خلافت جناب امیر المؤمنین ع کو مارا اور دوبارہ بعد قتل ثالث کے لوگون نے اُن حضرت سے پچیس برس کے بعد بیعت کی مومنین سُنا آپنے کہ اِسدن کس غاصب پر تیر شہاب گرا ہی اور بعد اُسکے لوگون نے دوبارہ کس مقبول باری سے بیعت کی ہی اگرچہ بظاہر درمیان مین تین نحس تارے آگئے تھے مگر آفتاب و ماہتاب کے آگے بے نور و بے اصل تھے بقول جناب مفتی صاحب کے ؎

صحابہ گرچہ جملہ کالنجوم اند — ولے بعضے کواکب نحس و شوم اند

اور نظیری نے بھی مثال بے نظیر دی ہی وہ کہتے ہین ؎

مہر کند چون غروب باز نماید طلوع — بعد نبی مرتضےٰ ست ماہ قربان او

اور ایک شاعر نے نو روز ہی کیا خوب لکھی ہی ؎

روز نو روز است بلبل میکند مدح علی — در گلستانِ ولایت ہم خفی و ہم جلی
جانشین مصطفےٰ امروز پیدا کیست — سِرّ حق اسرار حق مشکل کشا یعنی علی

اور حملۂ حیدری مین مرزا رفیع باذل علیہ الرحمہ نے اُس جناب کی منقبت مین یون لکھا ہے ؎

بمدح علی تا سخن میکنم — زمین تا فلک پر گہر میکنم
علی درۃ التاج فرق وجود — علی مالک الملک اقلیم جود
علی صاحب اختیار جہان — علی صاحب حکم بر آسمان
روانش تا عرش قربان او — ملائک چو حاجب و دربان او
وصی نبی جفت پاک بتول — فروزندہ شمع دین رسول
نگارندہ باغ سر سبز دین — برآرندہ بیخ کفر از زمین

شنیدہ سندِ اتما — رسانندہ بمطلوب ما

خدا را ثبات تزاید داد — نبی را تظاہر زا مداد او

بدان تا نگردد نمازش قضا — خدا باز گرداند خورشید را

ببین تر دو حشمتش را ببین — گران قدری طاعتش را ببین

برش مہر و مہ را چہ وزن و وقار — کہ گر خواہد آن صاحب اقتدار

بگرداند این طارم چنبری — بانگشتر کہتر چو انگشتری

ندانی خدا امر علی را ولی — ندانی خدا تا ندانی علی

مومنین اب اس مقام پر اور چند اشعار سنیے جو مناسب آج کے ہین کیونکہ ہمکو اس مسئلہ سے کیا بحث ہی کہ بکر کا عمر نے گلا دبایا تو زید نے کہ پسر اکبر ہے خالد سے سنہ چونتیس ۳۴ ہجری مین بموقع بدلہ کسطرح سے لیا العاقل یکفیہ الاشارۃ

بقول باذل علیہ الرحمہ کے ؎

محمد ہمیرفت پیش از ہمہ — کہ بودش بدل کینہ بیش از ہمہ

یکے دستہ تیر در چنگ داشت — کز الماس پیکان او رنگ داشت

چو چشمش بروے خلیفہ فتاد — قدم تند بر داشت مانند باد

رسانید خود را باو بیدرنگ — بریش کثیفش بیازید چنگ

بدو گفت اے نعثل نابکار — چہ بسیار ماندی تو در روزگار

ز بدعت نمودی جہان را خراب — فگندی بدین نبی انقلاب

بگفت این و باریش پیشش کشید — خلیفہ شد آندم ز خود نا امید

بزاری باو گفت ای نوجوان — ندانی کہ ہشتم امام زمان

مباش اینقدر در بلا کم دلیر — گر فتم گناہے بود بس کبیر
محمد چو بشنید از وا این خطاب — ز و بیداری خویشتن در جواب
ہمان آیہ را او بگوشش رساند — کہ جبریل در غرق فرعون خواند
پس آن دستۂ تیر پیکان چو آب — بر دار عقب بر رخ آن جناب
وزان پس کنانہ بناحی رسید — کہ بودش عمودے بکف از حدید
روان گرز را بر سر پیشوا — کہ از صدمۂ او در آید ز پا
پس آن لاشہ را جملہ کینہ وران — گرفتند از چار سو در میان
بضرب دم خنجر و تیغ و تیز — نمودند اندام او ریزہ ریزہ
خلیفہ بغلطید بر روئے خاک — رخے پارہ پارہ تن پاک چاک

اِس مقام پر قول سعدی شیرازی بھی دلچسپ ہے۔

تہ ابلیس بد کرد نیکی ندید — بر پاک ناید ز تخم پلید

الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون ۃ

تمام شد حصہ چہارم نہر المصائب

حصہ پنجم
نہر المصائب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی عظم اجور الباکین علی رزایا عترۃ سید المرسلین والصلوٰۃ علی نبیہ الذی حثنا بابقاء ذکرہم سلام اللہ علیہ وعلیہم اجمعین ولعنۃ اللہ علی اعداٰئہم الی یوم الدین اما بعد مخفی نرہے کہ یہ ملخص و منتخب بحر المصائب مجلد دوم کا حصہ پنجم ہے اور مشتمل ہے اوپر حال ترتیبی بعد شہادت جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء یعنے روانگی اہل بیت اطہار طرف کوفہ و شام کے اور حال رہائی اہل بیت رسالت داخلہ مدینہ منورہ تک اور اس حصہ کے آخر میں باقی حضرات معصومین علیہم السلام کی ولادت و فضائل و شہادت ہے کہ تفصیل اسکی فہرس بالا سے ظاہر و ہویدا ہے و باللہ التوفیق

مجلس اول

قال الصادق علیہ السلام من ذکرنا عندہ فبکی لمصابنا ولما اصابنا من ذوب الدھر غفر اللہ ذنوبہ ولو کانت من زبد البحر یعنی بحار الانوار میں منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن سنے ہمارے مصائب کو اور روئے ان جور و ستم پر کہ جو گردش زمانہ غدار سے ہم اہل بیت اطہار کو پہنچے ہیں تو بخشدیگا حق سبحانہ تعالے گناہ اس مومن کے اگرچہ گناہ اسکے مثل کف دریا کے

ہون وفی الکافی عن داؤد الرقی انہ قال انی کنت اسمع ابا عبد اللہ علیہ السلام اکثر ما یلح فی الدعاء علی اللہ بحق الخمسۃ یعنی محمد و علی و فاطمۃ والحسن والحسین سلام اللہ علیہم اور کافی مین شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ داؤد رقی سے روایت کرتے ہین وہ کہتا ہی مین نے سنا جناب صادق علیہ السلام کو کہ اکثر الحاح وزاری کرتے تھے دعا مین اور واسطہ حق پنجتن پاک یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اور جناب علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ اور حسین سید الشہدا صلوات اللہ وسلامہ علیہم کا دلاتے تھے کیونکہ مومنین جن حضرات کے واسطہ سے درگاہ الٰہی مین دعا مستجاب ہو آیا انصاف سے ہے کہ کوئی سزاوار تھا کہ انکو بظلم وستم زہر دین اور قتل کرین اور انکے اہل بیت کو طوق و زنجیر مین جکڑ کے اسیر و مقید کرین اور شہر بشہر پھرائین اور انکے حال زار کو دیکھکر مسرور ہون اور ایک دوسرے کو مبارکباد دین فی البحار عن مسلم الجصاص انہ قال دعانی ابن زیاد لعنۃ اللہ لاصلاح دار الامارۃ بالکوفۃ چنانچہ بحار الانوار مین مسلم گچکار سے منقول ہی کہ کہا اسنے ایک مرتبہ ابن زیاد نے واسطے مرمت قلعہ کوفہ کے کہ وہ جاے حکومت تہا مجہے بلایا پس مین موافق حکم اُس لعین کے مرمت مکانات مین مشغول تہا فبینما انا اجصص الابواب واذا بالزعقات قد ارتفعت من جنبات الکوفۃ فاقبلت علی خادم کان معی وقلت لہ مالی اری الکوفۃ تضج پس مین ایک روز مرمت دروازہ قلعہ کی کر رہا تہا کہ ناگاہ آواز شور وغل کی کوچہ ہاے کوفہ سے بلند ہوئی پس وہ شور عظیم سنکر مین نے اُس مزدور سے

کہ جو میرے پاس تھا پوچھا کہ اسوقت یہ شور وغل کوفہ مین کیسا برپا ہے آہ مومنین
کیسی عداوت تھی اُن اشقیا کو اولاد رسول سے کہ نام لینا ناگوار تھا قَالَ السَّاعَۃَ
اَتَوْا بِرَاسِ خَارِجِیٍّ خَرَجَ عَلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ فَقُلْتُ مَنِ الْخَارِجِیُّ
قَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ بلکہ اُس مزدور نے جواب دیا کہ سبب اسکا یہ ہے کہ
ایک شخص خارجی نے زمین عراق پر یزید بن معاویہ پر خروج کیا تھا پس لشکر یزید نے
اُسے مع اُسکے اصحاب اور اقربا کے قتل کیا اور سر اُنکے کاٹ کر اسوقت کوفہ مین
لاتے ہین اور تمام زن و مرد شہر کے واسطے تماشے کے جمع ہوے ہین پس مین نے
اُس مزدور سے مکرر پوچھا کہ نام اُس دشمن یزید کا کیا تھا اُسنے جواب دیا کہ نام
اُنکا حسین بن علی تھا قَالَ فَتَرَکْتُ الْخَادِمَ حَتّٰی خَرَجَ مِنْ عِنْدِیْ فَلَطَمْتُ
وَجْھِیْ حَتّٰی خَشِیْتُ عَلٰی عَیْنَیَّ اَنْ تَذْھَبَا وَغَسَلْتُ یَدَیَّ مِنَ الْجِصِّ
وَخَرَجْتُ مِنْ ظَھْرِ الْقَصْرِ وَاَتَیْتُ اِلَی الْکُنَاسِ مسلم کہتا ہے کہ جب وہ
مزدور باہر گیا مین بہت رویا اور منھ اپنا اسقدر پیٹا کہ مجھے خوف پھوٹ جانے
آنکھون کا ہوا پس مین ہاتھ اپنے دھو کر پشت قصر سے اُتر کر محلہ کناس مین آیا
فَبَیْنَمَا اَنَا وَاقِفٌ وَالنَّاسُ یَتَوَقَّعُوْنَ وُصُوْلَ السَّبَایَا وَالرُّؤُسِ اِذَا
اَقْبَلَتْ نَحْوَ اَرْبَعِیْنَ شُقَّۃً تُحْمَلُ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ جَمَلًا فِیْھَا الْحُرَمُ وَالنِّسَاءُ
پس مین وہان کھڑا تھا اور تمام مرد و زن کوفہ کے منتظر ہو پہنچنے سرہاے شہدا اور
قیدیون کے تھے کہ ناگاہ چالیس اونٹ پر محملہاے جامہ بستہ کہ اُنمین عورات
و اطفال سوار تھے سامنے سے نمودار ہوے وَاِذَا بِعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلٰی
بَعِیْرٍ بِغَیْرِ وِطَاءٍ وَاَوْدَاجُہٗ تَشْخُبُ دَمًا وَھُوَ یَبْکِیْ وَیَقُوْلُ اور کہتا

میں ہیں کہ ایک شتر بے فرش و بے کجاوہ پر جناب امام زین العابدین علیہ السلام سوار ہیں اور گلوے انور میں ایک طوق آہنی ایسا بھاری اور تنگ پڑا ہی کہ رگہاے گردن نازنین سے خون جاری ہی اور وہ حضرت اُسوقت زار زار روتے ہیں اور فرماتے ہیں ؎

یَا اُمَّةَ السُّوْءِ لَا سُقْیًا لِرَبْعِکُمْ　　یَا اُمَّةً لَمْ تُرَاعِ جَدَّنَا فِیْنَا
لَوْ اَنَّنَا وَرَسُوْلَ اللّٰهِ یَجْمَعُنَا　　یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَا

اے بدترین امت بدکردار خداوند تمہار تمکو اپنے ابر رحمت سے سیراب نہ کرے کہ تمنے مطلق لحاظ ہمارے جد امجد کی حرمت کا ہمارے بارے میں نہ کیا اے امت جفا شعار جب بروز قیامت ہم اپنے نانا کی خدمت میں حاضر ہونگے اور وہ حضرت تمسے اِس ظلم عظیم کا سوال کرینگے کہ آیا یہی اجر و عوض تھا میری نبوت و رسالت کا کہ جو تمنے بعد میرے میری اولاد سے کیا تو اُسوقت تم کیا جواب دوگے رسول خدا صلعم کو ؎

تُسَیِّرُوْنَا عَلَی الْاَقْتَابِ عَارِیَةً　　کَاَنَّنَا لَمْ نُشَیِّدْ فِیْکُمْ دِیْنَا
تُصَفِّقُوْنَ عَلَیْنَا کَفَّکُمْ فَرَحًا　　وَاَنْتُمْ فِیْ فِجَاجِ الْاَرْضِ تَسْبُوْنَا
اَلَیْسَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَیْلَکُمْ　　اَهْدَی الْبَرِیَّةِ مِنْ سُبُلِ الْمُضِلِّیْنَا

اے امت جفا کار کیا غضب ہو کہ تمنے دختران رسول خدا صلعم کو سر برہنہ اونٹوں پر بٹھایا ہی اور مجھے شتر برہنہ پر سوار کرکے مثل قیدیان ترک و دیلم کے مقید کرکے دیار بدیار پھراتے ہو گویا کہ ہم بانی بناے دین اسلام کے نہیں ہیں اور علاوہ ان سب جور و ستم کے یہ اور ظلم عظیم ہی کہ ہماری اس مذلت پر خوش اور مسرور ہو

ہاتھ اپنے بچاتے ہو اور ہمین زمین پست و بلند اور ننگا فہاتے جبل مین قیدی بناکر
کھینچتے پھرتے ہو کیا جد امجد ہمارے جناب رسول خدا نہین ہین کہ جن حضرت نے
تمام خلق کو راہ ضلالت وگمراہی سے پھیرکر طرف راہ راست کے ہدایت کی ہی
فَصَارَ نِسَاءُهُمْ يُنَاوِلُونَ الْاَطْفَالَ الَّذِيْنَ عَلَى الْمَحَامِلِ التَّمْرَ وَالْخُبْزَ
وَالْجَوْزَ فَصَاحَتْ بِهِمْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَقَالَتْ يَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ اِنَّ الصَّدَقَةَ
عَلَيْنَا حَرَامٌ وَصَارَتْ تَاْخُذُهَا مِنْ اَيْدِي الْاَطْفَالِ وَاَفْوَاهِهِمْ
وَتَرْمِيْ بِهَا اِلَى الْاَرْضِ یعنی جب اہل حرم قریب عورات اہل کوفہ کے کہ وہ سب
کوٹھو نپر واسطے تماشے کے جمع تھین آپہونچے تو ان عورات سے حال زار اہل بیت
اطہار کا نہ دیکھا گیا سب رونے لگین اور ہر ایک عورت ان قیدیوں پر خرما
اور روٹیاں اور جوز یعنی اخروٹ بطور تصدق کے پھینکنے لگین اسوقت جناب
ام کلثوم نے ان عورات سے باواز بلند فرمایا کہ ای اہل کوفہ گو ہم اہل بیت رسالت
مقید ہوکر پھرائے جاتے ہین لیکن حق سبحانہ تعالی نے صدقہ اولاد رسول خدا پر
حرام کیا ہی پس ان معظمہ نے وہ خرما اور روٹیاں اور جوز منھ اور ہاتھون سے
بچون کے لیکر پھینکدیے حضرات افسوس ہزار افسوس اس روایت سے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ بچے نہایت بھوکے تھے اور کیونکر یہ حال ہوتا کہ ساتوین محرم
اعدائے پانی تک بند کیا تھا ہائے افسوس یتیمان امام حسین پر کیا مصیبت گذری
قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ وَالنَّاسُ يَبْكُوْنَ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ اُمَّ كُلْثُوْمٍ اَطْلَعَتْ
رَاْسَهَا مِنَ الْمَحْمِلِ غرضکہ راوی کہتا ہی کہ وہ عورات اور تمام لوگ روتے تھے
مصیبت پر انکی بعد اسکے جناب ام کلثوم نے سر اپنا محمل سے نکالا وقالت لھم

صَبرۃٍ یَا اَہلَ الکُوفَۃِ تَقتُلُنَا رِجَالُکُم وَتَبکِی عَلَینَا نِسَائُکُم فَالحَاکِمُ بَینَنَا وَبَینَکُمُ اللّٰہُ یَومَ فَصلِ القَضَاءِ اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ عجب ہے کہ تمھارے مردوں نے ہمارے وارثوں کو قتل کیا اور عورتیں تمھاری ہمارے اس حال پر روتی ہیں پس جب وہ روز آئیگا کہ جس روز تمام قضایا عالم کے فیصل ہونگے اُس روز خداوند قہار درمیان ہمارے اور تمھارے حکم بحق کریگا فَبَینَا کَذٰلِکَ اِذَا بِصَیحَۃٍ قَد اِرتَفَعَت وَاِذَا بِہِم اَتَوا بِالرُّؤُسِ مُقَدَّمُہُم رَاسُ الحُسَینِ وَھُوَ رَاسٌ زُہرِیٌّ قَمَرِیٌّ اَشبَہُ الخَلقِ بِرَسُولِ اللّٰہِ صلعم کہتا ہے کہ اسی اثنا میں ایک شور عظیم بلند ہوا اور یکایک بہت سے سر نیزوں پر رکھے ہوئے نمودار ہوئے جب وہ قریب میرے آئے دیکھا میں نے کہ آگے ان سب سروں کے سر انور امام حسین علیہ السلام کا ہے اور وہ سر مقدس مثل چاند کے تابان ہے کہ وہ مشابہ ہے صورت میں رسول خدا سے لیے آتے ہیں وَلِحیَتُہٗ کَسَوَادِ السَّبَجِ قَد اِنتَصَلَ بِہَا الخِضَابُ وَوَجہُہٗ دَارَۃُ قَمَرٍ طَالِعٍ اور ریش مطہر اُنکی مخضب ہے اور چہرہ پر نور اُنکا مثل ماہ تمام کے تابان و درخشان ہے وَالرِّیحُ تَلعَبُ بِہَا یَمِینًا وَشِمَالًا وَیَقرَأُ سُورَۃَ الکَہفِ فَالتَفَتَت زَینَبُ بِنتُ عَلِیٍّ اِلٰی رَاسِ اَخِیہَا وَرَاَتہُ عَلَی الرُّمحِ فَنَطَحَت جَبِینَہَا بِمُقَدَّمِ المَحمِلِ حَتّٰی رَاَینَا الدَّمَ مِنہُ کَالسَّیلِ یَخرُجُ مِن تَحتِ قِنَاعِہَا اور ہوا سے داہنے اور بائیں اُس ریش مقدس کو حرکت و جنبش ہوتی تھی اور وہ سر انور سورہ کہف کی تلاوت کرتا تھا پس یہ دیکھکر متوجہ ہوئیں جناب زینب دختر امیر المومنینؑ اور اُن معظمہ نے سر اطہر اپنے بھائی امام حسینؑ کا نیزہ پر دیکھا بیتاب ہو گئیں

اور سر اپنا چوب محمل پر زور سے مارا یہانتک کہ ہمنے دیکھا کہ خون تحت مقنع سے مثل سیل کے جاری ہوا ہاے افسوس اس سے ظاہر ہی کہ بینالی اطہر اُن معظمہ کی شق ہو گئی وصرخت واومت الیہ وجعلت تقول اور اُس حالت بیقراری مین ایک آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی اور اشارہ کیا طرف سر اقدس کے اور بحسرت و یاس یہ بین کرتی تھیں ؎

یا ہلالاً لما استتم کمالا	غالہ خسفہ فابدا غروبا
ما توہمت یا شقیق فوادی	کان ہذا مقدراً مکتوبا

ہاے ای چاند فلک امامت کے جو ابھی ماہ کامل ہوا تھا کہ دفعۃً اُسے گہن لگ گیا اور غروب کر گیا ای پارۂ جگر یہ امر مطلق میرے وہم مین نہ تھا کہ تقدیر مین ہماری یون لکھا ہی کہ سر انور تمھارا نیزہ پر ہو اور ہم ستمدیدہ قید ہو کر شہر بشہر پھرائی جائے

یا اخی فاطمۃ الصغیرۃ کلمہا	فقد کاد قلبہا ان یذوبا
یا اخی قلبک الشفیق علینا	مالہ قد قسی وصار صلیبا

ای برادر مظلوم اس اپنی بیٹی فاطمہ صغری سے کچھ باتین کیجیے کہ آپکے سکوت سے قریب ہی کہ وہ بچی مر جائے ای بھائی تمھین تو ہمسے ایسی محبت تھی کہ ہمارے ادنے رنج والم سے آپکو نہایت ہی رنج وغم ہوتا تھا اور ہماری مصیبت کو ایک آن بھی نہ دیکھ سکتے تھے اب معلوم نہین کہ آپ ہمسے کیون ناراض ہو گئے ہین کہ ہمپر انواع واقسام کی مصیبتین گذرتی ہین اور ہاتھہ مین ان دشمنون کے گرفتار ہین اور آپ دیکھتے ہین اور ہماری حمایت نہین کرتے ؎

یا اخی لو تری علیاً لدی الاسر	مع الیتیم لا یطیق وجوبا

بذل تفیض دمعا سکوبا		کلما وجوہ بالضرب ناداک

اے برادر مظلوم اگر آپ دیکھتے مصیبت کو اپنے فرزند دلبند زین العابدینؑ کی کہ وہ مظلوم ایک تو بیمار دوسرے یتیم و ناچار کہ چلنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا ہے اور گرفتار ہے اسیران بیرحموں نے اُس علیل کو بقید سخت گرفتار کیا ہے اور وہ ایسا ناتوان ہوگیا ہے کہ تحمل ان مصائب شدیدہ کا اُس سے دشوار ہے اور زیادہ ان سب مصائب سے یہ مصیبت ہے کہ اس ضعف و بیماری پر اسے تازیانے لگاتے ہیں اور اس حالت بیکسی میں کوئی فریادرس اُسکا نہیں ہے پس وہ مظلوم بار بار آپکو اس حالت کرب و تکلیف میں پکارتا ہے اور زار زار روتا ہے

وسکن فوادہ المرعوبا		یااخی ضمہ الیک وقربہ
بابیہ ولا یراہ مجیبا		ما اذل الیتیم حین ینادے

اے بھیا فرزند بیمار آپکا ظلم سے اِن ظالموں کے نہایت خائف و ترساں ہے پس آپ فرزند علیل کو اپنے سینہ سے لگا لیجیے کہ یہ باعث اُسکی تسکین کا ہوگا اور کمال تاسف ہے حال پر ایسے یتیم کے کہ جو وقت مصیبت کے اپنے باپ سے فریاد کرے اور وہ اُسکی فریاد کو نہ پہونچے اور نہ کچھ اُسے جواب دے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

مجلس دوم

قال اللہ تبارک وتعالی ورتل القرآن ترتیلا۔ حق سبحانہٗ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے اور ترتیل تلاوت قرآن کر اور علین السیات میں جاتا ہے

مجلسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ فرمایا امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کہ ترتیل خیال رکھنا وقف کا ہی اور ادا کرنا حروف کا اور ایک حدیث مین یون ہی کہ اُن حضرت سے تفسیر ترتیل کی پوچھی فرمایا کہ حروف کو خوب ظاہر کرو اور جلد نہ پڑھو جسطرح کہ عرب شعر پڑھتے ہین اور آیتین جدا نہ کرو حرفون کو مانند اُس ریت کے جو جھڑکتے ہین اور چاہیے متوجہ قرآن کے معانی پر ہو اور ساتھ رقت وخشوع کے پڑھنا اور جب آیہ رحمت پر پہونچے تو خدا سے طلب رحمت کرے اور جب آیہ عذاب پر پہونچے تو خدا سے پناہ مانگے اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ قرآن ساتھ حزن کے نازل ہوا ہی پس اُسکو حزن سے پڑھو اور ثواب ختم قرآن اور تلاوت آیہ قرآن کا کتب احادیث مین بکثرت ہی منجملہ اُسکے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن ایک شب مین دس آیہ پڑھے اُسکو غافلون مین نہ لکھین گے اور اگر ایک شب مین پچاس آیہ پڑھے تو اُسکو ذاکرین مین لکھین گے اور اگر سو آیہ پڑھے تو اُسکو قانتین مین لکھین گے اور اگر دو سو آیہ پڑھے اُسکو خاشعین مین لکھین گے اور اگر تین سو آیہ پڑھے اُسکو رستگار اور فائزین مین لکھین گے اور اگر پانچ سو آیہ پڑھے اُسکو اُس جماعت مین لکھین گے جو عبادت خدا مین بہت کوشش وسعی کرتے ہون اور اگر ہزار آیہ پڑھے تو اُسکے واسطے ایک قنطار حسنات ونیکی سے لکھین گے کہ ہر قنطار پندرہ ہزار مثقال طلا سے ہو اور ہر مثقال چوبیس ہزار قیراط ہو اور ہر قیراط کا خرد ترین مانند کوہ اُحد کے ہو اور بزرگترین اُسکا مثل مابین زمین وآسمان کے ہو

اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جو مومن ایک حرف قرآن مجید کا سُنے بے اسکے کہ پڑھے تو حق سبحانہ تعالیٰ اُسکے واسطے ایک ثواب لکھیگا اور ایک گناہ محو کریگا اور ایک درجہ آخرت مین اُسکے واسطے بلند کریگا اور فرمایا اُن حضرت نے مین یہ نہین کہتا ہون کہ موافق ہر آیہ کے اُسکو یہ ثواب دیتے ہین بلکہ موافق ہر حرف کے درگاہ الٰہی سے یہ ثواب دیتے ہین اور حفظ قرآن مجید کا بھی ثواب بکثرت ہی چنانچہ عین الحیات مین بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جس مومن کا حافظہ کم ہو اور قرآن مجید کو مشقت سے حفظ کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ اُسکو دونا اجر کرامت فرماتا ہی اور فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ حق سبحانہ تعالیٰ عذاب نہین فرماتا ہی اُس دل کو جو کہ قرآن حفظ کرے حضرات حفظ کرنا کئی طرح کا ہی حفظ کرنا صرف الفاظ کا اور حفظ کرنا الفاظ کا مع معنے کے اور حفظ کرنا الفاظ و معنے دونون کا اور اُسپر عمل کرنا کہ یہ نسبت ایک دوسرے کے افضل ہی اور احادیث مین ہر سورہ کی فضیلت اور خواص اور اجر و ثواب پڑھنے اور حفظ کرنے کا وارد ہی چنانچہ سورہ کہف کے بارے مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہی کہ جو مومن اس سورہ کو پڑھے وہ داخل جنت ہوگا اور حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن سورہ کہف کو ہر شب پڑھے تو وہ شہید مریگا یعنے مرتبہ شہادت کا پائیگا حضرات یہ مرتبہ تو حال حیات مین پڑھنے کا مومن کو حاصل ہوگا اور اگر خاصان خدا سے

کوئی بزرگوار بعد شہادت کے بحزن و رقت اور بخشوع پڑھے تو اسکا کیا
مرتبہ پیش خدا ہوگا جیسا کہ سر اقدس مظلوم کربلا غریب نینوی مقتول ظلم
وجفا اسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہداء

اور یگانہ دریاے مجمع البحرین		بخون طپیدہ کرب و بلا امام حسین	

علیہ السلام نے سورہ کہف کی نیزہ طویل پر بترتیل تلاوت فرمائی ہے دو
ابو مخنف عن ابن حبیب انہ قال فوقفوا بباب خزیمۃ ساعۃ فسمعت
من راس الحسین علیہ السلام انہ یقرء سورۃ الکہف چنانچہ
ابو مخنف نے ابن حبیب سے روایت کی ہے کہ کہا اسنے جب اشقیاے کوفہ و شام
مع سرہاے شہدا اور اہلبیت رسالت کے داخل کوفہ ہوئے اسوقت وہ سب
ملعون ایک ساعت دروازہ خزیمہ پر ٹھہرے رہے پس سر اقدس امام حسین
علیہ السلام سے جو مثل آفتاب کے تابان تھا سنا مین نے کہ حضرت سورہ کہف
کی تلاوت فرماتے ہین الی ان بلغ قولہ تعالی ام حسبت ان اصحاب
الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا ۵ فبکیت وقلت واللہ
ہذا امر فظیع اللہم انک علی کل شیء قدیر ففرغ راسہ من السورۃ
یہانتک کہ آیۂ کریمہ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کی تلاوت کی کہ
خداوند عالم فرماتا ہے تحقیق کہ حکایت اصحاب کہف اور رقیم کی ہماری آیات
عجیبہ سے ہے ابن حبیب کہتا ہے کہ یہ سنکر مین بہت رویا اور کہا مین نے بار آلہا
تو ہر چیز پر قادر و توانا ہے کہ یہ سر انور جو تن اطہر سے جدا ہے تلاوت قرآن مجید
کرتا ہے پس کہا مین نے قسم بخدا اے فرزند رسول مختار قصہ اصحاب کہف او

رقیم سے قصہ آپکا زیادہ تر عجیب ہی اسلیے کہ قیامت یہ ہی سر فرزند رسول کا کاٹ کر
نیزہ پر رکھا ہی اور دختران فاطمہ زہرا مقید ہین اور بکمال مذلت بازارون مین
پھرائی جاتی ہین پس اُن حضرت نے تمام سورہ کہف کی تلاوت فرمائی وفی
المقتل عن زید بن ارقم انہ قال فلما اتوا براس الحسین فی الکنانۃ
ودیر بہ فی سککہا کنت جالساً فی غرفۃ وکان لہا روشن محاذیا
بالسوق اور مقتل ابو مخنف مین زید بن ارقم سے یون منقول ہی کہ کہا اُسنے جب سر اطہر
جناب امام حسین کا اشقیا نے داخل شہر کوفہ کیا اور ہر کوچہ و بازار مین اُس شہر کے
پھرانے لگے اُسوقت مین ایک کھڑکی مین کہ آگے اُسکے برآمدہ تھا بیٹھا تھا واذا
باعلام وطبول امام الراس فاشرفت علیہم واذا بالراس علی قناۃ
والنور یسطع منہ کنور رسول اللہ ص پس وقت دیکھا مین نے کہ آگے آگے
بہت سے نشان کشادہ و پرچم ہین اور ساتھ اُنکے طبل اور نقارے بجتے آتے ہین
اور پیچھے اُنکے بہت سے سر ہین یہ دیکھکر مین نے سر اپنا باہر کھڑکی سے نکالکر دیکھا کہ
ایک سر اقدس نیزہ بلند پر رکھا ہوا ہی اور نور اُس سر اطہر سے مثل نور چہرۂ انور
رسول خدا کے درخشان ہی فاذاب بہ قلبی فلما حاذانی سمعت انہ
یقرء سورۃ الکہف بصوت حسن وترتیل لطیف ان اصحاب
الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا پس یہ دیکھکر دل میرا کمال مغموم
ومحزون ہوا جب وہ سر اطہر اُس برآمدہ کے برابر آیا تو سُنا مین نے کہ وہ سر انور
آیۂ وافی ہدایہ ان اصحاب الکہف والرقیم کی ایسی آواز حسین اور ترتیل لطیف سے
تلاوت فرماتا ہی کہ صاف حروف معلوم ہوتے ہین فاطمت وجہہ فادیتم

یابن رسول اللہ حمل راسک وقتلک اعجب من قصۃ اصحاب الکھف زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب اس آیہ کو سنا تو مین نے منہ اپنا پیٹ لیا اور کہا مین نے کہ ای فرزند رسول خدا حکایت آپکے قتل کی اور قصہ آپکے سر اطہر کے نیزہ پر رہنے پھرنے کا قصہ اصحاب کہف سے بمراتب اعجب ہی فاقبلت النساء علے اقتاب الجمال فی حجورھن الاطفال وھن فی نوح وعویل پس وہ اشقیا سر انور کو لیکر وہان سے کچھ آگے بڑھے تھے کہ دیکھا مین نے کہ پیچھے پیچھے عورات مخدرات شتران بیکجاوہ پر سوار ہین جنپر کچھ فرش و پردہ نہ تھا بجز پالان کے اور گود مین انکی اطفال خرد سال ہین اور وہ سب عورات اپنے حال زار کو بحسرت و یاس انوحہ کرکے یہ کہتی ہین واجداہ واحمداہ لیتک تنا هدنا بھذہ الحال عراۃ علے اقتاب الجمال یا رسول اللہ یا جداہ کاش اسوقت آپ ہمارے اس حال کو ملاحظہ کرتے کہ ہم کسطرح سے شتران بیکجاوہ پر بے نقاب سوار ہین اور کوئی اسوقت بیکسی مین ہمارا فریادرس نہین ہی قال فازداد حزنی وبکائی فسمعت ھاتفا ینادی ؎

راس ابن بنت محمد ووصیہ	یا للرجال علے قناۃ یرفع
والمسلمون بمنظر وبمسمع	لا جازع منھم ولا متوجع

زید بن ارقم کہتے ہین کہ جب یہ مصیبت اہل بیت اطہار کی مین نے دیکھی اور بھی حزن والم میرا زیادہ ہوا اور اسی حالت مین سنا مین نے کہ ایک ہاتف غیب یہ آواز دیتا ہی ہاے افسوس کہ یہ امت جفاکار سر اطہر اپنے نبی کے نواسے کا نیزہ پر رکھکر جابجا پھراتے ہین اور مقام تاسف ہی کہ جو لوگ اپنے تئین مسلمان

کہتے ہیں وہ سب واسطے تماشا دیکھنے سرانور کے جمع ہوئے ہیں اور کوئی انمیں ایسا
نہیں ہی کہ دل اسکا بیکسی پر اولاد رسول خدا کی مغموم ہو بلکہ ہر ایک مسرور
وخوش ہو کے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہے ؎

مَنَعُوا زُلَالَ الْمَاءِ اٰلَ مُحَمَّدٍ	وَغَدَتْ ذِئَابُ الْبَرِّ فِيهِ تَكْرَعُ
عَيْنٌ عَلَاهَا الْكُحْلُ فِيهِ تَفَقَّئَتْ	وَيَدٌ نُصَافِحُ فِي الْبَرِيَّةِ تُقْطَعُ

اور مقام تاسف ہی کہ جس پانی سے جانور تک سیراب ہوں وہ پانی اولاد
رسول خدا پر کئی روز تک بند رہے اور فرزندان ساقی کوثر کو ایک قطرہ
پانی کا میسر نہو یہانتک کہ تشنہ لب قتل ہوں پس نابینا ہوں وہ آنکھیں کہ جو
بعد ایسی مصیبت عظمی کے بخوشی سرمگین ہوں اور قطع ہوں وہ ہاتھ کہ جو
مصائب اولاد رسول خدا پر مصافحہ بسرور کریں زید بن ارقم کہتے ہیں کہ یہ
آواز ہاتف کی سنکر میں روتے روتے بیہوش ہو گیا آہ مومنین کیا انقلاب ہی
ایک زمانہ وہ تھا کہ جناب امیر المومنین سلطان کوفہ او رحجاز تھے اور جناب
زینب و ام کلثوم شاہزادیاں کہلاتی تھیں آہ آہ بعد شہادت امام حسین
علیہ السلام کے وہی شاہزادیاں عالم کی اسیر و مقید ہو کر بلوائے عام میں
بے نقاب بازار کوفہ میں پھرائی جاتی تھیں اور بنی امیہ انکے حال زار پر مسرور تھے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سوم

فِي الْبِحَارِ اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتَقْرَضَ مِنْ يَهُودِيٍّ شَعِيرًا فَاسْتَرْهَنَهُ
شَيْئًا فَدَفَعَ اِلَيْهِ مُلَاءَةَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ رَهْنًا وَكَانَتْ مِنَ الصُّوفِ

بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے ایک یہودی سے کچھ جو بطور قرض کے طلب فرمائے اُسنے عرض کیا کہ کوئی چیز گرو کر دیجیے تو میں جو حاضر کروں یہ سنکر حضرت دولتسرا میں تشریف لائے چونکہ مال دنیا سے وہاں کچھ نہ تھا لاچار چادر جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کی کہ یف خرما کی تھی اُس یہودی کے پاس رہن رکھی فادخلھا الیھودی الٰی دارہ ووضعھا فی بیت فلما کانت اللیلۃ دخلت زوجتہ البیت الذی فیہ الملائۃ بشغل فرأت نورا ساطعا فی البیت اضاء بہ کلّہ پس اُس یہودی نے اُس چادر کو لیکر ایک حجرہ میں اپنے گھر کے رکھا جب رات ہوئی تو اُسوقت زوجہ اُس یہودی کی اس حجرہ میں کسی ضرورت سے داخل ہوئی جہاں وہ چادر رکھی تھی پس دیکھا اُسنے کہ ایک ایسا نور ساطع و بلند ہے کہ اُسکی ضیا اور روشنی سے تمام گھر منور ہے فانصرفت الٰی زوجھا فاخبرتہ بانھا رأت فی ذلک البیت ضوءا عظیما فتعجب الیھودی زوجھا وقد نسی ان فی بیتہ ملائۃ فاطمۃ فنھض مسرعا ودخل البیت فاذا ضیاء الملاءۃ ینشر شعاعھا کانہ یشتعل من بدر منیر یلمع من قریب یہ دیکھکر وہ اپنے شوہر کے پاس آئی اور اُسکو خبر دی اُس روشنی عظیم سے کہ جو حجرہ میں دیکھی تھی پس وہ یہودی شوہر اُسکا متعجب و متحیر ہوا اسلیے کہ وہ فراموش کر گیا تھا کہ اُس حجرہ میں چادر جناب سیدہؑ کی ہے پس یہ سنکر فوراً اُٹھا اور داخل حجرہ ہوا یکایک دیکھا کہ ایک شعاع اور روشنی قریب اُس چادر کے مانند ماہ کامل کے تابان و درخشان ہے فتعجب من ذلک

فَانْظُرُوا النَّظَرَ فِیْ مَوْضِعِ الْمَلَائِکَۃِ فَعَلِمَ اَنَّ ذٰلِکَ النُّوْرَ مِنْ مَلَائِکَۃِ فَاطِمَۃَ فَخَرَجَ الْیَهُوْدِیُّ یَعْدُوْا اِلٰی اَقْرِبَائِهَا فَاجْتَمَعَ ثَمَانُوْنَ مِنَ الْیَهُوْدِ فَرَاَوْا ذٰلِکَ فَاَسْلَمُوْا کُلُّهُمْ پس یہ کرامت دیکھکر وہ یہودی متعجب ہوا اور بغور اُس چادر کے مقام کو دیکھا اور معلوم کیا کہ یہ نور ساطع اور درخشاں چادر جناب سیدہ کا ہے پس وہ یہودی باہر آیا اور اپنے قوم و قبیلہ کے لوگوں کو بلایا اور اسی یہود جمع ہوئے اور یہ کرامت ظاہرہ مشاہدہ کرکے سب مشرف باسلام ہوئے حضرات سنا آپنے کہ یہود تو چادر جناب سیدہ کی یہ کرامت و شرف دیکھکر مسلمان ہوں وائے ہی اشقیائے کوفہ و شام پر کہ جو مدعی اسلام تھے ہائے افسوس اُن بیحیاؤں نے بعد شہادت مظلوم کربلا کے جناب سیدہ کی بیٹیوں کو بے مقنعہ و چادر سر ان بیکجاوہ و عماری پر سوار کرکے شہر بشہر پھرایا اور کچھ رعایت جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا علیہما السلام کی نہ کی۔ فی الْاَنْوَارِ النُّعْمَانِیَّۃِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ شِیْعَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَدْ اَخْطَیْتُ خَطِیْئَۃً وَجَنَیْتُ جِنَایَۃً وَلَوْ لَمْ تُغْفَرْ لِیْ لَمَا شَکَکْتُ اَنِّیْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ چنانچہ انوار نعمانیہ میں ایک شخص شیعہ امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کہا اُسنے مجھ سے وہ گناہ سرزد ہوا ہے کہ اگر خداوند غفار وہ گناہ میرا نہ بخشے تو بے شبہ میں اہل نار سے ہوں لِاَنِّیْ کُنْتُ بِالْکُوْفَۃِ وَنَفْسِیْ مُسْتَوْحِشَۃٌ مِمَّا اَرٰی مِنْ تَغَیُّرِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بضرورت مجھے چندے وز اتفاق اقامت کوفہ کا ہوا اور وہ ایام ایسے وحشتناک تھے کہ خود بخود دل میرا محزون

مغموم رہتا تھا اور رنگ دن ورات کا ایسا متغیر نظر آتا تھا کہ اُس تغیر کو دیکھکر
دل خوف سے کانپتا تھا لانی رأيت جدران الكوفة كانها مطلية بدم
عبيط والناس في دهشة وحيرة شديدة ایسے کہ جس در و دیوار
کوفہ کو میں دیکھتا تھا اُسپر خون تازہ چھڑکا ہوا نظر آتا تھا اور ہر شخص باشندگان
کوفہ سے نہایت حیرت ووحشت میں تھا وهم لا يعلمون من سببه فبينا
انا كنت واقفا متحيرا في السوق فسمعت تكبير العسكر اور اُنمیں سے
کسی کو سبب اسکا معلوم نہوتا تھا جب کئی روز اسی حال میں مجھے گذرے ایک
روز میں بازار میں مغموم ومحزون کھڑا تھا ناگاہ ایک جانب سے آواز تکبیر
اہل فوج کی میرے کان میں آئی فنظرت الى الجهة الشرقية فرأيت
الرؤس مرفوعا على الرماح والنساء باكيات راكبات على الجمال
پس جب میں نے جانب مشرق نگاہ کی دیکھا کہ آگے بہت سے سر نیزوں پر
رکھے ہیں اور پیچھے اُنکے بہت سی عورات اور بچے اونٹوں پر سوار ہیں اور وہ
سبکے سب روتے ہوئے آتے ہیں وبينهن بنات صغار وجوههن كالقناديل
ورأيت شابا مريضا مقيدا بقيد الحديد على جمل ورجليه
مشدودين من تحت بطن الناقة والدم يسيل من ساقيه اور
اُن عورات میں کئی صاحبزادیاں بہت کم سن مثل ستارہائے تابان ہیں اور
دیکھا میں نے کہ ایک نوجوان نہایت بیمار و ناتوان ایک شتر لاغر پر سوار اور
گلے میں اُسکے طوق آہنی ہے اور ہاتھ اُسکے زنجیر سے بندھے ہیں اور دونوں پاؤں
اُس مریض کے شکم سے اونٹ کے اِس بیرحمی سے کھینچکر باندھے ہیں کہ صدمہ سے

رسیونکے دونون پنڈلیان انکی زخمی ہوکر اُنسے خون جاری ہی حضرات تصور کیجیے
کہ علاوہ اس اذیت کے جب تمازت آفتاب سے وہ طوق و زنجیرہائے آہنی
گرم ہوتے ہونگے تو اُس بیمار کو کیا صدمہ ہوتا ہوگا وَهُوَ يَتَاَوَّهُ مِنَ الْاَذٰی
فَدَنَوْتُ اِلٰی وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ لِاَسْئَلَهَا مِنْ حَالِهَا غرضکہ راوی کہتا ہی
اُس حالت مین سنا مین نے کہ وہ بیمار و ناتوان بسبب تکلیف شدید کے آہ آہ
کرتا ہی پس مین بقصد اسکے کہ کسی سے انکی عورات مین سے پوچھون کہ یہ سر کسکے ہین
اور تم کون ہو پس مین انہین سے قریب ایک کے گیا فَلَمَّا رَفَعْتُ رَاْسِیْ وَ
نَظَرْتُ اِلَیْهَا صَرَخَتْ عَلَیَّ صَرْخَةً عَظِیْمَةً وَقَالَتْ یَا هٰذَا اَمَا تَسْتَحْیِیْ
مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تَنْظُرُ اِلَیْنَا پس جب مین قریب ایک اونٹ کے گیا تو مین نے
سر اٹھا کر اُس معظمہ کیطرف نگاہ کی اور چاہتا تھا کہ کچھ پوچھون کہ دفعتہً اُسنے
باواز ہیبت ناک ایسا غصہ سے جھڑکا کہ حواس میرے بجا نہ رہے اور کہا مجھ سے
کہ ای شخص آیا تجھے حیا اور کچھ خوف خدا و رسول کا نہین ہی کہ تو ہم بیبیون کیطرف
دیکھتا ہی فَسَقَطْتُ عَلٰی وَجْهِیْ مَغْشِیًّا عَلَیَّ فَلَمَّا اَفَقْتُ مِنْ غَشْوَتِیْ اِذَا هُمْ
قَدْ بَعُدُوْا عَنِّیْ فَقُمْتُ اَعْدُوْ حَتّٰی وَصَلْتُ قَرِیْبًا مِنَ الْکَرِیْمَةِ الَّتِیْ
نَهَرَتْنِیْ پس ہیبت سے اُس آواز کی مجھے غش آگیا جب غش سے افاقہ ہوا تو دیکھا
مین نے کہ وہ قطار اونٹون کی مجھ سے بہت دور ہو گئی ہی پس اُس حالت مین
دوڑا مین اور قریب ناقہ اُسی معظمہ کے کہ جنھون نے مجھے جھڑکا تھا پہونچا
فَنَادَیْتُ بَیْنَ یَدَیْهَا وَاَطْرَقْتُ رَاْسِیْ حَیَاءً مِنْهَا وَبَکَیْتُ وَهِیَ
مَشْغُوْلَةٌ بِالْبُکَاءِ وَالنَّحِیْبِ پس مین بکمال ادب دست بستہ سر جھکا کر سامنے

اُنکے کھڑا ہوا اور مارے ندامت کے رونے لگا اور وہ معظمہ اُس حالت مین مشغول
بگریہ وبکا تھین فالتفتت الیّ وقالت لی ما یبکیک قلت بکائی علیکم
وعلی ما اصابکم فانی اری لکم ھیبۃ عظیمۃ وشانا جلیلا وفوادی
یتصدع من رؤیتکم وعینی تدمع من حزنی علیکم پس مجھے روتا دیکھکر
وہ مخدومہ میری طرف متوجہ ہوئین اور فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے اور کیون
روتا ہے مین نے عرض کی کہ اے مخدومہ کونین مین آپکو اس مصیبت عظمیٰ مین
مبتلا دیکھکر روتا ہون اور دل میرا آپکی بیکسی پر شق ہوتا ہے اور آپکی اس عظمت
وجلالت شان سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی خاندان عالی سے ہین وما
رایت سبیا کسبیکم ولا مقتولا مثل مقتولکم لکنی لو اعرفکم فاطرقت
راسھا حیاء منی وقالت یا ھذا اتعرف محمدا ن المصطفیٰ قلت کیف لا
وھو نبیی وشفیعی یوم القیمۃ اور جو جلالت قدر و منزلت آپ سے اوران
سرون سے مشاہدہ کرتا ہون مین نے کبھی ایسے قیدی اور مقتولین نہین دیکھے
ہین یہ سنکر اُس مخدومہ نے حیا سے سر اپنا جھکا لیا اور فرمایا کہ اے شخص آیا تو
جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو جانتا ہے مین نے کہا کہ مین انکو کیونکر نہین
جانتا ہون کہ وہ حضرت میرے نبی ہین اور شفیع ہین میرے اور تمام گنہگاران
امت کے بروز قیامت فقالت لی اما تعرف علیا قلت کیف لا وھو
امامی وسیدی قالت یا ھذا انی زینب بنت علی وھذہ سبایا
بنات رسول اللہ وذلک الراس المرفوع علی الرمح راس اخی
الحسین علیہ السلام لقد قتلوہ فی طف کربلا بلا جرم وجنایۃ

پھر مجھ سے فرمایا کہ ای شخص آیا تو جناب علی مرتضیٰ سے بھی واقف ہی میں نے کہا کہ وہ
حضرت میرے امام اور پیشوا اور وصی رسول خدا ہیں آہ یہ سنکر فرمایا کہ اے
سعادتمند میں زینب دختر جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب ہوں اور یہ
سب قیدی بیبیاں ہیں جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہم
السلام کی اور یہ سر اقدس جو نیزہ پر بلند ہی یہ سر ہی میرے بھائی امام حسین
علیہ السلام کا کہ ان ظالموں نے بیجرم و خطا اُس مظلوم کو زمین کربلا پر تشنہ لب
قتل کیا ہی فَقُلْتُ یَا سَیِّدَتِیْ عَرَفْتُکِ وَعَرَفْتُ الرَّاسَ لٰکِنْ اَخْبِرِیْنِیْ
مَنْ هٰذَا الصَّبِیُّ الْمُقَیَّدُ الْمَشْدُوْدُ سَاقَاهُ مِنْ بَطْنِ النَّاقَةِ فَقَالَتْ
خَلِیْفَةُ الْمَاضِیْنَ وَثِمَالُ الْبَاقِیْنَ اِمَامٌ بَعْدَ اَبِیْهِ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ
پھر میں نے عرض کی کہ ای شاہزادی میں نے اسم مبارک آپکے اور اس
سر اقدس کے حال سے تو میں واقف ہوا لیکن یہ طفل بیمار و علیل کہ جو زنجیروں سے
جکڑا ہوا ہی اور جسکے پانؤں میں رسیاں باندھکر شکم سے اونٹ کے باندھ رکھا ہی
یہ کون ہی بس جناب زینب بہت روئیں اور فرمایا کہ ای شیخ یہ یادگار ہے
اپنے سب بزرگوں کا اور یہ حامی و سرپرست ہی ہم سب بیوون اور یتیموں کا
اور یہ امام ہی خلق کا بعد اپنے باپ امام حسین کے اور نام اسکا علی ہی فَلَمَّا
تَمَّ کَلَامُهَا ضَرَبْتُ رَاسِیْ بِحَجَرٍ حَتّٰی انْکَسَرَ وَمَزَّقْتُ ثِیَابِیْ وَخَدَشْتُ
وَجْهِیْ وَقُلْتُ یَا سَیِّدَتِیْ قَلَعَ اللّٰهُ عَیْنًا تَنْظُرُ اِلَیْکُمْ بِخِیَانَةٍ اَنَا مِنْ مُحِبِّیْکُمْ
وَعَبِیْدِکُمْ وَعَزِیْزٌ عَلَیَّ مَا اَصَابَکُمْ یہ سنکر میں نے سر اپنا اس زور سے
پتھر پر دے مارا کہ شق ہو گیا اور گریبان اپنا اس غم میں چاک کیا اور منہ اپنا

استقدر رو چا اور پیٹا کہ خون جاری ہوا اور عرض کی مین نے کہ اے مخدومۂ عالم
نابینا ہو جائین وہ آنکھین جو بنگاہ خیانت آپکی طرف دیکھین اور مین غلام
آپکے شیعون سے ہون اور بہت دشوار ہے مجھپر کہ مین آپکو اس مصیبت عظمیٰ مین
مبتلا دیکھون فقالت لی اذا کنت محبا لنا فلو لا نصرتنا فقلت یا ستی
سوء حظی اخرنی عن نصرتکم

ولو شهدت غداة الطف مشهدكم		بذلت نفسي وهذا جل مقدوري

پس اُن معظمہ نے فرمایا کہ اے شخص اگر تو ہمارے شیعہ اور دوستون سے ہے تو پھر
کیون تو نے ہماری نصرت اور مدد نہ کی مین نے عرض کی کہ اے شاہزادی
میری بدطالعی میری نے ایسی سعادت دارین سے مجھے محروم رکھا افسوس
صد افسوس کہ مین روز عاشورا معرکۂ کربلا مین حاضر ہوا اگر مین اُس روز
حاضر ہوتا تو ضرور جان عزیز اپنی قدم مبارک پر اپنے آقا کے فدا کرتا کہ سوا
جان نثار کرنے کے اور مجھ سے کیا نصرت ہو سکتی تھی مگر افسوس کہ مین بسبب
اپنی بدقسمتی کے اس سعادت ابدی سے محروم رہا آلا لعنۃ اللہ علے
القوم الظالمین ؏

مجلس چہارم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ بَكَىٰ عَلَى الْحُسَيْنِ اَوْ اَبْكٰى اَوْ تَبَاكىٰ
وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ بحار الانوار مین منقول ہے فرمایا جناب صادق
علیہ السلام نے کہ جو مومن روئے مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین
علیہ السلام کی یا کسیکو رلائے یا اپنے تئین بتکلف رلائے بہشت اُن سب پر

واجب ہو وقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا عَيْنٌ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهَا ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِيْمِ الْجَنَّةِ

اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ جسکے خوف سے تمام آنکھیں اہل محشر کی گریان ہونگی مگر جو آنکھ کہ دار دنیا مین روئی ہوگی مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی پس صاحب اسکا اس روز خندان و فرحناک ہوگا بسبب نعماے جنت کے سبحان اللہ کیا مرتبہ ہو گریہ کنندگان مظلوم کربلا کا پس تصور کیجیے ان مصائب کو کہ جو اس جناب پر گذرے ہین اور گریہ و بکا کیجیے ان حضرت کے اہل بیت کے حال پر کہ بعد شہادت امام حسینؑ کے مقید ہو کر کیسی کیسی مصیبتوں مین مبتلا رہے فِيْ مَقْتَلِ اَبِيْ مِخْنَفٍ وَغَيْرِهٖ اَنَّهٗ لَمَّا دَخَلَ الْكَفَرَةُ اللِّئَامُ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَهْلَبَيْتِهٖ عَلٰى ابْنِ زِيَادٍ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسٍ عَامٍّ وَقَدْ غَصَّ مَكَانُهٗ بِالْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ جنانچہ مقتل ابو مخنف وغیرہ مین منقول ہو کہ جب اشقیاے کوفہ و شام مع سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت اطہار کے سامنے ابن زیاد کے پہونچے اسوقت وہ لعون مجمع عام مین مسند حکومت باطلہ پر بیٹھا تھا اور وہ دار الحکومت لوگون سے بھرا ہوا تھا وَاُقِيْمَ سَيِّدُ السَّاجِدِيْنَ مَكْتُوْفَ الْيَدَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ الْمَلْعُوْنُ مِنْهُ مَا اسْمُكَ وَمَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ؑ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو کہ دونون ہاتھ انکے زنجیرون سے بندھے تھے سامنے اس لعون کے کھڑا کیا پس وہ شقی

طرف اُس مظلوم کے متوجہ ہوا اور کمال بے ادبی کہا کہ تو کون ہی اور نام تیرا
کیا ہی حضرت نے فرمایا میں فرزند ہوں حسین بن علی کا اور نام میرا علی ہے
قَالَ اَلَیْسَ قُتِلَ عَلِیٌّ فِی طَفِّ کَرْبَلَا قَالَ هُوَ کَانَ اَخِی اَصْغَرُ مِنِّی قَتَلَهٗ
رِجَالُكَ سَتَقِفُ وَسَیَقِفُوْنَ وَتُسْئَلُوْنَ وَاَنْتُمْ بِاَیِّ جَوَابٍ تَرُدُّوْنَ
پس اُس ملعون نے کہا کیا علی بن الحسینؑ معرکہ کربلا میں قتل نہیں ہوا ہی حضرت نے
فرمایا کہ وہ علی مقتول بھائی میرا مجھ سے چھوٹا تھا کہ اُسے تیری فوج نے بجرم
وخطا روز عاشورا قتل کیا ہی بس قریب ہی کہ اس خون ناحق ریختہ سے تو
اور تیرے تابعین واقف ہونگے اور تجھ سے اور اُن سب قاتلوں سے سوال
اُس خون ناحق کا کیا جائیگا مگر مجھے یقین ہی کہ تجھ سے اور تیرے ملازموں سے
کچھ جواب اس ظلم کا نہو سکے گا فَسَکَتَ وَنَظَرَ اِلَی النِّسَآءِ فَقَالَ مَنْ
هٰؤُلَآءِ وَهُمْ یُعَرِّضُوْنَ عَلَیْهِ بِاَسْمَآئِهَا وَکَانَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ
حَاسِرَةً بَیْنَ الْمَلَاءِ وَعَلَیْهَا اَذَلُّ ثِیَابِهَا پس یہ سنکر وہ ملعون چپ ہوگیا
بعد اُسکے طرف عورات مخدرات کے نگاہ کی اور اپنے ملازموں سے کہا کہ
یہ کون کون ہیں ملازموں نے اُسکے نام ونشان ہر ایک معظمہ کا اُس سے
بیان کیا آہ اُسوقت جناب زینب دختر علی بن ابیطالب بے مقنع وچادر
بالباس بوسیدہ وکہنہ غم برادر میں چاک گریبان مجمع عام میں سر جھکائے
کھڑی تھیں وَهِیَ تَسْتُرُ وَجْهَهَا بِشُعُوْرِ رَاْسِهَا وَحَفَّتْ بِهَا اِمَآئُهَا
فَقَالَ ابْنُ زِیَادٍ لِبَعْضِ حُجَّابِهٖ مَنْ هٰذِهٖ اور اُن معظمہ نے چہرہ انور
اپنا بسبب حیا کے سر کے بالوں سے چھپایا تھا اور کنیزوں نے یہ اہتمام کیا تھا

کہ اُس شاہزادی کے گرد حلقہ کیے کھڑی تھین پس ابن زیاد نے ایک دربان سے پوچھا کہ اس عورت کا کیا نام ہی فقال لہ الحاجب یا امیر ھذہ زینب بنت علی فقال لھا یا زینب بحق جدک رسول اللہ کلمینی پس اُس دربان نے بیان کیا کہ ای امیر یہ دختر علی بن ابیطالب زینب خاتون ہی یہ سنکر اُس بیحیا نے جناب زینب سے خطاب کیا اور کہا کہ ای زینب تجکو قسم ہی اپنے جد امجد رسول خدا کی کہ مجھ سے تو کلام کر قالت زینب یا عدو اللہ ما ترید منی قد فضحتنا وھتکتنا بین الانام ونحن بنات خیر الانام فقال ھل رایت کیف صنع اللہ باخیک پس یہ سنکر جناب زینب نے فرمایا کہ ای دشمن خدا تو نے کوئی دقیقہ ہماری تفضیح و تذلیل مین باقی نہین رکھا ہی حالانکہ ہم سب دختران رسول خدا ہین اور ہم وہ صاحب عصمت ہین کہ جنکے گھر مین فرشتہائے مقربین مثل جبرائیل و میکائیل اور عزرائیل کے بدون اجازت نہ آسکتے تھے پس بعد اس تذلیل کے اب اس ہمکلام ہونے سے میرے تجھے کیا مقصود ہی اُس شقی نے بطور طعن کے کہا کہ ای زینب دیکھا تو نے کہ خدا نے تیرے بھائی سے کیا کیا وھو یرید ان یاخذ الخلافۃ من یزید فقطع اللہ رجائہ وخیب اللہ امالہ اور ای زینب تمہارے بھائی حسین نے چاہا تھا کہ یزید بن معاویہ سے خلافت چھینین کے آپ مسند نشین حکومت ہون لیکن خدا نے اُسید اُنکی قطع کی اور آرزو اُنکی بر نہ لایا فقالت زینب کانھا ینطق من لسان ابیھا امیر المومنین ویلک یا ابن زیاد ان طلب اخی الخلافۃ فھو میراثہ من ابائہ واما انت فاخذت المخصوصۃ لنفسک راوی کہتا ہی

کہ جناب زینب نے جواب اُسکا اس فصاحت و بلاغت سے دیا کہ صاف معلوم
ہوتا تھا کہ گویا جناب امیر المومنین علیہ السلام کلام فرماتے ہین فرمایا کہ ای
ابن زیاد وائے ہو تجھپر اگر بھائی میرے امام حسین طالب خلافت تھے تو وہ
حضرت اپنے میراث اور حق آبائی کے طالب تھے لیکن جو کچھ تونے ظلم و ستم اُن
حضرت پر اور اُنکے اہل بیت پر کیے ہین وہ سب خصومت اور عناد کیا ہی تونے
اپنے نفس پر اور اپنے ہاتھ سے تو مبتلا بعذاب خدا ہوا ہی کہ تونے ناحق یہ ظلم
اولاد پر اپنے نبی کے کیے فَيَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَاسْتَعِدَّ لِلّٰهِ جَوَابًا اِذَا كَانَ الْقَاضِ
هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ وَالسِّجْنُ جَهَنَّمُ وَالْخَصْمُ جَدِّيْ سَيِّدُ الْاَبْرَارِ
پس ای بیحیا جو ظلم کہ تجھے کرنا تھا وہ کر چکا لیکن اب تو آمادہ و مستعد رہ جواب
خدا کا اُس روز کہ جس روز حاکم خداوند قہار قاضی بعدل و انصاف ہوگا اور
دوزخ سی جائے عذاب قیدخانہ کفار ہوگی اور اُس روز مدعی اس خون ناحق
ریختہ امام حسین کا جد بزرگوار میرے سید الانبیا ہونگے لیکن کب جواب اِسکا تجھسے
دیا جائیگا فَغَضِبَ الْمَلْعُوْنُ وَاسْتَشَاطَ كَاَنَّهٗ هَمَّ بِهَا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ
حُرَيْثٍ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ هٰذِهٖ اِمْرَاَةٌ وَهِيَ لَا تُؤَاخَذُ مِنْ مَنْطِقِهَا وَخَطَائِهَا
پس یہ کلام سنکر وہ لعین غضبناک ہوا اور پریشان ہو کر مثل مار سیاہ کے پیچ و تاب
کھا کر چاہا کہ اُس مخدومہ کو قتل کرے کہ دفعۃً عمر بن حریث اُس مجلس سے کہنے لگا
کہ ای امیر یہ عورت ہی اور کوئی شخص سخت گوئی اور خطائے عورات پر مواخذہ
نہین کرتا ہی پس تجھے مناسب یہ ہی کہ اس امر سے درگذر پس وہ لعین قتل سے
اُس مظلومہ کے باز رہا وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ سَيِّدُ السَّاجِدِيْنَ

عَلٰی عَمَّتِهٖ لِهَتْکِ حُرْمَتِهَا فَاسْوَدَّتِ الدُّنْیَا فِیْ عَیْنَیْهِ وَاسْتَعْلٰی بِهٖ مَرَارَةُ
اَلْمَوْتِ لَدَیْهِ فَقَالَ یَا ابْنَ مَرْجَانَةَ لَعَنَکَ اللّٰهُ اَمَا تَغُضُّ بِطَرْفِکَ بَنَاتِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ اور دوسری روایت مین یون ہی کہ جب جناب سید الساجدین
علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ شقی درپے ہتک حرمت ہی اور اپنے ظلم و ستم سے باز نہین
آتا ہی تو مارے غیرت کے تمام عالم نظر انور مین تیرہ و تاریک ہو گیا اور حلاوتِ
زندگی تلخ و ناگوار ہو گئی اُسوقت اُس ملعون سے فرمایا کہ ای ابن مرجانہ خدا لعنت
و نفرین کرے تجھپر آیا تو آنکھین اپنی بند نہین کرتا ہی اور تجھے حیا و شرم نہین آتی ہی کہ
دختران رسول مختار کیطرف دیکھتا ہی اَیُّهَا الشَّقِیُّ اَهَتَکْتَ عَمَّتِیْ وَهِیَ بِنْتُ
فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ وَتُعَرِّفُ بِهَا مَنْ لَا یَعْرِفُهَا فَغَضِبَ الْمَلْعُوْنُ وَاَمَرَ
لِجَلَاوِزَتِهٖ خُذُوْهُ وَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ فَاَسْرَعَ اِلَیْهِ الْجَلَّادُ وَجَذَبَهٗ
ای بیحیا تجھے مطلق خوف خداوند قہار کا نہین ہی کہ تو درپے ہتک حرمت ہی اِس
مخدومہ دوسرا کے کہ جو دختر فاطمہ زہرا مریم کبرےٰ ہین اور ہر کس و ناکس کو اُنکے
نام و نسب سے آگاہ کرتا ہی تا کہ واقف ہون اس مذلت سے اُنکی وہ اشخاص بھی
کہ جو خوب واقف نہین ہین پس یہ سنکر وہ لعین ایسا غضبناک ہوا کہ چہرہ نحس
اُسکا مثل شب تاریک کے سیاہ ہو گیا اور اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ اس بیمار کو
قتل کرو پس فوراً جلاد بحکم ابن زیاد اُس جناب کو کھینچکر واسطے قتل کے لیچلا فَلَمَّا
رَاَتْهُ عَمَّتُهٗ زَیْنَبُ تَصَدَّعَ قَلْبُهَا وَتَزَمَّرَ لُبُّهَا فَاَسْرَعَتْ
وَتَعَلَّقَتْ بِابْنِ اَخِیْهَا فَجَذَبُوْهَا عَنْهُ جَبْرًا وَبَعَّدُوْهَا مِنْهُ قَهْرًا
وَهِیَ تَنْظُرُ اِلَیْهِ وَتَبْکِیْ وَتَقُوْلُ یَا عَلِیُّ یَا نُوْرَ عَیْنِیْ اَیْنَ زَیْنَبُ هَلْ لَنَا

فَبَکیٰ سوالکے جب جناب زینب نے یہ ظلم و ستم اس جلاد سے مشاہدہ کیا تو دیکھتے ہی
اس ستم کے قریب ہوا کہ قلب اطہر اس دختر خاتون محشر کا شق ہو جائے آہ بیتاب
ہو کر بسرعت دامن فرزند برادر مظلوم سے لپٹ گئیں پس ملازمان ابن زیاد نے
اس بیکس و مضطر کو بجبر و قہر دامن ان حضرت سے چھڑایا اور قریب انکے جانے
نہ دیا اسوقت اس معظمہ نے عجب حسرت و یاس سے طرف اس بیمار و یتیم کے نگاہ کی
اور وہ بیکس رو کر یہ کہتی تھیں کہ ای پارۂ جگر ای نور نظر ای فرزند برادر یا علی ہم
بیوارثوں کو کسپر چھوڑے جاتے ہو اب بعد تمہارے کون ہماری حمایت و سرپرستی
کریگا فَبَکیٰ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَقَالَ یَا عَمَّتَاہُ اِصْبِرِیْ عَلٰی رِضَاءِ الرَّبِّ
الْمَجِیْدِ فَاِنَّہٗ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وَاَنَا الْمُشْتَہِیْ اِلَی الْقَتْلِ پس
یہ سنکر امام زین العابدین علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا کہ ای پھوپھی جان
یہ مقید و بیمار ناچار قتل ہونے جاتا ہی ازبسکہ آپ دختر صابرین اور اہل بیت
طاہرین سے ہیں آپکو لازم ہی کہ ہر مصیبت و بلا میں صبر کریں اور رضائے خدا کو
مقدم جانیں کہ جو نزدیک اُسکے اپنے بندوں کے لیے بہتر اور اصلح ہی وہ کرتا ہی
فَبَکَتْ زَیْنَبُ وَنَادَتْ یَا ابْنَ زِیَادٍ اَمَا کَفَاکَ قَتْلُ اَخِیْ وَسَیِّدِیْ
الْحُسَیْنِ حَتّٰی اَرَدْتَ بِقَتْلِ ھٰذَا الْعَلِیْلِ وَنَحْنُ اُسَارٰی بِیَزِیْدَ لَکَ
بِلَا کَفِیْلٍ پس یہ کلمات حسرت سنکر جناب زینب کو تاب ضبط باقی نہ رہی
بہت روئیں اور آواز دی کہ ای ابن زیاد کیا قتل سے میرے بھائی امام حسین کے
تو ابھی تک سیر نہیں ہوا ہی کہ تو نے حکم دیا واسطے قتل کرنے اس مریض کے
حالانکہ جانتا ہی تو کہ ہم سب عورات بے حامی و مددگار غریب الوطن مقید گرفتار

تیرے سامنے بیکس و بیبس ہین اور سوا ابن عم ہم اور علیل و بیمار کے کوئی محرم ہمارا اس زمانۂ غدار نے باقی نہین رکھا ہی فَاِن کَانَ لَا بُدَّ لَکَ مِن قَتلِہٖ فَاقتُلنِی قَبلَہٗ فَنَدِمَ المَلعُونُ وَقَالَ عَجَبًا لِلرَّحِمِ وَاللّٰہِ اِنَّہَا وَدَّت اَن اَقتُلَہَا دُونَہٗ فَامہِلُوہُ وَدَعُوہُ لَہَا یعنی اگر قصد تیرا اس بیمار کے قتل کا ضرور ہی تو پہلے اوس سے مجھے قتل کر کہ تا مین قتل ہونا اسکا نہ دیکھون راوی کہتا ہی کہ یہ اضطراب اور بیتابی جناب زینبؑ کی دیکھکر وہ سنگدل کچھ نادم ہوا اور اپنے ملازمون سے کہنے لگا کہ تعجب ہی ایسی محبت و الفت سے کہ جو انکو اپنے بھتیجے سے ہی قسم بخدا کہ اس مخدومہ کو کمال تمنا ہی کہ مین عوض اس بیمار کے قتل ہون لیکن یہ مریض بچ جائے پھر چاہا وکو اوس بد نہاد نے حکم دیا کہ بپاس خاطر زینب کے اس بیمار کو چھوڑ دے اور قتل نہ کر اور ایک روایت مین یون ہی کہ اوسوقت حاضرین دربار زار زار رونے لگے اور ابن زیاد کو خوف فساد کا ہوا ایس حکم دیا کہ اس مریض کو قتل نہ کرو حضرات یہ سب اعجاز و کرامات ہی امام زین العابدین علیہ السلام کا اور خداوند عالم کو نسل آل رسول کو باقی رکھنا منظور تھا ورنہ ابن زیاد لعین سا شقی قتل سے باز آتا الغرض بعد اسکے اہل حرم اور امام زین العابدین علیہ السلام کو زندان مین قریب مسجد اعظم کو فہ کے مقید کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَلَا یَأمَنُ مَکرَ اللّٰہِ اِلَّا القَومُ الخَاسِرُونَ ○ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ نہین ایمن و بیخوف ہوتا ہی عذاب خدا سے مگر قوم زیانکار

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ستفرق امتی بعدی علی ثلثۃ
وسبعین فرقۃ منہا واحدۃ ناجیۃ والباقون فی النار ام حسینیہ
منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ عنقریب متفرق ہوگی
میری امت بعد میرے تہتر فرقوں پر ایک فرقہ اس امت میں سے نجات پائیگا
اور باقی سب داخل نار ہونگے پس حضرات اشقیاے کوفہ وشام تو باوجود
دعواے اسلام کے ایسے ایمن ہوئے عذاب وقہر خداوند قہار سے کہ کچھ خوف
عذاب نار کا نہ کیا اور دین واسلام سے منحرف ہوکر ذریت وعترت رسول
مختار پر کیا کیا ظلم وستم کیے فی الامالی عن حاجب بن زیاد انہ قال لما
فرغ الملعون من ذلک امر ان یغل ویحمل مع النسوان الی السجن
چنانچہ امالی میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے دربان سے ابن زیاد کے روایت کی ہے
کہ کہا اسنے جب ابن زیاد ملعون دریافت نام ونسب اہل بیت رسالت سے
فارغ ہوچکا اور کمال مسرور ہوا ایسا حکم دیا کہ اس بیمار کو بطوق وزنجیر مقید
کرکے مع اہل حرم کے داخل زندان کریں قال کنت معہم فواللہ ما مررنا
بزقاق الا وجدنا ملأ رجال ونساء یضربون وجوہہم ویبکون
علی مصائب آل الرسول پس موافق حکم اس ملعون کے نوکر اسکے امام
زین العابدین علیہ السلام کو طوق وزنجیر میں جکڑ کے ہمراہ اہل حرم کے
طرف زندان کے لیچلے وہ حاجب کہتا ہے کہ جب وہ اسیر طرف زندان کے
چلے تو اسوقت میں بھی ہمراہ انکے تھا قسم بخدا کہ جس کوچہ اور گلی سے وہ
سب قیدی گذرتے تھے وہ مقامات زن ومرد سے بھرے نظر آتے تھے اور

حال پر آل رسول کے سب شہر اپنے پیٹتے تھے اور روتے تھے حتی دخلوا الی السجن الی جنب المسجد الاعظم فطبق علیهم فقالت زینب لا یدخلن علینا عربیة من اشراف الکوفة الا ام ولد او مملوکة فانهن سبین وقد سبینا پس اولاد رسول خدا کو جب کوفہ مین پھرا کر ایک زندان مین کہ قریب مسجد اعظم کے تھا سبکو اسمین داخل کرکے دروازہ اسکا مقفل کیا حضرات مقام تصور ہی کہ قریب مسجد کے قبر حضرت مسلم کی ہی پس قبر کو اس مظلوم کی دیکھکر ان بیکسون کا کیا حال ہوا ہوگا غرضکہ جناب زینب نے فرمایا کہ ہم نظرون مین اہل کوفہ کی ایسے ذلیل ہوے تھے کہ جس روز تک ہم کوفہ مین مقید رہے اس روز تک کوئی عورت عربیہ اشراف سے حال پرسی کو ہمارے پاس نہ آئی البتہ اگر کوئی آئی تو وہ ام ولد یا کنیز کسیکی تھی وہ بھی اس مناسبت سے آتی تھین کہ جیسے ہم قیدی تھے وہ بھی کسیکی قیدی تھین وفی مقتل ابی مخنف انه ثم دعا ابن زیاد براس الحسین فانزلوه من فوق السنان ووضعوه فی طست من الذهب فوضعه بین یدیه اور مقتل ابومخنف مین منقول ہی کہ جب ابن زیاد اہل بیت رسول کو مقید بزندان ستم کر چکا پس حکم دیا کہ سر امام حسینؑ کا میرے سامنے لاؤ چنانچہ حسب الحکم اس ملعون کے سر انور نوک نیزہ سے اتار کر ایک طشت طلا مین رکھکر روبرو اس ملعون کے رکھا فجعل یدق ثنایاه ویفرق بین شفتیه ویلعب بالترد ثم دعا خولی بن یزید وقال له احفظ هذا الراس عندک حتی اسئلک عنه

پس جب اُس لعین نے سر اطہر اُن حضرت کا اپنے سامنے دیکھا بہت مسرور ہوا اور چھڑی کو دندان اطہر پر رکھتا تھا اور اُس سے لبہائے انور فرزند سید البشر بار بار کھولتا تھا اور نرد بازی میں مشغول تھا بعد اُسکے خولی بن یزید اصبحی ملعون سے کہا کہ اس سر کو بکمال حفاظت تو اپنے پاس رکھ اگر یہ ضایع ہوگا تو مواخذہ اُسکا تجھ سے کرونگا فاخذہٗ وغطاہٗ بمندیلٍ ومضٰی بہٖ نحو منزلہٖ فلما دخل بہٖ منزلہٗ اشرق منہٗ النور فقالت لہٗ زوجتہٗ ما معک قال راس الحسین بن فاطمۃ الزھراءؑ پس خولی ملعون نے سر انور کو ایک رومال میں لپیٹا اور اُسے لیکر اپنے گھر میں داخل ہوا از بسکہ نور اُس سر اقدس سے مثل آفتاب کے روشن تھا تمام خانۂ تاریک اُسکا منور ہوگیا زوجۂ خولی کہ دوستدار خاندان رسالت تھی اُس نور کو دیکھکر نہایت متعجب ہوئی اور اُس شقی سے پوچھا کہ یہ رومال میں کیا چیز ایسی نورانی ہے کہ جسکے نور سے تمام گھر میرا روشن ہوگیا ہے اُس بیحیا نے جواب دیا کہ یہ سر ہے امام حسین فرزند فاطمہ زہرا دختر رسول خدا کا فبکت وقالت یا عدو اللہ ابشر بسخط اللہ وعذابہٖ یوم القیمۃ اما علمت ان جدہٗ رسول اللہ خصمک فمن ترجو شفاعتہٗ غدا پس یہ سنکر وہ سعادتمند بہت روئی اور کہا کہ ای دشمن خدا خوشخبری ہو تجھے ساتھ غضب خداوندقہار کے کہ تو بروز قیامت بعذاب سخت معذب اور گرفتار ہوگا کیا تو نہیں جانتا ہے کہ جد امجد اُس مظلوم کے جناب سید البشر شافع روز حشر تیرے دشمن ہونگے پس اور کون ایسا ہے کہ بروز جزا تیرا شفاعت خواہ ہوگا اور

تجھے اب کس سے امید شفاعت کی باقی رہی ہو واللہ ما انا لک بزوجۃ و ما
انت بعل اذ ھب من منزلی وکان بجنبھا میل ھاون فاخذتہ
ودقت بہ راسہ فولّٰے ھاربا الی زوجتہ الثعلبیۃ اور اس نے
کہا کہ ای شقی قسم بخدا آج سے نہ مین تیری زوجہ ہون اور نہ تو میرا شوہر ہو بس
دور ہوا اور نکل میرے گھر سے یہ کہکر ہاون دستہ اٹھا کر اس کافر کے سر پر مارا کہ
سر کو پھٹے ہوئے وہان سے بھاگا اور اپنی دوسری زوجہ ثعلبیہ کے پاس گیا
قال الراوی فلما نظرت زوجتہ الثانیہ الی الراس الشریف تعجبت
من حسنہ وبھائہ ثم جلست باکیۃ حزینۃ الی ان جنھا اللیل
راوی کہتا ہو کہ جب زوجہ ثانیہ نے اسکی سر اطہر کو مشاہدہ کیا اور نور جمال سے
گھر اپنا روشن اور منور پایا نہایت متعجب ہوئی اور محزون و مغموم بیٹھی اور اسیقدر
غم والم اس برگزیدۂ باری کا دل پر اسکے ایسا طاری ہوا کہ آنکھون سے
اسکی اشک جاری ہوے یہانتک کہ شب ہو گئی فوضعہ الملعون فی التنور
ونام و زوجتہ یقظانۃ اذ سمعت من الراس الشریف یقرء القرآن
وکان اخر قرائتہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
فوقعت مغشیۃ علی الارض پس جب شب ہوئی خولی ملعون نے اس
سر اقدس کو کہ آغوش فاطمہ زہرا مین پلا تھا تنور مین رکھدیا اور خود سو رہا
مگر زوجہ اسکی اسی قلق اور فکر مین رہی اور اسے نیند نہ آئی کہ ناگاہ سنا اسنے
کہ وہ سر اطہر قرآن مجید پڑھ رہا ہی اور آخر تلاوت اسکی وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون ہی یعنے قریب ہی کہ واقف ہونگے وہ لوگ کہ جنہون نے

ظلم وستم کیا ہی اس سے کہ بازگشت اُنکی کہان ہی اور کس عذاب سخت مین
گرفتار ہونگے پس وہ زن نیک اعتقاد یہ اعجاز اُس سر اطہر سے دیکھکر بہت
روئی اور غش کھا کر زمین پر گر پڑی قَالَتْ فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ سَمِعْتُ
صَوْتَ سَیِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهَا وَهِیَ تَبْکِیْ
وَتُقَبِّلُ ثَنَایَا الْحُسَیْنِ وَتَقُوْلُ وَاحُسَیْنَاهُ وَا اِبْنَاهُ وَامَقْتُوْلَاهُ قَتَلُوْکَ
وَمِنْ شُرْبِ الْمَآءِ مَنَعُوْکَ چنانچہ وہ صالحہ کہتی ہی اسی اثنا مین سنا مین نے
کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا دختر رسول خدا وہان رو رہی ہین اور سر اپنے
فرزند مظلوم کا اپنی آغوش مین لیے ہوے لب و دندان امام حسین ع کے
بوسے لیتی ہین اور بکمال حسرت و یاس یہ فرماتی ہین کہ ہاے ای حسین دلبند
میرے ہاے حسین نور نظر میرے ہاے فرزند سید البشر افسوس صد افسوس کہ
تجھ سے معصوم و بیگناہ اور غریب الوطن کو قتل کیا اور کئی روز تک پانی سے
محروم رکھا اور مثل گوسفند قربانی کے تشنہ لب ذبح کیا اور کوئی تیری فریاد کو
نہ پہونچا پس وہ مومنہ کہتی ہی کہ یہ نوحہ اور بین سنکر مجھے روتے روتے غش آگیا
اور جب مجھے غش سے افاقہ ہوا تو دیکھا مین نے کہ فقط سر اطہر فرزند سید البشر کا
تنور مین رکھا ہوا اور نور اُس سے ساطع ہی اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا وہان
نہین ہین پس جب صبح ہوئی تو خولی ملعون اُس سر انور کو لیکر ابن زیاد کے
پاس چلا گیا آہ مومنین یہ مقام حسرت ہی کہ جو سر انور آغوش رسول خدا
اور فاطمہ زہرا مین پلا ہوا اور جسکے گیسوے مشکین جبرئیل و میکائیل آب سلسبیل سے
دھوتے ہون افسوس ہزار افسوس وہ سر اطہر تنور مین رکھا جائے اور وہ گیسو

خاک

خاک آلودہ خون ہائے کیا انقلاب ہے کہ وہ سر انور نیزہ پر رکھکر شہر بشہر پھرایا جاوے
ہائے افسوس جن لب و دندان انور کے جناب رسول خدا بوسے لیتے تھے انپر
ابن زیاد و نمرا سخوار چھڑی لگاتا تھا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس ششم

فِی اَنْوَارِ الْهِدَایَۃِ عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ فَوْقَ الْاِسْلَامِ بِدَرَجَۃٍ وَالتَّقْوٰی فَوْقَ الْاِیْمَانِ بِدَرَجَۃٍ وَالْیَقِیْنَ فَوْقَ التَّقْوٰی بِدَرَجَۃٍ وَمَا قُسِّمَ فِی النَّاسِ شَیْءٌ اَقَلَّ مِنَ الْیَقِیْنِ انوار الہدایہ میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے تحقیق کہ ایمان ایک درجہ اسلام سے فوق ہے اور تقویٰ ایک درجہ ایمان سے فوق ہے اور یقین ایک درجہ تقویٰ سے بالا ہے اور کوئی شے لوگوں میں تقسیم نہیں کی گئی کہ جو کمتر ہو یقین سے فَقُلْتُ اَیُّ شَیْءٍ الْیَقِیْنُ قَالَ اَلتَّوَکُّلُ عَلَے اللّٰہِ وَالتَّسْلِیْمُ لِلّٰہِ وَالرِّضَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ وَالتَّفْوِیْضُ اِلَی اللّٰہِ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ یقین کیا شے ہے حضرت نے فرمایا کہ توکل کرنا خدا پر اور راضی رہنا ساتھ اُس چیز کے کہ جو اُس سے واقع ہو اور مفوض کرنا اپنے امور کا طرف حق سبحانہ تعالیٰ کے وَفِیْہِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اَلْاِسْلَامُ عُرْیَانٌ فَلِبَاسُہُ الْحَیَاءُ وَزِیْنَتُہُ الْوَقَارُ وَمُرُوَّتُہُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ وَعِمَادُہُ الْوَرَعُ وَلِکُلِّ شَیْءٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّنَا اَھْلَ الْبَیْتِ اور اسی کتاب میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ اسلام عریان و برہنہ ہے پس لباس اُسکا حیا و ترم

اور زینت اسکی وقار اور مروت اسکی عمل صالح اور عماد اسکا ورع ہے اور
واسطے ہر شے کے ایک اساس و بنیاد ہے پس اساس اسلام کی محبت و مودت
ہم اہل بیت رسالت کی ہے حضرات یہی باعث ہے کہ مسلم دیندار اور محب
و دوستدار اہل بیت اطہار اپنے آقا و مولا کی نسبت کلام خلاف شان انکے نہیں
سن سکتا ہے اور انکی مصیبت سنکر بیتاب و بے اختیار ہوجاتا ہے فی المقتل اَنَّہٗ
لَمَّا اَصْبَحَ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ زِیَادٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَسَیَّرَ بِرُوْیَۃِ رَاْسِ الْحُسَیْنِ اِلیٰ
یَزِیْدَ بِہٖ خَرَجَ اِلَی الْجَامِعِ وَرَقَی الْمِنْبَرَ وَسَبَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْحَسَنَ
وَالْحُسَیْنَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ ترجمہ مقتل ابو مخنف مین منقول ہے جب ابن زیاد
سر اطہر فرزند سید البشر کا سامنے اپنے طشت مین رکھوا کر خوش ہوا اور لب
و دندان انور انکے چھڑی سے کھولکر مسرور ہوا پس وہ لعین مسجد جامع مین داخل
ہوا اور بالائے منبر جاکر مجمع عام مین جناب امیر المؤمنین اور فرزند انکے امام
حسن اور امام حسین علیہم السلام کی شان مین کلمات نامناسب اپنی زبان
نجس پر جاری کیے فَقَامَ اِلَیْہِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَفِیْفِ الْاَزْدِیُّ وَھُوَ
کَانَ مِنْ خِیَارِ الشِّیْعَۃِ وَزُھَّادِھَا وَکَانَتْ عَیْنُہُ الْیُمْنٰی ذَھَبَتْ
فِیْ یَوْمِ الْجَمَلِ وَالْاُخْریٰ فِیْ یَوْمِ صِفِّیْنَ وَکَانَ یُلَازِمُ الْمَسْجِدَ
الْاَعْظَمَ پس دفعۃً عبد اللہ بن عفیف ازدی کھڑے ہوئے اور وہ مومن
پاک شیعیان خاص سے جناب امیر علیہ السلام کے تھے اور عابد اور زاہد و دیندار
کہ روز و شب مسجد اعظم کوفہ مین مصروف بعبادت رہتے تھے اور اکثر جہاد
مین ہمراہ جناب امیر المؤمنین کے حاضر رہتے تھے چنانچہ انکی داہنی آنکھ جنگ

جمل میں اور بائیں آنکھ معرکۂ صفین میں جاتی رہی تھی اور نابینا ہوگئے تھے سنتے ہی
اُن کلمات کے غضبناک ہو کر قریب ابن زیاد کے پہونچے وقال لہٗ اُسکُت
اَیُّهَا اللَّعِینُ ابنُ اللَّعِینِ اَمَا کَفَاکَ مَا صَنَعتَ بِالحُسَینِ ع حَتّٰی تَقُومَ
مَقَامَ الصَّالِحِینَ وَتَسُبَّ اَولَادَ النَّبِیِّینَ اور فرمایا کہ ای لعین بن لعین
زبان نجس اپنی اس بیہودہ گوئی سے بند کر ای شقی کیا تجھے قتل کرنا امام حسین ع کا
کافی نہوا کہ اُس پر تو شان اولاد مرسلین میں کلمات ناسزا کہہ رہا ہی اور تجھے جرأت
اسکی ہوئی کہ تو منبر پر بیٹھکر کہ وہ جاے انبیا اور اوصیا اور صالحین اور مقام
صدیقین ہی آل عبا کو بُرا کہے فَضَّ اللّٰہُ فَاکَ وَلَعَنَ اللّٰہُ اَبَاکَ وَاُمَّکَ
وَاَخَاکَ وَجَعَلَ اللّٰہُ جَهَنَّمَ مَثوَاکَ ای کاذب ابن کاذب خدا تیرے
منھ کو توڑے اور لعنت خدا تجھپر اور تیرے ماں باپ اور بھائی اور تیرے
اتباع پر اور تجھے خدا داخل جہنم کرے کہ تو ائمۂ ہدیٰ کی شان میں ایسی
بے ادبی کرتا ہی فَغَضِبَ المَلعُونُ وَاَمَرَ الجَلَاوِزَتِہٖ خُذُوہُ فَبَادَرُوا
اِلَیہِ لِیَاخُذُوہُ فَنَادیٰ لِقَومِہٖ فَقَامَتِ الاَشرَافُ مِنَ الاَزدِ
فَخَلَّصُوہُ مِن اَیدِیهِم وَانطَلَقُوا بِہٖ اِلیٰ مَنزِلِہٖ پس یہ سنکر وہ ملعون
غضب میں آیا اور مثل مار سیاہ کے پیچ وتاب کھاکر اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ
اِس شخص کو پکڑ لاؤ پس جب پیادے اُس شقی کے واسطے پکڑنے اُس سعادتمند کے
دوڑے عبد اللہ بن عفیف نے اپنی قوم کے لوگوں کو کہ قبیلۂ ازد سے وہاں
جمع تھے آواز دی کہ میری مدد کرو چنانچہ سبنے ملکر عبد اللہ کو ہاتھ سے ملازمان
ابن زیاد کے چھڑا کر اُنکے گھر میں پہونچا دیا قَالَ فَلَمَّا جَنَّ اللَّیلُ دَعَا ابنُ زِیَادٍ

لخولی الملعون وضم الیہ جماعۃ کثیرۃ فقال علی بالشیخ راوی کہتا ہے
کہ جب سب اپنے اپنے گھر چلے گئے اور شب ہوگئی اُسوقت ابن زیاد شقی نے
خولی بن یزید اصبحی کو بلایا اور ہمراہ اُسکے بہت سے پیادے اور سوار کیے اور
کہا کہ تو عبد اللہ بن عفیف کو پکڑ کر میرے پاس لا فلما بلغ ذلک الازد
اجتمعوا واجتمعت منہم قبائل الیمن لیمنعوہ حتی بلغ ذلک
ابن زیاد فجمع عسکرا عظیما وضمہم الی محمد بن الاشعث وامر
بقتال القوم پس جب یہ خبر قبیلہ ازد کو پہونچی سب مسلح ہوکر جمع ہوئے اور ہمراہ
اُنکے بہت سے اشخاص قبائل یمن سے آمادہ جنگ ہوئے یہانتک کہ یہ خبر
ابن زیاد کو پہونچی اُس لعین نے لشکر عظیم ہمراہ محمد بن اشعث لعین کے کرکے
واسطے اُنکے مقابلہ کے روانہ کیا آہ مومنین یہ وہ شقی ہی جو جناب مسلم سے
کارزار کو آیا تھا اور اُنکو پاس ابن زیاد کے زخمی کرکے لایا تھا اور معرکہ
کربلا میں بھی شریک تھا فوقع القتال بین المجاہدین والکفار وقتلوا
کثیرۃ من المخالفین والاخیار فمضی اصحاب ابن زیاد الی دار
عبد اللہ رحمہ اللہ وکسروا الباب الغرض مجمع مجاہدین اور مخالفین
میں باہم ایسا قتال وجدال واقع ہوا کہ اکثر کفار راہی سقر ہوئے اور
بہت سے مومن ویندار شہید ہوئے پس اکثر نابکار طرف گھر عبد اللہ بن
عفیف کے روانہ ہوئے اور دروازہ گھر کا توڑ کر اندر داخل ہوئے
فصاحت بنتہ یا ابی اتاک القوم قال لا علیک ناولینی سیفی
وقولی عن امامک وخلفک وعن یمینک ویسارک فلما ناولتہ

سیفہ صاح علیہم باعلیٰ صوتہ یا قوم لو کنت بصیر المضاق بکم الفضاء و قتلت منکم لا تعد و لا تحصیٰ پس وہ ہجوم دیکھکر دختر عبد اللہ رحمہ اللہ نے آواز دی کہ ای پدر بزرگوار آگاہ ہو کہ یہ لوگ آپکو گرفتار کرنے آئے ہین پس یہ سنکر اُس مرد دیندار نے فرمایا کہ ای بیٹی تو خوفناک نہو لیکن تلوار میری مجھے دے اور جو شخص کہ میرے قریب آئے تو کہتی جانا کہ وہ آگے ہے یا پیچھے یا داہنے ہے یا بائین تا کہ مین اُسی نشان سے اُسے قتل کرون پس اُس دختر سعیدہ نے تلوار لاکر اپنے باپ کو دی جب شمشیر آبدار ہاتھ مین عبد اللہ کے آئی اُسے کھینچکر با آواز بلند بطور رجز کے پکارے کہ ای فرقۂ اشرار افسوس ہے کہ آج مین نابینا ہون ورنہ یہ تمام وسعت میدان تمپر تنگ کر دیتا اور بیشمار کفار کو قتل کرتا فجعل یضرب فیھم یمینا وشمالا حتی قتل منھم رجالا کثیرۃ فھو یذودون حولہ ولم یقدروا علیہ وکلما جاؤا قریبا منہ نادت البنت یا ابت جاؤا من جھۃ کذا حتی تکاثروا علیہ واحاطوا بہ پس جب اُس دلیر نے معلوم کیا کہ وہ اشقیا قریب میرے آپہونچے اور چاہتے ہین کہ مجھے پکڑ لین ایک تیغ تلوار اندازسے ہر طرف مارنا شروع کیا ہر چند کہ وہ ملعون فکر گرفتاری عبد اللہ مین گرد پھرتے تھے لیکن خوف سے اُس شیر کے دست انداز نہو سکتے تھے اور جس سمت سے جمع ہو کر قریب اُنکے آتے تھے وہ دختر نیک اختر اُنکو آواز دیتی تھی کہ ای پدر عالی مقدار خبردار ہو کہ یہ سب اشقیا داہنے یا بائین جانب سے قریب آپکے آئے ہین پس موافق بیان اُس مومنہ کے

عبداللہ اُن کفار ستم شعار پر حملہ کرتے تھے یہانتک کہ بہت سے منافقین واصل
جہنم کیے پس جب وہ اعدا گرفتاری عبداللہ سے عاجز ہوئے سبکے سب ایک تن
اُس بیکس و تنہا پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور سینے اُس دیندار کو گھیر لیا
فَنَادَتْ بِنْتُهُ وَاغَوْثَاهُ يُحَاطُ اَبِيْ وَلَيْسَ لَهُ نَاصِرٌ وَلَا مُعِيْنٌ فَضَرَبُوْهَا
بِسَهْمٍ فَخَرَّتْ عَلَى الْاَرْضِ مَيِّتَةً وَاَخَذُوْهُ وَاَوْثَقُوْهُ كِتَافًا
وَمَضَوْا بِهٖ اِلَى ابْنِ زِيَادٍ جب دختر عبداللہ نے دیکھا کہ اُن سب اشقیانے
میرے باپ پر ہجوم کیا اور قریب ہے کہ اُنکو گرفتار کریں یہ دیکھکر رونے لگی اور
بکمال حسرت و یاس فریاد کی کہ افسوس صد افسوس کہ پدر بزرگوار میرا زرغۂ
کفار میں گھر گیا ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ اسوقت بیکسی میں نصرت و مدد میرے
باپ بیکس و تنہا کی کرے راوی کہتا ہے کہ چلانا اور رونا اُس مومنہ کا اعدا کو
ناگوار ہوا پس ایک بیرحم نے ایسا تیر اُس سعیدہ کے مارا کہ وہ مظلومہ زمین پر
گری اور روح پاک اُسکی طرف جنت کے راہی ہوئی اور ساتھ ہی اُسکے اشقیا نے
عبداللہ کو ہر طرف سے گھیر کر پکڑ لیا اور ہاتھ اُنکے باندھکر نزد ابن زیاد کے
لیگئے فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعْمٰى عَيْنَيْكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
رَحِمَهُ اللّٰهُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَتَحَ عَيْنَيْكَ وَاَعْمٰى قَلْبَكَ پس ابن زیاد نے
دیکھکر کہا کہ شکر ہے اُس خدا کا کہ جسنے تجھے ذلیل کیا اور آنکھیں تیری اندھی کیں
عبداللہ نے جواب دیا کہ لائق حمد و ثنا ہے وہ خداوند جلیل کہ جسنے تیری آنکھیں
بظاہر روشن اور بینا کیں اور دل تیرا سیاہ اور نابینا کیا فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ
مَا تَقُوْلُ فِيْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَا عَبْدَ بَنِيْ عِلَاجٍ

یا ابن مرجانة ما انت وعثمان ان اساء ام احسن واصلح ام افسد
والله تعالى ولى خلقه يقضى بينهم وبين عثمان بالعدل پس ابن زیاد
کہا کہ بیان کر حال عثمان بن عفان کا کہ وہ کیسا تھا اور اُسنے اپنی خلافت
مین خلق خدا سے نیکی کی یا بدی عبد اللہ نے جواب دیا کہ ای شقی ای غلام
بنی علاج ای ابن مرجانہ تجھے عثمان اور نیکی اور بدی عثمان سے کیا کام ہی اُسنے
اچھا کیا یا برا کیا یا صلح کی یا فساد کیا حق سبحانہ تعالی مالک ومختار ہی اپنے
مخلوقات کا درمیان عثمان اور خلق کے وہ حکم کریگا کہ جو عین حق اور مبنی
عدل وانصاف ہی حضرات یہ اُس مکار نے اُس دیندار کے قتل کا حیلہ
کروانا تھا کہ تا اُسکے حق مین برا کہینگے پس حاضرین دربار غضبناک ہوکر
اُسکے قتل پر راضی ہونگے ولكن اسئلني عن ابيك وعن امك وعنك
وعن يزيد وعن ابيه وجده قال ابن زياد والله لا اسئلك عن شيء
او تذوق الموت پس عبد اللہ نے کہا کہ ای ابن زیاد اگر پوچھتا ہی تو
تو پوچھ حال اپنے باپ اور مان کا اور اپنا اور حال یزید لعین اور اُسکے
باپ اور دادا کا کہ تم سب کیسے ہو اور تمنے وہ ظلم کیے ہین کہ عالم مین کسی ظالم نے
ابتک یہ ظلم نہین کیے ہین پس یہ سنکر ابن زیاد غضبناک ہوا اور کہا قسم بخدا کہ
مین تجھسے کچھ نہین پوچھتا ہون مگر یہ کہ تجھے قتل کرونگا اور ہرگز نہ چھوڑونگا
فقال عبد الله الحمد لله رب العالمين اني لكنت اسأل الله ربي
ان يرزقني الشهادة قبل ان تلدك امك وان يجعل ذلك
على يدى ابغض الناس والعنهم پس عبد اللہ نے کہا کہ مین شکر کرتا ہون

حق سبحانہ تعالی کا کہ جو رب ہی تمام عالم کا مین ایک مدت دراز سے کہ تیری ماز
رہی تجھے جبتک نہ جنا تھا اپنے پروردگار سے طلبگار شہادت تھا اور امیدوا
اسکا تھا کہ یہ سعادت ابدی مجھے حاصل ہو اسطرح سے کہ مجھے شہید کرے ایسا
شقی کہ مثل اپنا شقاوت مین نہ رکھتا ہو اور وہ مطرود ولعین ہو تمام مخلوقات کا
فَلَمَّا كُفَّ بَصَرِی یَئِسْتُ عَنِ الشَّهَادَةِ فَالْآنَ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِی
رَزَقَنِیهَا بَعْدَ الْیَاسِ مِنْهَا فَغَضِبَ ابْنُ زِیَادٍ وَقَطَعَ شَعْرَاهُ
وَسَلُّوا بِاَمْرِهِ لِسَانَهُ مِنْ قَفَاهُ پس اے ابن زیاد جب مین نابینا ہو گیا
تو ای شہادت سے مجھے یاس ہو گئی تھی لیکن اب شکر کرتا ہون اُس خدا کا
کہ جسنے میری دعا قبول کی اور بعد یاس اور نا امیدی کے امید میری
برلایا شاید مطلب عبید اللہ کا یہ ہو کہ اے ابن زیاد تمام عالم مین ملعون
اور دشمن خدا و ائمۂ ہدی کوئی مثل تیرے نہین ہی اور تو مجھے قتل کرتا ہے
پس مجھے محبت اہلبیت رسول خدا مین اپنے قتل ہونے کی کمال خوشی ہے
آہ آہ اُسوقت بیکسی مین یاد آیا عبد اللہ کو حال جناب سید الشہدا علیہ
السلام کا اور روتے تھے اور افسوس کرتے تھے قتل ہونے پر جناب امام حسین
علیہ السلام کے کہ اُس دلبند رسول جگر گوشۂ بتول کو کہ جسکے خدمتگذار
جبرائیل اور میکائیل ہون اور جسکے لیے رب جلیل نے میوہ ہاے بہشت اور
لباس جنت بھجوائے ہاے افسوس اعدائے ایسے برگزیدۂ باری کو بالب
تشنہ و شکم گرسنہ مثل گوسفند قربانی کے قتل کیا اور لاش اطہر اُن حضرت
کی بے دفن و کفن ریگ گرم کربلا پر چھوڑ کر چلے گئے الغرض یہ سنکر وہ لعین

از حد غضبناک ہوا اور گفتگو اُنسے موقوف کی اور حکم دیا کہ زبان انکی پس گردن سے کھینچی جائے چنانچہ موافق حکم اُس ملعون کے جلاّدون نے زبان اُس سعادتمند کی گُدّی سے کھینچ لی وَرَبَطُوا رِجْلَهُ حَبْلًا وَجَعَلُوا يُدَوِّرُونَ بِهِ فِي الْأَزِقَّةِ وَيَرْجُمُونَهُ بِالْأَحْجَارِ وَهُمْ يُنَادُونَ أَلَا كُلُّ مَنْ ذَكَرَ الْحُسَيْنَ فُعِلَ بِهِ هٰكَذَا اور ایک رسّی اُس شہید راہ خدا کے پاؤنمین باندھکر تمام کوچہ کوفہ مین پھرایا اور اہل شہر لاش اطہر پر انکی پتھر مارتے تھے اور منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جو شخص دوستداران حسین بن علی بن ابیطالب سے ہو اور انکا ذکر بخیر کریگا اُس شخص کا یہی حال کیا جائیگا اور اسی ذلّت سے قتل ہوگا حضرات تصور کیجیے کہ اور یہی یہ ظلم وستم اہل کوفہ نے کسی بزرگوار پر کیا ہے آہ آہ وہ مظلوم وبیکس حضرت مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ اور عبداللہ یقطر ہین افسوس ہزار افسوس اب کس زبان سے بیان کرون کہ بعد قتل کے انکی لاشو نپر کیا کیا ظلم وستم ہوے آخر کار قبیلہ مذحج نے بعد کشت وخون کے لاش حضرت مسلم اور ہانی کو قریب مسجد جامع کوفہ کے دفن کیا اور اب تک روضۂ انور انکے وہان موجود ہین

قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ لَمَّا فَرَغَ الْجَلَّادُ مِنْ قَتْلِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَلَّتْ يَدَاهُ وَيَبِسَ رِجْلَاهُ وَعَمِيَتْ عَيْنَاهُ وَانْعَقَدَ لِسَانُهُ وَبَقِيَ مُقْعَدًا بِطُولِ حَيَاتِهِ لَا رَحِمَهُ اللّٰهُ الغرض ابو مخنف لکھتا ہے کہ جب جلاد قتل سے عبداللہ رحمۃ اللہ کے فارغ ہوا اُسیوقت دونون ہاتھ بھی اُس شقی کے شل ہو گئے اور دونون پاؤن اُس ملعون کے خشک ہو گئے

اور آنکھیں اُسکی کور ہو گئیں اور زبان اُس بے ایمان کی بند ہو گئی اور
مدت دراز تک وہ لعین اسی عذاب میں مبتلا رہا اور بعد اسکے داخل جہنم ہوا

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس ہفتم

قال الصادق علیہ السلام لیس منا من ترک الدنیا للآخرۃ
ومن ترک آخرتہ لدنیاہ ابواب الجنان وغیرہ میں منقول ہے کہ فرمایا
جناب صادق علیہ السلام نے نہیں ہے ہم سے وہ شخص جو بسبب اشتغال امور
آخرت کے ہاتھ سے معاملہ دنیا کے اٹھائے یعنے جو حلال دنیا کو ترک کرے اور
وہ شخص جو امور آخرت سے چشم پوشی کرکے تحصیل دنیا ہی میں مصروف رہے
یعنے جو پروا حلال و حرام کی نہ کرے یا محض حرام اختیار کرے پس حضرات
ظاہر ہے کہ مراد اس مقام پر حب جاہ اور مال و منال ہے کیونکہ حب دنیا
راس ہر خطا ہے نہ مراد ترک قوت لا یموت ہے اسلیے کہ ائمہ معصومین علیہم
السلام نے اوقات یومیہ کو تین حصے فرمائے ہیں اور حکم دیا کہ ثلث یوم میں
تحصیل علم دین کرو اور ثلث میں تحصیل معاش اور ثلث میں عبادت خدا
مگر وائے ہو حال پر اُن لوگوں کے جو امور آخرت سے غافل ہو کر بندہ دنیا
ہوئے جیسا کہ اشقیائے کوفہ و شام نے بامید انعام ابن زیاد اور یزید لعین
عترت خیر الانام پر کیسے کیسے ظلم و ستم کیے یہانتک کہ امام حسین علیہ السلام کو
شہید کرکے اُن حضرت کے اہلبیت کو اسیر و مقید کیا اور شہر بشہر پھرایا
روی السید ابن طاؤس رحمہ اللہ انہ لما بلغ کتابہ ابن زیاد

اِلٰی یَزِیْدَ مُتَضَمِّنَۃً بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَ وُصُوْلِ السَّبَایَا وَالرُّؤُسِ اِلَی الْکُوْفَۃِ
سَرَّ بِذٰلِکَ چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمۃ نے لہوف میں روایت کی ہی
کہ جب عرضی عبیداللہ بن زیاد کی متضمن قتل امام حسین علیہ السلام اور کوفہ میں
پہونچنے سرہائے شہدا مع اہل حرم کے یزید کے پاس پہونچی تو وہ ملعون اُسے
پڑھکے بہت مسرور ہوا وَکَتَبَ اِلَیْہِ یَابْنَ زِیَادٍ صَدَّقْتَ ظَنِّیْ فِیْکَ
فَعَلَیْکَ بِاِرْسَالِ رَاْسِ الْحُسَیْنِ مَعَ رُؤُسِ اَقْرِبَآئِہٖ وَاَنْصَارِہٖ
وَاَھْلِہٖ وَانْتِقَالِہٖ اِلَیَّ بِالْاِسْتِعْجَالِ اور اُس شقی نے جواب میں اسکے لکھا
کہ مضامین سندرجہ عرضی یہ مین مطلع ہوا اور یہ فتح عظیم کہ تیری تدبیر سے ہوئی ہی
اسنے مجھے کمال خوش و مسرور کیا اور جو گمان میرا تیرے خیر خواہ ہونے مین
تھا وہ راست اور درست ہوا لیں اب تجھے لازم ہی کہ پہونچتے ہی اس
حکم نامہ کے سر امام حسین کا مع سرہائے اقربا و انصار اور اسیران اہل بیت
اطہار کے بکمال حفاظت جلد میرے پاس روانہ کر فَدَعَا ابْنُ زِیَادٍ مُحَضِّرَ
بْنَ ثَعْلَبَۃَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَسَلَّمَ السَّبَایَا وَالرُّؤُسَ اِلَیْہِ یس بموجب اس
حکم کے ابن زیاد ملعون نے اسیوقت محضر بن ثعلبہ شقی کو کہ وہ کمال عداوت
خاندان رسالت سے رکھتا تھا اپنے سامنے طلب کیا اور اسیرون کو مع
سرہائے شہدا کے اسکے ہمراہ کرکے روانہ دمشق کیا تا کہ بکمال حفاظت اُن
سبکو یزید کے پاس پہونچائے وَقَالَ اَبُوْمِخْنَفٍ اِنَّ ابْنَ زِیَادٍ اَسْنَدَ
شِمْرًا وَخَوْلِیْ وَعُمَرَ بْنَ الْحَجَّاجِ وَشَبَثَ بْنَ رِبْعِیِ الَّذِیْ مِنَ الْاَرْبَعَۃِ
الَّذِیْنَ بَنَوْا اَرْبَعَ مَسَاجِدَ فَرَحًا لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَضَمَّ

اِلَیۡهِمۡ خَمۡسَمِائَةِ فَارِسٍ وَاَمَرَهُمۡ بِالۡعُلُوفَةِ وَالزَّادِ مِنۡ کُلِّ بِلَادٍ وَاَمَرَهُمۡ
بِحَمۡلِ الرُّؤُسِ وَالسَّبَایَا اِلٰی یَزِیۡدَ اور ابو مخنف یون روایت کرتا ہے
کہ جب حکمنامہ یزید کا بنام ابن زیاد کے متضمن ارسال سر اقدس امام حسین
علیہ السلام اور اہل حرم کے پہونچا اُسیوقت اُس شقی نے شمر بن ذی الجوشن
اور خولی بن یزید اصبحی اور عمر بن حجاج اور شیث بن ربعی کو کہ یہ سب دشمنان
اہل بیت رسول خدا کے تھے روبرو اپنے طلب کیا اور بنا بر روایت تہذیب
الاحکام اور مقتل ابو مخنف کے شیث بن ربعی اُن چار اشقیا سے ہے کہ جو
بسبب فتحیاب ہونے یزید کے اور قتل ہونے امام حسین علیہ السلام کے مسرور
اور خوش ہوئے اور شکریہ مین اُسکے چار کافرون نے چار مسجدین کوفہ مین
بنائین غرضکہ بعد اُسکے ابن زیاد نے بنا بر روایت محرق القلوب پانچ ہزار
سوار اور بروایتے پانچسو سوار ہمراہ اُنکے کیے اور سرہاے شہدا اور اہل بیت
رسول خدا اُنکے سپرد کیے اور اُنھین حکم دیا کہ اِن سب سرون کو مع قیدیون کے
بکمال حفاظت یزید کے پاس پہونچانا اور جو شہر کہ اثناے راہ مین واقع ہو
رئیس کو وہان کے حکم دینا کہ آب و دانہ اور گھانس وغیرہ واسطے لشکر کے
مہیا کرے اور زن و مرد وہان کے قتل ہونے امام حسینؑ کی خوشی کرین فَسَارُوۡا
یَوۡمَهُمۡ وَبَاتُوۡا بِالۡحَصَّاصَةِ وَعَبَرُوۡا عَلٰی تَکۡرِیۡتَ وَکَتَبُوۡا اِلٰی صَاحِبِهَا
اَنۡ تَلَقَّانَا فَاِنَّ مَعَنَا رَاۡسَ الۡحُسَیۡنِ پس وہ ملعون مع سر اقدس اور
اہل حرم کے اُسی روز روانہ شام ہوے اور اول شب حصاصہ پر کہ وہ
قریب تھا قیام کیا اور وہان سے اُٹھکر منزل تکریت کے قریب پہونچے اور

وہان کے باشندون کو لکھا کہ تم سب ہماری ملاقات کو شہر سے باہر آؤ اور دیکھو کہ ہم سر حسین کا امیر شام کے پاس بطریق ہدیہ لیے جاتے ہین فَلَمَّا قَرَأُوا الْكِتَابَ أَمَرُوا بِالْأَعْلَامِ فَنُشِرَتْ وَزَيَّنُوا الْمَدِينَةَ وَأَقْبَلُوا إِلَيْهِمْ بِالزِّينَةِ وَالْاِسْتِعْدَادِ وَكَانَ إِلَى جَنْبِ بَلَدِهِمْ صَوْمَعَةُ نَصَارَىٰ فَسَأَلُوهُمْ عَنْ ذٰلِكَ پس جب اہل تکریت نے وہ نامہ پڑھا نہایت ہی مسرور ہوے اور حکم دیا کہ تمام شہر آراستہ کرین اور سب زن و مرد زینت کرین اور آمادہ و مستعد رہین اور ہر ہر علم جلوں کے کہ وہ بھی علامت خوشی کی ہی کھولے جاوین چنانچہ تمام شہر آراستہ اور مزین ہوا اور بکمال زینت و سرور واسطے ملاقات اُن اشقیا کے باہر شہر کے نکلے اور سر اقدس کو مع اسیران اہل بیت رسالت دیکھکر کمال مسرور ہوے راوی کہا ہی کہ قریب اُسکے ایک دیر تھا نصاری کا جب قوم نصارٰے نے یہ حال مشاہدہ کیا نہایت متعجب ہوے اور اُنسے پوچھا کہ سبب تمہارے اسقدر سرور کا کیا ہی فَقَالُوا لَهُمْ قَدْ خَرَجَ خَارِجِيٌّ عَلَىٰ يَزِيدَ فَقَتَلَهُ وَهٰذِهِ رُؤُسُهُمْ وَسَبْيُهُمْ فَقَالُوا مَا اسْمُهُ قَالُوا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالُوا مَا اسْمُ أُمِّهِ قَالُوا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ پس اُس فرقۂ اشرار نے جواب دیا کہ ایک شخص نے یزید بن معاویہ پر خروج کیا تھا پس ہمنے بحکم یزید اُس شخص کو مع اقربا و انصار کے قتل کیا اور اُنکے عیال و اطفال کو مقید کر کے یزید کے پاس لیے جاتے ہین اور یہ سر نیزون پر اُنھین کے سر ہین اور یہ سب قیدی اُنھین کے اہل حرم ہین نصارٰے نے پوچھا کہ نام اُس شخص کا کیا تھا اُن اشقیا نے کہا کہ نام اُنکا حسین بن علی تھا

پھر اُن سبنے پوچھا کہ نام اُنکی ماں کا کیا تھا اُن بھیاؤن نے بیان کیا کہ ماں
اُنکی جناب فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہین قالوا ھل ھی بنت نبیکم
قال نعم قالوا لعنکم اللہ قتلتم ابن نبیکم وسبیتم عیالہ وحریمہ
وفرحتم علیہ الحمد للہ نحن لسنا منکم پس نصرانیون نے پوچھا کہ آیا
وہ حسین کہ جو نواسا ہی تمھارے نبی کا اُسکو تمنے قتل کیا ہی اُن بھیاؤن نے کہا
کہ ہان یہ سنکر اُن نصرانیون نے کہا کہ لعنت خدا تمپر اور تمھارے دین پر
تم کیسے مسلمان ہو کہ تمنے اپنے نبی کے فرزند کو قتل کیا اور دختران رسول خدا کو
مقید کیا اور اُنکے سرون کو مع اہل حرم کے لیے پھرتے ہو اور اسپر فخر و مباہات
کرتے ہو شکر کرتے ہین ہم خدا کا کہ ہم اِس امت بدکردار سے نہین ہین یہ کہکر
وہ سب اپنے دَیر مین گئے اور دروازہ دَیر کا بند کرکے حال پر امام حسین علیہ
السلام کے روتے رہے ثم انہم ساروا علی طریق وادی النملۃ
فسمعوا بکاء بنی الجان علی الحسین العطشان وھذہ نوحتھم

مسح النبی جبینہ فلہ بریق فی الخدود		ابواہ من علیا قریش جدہ خیر الجدود

راوی کہتا ہی کہ جب وہ اشقیا منزل تکریت سے کوچ کرکے راہ پر وادی
نملہ کے پہونچے سنا اُن سبنے کہ اُس صحرا سے آواز گریہ و بکا جن اور پری کی ماتم
سلیمان کربلا امام حسین مین بلند ہی اور نوحہ اُنکا یہ تھا مقام تاسف ہی کہ
قتل ہوا وہ امام مظلوم کہ جسے جناب رسول خدا نے اپنی آغوش مبارک
مین پرورش کیا اور اُسکی پیشانی انور کے ہمیشہ بوسے لیتے تھے اور پیار
کرتے تھے اور افسوس صد افسوس کہ شہید کیا ایسے برگزیدہ باری کو کہ

جسکی پیشانی اطہر سے نور مثل آفتاب تابان کے روشن و درخشان ہی او رمقام حسرت ہے
کہ ناحق قتل کیا ایسے اشرف و افضل کو کہ جو ہاشمی اور قریشی بہترین عرب و عجم تھا
اور آبا اور اجداد جسکے افضل عالم بلکہ بہترین نسل آدم تھے ثُمَّ رَحَلُوا مِنْ وَادِي
النَّمْلَةِ إِلَى قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا مَرْشَادُ فَخَرَجَتِ الْمُخَدَّرَاتُ مِنْ خُدُورِهِنَّ
وَالْمَشَائِخُ وَالشُّبَّانُ يَنْظُرُونَ إِلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی
اُسکے وہ سب ملعون وادی نملہ سے کوچ کر کے قریب ایک قریہ کے کہ اُسے
مرشاد کہتے تھے پہونچے اور وہاں مقام کیا پس جب اہل قریہ وہ لشکر پر مطلع
ہوے سب عورات اور مرد جوان و پیر اپنے گھرون سے باہر نکلے اور جب
سر انور امام حسین علیہ السلام پر نگاہ اُنکی پڑی دیکھا کہ نور اُس سر اطہر سے
ساطع ہی فَصَلُّوا عَلَيْهِ وَعَلَى جَدِّهِ وَأَبِيهِ وَأُمِّهِ وَأَخِيهِ وَيَلْعَنُونَ مَنْ
قَتَلَهُ وَسَبَى حَرِيمَهُ وَيَقُولُونَ لَعَنَكُمُ اللهُ يَا قَاتِلِي أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ پس جب
اہل قریہ نے سر اقدس مظلوم کربلا سے یہ اعجاز مشاہدہ کیا سب رونے لگے اور
اُن حضرت پر اور اُنکے جد امجد جناب محمد مصطفیٰ اور پدر بزرگوار اُنکے علی مرتضیٰ
اور والدہ ماجدہ اُنکی فاطمۂ زہرا اور برادر عالی مقدار اُنکے حسن مجتبیٰ علیہم
السلام پر صلوات بھیجنے لگے اور لعنت کرنے لگے اُن اشقیا پر کہ جنھون نے
قتل کیا اُس امام مظلوم کو اور اُنکے اہل حرم کو مقید کر کے لیے پھرتے ہین اور
اہل لشکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ لعنت خدا تمپر کہ تم سب قاتل ہو اولاد
انبیا کے وَفِي مَقْتَلِ أَبِي مِخْنَفٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ
إِلَى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فِي تِلْكَ السَّنَةِ الَّتِي قُتِلَ فِيهَا الْحُسَيْنُ وَأَخَذْتُ

مَعِیَ اَلفَ دِینَارٍ وَسِرتُ مِنَ الکُوفَةِ اُرِیدُ الشَّامَ اور مقتل ابومخنف
مین سہل بن سعد سے یون منقول ہی کہ جن ایام مین جناب امام حسین علیہ
السلام دست ظلم اہل کوفہ و شام سے شہید ہوے تھے انھین ایام مین مین
ہزار دینار واسطے مصارف راہ کے لیکر بقصد زیارت بیت المقدس
کوفہ سے طرف شام کے روانہ ہوا فَبَینَا اَنَا فِی المَسِیرِ اِذ رَاَیتُ عَسکَراً
مَعَ الرُّؤُسِ وَالسَّبَایَا مِنَ النِّسَاءِ وَالاَطفَالِ عَلٰی اَقتَابِ الجِمَالِ
مُکَشَّفَاتِ الوُجُوہِ بَینَ الفُسَّاقِ وَالاَرذَالِ سہل کہتے ہین کہ اثناے
راہ کوفہ و شام مین دیکھا مین نے کہ ایک لشکر اسیطرف سے بسمت شام
جاتا ہی اور انکے محاصرہ مین بہت سے سر نیزہ و نیزہ مین اور بیچ مین انکے کچھ
بچے خرد سال اور عورات مخدرات مقید بے مقنعہ و چادر بلباس بوسیدہ
پریشان حال شتران بے فرش و بے پردہ پر درمیان فساق ارذال کے
سوار ہین فَسَاَلتُ عَن بَعضِهِم مَن اَنتُم وَلِمَن هٰذِهِ الرُّؤُسُ
وَهٰذِهِ السَّبَایَا قَالَ بَعضُهُم مِنهُم اَمَا نَعرِفُ نَحنُ عَسکَرُ یَزِیدَ
بنِ مُعَاوِیَةَ وَهٰذِهِ الرُّؤُسُ رَاسُ الحُسَینِ وَاَعوَانِهِ وَهٰذِهِ
السَّبَایَا حَرِیمُهُ پس یہ دیکھکر مین نے ایک لشکری سے پوچھا کہ تم سب
کسکی فوج ہو اور یہ سب سر کسکے ہین اور یہ سب قیدی عورات اور
اطفال کسکے اہل حرم ہین اُسنے مجھے جواب دیا کہ ای شخص کیا تو واقف
نہین ہی کہ ہم سب ملازم یزید بن معاویہ امیر شام کے ہین اور یہ سر امام
حسین اور انکے اقربا و انصار کے ہین اور یہ اسیر مقید انھین کے اہل حرم

ہین کہ انکو یزید کے پاس لیے جاتے ہین فَقُلْتُ لَهُ مَنِ الْحُسَيْنُ قَالَ بْنُ عَلِيٍّ قُلْتُ مَا اسْمُ اُمِّهِ قَالَ اُمُّهُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بِنْتُ نَبِيِّنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰے مین نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون حسین تھا کہ جسے تمنے مع عزیز و اقربا کے قتل کیا اور قتل بھی اُسکا تمھین کافی نہوا اور اُسکے اہل حرم کو کہ یہ بیگناہ ہین مقید کیا اُسنے مجھے جواب دیا کہ وہ حسین فرزند علی کے تھے کہ اُنھون نے یزید بن معاویہ پر خروج کیا تھا مین نے کہا کہ اُنکی مان کا کیا نام تھا اور وہ کس قوم و قبیلہ سے ہین اُسنے کہا کہ مان اُنکی فاطمۂ زہرا بیٹی تھین ہمارے نبی رسول خدا کی فَبَكَيْتُ وَقَرُبْتُ مِنَ السَّبَايَا فَسَمِعْتُ اُمَّ كُلْثُوْمِ بِنْتَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهِيَ تَبْكِيْ وَتُنْشِدُ بِهٰذِهٖ سہل کہتے ہین کہ یہ سنکر مین بہت رویا اور اُسی حالت مین قریب باقہائے اہل بیت رسالت کے گیا سنا مین نے کہ جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین علیہ السلام اس کرب و قلق سے روتی ہین کہ دل ہر ایک شخص کا وہ بین سنکر شق ہوتا ہی اور یہ نوحہ کرتی ہین ترجمہ اُسکا یہ ہی کہ افسوس صد افسوس وارث ہم بیکسون کے مرگئے اور زمانہ غدار نے سب مردون اور وارثونکو ہمارے باقی نہ رکھا اور ہم بیوون کو انواع و اقسام کے مصائب مین مبتلا کیا کیا قیامت ہی کہ اشقیائے امت نے ہم بیوارثون پر وہ ظلم و ستم کیا کہ کوئی بیرحم یہود اور نصارے سے کبھی گناہگار پر بھی ایسا ظلم نہین کرتا ہے حالانکہ یہ سب اپنے تئین مسلمان امت رسول خدا سے جانتے ہین اور ہمین خوب جانتے ہین کہ ہم دختران حیدر کرار اور ذریت رسول مختار ہین

کہ جنکو حق سبحانہ تعالیٰ نے واسطے ہدایت خلق کے مبعوث کیا ہی آہ بعد اسکے
مدینہ کیطرف متوجہ ہوکر فریاد کی کہ یا جداہ یا رسول اللہ کیا بیان کرین ہم
بیکس حال اپنا کہ ہم سب اہل بیت آپکے بے مقنعہ و چادر شتران بے پردہ کے
ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار مین مثل بندیان ترک و دیلم کے پھرائے جاتے
ہین قَالَ فَلَطَمْتُ وَجْهِي وَقُلْتُ يَا اَللّٰهُ لِمَ لَا تَخْسِفُ بِنَا الْاَرْضُ
وَلِمَ لَا تَنْشَقُّ السَّمَاءُ فَبَكَيْتُ حَتّٰى وَقَعْتُ مَغْشِيَّةً عَلَى الْاَرْضِ
وَالْقَوْمُ سَارُوا مَعَ الرُّؤُسِ اِلَى الشَّامِ سہل کہتے ہین کہ یہ بین جگر خراش
اُن مخدومہ سے سنکر مین نے منہہ اپنا پیٹ لیا اور کہا مین نے کہ خداوندا
جب وہ خاصان خدا کہ جو باعث ایجاد عالم ہین ایسے مصائب عظمیٰ مین
مبتلا ہون تو پھر کیون زمین و آسمان شق نہین ہوتے ہین پس مین اسقدر
رویا کہ غش کھا کر زمین پر گرا اور وہ اعدا مع سرہائے شہدا اور اہل بیت
اطہار کے آگے بڑھ گئے اور راہی شام ہوئے الا لعنۃ اللہ علی
القوم الظالمین

مجلس ہشتم

فِي الْمَنَاقِبِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلٰى نَبِيِّهٖ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِبْنِ لِيْ مَسْجِدًا طَاهِرًا لَا يَسْكُنُهُ اِلَّا مُوسٰى وَهَارُوْنُ وَابْنَا هَارُوْنَ
وَاِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ اَبْنِيَ مَسْجِدًا طَاهِرًا لَا يَسْكُنُهُ اِلَّا اَنَا وَعَلِيٌّ
وَابْنَا عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مناقب ابن مغازلی مین عدی بن ثابت سے

منقول ہی وہ کہتا ہی کہ ایک مرتبہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا حق سبحانہ تعالی نے اپنے نبی حضرت موسے علیہ السلام پر وحی کی تھی اور انکو حکم فرمایا تھا کہ ای موسے ہماری عبادت کیواسطے ایک پاک و پاکیزہ ایسی مسجد بناکر و کہ جسمین سوائے موسیٰ و ہارون اور ہارون کے دو فرزند شبر و شبیر کے اور کوئی نہ رہے اور میرے پاس حق سبحانہ تعالی نے وحی بھیجی کہ مین ایسی پاک و پاکیزہ ایک مسجد بناؤن کہ اسمین سوائے میرے اور علی بن ابیطالب اور علی کے دونون فرزند حسن و حسین کے اور کوئی شل گھر کے مقیم نہ رہے وَعَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَوَّلُ مَنِ اتَّخَذَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخًا مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ ثُمَّ مَلَكُ الْمَوْتِ وَاِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ يَتَرَحَّمُ عَلٰى مُحِبِّيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا يَتَرَحَّمُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہی کہ کہا اسنے فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ اہل آسمان مین سے اول جسنے علی بن ابیطالب علیہ السلام سے اخوت و برادری کی ہی وہ حاملان عرش الہی ہین بعد انکے رضوان خزانہ دار جنت ہی اور بعد انکے ملک الموت ہی اور تحقیق کہ ملک الموت محبان علی بن ابیطالب علیہ السلام کے شیعون اور دوستون پر ایسا ترحم کرتے ہین جسطرح کہ انبیا پر کرتے ہین ؎

کہ ہمچون علی ہست مولاے ما	خوشا ما خوشا دین و دنیاے ما

حضرات یہ مقام تصور ہی کہ جس برگزیدۂ باری کا یہ مرتبہ ہو اسیر اعدا نے

انواع و اقسام کے ظلم و ستم کیے یہانتک کہ انکی اولاد کو شہید کیا اور انکے اہل بیت کو
اسیر و مقید کرکے شہر بشہر پھرایا۔ فی مقتل ابی مخنف ثم انھم
رحلوا من منزلھم مرشاد و نزلوا الی مکان یقال لہ الکحیل و
کتبوا الی اھل الموصل ان تلقونا بالزاد والعلوفۃ فان معنا
راس الحسین ع چنانچہ مقتل ابو مخنف مین منقول ہی کہ جب اشقیاے
کوفہ و شام مع اہل بیت خیر الانام منزل مرشاد سے کوچ کرکے مقام کحیل کو
پہونچے وہان ٹھہر کر ایک نامہ بنام اہل موصل کے اِس مضمون کا روانہ کیا
کہ ہم مع سر امام حسین ع کے تمھارے قرب مین پہونچے ہین تمھین لازم ہی کہ
تم سب مع دانہ و گھانس وغیرہ کے ہمسے یہان آکر ملاقات کرو وکان
امیرھا خالد بن النشیط فامر بالاعلام فنشرت و زینت المدینۃ
وخرجوا للقاء القوم فقالوا لھم لمن ھذا الراس قالوا الخارجی خرج
علی عبید اللہ بن زیاد فقتلہ پس جب وہ نامہ انکا خالد بن نشیط کے
پاس کہ وہ والی موصل کا تھا پہونچا اُسنے حکم دیا کہ علم اور نشان لشکر کے نکالے
جائین اور شہر بہار آراستہ ہو چنانچہ بحکم اسکے تمام شہر کو آراستہ کرکے اہل شہر
باہر نکلے اور اُس لشکر اشقیا سے ملاقات کی جب نظر انکی سرہاے شہدا اور
اسیرون پر پڑی پوچھا کہ یہ سر اور یہ اہل حرم کسکے ہین آہ مومنین کیسی
عداوت تھی اعدا کو آل رسول سے کہ نام لینا ناگوار تھا بلکہ اُن اشقیانے
کہا کہ ایک شخص خارجی نے عبید اللہ بن زیاد سے سرتابی کی تھی پس ابن زیاد نے
لشکر عظیم بھیجکر مع اعوان و انصار کے اُس سردار کو قتل کیا اور اسباب

اُنکا غارت کیا اور اہل بیت انکے قید کیے اور بحکم ابن زیاد کے اب یزید لعین
شام کے پاس لیے جاتے ہیں فقالوا ما اسمہ قالوا الحسین بن علی قالوا
الحسین بن فاطمۃ الزہراء بنت نبینا قالوا نعم قالوا لعنۃ اللہ
علیکم وعلی امیرکم لا واللہ لیس لکم سبیل الدخول فی مدینتنا
فارحلوا عنا پس اہل موصل نے پوچھا کہ نام اُسکا کیا تھا اُن اشقیا نے کہا
کہ نام اُنکا حسین بن علی تھا پس یہ سنکر اُن لوگون نے پوچھا کہ آیا حسین بن
فاطمہ زہرا دختر رسول خدا کو تمنے قتل کیا ہی اُن کفار نے جواب دیا کہ ہان
اُسی حسین کو ہمنے قتل کیا ہی پس یہ سنتے ہی تمام اہل موصل مستعد جنگ ہوے
اور کہا کہ ای قوم نابکار لعنت خدا تمپر اور تمھارے امیر ابن زیاد اور
یزید بن معاویہ پر کہ تم سب قاتل ہوا اولاد انبیا کے پس دور ہو یہانسے اور
یہان ارادہ آنیکا نہ کرو فاقاموا بین ابیاتہم بعد ما قتلت
منہم سبعون فارساً واتوا الی رحبۃ السراجین ونصبوا فیہ
الراس ثلاث ساعات وتلک الرحبۃ مشہورۃ بات من مر بہا
لم تقض لہ حاجتہ فی ذلک الیوم پس اُن اشقیا نے کوچ کرنے مین
کچھ تاخیر کی تھی کہ اہل موصل تلوار مدن کھینچکر اُنپر ٹوٹ پڑے اور ستر سوار کو
راہی سقر کیا اور چاہا کہ ایک کو بھی اُن بیحیاؤن سے باقی نہ چھوڑین اور
سرہاے شہدا اور اہل حرم کو اُنسے چھین لین لیکن وہ تاب مقاومت
نلاسکے اور جلد وہانسے بھاگ کر رحبہ سراجین مین ٹھہرے اور سر اقدس
جناب امام حسین علیہ السلام کا تین ساعت تک وہان نصب کیا چنانچہ

مدت دراز تک وہ جگہ ایسی نحوست مشہور رہی کہ جو شخص صاحب حاجت
اُس طرف سے ہو کر گذرتا تھا اُس روز حاجت اُسکی ہرگز نہ برآتی تھی قال
ابو مُخنف فباتوا تلکَ اللیلۃَ خصبین فی الخمرِ واللحمِ ثم ساروا
الی مدینۃِ الخزِ وکان فیھا خلقٌ کثیرٌ فلما بلغھم الخبر اغلقوا
الابواب ابو مخنف لکھتا ہی کہ اُن اشقیانے شراب اور کباب سے پیٹ
اپنا بھر کر تمام شب اُسی جگہ سویا کیے جب صبح ہوئی وہان سے کوچ کرکے
زیر حصار شہر خز کے کہ وہ شہر بسبب کثرت خلق کے بہت آباد تھا پہونچے
اور اہل شہر کو اپنے آنے سے مطلع کیا جب اہل خز نے اطلاع پائی خوفسے
دروازے اپنے شہر کے بند کرلیے وصعدوا السورَ وجعلوا یلعنوھم
ویسبونھم ویرمونھم بالنبالِ ویقذفونھم بالحجارۃِ ویقولون لھم
ارحلوا عنا یا قتلۃَ اولادِ الانبیاءِ فارتحلوا الی بعضِ القریٰ
فاستعبرت اُمِ کلثومٍ وانشأت تقول پس وہ اہل شہر بالاے
حصار چڑھ گئے اور بآواز بلند اُن اشقیا پر لعنت کرنے لگے اور ساتھ سب
وشتم کے تیرباران کیا اور پتھر پھینکتے تھے اور کہتے تھے کہ ای قوم نابکار اسیوقت
جلد ہمارے شہر سے دور ہو کہ تم سب قاتل ہو اولاد انبیا کے ایسا نہو کہ ہم بھی
بسبب تمھارے عذاب خداوند قہار مین معذب وگرفتار ہون پس اُن
اعدا نے شہر خز سے فرار کرکے ایک قریہ مین کہ وہان سے چند فرسخ تھا
مقام کیا آہ مومنین اہل بیت رسول مختار ایسے مصائب عظمے مین گرفتار
تھے کہ حال اُنکے مصائب کا احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہی مگر سبحان اللہ

اِس قید شدید اور تکلیف سفر پر تحمل و صبر سوائے عترت طاہرہ سید البشر کے
کسی سے ممکن نہین ہی چنانچہ جناب ام کلثوم جب اُس قریہ مین پہونچین تو
اُسوقت چند اشعار حسب حال انشا کیے اور فرماتی تھین اور ترجمہ اُنکا
یہ ہی اے بدترین امم سابقہ حق سبحانہ تعالےٰ تم سبکو بعذاب سخت مبتلا کرے
جیسا کہ تمنے ہمارے جگر سوختہ کیے ہین آیا اِس ظلم و ستم کی تمہارے کچھ انتہا بھی ہے
کب تک ہم بیکسون کو شتران بے پردہ پر سوار کیے بطور کنیزان ترک و دیلم کے
گرفتار کرکے جا بجا لیے پھروگے حالانکہ ہم عترت جناب محمد مصطفےٰ سید المرسلین
اور دختران علی مرتضےٰ امیر المومنین علیہما السلام کی ہین ثُمَّ اَتَوا اِلَی بَلْدَۃِ
النُّعْمَانِ فَتَلَاقیٰ بِھِمْ اَھْلُھَا بِالشَّرَابِ وَالطَّعَامِ پس وہ لشکر اُس
قریہ سے کوچ کرکے شہر نعمان مین پہونچا باشندے وہان کے آنے سے اُن
اشقیا کے سب زن و مرد مسرور ہوئے اور اُن کفار نے واسطے اُس
فرقۂ اشرار کے شراب و طعام مہیا کیا قَالَتْ زَیْنَبُ مَا ھٰذِہِ الْبَلْدَۃُ
قَالُوْا بَلْدَۃُ النُّعْمَانِ قَالَتْ اَبَادَ اللّٰہُ خَضْرَاءَھُمْ وَسَلَّطَ عَلَیْھِمْ مَنْ
لَا یَرْحَمُھُمْ پس جب جناب زینبؑ نے اسباب سرور کو اہل شہر کے اُس
لشکر سے ملاحظہ فرمایا پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے لوگون نے عرض
کی کہ اس شہر کو بلدۂ نعمانیہ کہتے ہین اُن معظمہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ
ویران و برباد کرے آبادی کو اس شہر کی اور مسلط کرے اُنپر ایسے شخص کو
کہ جو اُنپر ہرگز رحم نہ کرے ثُمَّ اَتَوْا رَحَاھَا وَنَزَلُوْا بِالتَّمَارِیْنِ فَقَالُوا لَھُمْ
مَا مَعَکُمْ قَالُوْا رَاْسُ الْحُسَیْنِ وَسَبَایَاہُ فَقَامُوْا اِلَیْھِمْ بِالسُّیُوْفِ

وَالرِّمَاحِ وَهُمْ مَعَهُمْ لیس وہ اشقیا وہان سے کوچ کرکے قریب شہر تبریز کے
اُترے اہل شہر نے اُنسے پوچھا کہ تمھارے ساتھ کیا ہی اُن اعدا نے جواب دیا
کہ سر حسین بن علی اور اُنکے اعوان و انصار کے ہین اور یہ سب عورات و
اطفال مقید اُنکے اہل حرم ہین راوی کہتا ہی سنتے ہی اس نام کے سب
اہل شہر تلوارین اور نیزے ہاتھ مین لیکر آمادۂ قتل اُس فرقۂ اشرار کے ہوئے
یہانتک کہ وہ اشقیا تاب مقاومت نہ لا سکے اور وہان سے بھاگ گئے
قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ ثُمَّ اِنَّهُمْ رَحَلُوْا بِالرُّؤُسِ وَالسَّبَايَا حَتّٰى اَتَوْا اِلٰى مَدِيْنَةِ
قُرْطَانَ وَهِيَ كَانَتْ حِصْنًا صَغِيْرًا فَاَغْلَقُوْا الْاَبْوَابَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
ابو مخنف لکھتا ہی کہ وہان سے بھاگ کر قریب شہر قرطان کے وارد ہوئے
اور چاہا کہ داخل شہر ہون لیکن چونکہ باشندگان شہر بدکرداری سے اُس
فرقۂ غدار کے قبل سے واقف ہو چکے تھے اسلیے داخل ہونا اُنکا شہر مین اپنے
گوارا نہ کیا اور دروازے شہر کے کہ بطور قلعہ کو چک کے تھا بند کر لیے فَاَتَاهُمْ
خَوْلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ وَقَالَ اَلَسْتُمْ فِيْ حُكْمِنَا قَالُوْا نَعَمْ وَلٰكِنَّكُمْ لَا تَدْخُلُوْا
مَدِيْنَتَنَا لِاَنَّكُمْ قَتَلْتُمْ اَوْلَادَ نَبِيِّنَا اُسوقت خولی ملعون نے آواز دی
کہ ای اہل قرطان کیا تم تابع ہمارے اور امیر شام کے نہین ہو کہ ہمسے بمقابلہ
پیش آتے ہو اُن سبنے جواب دیا کہ ہان ہم محکوم یزید کے تو ہین لیکن تمھارا
داخلہ اس شہر مین ہمین گوارا نہین ہی اسلیے کہ تم سب قاتل اولاد رسول
مختار کے ہو ثُمَّ اِنَّهُمْ عَدَلُوْا عَنْهَا وَاَتَوْا اِلٰى حَمَاةَ فَوَجَدُوْا اَبْوَابَهَا
مُغْلَقَةً ثُمَّ اِنَّهُمْ رَحَلُوْا وَاَتَوْا اِلٰى حِمْصَ فَنَزَلُوْا قَرِيْبًا مِنْ صَوْمَعَةٍ

راهب فلما جنهم الليل سمع الراهب دويا كدوي الريح
العاصف ورأى نورا ساطعا جب وہ سب نامرد وہ شہر قرطان
مین نہ جاسکے اُسکی صبح کو وہان سے وہ سب روسیاہ ایک منزل پر کہ
اُسے حماۃ کہتے تھے پہونچے وہان کے باشندون نے بھی دروازے اپنے
شہر کے بند کرلیے اور اندر شہر کے آنے نہ دیا پس وہان سے بھی خائف کوچ
کرکے منزل حمص پر پہونچے اور باہر شہر کے قریب ایک دیر نصاریٰ کے اُترے
جب شب ہوگئی پیر دیرانی نے سنا کہ خود بخود آواز مثل آواز ہوا کے
تند کے آتی ہی اور دیکھا کہ ایک شُقّہ نور از زمین تا آسمان بلند ہی فاخرج
الراهب راسه من صومعته ونظر الى الراس على الرمح
ان النور يخرج منه والملائكة تنزل عليه كتائب وهم ينادون
السلام عليك يا ابا عبد الله السلام عليك ايها المظلوم
السلام عليك ايها المعصوم پس وہ آواز سنکر اور تمام دیر اپنا
منور دیکھکر وہ پیر دیرانی متعجب ہوا اور سر اپنا دیر سے باہر نکالکر دیکھا
کہ ایک سر کسی مظلوم کا نیزہ پر رکھا ہی اور نور اُس سر انور سے مثل آفتاب کے
درخشان ہی اور گروہ گروہ ملائکہ آسمان سے اُس سر اقدس کے قریب
نازل ہوتے ہین اور بکمال تعظیم و تکریم یون سلام کرتے ہین کہ سلام ہو
آپ پر یا ابا عبد اللہ سلام ہو آپ پر ای بیکس و مظلوم سلام ہو
آپ پر ای سید معصوم ففزع الراهب فزعا شديدا وبات ليلة
قلقا متململا فلما اصبحوا وهموا بالرحيل اشرف عليهم الراهب

مِنْ صَوْمَعَتِہٖ پس یہ اعجاز اُس سر اقدس سے دیکھکر پیر دیرانی بہت خائف ہوا اور وہ تمام شب تڑپکر کاٹی جب صبح طالع ہوئی اور اُن اشقیائے قصد کوچ کا کیا اُس پیر دیرانی نے غرفہ دیر سے سر اپنا نکالا و ندا دی یَا مَعْشَرَ النَّاسِ مَنْ هُوَ رَئِیْسُ عَسْکَرِکُمْ فَاَشَارُوْا اِلٰی خَوْلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ الْاَصْبَحِیِّ لَعَنَہُ اللّٰہُ فَقَالَ لَہٗ لِمَنْ هٰذَا الرَّاْسُ قَالَ هُوَ رَاْسُ مَنْ خَرَجَ عَلَی ابْنِ زِیَادٍ فَقَتَلَہٗ پس اُس نصرانی نے آواز دی کہ ایہا الناس رئیس لشکر تم سب میں کون ہی سبنے اشارہ طرف خولی بن یزید اصبحی کے کیا نصرانی نے پوچھا کہ ای شخص یہ سر نیزہ پر کس برگزیدہ باری کا ہی اُس بیحیانے جواب دیا کہ یہ سر ہی اُسکا جسنے خروج کیا تھا ابن زیاد پر پس ہمنے بحکم ابن زیاد اُسے قتل کیا اور اہل حرم اُسکے مقید کیے فَقَالَ لَہٗ مَا اسْمُہٗ قَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ قَالَ نَعَمْ فَبَکَی الرَّاهِبُ بُکَاءً شَدِیْدًا وَقَالَ وَیْلٌ لَکُمْ بُعْدًا لَکُمْ مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَلٰکِنِ انْکَشَفَ لِیْ عَنْ هٰذَا الرَّاْسِ لِاَنْظُرَ اِلَیْہِ پس اُس راہب نے پوچھا کہ نام اُس دشمن کا کیا تھا خولی شقی نے کہا کہ نام اُسکا حسین بن علی تھا پیر دیرانی نے کہا کہ کیا وہ امام حسین جو نواسا تھا تمھارے پیغمبر کا اُس ملعون نے کہا کہ ہاں اسی حسین کو ہمنے قتل کیا ہی یہ سنکر وہ نصرانی بہت رویا اور کہا کہ ای فرقۂ اشرار وائے ہو تمپر اور تمھارے دین پر بہت دور ہوئے تم رحمت الٰہی سے کہ تمنے نواسے کو اپنے نبی کے قتل کیا اور سر انور اُنکا کاٹ کے باین ظلم وستم نیزہ پر رکھکر مع

اُنکے اہل حرم کے لیے پھرتے ہو اور اس رسوائی دین و اسلام کو باعث فخر و مباہات
اپنا جانتے ہو پس میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ اس سر انور کو کھولکر مجھے دکھا دے
کہ تا میں بھی اس سر پرنور کی زیارت سے مشرف ہوں فَقَالَ لَهُ الخَولِی
مَا اَنَا اَکْشِفُهُ اِلَّا بَینَ یَدَی یَزِیدَ بنِ مُعَاوِیَةَ لِاٰخُذَ مِنهُ الجَائِزَةَ
العُظمٰی قَالَ الرَّاهِبُ وَکَمِ الجَائِزَةُ قَالَ عَشَرَةُ الاٰفِ دِرهَمٍ خولی نے
کہا کہ ای نصرانی یہ سر راہ میں نہ کھلے گا بلکہ اس سر کو روبرو یزید بن معاویہ
کھولونگا تا کہ وہ مسرور ہو اور مجھے بہت سا انعام دے اس سعادتمند نے
پوچھا کہ ای بندۂ زر کسقدر انعام لینے کی تجھے اپنے امیر سے توقع ہے اُسنے کہا کہ
دس ہزار درہم کی فَقَالَ اَنَا اُعطِیکُم وَسَلَّمَهُمُ الدَّرَاهِمَ وَاَخَذَ مِنهُمُ
الرَّاسَ وَوَضَعَهُ عَلَی السَّجَّادَةِ وَکَشَفَ عَنهُ وَقَبَّلَهُ وَرَشَفَ شَفَتَیهِ
وَیَبکِی وَیَنُوحُ پس اُس دیرانی نے کہا کہ اگر اسقدر زر ملنے کا تجھے خیال ہے
تو مجھ سے لے مگر تھوڑی دیر کے لیے مجھے یہ سر انور دے پس وہ بیباک دنیا اسیر
راضی ہوا اور اُس پیر دیرانی نے دس ہزار درہم اُن اشقیا کو اسیوقت
دیے اور وہ سر پرنور اُنسے لیکر اپنے دیر میں لیگیا اور رومال کھولا اور
سر اطہر کو گلاب سے صاف کرکے مصلے پر رکھا اور کمال ادب و تعظیم اُسے
آنکھوں سے لگایا اور بار بار اسکے بوسے لیتا تھا اور منھ اپنا لبہاے انور
سر اقدس پر رکھکر روتا تھا اور یہ نوحہ کرتا تھا ؎

یَعِزُّ عَلَیَّ اَسَفًا اَن اَرَاكَ	ذَبِیحًا بَینَ اَعدَاءِ الکِلَابِ
یَدُورُ بِرَاسِكَ المَلعُونُ خَولِی	وَلَم یَخشَ مِنَ اللّٰهِ العَذَابَ

ای فرزند رسول مختار بہت دشوار ہی مجھپر کہ مین آپکو ہاتھ سے ان سگہاے
ناپاک کے مقتول و مذبوح دیکھون اور سر اقدس آپکا خولی ملعون نوک
نیزہ پر رکھکر باین ظلم و ستم دیار بدیار لیے پھرے اور اہل حرم آپکے اسیر ہوکر
پھرائے جائین اور ان اشقیا کو مطلق عذاب خداوند قہار سے خوف نہو
یَا سَیِّدِی لَو حَضَرتُ مَحضَرَکَ وَفَدَیتُکَ بِنَفسِی وَکُنتُ شَہِیدًا بَینَ
یَدَیکَ یَا ابنَ رَسُولِ اللّٰہِ لَا اَرفَعُ وَجہِی حَتّٰی تَعِدَنِی بِشَفَاعَتِی یَومَ
القِیٰمَۃِ ای آقا میرے افسوس صد افسوس کہ مین روز عاشورا حاضر خدمت
باسعادت نہوا قسم بخدا اگر مین اسوقت حاضر ہوتا تو آپکی نصرت کرتا اور جان
اپنی آپ پر فدا کرتا کمال حسرت ہی کہ مین اس سعادت ابدی سے محروم
رہا اور اب بجز ندامت کے کچھ مجھے حاصل نہین ہی یا ابن رسول اللہ مین
سر اپنا حضرت کے سامنے سے نہ اٹھاؤنگا جبتک کہ آپ وعدہ میری
شفاعت کا بروز قیامت نہ کرینگے فَقَالَ سَیِّدُ الشُّہَدَآءِ یَا ہٰذَا
اِن کُنتَ تَرجُو بِشَفَاعَتِی یَومَ الجَزَآءِ فَارجِع اِلٰی دِینِ جَدِّی مُحَمَّدِ
المُصطَفٰی پس باعجاز سر اقدس سید الشہدا نے جواب دیا کہ ای سعادتمند
اگر تو آرزومند ہی میری شفاعت کا بروز جزا پس اختیار کر تو دین میرے
جد امجد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ کا کہ وہ جناب سید المرسلین اور خاتم
النبیین ہین فَقَالَ الرَّاہِبُ یَا سَیِّدِی اِشہَد لِی عِندَ جَدِّکَ وَ
اَبِیکَ بِاَنِّی اَشہَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ وَاَبَاکَ وَاَخَاکَ حُجَجُ اللّٰہِ عَلٰی خَلقِہٖ پس راہب نے

یہ ارشاد سنکر عرض کی کہ ای آقا میرے آپکو گواہ کرتا ہون اسکا کہ مین گواہی دیتا ہون اور اقرار کرتا ہون بوحدانیت خدا اور برسالت جناب محمد مصطفے اور بولایت و امامت جناب علی مرتضی اور حسن مجتبیٰ علیہم السلام کے کہ وہ حضرات حجت خدا تمام خلقت پر ہین فبینا کذلک اذ نادی القوم بالرحیل وطلبوا منہ الراس الشریف وضیقوا علیہ فلما رای الدیرانی انھم یشتدون علیہ کالکلاب وھو لا یقدر علی دفعھم فبکی بکاء شدیدا پس جب صبح طالع ہوئی لشکر اعدا مین آواز الرحیل کی بلند ہوئی اور اکثر ملعون دروازۂ دیر پر آئے اور اس پیر دیرانی سے طالب سر اقدس ہوئے اس سعادتمند نے حوالہ کرنے مین سر اطہر کے کچھ دیر کی تھی کہ ان اشقیا نے تمام دیر کو گھیر لیا اور ہر طرف سے شل سگہائے درندہ کے اس پیر دیرانی پر شدت شروع کی جب اس سعادتمند نے دیکھا کہ وہ بیدین آمادۂ فساد ہین اور مجھ سے دفع کرنا انکا کسیطرح ممکن نہین ہے اپنی ناچاری پر بہت رویا اور سر اطہر امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ ای سید میرے مجھپر بہت دشوار ہی مفارقت آپکی اور افسوس ہی کہ ان اشقیا کے دفع کرنے کی مجھے قدرت نہین ہو فعطرہ بالمسک وماء الورد وغطاہ ودفعہ الی خولی وقال لھم یا ویلکم استحوذ علیکم الشیطان حتی انساکم ذکر الرحمان پس اس مرد دیندار نے اس سر اطہر کو مشک و گلاب سے معطر کیا اور ایک پارچۂ نفیس مین لپیٹ کر حوالہ خولی ملعون کے کیا اور کہا کہ ای قوم جفا کار وائے ہو تمپر اسقدر شیطان

تم پر مسلط ہوا ہو کہ ذکر خدا اُسنے تمہارے دلوں سے بھلا دیا ہو لکن باللہ
علیکم ان لا تقتلوا ہذا اما فعلتم بہ قبل ذلک فاخذوہ منہ
ولم یسمعوا کلامہ و رفعوہ علی الرمح وجعلوا یقسمون الدراہم
لیکن اُس قوم بدکردار و اسطے خدا اور رسول کے اس سر اقدس کو بے ادبی سے
نیزے پر نہ رکھنا کہ یہ سر ہے فرزند رسول مختار اور جگر گوشہ حیدر کرار کا
اے مومنین ہر چند کہ وہ مرد دیندار اُنکو منع کرتا رہا لیکن اُن اشقیانے
مست اور زاری ہی پر اُسکی مطلق نظر نہ کی اور اُسیوقت سامنے اُسکے سر
اطہر امام حسین علیہ السلام کو نیزہ بلند پر رکھا اور وہ درہم باہم تقسیم کر لیے
فلما بعدوا من الدیر بمیلین راوھا قد احتالت خزفا مکتوبا
علیھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون فقالوا
لا صحابہم اکتموا ھذا والا اھلککم الناس اجمعون پس جب
وہاں سے کوچ کر کے دو میل نکل گئے اُسوقت دیکھا سبنے کہ وہ درہم
ٹھیکریاں ہو گئے ہیں اور اُنپر وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون لکھا
یہ اعجاز سید الشہداء کا دیکھ کر سبنے آپس میں مشورہ کیا کہ اس امر عجیب کو
کسی پر ظاہر نہ کرنا ورنہ تمام آدمی جمع ہو کر ہمیں قتل کرینگے اور باعث
رسوائی کا بھی ہوگا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس نہم

روی اسمٰعیل بن مسلم عن الصادق علیہ السلام انہ قال
اوحی اللہ عزوجل الی نبی من انبیائہ من لا یحضر من یقول

کہ اسماعیل بن مسلم نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ فرمایا
اُن حضرت نے حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ طرف ایک نبی کے اپنے انبیا کے
یہ وحی فرمائی قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ لَا یَلْبَسُوْا لِبَاسَ اَعْدَائِیْ وَلَا یَطْعَمُوْا مَطَاعِمَ
اَعْدَائِیْ وَلَا یَسْلُکُوْا مَسَالِکَ اَعْدَائِیْ فَیَکُوْنُوْا اَعْدَائِیْ کَمَا هُمْ
اَعْدَائِیْ کہد و اپنی است کے مومنین سے کہ لباس نہ پہنین مثل میرے اعدا کے
اور نہ کھانا کھائین مثل میرے اعدا کے اور نہ طریقون پر چلین میرے اعدا کے
پس جو ایسا کرینگے تو وہ میرے دشمن ہونگے جیسے کہ وہ لوگ میرے دشمن ہین
ثُمَّ قَالَ فَاَمَّا لِبْسُ السَّوَادِ لِلتَّقِیَّةِ فَلَا اِثْمَ فِیْهِ بعد اسکے ابن بابویہ
علیہ الرحمہ فرماتے ہین لیکن لباس سیاہ پہننا بضرورت تقیہ کے پس اسمین
کوئی گناہ نہین ہی پس حضرات شریعت ہین حضرت سید المرسلین مین لباس
سیاہ مین نماز مکروہ ہی مگر عمامہ اور ردا اور موزا سیاہ مستثنی ہین کہ انمین نماز
مکروہ نہین ہی جیسا کہ منتخب وغیرہ مین منقول ہی کہ روز عاشورا حضرت
امام حسین علیہ السلام کا عمامۂ اقدس گلابی تھا اور ردا اُن حضرت کی
سیاہ اور بروایتے سُرخ تھی جو میراث مین اپنے جد امجد جناب رسولخدا سے
پائی تھی اب مومنین تصور کیجے کہ کربلا مین وہ کیا ہوئی فِی الْبِحَارِ عَنْ
هِلَالِ بْنِ نَافِعٍ ثُمَّ اَقْبَلُوْا عَلٰی سَلْبِهٖ فَاَخَذَ قَمِیْصَهٗ اِسْحَاقُ بْنُ
حَوْیَةَ الْحَضْرَمِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ جناب مجلسی بحار الانوار مین ہلال بن نافع سے
منقول ہی وہ کہتا ہی کہ جب مظلوم کربلا بسبب زخمہائے کاری کے ذو الجناح
سے ریگ گرم صحرائے کربلا پر گرے تو اُسوقت اعدا طرف لوٹنے لباس

اُن حضرت کے متوجہ ہوئے پس کرتہ اسحاق بن حویہ حضرمی لعین نے
اُتار لیا وَاَخَذَ عِمَامَتَهُ اَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ وَاَخَذَ قَطِيفَتَهُ قَيْسُ
بْنُ اَشْعَثَ لَعَنَهُمَا اللّٰهُ اور عمامہ سر اقدس سے اخنس بن مرثد لعین نے
لیا اور ردا اُن حضرت کی قیس بن اشعث ملعون لیگیا اور جسم اطہر کو
بے لباس ریگ گرم پر چھوڑ دیا اور سر انور کو جدا کرکے مع اُن حضرت کے
اہل بیت کے طرف کوفہ و شام کے لیگئے اور شہر بشہر پھرایا فِي الْمُنْتَخَبِ
عَنْ اَبِي سَعِيدِ بْنِ الدِّمَشْقِيِّ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
حَمَلُوا الرُّؤُوسَ وَالسَّبَايَا اِلَى دِمَشْقَ چنانچہ منتخب میں ابو سعید دمشقی سے
منقول ہے کہ کہا اُسنے جب ابن زیاد نے سر اطہر فرزند خیر البشر کا مع اسیران
اہل بیت رسالت کے ہمراہ ایک قوم کے طرف دمشق کے روانہ کیا تو میں
بھی ایک اُس جماعت سے تھا فَلَمَّا وَصَلُوا اِلَى دَيْرِ النَّصَارٰى فَوَقَعَ
بَيْنَهُمْ اَنَّ نَصْرَ الْخُزَاعِيَّ قَدْ اَجْمَعَ عَسْكَرًا عَظِيْمًا يُرِيْدُ اَنْ
يَهْجُمَ عَلَيْهِمْ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقْتُلَهُمْ وَيَاْخُذَ مِنْهُمُ الرُّؤُوسَ
وَالسَّبَايَا پس جب ہم بعد چند منزل کے قریب ایک دیر نصاریٰ کے
کہ راہ میں تھا پہونچے اُسوقت لشکر میں یہ مشہور ہوا کہ نصر خزاعی نے
گروہ دوستداران اہل بیت رسالت سے ہی لشکر کثیر جمع کیا ہے اور قصد
اُسکا یہ ہے کہ آج نصف شب کو گھیر کے سبکو قتل کرے اور سرہائے شہدا
اور اسیروں کو چھین لیجائے فَقَالَ الرَّئِيْسُ مِنْ عِظَمِ اضْطِرَابِهِمْ
اَنْ نَلْجَأَ اللَّيْلَةَ اِلَى الدَّيْرِ وَنَجْعَلَهُ كَهْفًا لِاَنَّهُ مُسْتَحْكَمٌ پس روسائے

لشکر نے بوجہ اپنے اضطرار کے کہا کہ ہمارے نزدیک یون مناسب ہی کہ اِس دیر نصارے کو جو قریب ہمارے ہی آجکی شب اسکے اندر پناہ لین تاکہ بسبب استحکام اِس دیر کے لشکر دشمن کا ہم پر غالب نہ آسکے فَوَقَفَ الشِّمرُ مَعَ اَصْحَابِہٖ عَلٰی بَابِ الدَّیرِ وَنَادیٰ یَا اَھْلَ الدَّیرِ فَجَاءَ ھُوَ الْقِسِّیسُ الْکَبِیرُ وَرَاَی الْعَسْکَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتُمْ وَمَا تُرِیْدُوْنَ مِنَّا پس راہب افسران لشکر کی سینے بلند کی اور شمر لعین ساتھ اپنے رفقا کے دروازہ دیر پر آیا اور مالک دیر کو آواز دی یہ سنکر پیر دیرانی قریب اُنکے آیا اور دیکھا کہ گرد دیر کے لشکر عظیم ہی متعجب ہوکر پوچھا کہ تم سب کون ہوا ور تمہیں کیا مقصود ہی فَقَالَ الشِّمرُ نَحْنُ عَسْکَرُ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ نَسِیْرُ اِلَی الشَّامِ قَالَ الْقِسِّیسُ لِاَیِّ غَرَضٍ قَالَ قَدْ خَرَجَ رَجُلٌ عَلٰی یَزِیْدَ فَقَتَلْنَاہُ وَمَعَنَا رَاسُہٗ وَحَرِیْمُہٗ فَنُرِیْدُ اَنْ نَلْجَاَ اِلٰی دَیْرِکَ شمر نے جواب دیا کہ ہم سب لشکری ملازم یزید بن معاویہ کے ہین اور قصد ہمارا طرف شام کے ہی دیرانی نے پوچھا کہ شام کیون جاتے ہو اُس ملعون نے کہا کہ ایک شخص نے حکم یزید سے سرتابی کی تھی ہمنے اُسے بحکم حاکم زمین عراق قتل کیا اور اہل حرم اُنکے مقید کیے چنانچہ سر اُنکے مع قیدیون کے یزید کے پاس لیے جاتے ہین اور آجکی شب ہمین خوف شبخون کا ہی لیس اسلیے ہم چاہتے ہین کہ آج تیرے دیر مین پناہ لین تاکہ اِس آفت سے محفوظ رہین فَنَظَرَ الْقِسِّیسُ اِلٰی رَاْسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرَاَی مِنْہُ النُّوْرَ یَلْمَعُ اِلَی السَّمَاءِ فَوَقَعَ فِیْ قَلْبِہٖ ھَیْبَۃٌ مِنْہُ پس یہ سنکر اُس

مالک دیر نے طرف سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے نگاہ کی دیکھا کہ ایک
تیغ نور اُس سر انور سے تا آسمان بلند ہے یہ دیکھتے ہی ایک ہیبت عظیم دل پر
اُس نصرانی کے طاری ہوئی فقال للشمر یا هذا ان دیری لا یسعکم لکنکم
ادخلوا الرؤس والسبایا فی هذا الدیر وانتم تحافظوهم من خارج
فاذا دهمکم عدو فقاتلوه پس دیرانی نے کہا کہ ای شمر یہ دیر میرا گنجایش
لشکر کی نہیں رکھتا ہے لیکن ان سروں اور قیدیوں کو میرے دیر میں جگہ دو
اور لشکر تمہارا گرد دیر کے تمام شب محافظت کرے اور اگر کوئی دشمن اتفاقاً
تمپر آپڑے تو تم سب اُس سے مقاتلہ کرو فاستحسنوه ووضعوا راس
الحسین فی الصندوق وقفلوه وادخلوه مع النساء الی داخل
الدیر پس افسران لشکر نے راے اُس مرد پیر کی پسند کی اور سر اقدس امام
حسین علیہ السلام کا ایک صندوق میں مقفل کر کے مع سرہاے شہدا اور اہل حرم کے
اندر دیر کے سپرد اُس نصرانی کے کیا فجعلهم الدیرانی فی مکان یلیق
بهم والراس الشریف فی حجرة علیحدة فلما مضی من اللیل شیء
اراد ان یری الراس الاقدس پس اُس دیرانی نے اہل بیت رسالت
کو ایک مکان مناسب و لائق میں جگہ دی اور سر اقدس کو علیحدہ ایک
حجرہ میں رکھا جب کچھ شب گذر گئی اُسوقت اُس دیرانی نے چاہا کہ کسیطرح
سر اقدس کو قریب سے دیکھوں چونکہ وہ حجرہ بسبب تاکید اشقیا کے مقفل کر دیا
تھا اسلیے اندر حجرہ کے جانا ممکن نہوا فحط راسه فی روزنة لها فرای
ان النور یسطع منه وسقف البیت قد انشق ونور جا من نور

نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ وَحَوْلَهٗ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ یَصِحْنَ طَرِّقُوْا طَرِّقُوْا
فَاِنَّ حَوَّآءَ تَخْرُجُ مِنْهُ یعنی سراپا ر وشندان مین اُس حجرہ کے نوالکر دیکھا
کہ نور اُس صندوق سے تا آسمان تابان ہی اور دیکھا کہ دفعتہً سمت اُس
حجرہ کی شق ہوگئی اور ایک عماری نورانی آسمان سے نازل ہوئی اور گرد
اُسکے بہت سی حورین ہین اور بعضی اُنمین سے باہم آواز دیتی ہین کہ راہ دو
راہ دو کہ جناب حوا اُم البشر عماری سے باہر تشریف لاتی ہین ثُمَّ نَزَلَ
هَوْدَجٌ اٰخَرُ مِنَ السَّمَآءِ مَعَ جَمَاعَةٍ مِنَ الْحُوْرِ وَهُنَّ تُنَادِیْ طَرِّقُوْا
فَاِنَّ اٰسِیَةَ وَمَرْیَمَ اُمَّ عِیْسٰی وَکُلْثُوْمَ اُخْتَ مُوْسٰی یَخْرُجْنَ مِنَ
الْهَوْدَجِ بعد اُسکے دیکھا کہ ایک اور عماری نور کی آسمان سے ساتھ جماعت حوران
بہشت کے وہان نازل ہوئی اور اُنمین سے بھی بعضی حورین باہم آواز
دیتی ہین کہ راہ دو اور ہٹ جاؤ کہ آسیہ زن فرعون اور حضرت مریم
مادر عیسیٰ اور کلثوم ہمشیرہ حضرت موسیٰ عماری سے نکلتی ہین ثُمَّ نَزَلَ
هَوْدَجٌ اٰخَرُ مِنْ نُوْرٍ وَحَوْلَهٗ کَثِیْرَةٌ مِنَ الْحُوْرِ یَصِحْنَ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ
وَیَقُلْنَ اَیُّهَا النَّصْرَانِیُّ غُضَّ اَبْصَارَكَ فَاِنَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءَ
بِنْتَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی تَخْرُجُ مِنْهُ بعد اُسکے ایک اور عماری نور کی زمین پر
نازل ہوئی اور بہین ولیکن اُسکے بہت سی حورین جلودار نوحہ اور بین کرتی
ہوئین یہ کہتی ہین کہ اے نصرانی جلد اپنی آنکھین بند کر کہ خاتون محشر دختر
سید البشر فاطمہ زہرا واسطے زیارت سر اقدس اپنے فرزند سید الشہدا کے
تشریف لاتی ہین فَعِنْدَ ذٰلِكَ غُشِیَ صَاحِبُ الدَّیْرِ فَلَمَّا اَفَاقَ مِنَ

غَشْوَتِهٖ سَمِعَ صَوْتَ مُعَظَّمَةٍ تَنُوحُ بِحُرْقَةٍ وَنَحِيبٍ وَتَبْكِي بِدَمْعٍ سَكِيبٍ
وَتُنَادِي اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَظْلُومُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَعْصُومُ
پس سنتے ہی اس آواز کے اُس پیر ویرانی کو غش آگیا جب غش سے افاقہ ہوا
سنا اُسنے کہ ایک معظمہ کی گریہ وزاری اور نوحہ وبیقراری کی آواز اُس حجرہ سے
بلند ہی اور اس کرب سے روتی ہی کہ دل ہر ایک سننے والے کا شق ہوتا ہی
اور وہ معظمہ یہ کہتی ہی کہ سلام ہو تمپر ای قتیل است جفاکار سلام ہو تمپر
ای ذبیح است بدکردار سلام ہو تمپر ای فرزند مظلوم سلام ہو تمپر ای دلبند
معصوم فِدَاكَ اُمُّكَ لَا يَتَدَاخَلُكَ هَمٌّ وَغَمٌّ فَاِنَّ اللّٰهَ سَيُفَرِّجُ
عَنِّي وَعَنْكَ وَيَاْخُذُ بِثَارِكَ فَهِيَ تُقَبِّلُ الرَّاْسَ وَيَبْكِي وَيَبْكِيْنَ
مَعَهَا اَزْوَاجُ الْاَنْبِيَاءِ اور فرماتی ہین کہ ای نور نظر فدا ہو تمپر مان تیری
تو مغموم ومحزون ہو کہ عنقریب حق سبحانہ تعالی منتقم حقیقی اس غم والم کو تیرے
مبدل بفرحت وسرور کریگا اور اس خون ناحق ریختہ کا عوض لیگا پس
وہ مظلومہ اسطرح کے کلمات جگرخراش فرماتی تھین اور روتی تھین اور
اُس سر اقدس کے بوسے لیتی تھین اور ہمراہ اُن مخدومہ کے سب ازواج
انبیا گرد سر انور کے بین کرتی تھین اور روتی تھین فَانْدَهَشَ الدَّيْرَانِيُّ
وَوَقَعَ مَغْشِيًّا عَلَى الْاَرْضِ فَلَمَّا اَفَاقَ لَمْ يَرَ اَثَرًا مِنْهُنَّ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ
وَكَسَرَ قُفْلَ الصُّنْدُوقِ وَاَخْرَجَ مِنْهُ الرَّاْسَ وَغَسَلَهُ بِالْمِسْكِ
وَالْعَنْبَرِ وَوَضَعَهُ عَلَى السَّجَّادَةِ پس یہ بین سنکر وہ سیاہ تمند استقدر
رویا اور خائف ہوا کہ غش کھاکر زمین پر گر پڑا جب اُسے غش سے افاقہ

ہوا دیکھا کہ اُن خواتین معظمہ سے اُس حجرہ میں کوئی نہین ہی فقط وہ صندوق مقفل وہان رکھا ہی اسوقت دروازہ حجرہ کا کھولکر اندر گیا اور قفل صندوق کا توڑکر سر اطہر امام حسین علیہ السلام کا نکالا اور اُس سر اطہر کو مشک و عنبر سے معطر کرکے سجادہ پر رکھا وَجَلَسَ عِنْدَہٗ وَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ یَا رَاسَ رُؤُسِ بَنِیْ اٰدَمَ وَیَا سَیِّدَ اَصْفِیَاءِ الْعَالَمِ لَا رَیْبَ اَنَّکَ مِنَ الَّذِیْنَ مَدَحَہُمُ اللّٰہُ الْجَلِیْلُ فِی التَّوْرٰیۃِ وَالْاِنْجِیْلِ لِاَنَّ خَوَاتِیْنَ الْاَنْبِیَاءِ یَبْکِیْنَ عَلَیْکَ اور بکمال ادب دست بستہ سامنے بیٹھا اور بیکسی پر اُس بیکس کی بہت رویا اور عرض کی کہ ای سردار اولاد آدم اور ای افسر برگزیدگان عالم مجھے یقین ہوا اسکا کہ آپ اُن مقربان باری سے ہین کہ جنکی جناب احدیت نے توریت و انجیل مین مدح و ثنا کی ہی اور آپ ایسے مخصوصان خداوند جلیل سے ہین کہ تمام ازواج انبیا اور خواتین اوصیا آپکی زیارت کو آئی ہین اور آپکے مصائب پر روتی ہین فَبِاللّٰہِ عَلَیْکَ عَرِّفْنِیْ مِنْ اِسْمِکَ وَنَعْتِکَ فَتَکَلَّمَ الرَّاسُ یَا رَاہِبُ اَنَا الْمَظْلُوْمُ الْمَغْمُوْمُ اَنَا الْمَقْتُوْلُ الْمَہْمُوْمُ اَنَا الَّذِیْ قُتِلَ عَطْشَانًا اَنَا الَّذِیْ ذُبِحَ ظَمْاٰنًا پس ای سر اطہر قسم ہی آپکو اُس خداے جلیل کی کہ جسنے آپکو اپنے مقربان درگاہ سے کیا ہے مجھے اپنے نام و نسب سے آگاہ کیجیے راوی کہتا ہی کہ اُسوقت سر اقدس نے بقدرت خدا اور باعجاز و کرامت ارشاد فرمایا کہ ای راہب کیا پوچھتا ہی تو حال میرا مین ہون مظلوم آوارہ وطن مین ہون مغموم بے گور و کفن مین ہون وہ بیکس کہ جو کئی روز کا تشنہ لب شہید ہوا مین ہون وہ ناچار

ومذبوح کہ جیسے شل گوسفند قربانی کے پیاسا ذبح کیا فبکی الراہب وقال
یا سیدی زدنی من نعتک واخبرنی من اسمک ونسبک فقال
یا ھذا انا الحسین بن محمد المصطفی انا ابن علی المرتضی پس یہ
سنکر وہ ستادتمند بہت رویا اور عرض کی کہ ای سید و آقا میرے اور کچھ اپنے
نام و نسب سے فرمائیے تا مجھے تسکین ہو پس سر اقدس سے آواز آئی کہ ای
راہب آگاہ ہو کہ میں ہون حسین فرزند محمد مصطفی خاتم الانبیا کا میں ہون
دلبند علی مرتضی سید الاوصیا کا کہ مجھے اس امت جفاکار نے بجرم و خطا زمین
کربلا پر پیاسا قتل کیا فلما سمع الراہب ذلک بکی بکاء شدیدا وبکو
تلامذتہ کانوا سبعین رجلا ورموا بعمائمہم وکسروا الزنانیر
والنواقیس واسلموا جمیعا وقصدوا القتال لکن الامام منعہم
منہ پس جب وہ راہب نام و نسب سے حضرت کے آگاہ ہوا بشدت رویا
اور ساتھ اسکے تابعین اسکے کہ ستر نفر تھے بہت روئے اور پیٹے اور عمامے
سرون سے زمین پر پھینکدیے اور گریبان اپنے چاک کیے اور زنار و ناقوس
سب آلات کفر کے توڑ ڈالے اور خدمت با برکت حجت خدا بیمار کربلا مین
حاضر ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوے اور قصد انکا یہ ہوا کہ اسیوقت
اس قوم اعدا سے لڑکر شہید ہون لیکن جناب امام زین العابدین علیہ
السلام نے اس امر سے منع فرمایا پس جب صبح ہوگئی سر اقدس کو وہ ملعون
مع اہل بیت اطہار کے دیر سے نکالکر طرف دمشق کے کوچ کر گئے مگر حال
ان ستادتمندون کا یہ تھا کہ سر اپنا زمین پر پٹکتے تھے اور دست تاسف

ملتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس ہزار افسوس ہم سعادت شہادت سے محروم رہے
اور جان اپنی فرزند رسول خدا پر فدا نہ کی حضرات افسوس ہی کہ نصرانی
حال سر انور مظلوم کربلا اور اسیران اہل بیت رسول خدا کا دیکھکر رو ئیں
اور مسلمان ہوں اور جان دینے پر آمادہ ہوں وآے ہو اُن اشقیا پر کہ
جنھوں نے فرزند رسول خدا کو شہید کیا اور سر انور کو نوک نیزہ پر بلند کرکے
شہر بشہر پھرایا حالانکہ وہ بے ایمان اپنے تئیں مسلمان جانتے تھے باوجود اسکے
کچھ لحاظ و پاس اولادِ رسول کا نہ کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس دہم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عُنْوَانُ صَحِیْفَۃِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ
عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ مناقب مرتضوی وغیرہ میں منقول ہی
فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ سرنامہ دیوان اعمال مومن کا
محبت و دوستی علی بن ابیطالب علیہ السلام کی ہی وَفِی الصَّوَاعِقِ قَالَ
رَسُولُ اللّٰہِ ص عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ الرَّاْسِ مِنْ بَدَنِیْ اور صواعق محرقہ میں
ابن حجر نے نقل کیا ہی فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ
علی بن ابیطالب علیہ السلام بمنزلہ میرے سر کے ہیں میرے بدن سے
وَفِیْہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا عَلِیُّ اَنْتَ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اور یہ بھی صواعق میں منقول ہی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے
کہ یا علی تم تقسیم کرنے والے ہو جنت و نار کے بروز قیامت یعنے وہ جناب
اُسدن اپنے دوستوں کو داخل جنت فرمائیں گے اور اپنے دشمنوں کو

داخل دوزخ کرینگے وفیہ قال رسول اللہ ص لا یجوز احد نِ الصراط الا من کتب لہ علی ع جوازا اور یہ بھی صواعق مین منقول ہے فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے کوئی شخص صراط محشر سے گذر نہ کریگا جبتک کہ علی بن ابیطالب علیہ السلام کا نوشتۂ اجازت اسکے پاس نہوگا حضرات سنا آپنے مرتبہ امیر المومنین وصی اور خلیفہ بلا فصل سید المرسلین جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کا بس وائے ہو اُن حاسدین غدار پر جنھون نے اُن حضرت اور اُنکی اولاد ابرار پر کیا کیا ظلم و ستم کیے آہ آہ جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا اور جناب امام حسین علیہ السلام کو کس بیکسی سے قتل کیا اور بعد شہادت اُن حضرت کے اُنکے اہل بیت اطہار کو اسیر و مقید کر کے دیار بدیار لیے پھرے آور ریاض الشہادت مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ کہتے ہین جب جناب رسالتمآب ص نے جاہا کہ خیبر سے مراجعت فرمائین تو ارشاد کیا مجھے خبر پہونچی ہے کہ صفیہ خواہر بادشاہ خیبر کی اسیرون مین آئی ہے بس اُسکو اسیرون سے علیحدہ پردہ مین بعزت و احترام لیجائین یہ سنکر بعض اصحاب نے اُسکو کمال مہربانی سے پردہ مین بٹھایا یہ احترام کیا جناب رسول خدا ص نے حالانکہ وہ اہل اسلام نہ تھی جیسا کہ شاعر کہتا ہے

صفیہ کہ از قوم کفار بود	نہ اولاد اصحاب و انصار بود
چنین احترامے کہ کرد ش رسول ص	کہ تا او بخاطر نگردد ملول
نہ اورا دمے با اسیران گذاشت	کہ بازمرۂ سروران نام داشت

آہ اب کیا حاجت بیان ہی کہ دختران رسول خدا بعد شہادت اپنے بھائی مظلوم کربلا غریب نینوا مقتول ظلم وجفا مَسْلُوبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَا جناب سید الشہداء کے کس ظلم وستم اور بیرحمی سے اسیر و مقید کی گئین اور بلواے عام مین بے پردہ ہوئین چنانچہ شاعر کہتا ہی ؎

اگر دختران رسول خدا بعاشور در عرصۂ کربلا
نہ برقع نہ چادر بسر داشتند نہ فریادرس در نظر داشتند
اذیت رسان قوم کفار بود بپاے رسیمان آل اطہار بود

فِي الْمُنْتَخَبِ اَنَّهٗ لَمَّا وَصَلَ الْقَوْمُ مَعَ الرُّؤُسِ وَالسَّبَايَا اِلٰى عَسْقَلَانَ وَكَانَ اَمِيْرُ ذٰلِكَ الْبَلْدَةِ يَعْقُوْبُ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ حَرْبِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَمَرَ اَنْ يُزَيِّنَ الْبَلَدُ چنانچہ **منتخب** وغیرہ مین منقول ہی کہ جب لشکر ابن زیاد کا مع سرہاے شہدا اور اسیران اہل بیت اطہار قریب شہر عسقلان کے جو کنارہ دریاے شام پر واقع ہی پہونچا اور یعقوب عسقلانی حاکم وہان کا دشمن خاندان رسالت تھا اور واسطے جدال و قتال امام حسین علیہ السلام کے کربلا مین موجود تھا اُسنے اہل شہر کو حکم دیا کہ تمام شہر مین سامان زینت و آراستگی اور سرور کا ہو آہ سوئین یہ سرور اس امر کا تھا کہ فرزند رسول مختار اور جگر گوشہ حیدر کرار کو مع اعوان و انصار کے قتل کیا اور سر اُنکے نیزون پر نصب کرکے ہمراہ اپنے لائے ہین وَيَضْرِبُوْنَ الطُّبُوْلَ وَالْعُوْدَ وَيَشْرِبُوْنَ الْخَمْرَ لِاَنَّ الْيَوْمَ خَيْرُ الْاَعْيَادِ اور اُسنے حکم دیا کہ ہر کوچہ و بازار مین صدا نوبت و نقارہ کی

بلند ہوا اور جا بجا ہر شخص شراب خواری میں مشغول ہو گویا آج کے کوئی دن عید
اور خوشی کا نہیں ہے فبعد ذلک دخل العسکر مع الرؤس والسبایا
فی البلد وقد دخل فی ذلک الوقت فی سوقه رجل تاجر یقال له
زریر الخزاعی یرید التجارة فرای الناس مجتمعین فرحین معانقین
والرؤس علی الرماح والسبایا علی الجمال بس بعد آراستگی شہر کے لشکر
سرہائے شہدا اور اسیران اہلبیت رسالت لیکر داخل شہر ہوا اتفاقاً اسی وقت
ایک مرد تاجر کہ اسے زریر خزاعی کہتے تھے بقصد تجارت بازار عسقلان میں
پہونچا دیکھا اسنے کہ تمام بازار کثرت تماشائیوں سے بھرا ہے اور ہر شخص انواع
واقسام کی زینت سے آراستہ ہے اور باہم معانقہ بسرور کرتے ہیں اور بہت سے
سر نیزوں پر نصب ہیں اور بہت سے اسیر عورات اور بچے بحال پریشان
اونٹوں پر سوار ہیں فسال عن بعضهم منه فقیل له اغریب
انت قال نعم قالوا یا هذا قد خرج رجل فی العراق علی یزید
فقتله عسکره مع اعوانه وانصاره وهذه رؤسهم وهذه
السبایا نساءهم پس زریر نے یہ حال دیکھکر کمال تعجب اہل شہر سے
پوچھا کہ آج تمام شہر میں کیوں یہ سرور اور خوشی ہے اور یہ نیزوں پر کن کے
سر ہیں اور یہ عورات کس مظلوم کے اہل حرم ہیں ان لوگوں نے جواب دیا
کہ اے شخص کیا تو مرد مسافر تازہ وارد ہے کہ تجھے اس حال سے اطلاع نہیں ہے
زریر نے کہا کہ ہاں میں مسافر بطریق تجارت اس شہر میں وارد ہوا ہوں
ان لوگوں نے کہا کہ اے شیخ ایک شخص نے یزید بن معاویہ امیر شام سے

زمین عراق میں سرتابی کی تھی پس لشکر یزید نے انکو مع اصحاب کے قتل کیا اور
یہ سر بالائے سنان انہیں کے سر ہیں اور یہ عورات اور بچے انکے اہل حرم ہیں
پس بسبب اس فتح عظیم کے تمام شہر آج خوش و مسرور ہیں فَقَالَ لَهُمْ زُرَيْرُ
أَهٰؤُلَاءِ كَانُوا مُسْلِمِيْنَ أَمْ مُشْرِكِيْنَ قَالُوا يَا هٰذَا أَهٰؤُلَاءِ كَانُوا هُدَاةَ
الدِّيْنِ وَسَادَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ أَمَّا رَئِيْسُهُمْ يَدَّعِي الْخِلَافَةَ پس
سنکر زریر خزاعی نے پوچھا کہ کیا وہ لوگ اہل اسلام سے تھے یا کافر اہل شہر نے
جواب دیا کہ وہ سب مسلم بلکہ ہادی دین اور سادات مسلمین تھے مگر رئیس
اُس جماعت کا مدعی خلافت تھا وَيَقُوْلُ أَنَا أَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ آبًا وَ أُمًّا
فَقَالَ زُرَيْرُ مَا اسْمُهُ وَمَا اسْمُ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ وَأَخِيْهِ قَالُوا اسْمُهُ
حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَخُوْهُ الْحَسَنُ الْمُجْتَبٰى وَأُمُّهُ
فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى زریر نے کہا کہ نام اُس سردار اور
انکے والدین اور انکے بھائی کا کیا تھا ان لوگوں نے بیان کیا کہ نام
اس رئیس کا حسین بن علی بن ابیطالب تھا اور مان انکی فاطمہ دختر رسول
رسول خدا ہیں اور نام انکے بھائی کا حسن مجتبی ہے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ زُرَيْرُ
لَطَمَ وَجْهَهُ وَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا وَقَالَ وَيْلٌ لَكُمْ أَنْتُمْ هٰذَا الْفَرَحُ
وَالسُّرُوْرُ لِقَتْلِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْتَ السَّمَاءَ انْطَبَقَتْ عَلَى الْأَرْضِ
پس جب زریر نے یہ اسمائے مقدسہ سنے یقین ہوگیا کہ فرزند رسول الثقلین
جناب امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا ہے اسیوقت منھ اپنا پیٹ لیا اور
بہت رویا اور کہا وائے ہو تمپر کہ تمنے فرزند رسول خدا کو ناحق قتل کیا اور

سر اطہر دلبند علی مرتضیٰ کو نیزہ پر نصب کیا اور دختران فاطمہ زہرا کو مثل بندیان
ترک و روم کے مقید کیا آہ آہ اسپر یہ قیامت ہی کہ بجائے گریہ و بکا اور عوض
ماتم و عزا کے ہر گھر سے صدائے مبارکباد بلند ہوا اور ہر زن و مرد قتل فرزند
رسول سے خوش و مسرور ہین کاش آسمان شق ہوکر زمین پر گر پڑتا فَجَاءَ
زُرَیْرُ بَاکِیاً عِنْدَ سَیِّدِ السَّاجِدِیْنَ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَرَدَّ الْاِمَامُ
وَقَالَ لَهٗ یَا هٰذَا مَا لِیْ اَرَاکَ بَاکِیاً عَلَیْنَا وَالنَّاسُ یَفْرَحُوْنَ فَمَنْ
اَنْتَ پس اُس حالت بیتابی مین زریر روتا ہوا خدمت باسعادت
سید الساجدین علیہ السلام مین حاضر ہوا اور بکمال تعظیم سلام کیا پس حضرت نے
جواب سلام دیکر فرمایا کہ ای سعادتمند عجب ہی کہ تمام اہل شہر ہمارے حال پر
مسرور و خوش ہوتے ہین اور تو ہماری مصیبت پر روتا ہی پس تم کون ہو
کہ ہمین اس آفت مین مبتلا دیکھکر مغموم ہوتے ہو قَالَ زُرَیْرُ یَا سَیِّدِیْ
اَنَا رَجُلٌ تَاجِرٌ غَرِیْبٌ دَخَلْتُ هٰذَا الْبَلَدَ وَرَاَیْتُ اَهْلَهٗ
مَسْرُوْرِیْنَ فَرِحِیْنَ فَسَاَلْتُ مِنْهُمْ عَنْ سُرُوْرِهِمْ فَقَالُوْا نَحْنُ
نَفْرَحُ عَلٰی قَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ زریر نے عرض کی کہ ای آقا
میرے یہ فدوی مرد مسافر تاجر ہی اس شہر مین بقصد تجارت وارد ہوا تھا
دیکھا مین نے کہ تمام اہل شہر بکمال مسرور و خوش ہین پس یہ حال دیکھکر
مین نے سبب اسکا پوچھا لوگون نے مجھ سے بیان کیا کہ ای شخص آج اس
شہر مین عید اسکی ہی کہ امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا ہی اور سر اقدس
انکا مع سرہائے شہدا کے نیزو نپر نصب کرکے داخل شہر ہوئے ہین

فَلَطَمْتُ وَجْهِي وَبَكَيْتُ بُكَاءً شَدِيدًا وَقُلْتُ وَا اَسَفَاهُ اَنَا بَعِيدٌ عَنِ الْاَوْطَانِ وَالْاَقْرَانِ وَغَرِيبٌ فِي الْبُلْدَانِ وَاِلَّا قَاتَلْتُ مِنْهُمْ

پس دریافت سے اس حال کے مجھ میں طاقت ضبط کی نہ رہی میں نے منہ اپنا پیٹ لیا اور بہت رویا اور کہا میں نے ہائے افسوس کہ میں اپنے قوم و قبیلہ سے دور ہوں اور اس شہر میں یکہ و تنہا غریب الوطن ہوں اگر کوئی شخص بھی میری مدد کو ہوتا تو میں ان اشقیا سے لڑکر جان اپنی آپ پر فدا کرتا فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَا هٰذَا جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا تَاْتِي مِنْكَ رَائِحَةُ الْمَحَبَّةِ قَالَ زُرَيْرٌ يَا سَيِّدِي فَاْمُرْنِي بِمَا يَلِيقُ بِي حَتّٰى اُخْدِمَكَ پس یہ کلمات سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای سعادتمند عوض اسکے حق سبحانہ تعالی تجھے جزائے خیر عطا کرے کہ تجھ سے بوئے محبت آتی ہی زریر نے عرض کی کہ ای سید و آقا میرے اگر کوئی خدمت لائق اس غلام کے ہے تو ارشاد فرمائیے کہ میں اُسے بجالاؤں اور سعادت ابدی حاصل کروں قَالَ الْاِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا زُرَيْرُ قُلْ لِحَامِلِ الرَّاْسِ اَنْ يَتَقَدَّمَ عَلَى النِّسَاءِ لِيَشْتَغِلَ النَّاظِرُونَ بِالنَّظَرِ اِلَى الرَّاْسِ عَنِ النِّسَاءِ حضرت نے فرمایا کہ ای زریر اگر تجھسے ہوسکے تو اس نیزہ دار کو کہ جو سر اُٹھائے ہی کسیطرح راضی کرکے عورات کی ہمراہی سے آگے بڑھا دے کہ یہ لوگ تماشائی دیکھنے میں سر اقدس کے مشغول ہوں اور دختران رسول مختار نگاہ ناظرین سے محفوظ رہیں فَمَضٰى زُرَيْرٌ اِلٰى حَامِلِ الرَّاْسِ وَاَعْطَاهُ خَمْسِينَ مِثْقَالًا مِنَ الذَّهَبِ حَتّٰى اعْتَزَلَ هُوَ وَتَقَدَّمَ بِهٖ مِنَ

النِّسَاۗءِ فَاسْتَرَاحَتِ النِّسَاۗءُ مِنْ مَدِّ النَّظَرِ اِلَیْهِنَّ پس زریر حسب
الارشاد اُس نیزہ دار کے پاس آیا اور اُس ملعون کو بچاس مثقال سونا
دیا اور اُسنے بہت سی ہنتون سے درمیان سے عورات کے آگے بڑھا دیا
پس سب تماشائی سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے دیکھنے مین مشغول
ہوے اور اہل حرم نگاہ سے نامحرمون کی فی الجملہ محفوظ رہے ثُمَّ اَتٰی زَرِیْرٌ
عِنْدَ الْاِمَامِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا سَیِّدِیْ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ
اُخْرٰی قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ یَا زَرِیْرُ اِنْ كَانَ فِیْ
رِحَالِكَ ثِیَابٌ زَائِدَةٌ فَاْتِنِیْ بِهَا لِلنِّسَاۗءِ پس زریر بہر خدمت بابرکت
امام زین العابدین علیہ السلام مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ اَی آقا میرے
اور جو خدمت کہ لائق اس فدوی کے ہو ارشاد ہو کہ تا مین اُسے بھی
بجالاؤن حضرت نے فرمایا کہ اَی سعادتمند اگر تیرے اسباب مین کچھ کپڑا تیری
حاجت سے زائد ہو تو اُسے میرے پاس لے آ کہ تا مین اُسے اہل حرم پر تقسیم
کرون آہ مومنین اس روایت سے ظاہر ہے کہ وہ سب اہل بیت عصمت
و طہارت بلوائے عام مین بے مقنعہ و چادر تھے فَاَتٰی زَرِیْرٌ لِكُلٍّ وَاحِدَةٍ
مِنَ النِّسَاۗءِ ثَوْبًا وَلِلْاِمَامِ عِمَامَةً وَفَرْجِیَّةً وَفِیْ هٰذِهِ الْحَالِ قَامَ
ضِیَاحٌ وَزَعَقَاتٌ فِی السُّوْقِ پس جب زریر نے یہ سنا اُسوقت ہر ایک
معظمہ کے واسطے ایک ایک چادر اور واسطے بیمار کربلا اپنے آقا مظلوم کے
ایک عمامہ اور ایک جامہ بطور پیراہن کے حاضر کیا پس اسی اثنا مین
بازار سے شور و غل بلند ہوا قَالَ زَرِیْرٌ فَتَاَمَّلْتُ ذٰلِكَ وَاِذَا هُوَ الشِّمْرُ

لعنہ اللہ فجئت الیہ وشتمتہ ومسکت لجام فرسہ وقلت لہ لعنک اللہ یا شمر راس ابن رسول اللہ علے الرمح ونسائہ سبایا

زریر کہتا ہی کہ بعد تامل کے معلوم کیا مین نے کہ شمر ملعون اپنے مرکب پر سوار چلا آتا ہی پس جب وہ شقی قریب میرے آیا مجھ سے ضبط نہو سکا مین نے آگے بڑھکے لگام اسکے گھوڑے کی پکڑ کے اسکو ملامت کی اور کہا مین نے کہ ای شمر لعنت و تفرین خدا تجھپر کیا ستم کیا ہی کہ سر اقدس فرزند رسول خدا اور جگر گوشہ علی مرتضے کا نیزہ پر نصب کیا ہی اور دختران فاطمہ زہرا مثل کنیزون کے بے نقاب اور بے مقنعہ و چادر مقید کی ہین یعنے یہ ظلم وستم آل رسول پر کب زیبا ہی فصاح الشمر اضربوہ فاحاطوا بہ وضربوہ وطعنوہ واجتمعوا علیہ اہل البلد بالاحجار حتے وقع مغشیا علے الارض نظنوا انہ مات وترکوہ ومضوا یہ کلمات سنکر شمر لعین غضبناک ہوا اور اپنے ہمراہیون کو آواز دی اور حکم دیا کہ اسکو مار ڈالو پس سنتے ہی حکم اس ملعون کے تمام لشکر نے اس سعادتمند کو گھیر لیا اور ہر طرف سے تلوارین اور نیزے مارنے لگے اور انھین دیکھکر اہل شہر نے بھی جمع ہوکر اس یکہ و تنہا پر اسقدر پتھر مارے کہ وہ بیکس غش کھا کر زمین پر گر پڑا پس شمر ملعون نے زریر کو مردہ پاکر وہین چھوڑ دیا اور خود مع اپنے رفقا کے آگے بڑھ گیا اب حضرات شیعہ حسرت و غور ہی کہ آیا وہ لباس اہل بیت تک پہونچا یا نہین اور اگر انکے پاس پہونچا تو شمر لعین نے باقی رکھا یا نہین آہ آہ حجت خدا زیارت ناحیہ

مقدسہ مین فرماتے ہین وَسُبِیَ اَهْلُكَ كَالْعَبِيْدِ وَصُفِّدُوْا فِي الْحَدِيْدِ
ای جدّ مظلوم اہل بیت کو آپکے اعدا نے مثل غلام اور کنیزون کے اسیر مقید
کیا اور طوق و زنجیرون مین جکڑ دیا يُسَاقُوْنَهُنَّ كَالْاِمَاءِ الْمَسْبِيَّاتِ
فِي الْبَرَارِيْ وَالْفَلَوَاتِ آہ اُن بیکسون کو اعدا اسیر و مقید کرکے
زمین ناہموار و صحرا مین لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ
افسوس اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے
اَيْدِيْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَى الْاَعْنَاقِ يُطَافُ بِهِمْ بِهٰذِهِ الْمَذَلَّةِ فِي
الْاَسْوَاقِ آہ آہ اعدا نے کمال ظلم و ستم ہاتھ اُن بیگناہون کے گردنون سے
مستحکم باندھے تھے اور یا این ذلت بازارون مین پھراتے تھے الا لعنۃ
اللہ علی القوم الظالمین

مجلس یازدہم

فِي الْبِحَارِ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ فِيْ مُوَدَّعِ الْحَجِّ اِمْرَاَةً
ضَعِيْفَةً عَلٰى دَابَّةٍ نَحِيْفَةٍ وَالنَّاسُ يَنْصَحُوْنَهَا لِتَنْكُصَ وَهِيَ
لَا تَنْكُصُ بحار الانوار مین مالک بن دینار سے منقول ہے کہ کہا اُسنے ایک
سال مین بقصد حج گھر سے چلا جب اُس جگہ پہونچا کہ جہان حاجیون کو
وداع کرتے ہین تو دیکھا مین نے ایک ضعیفہ کو کہ وہ مرکب لاغر پر سوار ہے
اور گرد اُسکے لوگ جمع ہین اور ہر ایک شخص اُس ضعیفہ کو سمجھاتا ہے کہ تم
اپنے گھر پھر چلو اور قصد سفر کا نہ کرو اسلیے کہ مرکب تمہارا اس مسافت
دور و دراز کو طی نہ کرسکے گا لیکن وہ ضعیفہ کسیکا کہنا نہ مانتی تھی آخرکار

ہمراہ قافلہ حجاج کے جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئی فَلَمَّا تَوَسَّطْنَا الْبَادِيَةَ
كَلَّتْ دَابَّتُهَا فَعَزَلْتُهَا فِي اِثْنَائِهَا پس جب قافلہ صحرا مین پہونچا تو
مرکب اُس ضعیفہ کا کہ نہایت ہی لاغر تھا چلتے چلتے گر پڑا فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا
اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ يَا رَبِّ لَا فِي بَيْتِي تَرَكْتَنِي وَلَا اِلَى بَيْتِكَ حَمَلْتَنِي
فَوَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَوْ فَعَلَ بِي هٰذَا غَيْرُكَ لَمَا شَكَوْتُهُ اِلَّا
اِلَيْكَ پس اُسوقت اُسنے سر اپنا طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب
اقدس الٰہی مین عرض کی کہ ای پروردگار میرے تونے نہ مجھے میرے
گھر مین رہنے دیا اور نہ مجھے اپنے گھر مین آنے دیا قسم ہی مجھے تیرے عزت
و جلال کی کہ اگر کوئی اور شخص مجھ سے اسطرح پیش آتا تو مین شکوہ اُسکا
سوائے تیرے کسی سے نہ کرتی لیکن شکوہ تیرا کس سے کرون بجز اسکے
کہ تجھ ہی سے عرض کرون قَالَ فَاِذَا شَخْصٌ اَتَاهَا مِنَ الْقِفَاءِ وَفِي
يَدِهٖ زِمَامُ نَاقَةٍ فَقَالَ لَهَا ارْكَبِي فَرَكِبَتْ وَسَارَتِ النَّاقَةُ
كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ مالک کہتا ہی کہ وہ ضعیفہ جناب باری مین ابھی یہ عرض
کر رہی تھی ناگاہ ایک شخص مہار ناقہ کی پکڑے ہوئے پس پشت سے اُسکے
نمودار ہوا اور سامنے اُسکے ناقہ کو بٹھایا اور کہا کہ ای ضعیفہ سوار ہو پس
وہ ضعیفہ اُسپر سوار ہوئی دیکھا مین نے کہ وہ ناقہ ایک چشم زدن مین
مثل برق نظر سے غائب ہوگیا فَلَمَّا بَلَغْتُ الْمَطَافَ رَاَيْتُهَا تَطُوفُ
فَحَلَّفْتُهَا فَقَالَتْ اَنَا شُهْرَةُ بِنْتُ مِسْكَةَ فِضَّةَ خَادِمَةِ الزَّهْرَاءِ
پس جب مین مکہ معظمہ مین داخل ہوا اور واسطے طواف خانہ کعبہ کے گیا

تو دیکھا مین نے کہ وہی ضعیفہ مشغول طواف ہی یہ دیکھا تعجب میرا زیادہ ہوا اور
اُسی حال مین مین نے اُس سے کہا کہ ای مقبول بارگاہ الٰہی قسم ہی تجھکو اُس
خدا کی کہ جسنے آپکو یہ رتبہ عطا کیا ہی اپنے نام و نسب سے مجھے مطلع کرو اُسنے
جواب دیا کہ ای شخص مین شہرہ بنت مسکہ ہون اور نام میرا مشہور بفضہ ہی
اور مین خادمہ ہون جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اور ایک
روایت مین یون وارد ہے کہ وہ شخص مظہر العجائب جناب امیر المومنین
علی بن ابیطالب علیہ السلام تھے کہ جس بزرگوار نے فضہ کنیز فاطمہ زہرا کو
آکر سوار کیا اور اُس عالم مسافرت وبیکسی مین بھی نامحرم کا سوار کرنا گوارا نہ
ہوا آب حضرات مقام حسرت ہی کہ جنکی کنیزون کا یہ رتبہ ہو انھین کی
بیٹیان بعد شہادت جناب سید الشہدا مظلوم کربلا کے بے نقاب دیار بدیار
اونٹون پر سوار کرکے پھرائی جائین اور بروز روشن بلوائے عام مین شہر
دمشق مین لائی جائین کہ بنا بر مشہور کے وہ پہلی تاریخ ماہ صفر سنہ اکسٹھ ہجری
کی تھی فِی الْاَمَالِی وَالْمَقْتَلِ وَاللُّهُوفِ اَنَّهٗ لَمَّا قَرُبَ الْكُفَّارُ مِنَ
دِمَشْقَ وَاَرَادُوْا اَنْ يَّدْخُلُوْا فِيْهِ بِالرُّؤُسِ وَالنِّسَاءِ بِالنَّهَارِ
مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ بَيْنَ الْاَعْدَاءِ عَظُمَ ذٰلِكَ عَلٰى بَنَاتِ مُحَمَّدِنِ
الْمُصْطَفٰى چنانچہ امالی اور مقتل ابو مخنف اور لہوف مین منقول ہی کہ جب
اشقیائے کوفہ وشام مع سرہائے شہدا اور اہل بیت جناب رسول خدا
طی منازل کرتے ہوئے کوفہ سے قریب شہر دمشق کے پہونچے وہان شب باش
ہوئے اور باہم یہ مشورہ کیا کہ صبح کو بروز روشن داخل شہر ہون اور اہل بیت

عصمت و طہارت کوچہ مقتضمہ و جادر بکمال مذلت سر بازار پھرائین پس جب یہ خبر دختران رسول خدا نے سُنی نہایت بیقرار و مضطر ہوئین وَتَضَاعَفَتْ حَسَرَاتُهَا وَتَصَاعَدَتْ بِهِ زَفَرَاتُهَا فَتَوَجَّهَتْ اُمُّ كُلْثُومٍ اِلَى الشِّمْرِ وَقَالَتْ لَهُ يَا هٰذَا اِلَيْكَ حَاجَةٌ وَاَنَا ابْنَةُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ اور ہر ایک مظلومہ کا رنج و الم دو چند ہوا اور اپنی بیکسی پر بہت روئین پس اُس حالت اضطرار مین جناب ام کلثوم متوجہ ہوئین طرف شمر ملعون کے اور فرمایا کہ ای شمر مجھ بیکس کی تجھ سے ایک حاجت ہی اگر تو بلحاظ اسکے کہ مین دختر فاطمہ زہرا ہون اُسے قبول کرے تو بعید از حمیت عرب نہوگا فَقَالَ مَا حَاجَتُكِ قَالَتْ اِذَا دَخَلْتَ بِنَا الْبَلَدَ فَاحْمِلْنَا فِي دَرْبٍ قَلِيلِ النَّظَّارَةِ وَقُلْ لِحَامِلِ الرُّؤُسِ اَنْ يُخْرِجُوا مِنْ بَيْنِ النِّسَآءِ فَقَدْ خُزِيْنَا مِنْ كَثْرَةِ النَّظَرِ اِلَيْنَا پس یہ سنکر اُس شقی نے کہا کہ حاجت تمھاری کیا ہی اُس مظلومہ نے فرمایا سنا ہی ہمنے کہ صبح کو لشکر تمھارا ہم بیوارثون کو لیکر داخل شہر ہوگا اور اہل شہر ہم بیکسون کے تماشے کو جمع ہونگے ای شمر جیسے کہ ہمنے یہ خبر سنی ہی بسبب حیا کے ہمارا غیر حال ہی اور کمال شناعت ہین کہ ہم بیٹیان فاطمہ زہرا کی آج مثل دختران کفار کے بظلم و ستم مقید و گرفتار ہون اور ہمین نامحرم باوا سے عام مین بے نقاب دیکھین اور رسوا ہون پس مین تجھ سے اتنا چاہتی ہون کہ تو ہمین ایسی راہ سے لیچل کہ جسطرف مجمع تماشائیونکا کم ہو اور جو نیزہ دار کہ سر شہدا اسکے لیے ہین اُنھین بھی حکم دے کہ وہ سب ہم اہل حرم کے درمیان سے آگے

پڑھ جائین کہ تا تماشائی دیکھنے مین سرون کے مشغول ہون اور ہم عورات
نظر سے نامحرمون کی محفوظ رہین فسکت ولم یجبہا فلما اصبح امر الملعون
ان یجعل الرؤس فی اوساط النساء فساروا مع السبایا مزدوج [illegible]
کثیر النظارۃ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر وہ ملعون ساکت رہا اور جواب نہ دیا
پس جب صبح ہوئی از راہ کفر و عناد کے اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ مع سرہاے
شہدا داخل شہر ہون اور اُسطرف سے ہوکر گذرین کہ جہان مجمع تماشائیون کا
بہت ہوتا ہے ایک شخص اہل بیت رسول مختار کو بے مقنعہ و چادر بحال ذلت
اونٹون پر سوار دیکھے اور جو نیزہ دار کہ سر شہدا کے لیے ہوے ہین وہ سب
وسط مین عورات کے رہین اور کوئی اُنمین سے آگے نہ بڑھے پس موافق حکم
اُس ملعون کے اُسیطرح سے لشکر داخل شہر ہوا اور سر بازار مجمع عام مین ہوکر
گذرے قال سہل وقائل یقول الراس یدخل من ہذا الباب
فوقفت ہناک وکنت اشد حزنا لفرحہم چنانچہ سہل بن سعد
کہتا ہے کہ ایک منادی ندا کرتا تھا کہ سر اقدس اس دروازہ سے داخل
شہر ہوگا یہ سنکر مین اُسی جگہ کھڑا رہا اور مین بسبب اُن اشقیا کے فرح و سرور کے
نہایت رنجیدہ اور غمگین تھا واذا براس الحسین علیہ السلام والنور
یسطع منہ کنور رسول اللہ فلطمت وجہی وعلا بکائی ونحیبی
یکایک سر انور فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام کا سامنے نمود
ہوا کہ نور اُس سے مانند نور جناب رسول خدا کے ساطع و بلند تھا پس یہ
دیکھکر مین نے منھ اپنا پیٹا اور بے اختیار آواز گریہ و بکا میری بلند ہوئی

وَقُلتُ وَاحزُنَاہُ لِلاَبدَانِ السَّلِیبَۃِ النَّازِحَۃِ عَنِ الاَوطَانِ المَدفُونَۃِ بِلَا اَکفَانٍ وَاحزُنَاہُ عَلَی الخَدِّ التَّرِیبِ وَالشَّیبِ الخَضِیبِ اور مین نے کہا افسوس ہے اُن بدنہاے طاہرہ پر جو عالم غربت مین بے لباس کیے گئے اور اپنے وطنون سے جدا کیے گئے اور بغیر کفن کے دفن کیے گئے ہاے افسوس اُن رخسار ہاے انور پر جو خاک آلودہ ہوے اور افسوس ہے اُس ریش سفید و نورانی پر جو خون بدن سے خضاب ہوئی یا رسول اللہ لَیتَ عَینَاکَ تَرَی رَاسَ الحُسَینِ فِی دِمَشقَ یُطَافُ بِہٖ فِی الاَسوَاقِ وَبَنَاتُکَ مُشَہَّرَاتٌ عَلَی النِّیَاقِ مُشَقَّقَاتُ الذُّیُولِ وَالاَزیَاقِ یَنظُرُ اِلَیہِنَّ اَشرَارُ الفُسَّاقِ یا رسول اللہ کاش کہ آپ بچشم خود دیکھتے اسوقت سر انور اپنے فرزند حسین مظلوم کا کہ کسطرح بازار دمشق مین پھرایا جاتا ہی اور بیٹیان آپکی شتران بے کجاوہ پر چاک گریبان با لباس کہنہ سر عریان پھرائی جاتی ہین اور اشرار فساق بکمال سرور اُنکو دیکھتے ہین اِبنَ عَلِیِّ بنِ اَبِی طَالِبٍ عَلَیہِ السَّلَامُ مِیرَاکَ عَلٰی ہٰذِہِ الحَالَۃِ ثُمَّ بَکَیتُ وَبَکٰی لِبُکَائِی مَن سَمِعَ صَوتِی مِنہُم ہاے افسوس کہان ہین جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کہ آپکے سر ہاے خاک و خون آلودہ اور اپنی دختران ستم رسیدہ کو اس حال زار سے دیکھین راوی کہتا ہی کہ بعد اسکے مین رویا اور میرے رونے سے وہ لوگ بھی روئے کہ جنھون نے میری آواز سنی وَمُنَادٍ یُنَادِی بَینَ اَیدِیہِم ؎

ہٰذِی سَبَایَا مِن بَنَاتِ مُحَمَّدٍ | یُشہَرنَ مَا بَینَ القَبَائِلِ وَالمَلَا

راسُ الحسینِ علی قناۃٍ یُرفعُ		والجسمُ منہُ بالترابِ مُرَمَّلٗ

پس یکایک ایک منادی اُن کفار سے آگے آگے سرہاے شہدا اور اہل بیت
اطہار کے باواز بلند یہ آواز دیتا جاتا تھا کہ آگاہ ہو اے اہل شام یہ اسیر
دختران رسول خدا ہیں آج یہ مخدرات عصمت باین ذلت مقید ہوکر مجمع
عام میں پھرائی جاتی ہیں اور آج محل سرور ہے کہ سر امام حسینؑ کا نوک نیزہ پر
رکھکر بطریق ہدیہ واسطے یزید امیر شام کے لائے ہیں اور جسم اطہر انکا بے غسل
وکفن بیدفن زمین کربلا پر پڑا ہے فبعد ذلک بلغوا الی باب قصر یزید
لعنہُ اللہ وھو کان جالساً علی السریر منتظراً للسبایا والرؤس
مع کثیرٍ من المشائخ من اہل الشام فی مجمع الخواص والعوام
راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے وہ کفار دروازہ قصر یزید پر پہونچے اور اسوقت
وہ ملعون بکمال شوکت وشان تخت سلطنت پر منتظر پہونچنے سرہاے شہدا
اور قیدیوں کا بیٹھا تھا اور گرد اُس تخت کے بہت سے اُمراے شام بیٹھے
تھے بلکہ مشہور ہے کہ سات سو آئین کرسی نشین تھے اور مجمع خاص وعام سے
وہ تمام دار الامارہ بھرا ہوا تھا وطوی بساط النطع والامر ومدّ
بساط الخمر والزمر وامر باحضار الراس فجعل خولی اللعین
قد غسل راس الحسینؑ ووضعہُ فی طست من الذھب
وغطاہ بمندیلٍ دبیقی لئلا یتنفر منہُ یزید الشقی فدخل
معہٗ فی مجلسہ والقاہ مختصراً تحت سریرہٖ اور اُس ملعون نے
بسبب داخل ہونے سر اطہر امام حسین علیہ السلام کے حکم دیا کہ آج تمام

کار و بار مملکت کے موقوف رہیں اور ہر شخص ارکان سلطنت سے مشغول
برقص و قمار بازی اور مصروف بشراب خواری ہو اسلیے کہ آج روز خوشی
و سرور ہے اور حکم دیا کہ سر اقدس سامنے اس شقی کے لاؤ پس خولی ملعون نے
سر اطہر کو دھویا اور ایک طشت طلائیں رکھا اور اسپر رومال دیبا ڈھانپا
آہ مومنین اس لعین کو ان تکلفات سے تعظیم سر اقدس کی منظور نہ تھی
بلکہ مقصود اس سے یہ تھا کہ کسیطرح یزید نظارہ سر فرزند خیر البشر سے
نفرت نہ کرے پس خولی ملعون اس طشت کو سامنے اسکے لیگیا ہائے مومنین
اب کس زبان سے بیان کروں کہ اس ملعون نے سر اقدس کو کس
حقارت سے زیر تخت یزید کے رکھا کہ اسکے سبب سے عرش و کرسی کانپنے
لگے ہونگے قَالَ اَبُو الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ
اَفْضَعُ مِنْ اِلْقَاءِ رَاْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ ابو القاسم بن
محمد کہتا ہے کہ قسم بخدا میں نے کسی چیز ذلیل کو بھی اس حقارت سے کسیکو
پھینکتے نہیں دیکھا تھا کہ جس حقارت سے سر اقدس امام حسینؑ کا خولی کو
اسوقت مجلس یزید میں پھینکتے دیکھا فَلَمَّا نَظَرَ يَزِيدُ لَعَنَهُ اللّٰهُ سُرَّ بِهِ
وَنَكَتَ شَفَتَيْهِ بِقَضِيْبِ خَيْزَرَانٍ وَيَضْحَكُ وَيَقُولُ لَقَدْ
كُنْتَ حَسَنَ الْمَضْحَكِ يَا حُسَيْنُ وَلَقَدْ اَسْرَعَ بِكَ الشَّيْبُ يَا اَبَا
عَبْدِ اللّٰهِ پس جب خولی شقی نے رومال طشت طلا سے اٹھایا اور سر انور کو
یزید ملعون نے زیر تخت رکھا دیکھا کمال ہی مسرور ہوا آہ اسوقت وہ
لعین شراب پیتا تھا جو بچتی تھی وہ نیچے پھینکدیتا تھا اسلیے کہ وہ ملعون

جاتا تھا کہ یہ امر حضرت کو نہایت ناگوار تھا اور بہنیت سے لب و دندان انور حضرت کے کھولتا تھا اور ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسینؑ کسقدر لب و دندان آپکے خوبصورت و خوشنما ہین اور کمال تعجب ہی کہ آپ بہت ہی جلد پیر و ضعیف ہو گئے اِس مقام پر جناب سلطان العلما علیہ الرحمہ نے بعض کتب اہل سنت سے نقل کیا ہی کہ اُسوقت بکمال سُرور یزید لعین اُس سر اقدس سے خون لیکر مثل سرمہ کے اپنی آنکھون مین لگاتا تھا کہ تا خنک ہون ہائے افسوس کیسی عداوت تھی بنی امیہ کو آل رسول سے کہ بعد قتل کرنے کے بھی اپنے عناد سے باز نہ رہے الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس دوازدہم

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَاھَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ لَا یَقْبَلَ اِیْمَانَ عَبْدٍ اِلَّا بِمَحَبَّۃِ اَھْلِبَیْتِیْ اکسیر العبادات مین منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے کہ عہد و پیمان کیا ہی مجھ سے میرے پروردگار عالم نے یہ کہ قبول نہ کریگا ایمان کسی بندہ کا مگر بمحبت و مودت میرے اہل بیت کے پس حضرات کیا حال ہوگا اُن لوگونکا کہ جنھون نے اول اقرار کیا وحدانیت خدا اور رسالت سرور انبیا اور ولایت و محبت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کا بعد اُسکے مرتد ہوگئے اور اہل بیت رسالت سے بظلم و عناد پیش آئے بعض کو زہر سے شہید کیا اور بعض کو عالم غربت مین قتل کیا جیسا کہ جناب سید الشہدا کو مہمان بُلاکر

صحرائے کربلا میں مع اعوان و انصار پیاسا شہید کیا اور جسم اقدس ریگستان گرم پر چھوڑ دیا اور سر انور بدن اطہر سے جدا کرکے یزید شرابخوار کے پاس بطور ہدیہ لیگئے چنانچہ مقتل ابومخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ جب سر انور مظلوم کربلا کا زیر تخت یزید نے رکھا دیکھا اُسوقت وہ ملعون بکمال فرحت و سرور چھڑی سے لب و دندان انور کھولتا تھا اور ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسین کسقدر لب و دندان آپکے حسین و خوبصورت ہیں اور تعجب ہے کہ آپ بہت ہی جلد پیر و ضعیف ہوگئے فِی الْخَرَائِجِ اَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی یَزِیْدَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ وَرَاَی الرَّاْسَ فِی الطَّسْتِ وَھُوَ یَضْرِبُ بِالْقَضِیْبِ عَلٰی اَسْنَانِہٖ چنانچہ خرائج میں منقول ہے کہ اُسوقت زید بن ارقم داخل مجلس یزید ہوا دیکھا کہ سر انور سید الشہدا کا طشت میں رکھا ہے اور یزید لعین چھڑی دندان انور پر لگاتا ہے فَقَالَ کُفَّ عَنْ ثَنَایَاہُ فَطَالَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ یُقَبِّلُھَا فَقَالَ یَزِیْدُ لَعَنَہُ اللّٰہُ لَوْلَا اَنَّکَ شَیْخٌ کَبِیْرٌ خَرِفْتَ لَقَتَلْتُکَ پس زید بن ارقم نے کہا کہ اے یزید باز رہ اس بے ادبی سے کہ جو تو ان دندانہائے انور سے کر رہا ہے کیونکہ میں نے مکرر دیکھا ہے کہ جناب رسالتمآب ان دانتوں کے بکمال محبت بوسے لیتے تھے پس یہ سنکر یزید نے کہا کہ اگر تو مرد پیر نہوتا اور عقل تیری زائل نہوئی ہوتی تو تجھکو میں ضرور قتل کرتا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ اَبُوْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیُّ وَقَالَ لَہٗ وَیْحَکَ یَا یَزِیْدُ قَطَعَ اللّٰہُ یَدَیْکَ اَتَنْکُتُ ثَغْرَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ یہ ظلم و ستم یزید کا دیکھکر

ابو بردہ اسلمی بیتاب ہو گیا اور بآواز بلند اُس سے کہا کہ ای یزید وائے ہو تجھ پر
خداوند قہار دونوں ہاتھ تیرے قطع کرے ہائے کیا غضب کرتا ہے کہ لب و دندان
امام حسینؑ پر چھڑی رکھتا ہے وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَرْشُفُ ثَنَايَاهُ
وَشَفَتَي اَخِيْهِ وَيَقُوْلُ لَهُمَا اَنْتُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَتَلَ اللّٰهُ
مَنْ يَقْتُلُكُمَا وَلَعَنَهُ اللّٰهُ مَنْ يَظْلِمُكُمَا وَاَعَدَّ لَهٗ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ
مَصِيْرًا قسم بخدا میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جناب رسالت مآبؐ لب و دندان
امام حسینؑ اور انکے بھائی امام حسنؑ کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم
دونوں نور چشم میرے سردار ہو جوانان اہل بہشت کے خدا قتل کرے
اُس شقی کو کہ جو تمکو قتل کرے اور خدا لعنت کرے اُس ملعون پر کہ جو تمپر
ظلم کرے اور حق سبحانہ تعالی اُس ملعون کو داخل جہنم کرے کہ وہ بدترین
جائے سکونت کفار ہے فَغَضِبَ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ لَوْلَا ذَهَبَ عَقْلُكَ
وَلَوْ لَمْ تَكُنْ شَيْخًا لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ فَاَخْرَجَهٗ مِنْ مَجْلِسِهٖ پس یہ سنکر وہ
ملعون غضبناک ہوا اور کہا کہ اگر عقل تیری زائل ہوئی ہوتی اور تو مرد پیر
نہوتا تو تجھے ابھی قتل کرتا پس یہ کہکر یزید نے اُس سعادتمند کو کمال ذلت
اپنی مجلس سے نکلوا دیا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنُصِبَ
عَلٰى بَابِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَالْتَفَتَ اِلَى النِّسَاءِ وَاسْتَفْسَرَ عَنْ
اَسْمَائِهِنَّ فَقَالُوْا لَهٗ يَا اَمِيْرُ هٰذِهٖ زَيْنَبُ وَهٰذِهٖ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَ
هٰذِهٖ فَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ بَنَاتُ عَلِيٍّ وَهٰذِهٖ بَنَاتُ الْحُسَيْنِ بعد
اسکے اُس شقی نے حکم دیا کہ سر اقدس امام حسینؑ کا جائے بلند پر واسطے

عبرت خلق کے لٹکا دو پس موافق حکم اُس بیحیا کے سر اطہر اُن حضرت کا دروازہ مسجد جامع دمشق پر نصب کیا گیا اور پھر وہ بیحیا متوجہ طرف اہل بیت رسالت کے ہوا اور اپنے ملازموں سے پوچھا کہ یہ عورات کون کون ہیں آہ ملازمان یزید نے بیان کیا کہ ای امیر وہ زینب ہی اور وہ ام کلثوم اور وہ فاطمہ اور وہ رقیہ دختران علی بن ابیطالب ہیں اور وہ سکینہ اور وہ فاطمہ اور زینب یہ سب بیٹیاں ہیں حسین بن علی کی قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ اِنَّ يَزِيْدَ رَقَّ لَنَا وَالطَفَنَا فَبَيْنَا كَذَالِكَ اِذْ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَحْمَرُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ لَهٗ يَا اَمِيْرُ هَبْ لِيْ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ وَاَشَارَ اِلَيَّ پس جناب فاطمہ دختر جناب سید الشہدا فرماتی ہیں کہ جب یزید نے ہم اہل بیت رسول خدا کو بحال پریشان اپنے سامنے مقید دیکھا متاسف ہوا اور بالتفات ہم سے کلام کر رہا تھا کہ اسی اثنا میں ایک شخص شامی سرخ رنگ سامنے یزید کے آیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ ای امیر یہ لڑکی ان اسیروں میں سے مجھے عنایت کر کہ مجھے حاجت پرستار کی ہی وَكُنْتُ جَارِيَةً فَفَزِعْتُ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ عَمَّتِيْ زَيْنَبَ فَقَالَتْ لَهٗ كَذَبْتَ وَاللّٰهِ لَعِنْتَ بِهِ مَا ذٰلِكَ لَكَ وَلَهٗ وہ صاحبزادی فرماتی ہیں کہ میں کمسن تھی التماس اُس شامی کی سنکر مجھے گمان ہوا کہ یزید سا ظالم موافق التماس اُس شقی کی مجھے حوالہ اُسکے کر دیگا پس میں بسبب خوف اُس ملعون کے دامن سے اپنی پھوپھی زینب خاتون کے لپٹ گئی اور اُنسے طالب حمایت ہوئی

جب اُن معظمہ نے مجھے اسقدر مضطر دیکھا مجھ سے کلمات تسکین کے ارشاد کیے اور
اُس ملعون سے فرمایا کہ اے بیدین کاذب اور لعین ہے تو اس امر مین قسم بخدائے
عزوجل ہرگز مجال تیری اور اُسکی نہین ہے کہ دختران رسول خدا کو کنیز اپنی
بناسکے فغضب یزید وقال لها بل کذبت واللہ لو شئت لفعلته
قالت لا واللہ ما جعل اللہ ذلک لک الا ان تخرج عن ملتنا پس
یہ سنکر یزید غضبناک ہوا اور اُن معظمہ سے کہا کہ یہ شامی ہرگز کاذب نہین ہے
بلکہ تم کاذبہ ہو قسم بخدا اگر مین چاہون تو اس لڑکی کو ابھی اسے حوالہ کردون
جناب زینب نے فرمایا کہ ہرگز تجھے قدرت اسپر نہین ہے کہ ہمپر اسطرح کا ظلم
کرے مگر یہ کہ تو ملت نبوی اور اسلام ظاہری سے بھی خارج ہو جاوے
فغضب وقال ایای تستقبلین بهذا انما خرج من الدین ابوک
واخوک فقالت بدین اللہ ودین ابی واخی وجدی اهتدیت
انت وابوک فغضب اللعین وهمّ بها یہ سنکر وہ بیدین اور
زیادہ غضبناک ہوا اور کہا کہ اے زینب کیا تمکو مطلق خوف اپنی جان کا
نہین ہے کہ مجھ سے یہ سخت کلامی پیش آتی ہو بعد اسکے اُس ملعون خارجی نے
نسبت خروج کی دین سے معاذ اللہ طرف اُن معظمہ کے بزرگون کے کی
جناب زینب نے فرمایا کہ اے بیدین عجب بیحیا ہے تو کہ تونے اور تیرے باپ
معاویہ نے دین خدا اور میرے بزرگون کے دین جناب محمد مصطفیٰ اور
علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ اور حسین شہید کربلا علیہم السلام سے ہدایت پائی اور
اُنھین کی رہنمائی سے تونے اسلام اختیار کیا اب اُن پیشوایان دین نہین

لیطرف نسبت خروج کی کرتا ہی پس یہ سنکر وہ شقی نہایت غضبناک ہوا اور
چاہا کہ ان معظمہ کو قتل کرے قَالَتْ یَا اَمِیْرُ تَشْتُمُ ظُلْمًا وَ تَقْصُرُ بِسُلْطَانِکَ
فَکَاَنَّہٗ اسْتَحْیٰی وَسَکَتَ وَعَادَ الشَّامِیُّ مِنْ مَقَالَتِہٖ فَقَالَ لَہٗ یَزِیْدُ
اُعْزُبْ وَھَبَ اللّٰہُ لَکَ حَتْفًا قَاضِیًا اسوقت جناب زینب نے
فرمایا کہ ای یزید آج تو مسند آرای تخت سلطنت و حکومت ہی اور ہم اہل بیت
رسالت مقید و ناچار تیرے سامنے بیکس و بے بس ہیں بس جو چاہے تو
ہم بیکسون کو کہہ لے اور ہمپر ظلم و ستم کر راوی کہتا ہی کہ یہ کلمات حضرت
سنکر وہ لعین گویا نادم ہو کر ساکت ہوا لیکن وہ شامی پھر یزید سے طالب
اسی امر محال کا ہوا یزید نے اس سے کہا کہ ای بیحیا دور ہو نہیان سے خدا
تجھے عوض اس تمنا کے موت دے اور داخل جہنم کرے وَفِیْ رِوَایَۃٍ
اُخْرٰی اَنَّہٗ قَالَتْ لَہٗ اُمُّ کُلْثُوْمٍ اُسْکُتْ یَا لُکَعَ الرِّجَالِ قَطَعَ اللّٰہُ
لِسَانَکَ وَاَعْمٰی عَیْنَیْکَ وَاَیْبَسَ یَدَیْکَ وَجَعَلَ النَّارَ مَثْوَاکَ
اِنَّ اَوْلَادَ الْاَنْبِیَاءِ لَایَکُوْنُ خَدَمَۃً لِاَوْلَادِ الْاَدْعِیَاءِ اور دوسری
روایت میں یون وارد ہوا ہی کہ جب اس شامی نے مکرر واسطے طلب
اس امر محال کے یزید سے التماس کی اسوقت جناب ام کلثوم نے فرمایا
کہ ای مرد لئیم چپ ہو خداوند قہار تیری زبان کو قطع کرے اور تجھے نابینا کرے
اور ہاتھ اور پانون تیرے خشک کرے اور تجھے داخل جہنم کرے ای بیحیا
اولاد انبیا ہرگز پرستار اولاد کفار کے نہیں ہو سکتے ہیں قَالَ وَاللّٰہِ
مَا اسْتَتَمَّ دُعَاؤُھَا حَتّٰی قَطَعَ اللّٰہُ لِسَانَہٗ وَاَعْمٰی عَیْنَیْہِ وَاَیْبَسَ

یداہ ورجلیہ واماتہ وجعل النار ماواہ ومثواہ راوی کہتا ہی کہ
قسم بخدا ہنوز دعا اُس مخدومہ کی تمام نہوئی تھی کہ اسیوقت جناب احدیت نے
زبان اُس بے ایمان کی قطع کی اور اُس ملعون کو اندھا کر دیا اور ہاتھ اور
پانوں اسکے خشک کر دیے اور اسکو داخل جہنم کیا۔ وروی السید رحمہ
اللہ انہ لما سمع الشامی کلام زینب بنت علی ورای النور من
وجوہ النساء ساطعا تعجب بہ وقال یا یزید من ہذہ السبایا
اور سید ابن طاؤس رحمہ اللہ نے یوں روایت کی ہی کہ جب اُس شامی نے
کلام جناب زینب دختر امیر المومنین کا سنا کہ وہ معظمہ مثل اپنے پدر بزرگوار
تکلم فرماتی ہیں اور شان و شوکت اُن مخدرات عصمت و طہارت سے
مشاہدہ کی اور نور اُنکے چہروں کا مثل آفتاب ساطع کے روشن و تابان پایا
نہایت متعجب ہو کر اُس لعین سے پوچھا کہ اے یزید یہ اسیر کسکے اہل حرم ہیں
قال یزید ہذہ زینب وہذہ ام کلثوم وہذہ رقیۃ بنات
علی بن ابیطالب وہذہ سکینۃ وہذہ فاطمۃ بنات الحسین
بن علی یزید ملعون نے جواب دیا کہ یہ زینب اور یہ ام کلثوم اور یہ رقیہ
دختران علی بن ابیطالب ہیں اور یہ سکینہ اور یہ زینب اور یہ فاطمہ
یہ سب بیٹیاں ہیں حسین بن علی کی کہ بعد قتل کرنے حسین کے انھیں مقید
کر کے میرے سامنے لائے ہیں قال الشامی اقتلت حسین بن فاطمۃ
بنت نبیک قال نعم قال الشامی لعنک اللہ یا یزید قتلت
عترۃ نبیک وسبیت ذریتہ فخرجت عن الدین والاسلام

اُس شامی نے پھر پوچھا کہ ای یزید کیا قتل کیا ہی تونے امام حسین فرزند فاطمہ
زہرا بنت رسول الثقلین کو اور یہ سب اسیر دختران فاطمہ زہرا ہین یزید نے
جواب دیا کہ ہان اُسی حسین کو مین نے قتل کیا ہی اور یہ سب اسیر اُنکے
اہل حرم ہین پس یہ سنکر اُس شامی نے کہا کہ ای یزید لعنت خدا تجھپر کہ تونے
فرزند رسول خدا کو قتل کیا اور دختران فاطمہ زہرا کو مقید کیا ہی اے
ملعون وہ ظلم و ستم کیا ہی تونے کہ جس سے تو دین اسلام سے خارج ہوا
وَاللهِ مَا تَوَهَّمْتُ اِلَّا اَنَّهُمْ سَبَايَا الرُّوْمِ فَغَضِبَ يَزِيْدُ مِنْ
ذٰلِكَ وَاَمَرَ بِقَتْلِهٖ فَقُتِلَ وَاَمَرَ لِلنِّسَاۤءِ اَنْ يُدْخَلْنَ فِي السِّجْنِ
ای ملعون قسم بخدا کہ مجھے گمان اسکا نہ تھا کہ تونے شاہزادیون کونین
کی مقید کیا ہی بلکہ مجھے یقین تھا کہ یہ اسیران ترک و روم سے ہین اور
اسی خیال سے مین تجھ سے طالب کنیز ہوا تھا راوی کہتا ہی کہ اِس
کلام سے اُس شامی کے وہ ملعون غضبناک ہوا اور اُسیوقت اپنے
ملازمون کو حکم دیا کہ ابھی اس شامی کو قتل کرو پس موافق حکم اُس
شقی کے وہ سعادتمند اُسیوقت قتل ہوا اور بعد اسکے یزید ملعون نے
اہل بیت اطہار کو ایک خرابہ مین کہ جو دن کی دھوپ اور رات کی
شبنم سے محفوظ نہ تھا بکمال ظلم و ستم مقید کیا اور وہ بیکس مدت تک
اُسی جگہ مقید رہے اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ

مجلس سیزدہم

فِي بَحْرِ الْمَصَائِبِ عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ

اِعْلَمُوا وَتَيَقَّنُوا اَنَّ لَنَا مَعَ كُلِّ وَلِيٍّ اَعْيُنًا نَاظِرَةً لَا يُشْبِهُ اَعْيُنَ النَّاظِرِيْنَ وَفِيْهَا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللهِ وَحِكْمَةٌ مِّنْ حِكَمِ اللهِ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ فِيْهَا نَصِيْبٌ وَكُلُّ بَعِيْدٍ مِّنْهَا قَرِيْبٌ بحر المصائب میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہی فرمایا اُس جناب نے ایہا الناس یقین جانو اس امر کو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں واسطے دیکھنے ہر ایک دوست کے ایسی چشم بینا عطا کی ہی کہ ہرگز چشمہائے انسانی کو اُنسے کچھ مشابہت نہیں ہی اور چشمہائے نورانی ہماری نور اقدس الٰہی سے منور ہیں اور حکمت الٰہی سے مملو ہیں اور جو چیز کہ تمھاری نظروں سے بعید ہی وہ چیز ہمارے پیش نظر ہی اور وہ ہمسے نزدیک و قریب ہی وَلَيْسَ عَلَيْنَا يَخْفٰى مِنْ اَعْمَالِكُمْ وَاَقْوَالِكُمْ وَاَفْعَالِكُمْ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ فَمَا كَانَ لَنَا عَلَى النَّاسِ فَضْلٌ اور فرماتے ہیں کہ ایہا الناس کوئی چیز تمھارے اعمال و افعال اور اقوال سے ہمپر مخفی نہیں ہی بلکہ ہر ایک قول و فعل سے تمھارے ہم اہل بیت رسالت کو اطلاع ہی اور مصداق ہمارے اِس قول کا کلام مجید ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ خدا عالم ہی تمھارے اعمال کا اور رسول اُسکا اور ائمہ ہدیٰ واقف ہیں اُس سے کہ جو تم کرتے ہو اور اگر ہم بھی مثل تمھارے محتاج ہوں طرف بصارت ظاہری کے تو پھر ہم میں اور تم میں کیا فرق رہے اور ہم تمسے کس امر میں افضل و ممتاز ہوں پس مومنین درصورتیکہ حضرات ائمہ ہدیٰ علیہم السلام

ناظر ہین ہمارے اعمال اور افعال او اقوال کے تو چاہیے ہم سبکو کہ گریہ وزاری
اور بیقراری کرین ہر مصیبت امام حسین پر خاص کر اس مصیبت عظمی پر کہ
دختران جناب فاطمۂ زہرا بعد شہادت جناب سید الشہدا کے آوارہ وطن
مثل کنیزون کے شتران بے پردہ پر سوار ہر شہر و دیار مین پھرائی گئین اور
کوئی شخص اُمت جفاکار سے حامی و مددگار اُنکا نہ تھا اور اُنکے اس حال
زار پر کسی بیرحم کا دل درد مین نہ آتا تھا بلکہ اُن بیکسون کو اس مصیبت عظمے مین
مبتلا دیکھکر مسرور ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا تھا یہانتک
کہ اسیطرح اعدا بازار دمشق مین لائے اور بنابر مشہور کے وہ پہلی تاریخ
ماہ صفر سنہ اکسٹھ ہجری کی تھی فِی البِحَارِ وَالمَقتَلِ عَن زَیدٍ عَن آبَائِہٖ
عَن سَھلِ بنِ سَعدٍ اَنَّہٗ قَالَ خَرَجتُ اِلٰی بَیتِ المُقَدَّسِ حَتّٰی
تَوَسَّطتُ الشَّامَ چنانچہ بحار الانوار او مقتل ابومخنف مین زید سے او
اُسنے اپنے آباسے اور اُنھون نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ سہل کہتا ہے
کہ مین بارادۂ زیارت بیت المقدس اپنے گھر سے روانہ ہوا یہانتک کہ
ملک شام مین پہونچا فَوَصَلتُ اِلَی المَدِینَۃِ المُسَمَّاۃِ بِدِمَشقَ فَوَجَدتُّہَا
مُطَّرِدَۃَ الاَنہَارِ کَثِیرَۃَ الاَشجَارِ وَرَاَیتُ الاَسوَاقَ مُعَطَّلَۃً وَ
الدَّکَاکِینَ مُغلَقَۃً وَعُلِّقَ الحُجُبُ وَالسُّتُورُ وَاَھلُھَا فِی فَرَحٍ
وَسُرُورٍ یعنی مین داخل شہر دمشق ہوا دیکھا مین نے کہ اُس شہر مین بہت سے
باغ سرسبز ہین اور درخت میوہ دار بکثرت ہین اور جابجا نہرین جاری
ہین اور دکانین اُس شہر کی بند ہین اور جابجا پردے پڑے ہین اور اہل شہر

خوش و مسرور پھرتے ہین وَھُوْ بِاَنْوَاعِ الزِّیْنَۃِ مُتَزَیِّنُوْنَ وَبِالدُّفُوْفِ
وَالطُّبُوْلِ لَاعِبُوْنَ فَتَقَدَّمْتُ عَلَی الشَّیْخِ وَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ وَسَاَلْتُ
عَنْ اِسْمِہٖ اور دیکھا مین نے کہ ہر زن و مرد وہان کے انواع و اقسام کی
زینت سے آراستہ ہین اور ہر طرف دف و نقارے بج رہے ہین پس یہ
دیکھکر مین نہایت ہی متعجب ہوا اور قریب ایک شخص کے گیا کہ اسکی شان
بزرگی نمایان تھی اور مین نے سلام کرکے پوچھا کہ نام آپکا کیا ہی فَرَدَّ عَلَیَّ
السَّلَامَ وَقَالَ اِسْمِیْ سُلَیْمَانُ فَقُلْتُ لَہٗ یَا شَیْخُ مَالِیْ اَرَی النَّاسَ
مُجْتَمِعِیْنَ فَرِحِیْنَ وَکُلٌّ مِنْھُمْ یُعَانِقُ مَعَ الْاٰخَرِ وَیَقُوْلُ ھٰذَا
یَوْمٌ مُبَارَکٌ اَلَکُمْ عِیْدٌ لَا یَعْرِفُہُ الْمُسْلِمُوْنَ پس اس شخص نے مجھے
جواب سلام دیا اور کہا کہ نام میرا سلیمان ہی مین نے کہا کہ ای شیخ کیا سبب ہے
کہ بازار اس شہر کا بند ہوا اور کثرت تماشائیون سے تمام راہین بھری ہین
اور اہل شہر مسرور ہوکر ایک دوسرے سے معانقہ کرتا ہی اور کہتے ہین کہ آج
روز مبارک ہی کیا آج کوئی روز عید مخصوص باین شہر ہی کہ اس عید سے
اور اہل اسلام واقف نہین ہین فَاَخَذَ بِیَدِیْ وَعَدَلَ بِیْ اِلٰی
نَاحِیَۃٍ عَنِ النَّاسِ وَقَالَ لِیْ یَا ھٰذَا اَمَا لَنَا عِیْدٌ ثُمَّ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا
پس اس سعادتمند نے یہ سنکر ہاتھ میرا پکڑ لیا اور مجمع تماشائیون سے مجھے
علیحدہ لیگیا اور آہستہ کہا کہ ای شخص آج کوئی عید نہین ہی پس وہ اتنا کہنے
پایا تھا کہ جوش رقت سے اور کچھ بیان نہ کرسکا اور بشدت رونے لگا فَقُلْتُ
لَہٗ یَا شَیْخُ حَدِّثْنِیْ رَحِمَکَ اللّٰہُ فَمَسَحَ عَیْنَیْہِ وَھُوَ فَزِعٌ فَقَالَ لِیْ مَالَنَا

عِیْدٌ بَلِ النَّاسُ یَفْرَحُوْنَ عَلٰی قَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ سہل کہتے ہیں
کہ یہ حال اُسکا دیکھکر میں نے کہا کہ ای شیخ رحمت خدا تجھپر مجھے جلد آگاہ کر کہ تو
کیوں روتا ہی اور اہل شہر کیوں مسرور ہیں پس اُس مرد پیر نے بکمال دشواری
ضبط کیا اور آنکھیں اپنی پونچھکر بکمال خوف و ترس مجھسے کہا کہ اے شخص آج
کوئی روز عید نہیں ہی بلکہ یہ سب لوگ خوشی قتل ہوئے امام حسین کی کرتے ہیں
قُلْتُ مَنِ الْحُسَیْنُ قَالَ حُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ قُلْتُ لَہٗ مَا اسْمُ اُمِّہٖ قَالَ
فَاطِمَۃُ الزَّهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یہ
سنکر میں نے پوچھا کہ کس حسین کو قتل کیا اُس مرد پیر نے کہا کہ حسین بن علی
علیہما السلام کو قتل کیا پھر پوچھا میں نے کہ مجھے نام سے اُنکی ماں کے بھی آگاہ کر
تاکہ مجھے اطمینان حاصل ہو اُسنے جواب دیا کہ ای شخص والدۂ ماجدہ اُنکی
جناب فاطمۂ زہرا دختر رسول خدا ہیں فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِکَ لَطَمْتُ
وَجْهِیْ وَاشْتَدَّ قَلَقِیْ وَبَکَیْتُ اَنَا وَ ذٰلِکَ الشَّیْخُ حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْہِ
فَلَمَّا اَفَاقَ سَئَلْتُ عَنْہُ مَا جَرٰی عَلَی الْحُسَیْنِ فَبَکَی الشَّیْخُ وَقَالَ الخ
سہل کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی مجھ میں طاقت ضبط باقی نہ رہی بیتاب ہوکر میں نے
منھ اپنا پیٹ لیا اور بشدت رونے لگا اور وہ سعادتمند اسقدر رویا کہ
بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پس جب اُسکو غش سے افاقہ ہوا پوچھا میں نے
کہ اے شخص کیا حال گذرا امام حسین پر اور کیونکر وہ جناب شہید ہوئے
پس وہ سعادتمند بہت رویا اور بکمال دشواری اتنا کہا کہ ای سہل پھر کر
مجھسے ممکن نہیں ہی کہ حال پُر ملال مصائب سادات کرام کا تجھسے

بیان کرسکون بعد اسکے چند شعر پڑھے کہ حاصل انکا یہ ہی جب مین تصور کرتا ہون
قتل ہونے اولاد رسول خدا کو کہ کس بیکسی سے وہ مظلوم مثل گوسفندان
قربانی لب تشنہ زمین کربلا پر ذبح کیے گئے اور اعضاے نورانی انکے پارہ پارہ
ریگستان گرم پر متفرق بے غسل وکفن پڑے رہے ساتھ ہی اس تصور کے
ہوش وحواس میرے پراگندہ ہوجاتے ہین اور کثرت رنج والم سے ایسا
دل تنگ ہوجاتا ہون کہ زندگی اپنی ناگوار معلوم ہوتی ہی افسوس صد
افسوس کہ خون بنی فاطمہ کا ناحق زمین کربلا پر بہایا گیا وَاِذَا بِاَرْبَعِیْنَ شُقَّۃً
تُحْمَلُ عَلٰی اَرْبَعِیْنَ جَمَلًا وَالنِّسَاءُ وَالْاَطْفَالُ عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ بِغَیْرِ
وِطَاءٍ مُکَشَّفَاتِ الْوُجُوْہِ بَیْنَ الْاَرْذَالِ سہل کہتے ہین کہ ابھی یہ کلام
تمام ہوا تھا کہ ناگاہ قطار چالیس اونٹون کی کہ ہر ایک اونٹ پر نشان
فوج کا پرچم کشادہ نصب تھے جیسے اسطرف آتے نظر آئے اور دیکھا مین نے
کہ پیچھے انکے اور اونٹ بے فرش وپردہ کے کہ جنپر بجز پالان کے اور کچھ نہ تھا
چلے آتے ہین اور انپر چند اطفال وعورات بے نقاب اسیر ومقید محاصرہ
مین اُن اشقیا کے سوار ہین وَالرُّؤُوْسُ عَلَی الرِّمَاحِ وَرَاْسُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِ السَّلَامُ کَالْبَدْرِ الطَّالِعِ بِیَدِ خَوْلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ الْاَصْبَحِیِّ وَھُوَ
یُنَادِیْ اَنَا صَاحِبُ الرُّمْحِ الطَّوِیْلِ اَنَا قَتَلْتُ اَعْدَائَنَا اَجْمَعِیْنَ
اور دیکھا مین نے کہ ہمراہ اُن اونٹون کے بہت سے سر نیزون پر نصب
ہین اور آگے اُن سرون کے سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا نیزہ
بلند پر مانند بدر طالع کے رکھے ہوے خولی بن یزید اصبحی بکمال سرور

یہ کہتا چلا آتا ہی کہ آگاہ ہو اے اہل شام آج میں حامل نیزۂ طویل اور قاتل اولاد رسول جلیل ہون اور تمام دشمن ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے اور سر اُنکے سردار کا بطریق ہدیہ واسطے یزید کے لائے اور اہل بیت اُسکے سر باز شتران بے کجاوہ وعماری پر سوار پھرائے جاتے ہیں قال سھل فبکیت ولطمت وجھی وعجبت کیف لم تخسف بنا الارض فسمعت صوت بکاء معظمة علی الجمل بغیر وطاء وغطاء سہل کہتے ہیں کہ یہ دیکھکر میں بیتاب ہوگیا اور منہ اپنا میں نے پیٹ لیا اور بے اختیار رونے لگا اور میں کمال متعجب تھا کہ کیون زمین شق نہیں ہو جاتی ہی پس جب قطار اونٹون کی میرے قریب آئی دیکھا میں نے کہ چند شاہزادیان شتران بے کجاوہ وعماری اور بے پردہ پر سوار ہیں اور ایک شاہزادی انمیں سے باحال پریشان ایک اونٹ پر اس کرب سے روتی ہی کہ دل سننے والیکا شق ہوتا ہی وھی تنوح مرۃ علی الشیخ الکبیر وتارۃ علی الطفل الصغیر وتقول ولعله مقول من لسان حالھا اور وہ مخدومہ کبھی کسی پیر وجوان کا نام لیکر روتی ہی اور کبھی کسی بچے کو یاد کرکے نوحہ کرتی ہی چنانچہ شاعر بزبان حال اُس مظلومہ کے کہتا ہی

یا قاسم یا جعفر یا عون یا
عباس یا ابن ابی علی واحتمی

یا طفلی المفطوم قبل فطامہ
من نصل سھم نابت فی لبة

افسوس ای قاسم اور ای عون وجعفر افسوس ہی ای عباس فرزند امیر المومنین اور ای علی اکبر شبیہ پیغمبر کہ تم سبکے سب شہید ہوے اور ہم

روئے کور نگئے اور قبل تمھارے موت نہ آئی اور افسوس بھائی عبداللہ اور علی اصغر شیرخوار کہ ابھی دودھ تمھارا بڑھنے نہ پایا تھا کہ تم تیر ستم کھا کر راہی جنت ہوئے ہے

وَالِمحنَتِی وَاضِیعَتِی وَاغرِبَتِی ۔۔۔ وَاوَحشَتِی مِن بَعدِکُم یَا اِخوَتِی
نَفسِی فِدَائَکَ یَا حُسَینُ وَلَیتَنِی ۔۔۔ جُرِّعتُ دُونَکَ مِن کُئُوسِ مَنِیَّتِی

افسوس صد افسوس ای برادران ذیشان ای جوانان ہاشمی کہ تم مین سے ایک بھی باقی نہ رہا کہ ہمین اس تکلیف اور غربت و آفت مین مبتلا دیکھکر ہماری مدد کرتا اور ہمین دست ظلم اعدا سے چھڑاتا اور کبھی وہ مظلمہ کہتی تھین کہ افسوس ای برادر مظلوم ای حسینؑ فدا ہو یہ بہن ستم دیدہ کہ آپ انواع و اقسام کے رنج و الم اُٹھا کر دنیا سے رحلت کر گئے اور یہ بہن آپ پر فدا ہو کر نہ مرگئی کاش آپ زندہ رہتے اور مجھے موت آتی کہ اس ذلت سے محفوظ رہتی ہے

لَهفِی عَلَی المَجدِ وَدِرَاسَا مِنَ القَفَا ۔۔۔ عَطشَانَ یَشرَبُ غُصَّةً فِی غُصَّةٍ
لَهفِی عَلَی المَرفُوعِ رَاسًا عَلَی القَنَا ۔۔۔ کَالبَدرِ فِی تِمٍّ یَلُوحُ بِظُلمَةٍ

ہائے افسوس ایسے بھائی مظلوم کے حال پر کہ جسکا سر اطہر پس گردن سے جدا کیا گیا اور بجز غم و غصہ کے شدت تشنگی مین ایک قطرہ پانی کا اُسے میسر نہ آیا آخر پیاسا ہی ذبح ہوا فدا ہو یہ بہن ستم رسیدہ ایسے بھائی مذبوح پر کہ جسکا سر انور نوک نیزہ پر مثل ماہ کامل کے تابان و درخشان ہے قال

سَهلٌ فَبَکَیتُ بِبُکَائِهَا وَعَرَفتُ اَنَّهَا اُمُّ کُلثُومٍ بِنتُ اَمِیرِ

اَلْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہَا سہل کہتے کہ جب یہ مین جگر خراش
مین نے اُس مخدومہ سے سُنے مین بیتاب ہوکر بہت رویا اور معلوم ہوا مجھے کہ
وہ جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام ہین
پس مین قریب اُس اونٹ کے گیا جسپر وہ سوار تھین اور سر جھکا کر بکمال
تعظیم مین نے اُس مخدومہ کو سلام کیا فَرَدَّتْ عَلَیَّ السَّلَامَ وَقَالَتْ
لِیْ مَنْ اَنْتَ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ لَمْ یُسَلِّمْ عَلَیْنَا اَحَدٌ غَیْرُکَ مُنْذُ قُتِلَ
اَخِیْ وَسَیِّدِیْ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ پس اُن معظمہ نے مجھے جواب
سلام دیکر فرمایا کہ اے شخص تو کون ہی کہ تو نے ہم بیکسون پر سلام کیا حق سبحانہ
تعالے عوض اسکے تجھپر اپنی رحمت نازل کرے اے سعادتمند جس روز سے
کہ سردار اور بھائی میرے امام حسینؑ کو اہل کوفہ و شام نے قتل کیا ہی اور
ہمین مقید کرکے کربلا سے یہانتک لائے اُس روز سے آجتک سوا تیرے
کسی مسلمان نے ہم اہل بیت رسول خدا کو سلام تک نہین کیا ہی آہ مومنین
یہ انقلاب زمانہ تھا کہ ذریت رسول خدا کو کوئی مسلمان سلام نہ کرتا تھا
تو ماتم پرُسے کا کیا ذکر ہی فَقُلْتُ لَہَا یَا سَیِّدَتِیْ اَنَا سَہْلُ بْنُ سَعْدٍ
رَاَیْتُ جَدَّکِ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَتْ لِیْ یَا سَہْلُ اَمَا تَرٰی اِلٰی
مَا فَعَلَتْ بِنَا اُمَّۃُ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۴ الغرض سہل کہتا ہی مین نے
عرض کی کہ اے مخدومۂ عالم نام اس غلام کا سہل بن سعد ہی مین اکثر اوقات
خدمت مین آپکے جد امجد جناب رسالتمآبؐ کی مشرف ہوا ہون
اُس معظمہ نے فرمایا کہ اے سہل دیکھتا ہی تو کہ اس امت جفاکار نے

ہم اہل بیت رسول مختار سے کیا سلوک کیا یا سہل اذا وصلت الی
مرقد جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فاقرء منا السلام
وقل لہ یا رسول اللہ انی رایت بنیتی بنات مطرودین
عن الاوطان شاسعین فی البلدان بہران سطرے مجھ سے
فرمایا کہ اے سہل اگر تو مرقد مطہر جد بزرگوار ہمارے رسول خدا پر واسطے زیارت
حاضر ہو تو پہلے ہماری طرف سے بعد سلام کے عرض کرنا کہ یا رسول اللہ
میں بچشم خود دیکھ آیا ہوں کہ بیٹیاں آپکی آوارہ وطن مقید مثل کنیزوں کے
شتران بے کجاوہ اور عماری پر بے نقاب سوار ہر شہر و دیار میں پھرائی جاتی
ہیں فقلت لها سمعا وطاعة یا سیدتی ھل لک حاجة اخری
قالت لی یا سہل ان کان معک بعض الثیاب فاتھا لھذہ
الاذا قیل پس میں نے عرض کی کہ اے شاہزادی میری اگر میں زیارت مرقد
مقدس رسول خدا سے مشرف ہونگا تو بسر وچشم ضرور یہ شکایت خدمت
بابرکت اُن حضرت میں مفصل عرض کرونگا لیکن اب اور حاجت اپنی
ارشاد ہو کہ میں اُسے بجا لاؤں یہ سنکر جناب ام کلثوم نے فرمایا کہ اے سہل
اگرچہ چادریں تیرے پاس ہوں تو ہمیں لا دے کہ تا ہم سب بیوہ بیکس
اُن چادروں سے منہ اپنے نامحرموں سے چھپا لیں واشفع لنا عند
صاحب الراس ان یتقدم بہ امام المطایا فقد خزینا
من کثرة النظر الینا اور اے سہل شفاعت کر تو ہماری اس ملعون سے
جو سر اقدس امام حسین کا نیزہ پر لیے ہوئے ہے اس بیحیا کو کسیطرح

سمجھا کہ ہمارے درمیان سے آگے بڑھا دے کہ تا یہ مجمع تماشائیوں کا دیکھنے مین
سر اطہر کے مشغول ہو اور ہمین نظر نامحرمون سے راحت ملے کہ بسبب حیا کے
حال ہمارا غیر ہے فَاَتَیْتُ اِلَیْہَا بِثِیَابٍ کَانَتْ مَعِیَ وَفَرَّقْتُہَا عَلَے
الاَرَامِلِ وَلَوْ اَعْتَقِدُ اَنَّہَا صَدَقَۃٌ بَلْ ہَدِیَّۃٌ سہل کہتے ہین کہ
حسب الارشاد اُن معظمہ کے مین نے اپنے اسباب مین سے کچھ چادرین
نکالین نہ بطریق تصدق کے بلکہ بطور ہدیہ کے مین نے اُن بیوون پر
تقسیم کین وَتَقَدَّمْتُ اِلٰی صَاحِبِ الرَّاْسِ وَاَعْطَیْتُہٗ مِاَتَے
دِیْنَارٍ وَاَمَرْتُہٗ اَنْ یَّتَقَدَّمَ بِالرَّاْسِ مِنْ بَیْنِ النِّسَاءِ فَفَعَلَ
وَاسْتَرَاحَتِ النِّسَاءُ اور آگے بڑھکر اُس ملعون کو کہ جو سر انور امام
حسین علیہ السلام کا لیے تھا اُسے دو سو دینار دیکر مین نے درمیان سے
اہل حرم کے نکال کر آگے بڑھا دیا پس سب تماشائی طرف دیکھنے سر
اقدس کے متوجہ ہوئے اور اہل حرم کو نظر نامحرمون سے فی الجملہ راحت
ملی قَالَ سَہْلٌ وَکَانَ مَعِیَ رَجُلٌ نَصْرَانِیٌّ یُرِیْدُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ
مُتَقَلِّدًا سَیْفًا تَحْتَ ثِیَابِہٖ فَرَاَی رَاْسَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَہُوَ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ سہل کہتے ہین کہ اُس روز ایک شخص نصرانی بھی بقصد
زیارت بیت المقدس میرے ہمراہ تھا اور نیچے لباس کے تلوار مخفی تھی
پس جب نظر اُسکی سر اقدس امام حسین علیہ السلام پر پڑی اور دیکھا
اُسنے کہ وہ حضرت تلاوت قرآن مجید فرماتے ہین کَشَفَ اللّٰہُ عَنْ
بَصَرِہٖ فَقَالَ عِنْدَ الرَّاْسِ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ

الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و انتضی بسیفہ و شد
علی القوم و قتل منہم رجالا و نکس منہم فرسانا پس
بسبب مشاہدہ اس اعجاز کے ظلمت کفر قلب نصرانی سے مبدل بنور ہوئی
اور قریب سر انور کے آکر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ شاہد رہین
کہ مین اسلام لایا یہ کہکر کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور تلوار کھینچکر
اُس قوم نابکار پر حملہ کیا اور بہت سے پیادہ اور سوار کو قتل کیا فعلت
الصیحۃ فتکاثروا علیہ و قطعوہ بالسیوف رحمہ اللہ فقالت
ام کلثوم ما ہذہ الصیحۃ فحکیت لہا قصتہ پس جب شور
و غوغا ہر طرف سے بلند ہوا اُن اشقیا نے اُس یکہ و تنہا کو گھیر کر تلوارون سے
ٹکڑے ٹکڑے کیا یہ سنکر جناب ام کلثوم نے مجھ سے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے
مین نے حکایت اُس نصرانی کی مفصل عرض کی قالت و اعجباہ
النصرانی یحتشمون لدین الاسلام و امۃ محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ یفعلون باہلہ کما تری پس یہ سنکر جناب ام کلثوم بہت
روئین اور فرمایا مجھ سے کہ اے سہل نہایت عجب ہے کہ نصرانی بیگانہ دین
و اسلام سے ہم اہلبیت رسول خدا کی محبت مین قتل ہوا اور امت
رسول خدا اُنکی اولاد کو قتل کرے اور اُنکی بیٹیون کو بے مقنعہ و چادر
پھرائین فاتیت الی علی بن الحسین علیہما السلام و سلمت علیہ
فرد علی السلام و قال لی یا سہل حشرک اللہ معنا یوم
القیمۃ اما تری الی ما فعل بی سہل بعد اسکے اُن مخدومہ سے

رخصت ہو کر خدمت باسعادت جناب سید الساجدین علیہ السلام میں حاضر ہوا اور سلام کیا پس اُن حضرت نے مجھے جواب سلام دیا اور فرمایا مجھ سے کہ اے سہل حق سبحانہ تعالیٰ تجھے ہمارے ساتھ محشور کرے دیکھا تو نے کہ اس امت جفا کار نے ہم اہل بیت رسول خدا کے ساتھ کیا سلوک کیا آہ مومنین اُس وقت حال بیمار کربلا کا یہ تھا کہ طوق آہنی گلوئے انور میں پڑا تھا اور رگہائے گردن سے خون جاری تھا اور فرماتے تھے ؎

أُقَادُ ذَلِيلًا فِي دِمَشْقَ كَأَنَّنِي	مِنَ الزَّنْجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيرُ
وَجَدِّي رَسُولُ اللهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ	وَشَيْخِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَمِيرُ

اے سہل آج مجھے اس ذلت سے اس شہر میں مقید کر کے لائے ہیں کہ جسطرح کوئی شخص کسی غلام حبشی کو قید کر کے لاتا ہے اور غلام بھی وہ غلام کہ جسکا آقا مر گیا ہو اور کوئی ناصر اُسکا نہ ہو حالانکہ تمام عالم جانتا ہے کہ جد امجد میرے جناب محمد مصطفیٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ اور جد بزرگوار میرے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سید الوصیین ہیں ؎

فَيَا لَيْتَ لَمْ أَبْلُغْ دِمَشْقَ وَلَمْ أَكُنْ	يَرَانِي يَزِيدُ فِي لَدَيْهِ أَسِيرُ

کاش کہ میں بھی ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کے کربلا میں شہید ہوتا کہ آج دمشق میں نہ پہنچتا اور اس ذلت سے اسیر یزید شرابخوار مجھے سامنے اپنے نہ دیکھتا قَالَ سَهْلٌ فَبَيْنَا كَذَلِكَ إِذْ نَظَرْتُ إِلَى رَوْشَنٍ عَلَيْهِ خَمْسُ نِسَاءٍ وَفِيهِنَّ عَجُوزٌ كَبِيرَةُ السِّنِّ قَدِ احْدَوْدَبَ ظَهْرُهَا سہل کہتے ہیں کہ حضرت مجھ سے اسطرح کے کلمات حسرت و یاس کے فرما رہے تھے کہ ناگاہ نگاہ

میری طرف ایک بالاخانہ کے جا پڑی کہ بطور برآمدہ کے تھا دیکھا مین نے
کہ اُسپر پانچ عورتین تماشائی بیٹھی ہین مگر اُنمین سے ایک عورت خبیثہ کبیر السن
خمیدہ پشت نہایت ضعیفہ آمادہ ظلم وستم ہی فَلَمَّا صَارَ الرَّأسُ الشَّرِیفُ
مُحَاذِیاً لِلرَّوشَنِ وَثَبَتِ العَجُوزُ اِلَی الحَجَرِ فَاَخَذَتہُ بِیَدِهَا وَضَرَبَتْ
بِہٖ رَأسَ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ وَجَرَحَتْ بِہٖ وَجھَہُ الاَنْوَرَ کہ
جب سر اطہر برابر اُس بالاخانہ کے پہونچا دیکھتے ہی سر انور کے وہ خبیثہ طرف
اُٹھانے پتھر کے جھکی ہر چند کہ بسبب کبرسن کے نشست وبرخاست سے وہ
ملعونہ عاجز تھی لیکن بباعث بغض وعناد اہل بیت امجاد کے پشت خمیدہ
اپنی باندھکر دوڑی اور ایک پتھر اُٹھایا اور اِس زور سے طرف سر اقدس
جناب سید الشہدا کے پھینکا کہ صدمہ سے اُس پتھر کے چہرہ نورانی حضرت کا
زخمی ہوگیا قَالَ سَھلٌ فَلَمَّا رَأیتُ ذٰلِکَ لَطَمتُ وَجھِی وَقُلتُ اَللّٰھُمَّ
بِحَقِّ حَبِیبِکَ مُحَمَّدِنِ المُصطَفٰی اَھلِکْ ھٰذِہِ المَلعُونَۃَ الظَّالِمَۃَ
السَّاعَۃَ مَعَ مَنْ مَعَھَا سہل کہتے ہین کہ دیکھتے ہی اس ظلم وستم کے مین
بیتاب ہوگیا اور مین نے منہ اپنا پیٹا اور بہت رویا اور درگاہ خداوند
قہار مین یہ دعا کی کہ بارالہا بحق محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ ابھی اِس ملعونہ
خبیثہ ظالمہ کو مع ساتھیون کے واصل جہنم کر قَالَ فَوَاللّٰہِ مَا استَتَمَّ
دُعَائِی لَقَدْ رَأیتُ اَنَّ ذٰلِکَ الرَّوشَنَ سَقَطَ وَھَلَکَتْ تِلکَ
المَلعُونَۃُ وَمَنْ مَعَھَا وَمَنْ تَحتَہٗ فَسَجَدتُ شُکراً لِلّٰہِ سہل کہتے ہین
کہ قسم بخدا ابھی دعا میری تمام بھی نہوئی تھی کہ دفعتہ وہ برآمدہ گر پڑا اور

وہ ملعونہ مع اُن عورات کے کہ جو ہمراہ اُسکے تھین اور مع اُن تماشائیون کے کہ جو نیچے اُس بالاخانہ کے تھے اُسیوقت ہلاک ہوے پس شکر یہ مین مقبول ہوئے اس دعا کے مین سجدۂ باری مین مشغول رہا الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین ؎

مجلس چہاردہم

فِی البِحَارِ عَنْ زُرَارَۃَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ لِی اَبُو عَبْدِ اللہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا زُرَارَۃُ اِنَّ السَّمَآءَ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ بحار الانوار مین زرارہ سے منقول ہی کہ کہا اُسنے فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای زرارہ تحقیق آسمان رویا مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی چالیس روز تک خون وَاِنَّ الْاَرْضَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ وَاِنَّ الشَّمْسَ بَکَتْ عَلَیْہِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالْکُسُوْفِ وَالْحُمْرَۃِ اور ای زرارہ بتحقیق کہ زمین روئی اُس مظلوم پر چالیس روز تک سیاہی اور آفتاب رویا اُس بیکس پر چالیس روز تک ساتھ کسوف و سرخی کے یعنے چالیس دن تک اُسکو گہن رہا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے اور جب طلوع کرتا تھا تو نہایت سرخ نکلتا تھا وَاِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَاِنَّ الْبِحَارَ تَفَجَّرَتْ وَاِنَّ الْمَلَآئِکَۃَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور ای زرارہ یہ مصیبت وہ مصیبت عظمیٰ ہے کہ پہاڑ اس غم مین ٹکڑے ٹکڑے ہوے اور دریا جوش و خروش مین آئے

اور ملائکہ روئے امام حسین علیہ السلام پر چالیس روز تک حضرات سنا
آئے کہ ہر شئی اور موجودات نے بکا کی ہی مصائب مظلوم کربلا پر اور کیونکر
بکا نہ کرتے کہ مصیبت اُن حضرت کی عظیم ترین مصائب ہی ہر چند کہ تمام
انبیاء و اوصیا اور اولیا اس دار دنیا میں مبتلا ببلا رہے مگر اُنکی مصیبت
بمقابل مصیبت مظلوم کربلا کے مثل اسکے ہی کہ جیسے دریا سے ایک قطرہ آہ
آہ خاتمہ مصیبت کا خامس آل عبا پر ہوا کہ اُن حضرت کو اہل کوفہ و شام نے
مہمان بلا کر صحرائے کربلا میں ہر طرف سے محاصرہ کرکے پیاسا مع اصحاب
و اقربا اور اولاد خورد سال کے شہید کیا اور بدن اطہر اُس فرزند رسول کا
ریگ گرم پر خاک و خون آلودہ تمازت آفتاب میں تین روز تک پڑا رہا
اور سر انور اُس مظلوم کا نیزہ بلند پر رکھا گیا اور شہر بشہر پھرایا گیا اور
اہل بیت اُن حضرت کے اسیر و مقید کیے گئے اور دیار بدیار پھرائے گئے
فِی الْمُنْتَخَبِ وَ غَیْرِہٖ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ
قَالَ لَمَّا وَفَدْنَا عَلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ اَتَوْا بِحِبَالٍ وَرَبَقُوْنَا مِثْلَ
الْاَغْنَامِ چنانچہ منتخب اور مقتل ابو مخنف میں جناب امام زین العابدین
علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے جب ہم اہل بیت رسالت
کو اشقیائے کوفہ و شام نے چاہا کہ سامنے یزید بن معاویہ کے لیجائیں تو
اُسوقت وہ اشقیا کچھ رسیاں لیکر آئے اور ہم سب اولاد رسول خدا کو
مثل اغنام کے مستحکم باندھا وَنَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَھْلِ بَیْتِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ ؐ اور ہم بارہ نفر اہل بیت رسول خدا سے تھے وکان

الحبل یعنقی وعنق ام کلثوم وبکتف زینب وسکینۃ والبنات وساقونا وکلما قصرنا عن المشی ضربونا حتٰی اوقفونا بین یدی یزید لعنہ اللہ وھو علی سریر مملکتہ آہ آہ ایک ریسمان ظلم وستم گلو میرا اور گلو ام کلثوم کا باندھا اور بازو زینب خاتون اور سکینہ اور فاطمہ اور رقیہ اور زینب اور باقی دختران ستم دیدہ کا باندھا اور اسی حال سے وہ اشقیا ہمیں لیچلے اور اگر ہم میں سے کوئی بوجہ اذیت وتکلیف کے چلنے میں کمی کرتا تھا تو وہ اعدا ہمیں تازیانے مارتے تھے یہانتک کہ ہمیں سامنے یزید شقی کے لیجاکر دربار عام میں ٹھہرایا اسوقت وہ لعین تخت سلطنت پر کمال تکبر وغرور بیٹھا تھا وقال الشعبی تحوامر ان یدخل علیہ بعلی بن الحسین فادخل والنسوۃ من خلفہ اور شعبی یوں نقل کرتا ہے کہ بعد اسکے یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا پس بیمار کربلا قریب اسکے تشریف لائے اور تمام اہل حرم پیچھے پیچھے ان حضرت کے تھے فقال یزید من انت فقال لہ یا یزید انت اعرف الناس بی انا علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب علیہما السلام پس یزید بیحیا نے بے ادبی سے پوچھا تم کون ہو اور نام تمہارا کیا ہے بیمار کربلا نے فرمایا کہ اے یزید تو خوب واقف ہے کہ میں علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب علیہما السلام ہوں قال یزید الیس قد قتل علی بن الحسین قال ذاک اخی علی الاوسط یہ سنکر یزید لعین نے کہا کیا علی بن حسین

روز عاشورا قتل نہین ہوا حضرت نے فرمایا کہ وہ بھائی میرا علی اوسط تھا
جو روز عاشورا معرکہ کربلا مین شہید ہوا قَالَ یَزِیدُ وَاِلَی الْقَتْلِ اُوتِیَ
بِكَ یَا عَلِیُّ ثُمَّ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ فَاُخْرِجَ یہ سنکر یزید ملعون نے کہا کہ ای علی
تم بھی قتل کیے جاؤگے یہ کہکر اُس سنگدل نے حکم قتل کا دیا پس جلاد حضرت
کو واسطے قتل کرنے کے لیچلے فَصَاحَتْ زَیْنَبُ اِلٰی اَیْنَ یُرَادُ بِكَ
قَالَ اِلَی الْقَتْلِ فَصَاحَتْ زَیْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُومٍ وَحَسْبُكَ یَا یَزِیْدُ
مِنْ دِمَائِنَا نُنَاشِدُكَ اللهَ اِنْ قَتَلْتَهٗ فَاقْتُلْنَا فَاَمَرَ بِرَدِّهٖ آہ یہ
مصیبت عظمی دیکھکر جناب زینب پکارین اور فرمایا کہ ای فرزند کہان
جاتے ہو بیمار کربلا نے فرمایا کہ ای پھوپھی جان مین طرف قتل ہونے کے
جاتا ہون یہ سنکر جناب زینب وام کلثوم دختران امیر المؤمنین علیہ
السلام نے فریاد کی اور طرف یزید کے خطاب کیا اور فرمایا کہ ای یزید
کیا تجھے قتل کرنا ہم اہل بیت رسالت کا کافی نہین ہوا اور ابھی اولاد
رسول کے خون سے سیر نہین ہوا کہ تو اس فرزند رسول خدا اور ہم
بیکسون کے حامی و سرپرست اور بیمار کے قتل پر بھی آمادہ ہی پس ای
یزید اگر تیرا یہی ارادہ ہی تو پہلے ہم سبکو قتل کر یہ سنکر وہ شقی اس ارادۂ
فاسدہ سے باز رہا اور حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو ثُمَّ قَالَ یَا عَلِیُّ
اَرَادَ اَبُوْكَ اَنْ یُدْعٰی بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَطَعَ اللهُ شَافَتَهٗ
وَمَكَّنَنِیْ اَعْنَاقَكُمْ فَاَخَذْتُ اَمْوَالَكُمْ وَقَتَلْتُ رِجَالَكُمْ وَسَبَیْتُ
نِسَائَكُمْ وَاَبْطَلْتُ اُحْدُوْثَتَكُمْ بعد اسکے اُس مغرور نے کلمات

طعن کے اپنی زبان پر جاری کیے آہ آہ یزید نے کہا کہ یا علی تمہارے باپ نے
دعوٰی خلافت کا کیا اور چاہا کہ امیر المؤمنین کہلا ئیں پس قطع کی خدا نے
اصل اُنکی اور عطا کر دیں مجھکو گردنیں تمہاری اور قادر کر دیا تمہارے
قتل پر پس میں نے لوٹ لیا تمہارے اموال کو اور قتل کیا تمہارے
مردانِ اہل بیت کو اور اہل حرم کو تمہارے مقید و اسیر کیا اور میں نے
باطل کر دیا تمہارے احکام کو آہ مومنین یہی تو سبب تھا کہ اسلام
مضمحل ہو گیا تھا اور حلال و حرام کی تمیز باقی نہ رہی تھی فَقَالَ عَلِیُّ بْنُ
الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا اَصَابَ مِنْ
مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ پس یہ کلام بیہودہ یزید کا سنکر
امام زین العابدین علیہ السّلام نے بسم اللہ پڑھکے آیہ کریمہ مَا اَصَابَ
مِنْ مُّصِیْبَةٍ کی تلاوت فرمائی کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی نہیں پہونچی
کوئی مصیبت زمین میں اور نہ نفسوں میں تمہارے مگر یہ کہ ثابت ہی
لوح محفوظ میں قبل اسکے کہ ہم پیدا کریں انکو تحقیق کہ یہ امر خدا پر آسان ہے
شاید مقصود حضرت کا اس آیہ کے پڑھنے سے ممانعت یزید کے غرور
و تکبر اور سرور سے ہو کہ جو آیہ مابعد لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ سے
مستفاد ہوتا ہی فَرَفَعَ یَزِیْدُ لَعَنَهُ اللّٰهُ رَاْسَهٗ اِلَیْهِ وَاَمَرَ بِضَرْبِ
عُنُقِهٖ فَاُخْرِجَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ پس یہ سنکر یزید لعین نے سر نحس اپنا
بلند کیا اور حکم دیا کہ اس بیمار کا سر جدا کرو پس حسب الحکم اُس شقی کے

سامنے سے اسکے جاؤ دیار کربلا کو بیچنے فَصَاحَتْ بِهِ اُمُّ کُلْثُومِ اِلیٰ اَیْنَ
یا حبیبی قَالَ لَهَا اِلَی السَّیْفِ یَا عَمَّتَہ تب یہ ظلم عظیم دیکھکر جناب
ام کلثوم پکارین اور کہا کہ اے فرزند کہان جاتے ہو بیمار کربلا نے فرمایا
کہ اے پھوپھی جان یہ جلاد مجھے واسطے قتل کرنے کے لیے جاتے ہین فصاحت
وَا غَوْثَاہُ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَابَقِیَّةَ مَنْ لَا یَبْقٰی یَا سُلَالَةَ نَبِیِّ الْهُدٰی
یَا بَقِیَّةَ ابْنِ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی پس اسوقت اس ستم دیدہ نے آواز
بلند فرمایا کہ فریاد کرتی ہون مین خدائے عز و جل سے کہ وہی فریاد رس
مظلومان ہے اے یادگار گذشتگان اے خلاصہ خاندان رسول خدا
اے بقیہ اولاد علی مرتضی و فاطمہ زہرا علیہم السلام اے فرزند ہم بیکسون
بے محرم کے نہ چھوڑ و قَالَ فَضَجَّ النَّاسُ بِالْبُکَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ
یَا یَزِیْدُ رُدَّ الْغُلَامَ وَاِلَّا اَنْتَ مَقْتُوْلٌ فَرْدًا راوی کہتا ہے کہ یہ
کلمات جگر خراش سنکر حضار مجلس مین شور گریہ و بکا کا بلند ہوا پس
اسوقت ایک شخص نے اہل قوم سے یزید کے کہا کہ اے یزید اس صاحبزادہ
بیمار کے قتل سے باز رہ ورنہ تو ابھی قتل کیا جائیگا یہ سنکر وہ لعین قتل سے
بیمار کربلا اسیر رنج و بلا کے باز رہا ثُمَّ اَوْقَفَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَقَالَ لَہٗ
عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَیْلَکَ یَا یَزِیْدُ اِنْ کَانَ لَابُدَّ
مِنْ قَتْلِیْ فَاحْضِرْ لِیْ ثِقَةً حَتّٰی اُوْصِیَہٗ وَصِیَّةً بعد اسکے امام
زین العابدین علیہ السلام کو سامنے یزید کے کھڑا کیا پس حضرت نے
فرمایا کہ اے یزید وائے ہو تجھپر اگر تیرا قصد میرے قتل کرنے کا مصمم ہے تو کسی

شخص ابھی کو میرے پاس بلوا دے تا کہ مین اُس سے ایک وصیت کرون قال وَمَا الَّذِی تُوصِی بِهٖ قَالَ اُوصِی اِلَیۡهِ بِرَدِّ الحَرَمِ اِلٰی مَدِیۡنَةِ الرَّسُوۡلِ یہ سنکر یزید لعین نے کہا کہ وہ کیا وصیت ہی جو آپ اُس شخص سے کرینگے بیمار کربلا نے فرمایا مین چاہتا ہون کہ وصیت کرون اُس سے کہ اہل بیت رسالت کو باعزاز انکے وطن مدینۂ رسول مین پہونچا دے قَالَ یَزِیۡدُ مَا یَرُدُّهُنَّ سِوَاكَ وَاَرَادَ بِذٰلِكَ هٰذَا وَالنَّاسِ یہ سنکر یزید نے کہا کہ یا علیؑ ان اہل حرم کو سوا آپکے کوئی مدینۂ منورہ نہین لیجائیگا اور اِس کلمہ سے مطلب اُس ستمگار کا یہ تھا کہ شور و غل لوگونکا فرو ہو جائے کیونکہ اُسوقت یزید کو خوف اپنی ہلاکت کا ہوا تھا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس یازدہم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیۡهِ السَّلَامُ مَنۡ ذَکَرَنَا اَوۡ ذُکِرۡنَا عِنۡدَهٗ فَخَرَجَ مِنۡ عَیۡنَیۡهِ دَمۡعٌ وَلَوۡ مِثۡلَ جَنَاحِ الۡبَعُوۡضَةِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوۡبَهٗ وَلَوۡ کَانَتۡ مِثۡلَ زَبَدِ الۡبَحۡرِ بحار الانوار مین منقول ہی فرمایا جناب صادق علیہ السلام کہ جو مومن بیان کرے یا سنے اُن مصائب کو کہ جو ہم اہل بیت رسالت پر گذرے ہین اور آنکھون سے اُسکی آنسو نکلے اگرچہ برابر پر پشہ کے ہو تو خدا وند غفار تمام گناہ اُسکے بخشدیتا ہی اگرچہ گناہ اُسکے مثل کف دریا کے ہون وَقَالَ عَلَیۡهِ السَّلَامُ اِنَّ الۡحُسَیۡنَ لَمَّا مَضٰی بَکَتۡ عَلَیۡهِ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَالۡاَرَضُوۡنَ السَّبۡعُ وَمَا بَیۡنَهُنَّ اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام کہ جب میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اُسوقت مصیبت پر

اُن حضرت کی روئے ساتون آسمان اور ساتون طبقات زمین کے اور جو چیز
که درمیان اُنکے تھی وَبَکَتْ عَلَیْهِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ وَمَنْ خَلَقَ رَبُّنَا مَا یُرٰی
وَمَا لَا یُرٰی اِلَّا الْبَصْرَةَ وَدِمَشْقَ وَآلَ عُثْمَانَ اور روئے ماتم مین اُس
امام مظلوم کے بہشت و دوزخ اور جو چیز کہ پروردگار عالم نے خلق کی ہے
خواہ وہ چیز دیکھی جائے یا نہ دیکھی جائے مگر اہل بصرہ و دمشق اور آل عثمان
کہ وہ اس مصیبت عظمی پر نہ روئے بلکہ یہ سب مسرور و خوش ہوئے حتّٰی
اُس روز کہ جس روز سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا مع سرہائے شہدا
اور اہل بیت رسالت داخل دمشق ہوئے پس وہ روز واسطے اہل دمشق کے
گویا روز عید تھا فِی الْمُنْتَخَبِ وَالْمَقْتَلِ وَالْبِحَارِ اَنَّهٗ لَمَّا قَرُبَ الْاَعْدَاءُ
مَعَ الرُّؤُوْسِ وَالسَّبَایَا مِنْ دِمَشْقَ تَقَدَّمَ الْبَرِیْدُ اِلٰی یَزِیْدَ چنانچہ
مقتل ابومخنف اور منتخب اور بحار الانوار مین منقول ہے کہ جب اعدائے
دین مع سرہائے شہدا اور اہل بیت طاہرین کے قریب شہر دمشق کے کہ وہ
جائے حکومت اور پایۂ تخت یزید لعین تھا پہونچے اُسوقت افسران لشکر
شقاوت اثر نے ایک قاصد تیز رو کو نامہ ابن زیاد کا دیکر مع اپنے عرائض کے
کہ متضمن طلب اجازت داخلہ کے تھے یزید کے پاس روانہ کیا فَلَمَّا دَخَلَ
الْبَرِیْدُ بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ وَجَدَهٗ مَوْعُوْکًا مُعَصَّبَ الرَّاْسِ
وَاَضْعَا رِجْلَیْهِ فِیْ طَسْتٍ مِنْ مَاءٍ حَارٍّ وَالطَّبِیْبُ لَدَیْهِ وَجَمَاعَةٌ
مِنْ اَصْحَابِهٖ یُحَدِّثُوْنَهٗ پس جب وہ قاصد یزید کے پاس پہونچا دیکھا کہ
وہ ملعون عارضۂ تپ مین مبتلا و گرفتار ہے اور طبیب سامنے اُسکے حاضر ہے اور

سر بحسب انکار و مال سے بندھا ہی اور دونون پانون اُسکے طشت مین کہ وہ پانی
گرم سے مملو تھا رکھے ہین اور گرد اُس شقی کے بہت سے اشقیاے بنی امیہ ندما
اُسکے اُس لعین کو باتون مین بہلا رہے ہین فقال البرید یا یزید اقرّ اللہ
عینیک بورود راس الحسینؑ پس اُس قاصد نے اُس مجمع عام مین
باواز بلند کہا کہ ای یزید بشارت ہو تجھے کہ سر اطہر امام حسینؑ کا قریب دمشق کے
آپہونچا فنظر یزید الیہ شزرا واخذ منہ کتاب ابن زیاد وقرءہ
فلما انتھی الیہ عض علی انامله وکاد ان یقطعا واسترجع اسوقت
یزید آواز سے اُس قاصد کی نہایت بدماغ ہوا اور بنگاہ غضب اسکی طرف دیکھا
اور ہاتھ سے اسکے نامہ ابن زیاد کا لیکر پڑھنے لگا جب وہ نامہ پڑھ چکا اور
مطلب سے اسکے آگاہ ہوا اُسوقت وہ نابکار ابن نابکار بظاہر خبر قتل فرزند
حیدر کرار کی معلوم کرکے نہایت متاسف ہوا اور بمقام تاسف مین انگلیان
اپنی دانتون سے کاٹنے لگا اور کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون زبان نحس پہ
جاری کیا وامر باحضار السبایا والرؤس من جادة الطرق و
الاسواق مکشفات الوجوہ بین الکفار والفساق آہ مومنین
یہ صرف مکر تھا واسطے تالیف قلوب حاضرین دربار کے پس جب اُسنے مطمئن ہوا
تو اُسوقت اُس دشمن خدا نے ازراہ کفر و عناد کے حکم دیا کہ سرہاے شہدا
مع اسیران اہل بیت رسالت بے مقنعہ و چادر سر بازار داخل شہر ہون
اور اُس راہ سے اہل حرم کو ہم تک لائین کہ جس راہ مین کثرت و مجمع
عام ہو وامر للجیش عشرین الف فارس ان تعبروا بالسبایا

مِنَ الْبَابِ الْاَوْسَطِ مِنْ دِمَشْقَ فَدَخَلُوا مِنْ بَابِ جَابِرُوْنَ مَعَ
رَاْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَصَبُوْهُ هُنَالِكَ سَاعَةً فَسَقَطَ فَبَنَوْا
مَوْضِعَهُ مَسْجِدًا شُكْرًا لِلّٰهِ اور حکم دیا کہ بیس ہزار سوار ہمراہ سرہائے
شہدا اور قیدیوں کے ہوں اور دروازہ اوسط دمشق سے داخل شہر ہوں
ہائے افسوس پس مواقف حکم اس شقی کے وہ لشکر کفار اسیران اہل بیت اطہار کو
شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے مع سرہائے شہدا کہ نیزوں پر نصب تھے
دروازہ اوسط سے داخل شہر ہوئے اور ان اشقیا نے اس دروازہ پر
سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا نصب کیا کہ تا ہر شخص سر انور کو دیکھ کے
مسرور ہو پس بعد ایک ساعت کے مع سر اطہر امام حسین علیہ السلام آگے
بڑھے اور وہ دروازہ جب گرا تو ان اشقیا نے اسی جگہ شکر یہ میں اس کے ایک
مسجد بنائی فَاَدَارُوْهُ اِلٰى بَابِ الْفَرَادِيْسِ وَلَمْ يَكُنْ هُنَالِكَ بَابٌ
بَلْ اِنَّمَا كَانَ تَلَّ تُرَابٍ بعد اس کے وہ اشقیا مع اہل بیت اطہار اور سر
اقدس کے پھراتے ہوئے دروازہ فرادیس پر پہنچے اور اس جگہ بھی خلق کثیر
واسطے تماشے کے تھی اور قبل اس کے اس جگہ دروازہ نہ تھا بلکہ وہاں ایک
تودہ بلند خاک کا تھا ثُمَّ اَدَارُوْهُ اِلٰى بَابِ السَّاعَاتِ وَهُوَ كَانَ
مَوْقِفَ السَّبَايَا الزَّنْجِ وَالرُّوْمِ فَنَصَبُوْهُ هُنَالِكَ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ بعد اس کے
سب سروں کو مع اہل حرم کے دروازہ فرادیس سے پھراتے ہوئے باب
باب ساعات تک کہ وہ جگہ ٹھہرانے بندیاں حبش و روم کی تھی پہونچے
اور وہاں پہونچکر سر اقدس کو تین ساعت تک دروازہ ساعات پر

نصب کیا اور مشہور ہی کہ وہین سر انور حضرت مسلمؑ کا بھی آویزان تھا آہ آہ
اُسوقت اہل بیت کا کیا حال ہوا ہوگا جب اُس سر اقدس کو دیکھا ہوگا
وَاَقَامُوْا اَهْلَ بَيْتِ سَيِّدِ الْاَنَامِ كَالْعَبِيْدِ وَالْاِمَاءِ فِيْ ذٰلِكَ الْمَقَامِ
بَيْنَ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ وَصَاحَ صَائِحٌ مِنْهُمْ يَا اَهْلَ الشَّامِ هٰذِهٖ
السَّبَايَا بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَنَامِ اور دختران فاطمہ زہراؑ اور
ذریت رسول خداؐ کو مانند غلام اور کنیزان حبش کے تین ساعت تک اُسی جگہ
بے مقنعہ و ردا درمجمع عام مین ٹھہرایا اور ایک اُس قوم اعدا سے باواز بلند پکارتا تھا
کہ اے اہل شام آگاہ ہو کہ یہ اسیر دختران جناب رسول خداؐ اور علی
مرتضیٰ علیہما السلام ہین وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَعَ النِّسَاءِ
مَغْلُوْلًا عَلٰى بَعِيْرٍ وَرِجْلَاهُ مَشْدُوْدَتَانِ مِنْ بَطْنِ النَّاقَةِ وَالدَّمُ
يَسِيْلُ عَنْ سَاقَيْهِ اور اُسوقت جناب سید الساجدین علیہ السلام ہمراہ
اہل حرم کے ایک شتر بے فرش پر سوار تھے اسطرح سے کہ طوق و زنجیر مین
جکڑے ہوئے اور دونون پانون اُس امام مظلوم کے شکم سے اونٹ کے
اس زور سے ان اشقیا نے باندھے تھے کہ ساقہائے قدم سے خون جاری تھا
قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَنَا مِنْهُ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ رَجُلٌ لَكَعٌ
الرِّجَالِ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَلْحَةَ وَقَالَ لَهٗ يَا عَلِيُّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ
لَقَدْ جِئْتَ نَادِمًا مِنْهُمْ مَا اَسِيْرًا جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ فرمایا ان حضرت نے کہ اُسی حالت مین ایک ملعون بدترین
خلق کہ اُس شقی کو ابراہیم بن طلحہ کہتے تھے اور وہ جنگ جمل مین لشکر جناب

امیر المومنینؑ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا بس وہ بکمال عداوت قریب بیمار کربلا کے آیا
اور طرف اُن حضرت کے دیکھ کر کہنے لگا کہ یا علی شکر ہے خدا کا کہ آج تم شرمندہ
اور مغلوب ہو کر اسیر و مقید یہانتک پہونچے فقال لہ علی بن الحسین
علیہما السلام ایھا الملعون اذا سمعت الاذان والاقامۃ فارجع
الی نفسک من غلب ومن علی درجتہ الی یوم القیمۃ پس اُن حضرت نے
استفسار بیمار اُس ملعون کو دیکھ کر فرمایا کہ اے شقی جب موذن اذان اور
اقامت کہے اور تو آواز اذان کی سُنے اُسوقت بنظر انصاف تو تامل کر پس
تجھے بخوبی منکشف ہو جائیگا کہ کون غالب ہے اور کون مغلوب ہے اور کسکا
درجہ تا قیامت بلند ہے قال فلما وصلوا الی باب قصر یزید استاذن
منہ فاذن براس الحسین علیہ السلام راوی کہتا ہے کہ پس وہ سب
ملعون مع سرہائے شہدا اور اہل بیت اطہار کے دروازہ قصر یزید پر پہونچے
وہاں توقف کیا اور طالب اجازت ہوئے پس اُس ملعون نے حکم دیا کہ سر
اطہر امام حسین علیہ السلام میرے سامنے لاؤ فکان الراس الشریف بید
خولی اللعین فغسلہ ومسحہ ووضعہ فی طست من الذھب
وغطاہ بمندیل دبیقی فدخل بہ ووضعہ تحت سریر یزید
پس سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا کہ سپرد خولی ملعون کے تھا اُسنے سر اطہر کو
دھویا اور پونچھا اور ایک طشت طلائین رکھکر رومال دیبا سے ڈھانک کر
زیر تخت یزید کے رکھ دیا وھو کان متکئا علی اریکۃ الخلافۃ ومتوسدا
علی وسادۃ الضلالۃ واضعا علی راسہ تاج السلطنۃ وحولہ

کَثِیْرٌ مِنْ شُیُوْخِ الشَّامِ وَالْکُوْفَۃِ فَلَمَّا رَاَی الْمَلْعُوْنُ الرَّاْسَ تَحْتَ سَرِیْرِہٖ سُرَّ بِذٰلِکَ وَتَبَسَّمَ اور اُسوقت وہ ملعون تاج شاہی سر پر رکھے ہوے تخت سلطنت اور مسندِ ضلالت پر بیٹھا تھا اور گرد اُس لعین کے بہت سے ارکان دولت اور عمایدِ مملکت اہل کوفہ و شام سے بیٹھے تھے پس جب اُس لعین نے سر اقدس حضرت کا زیر تخت رکھا دیکھا نہایت ہی مسرور و متبسم ہوا اور سر انور سامنے رکھوا کے شطرنج بازی اور شراب خواری مین مشغول رہا اسلیے کہ وہ ملعون جانتا تھا کہ یہ امر حضرت کو نہایت ناگوار تھا فَجَعَلَ یَنْکُتُ ثَغْرَہٗ بِقَضِیْبٍ کَانَ بِیَدِہٖ وَیَضْحَکُ وَیَقُوْلُ لَقَدْ کُنْتَ حَسَنَ الْمَضْحَکِ یَا حُسَیْنُ وَلَقَدْ اَسْرَعَ بِکَ الشَّیْبُ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ پس وہ ملعون چھڑی سے لب و دندان انور امام حسین علیہ السلام کے کھولتا تھا اور ہنستا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسین لب و دندان آپکے کسقدر حسین اور خوبصورت ہین اور کمال تعجب ہی کہ آپ بہت ہی جلد ضعیف ہو گئے ثُمَّ

اَقْبَلَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ وَقَالَ ؎

نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ اَعِزَّةٍ	عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا

اور اسی حالت سرور مین طرف اپنے اصحاب و رفقا کے متوجہ ہوا اور اُسنے بکمال فخر کہنے لگا کہ مقام شکر اور جاے سرور ہی کہ آج ہمنے زیر کیا اُن سرکشونکو کہ جو اپنے تئین ہمسے افضل جانتے تھے اور مدعی خلافت کے تھے اور ہمپر یہ لوگ بہت گران تھے آہ آہ مومنین وہ ظالم کہتا ہی کہ وہ سب قاطع ارحام و ظالم تھے اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا الْمَقْتُوْلَ کَانَ یَفْتَخِرُ عَلَیَّ وَیَقُوْلُ

اِنَّ اَبِی خَیْرٌ مِنْ اَبِیْكَ وَاُمِّی خَیْرٌ مِنْ اُمِّكَ وَجَدِّی خَیْرٌ مِنْ جَدِّكَ
وَاَنَا خَیْرٌ مِنْكَ ایہا الناس یہ مقتول معرض فخر مین کہا کرتا تھا کہ باپ میرا
بہتر اور افضل ہی پدر یزید سے اور ماں میری افضل ہی مادر یزید سے اور جد
میرے افضل و بہتر ہین جد یزید سے اور مین افضل ہون یزید سے فَاَمَّا قَوْلُهٗ
بِاَنَّ اَبِی خَیْرٌ مِنْ اَبِ یَزِیْدَ فَلَا وَاَمَّا قَوْلُهٗ بِاَنَّ اُمِّی خَیْرٌ مِنْ اُمِّ یَزِیْدَ
فَلَقَدْ صَدَقَ فَاِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِنْ اُمِّی یعنی ای گروہ
حضار یہ کہنا انکا کہ باپ میرا باپ سے یزید کے بہتر ہی یہ امر غلط ہی لیکن کہنا
انکا کہ ماں میری بہتر ہی ماں سے یزید کی البتہ یہ امر سچ ہی اسلیے کہ ماں انکی
فاطمہ زہرا بنت رسول خدا افضل ہین میری ماں سے وَاَمَّا جَدُّهٗ فَلَیْسَ
لِاَحَدٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یَقُوْلُ بِاَنَّهٗ خَیْرٌ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاَمَّا قَوْلُهٗ
بِاَنَّهٗ خَیْرٌ مِنِّیْ فَلَعَلَّهٗ لَمْ یَقْرَءْ هٰذِهِ الْاٰیَةَ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ
اور کہنا انکا کہ جد میرے افضل ہین جد یزید سے یہ امر بھی راست و درست ہی
اسلیے کہ جد امجد انکے سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہین اور کون
شخص ایسا عالم مین ہوگا کہ ایمان بخدا اور روز قیامت لایا ہو اور یہ کہے
معاذ اللہ کہ کوئی بہتر و افضل ہو رسالت مآب سے مگر یہ کہ بے ایمان ہوجائے
اور یہ کہنا انکا کہ مین بہتر ہون یزید سے پس یہ کہنا بھی انکا غلط ہی شاید آیۂ
وافی ہدایہ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ کی اس مقتول نے تلاوت نہین کی ہی کہ
خدا اپنے حبیب سے فرماتا ہی کہ تو کہ اللہ مالک ہی تمام ملک کا جسکو چاہتا ہے
حاکم اور بادشاہ ملک کا کرتا ہی اور جس سے چاہتا ہی حکومت ملک

وسلطنت کی چھین لیتا ہی حضرات یہ غلط کہا اُس سگ ناپاک نے اور تکبر اور تجبر کیا مثل ابلیس لعین کے اور قیاس کیا سلطنت باطنی کو سلطنت و بادشاہی ظاہری پر حالانکہ حضرت امیرؑ بادشاہ باطنی تھے اور اسیطرح امام حسینؑ بادشاہ دین و دنیا تھے اور وہ بادشاہت اُنکو خدا نے دی تھی اور تا روز قیامت منتزع ہوگی تا ورود لب حوض کوثر وہ سلطنت بعد جناب رسول خداؐ کے انھیں حضرات کی باقی رہیگی اور بعد اُسکے بمعیت جناب رسول خداؐ تمامی اہل محشر پر حکومت ہوجاویگی اسلیے کہ خود حضرت امیرؑ قسیم الجنۃ والنار ہونگے اور ظالم اُس روز اپنے افعال و اقوال بد کی سزا پاوینگے حضرات چونکہ ذکر کوثر کا ذہن آگیا ہے

اَسَفاً لَهٗ عِنْدَ الشَّرِیْعَۃِ یَشْتَکِیْ	ظَمَأً وَّ وَالِدُهٗ وَلِیُّ الْکَوْثَرِ

ہائے افسوس حال پر اُس مظلوم کربلا شہید جفا تشنہ نینوا کے جو لب نہر فرات پر شکایت تشنگی کی کرتا تھا حالانکہ پدر بزرگوار اُنکے مالک و ساقی کوثر ہیں آہ مومنین مقام غور ہی کہ یزید لعین نے امام حسین علیہ السلام اور اپنے نفس خبیث میں مساوات بیان کی ہی حالانکہ یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے

بَخِلُوْا بِمَاءٍ وَّهُوَ جَادَ بِنَفْسِهٖ	لَیْسُوْا سَوَاءً اَیُّهَا السُّفَهَاءُ

وہ بخیل اور لئیم تو ایسے خسیس اور رذیل تھے جنھوں نے پانی سی چیز کے دینے میں بخل کیا باوجود اسکے کہ وہ نہر جاری اُنکے باپ سے نہ تھی اور مظلوم کربلا ایسے جواد و کریم ابن کریم تھے کہ اُنکے پدر بزرگوار نے اپنے

دشمن و قاتل کا تشنہ لب رہنا گوارا نہ کیا اور خود سید الشہدا نے توراۃ خدا میں جان و فرزند عزیز کے تراب خطاب ہی اُن حمقا اور سفہا سے جو سید الشہدا ۴ اور یزید میں از روے ریاست کے مساوات گمان کرتے ہیں کہ آیا امام حسین سے کریم ابن کریم اور یزید سے لئیم ابن لئیم میں کسی طرح برابری ہو سکتی ہی جیسا کہ عبد القادر جیلانی اور اُسکے اتباع نے گمان کیا ہی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس شانزدہم

فِي الْمُنْتَخَبِ وَغَيْرِهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَلْعَبَانِ فِي بَيْتِي فَنَزَلَ جَبْرَئِيلُ وَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّتَكَ تَقْتُلُ اِبْنَكَ هٰذَا مِنْ بَعْدِكَ وَاَوْمٰى اِلَى الْحُسَيْنِ وَاَتَاهُ بِتُرْبَةٍ فَشَمَّهَا ثُمَّ قَالَ رِيحُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ منتخب وغیرہ میں جناب ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا سے منقول ہی وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ ایک روز دونوں شاہزادے حسنین بوجہ صغر سن کے میرے گھر میں کھیل رہے تھے پس اسی اثنا میں جبرئیل بحکم خدا وند جلیل خدمت بابرکت میں جناب رسول خدا کی نازل ہوے اور عرض کی کہ یا نبی اللہ اُمت جفا کار آپکی بعد آپکے اس فرزند دلبند کو قتل کریگی اور اشارہ کیا طرف امام حسین ع کے اور ایک مشت خاک اُٹھا کر دی اور اُن حضرت نے اُس خاک کو لیکر سونگھا بعد اُسکے فرمایا کہ اس سے بوے کرب و بلا آتی ہی وقال یا اُمَّ سَلَمَةَ اِذَا تَحَوَّلَتْ هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِي

إِنَّ ابْنِي قَدْ قُتِلَ فَجَعَلْتُهَا فِي قَارُوْرَةٍ اور فرمایا کہ ای ام سلمہ جسوقت
یہ خاک خون ہو جاوے اور جوش مارنے لگے اُسوقت یہ یقین جاننا کہ یہ فرزند
دلبند میرا شہید ہو گیا جناب ام سلمہ فرماتی ہین کہ یہ سنکر مین نے اُس خاک کو
ایک شیشہ مین بحفاظت رکھا آہ مومنین جب وہ زمانہ آیا جسکی خبر
جبرئیلؑ نے جناب رسول خداؐ کو دی تھی اور اُن حضرت نے جناب ام سلمہ کو
مطلع فرمایا تھا یعنے جب اعدائے دین نے بظلم و ستم اس پارۂ جگر رسولؐ کو
مدینۂ منورہ اور روضۂ رسول خداؐ سے جدا کیا اور مہمان بلا کر صحرائے
کربلا مین روز عاشورا تشنہ لب ذبح کیا تو جناب ام سلمہ فرماتی ہین کہ
ہر روز مین اُس شیشہ کو دیکھی تھی اور بدستور پاتی تھی مگر دسوین ماہ
محرم یعنے روز عاشورا جب مین نے بعد نماز ظہر کے اُسکی طرف نگاہ کی تو
دیکھا کہ اُس سے خون تازہ جوش مارتا ہی اُسوقت مجھے یقین ہوا کہ فرزند
رسول الثقلین امام حسینؑ شہید ہوے پس مجھے روتے روتے غش آگیا اور بعد
افاقہ کے مین نے عورات ہاشمیہ کو اِس حال سے آگاہ کیا اُسوقت خانۂ
رسول خداؐ مین ماتم بپا ہوا اور شور گریہ و بکا سے گویا قیامت بپا تھی
آہ مومنین یہ حال تو مدینہ مین عورات ہاشمیہ کا تھا اور کربلا مین بعد
شہادت امام حسینؑ کے اعدا نے خیمون مین آگ لگا دی اور اسباب لوٹ لیا
اور اہل حرم کی چادرین چھین لین اور بلوائے عام مین اسیر و مقید کیا
جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَى
النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر کہ جو کربلا مین

بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں وفی البحار نقلا عن
مناقب القدیم عن محمد الباقر عن ابیه انه قال لما قتل الحسین
بن علی جاء غراب فوقع فی دمه ثم تمرغ ثم طار در بحار الانوار
میں مناقب قدیم سے یوں نقل کیا ہے امام محمد باقر علیہ السلام سے اور
ان حضرت نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین سے کہ فرمایا ان حضرت نے
جب پدر مظلوم میرے امام حسین دست ظلم اعدا سے شہید ہو چکے تو اس وقت
ایک طائر آیا اور خون اطہر سید الشہدا میں لوٹا اور بعد اسکے پرواز کر گیا
فوقع بالمدینة علی جدار فاطمة بنت الحسین وهی الصغری
فرفعت راسها فنظرت الیه فبکت بکاء شدیدا وانشات
تقول پس وہ طائر مدینہ منورہ میں گیا اور فاطمہ صغری دختر امام حسین کے
مکان کی دیوار پر بیٹھا پس اس یتیمہ مرسینہ نے سر اپنا اٹھا کر اس طائر کی طرف
بحسرت دیکھا اور بشدت روئیں اور یہ اشعار پڑھتی تھیں

نعب الغراب فقلت من	تنعاه ویلك یا غراب

آواز خبر مرگ دی طیر نے پس میں نے کہا کہ اے طائر وائے ہو تجھ پر تو کسکی
خبر مرگ سناتا ہے

قال الامام فقلت من	قال الموفق للصواب

اس طائر نے کہا کہ اپنے امام کی خبر مرگ سناتا ہوں میں نے یہ سنکر کہا
کہ کون امام اسنے کہا کہ جو توفیق دیا گیا ہے واسطے ہر جواب کے

ان الحسین بکربلا	بین الاسنة والضراب

بتحقیق کہ فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ السلام تیر و نیزہ اور شمشیر سے
ظالمان پر دغا کے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے ٭

فَابْکِی الْحُسَیْنَ بِعَبْرَۃٍ ‌ ‌ تَرْجِی الْاِلٰہَ مَعَ الثَّوَابِ

پس اے فاطمہ گریہ و بکا کرو اور آنسو بہاؤ مصیبت امام حسین علیہ السلام پر
اور بسبب اسکے امید اجر و ثواب کی خدا سے رکھو ٭

فَقُلْتُ الْحُسَیْنُ فَقَالَ لِیْ ‌ ‌ حَقًّا لَقَدْ سَکَنَ التُّرَابَ

پس یہ سنکر میں نے کہا کہ کیا پدر بزرگوار میرے امام حسین علیہ السلام قتل کیے گئے
اُس طائر نے کہا کہ ہاں وہ جناب زیر خاک پنہان ہوگئے ٭

ثُمَّ اسْتَقَلَّ لَہُ الْجَنَاحَ ‌ ‌ فَلَمْ یَطِقْ رَدَّ الْجَوَابِ

آہ آہ پس یہ کہکر وہ طائر پرواز کر گیا مگر ایسا بے حال تھا کہ طاقت جواب
دینے کی نہ رکھتا تھا اور کمال محزون و مغموم تھا ٭

فَبَکَیْتُ مِمَّا حَلَّ بِیْ ‌ ‌ بَعْدَ الدُّعَاءِ الْمُسْتَجَابِ

وہ یتیمہ مریضہ فرماتی ہیں کہ پس میں اس مصیبت تازہ پر زار زار روئی
آہ اُن دعاؤں سے کہ جو میں مانگا کرتی تھی اور امید اپنے اقربا کے آنے کی
لگائے ہوئے تھی ناامید ہوگئی ہائے افسوس اب زیارت سے اپنے پدر
نامدار اور بھائیوں کی محروم ہوئی قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ
فَنَعَتْہُ لِاَہْلِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالُوْا قَدْ جَائَتْنَا بِسِحْرِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
فَمَا کَانَ بِاَسْرَعَ اَنْ جَائَہُمُ الْخَبَرُ لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ
امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ صغریٰ نے خبر شہادت

اپنے پدر مظلوم امام حسینؑ کی اہل مدینہ سے بیان کی پس اُنھون نے نسبت سحر کی دی
اور کہا کہ یہ سحر خاندان عبد المطلب کا قدیم ہی پس کچھ مدت نہ گذری تھی کہ
خبر شہادت امام حسینؑ کی مدینۂ منورہ مین آئی اور صدق فاطمۂ صغریٰؑ کا
ظاہر ہوا آہ ہو مومنین بعوض ماتم پُرسے کے وہ کلمات طعن کے سنکر اُس
یتیمہ کے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا کیونکہ دل یتیم کا نازک ہوتا ہی آہ آہ اُس
یتیمہ کو مدینہ مین کیسی صدمہ پہونچے بیماری اور قلق جدائی کا ایک طرف اور
دردِ یتیمی اور شماتت اعدا ایک طرف اسیر کمال بیکسی تھی الا لعنۃ اللہ
علی القوم الظالمین

مجلس ہفتدہم

روی محمد بن یعقوب الکلینی عن علی بن الحسین علیہما السلام
قال فیما وعظ اللہ بہ عیسی علیہ السلام یا عیسی انک مسئول فارحم
الضعیف کرحمتی ایاک ولا تقھر الیتیم شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب
کلینی علیہ الرحمہ نے بسند معتبر جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت
کی ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے حق سبحانہ تعالیٰ نے خطاب و وعظ کیا حضرت
عیسی علیہ السلام کو ای عیسی بتحقیق کہ تو سوال کیا جائیگا پس رحم کر ضعیف
و ناتوان پر جیسا کہ مین نے تجپر رحم کیا اور یتیم پر قہر نہ کرو قال اللہ تعالیٰ
فاما الیتیم فلا تقھر اور حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا کہ ای
حبیب ہمارے لیکن یتیم پس قہر نہ کرو اُسپر حضرات سُنا آپنے کہ حق سبحانہ
تعالیٰ نے انبیا سے تاکید فرمائی ہی کہ ضعیف و ناتوان پر رحم کرو اور یتیم پر

قہر نہ کرو مگر وائے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر کہ جو ادعائے اسلام کرتے تھے
اُنھوں نے عوض رحم کے یتیمانِ امام حسین ع پر اور بیمار کربلا پر کہ کیسے ضعیف اور
ناتوان تھے کیا کیا ظلم و ستم کیے ہائے افسوس طوق و زنجیرین مقید کرکے شہر
بشہر پھرایا اور اسیطرح مع سرہائے شہدا اور اہل حرم کے سامنے یزید لعین کے
لائے اور اُن اشقیا مین سے کسی نے پاس و لحاظ خدا اور رسول کا نہ کیا مگر
غیر اقوام کو وہ حال دیکھکر دل درد مین آیا فِی البِحَارِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ فَحَضَرَ فِیْ مَجْلِسِ یَزِیْدَ رَسُوْلُ مَلِكِ الرُّوْمِ
وَھُوَ کَانَ مِنْ اَشْرَافِ الرُّوْمِ وَ عُلَمَائِھِمْ چنانچہ بحار الانوار مین جناب
سید الساجدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے جب سر اقدس
میرے پدر بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام کا روبروے یزید لعین کے
طشت مین رکھا گیا اُسوقت اتفاقًا وکیل بادشاہ روم کا دربار یزید مین
حاضر ہوا اور وہ اشراف و علمائے روم سے تھا فَلَمَّا رَاٰی رَاْسَ
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ لَہٗ یَا مَلِكَ الْعَرَبِ ھٰذَا
رَاْسُ مَنْ فَقَالَ لَہٗ یَزِیْدُ مَا لَكَ وَلِھٰذَا الرَّاْسِ پس جب اُس
وکیل نے سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا روبروے یزید کے دیکھا پوچھا
کہ اے بادشاہ عرب یہ کس شخص کا سر ہے یزید نے کہا کہ تجھے استفسار حال سے
اِس صاحب سر کے کیا کام ہے فَقَالَ اِنِّیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی مَلِکِنَا وَھُوَ
یَسْئَلُنِیْ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ رَاَیْتُہٗ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُخْبِرَہٗ بِقِصَّۃِ ھٰذَا
الرَّاْسِ وَصَاحِبِہٖ حَتّٰی یُشَارِکَكَ فِی الْفَرَحِ وَالسُّرُوْرِ وکیل

بافہم نے جواب دیا کہ جب مین ان بلاد و امصار سے پھر کر اپنے بادشاہ کی
خدمت مین جاؤنگا تو وہ تمام اشیا جو میری نظر سے گذرے مین ضرور پوچھیگا
اسلیے مین چاہتا ہون کہ اگر نام ونسب اور حال سے اس صاحب سر کے
واقف ہون تو حکایت اسکی بھی اپنے بادشاہ سے نقل کرون تاکہ وہ
بمقتضاے اتحاد تیری خوشی اور سرور مین شریک ہو فقال لہ یزید
هٰذَا رَاسُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ فَقَالَ الرُّوْمِيُّ وَمَنْ اُمُّهٗ
فَقَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص پس یزید نے کہا کہ ای شخص نام صاحب
سر کا حسین فرزند علی بن ابیطالب ہی اس رومی نے کہا کہ ای یزید نام سے
اس مقتول کے اور انکے باپ کے مین واقف ہوا لیکن یہ بتا کہ نام انکی
مان کا کیا ہی یزید نے کہا کہ مان انکی فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہین
فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ تَبًّا لَكَ وَلِدِيْنِكَ يَا يَزِيْدُ لِيْ دِيْنٌ اَحْسَنُ مِنْ
دِيْنِكَ اِنَّ اَبِيْ مِنْ حَوَافِدِ دَاوٗدَ النَّبِيِّ وَبَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اٰبَاءٌ كَثِيْرَةٌ
وَالنَّصَارٰى يُعَظِّمُوْنَنِيْ وَيَاْخُذُوْنَ مِنْ تُرَابِ قَدَمِيْ تَبَرُّكًا بِيْ
یہ سنکر اس نصرانی نے کہا کہ ای یزید حیف ہی تجھپر اور تیرے دین پر دین میرا
تیرے دین سے بہتر و افضل ہی اسلیے کہ باپ میرا ذریت حضرت داؤد
پیغمبر علیہ السلام سے ہی اور کئی پشت کا فاصلہ مجھ مین اور حضرت داؤد
مین ہو چکا ہی باوصف اسکے تمام نصاریٰ میری تعظیم کرتے ہین اور خاک
میرے قدم کی لیکر بطور تبرک کے اپنی آنکھون سے لگاتے ہین وَاَنْتُمْ
تَقْتُلُوْنَ ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ نَبِيِّكُمْ اِلَّا اُمٌّ وَاحِدَةٌ

فَاَیَّ دِیْنٍ دِیْنُکُمْ اور تم کیسے مسلمان ہو کہ تمنے تو اسے کو اپنے پیغمبر کے قتل کیا حالانکہ کچھ فاصلہ درمیان انکے اور تمہارے پیغمبر کے نہین گذرا ہی بلکہ مان انکی دختر رسول خدا ہین پس اس ارادہ سے کیا بدتر ہی دین تمہارا وَاعْلَمْ یَا یَزِیْدُ اِنَّ بَیْنَ عُمَانَ وَالصِّیْنِ بَحْرٌ مَسِیْرَةُ سَنَةٍ لَیْسَ فِیْهَا مَعْمُوْرَةٌ اِلَّا بَلْدَةٌ وَاحِدَةٌ فِیْ وَسَطِ الْمَاءِ مَا عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ بَلْدَةٌ اَکْبَرُ مِنْهَا وَمِنْهَا یُحْمَلُ الْکَافُوْرُ وَالْیَاقُوْتُ وَهِیَ فِیْ اَیْدِی النَّصَارٰی اے یزید آگاہ ہو اے یزید درمیان عمان اور چین کے ایک دریا ہی کہ طول اسکا بقدر مسافت ایک سال کے ہی اور درمیان مین اسکے مطلق آبادی نہین ہی سوا ایک شہر کے کہ وہ بیچ مین اس دریا کے ہی اور اسقدر طولانی ہی کہ کوئی اور شہر روے زمین پر اتنا بڑا نہین ہی اور اسی شہر سے کافور و یاقوت جابجا جاتا ہی اور وہ شہر اب تک قبضہ نصارے مین ہی وَفِیْهَا کَنِیْسَةُ الْحَافِرِ فِیْ مِحْرَابِهَا حُقَّةُ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٌ فِیْهَا حَافِرٌ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ هٰذَا حَافِرُ حِمَارٍ کَانَ یَرْکَبُهٗ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْ کُلِّ عَامٍ عُلَمَاءُ النَّصَارٰی یَزُوْرُوْنَهَا وَیَقْصِدُوْنَهَا وَیَطُوْفُوْنَهَا وَیُقَبِّلُوْنَهَا وَیَرْفَعُوْنَ حَوَائِجَهُمْ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اور درمیان اس شہر کے ایک کنیسہ حافر ہی کہ محراب مین اسکے ایک حقہ طلائی معلق ہی اور اسمین ایک سم ہی اس حمار کا کہ جسپر حضرت عیسیٰ سوار ہوتے تھے پس ہر سال تمام علما نصاریٰ کے راہہاے دور و دراز سے واسطے زیارت اس معبد کے آتے ہین اور طواف اسکا کرتے ہین اور حاجت اپنی اس جگہ جناب احدیت سے

طلب کرتے ہین وَاَنْتُمْ تَقْتُلُوْنَ ابْنَ نَبِیِّکُمْ فَلَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکُمْ وَلَا فِیْ دِیْنِکُمْ اور تم لوگ اپنے تئین اُمّت رسول خدا سے جانتے ہو اور اُن حضرت کے نواسے اور پارۂ جگر کو قتل کرکے مسرور ہوتے ہو پس خدا برکت نہ دے تمکو اور تمہارے دین کو اور اپنی رحمت سے دور کرے فَقَالَ الْمَلْعُوْنُ اُقْتُلُوْا هٰذَا النَّصْرَانِیَّ لِئَلَّا یَفْضَحَنِیْ فِیْ بِلَادِهٖ پس یہ سنکر یزید لعین نے حکم دیا کہ جلد اس نصرانی کو قتل کرو تاکہ اپنے ملک مین جاکر مجھے بدنام اور فضیحت نہ کرے فَلَمَّا اَحَسَّ النَّصْرَانِیُّ بِذٰلِکَ قَالَ لَهٗ یَا یَزِیْدُ اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ قَالَ نَعَمْ اَقْتُلُکَ قَالَ یَا لَعِیْنُ مَا اَنَا اَفْضَلُ مِنِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَمَّا قَتَلْتَهٗ فَاقْتُلْنِیْ مَعَهٗ پس جب اُس نصرانی نے معلوم کیا کہ یہ شقی مجھے قتل کیا چاہتا ہے پوچھا کہ اے یزید آیا قصد تیرا میرے قتل کا مصمم ہے اُس بیحیا نے جواب دیا کہ البتہ مین ابھی تجھے قتل کرتا ہون نصرانی نے کہا کہ اے شقی جس صورت مین تو نے خباثت نفس سے فرزند رسول کو قتل کیا تو مجھے اپنے قتل ہونے کا کیا تاسف ہے اسلیے کہ مین کسیطرح اُن حضرت سے افضل و بہتر نہین ہون بلکہ مین آرزومند اسکا ہون کہ مجھے ضرور ساتھ اُن حضرت کے قتل کرو اَعْلَمْ یَا یَزِیْدُ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْبَارِحَةَ نَبِیَّکُمْ فِی الْمَنَامِ وَهُوَ یَقُوْلُ لِیْ یَا نَصْرَانِیُّ اَنْتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَتَعَجَّبْتُ مِنْ کَلَامِهٖ اور آگاہ ہو اے یزید شب کو مین نے تمہارے نبی کو خواب مین دیکھا کہ وہ حضرت تشریف رکھتے ہین اور مجھسے فرماتے ہین کہ اے نصرانی تو اہل جنت سے ہے پس مین خواب سے بیدار ہوا اور شب سے اسوقت تک متعجب تھا کہ مین نصرانی ہون

تو اسصورت مین ان حضرت کے نزدیک کیونکر مین اہل جنت سے ہونگا فَعَلِمْتُ الْاٰنَ اَنَّہٗ کَانَ لِیْ بِشَارَۃٌ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ میرے لیے بشارت تھی واسطے قبول کرنے دین اسلام کے پس مین گواہی دیتا ہون اسکی کہ کوئی معبود سوا خدا کے لائق پرستش نہین ہے اور گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ بیشک برگزیدۂ خدا اور سید انبیا ہین ثُمَّ وَثَبَ اِلٰی رَاْسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ وَجَعَلَ یُقَبِّلُہٗ وَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ جَدَّکَ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنْتَ اَبُوْکَ وَاَخُوْکَ وَبَنُوْکَ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ پس یہ کہکر وہ مرد نیک انجام سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے قریب آیا اور اُس سر اطہر کو طشت طلا سے اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور منھ اپنا منھ پر اُس امام مظلوم کے ملتا تھا اور بے اختیار روتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند رسول مختار آپ گواہ ہون کہ مین اقرار کرتا ہون اسکا کہ کوئی معبود سوا خدا کے لائق عبادت نہین ہے اور جد امجد آپکے رسول خدا ہین اور پدر بزرگوار آپکے جناب علی مرتضیٰ اور بھائی آپکے حسن مجتبیٰ اور باقی اولاد آپکے سب اوصیاے رسول خدا اولیاء اللہ ہین فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذَا قَتَلَہٗ یَزِیْدُ الْمَلْعُوْنُ وَرَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ حِجْرِہٖ پس وہ مرد دیندار ہنوز حضرت سے اپنے

اعتقادات بیان کر رہا تھا کہ جلاد نے بحکم یزید لعین ابن سعد تمنذ کو قتل کیا اسوقت
سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھا اور لہوف
وغیرہ میں منقول ہے کہ اسیطرح ایک سو چھتیس شخص نے جان اپنی فرزند
رسول خدا پر وہاں فدا و نثار کی مگر حضرات مقام افسوس ہے کہ نصاریٰ
تو حال زار سر انور اور اہل بیت اطہار کا نہ دیکھ سکیں اور جان عزیز اپنی
نثار کریں وا ہوئے ہو اُن اشقیا پر کہ جو مدعی اسلام تھے اور دختران خیر الانام
کو بے نقاب بلوائے عام میں رسن بستہ سامنے یزید ملعون کے لائے اور مطلق
پاس و لحاظ حرمت رسول خدا کا نہ کیا اور اُس سر انور کو نیزہ پر بلند کر کے
شہر بشہر پھرایا کبھی دروازہ ہائے بلند پر نصب کیا کبھی صندوق میں بند
کیا اور کبھی تنور میں رکھا اور خاک آلودہ ہوا الا لعنۃ اللہ علی
القوم الظالمین

مجلس ہجدہم

فِی الْبِحَارِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اَدْهَمَ اَنَّهٗ قَالَ کُنْتُ اَسِیْرُ مَعَ الْقَافِلَةِ
فِی الْبَادِیَةِ فَعَرَضَتْ لِیْ حَاجَةٌ فَتَنَحَّیْتُ عَنْهَا بحار الانوار
میں ابراہیم ادہم سے منقول ہے کہ کہا اُسنے ایک سال میں ہمراہ قافلہ
حجاج کے واسطے حج کے اپنے گھر سے چلا جاتا تھا ایک منزل میں بسبب
ضرورت کے میں قافلہ سے جدا ہو گیا فَاِذَا اَنَا بِصَبِیٍّ یَمْشِیْ فَقُلْتُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ بَادِیَةٌ بَیْدَاءُ وَصَبِیٌّ وَاحِدٌ یَمْشِیْ فَدَنَوْتُ مِنْهُ
وَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ پس اُس صحرا میں یکایک دیکھا

مین نے کہ ایک صاحبزادہ صغیر مثل ماہ منیر تنہا پیادہ پا چلا آتا ہی اُسے دیکھکر مین
نہایت متعجب ہوا اور اپنے دل مین کہا مین نے کہ سبحان اللہ کہان یہ صحرای
بے آب و گیاہ اور کہان یہ لڑکا صغیر یکہ و تنہا یہ امر بھی اسرار خدا سے ہے
دریافت کرنا اِسکا ضرور ہی پس مین قریب اُس صاحبزادہ کے گیا اور مین نے
سلام کیا اُسنے جواب سلام ارشاد فرمایا فَقُلْتُ لَهٗ اِلٰی اَیْنَ قَالَ اُرِیْدُ
بَیْتَ رَبِّیْ فَقُلْتُ لَهٗ یَا حَبِیْبِیْ اِنَّكَ صَغِیْرٌ اَیْنَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ
مین نے عرض کی کہ ای حبیب کہان کا قصد ہی اور کسکے پاس جاتے ہوا اُن
حضرت نے فرمایا کہ قصد میرا یہ ہی کہ حاضر ہون در دولت پر اُسکے کہ جسنے مجھے
پیدا کیا اور میری پرورش کی ہی عرض کی مین نے کہ سفر ایسا دُور و دراز
اور سن آپکا ایسا صغیر اسپر نہ کچھ زاد آپکے ساتھ معلوم ہوتا ہی اور نہ آپکے
پاس کوئی سواری ہی قَالَ لِیْ زَادِیْ تَقْوَایَ وَرَاحِلَتِیْ رِجْلَایَ
وَقَصْدِیْ مَوْلَایَ فرمایا مجھسے کہ زاد میرا تقوی ہی اور راحلہ میرا پانون
میرے ہین اور مقصود میرے حاضر ہونا ہی خدمت مین اپنے آقا کی فَقُلْتُ لَهٗ
مَا اَرٰی شَیْئًا مِنَ الطَّعَامِ مَعَكَ قَالَ لِیْ هَلْ تَسْتَحْسِنُ اَنْ تَسِیْرَ اِلٰی
دَعْوَةٍ فَتَحْمِلَ مِنْ بَیْتِكَ الطَّعَامَ پس عرض کی مین نے کہ قطع نظر زاد اور
راحلہ کے مین کچھ قسم طعام سے بھی کہ جو ایک دو روز آپ اُسے تناول فرمائین
آپکے پاس نہین دیکھتا ہون فرمایا کہ ای شیخ اگر کوئی شخص تجھے اپنے گھر بلائے
اور تو مدعو اُسکا ہو آیا یہ امر تجھے پسند ہی کہ تو کھانا اپنے گھر سے لیکر اُسکے گھر
جائے قُلْتُ لَا فَقَالَ اَلَّذِیْ دَعَانِیْ اِلٰی بَیْتِهٖ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ

یہ سنکر میں نے عرض کی اگر میں کسی کا مدعو ہوں تو میں ہرگز کھانا اپنے ہمراہ نہ لونگا
فرمایا کہ ای شیخ بس جس نے کہ مجھے اپنے گھر طلب کیا ہی وہی مجھے کھانا اور پانی
عطا کریگا مجھے فکر اُسکی کیا ضرور ہی فَقُلْتُ لَهُ اِرْفَعْ رِجْلَكَ حَتّٰى تُدْرِكَ
الْقَافِلَةَ فَقَالَ عَلَيْهِ الْاِبْلَاغُ اَمَا سَمِعْتَ قَوْلَهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ
جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ یہ سنکر
میں نے عرض کی کہ آپ چلنے میں تعجیل فرمائیے کہ تا قافلہ سے ملحق ہوں ایسا
نہو کہ راہ بھول جائیں ارشاد فرمایا کہ ای شخص پہونچنا منزل مقصود پر بھی
اُسیکے قبضۂ قدرت میں ہی کہ جسکے گھر جاتے ہیں آیا تو نے آیۂ وافی ہدایہ وَالَّذِيْنَ
جَاهَدُوْا فِيْنَا کی تلاوت نہیں کی ہی کہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ
جہاد کرتے ہیں ہماری راہ میں پس ہم انکو ضرور راہ راست سے آگاہ کرتے
ہیں اور مطلب پہونچا دیتے ہیں اور خداوند عالم ہمراہ ہی سب محسنین اور
نیکوکاروں کے قَالَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ اَقْبَلَ شَابٌّ حَسَنُ
الْوَجْهِ عَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيْضٌ حَسَنَةٌ فَعَانَقَ الصَّبِيَّ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ
وَرَجَعَ ابراہیم کہتا ہی کہ ابھی ہم آپس میں ہمکلام تھے کہ یکایک ایک نوجوان
حسین و باشان اور لباس سفید و نورانی پہنے ہوئے اُس صحرا میں نمودار
ہوا اور قریب اُس صاحبزادہ کے آکر بعد سلام کے معانقہ اور مصافحہ کیا
اور پھر سلام کرکے رخصت ہوگیا فَاَقْبَلْتُ عَلَى الشَّابِّ وَقُلْتُ لَهُ
اَسْئَلُكَ بِالَّذِيْ حَسَّنَ خِلْقَتَكَ مَنْ هٰذَا الصَّبِيُّ فَقَالَ اَمَا
تَعْرِفُهُ قُلْتُ لَا قَالَ هٰذَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ پس

مین نے اُس جوان کا تعاقب کیا اور قریب اُسکے ہو نچکر کہا کہ ای برگزیدۂ خدا
قسم ہی آپکو اُس صانع بے عدیل کی کہ جسنے تجھے یہ صورت پاکیزہ عطا فرمائی ہے
مجھے آگاہ کیجے کہ یہ صاحبزادہ کہ جسے آپ نے بکمال تعظیم سلام کیا یہ کون ہی
اور نام انکا کیا ہی اُسنے مجھسے کہا کہ کیا تو اسسے واقف نہین ہی مین نے کہا کہ
مین ابتک واقف نہین ہون پس اُس بزرگوار نے کہا اسم مبارک اِس
شاہزادہ کا علی ہی یہ فرزند ہین حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کے
فترکت الشاب واقبلت علے زین العابدین علیہ السلام وقلت
لہ یا سیدی اسئلک بابائک الطاہرین من ھذا الشاب
قال ھذا اخی الخضر یاتینا کل یوم یسلم علینا پس یہ سنکر مین اُس
نوجوان سے رخصت ہو کر خدمت باسعادت جناب سید الساجدین علیہ السلام
مین حاضر ہوا اور عرض کی مین نے کہ یا ابن رسول اللہ قسم ہی آپکو اپنے آباے
طاہرین کی یہ ارشاد ہو کہ یہ نوجوان جسنے حضرت سے معانقہ کیا اور بکمال
تعظیم تسلیم کر کے رخصت ہوا یہ بزرگوار کون تھے مومنین خیال کیجے کہ ان
حضرت نے کیا ارشاد کیا فرمایا کہ ای ابراہیم یہ حضرت خضر پیغمبر بھائی میرے
ہین معمول ہے انکے یہ ہی کہ ہر روز میرے پاس تشریف لاتے ہین اور اسطرح
سلام کر کے رخصت ہو جاتے ہین پس حضرات اب مقام تصور ہے کہ
جس امام عالی مقام کے یہ مراتب عالیہ ہون کہ حضرت خضر علیہ السلام
ہر روز واسطے سلام کے اُنکی خدمت مین حاضر ہون وہ معصوم بے جرم
وگناہ مقید بقید شدید ہاتھ پانون رسن ظلم وستم سے بندھے ہوئے مانند

اسیران ترک و روم کے سامنے یزید کے کھڑا ہوا آہ آہ کیونکر حضرت خضر نے
اُس روز مصافحہ کیا ہوگا فی البحار وغیرہ عن الباقر علیہ السلام انہ
قال سألت ابی عن حمل یزید لہ فقال لی حملنی علی بعیر بغیر
وطاء و راس ابی علی علم ونسوتنا خلفی علی بغال وحولنا بالرماح
چنانچہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام
فرماتے ہیں میں نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا کہ بعد شہادت جد بزرگوار میرے
امام حسین علیہ السلام کے اہل کوفہ و شام آپکو مع اہل حرم کسطرح سے یزید کے
پاس مقید کرکے لیگئے تھے حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند بعد شہادت میرے
پدر مظلوم کے اُن بیرحموں نے مجھے ایک شتر برہنہ پر مقید کرکے سوار کیا اور
سر اقدس میرے باپ کا ایک نیزہ طویل پر رکھا اور عورات مخدرات کو
ہماری قاطروں پر سوار کرکے ہمارے پیچھے لاتے تھے اور وہ سب اشقیا
نیزہ بکف گرد ہمارے تھے ان دمعت من احد نا عین قرع راسہ
بالرمح فاذا دخلنا دمشق فصاح صائح بین ایدینا یا اھل الشام
ھولاء الاسارٰی بنات رسول اللہ اور اے فرزند باوصف اس
جور و ستم کے وہ بیدین یہ ظلم کرتے تھے کہ اگر بسبب ان مصائب عظمٰی کے
ہم اہل بیت طہارت سے کوئی روتا تھا تو وہ ملعون اُسیوقت نوک نیزہ
اُسکے سر پر لگاتے تھے اور رونے سے منع کرتے تھے یہانتک کہ اسی مصیبت سے
ہمیں شہر دمشق میں داخل کیا جب ہم مجمع عام میں پہونچے اُسوقت ایک
شخص آگے ہمارے یہ آواز دیتا جاتا تھا کہ اے اہل شام آگاہ ہو کہ یہ سب

قیدی دختران رسول خدا سے ہین فَاُدْخِلْنَا بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ وَنَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَھْلِبَیْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ مَغْلُوْلُوْنَ فَقُلْتُ لَہٗ یَا یَزِیْدُ اَتَاذَنُ لِیْ اَنْ اُکَلِّمَکَ پس ہم سب اہل بیت رسالت کو باین مذلت سامنے یزید کے ٹھہرایا اور ہم بارہ نفر خاص اہل بیت رسول خدا سے رسیمانے ظلم وستم سے بندھے ہوئے تھے اور اُسوقت یزید تخت پر بیٹھا تھا پس مین نے اُس شقی سے کہا کہ ای یزید اگر تو مجھے اجازت دے تو مین تجھ سے کچھ کہون فَقَالَ یَزِیْدُ قُلْ وَلَا تَقُلْ ھُجْرًا فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا یَزِیْدُ اِنِّیْ وَقَفْتُ مَوْقِفًا لَا یَنْبَغِیْ لِمِثْلِیَ الْھُجْرُ فَمَا ظَنُّکَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ لَوْ یَرَانَا عَلٰی ھٰذِہِ الصِّفَۃِ فَبَکٰی وَبَکَی الْحَاضِرُوْنَ پس اُس مغرور نے بکمال بے ادبی جواب دیا کہ کہو کیا کہتے ہو لیکن کوئی بات نامناسب نہ کہنا حضرت نے فرمایا کہ ای یزید مین باین بیکسی اسیر و مقید تیرے سامنے کھڑا ہون مجھے کب زیبا ہی کہ کلام نامناسب کہون لیکن تجھ سے یہ پوچھتا ہون کہ کیا گمان ہی تیرا کہ اگر جناب رسالتمآب ہمین باین مذلت رسن بستہ مقید تیرے سامنے کھڑا دیکھتے تو تیرے حق مین کیا فرماتے یہ سنکر وہ مکار رونے لگا اور جو لوگ وہان حاضر دربار تھے بشدت روئے وَقَالَ السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَغَیْرُہٗ ثُمَّ اَمَرَ بِالْحِبَالِ فَقُطِعَتْ ثُمَّ اِنَّ یَزِیْدَ کَانَ یَسْئَلُ عَنْ کُلِّ وَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ بِعَیْنِھَا چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی کہ اُسوقت بعد تامل کے یزید نے حکم دیا کہ رسیان ان قیدیون کی کھول دو ویس ملازمان یزید نے چاہا کہ ان رسیون کو کھول دین لیکن اُن اشقیا نے بکمال عداوت وہ رسیان اپنا

استحکام سے باندھی تھین کہ کسیطرح انکی گرہین کھولتے سے نہ کھلین آخر کار وہ
رسنہائے ستم کاٹ کر بازو اور گلو اہل بیت کے کھولے گئے بعد اسکے یزید ملعون نے
کہا کہ نام و نسب سے ان عورات کے مجھے مطلع کرو کہ یہ سب کون کون ہین
فَقَالُوا لَهُ هٰذِهٖ زَيْنَبُ وَهٰذِهٖ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَهٰذِهٖ رُقَيَّةُ وَهٰذِهٖ
اُمُّ هَانِي بَنَاتُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ وَهٰذِهٖ اَزْوَاجُ الْحُسَيْنِ وَبَنَاتُهٗ
پس ملازمان یزید نے ایک ایک خاتون معظمہ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ
اے یزید یہ معظمہ زینب خاتون ہے اور یہ مخدومہ ام کلثوم ہے اور یہ رقیہ اور
یہ ام ہانی دختران علی بن ابیطالب ہین اور یہ سب ازواج مطہرات ہین
حسین بن علی کی اور یہ فاطمہ اور زینب اور سکینہ ان حضرت کی بیٹیان
ہین آہ مومنین اسوقت ان بیکسون کے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا خدا
نہ کرے کہ عالم غربت مین کسی کے اہل حرم بے حامی و سرپرست کے ہون
اب ایک فقرہ زیارت ناحیہ کا سنیے اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ
سلام ہو اُس صاحب عزت پر جسکی ہتک حرمت کی گئی مگر مومنین شاید
یہ ہتک حرمت ظاہری مراد ہو کیونکہ انکی عزت وحرمت خداداد تھی
انھین کے بزرگون کو چادر تطہیر عطا ہوئی تھی چنانچہ جناب زینب نے
ایک نوحہ مین اسی مطلب کو ادا فرمایا ہے جیسا کہ بحار الانوار مین منقول ہے
کہ وہ مظلومہ حالت بیکسی مین فرماتی تھین

لَئِنْ اُبْرِزْنَ كَرْهًا مِنْ حِجَابٍ	فَهُنَّ مِنَ التَّعَفُّفِ فِي الْحِجَابِ

اگرچہ دختران رسول خدا بظاہر بجبر و ستم باہر نکالی گئین اور بے پردہ ہوئین

مگر انکے لیے پردۂ عصمت وطہارت باطنی کا کافی ہوے

مُعَبِّرَۃً الذُّیُولِ مُکَشَّفَاتٍ		کَسَبْیِ الرُّوْمِ دَامِیَۃَ الْکِعَابِ

آہ آہ حال ان ستم رسیدوں کا یہ تھا کہ مثل اسیران ترک و روم کے گرد و غبار آلودہ بے نقاب تھیں اور پاہاے اطہر انکے بیادہ روی سے زخمی ہو گئے تھے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس نوزدہم

فِی الْمَنَاقِبِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُعَمَّرٍ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَتْ فَاطِمَۃُ عَلَیْہَا السَّلَامُ حَلَفَتْ اُمُّ اَیْمَنَ اَنْ لَا تَکُوْنَ بِالْمَدِیْنَۃِ مناقب میں بسند معتبر علی بن معمر سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اس دار فنا سے طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی تو اسوقت ام ایمن نے کہ وہ خادمہ اُس معصومہ کی تھی قسم کھائی کہ اب میں شہر مدینہ میں نہ رہونگی اسلیے کہ مکان جناب سیدہ کا اُس سے خالی نہیں دیکھا جاتا تھا فَخَرَجَتْ اِلٰی مَکَّۃَ فَاَصَابَہَا عَطَشٌ شَدِیْدٌ فِیْ بَعْضِ الطَّرِیْقِ حَتّٰی خَافَتْ عَلٰی نَفْسِہَا پس ام ایمن مدینۂ منورہ سے طرف مکۂ معظمہ کے روانہ ہوئی اثناے راہ میں تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اور باقی اُس جگہ ہمکن نہوا یہانتک کہ نوبت ہلاکت پہونچی فَرَفَعَتْ رَاْسَہَا اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَتْ یَا رَبِّ اَتَقْتُلُنِیْ عَطْشَانًا وَاَنَا خَادِمَۃُ بِنْتِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس اُسوقت سر اپنا طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب احدیت الٰہی میں عرض کی کہ بار الہا میں بسبب شدت تشنگی کے جان بلب ہوں

آیا تجھے گوارا ہی کہ روح میری حالت تشنگی مین بدن سے مفارقت کرجائے
حالانکہ مین خادمہ ہون جناب فاطمہ زہرا دختر جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ
وآلہ کی قَالَ الرَّاوِيْ فَنَزَلَ دَلْوٌ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءِ الْجَنَّةِ فَشَرِبَتْ
وَلَمْ تَحْتَجْ اِلَى الشَّرَابِ وَالطَّعَامِ وَكَانَ النَّاسُ يَبْعَثُوْنَهَا فِي الْيَوْمِ
الشَّدِيْدِ الْحَرِّ فَمَا يُصِيْبُهَا عَطَشٌ راوی کہتا ہی کہ ہنوز دعا ام ایمن کی
تمام نہوئی تھی کہ ایک ظرف پُر از آب بہشت آسمان سے نازل ہوا اور
ام ایمن نے وہ پانی پیا اور شکر خدا بجالائی بعد اُسکے سات برس تک
اُسکو خواہش آب وطعام نہوئی ہر چند اہل مکہ امتحاناً ام ایمن کو شدت گرما
مین جابجا کاروبار کے لیے بھیجتے تھے لیکن مطلق اُسکو پیاس معلوم نہوتی تھی
افسوس صد افسوس کیا انقلاب ہی کہ جنکی کنیزون کا یہ رتبہ ہو اُنھین کی
بیٹیان مثل بندیان ترک و دیلم کے بے مقنعہ وچادر کوچہ و بازار مین پھرائی
جائین اور رسن بستہ سامنے یزید پلید کے مجمع عام مین بظلم وستم کھڑی کیجائین
فِي الْاَنْوَارِ النُّعْمَانِيَّةِ وَغَيْرِهٖ اَنَّ يَزِيْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ اَقْبَلَ اِلَى الصَّبِيَّةِ
الَّتِيْ تَسْتُرُ وَجْهَهَا بِزَنْدِهَا وَقَالَ مَنْ هٰذِهِ الْجَارِيَةُ قَالُوْا لَهٗ
هٰذِهٖ سُكَيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ چنانچہ انوار نعمانیہ اور محرق القلوب
مین منقول ہی کہ جب اسیران اہل بیت رسالت دربار یزید مین پہونچے اور
وہ ملعون ہر ایک کا نام ونسب دریافت کرچکا بعد اُسکے اُس شقی نے
پوچھا کہ بیان کرو یہ لڑکی کہ جو مُنھ اپنا اپنے ہاتھ سے دھانپے ہی یہ کون ہے
لوگون نے کہا کہ ای یزید یہ سکینہ دختر امام حسین علیہ السلام ہی قال لھا

یا صبیۃ انت سکینۃ بنت الحسین فسالت دموعھا علی خدیھا فقال لھا ما یبکیک یہ سنکر یزید متوجہ ہوا طرف اُس یتیمہ کے اور کہا کہ ای لڑکی کیا نام تیرا ہی سکینہ دختر حسین ہی سنتے ہی اسکے بے اختیار اشک اُس ستم رسیدہ کے جاری ہوے اور زار زار رونے لگین یزید نے پوچھا کہ ای سکینہ سبب تیرے اسقدر رونے کا کیا ہی آہ مومنین دل یتیم کا نازک ہوتا ہی تصور کیجیے کہ اُس یتیمہ نے کیا فرمایا قالت لہ کیف لا تبکی من لیس لھا ساتر تستر وجھھا ورأسھا عنک وعن جلسائک جواب دیا کہ ای یزید کیونکر نہ روئے وہ مظلومہ کہ جو مجمع نامحرمون مین بے نقاب کھڑی ہو اور کچھ قسم لباس سے ایسا پاس اُسکے نہو کہ جس سے منھ اور سر اپنا تجھ سے اور تیرے رفیقون سے چھپائے فقال یا سکینۃ قصی علی ما جری علیک من المحن قالت یا یزید انی لو انو منذ قتل ابی الحسین علیہ السلام یزید نے کہا کہ ای سکینہ کچھ حال اپنا کہ جو رنج والم تمپر گذرا ہی بیان کر اُس شاہزادی نے فرمایا کہ ای یزید جو مصائب کہ مجھپر اور میری مان بہنون اور سب اہل حرم پر گذرے ہین وہ بیحد وحصر ہین ادنے اُنمین سے یہ ہے کہ جب سے باپ میرا امام حسین علیہ السلام شہید ہوے ہین اُس روز سے مین نہین سوئی ہون لانی لم اتمکن من الرکوب علی ظھر بعیر ادبر اعجف بغیر وطاء وکلما عثر نیبقھرنی ھذا زجر بن قیس یوشحنی بالسوط ولو ارمن یخلصنی منہ فلعنہ یزید وجلسائہ اور ای یزید وجہ میرے نہ سونے کی یہ ہی کہ جب بعد شہادت میرے باپ کے

تیرے ملازمون نے ہمین مقید کیا اور چاہا کہ کربلا سے کوچ کرین اُسوقت سب
اہل حرم کو شتران بے فرش وبے پردہ پر سوار کیا اور مجھے ایک ایسے شتر
مجروح ولاغر پر بٹھایا کہ جو نہایت ہی ضعیف تھا پس وہ بسبب ضعف کے
ہر جگہہ ٹھوکرین کھاتا تھا اور مین اُسپر سے گر پڑتی تھی اور اگر بسبب خوف
گر پڑنے کے پیادہ پا چلتے چلتے تھک کر زمین پر گر پڑتی تھی تو یہ شخص بیرحم
زحر بن قیس کہ سامنے تیرے کھڑا ہی مجھے تازیانہ سے اذیت پہونچاتا تھا اور
کوئی شخص ایسا رحیم بجز دشمنون کے وہان نظر نہ آتا تھا کہ مجھے ظلم سے اس
شقی کے بچاتا یہ سنکر یزید اور جلسائے اُسکے اُس ملعون کو ملامت اور نفرین
کی وَاَمَّا اَخِی زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اَرَادُوْا قَتْلَهٗ فَدَفَعَهُمْ مِنْهُ عِلَّتُهٗ لِاَنَّهٗ
کَانَ مَکْبُوْبًا عَلٰی وَجْهِهٖ فَسَلَبُوْا ثِیَابَهٗ وَقَیَّدُوْهُ بِقَیْدٍ شَدِیْدٍ وَ
رَکَبُوْهُ عَلٰی بَعِیْرٍ اَدْبَرَ اَعْجَفَ اور بنا بر دوسری روایت کے فرمایا کہ ای یزید
ہمارے وارثون سے کوئی باقی نہ رہا تھا مگر برادر بیمار میرے زین العابدین
علیہ السلام کہ یہ بسبب شدت مرض کے غش مین منہہ کے بھل زمین پر پڑے
تھے پس تیرے ملازمون نے چاہا تھا کہ انھین بھی قتل کرین لیکن بسبب
شدت مرض کے یہ جناب قتل سے بچ گئے اور اُسپر بھی ان اشقیا نے
انپر یہ ظلم کیا کہ اس حالت غشی مین لباس بدن کا اُتار لیا اور مقید بطوق
وزنجیر کرکے شتر برہنہ پر کہ جو نہایت ہی لاغر اور مجروح تھا سوار کیا
وَشَدُّوْا رِجْلَیْهِ مِنْ تَحْتِ بَطْنِ النَّاقَةِ وَاِذَا یَفْخُذُهٗ یَسِیْلُ
فَجًّا وَدَمًا وَهُوَ یَبْکِیْ عَلَیْنَا وَنَحْنُ نَبْکِیْ عَلَیْهِ از بسکہ میرے بھائی کو

بیماری مین طاقت اسکی نہ تھی کہ ناقہ پر بیٹھ سکین اسلیے ناقہ سے نیچے گر پڑتے تھے
پس اُن بیرحمون نے یہ ظلم کیا کہ دونون پانؤن مین اِنکے رسی باندھ کر
شکم سے ناقہ کے ایسا کھینچ کر باندھا تھا کہ صدمہ سے اُس ریسمانِ ستم کے
ساق پا انکے زخمی ہوگئے اور اُنسے خون وغیرہ متصل جاری تھا اور یہ حضرت
ہمارے حال کو دیکھکر روتے تھے اور ہم اُنکی بیکسی پر روتے تھے اور کوئی
فریاد و استغاثہ ہمارا نہ سنتا تھا یہانتک کہ اس ذلت سے ہم تیرے سامنے
پہونچے قَالَ الرَّاوِی فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ یَزِیْدُ بَکٰی وَکَذٰلِکَ اَصْحَابُہٗ
وَقَالَ لَعَنَ اللّٰہُ بْنَ مَرْجَانَۃَ مَا اَقْوٰی قَلْبَہٗ عَلٰی اٰلِ الرَّسُوْلِ راوی
کہتا ہے کہ جب یزید نے یہ تمام حال جور و ستم اُس تیمہ سے سنا پس وہ مکار
بظاہر بہت رویا اور تمام اصحاب اور رفقا اُس ملعون کے بیکسی پر اہلبیت
رسول خدا کی بآواز بلند رونے لگے پس اُس بیحیا نے سب حضار مجلس سے
کہا کہ لعنت خدا ابن مرجانہ ابن زیاد پر کہ مطلق اُسے رحم نہ آیا اولاد رسول
مختار پر ثُمَّ وُضِعَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَرَاٰہُ عَلِیُّ
بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فَلَمْ یَاْکُلْ رَاْسَ الطَّاٰنِ مُدَّۃَ عُمْرِہٖ حُزْنًا
عَلَیْہِ پس بعد اسکے سر اقدس جناب امام حسین علیہ السلام کا ایک طشت
طلا مین رکھکر سامنے اُس شقی کے رکھا گیا جب جناب امام زین العابدین
علیہ السلام نے وہ سر اطہر زیر تخت یزید رکھا دیکھا اُسوقت تمام عالم نظر
انور مین تیرہ و تاریک ہوگیا اور اپنی بیکسی اور شہادت اُن حضرت پر
بہت روئے اور جبتک کہ وہ حضرت زندہ رہے کبھی کلہ گوسفند تناول

نہ فرمایا اور ہمیشہ اس مصیبت عظمیٰ میں محزون و مغموم رہے وَاَمَّا زَیْنَبُ
بِنْتُ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا رَاَتْ رَاْسَ اَخِیْهَا
تَحْتَ سَرِیْرِهٖ بِاَرْذَلِ الْاَحْوَالِ اَهْوَتْ اِلٰی جَیْبِهَا فَشَقَّتْهُ وَنَادَتْ
بِصَوْتٍ حَزِیْنٍ تُقْرِحُ الْقُلُوْبَ وَبَکَتْ بِقَلْبٍ کَئِیْبٍ یعنی جب
نظر جناب زینب دختر امیر المومنینؑ کی سر اطہر پر اپنے بھائی کے پڑی اور
اُس سر اقدس کو بکمال ذلت زیر تخت یزید رکھا دیکھا تو گریبان اپنا
غم برادر میں چاک کیا اور ایک آہ ایسی کی کہ دل سننے والوں کے شق ہونے
لگے اور زار زار کرب و سوزش قلب سے رو رہی تھیں وَهِیَ تُنَادِیْ وَا اَخَاهُ
وَاحُسَیْنَاهُ وَاحَبِیْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَیِّدَةِ
النِّسَاءِ یَامُهْجَةَ قَلْبَاهُ اور وہ معظمہ باواز حزین یہ بین جگر خراش کرتی تھیں
کہ ہائے ای بھائی میرے ہائے حسین ماں جائے میرے ہائے فرزند رسول خدا
ہائے نور نظر فاطمہ زہرا ہائے دلبند علی مرتضیٰ علیہم السلام بِنَفْسِیْ عَلٰی رَاْسِكَ
الشَّرِیْفِ یَا اَخِیْ بِالْاَمْسِ یُنَاغِیْكَ فِیْ مَهْدِكَ جِبْرَائِیْلُ وَیَهُزُّ
مَهْدَكَ مِیْکَائِیْلُ اَلْیَوْمَ مَوْضِعُ رَاْسِكَ مُحَقَّرًا بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدَ
فدا ہوں میں اس سر اطہر پر ہائے ای برادر مظلوم کل کی بات ہے کہ آپ کو
جبرئیل و میکائیل گہوارہ جنبانی کر کے براحت و آرام جھولے میں سلاتے
تھے اور ماں میری فاطمہ زہراؑ اس سر اقدس کو اپنے سینہ پر رکھتی تھیں
تب نیند آتی تھی افسوس صد افسوس کہ آج وہی سر انور بحقارت سامنے
یزید کے رکھا ہے وَجَعَلَتْ تَقُوْلُ وَلَعَلَّهُ مَقُوْلٌ مِنْ لِسَانِ حَالِهَا

پس یہ ظلم عظیم دیکھکر جناب زینب بیتاب ہوگئیں اور سر اقدس اپنے برادر مظلوم کا طشت سے اٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور لب و دندان انور کے بوسے لیتی تھیں اور زار زار روتی تھیں اور یہ بین جگر خراش کرتی تھیں چنانچہ شاعر بزبان حال ان مظلومہ کے کہتا ہے

بنفسی شفاها ذابلات من الظما	ولم تحظ من ماء الفرات بقطرة
بنفسی عیونا غائرات سواهرا	الی الماء منها نظرة بعد نظرة

فدا ہوں یہ بہن ان لبہائے انور پر جو شدت تشنگی سے مثل برگ گل کے پژمردہ ہیں اور فدا ہو بہن ان لبوں پر کہ جن لبوں تک تین شبانہ روز ایک قطرہ پانی کا نہ پہونچا فدا ہو بہن ان چشمہائے انور پر کہ جنھیں بسبب شدت تشنگی اور پیاس آپ کے حلقے پڑگئے تھے اور قربان ہو بہن ان آنکھوں پر جو شدت تشنگی میں بحسرت و یاس آب فرات کو دیکھا کیں اور وقت آخر تک بھی ایک قطرہ پانی کا میسر نہ آیا اور قربان ہو بہن ان آنکھوں پر جو راتوں کو عبادت خدا میں بیدار رہیں

اخی یا هلالا غاب قبل کماله	ومن فقده اضحی نهاری کلیلة
اخی یا اخی ای المصائب اشتکی	فراقک ام هتکی وذلی وغربتی

ای بھائی ای چاند فلک امامت کے ہزار افسوس کہ ابھی آپ ماہ کامل ہونے پائے تھے کہ ہماری نظروں سے غائب ہوکر غروب کر گئے افسوس ہے کہ آپکے جیسے جانے سے روز روشن ہمارا مانند شب کے تاریک ہوگیا ای بھائی یہ بہن آفت رسیدہ کون کون سی مصیبت اپنی آپ سے بیان

کرے اور کس کس ظلم و ستم کی شکایت کرے آیا مین یہ مصیبت آپ سے بیان
کرون کہ یہ بہن بیکس اس سفر غربت مین آپ سے چھوٹ گئی اور بے حامی
و سرپرست ہو گئی آیا یہ مصیبت اپنی آپ سے بیان کرون کہ بعد آپ کے
یہ بہن ستم رسیدہ ظلم اعداے دین سے بے نقاب ہر شہر و دیار مین پھرائی گئی
اور تمام کوفہ و شام مین میری ہتک حرمت ہوئی راوی کہتا ہے کہ بین سے
زینب خاتون کے دوست و دشمن روتے تھے اور دل سب سننے والونکے
شق ہوتے تھے آہ اسوقت یزید نے حکم دیا کہ ان اسیرون کو قیدخانہ مین
لیجا کر مقید کرو چنانچہ لہوف وغیرہ مین منقول ہے کہ پس اعدا نے اہل بیت
رسالت کو ایسے مکان مین قید کیا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے
محفوظ نہ تھا اور نہ آب و طعام سے کوئی خبرگیران تھا اور اسیطرح اس
قیدخانہ مین مقید رہے الا لعنة الله على القوم الظالمين

مجلس ہفتم

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ
اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَبَدًا كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِیْ
حدیقہ سلطانیہ اور صحاح ستہ کتب فریقین مین منقول ہے کہ جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی امت سے مکرر بطور وصیت کے
فرمایا مین درمیان تمہارے دو چیزین نفیس و بزرگ چھوڑے جاتا ہون
اگر تم ان دونون سے متمسک ہوگے تو کبھی بعد میرے گمراہ نہوگے
ایک قرآن مجید دوسرے اولاد و عترت طاہرہ میری ہے پس حضرات

اس ارشاد سے اُن حضرت کے ظاہر و ہویدا ہے کہ اپنی عترت طاہرہ کو
ثانی قرآن مجید قرار دیا ہے کہ فی الحقیقت حامل و مفسر بلکہ قرآن ناطق ہیں
اور اجر رسالت مودت اہل بیت رسالت ہے اور مرجع کل خلائق کا
تمامی امور دین و دنیا کا کیا ہے اور حکم اُنکے تمسک کا فرمایا ہے اسلیے کہ بسبب
ائمہ اثنا عشر کے کمال علم و حکمت اور عصمت کے ہدایت و رہنمائی ہے اور وہ
سب حضرات حجج اللہ اور اوصیاے رسول خدا ہین اور بحکم خدا و رسول
واجب الطاعت ہین اور سواے اُنکی پیروی کے ضلالت و گمراہی ہے
وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَثَلُ اَهْلِبَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ
نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا فَقَدْ نَجَى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ وَهَوَى یعنی
فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ مثال میرے اہل بیت کی
اس امت مین مثال کشتی نوح علیہ السلام کی ہے پس جو اُس کشتی پر سوار
ہوا بتحقیق کہ اُسنے نجات پائی اور جسنے خلاف کیا وہ طوفان ضلالت و بلا
مین غرق ہوا کیون مومنین باوجود تصریح ایسے احادیث متواترہ مسلمہ
فریقین کے اشقیاے امت اور اُنکے اتباع اہل کوفہ و شام نے قرآن
اور آل رسول کو ترک کیا اور عوض طلب ہدایت کے اہل بیت رسالت پر
دست ظلم و ستم کشادہ کیے یہانتک کہ فرزند رسول الثقلین امام حسین
علیہ السلام کو مہمان بلا کر صحراے کربلا مین کنارہ نہر علقمہ پر مع اصحاب
و اقربا اور اطفال خرد سال کے تشنہ لب شہید کیا آہ آہ اسپر بھی اکتفا نکی
بلکہ بعد اسکے اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی اور اہل بیت رسالت کو

اسیر و مقید کر کے بلوائے عام میں شہر بشہر پھرایا نہایت تاب کہ وارد شام ہوئے حضرات یاد کیجیے وہ مصائب عظمے کہ جو سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور اہل بیت طاہرین پر بعد قتل اُن حضرت کے شام میں گذرے ہیں جیسا کہ وقار کہتے ہیں

از کوفہ شان حدیث کنم یا ز شام شان	بسیار بود غم شمرم از کدام شان
از حالتِ اسیری ایشان بکربلا	یا بیکسی و خستگی راہِ شام شان
یک قصہ از مصیبتِ شان کی شود تمام	گر صد ہزار نامہ نویسم بنام شان

آہ منجملہ اُن مصائب کے ایک مصیبت یہ ہی فِی مَقتَلِ اَبِی مِخنَفٍ ثُمَّ اَنَّ یَزِیدَ اَمَرَ بِاَن یُصلَبَ رَاسُ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ عَلٰی بَابِ دَارِہٖ وَاَمَرَ بِاَھلِبَیتِہٖ اَن یَدخُلُوا دَارَہٗ چنانچہ مقتل ابو مخنف میں منقول ہی کہ جب یزید لعین مشاہدہ سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور اسیران اہل بیت اطہار سے مسرور ہو چکا اُسوقت حکم دیا کہ اس سر کو دروازہ پر اُس شقی کے نصب کرو اور اہل بیت رسالت گھر میں اُس لعین کے داخل ہوں فَلَمَّا دَخَلَنَ النِّسوَۃُ دَارَ یَزِیدَ لَم یَبقَ مِن اٰلِ مُعَاوِیَۃَ وَاٰلِ اَبِی سُفیَانَ اَحَدٌ اِلَّا استَقبَلنَ بِالبُکَاءِ وَالصُّرَاخِ وَالنِّیَاحِ عَلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ پس جب مخدرات عصمت داخل خانۂ یزید ہوئیں تو تمام عورات آل معاویہ اور ابو سفیان واسطے استقبال اُن خاصان ذوالجلال کے دروازہ تک آئیں اور سینہ پیٹنا اور رونا اور نوحہ و بکا ماتم و عزائے امام حسین علیہ السلام میں شروع کیا و القین

مَا عَلَيْهِنَّ مِنَ الثِّيَابِ وَالْحُلِيِّ وَاَقَمْنَ الْمَاْتَمَ عَلَى الْاِمَامِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ

اور سب عورات نے چادریں اپنی سروں سے پھینکدیں اور زیور اُتار کے
صف ماتم بچھا کر تین شبانہ روز ہمراہ اہل بیت اطہار کے ماتم مظلوم کربلا میں
روتی رہیں فَخَرَجَتْ هِنْدُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ اِمْرَاَتُهٗ مِنْ دَارِهٖ فَشَقَّتِ
السِّتْرَ وَهِيَ حَاسِرَةٌ وَوَثَبَتْ اِلٰى يَزِيْدَ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسٍ عَامٍ

ہند دختر عبد اللہ یعنے زوجۂ یزید نے جناب زینب اور ام کلثوم اور سب
دختران رسول مختار کو با حال زار مشاہدہ کیا اور سر اقدس دلبند حیدر کرار کو
دروازہ پر اپنے محل کے نصب دیکھا اسوقت چادر اپنی سر سے اُتار کر زمین پر
پھینکدی اور گریبان اپنا چاک کیا اور بے تامل سر برہنہ محل سے باہر نکل آئی
اور روتی پیٹتی دربار عام میں سامنے یزید کے کھڑی ہوئی فَقَالَتْ يَا يَزِيْدُ
اَرَاْسُ ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَصْلُوْبٌ عَلٰى فِنَاءِ
بَابِيْ اور طرف یزید کے خطاب کر کے کہا کہ اے بیحیا کیا ظلم عظیم کیا تونے کہ
سر اقدس پارۂ جگر فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کا کہ جسکی
گہوارہ جنبانی و خدمت گذاری میکائیل و جبرائیل فخر جانتے تھے آج انکا
سر انور میرے محل کے دروازہ پر تونے نصب کیا ہے اے بیدین تجھے مطلق
خوف خدا نہوا اور کچھ حیا و شرم جناب رسول خدا سے نہ آئی کہ انکے فرزند کو
بیگناہ تونے بکمال شقاوت قتل کیا اور سر اطہر انکا باین ذلت دروازہ
بلند پر لٹکایا ہے فَوَثَبَ اِلَيْهَا يَزِيْدُ وَغَطَّاهَا وَقَالَ لَهَا يَا هِنْدُ
فَاَعْوِلِيْ عَلَيْهِ وَابْكِيْ عَلٰى ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ وَلَا اَمْنَعُكِ مِنْ

البُکآءِ عَلَیْہِ عَجَّلَ اِلَیْہِ ابْنُ مَرْجَانَۃَ لَعَنَہُ اللہُ پس جب یزید نے ہند کو سر برہنہ
مجمع عام میں دیکھا تو گھبرا کر کھڑا ہوا اور چادر سر پر ہند کے ڈالدی اور کہا کہ
ای ہند میں تجھے رونے سے منع نہیں کرتا ہوں جسقدر تو چاہے ماتم فرزند فاطمہ
زہرا میں گریہ و بکا کر لیکن سر برہنہ مجمع نامحرموں میں چلے آنا تجھے مناسب
نہیں تھا کہ تو میری حرمت ہی اور قتل کرنا امام حسین کا مجھے ایسا جلد منظور
نہ تھا لیکن خدا نفرین کرے ابن مرجانہ پر کہ اس ملعون نے اس امر میں
جلدی کی فَقَالَتْ لَہٗ یَا یَزِیْدُ لَعَنَکَ اللہُ حَفِظْتَ حُرْمَتَکَ وَغَطَّیْتَ
رَاْسِیْ وَضَیَّعْتَ حُرْمَۃَ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللہِ وَسَلَبْتَ رِدَاءَھُنَّ
وَھُنَّ بَیْنَ یَدَیْکَ حَاسِرَاتٌ مُذَلَّلَاتٌ پس اسوقت ہند نے کہا کہ
ای یزید لعنت و نفرین خدا تجھپر کہ تجھے میرا بے پردہ ہونا اور سر برہنہ ہو کر
محل سے نکل آنا اتنا ناگوار ہوا اور بخیال اپنی عزت کے تو نے مجھے چادر
اڑھادی وائے ہو تجھپر کہ ذریت رسول مختار اور عترت حیدر کرار کا تجھے
مطلق پاس نہوا کہ دختران فاطمہ زہرا کو از کربلا تا کوفہ و از کوفہ تا شام
بے نقاب اور بے مقنعہ و چادر ہر شہر و دیار میں مثل کنیزان حبش و زنگبار کے
پھرایا اور وہ مخدرات عصمت و طہارت با حال پریشان سامنے تیرے
کھڑی کی گئیں اور مطلق تجھے خیال انکی حرمت کا نہوا بلکہ تو انکے اس حال زار پر
مسرور ہوا فَمِنَ الْیَوْمِ لَا اَنْتَ لِیْ بِبَعْلٍ وَلَا اَنَا لَکَ بِاَھْلٍ فَخَرَجَتْ اِلَی
الصَّحْرَآءِ وَلَمْ یُرَ مِنْھَا عَیْنٌ وَلَا اَثَرٌ پس ای ملعون آج سے نہ تو میرا شوہر
اور نہ میں تیری زوجہ ہوں پس یہ کہکر ہند روتی اور پیٹتی طرف صحرا کے

نکل گئی ہر چند کہ یزید نے تفحص اسکا کیا لیکن نشان اسکا نہ ملا ہو حسینؑ یہ حال سر اقدس اور اہل حرم کا دیکھکر ہند ایسی بیتاب ہوئی کہ سر بصحرا نکل گئی اور پھر یزید کی صورت نہ دیکھی ہائے افسوس کیا حال ہوتا اسکا روز عاشورا جب اعدا مظلوم کربلا کو ہر طرف سے محاصرہ کرکے تیر و نیزہ اور شمشیر لگاتے تھے اور زخمی کرکے زمین گرم پر گرا دیا اور خاک و خون آلودہ ہوئے آہ آخر شمر لعین نے پارہ ضربت سے شدت تشنگی میں ذبح کیا اور اہل بیت اُن حضرت کے بے پردہ کیے گئے اور خیموں سے بظلم و ستم نکالے گئے اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و یکم

فِی الْمُنْتَخَبِ عَنْ جَابِرِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ لِی اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا جَابِرُ کَمْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ یَوْمٌ اَوْ بَعْضُ یَوْمٍ اٰخَرَ منتخب میں بسند معتبر جابر انصاری سے منقول ہی وہ کہتے ہیں کہ فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای جابر کیا مسافت ہی تمہارے گھر سے قبر اطہر امام حسین علیہ السلام تک جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میرے گھر سے ایک دن کی راہ یا کچھ زائد ہی فَقَالَ لِیْ اَتَزُوْرُهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَوَلَا اُفَرِّحُكَ بِثَوَابِهٖ قُلْتُ بَلٰی جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَتَهَيَّاُ فَيَتَبَاشَرُ بِهٖ اَهْلُ السَّمَاءِ حضرت نے فرمایا آیا تو اُن حضرت کی زیارت کرتا ہی میں نے عرض کی کہ ہاں یا ابن رسول اللہ میں زیارت اس جناب کی بجالاتا ہوں

پس فرمایا کہ آیا مسرور نہ کروں اور بشارت نہ دوں تجھے ثواب زیارت سے
اُن حضرت کی میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدا ہوں میں آپ پر
کیوں نہیں بلکہ ضرور ارشاد فرمائیے کہ کیا ثواب ہی زیارت امام حسین علیہ
السلام کا حضرت نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مہیائے زیارت ہوتا ہی تو خوش
ہوتے ہیں اہل آسمان فَاِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهٖ رَاكِبًا اَوْ مَاشِيًا وَكَّلَ اللّٰهُ
عَزَّ وَجَلَّ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى اِلٰى قَبْرِ
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ پس جب زائر اُن حضرت کا اپنے گھر سے نکلتا ہی
پیادہ ہو خواہ سوار ہو تو خداوند عالم معین و مقرر فرماتا ہی چالیس ہزار
فرشتوں کو کہ صلوات بھیجتے ہیں اُس پر یہاں تک کہ وہ زائر قبر مطہر امام حسین
علیہ السلام پر پہونچے وَثَوَابُ كُلِّ قَدَمٍ يَرْفَعُهَا كَثَوَابِ الْمُتَشَحِّطِ بِدَمِهٖ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور ثواب ہر قدم کا جو زائر اُٹھاتا ہی مثل ثواب اُس
شہید کے ہی کہ جو اپنے خون میں لوٹے جہاد راہ خدا میں حضرات جب زائر
باشتیاق تمام کسی معصوم و امام خصوصاً مظلوم کربلا کے روضۂ اقدس پر
پہونچتا ہی اور دروازہ پر جاکے اذن پڑھتا ہی کسی وجہ سے چند دقیقہ توقف
ہوتا ہی تو بسبب کمال محبت کے اشک رخساروں پر جاری ہوتے ہیں
اور علمانے لکھا ہی کہ یہی علامت اذن ہی اُسوقت زائر داخل ہو مگر وائے
اُن اشقیا پر کہ جو بے اذن اور بے محابا اُنکے دولتسرا میں داخل ہوئے اور
دروازہ کو آگ سے جلا دیا افسوس ہزار افسوس آخر اثر اُس ظلم و ستم کا کربلا تک
پہونچا کہ بعد شہادت سید الشہدا کے اعدا داخل حرم سرا اہلبیت ہوئے اور اسباب

لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگائی اور اہل بیت کو بے پردہ کیا فَاِذَا اسْلَمْتَ
عَلَی الْقَبْرِ فَاسْتَلِمْہُ بِیَدِکَ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ فِیْ
اَرْضِہٖ الغرض بعد اسکے جناب صادق علیہ السلام نے آداب زیارت
تعلیم فرمائے اور ارشاد کیا کہ جب سلام کرے تو قبر شریف پر ہاتھ مس کر تو
قبر اطہر کو سید الشہدا کی اور کہہ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ سلام ہو
آپ پر ای حجت خدا زمین میں ثُمَّ انْهَضْ اِلٰی صَلٰوتِکَ فَاِنَّ اللّٰہَ یُصَلِّیْ
عَلَیْکَ وَمَلَائِکَتُہٗ حَتّٰی تَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِکَ بعد اسکے مہیا اور آمادہ ہو
واسطے نماز کے کہ حق سبحانہ تعالی اور ملائکہ اسکے درود بھیجتے ہیں تجھ پر یہاں تک
کہ تو فارغ ہو اپنی نماز سے وَبِکُلِّ رَکْعَۃٍ رَکَعْتَہَا عِنْدَہٗ لَکَ کَثَوَابِ
مَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ اَلْفَ عُمْرَۃٍ وَاَعْتَقَ اَلْفَ رَقَبَۃٍ وَکَمَنْ وَقَفَ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ اَلْفَ مَرَّۃٍ مَعَ نَبِیٍّ مُرْسَلٍ اور ثواب ہر رکعت کا
نزدیک قبر منور آن حضرت کے برابر ثواب اُس شخص کے ہے کہ جو حج
اور عمرہ کرے ہزار مرتبہ اور راہ خدا میں ہزار غلام آزاد کرے اور
ہمراہ نبی مرسل کے ہزار بار کفار سے جہاد کرے فَاِذَا اَنْتَ قُمْتَ مِنْ
عِنْدِ قَبْرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَادٰی مُنَادٍ وَلَوْ سَمِعْتَ مَقَالَتَہٗ
لَاَقَمْتَ عُمُرَکَ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَیْنِ ؑ پس جب اٹھے تو قبر اطہر امام
حسین علیہ السلام سے تو ایک منادی ندا کرتا ہے اور اگر سنے تو آواز
اُسکی تو ہر آئینہ تو تمام عمر اپنی وہیں بسر کرے طُوْبٰی لَکَ اَیُّہَا الْعَبْدُ
لَقَدْ غَنِمْتَ وَسَلِمْتَ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا سَلَفَ فَاسْتَاْنِفْ

العمل اور وہ منادی یہ کہتا ہی کہ خوشا حال تیرا ای بندہ خدا تحقیق کہ فارغ
ورستگار اور سالم ہوا تو اور بخشدیے خداوند غفار نے گناہان گذشتہ تیرے
اب آیندہ عمل کو از سر نو درست کر قال فان مات فی عامہ او لیلتہ
او فی یومہ لم یقبض روحہ الا اللہ تعالی جناب صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ اگر وہ زائر اس سال یا اس شب یا اس روز مر جاے تو
حق سبحانہ تعالی اپنے دست قدرت سے قبض روح اس بندہ کی فرماتا ہی
اور کسی فرشتے کے محول نہین کرتا ہی قال و تقوم معہ الملائکۃ یسبحون
و یصلون علیہ حتی یوافی منزلہ فتقول الملائکۃ ربنا عبدک
وافی قبر ولیک و قد وافی منزلہ فاین نذھب حضرت فرماتے
ہین کہ جب وہ زائر قبر اطہر مظلوم کربلا سے رخصت ہو کر اپنے گھر کیطرف جاتا ہی
تو وہ ملائکہ ہمراہ اسکے آتے ہین اور تسبیح خدا کرتے جاتے ہین اور صلوات
بھیجتے ہین اس زائر پر یہانتک کہ وہ اپنے گھر مین پہونچتا ہی پس وہ ملائکہ
درگاہ باری تعالی مین عرض کرتے ہین کہ خداوندا یہ بندہ تیرے ولی کی
قبر کی زیارت کو گیا تھا اب اپنے گھر مین پھر آیا ہی ہم کو کیا ارشاد ہوتا ہی
اب ہم کہاں جائین فیاتیھم النداء من قبل اللہ یا ملائکتی قفوا
بباب عبدی فسبحونی وقدسونی وھللونی واکتبوا ذلک فی
حسناتہ الی یوم وفاتہ پس جانب رب العزت سے ندا آتی ہی کہ ای
ملائکہ میرے اس زائر حسین کے دروازہ پر میری تسبیح و تقدیس اور تہلیل
مین مصروف رہو اور ثواب اسکا اس بندہ کے نامہ اعمال مین لکھا

اسکے روز وفات تک فَاِذَا تُوُفِّیَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ شَهِدُوْا غُسْلَهٗ وَكَفَنَهٗ
وَالصَّلٰوةَ عَلَيْهِ پس جب وہ زائر دنیا سے رحلت کرتا ہی تو وہ فرشتے
وقت تغسیل و تکفین اور نماز جنازہ مین اسکے حاضر ہوتے ہین اور شریک
رہتے ہین ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا وَكَّلْتَنَا بِبَابِ عَبْدِكَ وَتُوُفِّيَ فَاَيْنَ
نَذْهَبُ فَيَاْتِيْهِمُ النِّدَآءُ يَا مَلٰٓئِكَتِيْ قِفُوْا عَلٰى قَبْرِ عَبْدِيْ فَسَبِّحُوْنِيْ
وَقَدِّسُوْنِيْ وَهَلِّلُوْنِيْ وَاكْتُبُوْا ذٰلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ اِلٰى يَوْمِ
يَلْقَانِيْ فِي الْقِيٰمَةِ پس وہ ملائکہ درگاہ الٰہی مین پھر عرض کرتے ہین کہ
بار الہا تو نے ہمین اس زائر کے دروازہ پر موکل فرمایا اب اس بندہ نے
وفات پائی ہمکو کیا حکم ہوتا ہی اب ہم کہان جائین پس درگاہ صمدیت سے
ندا آتی ہی کہ ای ملائکہ میرے اب اس زائر کی قبر پر مقیم رہو اور میری تسبیح
و تقدیس اور تہلیل کرو اور ثواب اسکا اس مومن کے نامۂ اعمال مین لکھو
جبتک کہ یہ بندہ عرصۂ محشر مین مجھ سے ملاقات کرے سبحان اللہ کیا
مرتبہ ہی زائر مظلوم کربلا غریب نینوا فرزند رسول الثقلین امام حسین علیہ
السلام کا کہ فرشتہائے مقرب اسکے دروازہ پر حاضر رہتے ہین اور بعد
وفات زائر کے غسل و کفن اور نماز اور دفن مین شریک رہتے ہین اور
پھر مجاور اسکی قبر کے قیامت تک رہتے ہین حضرات تصور کیجیے کہ کسواسطے
یہ فرشتے تجہیز و تکفین مین زائرون کی شریک رہتے ہین سبب اسکا یہ ہی
کہ یہ زائر ہین اس شہید راہ خدا کے کہ جسکا جنازہ اٹھایا گیا نہ غسل دیا گیا
نہ کفن ملا اور نہ کوئی متوجہ طرف نماز جنازہ کے ہوا نہ قبر بنائی گئی آہ تین

روز تک اُس مظلوم کی لاش اطہر ریگستان گرم پر پڑی رہی اور خاک صحرا اڑا کر
لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی بلکہ عوض تجہیز و تکفین اور جنازہ اور دفن کے
اعدانے سر اقدس کو تن اطہر سے جدا کرکے نیزۂ طویل پر رکھا اور بعد شہادت
اُن حضرت کے اُنکے اہل حرم کو اسیر و مقید کیا جیسا کہ ان مصیبتوں کو حجت خدا
زیارت ناحیۂ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَجْسَادِ الْعَارِیَاتِ
اَلسَّلَامُ عَلَی الْجُسُوْمِ الشَّاحِبَاتِ سلام ہو اُن جسمہاے پاکیزہ پر جو
بے لباس کے پڑے تھے سلام ہو اُن بدنہاے مقدس پر جو تمازت آفتاب
میں متغیر ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَی
الرُّؤُسِ الْمُشَالَاتِ سلام ہو اُن اعضاے نورانی پر جو پارہ پارہ کیے گئے
سلام ہو اُن سرہاے انور پر جو نیزہ و نیز بلند کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَۃِ
الْبَارِزَاتِ یُسَاقُوْهُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسَبِّیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ
سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر کہ جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور ظلم و ستم
خیموں سے نکالی گئیں اور اُن ستم رسیدوں کو مثل کنیزوں کے اسیر و مقید
کرکے اعدا زمین ناہموار و صحرا میں لیے پھرے تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ
آہ آہ اُنکے رخسارے اور چہرے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے
اَیْدِیْهِمْ مَغْلُوْلَۃٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِهِمْ بِهٰذِهِ الْمَذَلَّۃِ فِی الْاَسْوَاقِ
اور اعدانے کمال ظلم و ستم سے ہاتھ اُن بیگناہوں کے گردنوں سے مستحکم باندھے تھے
باین ذلت بازاروں میں پھراتے تھے غرضکہ جب اہل بیت رسالت
اسیر و مقید ہو کر بکمال ظلم و ستم اعدا وارد شام اور داخل دربار یزید ہوے

تو وہ لعین دیکھکر مسرور ہوا اُسوقت کے حال میں یوں لکھا ہے روضے
الشہدا رحمہ اللہ ثم امر بهم یزید لعنه الله الی منزل لا یکنهم
من حر ولا برد فاقاموا به حتی تقشرت وجوههم چنانچہ سید ابن
طاوس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ بعد اُسکے یزید ملعون نے اہل حرم کو
ایک ایسے قید خانہ میں بھجوایا کہ وہ اذیت و تکلیف گرما اور سرما سے محفوظ نہ تھا
یعنے اُن بیکسوں کو اُس مکان میں دن کو حرارت آفتاب سے اذیت
ہوتی تھی اور رات کو شبنم اور سردی سے تکلیف ہوتی تھی پس اہل بیت
رسالت اُس قید خانہ میں مدت تک مقید رہے یہانتک کہ پوست چہرہ ہاے
انور کے اُتر گئے تھے وکانوا مدة اقامتهم في البلد المشار اليه
ینوحون علی الحسین علیه السلام اور جناب وہ ستم رسیدہ اُس
قید خانہ شام میں محبوس و مقید رہے شب و روز عبادت خدا کرتے تھے
اور مصیبت امام حسین علیہ السلام پر نوحہ و بکا کرتے تھے اور زار زار
روتے تھے قالت سكينة فلما كان في اليوم الرابع من مقامنا
رأيت في المنام رؤيا وذكرت مناما طويلا تقول في آخره رأيت
امرأة راكبة على هودج ويدها موضوعة على رأسها چنانچہ
جناب سکینہ فرماتی ہیں کہ جب چوتھا روز ہمکو اُس قید خانہ میں ہوا تو میں نے
ایک خواب طولانی دیکھا آخر اُسکا یہ ہے کہ دیکھا میں نے کہ ایک معظمہ ایک
ہودج و عماری پر بیٹھی ہیں اور ہاتھ اپنے سر اطہر پر رکھے ہیں فسألت عنها
فقيل لي هذه فاطمة ام ابيك فقلت والله لانطلقن اليها

ولا خبرتہ ما صنع بنا پس میں نے ایک حوریہ سے پوچھا کہ یہ معظمہ کون ہیں
اُسنے جواب دیا کہ یہ جناب فاطمہ زہرا مادر گرامی تمھارے پدر بزرگوار کی ہیں
یہ سنکر میں نے کہا کہ قسم بخدا میں اُنکے پاس جاونگی اور جو کچھ کہ ہمسے اعدائے دین نے
سلوک کیا ہے اُس سے اپنی جدۂ ماجدہ کو مطلع کرونگی فسبقت مبادرۃ
نحوھا حتی لحقت بہا و وقفت بین یدیہا ابکی واقول پس میں تعجیل
اُن معظمہ کیطرف گئی یہانتک کہ اُنکی خدمت میں پہونچی اور سامنے اُس
مخدومہ کے کھڑی ہوگئی اور میں زار زار روتی جاتی تھی اور اُنسے یہ شکایت
کرتی تھی یا اُمّنا جحدوا واللّٰہ حقنا یا اُمّنا بددوا واللّٰہ شملنا
ای جدۂ ماجدہ قسم بخدا کہ اعدائے ہم اہل بیت کے حق کا انکار کیا اور ہماری
جماعت کو متفرق و پریشان کردیا یا اُمّنا استباحوا واللّٰہ حریمنا
یا اُمّنا قتلوا واللّٰہ الحسین ابانا اے مادر گرامی اعدائے ہمارے رونے
اور جزع اور فزع کو مباح کیا اور ہمارے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کو
تشنہ لب شہید کیا فقالت لی کفی صوتک یا سکینۃ فقد قطعت نیاط
قلبی ھذا قمیص ابیک الحسین لا یفارقنی حتی القی اللّٰہ تعالے
پس یہ سنکر جناب سیدہ نے فرمایا کہ اے پارۂ جگر اے سکینہ چپ ہو کہ اس کلام سے
تونے میری رگ جان کو پارہ پارہ کیا اور یہ کرتہ تیرے پدر مظلوم و مقتول
امام حسین علیہ السلام کا ہے میں اسکو اپنے ساتھ رکھونگی جبتک کہ حق سبحانہ
تعالے سے ملاقات کروں آہ آہ گویا جناب سیدہ نے اس سے یہ اشارہ
کیا کہ میں ابتدائے اس ظلم و ستم سے آگاہ ہوں اور فردائے قیامت کو

احکم الحاکمین سے فریاد کروگی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و دوم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ ذُکِرْنَا عِنْدَہٗ فَبَکٰی لِمُصَابِنَا وَلِمَا اَصَابَنَا مِنْ نُوَبِ الدَّھْرِ غَفَرَ اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار میں منقول ہے فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن سنے ہمارے مصائب کو اور روئے ان جور و ستم پر جو اس زمانہ غدار سے ہم اہل بیت رسول مختار پر گذرے ہیں تو خداوند غفار تمام گناہ اسکے بخشے گا اگرچہ گناہ اسکے مثل کف دریا کے ہوں پس حضرات گریہ و بکا کیجیے ان مصائب پر کہ جو اہل بیت رسالت پر گذرے ہیں ہائے افسوس بعد شہادت مظلوم کربلا کے انکے اہل بیت پر کیا کیا ظلم و ستم ہوئے فِی الْمَنَاقِبِ وَغَیْرِہٖ ثُمَّ اِنَّ یَزِیْدَ لَعَنَہُ اللّٰہُ اَمَرَ بِخَطِیْبٍ لِیُخْبِرَ النَّاسَ بِمَسَاوِی الْحُسَیْنِ وَاَبِیْہِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ چنانچہ صاحب مناقب وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ جب یزید ملعون دریافت کرنے نام و نسب اہل بیت رسالت سے فارغ ہو چکا بعد اسکے اس ملعون نے خطیب کو حکم دیا کہ منبر پر جا کر مجمع عام میں کچھ عیب امام حسین اور پدر بزرگوار انکے علی بن ابیطالب کے بیان کر فَصَعِدَ الْخَطِیْبُ عَلَی الْمِنْبَرِ وَاَکْثَرَ الْوَقِیْعَۃَ فِیْ عَلِیٍّ وَالْحُسَیْنِ وَاَطْنَبَ فِیْ تَقْرِیْظِ مُعَاوِیَۃَ وَیَزِیْدَ لَعَنَہُمَا اللّٰہُ وَذَکَرَہُمَا بِکُلِّ جَمِیْلٍ پس خطیب منبر پر گیا اور موافق حکم یزید کے شان جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور امام حسین علیہما السلام میں بہت سے کلمات نامناسب بیان کیے

اور بعد اسکے اپنے زعم باطل مین مناقب معاویہ اور یزید لعین کے بیان کیے
اور اُسے طول دیا فصاح بہ علی بن الحسین علیہما السلام وقال
لہ ویلک ایہا الخطیب لقد اشتریت مرضات المخلوق بسخط
الخالق یہ سنکر جناب سید الساجدین علیہ السلام نے بآواز بلند فرمایا کہ ای
خطیب وای ہو تجھپر تونے واسطے خوشی بدترین مخلوق کے غضب خالق کو
مول لیا ای ملعون بازگشت تیری سوائے جہنم کے نہین ہی وقال لیزید
أتاذن لی أن أصعد المنبر وأتکلم بکلمات فیہا رضی اللہ ولجمیع
جلسائک فیہن أجرا اور پھر حضرت متوجہ طرف یزید کے ہوئے اور فرمایا
کہ ای یزید آیا مجھے اجازت ہی کہ مین منبر پر جاکر ایسے کلمات بیان کرون کہ جو
باعث رضائے پروردگار اور موجب اجر سامعین و حاضرین کے ہون
فأبی الملعون علیہ فقال الناس یا أمیر ائذن لہ فلعلنا نسمع منہ
شیئا پس یزید نے انکار کیا اور اُن حضرت کو اجازت نہ دی اُسوقت
رفقائے یزید نے کہا کہ ای امیر ہم آرزومند ہین اسکے کہ کلام اہل حجاز سے
مستفید ہون کہ یہ فصحائے عرب مشہور ہین فقال إنہ إن صعد لم ینزل
إلا بفضیحتی وبفضیحۃ آل أبی سفیان فقیل لہ ہذا طفل لا یقدر
علی ذلک یزید نے جواب دیا کہ ایہا الناس اگر یہ منبر پر جائینگے تو ہرگز
منبر سے نہ اترینگے جبتک کہ مجھے اور معاویہ اور ابو سفیان کو رسوا اور ذلیل
نہ کرلینگے سب رفقا نے کہا کہ ای امیر ابھی یہ لڑکا ہی انکو ایسی قدرت کہانکی
کب حاصل ہی کہ آپ کو فضیحت کرسکین فقال لہم إنہ من أہل بیت

النبوۃ ومعدن الرسالۃ قد زقوا العلم زقا فلم یزالوا به حتی اذن
له فصعد المنبر یزید ملعون نے جواب دیا کہ تم انکے صغر سن سے یہ جانتے ہو
کہ یہ حسن بیان پر قادر نہین ہین بلکہ یہ خاندان نبوت اور دودمان رسالت سے
ہین علم انکا ہرگز تعلیم اور تعلم پر موقوف نہین ہی بلکہ ہر صغیر و کبیر انکا علم ربانی سے
مملو ہی ہر چند یزید نے چاہا کہ حضرت منبر پر نہ جائین لیکن اہل شام نے اسقدر
اصرار کیا کہ اُس ملعون نے اجازت دی پس حضرت بالاے منبر تشریف لیگئے
فحمد الله واثنی علیه حتی ابکی منها العیون واوجل منها القلوب
ثم قال ایها الناس اعطینا ستا العلم والحلم والسماحة والفصاحة
والشجاعة والمحبة فی قلوب المؤمنین پس بعد حمد و ثناے اقدس الٰہی
اور نعت رسالت پناہی کے ایسا خطبہ بلیغ و فصیح پڑھا کہ بے اختیار چشم حضار سے
سلسل اشک جاری ہوے اور دل ہر ایک سامع کا کانپنے لگا حضرات
وہ خطبہ بوجہ طول کے نہین لکھا بحار الانوار مین موجود ہی غرضکہ بعد اسکے حضرت نے
فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو حق سبحانہ تعالیٰ نے جناب رسول خدا اور انکے
اہلبیت کو افضل کیا تمام عالم سے ساتھ عطا کرنے اُن صفات کے کہ جو
اصول ہین تمام صفات حسنہ کے وہ چھ ہین ایہا الناس ہمین علم عطا فرمایا تمام
کان و ما یکون کا جو کچھ کہ ابتداے خلقت عالم سے ابتک گذرا ہی اور جو کچھ کہ
گذرے گا وہ سب ہم پر منکشف ہی اور ہم مصداق ہین انک لعلی خلق عظیم کے
اور ہم وہ صاحب جود و کرم ہین کہ مثل اور نظیر اپنا عالم مین نہین رکھتے ہین اور
ہمین حق سبحانہ تعالیٰ نے افصح الفصحا کیا ہی اور ہمیت رئیس اور سردار کیا ہی

تمام شجاعان عرب و عجم کا اور ہماری محبت عطا کی اُن لوگوں کو کہ جو ایمان
بوحدانیت خدا اور برسالت جناب محمد مصطفیٰؐ اور بولایت علی مرتضیٰ علیہما
السلام لائے ہیں وَفَضَّلَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَلْقِهٖ بِاَنَّ مِنَّا النَّبِيُّ الْمُخْتَارُ
وَمِنَّا الصِّدِّيْقُ وَمِنَّا الطَّيَّارُ وَمِنَّا اَسَدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور جناب
اقدس الٰہی نے ہمیں افضل کیا ہے تمام عالم سے ساتھ ان فضائل کے کہ جد
بزرگوار ہمارے جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کو رسول مقبول اپنا
کیا اور جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو صدیق کیا اور
جعفر بن ابیطالب کو دو شہپر زمرد کے عطا فرمائے کہ ہمراہ ملائکہ کے جنت
میں پرواز کرتے ہیں اور ہیں میرے جد بزرگوار جناب حیدر کرار ملقب بشیر خدا
اور اسد رسول ہیں مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ
فَاَنَا اُنَبِّئُهٗ فَاَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَمِنٰى وَاَنَا ابْنُ زَمْزَمَ وَالصَّفَا اَنَا ابْنُ مَنْ حَمَلَ
الزَّكٰوةَ بِاَطْرَافِ الرِّدَاءِ ایہا الناس جو شخص کہ مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے
اور جو نہیں جانتا ہے وہ اب آگاہ ہو کہ میں ہوں فرزند اُنکا کہ جو مالک
مکہ و منیٰ ہیں میں ہوں فرزند اُنکا کہ جو مالک چاہ زمزم اور صفا ہیں میں
ہوں فرزند اُنکا کہ جنھوں نے زکوٰۃ ردا میں اپنی باندھکر گھروں پر فقرا و
مساکین کے پہونچائی تھی اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنْ طَافَ وَسَعٰى اَنَا ابْنُ خَيْرِ
مَنْ حَجَّ وَلَبّٰى اَنَا ابْنُ مَنْ حُمِلَ عَلَى الْبُرَاقِ فِي الْهَوَاءِ اَنَا ابْنُ مَنْ اُسْرِيَ
بِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى میں ہوں فرزند اُنکا کہ جو
بہترین طواف کنندگان خانۂ کعبہ سے تھے اور بہترین حجاج و عمرہ کنندگان سے

تھے میں ہوں فرزند انکا کہ جنکی سواری کے لیے جناب احدیت نے براق عنایت
فرمایا کہ وہ ہوا پر چلا اور اُن حضرت کو سیر کرائی اُسنے مسجد الحرام سے مسجد
اقصٰے تک انا ابن من بلغ به جبرئیل الی سدرة المنتهٰی انا ابن من دنٰی
فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی میں ہوں فرزند اس حبیب خدا کا
کہ جسکے ہمراہ جبرئیل امین زمین سے سدرة المنتہٰے تک پہونچکر ٹھہر گئے اور آگے
نہ جاسکے میں ہوں فرزند انکا کہ جو درگاہ صمدیت سے اسقدر قریب ہوئے
کہ فقط فاصلہ دو کمان کا یا کمتر اُس سے باقی رہگیا انا ابن من صلّٰی بملائكة
السماء انا ابن من اوحٰی الیه الربّ الجلیل ما اوحٰی انا ابن من ضرب
خراطیم الخلق حتّٰی قالوا لا اله الا الله میں ہوں فرزند انکا کہ جن جناب کے
ہمراہ فرشتہاے آسمان نے نماز پڑھی میں ہوں فرزند انکا کہ جنپر جناب احدیت نے
وحی نازل کی میں ہوں فرزند انکا کہ جو ناک کفار کی رگڑتے رہے جبتک
اُنھوں نے کلمہ لا اله الا الله زبان پر جاری نہ کیا انا ابن من ضرب
بین یدی رسول الله بسیفین وطعن برمحین وقاتل ببدر وحنین
ولم یکفر بالله طرفة عین میں ہوں فرزند اُس بہادر و شجاع کا کہ جنے
سامنے جناب رسالتمآب کے دو تلوار یعنی ذو الفقار دو زبان سے اور
دو نیزون سے جہاد کیا اور کفار کو قتل کیا روز جنگ بدر و احد اور حنین
میں ہوں فرزند انکا کہ جنھوں نے ایک چشم زدن بھی شرک بخدا نہیں کیا
انا ابن صالح المؤمنین ووارث النبیین وقامع الملحدین
ویعسوب المسلمین ونور المجاهدین وزین العابدین وتاج البکائین

وَاَصۡبَرِ الصَّابِرِیۡنَ میں ہون فرزند اُنکا کہ جو افضل و اشرف ہین صالح و تقی
ہین سب مومنین سے اور وارث ہین تمام انبیاے سابقین کے اور رنج کنندہ
ہین ملحدین کے اور سردار اور رئیس ہین تمام اہل اسلام کے اور نور ہین
تمام مجاہدین کے اور زینت ہین تمام عابدین کے اور تاج ہین اُنکے کہ جو
روتے رہے ہین خوف خدا سے اور سردار ہین سب صابرین کے اَنَا بنُ
المُؤَیَّدِ بِجَبۡرَائِیۡلَ المَنۡصُوۡرِ بِمِیۡکَائِیۡلَ اَنَا بنُ مِقۡدَامٍ هُمَامٍ صَابِرٍ صَوَّامٍ
مین ہون فرزند اُس شیر خدا کا کہ جنکی نصرت و مدد کو بحکم خدا ہمیشہ
آتے تھے جبرائیل و میکائیل اور مین ہون فرزند اُنکا کہ جو جوان مرد اور
صاحب ہمت اور سخی اور نور خدا تابان و درخشان ہین اور مین ہون
فرزند اُنکا کہ جو صاحب عقل سلیم اور صاحب فہم مستقیم اور زکی اور رضی
برضاے خدا اور صابر بلاہاے عظیم رہے ہین اور سردار اور پیشوا ہین خلق کے
اور جو قائم اللیل اور صائم النہار رہے ہین اَنَا بنُ قَامِعِ الۡاَصۡلَابِ
مُفَرِّقِ الۡاَحۡزَابِ مَکِّیٍّ مَدَنِیٍّ اُحُدِیٍّ بَدۡرِیٍّ مُهَاجِرِیٍّ
مِنَ الۡعَرَبِ سَیِّدُهَا فِی الۡوَغَاءِ لَیۡثُهَا مین ہون فرزند اُنکا کہ
جنھون نے اصلاب کفار کے قطع کیے اور لشکرہاے فساق و فجار پراگندہ
کر دیے ہین ہون فرزند اُنکا کہ جو مکی و مدنی اور بدری و اُحدی اور
مہاجر اور سردار عرب ہین اور شیر جنگ و حرب ہین اَنَا بنُ وَارِثِ
الۡمَشۡعَرَیۡنِ ذٰلِكَ جَدِّیۡ عَلِیُّ بۡنُ اَبِیۡطَالِبٍ اَبُو الۡحَسَنَیۡنِ
عَلَیۡهِمُ السَّلَامُ اور مین ہون فرزند اُنکا کہ جو وارث مشعرین ہین یعنی

وہ موصوف بجمیع صفات مذکورہ جد بزرگوار ہیں میرے جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب ع باپ حسنین ع کے ثم قال ایھا الناس انا ابن فاطمۃ الزھرآء انا ابن سیدۃ النساء انا ابن مسلوب العمامۃ والرداء انا ابن مقطوع الراس من القفا انا ابن من کان ظمانا حتی مضیٰ

بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ ایہا الناس میں ہوں فرزند فاطمہ زہرا دختر جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ کا کہ جس مخدومۂ عالم کو جناب احدیت نے سردار کیا تمام عورات عالم کا میں ہوں فرزند اُس مظلوم کا کہ جسے ظالموں نے شہید کیا اور بعد شہادت کے عمامہ سر اقدس سے اور ردا اور عبا دوش اطہر سے چھین لیگئے میں ہوں فرزند اُس شہید راہ خدا کا کہ سر اقدس جسکا پس گردن سے قطع کیا گیا میں ہوں فرزند اُس بیکس اور تشنہ لب کا کہ جسے کئی روز تک اشقیائے امت نے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور شدت تشنگی میں مثل گوسفند قربانی ذبح کیا فلم یزل یقول انا انا حتی ضج الناس بالبکاء والنحیب وخشی بہ یزید فامر المؤذن بالاذان راوی کہتا ہے کہ بس وہ جناب بکمال فصاحت و بلاغت وہ جور و ستم کہ جو اُنپر اور اُنکے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام پر ہاتھ سے اعدائے دین کے گذرے تھے متصل بیان فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ سب حضار مجلس بیتاب ہوکر رونے لگے اور آواز گریہ و بکا کی ہر طرف سے بلند ہوئی اور یزید کو خوف اسکا ہوا کہ میں قتل ہونگا پس اُس شقی نے مؤذن کو اشارہ کیا کہ جلد اذان کہے تاکہ سب حضار متوجہ طرف ارکان اذان کے

ہوں اور بیمار کربلا منبر سے اتر آئیں فَلَمَّا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ قَالَ الْاِمَامُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا شَیْئَ اَکْبَرُ مِنْہُ پس جب مؤذن نے اللہ اکبر کہا جناب
امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ راست و درست ہے یہ کلمہ حقہ
کہ کوئی شی مخلوقات سے اُسکے اُس سے بزرگ تر نہیں ہے بلکہ وہی ہر شی سے
بزرگ ہے سب صفات کمالیہ الٰہیہ میں فَلَمَّا قَالَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ قَالَ الْاِمَامُ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَہِدَ بِہَا شَعْرِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ
پس جب مؤذن نے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہا حضرت نے فرمایا کہ گواہی
دیتے ہیں ہوا ہے بدن میرے اور گوشت و پوست اور اُستخوان میرے
اور خون میرا کہ کوئی معبود بحق نہیں ہے سوائے خدا کے کہ جو رب ہے تمام عالم کا
فَلَمَّا قَالَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِلْتَفَتَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ
عَلَیْہِمَا السَّلَامُ مِنْ فَوْقِ الْمِنْبَرِ اِلٰی یَزِیْدَ وَقَالَ لَہٗ یَا یَزِیْدُ اَمُحَمَّدٌ
ہٰذَا جَدِّیْ اَمْ جَدُّکَ پس جب مؤذن نے اشہد ان محمدا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ کہا اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام بالائے منبر سے
متوجہ ہوئے طرف یزید کے اور فرمایا کہ اے یزید آیا یہ جناب محمد مصطفےٰ ہیں کہ
جنکا اسم اقدس جناب احدیت نے داخل اذان کیا ہے یہ حضرت تیرے
جد ہیں یا میرے جد ہیں فَاِنْ زَعَمْتَ اَنَّہٗ جَدُّکَ فَقَدْ کَذَبْتَ وَکَفَرْتَ
وَاِنْ زَعَمْتَ اَنَّہٗ جَدِّیْ فَلِمَ قَتَلْتَ عِتْرَتَہٗ وَسَبَیْتَ ذُرِّیَّتَہٗ
پس اگر گمان کرے تو کہ وہ حضرت تیرے جد ہیں تو بیشک تو کاذب ہے
اور کلمہ کفر کہا تو نے اور اگر کہے تو کہ وہ جناب میرے جد امجد ہیں تو پھر

کیون تو نے اُنکی اولاد امجاد پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم کیے اور اُنھیں قتل کیا اور اُنکے اہل بیت کو مقید کرکے تمام بلاد و امصار مین پھرایا چنانچہ محرق القلوب مین منقول ہی کہ یہ سنکر وہ ملعون ساکت ہوا اور کچھ جواب نہ دیسکا اور ان حضرت کو مع اہل بیت کے قیدخانہ مین بھیجدیا آدمو نشین کیا سنگدل تھا یزید لعین کہ اُن ستم رسیدون کو ایسے قیدخانہ مین قید کیا کہ جو ہموار بھی نہ تھا اور رات کی شبنم اور دن کی دھوپ مین چہرے اور رخسارے اُنکے متغیر ہوگئے تھے اور آب و طعام سے بھی کوئی خبرگیران نہ تھا حالانکہ دستور عالم ہی کہ اسیرون کے واسطے آب و طعام مقرر ہوتا ہی الا لعنة اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست و سوم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْبُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ گریہ و بکا کرنا مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کے گناہان کبیرہ کو محو کرتا ہی پس حضرات گریہ و بکا کیجیے مصائب مظلوم کربلا پر کہ یہ گریہ باعث نجات آخرت ہی اور تصور کیجیے کہ اُس جناب پر کیا کیا ظلم و ستم گذرے اور ذاکر کا کام صرف یاد دلانا ہی اُنکی مصیبتون کا اُن مصائب عظیمہ سے کہ جو اُن حضرت اور اُنکے اقربا پر ظلم و ستم اعدا سے گذرے ہین جنکے سبب سے تمام اعدا سے دین شاد و مسرور تھے فی الاَمَالِیْ وَالْبِحَارِ اَنَّہٗ لَمَّا اُدْخِلَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ مَجَالِسِ یَزِیْدَ مَعَ اَھْلِہٖ

وَحَرَمِہٖ سُرَّ بِذٰلِکَ وَکَتَبَ بِقَتْلِہٖ اِلٰی مَوَالِیْہِ فِی الْاَقْطَارِ لِیَسُرَّ
بِذٰلِکَ اَھْلُ الْبِلَادِ وَالْاَمْصَارِ چنانچہ امالی اور بحار وغیرہ مین منقول ہی
کہ جب جناب امام حسین مظلوم کوفیان پر دغا سے شہید ہو چکے اور سر اقدس
اُن حضرت کا مع اسیران اہل بیت کے دربار عام مین سامنے یزید کے
رکھا گیا پس وہ لعین سر اقدس کو دیکھکر نہایت ہی مسرور ہوا اور اُسیوقت
منشیان دفتر کو اپنے سامنے طلب کر کے بہت سے خط باین مضمون لکھوا کر
بنام حکام بلاد روانہ کیے کہ جاے سرور ہی کہ ہمنے بکمال کوشش اپنے دشمن پر
فتح پائی اور اُنھین مع انصار و اقربا کے قتل کیا اور سر اُنکے سر دار کا مع
اہل حرم کے ہمارے سامنے لائے ہین پس ہر ایک عمّال کو لازم ہی کہ پہونچتے ہی
اِس فتح نامہ کے اس خبر کو جا بجا منتشر کرین تاکہ خیر خواہان آل ابو سفیان
مسرور اور شیعیان علی بن ابیطالب مغموم ہون ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰی عَبْدِ
الْمَلِکِ السُّلَمِیِّ وَقَالَ لَہٗ خُذْ کِتَابِیْ ھٰذَا وَانْطَلِقْ حَتّٰی تَاْتِیَ اِلٰی
عُمَرَ بْنِ سَعِیْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ بعد اُسکے وہ ملعون طرف عبد الملک سلمی کے
متوجہ ہوا اور کہا اُس سے کہ یہ فتحنامہ میرا بکمال سرعت و تعجیل عمر بن سعید کے
پاس کہ وہ حاکم مدینہ ہی لیجا تاکہ وہ اِس خوشخبری سے مسرور ہو قَالَ
عَبْدُ الْمَلِکِ فَاَخَذْتُ الْکِتَابَۃَ وَرَکِبْتُ رَاحِلَتِیْ وَسِرْتُ نَحْوَ
الْمَدِیْنَۃِ فَلَقِیَنِیْ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ وَقَالَ لِیْ یَا ھٰذَا مَا الْخَبَرُ قُلْتُ
لَہٗ وَالْخَبَرُ عِنْدَ الْاَمِیْرِ تَسْمَعُہٗ عبد الملک کہتا ہی کہ مین وہ نامہ لیکر
طرف مدینہ کے راہی ہوا اثنائے راہ مین ایک مرد قریشی سے ملاقات ہوئی

اُسنے مجھے طرف مدینہ کے جاتا دیکھکر پوچھا کہ اے ناقہ سوار آیا تجھے کچھ خبر معلوم ہے
کہ امام حسین اور اہل کوفہ میں کیا ہم جناب تھی انجام اُسکا کیا ہوا میں نے
اُسے جواب دیا کہ اے شخص میں قاصد ہوں امیر شام کا اور واسطے سُنانے
اسی خبر کے حاکم مدینہ کے پاس جاتا ہوں اگر تجھے دریافت کرنا اس خبر کا
منظور ہے تو حاکم مدینہ کے پاس چل وہاں تجھے معلوم ہو جائیگا فَلَمَّا سَمِعَ
ذٰلِکَ مِنِّی بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا وَاسْتَرْجَعَ وَقَالَ وَاَسَفَاہُ لَقَدْ قُتِلَ
سَیِّدُنَا وَشَیْخُنَا الْحُسَیْنُ ع پس جب اُس مرد قریشی نے مجھ سے یہ سُنا سنتے ہی
اسکے بہت رویا اور کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اے شخص حاجت حاکم
مدینہ کے پاس جانے کی کیا ہے معلوم ہوا کہ رئیس و سردار قریش جناب امام
حسین علیہ السلام شہید ہوے قَالَ فَتَرَکْتُہُ بَاکِیًا وَسِرْتُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ
وَدَخَلْتُ عَلٰی عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ وَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَقَالَ لِیْ مَا وَرَائَکَ
قُلْتُ مَا یَسُرُّ الْاَمِیْرَ عبد الملک کہتا ہے کہ میں اُسے روتا ہوا چھوڑکر طرف
مدینہ کے راہی ہوا اور وہاں پہونچکر سامنے عمرو بن سعید کے گیا اور سلام
کیا اُسنے جواب سلام دیکر پوچھا کہ بیان کر تو کیا خبر لایا ہے میں نے کہا کہ
میں وہ خبر لایا ہوں جس سے دل تیرا مسرور ہو جائے ثُمَّ اَعْطَیْتُہُ کِتَابَ
یَزِیْدَ فَقَرَاَہَا وَسُرَّ بِذٰلِکَ فَقَالَ لِیْ اُخْرُجْ وَنَادِ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ
فِیْ شَوَارِعِ الْمَدِیْنَۃِ لِتُسَرَّ بِہٖ بَنُوْ اُمَیَّۃَ وَتُکْمَدَ بِہٖ بَنُوْ ہَاشِمٍ پس میں نے
نامہ یزید کا اُسکو دیا اُسنے وہ نامہ پڑھا اور بہت بشاش ہوا پھر مجھ سے کہا کہ
جا پکار کے مدینہ میں باواز بلند منادی کرتا کہ اس خبر تازہ کو سنکر بنی امیہ

خوش وسرور ہوں اور دوستداران خاندان رسالت اور بنی ہاشم محزون
ومغموم قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَخَرَجْتُ وَنَادَيْتُ فِي الْمَدِينَةِ فِي السِّكَكِ
وَالْأَسْوَاقِ إِنَّ الْحُسَيْنَ إِمَامَ الْآفَاقِ قُتِلَ فِي طَفِّ كَرْبَلَا فِي شِدَّةِ
الظَّمَاءِ عبد الملک کہتا ہی کہ مین نے لاچار ہوا فق حکم حاکم مدینہ کے کوچہاے
مدینہ اور بازارون مین باواز بلند یہ کہنا شروع کیا کہ ای اہل مدینہ بتحقیق کہ
امام حسین علیہ السلام زمین کربلا پر شدت تشنگی مین قتل کیے گئے ۹

قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِكَرْبَلَاءَ وَشَهَّرُوا	حَرَمَ النَّبِيِّ فِي سَائِرِ الْبُلْدَانِ
سَلَبُوا عِمَامَتَهُ بِنَزْعِ قَمِيصِهِ	وَالرَّأْسُ مِنْهُ فَوْقَ حَدِّ سِنَانِ

آگاہ ہوای اہل مدینہ کہ بالازمان یزید نے بحکم اس لعین کے امام حسین کو مثل
گوسفند قربانی کے کربلا مین قتل کیا اور عمامہ اور ردا انکی بدن اطہر سے
اتار لی اور لاش اقدس کو غلطان بخاک وخون بیدفن وکفن چھوڑ کر
چلے آئے اور سر اقدس انکا نوک نیزہ پر رکھا مع انکے اہل حرم کے
ہر شہر ودیار مین پھرایا قَالَ فَلَمَّا دَخَلْتُ مَحَلَّةَ بَنِي هَاشِمٍ وَنَادَيْتُ
أَلَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَا سَمِعْتُ وَاعِيَةَ بَنِي هَاشِمٍ مِنْ دُورِهِمْ
فَوَاللهِ مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ عبد الملک کہتا ہی کہ جب مین محلہ بنی ہاشم
مین پہونچا اور مین نے باواز بلند یہ کہا کہ آگاہ ہوا ای اہل مدینہ امام حسین
علیہ السلام مع تمام اقربا واصحاب باوفا کے صحراے کربلا مین شہید ہوے
تو قسم بخدا کہ سنتے ہی اس آواز کے ہر گھر سے بنی ہاشم کے اس کرب سے
رونے کی آواز آئی تھی کہ مین نے ابتک کسی شخص کو اس کرب وقلق سے

روتے ہوے سنا تھا وہو ینوحون واحسیناہ واسیداہ واقرۃ عین
الرسول وا ثمرۃ فواد البتول قتلوک ومن شرب الماء منعوک
اور ہر گھر سے یہ آواز نوحہ کی آتی تھی کہ ہاے ای حسین سردار کونین ہاے
حسین نور چشم رسول الثقلین ہاے ای حسین دلبند علی مرتضیٰ ہاے ای حسین
جگر گوشۂ فاطمۂ زہرا افسوس صد افسوس کہ آپکو اشقیاے امت نے تشنہ لب
قتل کیا اور بے جرم وگناہ مثل گوسفند قربانی کے ذبح کیا و بعضھم یقول
یا بنی یعز علی ان اسمع الناعی لقتلک وانا حی اور کسی مخدومہ کی
آواز آتی تھی کہ ای حسین فرزند میرے مقام افسوس ہی کہ تجھ سے پارہ جگر
نور نظر کے مرنے کی خبر سننے کے لیے آج تک مین زندہ رہی اور قبل اسکے
نہ مر گئی فبینا کذلک اذ خرجت ام لقمان بنت عقیل بن
ابیطالب حاسرۃ الراس حافیۃ الاقدام ومعھا امھانی
واسما ورملۃ وزینب واخواتھا وام البنین ام عباس بن علی
باکیات نادبات نائحات ساکبات پس محلہ بنی ہاشم مین گویا قیامت
برپا ہو رہی تھی کہ اسی اثنا مین دیکھا مین نے کہ ایک معظمہ بیتابانہ روتی ہوی
باہر نکلی اور پیچھے اُنکے بہت سی مخدرات باحال پریشان با دیدہ گریان
واحسیناہ گویان نوحہ کرتی ہوئین بے نقاب باہر نکلین پس اُسوقت
مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ سب مخدرات کون ہین اہل محلہ نے کہا کہ
ای شخص آنکھین اپنی بند کر کہ یہ وہ معظمات ہین کہ جنکی کنیزون کو بھی
دروازہ تک آنا ننگ و عار تھا لیکن افسوس صد افسوس کہ آج خبر قتل

امام حسین علیہ السلام سے بیتاب ہو کے گھروں سے باہر نکلیں وہ معظمہ آگے
سبکے جناب ام لقمان دختر عقیل بن ابیطالب ہیں اور یہ سب بہنیں انکی
ام ہانی اور اسما اور رملہ اور زینب ہیں اور یہ معظمہ جو گریان و نالان
نوحہ کرتی ہوئیں چلی جاتی ہیں ام البنین مادر عباس بن علی ہیں فَاَتَیْنَ
اِلٰی مَرْقَدِ الرَّسُوْلِ بَاکِیَاتٍ وَاَحْدَقْنَ حَوْلَ قَبْرِہٖ نَاعِجَاتٍ سَاکِبَاتٍ
وَنَادَیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَحْنُ نَاعِیَاتٌ بِقَتْلِ فَرْخِکَ وَابْنِ فَرْخِکَ
الْحُسَیْنِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُتِلَ فَتَاکَ وَاسْتُبِیْحَ اَھْلُکَ وَحِمَاکَ پس
سب دختران عقیل بن ابیطالب اسیطرح روتی ہوئیں مرقد مطہر جناب
رسالتمآب پر پہونچیں اور گرد قبر مطہر کے حلقہ کرکے منہ اپنے پیٹنے لگیں
اور زار زار روتی ہوئیں اور یہ کہتی جاتی تھیں کہ یا رسول اللہ فرزند آپکا
امام حسین نور چشم فاطمہ زہرا زمین کربلا پر مثل گوسفند قربانی تشنہ لب قتل ہوا
اور بیٹیاں آپکی مثل بندیان ترک و روم کے مقید ہو کر ہمراہ گئیں
یا رسول اللہ ہم بے حامی و سرپرست ہوگئے ہم اسلیے روتے پیٹتے حضرت تک
آئے ہیں تاکہ آپکو خبر مرگ آپکے نور عین امام حسین علیہ السلام کی سنائیں
اور آپ سے شکایت اپنی مصیبت کی کریں فَانْزَعَجَ بِہٖ مَرْقَدُ الرَّسُوْلِ
وَبَکٰی بِقَلْبِہِ الْمَھُوْلِ وَاَمَّا اُمُّ الْبَنِیْنَ اُمُّ عَبَّاسٍ زَوْجَۃُ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ تَبْکِیْ بِقَلْبٍ کَئِیْبٍ وَتَدْمَعُ بِدَمْعٍ سَکِیْبٍ وَتُنَادِیْ
وَاحُسَیْنَاہُ وَاَبْنَاہُ فَخَرَّتْ مَغْشِیَّۃً عَلَی الْاَرْضِ پس سنتے ہی
اس خبر کے قبر مطہر جناب رسول خدا کی کانپنے لگی اور روضۂ اقدس سے

آواز گریہ با دلِ محزون و مغموم اس مصیبتِ عظمیٰ میں آتی تھی اور بسبب
شور گریہ و بکا اُن مخدرات عقیلیہ اور ہاشمیہ کے روضۂ رسول خدا میں
گویا قیامت بپا تھی راوی کہتا ہے نہیں بھولتا مجھے رونا اور بین کرنا جناب
ام البنین مادر حضرت عباسؑ کا کہ وہ معظمہ اس کرب و قلق سے بین
کرتی تھیں کہ گویا در و دیوار سے آواز رونے کی آتی تھی اور وہ معظمہ یہ
نوحہ کرتی تھیں کہ ہائے ای حسینؑ فرزند میرے ہائے حسینؑ دلبند میرے افسوس
صد افسوس کہ تم تشنہ لب شہید ہوئے اور میں ستم رسیدہ اس پیرانہ سالی
میں تمہارے مرنے کی خبر سننے کو زندہ رہی کاش مجھے قبل اسکے موت آتی
کہ یہ خبر مرگ تمہاری نہ سنتی پس وہ معظمہ اسقدر روئیں کہ غش کھا کر
زمین پر گر پڑیں چنانچہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے
منقول ہے کہ جبتک جناب ام البنین زندہ رہیں ہمیشہ صبح سے اُٹھکر
قبرستان بقیع میں تشریف لیجاتی تھیں اور کس حسرت و یاس سے
یہ کہکر روتی تھیں وَاحُسَیْنَاہُ وَاعَبَّاسَاہُ وَاجَعْفَرَاہُ افسوس
تم سب قتل ہوگئے اور میں تمہاری خبر مرگ سننے کو زندہ رہی اور وہ
مخدومہ ہمیشہ اس کرب سے روتی تھیں اور بین کرتی تھیں کہ اہل مدینہ
اُنکے بین سننے کو جاتے تھے یہانتک کہ مروان لعین باوصف عداوت
خاندان رسالت کے قبرستان بقیع میں جا کر بین ام البنین کے سنتا تھا
اور روتا تھا الغرض محرق القلوب وغیرہ میں منقول ہے کہ جبتک وہ
سب عورات ہاشمیہ زندہ رہیں کسی نے نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ کنگھی کی

اور نہ کسی نے آنکھون مین سرمہ لگایا نہا تاب کہ اسی ماتم وغم مین دنیا سے رحلت کی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس بست وچہارم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ فَبَكَى لِمُصَابِنَا وَلِمَا اَصَابَنَا مِنْ نُوَبِ الدَّهْرِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوبَهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار مین منقول ہی فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن سُنے ہمارے مصائب کو اور روئے اُن جور وستم پر کہ جو گردش زمانہ غدار سے ہم اہل بیت رسول مختار کو پہونچے مین تو خدائے غفار تمام گناہ اُسکے بخشیگا اگرچہ گناہ اُسکے مثل کف دریا کے ہون آہ پس حضرات گریہ وبکا کیجیے حال ذریت رسول خدا پر کہ بعد شہادت مظلوم کربلا کے کیسے کیسے مصائب مین مبتلا رہے مقام تاسف ہی کہ وہ دختران فاطمۂ زہرا جنکے دروازہ حرم سرا پر فرشتہائے مقرب طالب اذن ہوتے تھے اور جنکی ماں کا جنازہ شب کو اُٹھایا گیا کہ نا محرم کی جنازہ پر نظر پڑے آہ ایک دن وہ تھا کہ وہ سب مخدرات عصمت بے مقنعہ وچادر پھرائی جاتی تھین کبھی اشقیائے امت جفا کار مثل بندیان ترک وروم کے طرف صحرا کے لیے پھرتے تھے اور کبھی شہر اور بازارون مین پھراتے تھے اور یہ ذلت بھی اُن بیکسون کی اعدائے دین کو کافی نہوئی بلکہ بکمال ظلم وستم اسیر کرکے دیار شام مین لائے وَفِي اللُّهُوفِ ثُمَّ حُبِسَ فِي بَيْتٍ رَمِلَةٍ فِي الشَّامِ بِحَيْثُ لَا يُكِنُّهُمْ

مِنْ حَرٍّ وَلَا بَرْدٍ حَتّٰی تَقَشَّرَتْ وُجُوْهُهُنَّ چنانچہ لہوف مین منقول ہی
کہ یزید اسکے ان بیرحمون نے دختران فاطمۂ زہرا کو شہر دمشق مین ایسے مکان مین
مقید کیا کہ جو نہایت ہی بوسیدہ اور خراب تھا اور بسبب شدت دن کی دھوپ
اور رات کی شبنم کے اُن سب بیکسون کو یہ اذیت پہونچی تھی کہ پوست
چہرہ ہاے نورانید کے اُتر گئے تھے اور نوبت بگوشت و استخوان پہونچی تھی
باوجود اسکے محرق القلوب مین منقول ہی کہ اُن ستم رسیدون کو بجز عبادت
خدا اور گریہ و بکا کے کوئی شغل نہ تھا اور شب و روز مصائب امام حسین علیہ
السلام پر زار زار رویا کرتے تھے فِی الْاَنْوَارِ النُّعْمَانِیَّۃِ عَنْ مِنْهَالٍ اَنَّهٗ قَالَ
رَاَیْتُ سَیِّدَ السَّاجِدِیْنَ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ فِیْ دِمَشْقَ اَنَّهٗ یَتَّکِئُ
عَلٰی عَصَاهُ وَرِجْلَاهُ کَاَنَّهُمَا قَصَبَتَانِ وَالدَّمُ یَسِیْلُ عَنْ سَاقَیْهِ
وَالصُّفْرَۃُ قَدِ ازْدَادَتْ عَلَیْهِ چنانچہ انوار نعمانیہ مین منہال سے
منقول ہی کہ کہا اُسنے کہ مین نے شہر دمشق مین جناب سید الساجدین امام
زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا اس حالت سے کہ وہ حضرت باجسم نحیف
ایک عصا پر تکیہ کیے کھڑے ہین جب نگاہ میری طرف قدم اطہر کے پڑی دیکھا
مین نے کہ پاہاے اقدس مانند نے کے خشک ہو رہے ہین اور ہر ساق پاے
اقدس سے متصل خون جاری ہی اور چہرہ نورانی مثل زعفران کے زرد ہے
فَخَنَقَتْنِی الْعَبْرَۃُ فَقُلْتُ لَهٗ کَیْفَ اَصْبَحْتَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَبَکٰی
وَقَالَ لِیْ کَیْفَ حَالُ مَنْ اَصْبَحَ اَسِیْرًا لِیَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ جب یہ
دیکھا مجھے تاب ضبط باقی نہ رہی مین اسقدر رویا کہ بسبب شدت بکا کے

حلق مین گرہ پڑ گئی پس مین نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ کیسا ہی مزاج
مبارک آپکا اور کیا حال ہی پس یہ سنکر وہ حضرت بہت روئے اور فرمایا کہ
ای منہال کیا حال پوچھتا ہی تو اُس شخص کا کہ جو قیدی اور اسیر ہو یزید بن معاویہ
سے بیرحم کا وَعَمَّاتُهُ وَاَخَوَاتُهُ مَا يَشْبَعْنَ بُطُوْنُهُنَّ وَلَا كُسِيَتْ رُؤُوْسُهُنَّ
اِلَى الْاٰنَ وَهُنَّ نَائِحَاتٌ بَاكِيَاتٌ لَيْلًا وَنَهَارًا اور ای منہال کیا مزاج
پوچھتا ہی تو اُس مظلوم کا کہ جسکی مان اور بہنین اور پھوپھیان ابتک مقید
بقید ستم ہون اور آجتک اُن بیکسون کو کسی نے اسقدر کھانا نہ دیا ہو کہ جس سے
سیر ہوے ہون اور نہ کسی نے اُن مخدرات عصمت و طہارت کو کوئی مقنعہ
و چادر دی کہ جس سے سر اپنے نامحرمون سے چھپائین اور دن و رات
انھین رونے اور نوحہ و بین مین گذرتا ہو آہ مومنین اس روایت سے
معلوم ہوتا ہی کہ اُن بیکسون کا قید شام مین بھی کوئی خبرگیران آب و طعام
نہ تھا نہ کوئی نقاب میسر ہوا تھا یَا مِنْهَالُ اَمْسَتِ الْعَرَبُ يَفْتَخِرُ عَلَى
الْعَجَمِ بِاَنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُمْ وَاَمْسَيْنَا اَهْلُ الْبَيْتِ مَغْصُوْبِيْنَ مَقْتُوْلِيْنَ
مُشَرَّدِيْنَ ای منہال کل کی بات ہی عرب فخر کرتے تھے عجم پر کہ ہم بہتر و افضل
ہین عجم سے اسلیے کہ جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ ہم مین سے ہین اور
قریش فخر و مباہات کرتے تھے تمام عرب پر کہ جناب رسول خدا ہم مین سے
ہین لیکن افسوس صد افسوس کہ اس امت جفاکار نے حقوق ہمارے
غصب کیے اور اولاد رسول مختار کو قتل کیا اور ذریت کو اپنے نبی کی
مثل بندیان ترک و دیلم کے مقید اور اسیر کرکے پھرایا مَا يَدَّعُوْنَا

یزید الیه مرة الا ظننت القتل انا لله وانا الیه راجعون فقلت له
یا سیدی والی این یرید ای منہال یزید وہ ظالم و بیرحم ہے کہ جب وہ
ملعون ہمیں اپنے سامنے طلب کرتا ہے تو ہمیں اُسوقت گمان اپنے قتل کا
ہوتا ہے آہ مومنین یزید شرابخوار بکمال عداوت وعناد بیمار کربلا اسیر
رنج و بلا کو اکثر اپنے سامنے طلب کرتا تھا کہ حضرت کو گمان اپنے قتل کا
ہوتا تھا اُسوقت فرماتے تھے انا للہ وانا الیه راجعون منہال کہتا ہے
کہ میں نے یہ سنکر عرض کی یا ابن رسول اللہ اسوقت کہاں تشریف
لیجانے کا قصد ہے قال لی یا منہال المحبس الذی نحن فیه لیس له
سقف والشمس تصهرنا فیه ولا نری فیه الهواء فاخرج منه
لضعف بدنی سویعة فارجع خشیة علی النساء حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ ای منہال سوا اس قیدخانہ کے کہ جسمیں ہم مقید ہیں اور
کہاں جا سکتے ہیں چونکہ یہ قیدخانہ نہایت جاے اذیت و تکلیف ہے
کہ بسبب نہونے سایۂ سقف کے اس شدت گرما میں ہم سب دھوپ
میں جلتے ہیں اور ایسی جگہ تنگ ہے کہ کسیطرف سے ہوا نہیں آتی ہے
کہ اُسکے سبب سے فی الجملہ شدت حرارت میں تخفیف ہو اور بسکہ میں
بیمار و ناتوان ہوں اسلیے تھوڑی دیر کے لیے باہر آتا ہوں تا کہ مجھے
کچھ راحت ملے لیکن یہاں آکر یہ خیال آتا ہے کہ حال سب اہل حرم کا
بسبب تکالیف بیحد کے نہایت ہی متغیر تھا اور میرے وہاں ہونے سے
سبکو تسکین تھی ایسا نہو کہ میرے چلے آنے سے کوئی گھبرا کر مرجائے پس

قال منہال فبینا کذالک چلا جاتا ہوں اسی مجلس میں اسی خوف سے پھر
قد سمعت صوت کریمۃ تنادی یا قرۃ عینی یا ثمرۃ فوادی
یا علی این انت فترکنی ورجع الی المحبس یا کیا منہال کہتے ہیں کہ ابھی
تھے کہ یکایک ایک معظمہ کی آواز قید خانہ سے حضرت مجھ سے یہی فرما رہے
آئی کہ وہ مخدومہ بکمال اضطراب بیتاب ہو کر یہ فرماتی ہیں کہ اے
نور نظر اے پارۂ جگر یا علی تم کہاں ہو کہ مجھکو تمہاری اتنی بھی مفارقت
ناگوار ہے جلد اپنے تئیں مجھ تک پہونچاؤ بس یہ سنتے ہی وہ جناب بیتاب
ہو کر اسیوقت اُس مجلس میں روتے ہوئے تشریف لیگئے فعرفت
انہا کانت زینب بنت امیر المؤمنین ع منہال کہتے ہیں کہ میں
متحیر تھا کہ یہ مخدومہ کون ہیں جسے ایک دم بھی جدائی امام زین العابدین
علیہ السلام کی ناگوار ہے پس معلوم کیا میں نے کہ وہ معظمہ جناب زینب
دختر امیر المؤمنین علیہ السلام تھیں حضرات سُنا آپنے کہ اتنی جدائی
بیمار کربلا کی اُس مظلومہ کو گوارا نہ تھی ہائے افسوس کیا حال ہوا ہوگا
اُس بیکس کا جب بحکم یزید مکرر امام زین العابدین ع کو جلاد واسطے
قتل کے لیچلے مگر حافظ حقیقی نے اُنکے شر سے محفوظ رکھا کہ تا نسل آل محمد
صلے اللہ علیہ وآلہ باقی رہے اور زمانہ اُنسے خالی نہو الا لعنۃ اللہ علے
القوم الظالمین

	مجلس بست و پنجم	

قال اللہ تعالی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ○

حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ حبیب ہمارا اپنی خواہش نفسانی سے
کلام نہین کرتا ہی اور جو کہتا ہی وہ وحی ربانی کہتا ہی پس مومنین جس
بزرگوار کی خود پروردگار نے مدح وثنا فرمائی ہی انکا یہ کلام ہی فی اکسیر
العبادات عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ مَنْ اَکْرَمَ اَوْلَادِیْ فَقَدْ
اَکْرَمَنِیْ وَمَنْ اَہَانَ اَوْلَادِیْ فَقَدْ اَہَانَنِیْ چنانچہ اکسیر العبادات
مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہی کہ فرمایا ان حضرت نے
کہ جو شخص بزرگ رکھے اور تعظیم کرے میری اولاد کی تحقیق کہ اسنے تعظیم و
بزرگی کی میری اور جو شخص کہ اہانت کرے میری اولاد کی تحقیق کہ اسنے
اہانت کی میری پس افسوس ہی کہ بعد جناب رسول خدا کے اشقیاے
امت نے اولاد وعترت پر ان حضرت کے کیا کیا ظلم وستم کیے حالانکہ
وہ حضرات خلق اللہ کو راہ خدا مین ہدایت کرتے تھے جیسا کہ زیارت
اربعین کے ان فقرات سے بھی ظاہر ہے وَبَذَلَ مُهْجَتَهٗ فِیْكَ
لِیَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَیْرَةِ الضَّلَالَةِ یعنی بار الہا سلام
بھیج اور رحمت اپنی نازل کر اس فرزند رسول پر کہ جسنے تیری
راہ رضا مین قتل و ذبح ہونا اختیار کیا تا تیرے بندون کو جہالت اور
حیرت ضلالت سے بچاوین فَجَاهَدَهُمْ فِیْكَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا
حَتّٰی سُفِكَ فِیْ طَاعَتِكَ دَمُهٗ وَاسْتُبِیْحَ حَرِیْمُهٗ پس جہد
وکوشش تیری راہ مین انکو وعظ ونصیحت کی درانحالیکہ وہ جناب
صابر وشاکر تھے یہانتک کہ خون انکا تیری راہ و اطاعت مین بہایا گیا

اور اہل حرم آگے لوٹے گئے اور اسیر و مقید کر کے پھرائے گئے فی المنتخب
انّه لمّا قدم آل رسول الله صلّی الله علیه و آله علی یزید
فی الشام افرد لهم دارًا و کانوا مشغولین باقامة العزاء و انّه
منتخب میں منقول ہے کہ جب اسیران اہل بیت رسالت دربار یزید
لعین میں وارد شام ہوئے تو بعد دریافت نام و نسب کے اُن ستم
رسیدوں کے لیے ایک مکان خالی کیا اور وہ سب بیکس اُس مکان
میں شب و روز عبادت خدا اور ماتم و عزا اور گریہ و بکا میں مشغول تھے
وکانت لمولانا الحسین علیه السلام بنت عمرها ثلث سنین
من یوم استشهد الحسین بقیت ما تراه فعظم ذلك
علیها و استوحشت لابیها اور اُسی قیدخانہ میں جناب امام
حسین علیہ السلام کی ایک صاحبزادی کم سن کہ عمر اُس یتیمہ کی تین
برس کی تھی مقید و اسیر تھیں اور جس روز سے پدر بزرگوار اُس
یتیمہ کے شہید ہوئے تھے اُس روز سے اپنے باپ کو نہیں دیکھا تھا پس
مفارقت حضرت کی اُس بچی پر بہت دشوار تھی اور واسطے دیدار
پدر کے بیتاب اور متوحش تھیں وکانت کلما طلبت اباها
یقولون لها غدًا یأتی و معه ما تطلبین الی ان کانت
لیلة من اللیالی رأت اباها بنومها اور جب اُس بیتابی
میں اپنے پدر نامدار کو یاد کرتی تھیں اور رو کر پکارتی تھیں چونکہ بچوں کا
بہلانا مثل ان کلمات کے شریعت میں جائز ہے تو واسطے تسلی اور تسکین

اُس بچی سے اہل حرم فرماتے تھے کہ کل تمہارے پدر بزرگوار تشریف لائینگے
اور تم جن چیزون کو طلب کرتی ہو وہ بھی اُنکے ساتھ ہونگی یہ سنکر چپ
ہوتی تھیں یہانتک کہ ایک شب کو اُن شبہائے مصیبت میں روتے
روتے آنکھ لگ گئی اور حالت خواب میں اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا
فَلَمَّا انْتَبَهَتْ صَاحَتْ وَبَكَتْ وَانْزَعَجَتْ فَهَجَعُوهَا فَقَالُوا مَا هٰذَا
الْبُكَاءُ وَالْعَوِيلُ پس جب وہ بچی خواب سے بیدار ہوئی آواز بلند
رونے لگی اور نہایت بیتابی کرتی تھی پس اہل حرم نے اُسے ہوشیار کیا
اور فرمایا کہ اے پارۂ جگر کیا سبب ہے تمہارے رونے اور فریاد کرنے کا
فَقَالَتْ ائْتُونِي بِوَالِدِي وَقُرَّةِ عَيْنِي فَكُلَّمَا هَجَعُوهَا ازْدَادَتْ
حُزْنًا وَبُكَاءً پس اُس یتیمہ نے جواب دیا میرے باپ کو لا دو کہ
اُنہیں کے دیدار و زیارت سے میری آنکھیں خنک ہوتی ہیں پس
جسقدر اُس یتیمہ کو ہوشیار کرتے تھے اُسقدر وہ غمدیدہ زیادہ محزون
ہوتی تھی اور زار زار روتی تھی فَعَظُمَ ذٰلِكَ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ
فَضَجُّوا بِالْبُكَاءِ وَجَدَّدُوا الْاَحْزَانَ پس یہ مصیبت اہل بیت پہ
عظیم ہوگئی اور آواز بلند گریہ و بکا کیا اور حزن و ملال اور رنج و غم
اُنکا تازہ ہوگیا وَلَطَمُوا الْخُدُوْدَ وَحَثَوْا عَلٰى رُؤُسِهِمُ التُّرَابَ
وَنَشَرُوا الشُّعُوْرَ وَقَامَ الصِّيَاحُ اور اپنے رخسارون پر طمانچے
مارے اور خاک سر پر اُڑائی اور بال سرون کے کھول دیئے اور زار
زار رونے لگے یہانتک کہ آواز اُن بیکسون کی بلند ہوئی فسمع یزید

لعنه الله صیحتهم وبکائهم فقال ما الخبر قالوا ان بنت الحسین
الصغیرة رأت اباها بنومها فانتبهت وهی تطلبه وتبکی
وتصیح پس یزید ملعون نے یہ آواز گریہ و بکا سنکر اپنے ملازمون سے پوچھا
کہ یہ رونا پیٹنا کیسا ہی انھون نے جواب دیا کہ ای یزید اس قید خانہ مین
امام حسین علیہ السلام کی دختر خردسال نے اپنے باپ کو خواب مین
دیکھا اور جیسے بیدار ہوئی ہی اپنے باپ کو طلب کرتی ہی اور رو رو کر فریاد
کرتی ہی فقال الملعون ارفعوا الیها راس ابیها لتنظر الیه
وتتسلی به پس اس ملعون نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سر اسکے باپکا
اس یتیمہ کے پاس لیجاؤ کہ تا اسے دیکھکر تسلی و تسکین پاوے ملا آقا
دربندی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ گویا یہ حیلہ کیا اس مکار نے اس یتیمہ کی
ہلاکت کا کیونکہ اس بچی کے زار زار رونے سے اس لعین کو نیند نہین
آتی تھی یہ تاثیر تھی اس آواز و زاری کی فجاؤا بالراس الشریف
الیها مغطی بمندیل دیبقی فوضع بین یدیها وکشف الغطاء عنه
پس ملازمان یزید سر انور کو ایک رومال دیبا سے ڈھانپ کر قید خانہ
مین پاس اس بچی کے لائے اور سامنے اسکے رکھکر رومال اٹھا لیا
فقالت ما هذا الراس قالوا راس ابیک فرفعته من الطشت
حاضنة له وهی تقول پس یہ دیکھکر اس ستم دیدہ نے پوچھا کہ یہ سر
پر نور کیسا ہی ملازمان یزید نے [illegible] دیا کہ یہ سر تمھارے باپ کا ہی
یہ سنکر اس [illegible] سر انور کو طشت سے گود مین اٹھا لیا

اور سینہ سے لگا کر بین جگر خراش کرنے لگین یا اَبَاہُ مَنْ ذَا الَّذِی خَضَبَکَ بِدِمَائِکَ یا اَبَتَاہُ مَنْ لِلْیَتِیْمَۃِ حَتّٰی تَکْبُرَ یا اَبَتَاہُ مَنْ لِلنِّسَاءِ الْحَاسِرَاتِ یا اَبَتَاہُ مَنْ لِلْاَرَامِلِ الْمُسَبِّیَاتِ اے پدر بزرگوار کس ظالم اور بیرحم نے آپکو آپکے خون مین رنگین کیا اے پدر نامدار اب کون ہی مجھ یتیمہ کا پرورش کرنے والا اے پدر مظلوم اب کون ہی ان اہل حرم مصیبت زدون کا حمایت کرنے والا اے بابا اب کون حامی و مددگار ہی ان بیوونکا کہ جو اسیر و مقید کی گئی ہین یا اَبَتَاہُ مَنْ لِلْعُیُوْنِ الْبَاکِیَاتِ یا اَبَتَاہُ مَنْ لِلضَّائِعَاتِ الْغَرِیْبَاتِ یا اَبَتَاہُ مَنْ لِلشُّعُوْرِ النَّاشِرَاتِ اے بابا اب کون ہی کہ جو اہل حرم کو رونے سے باز رکھے اور اُنکو تسلی و دلاسا دے اے بابا اب کون خبرگیری کرنے والا ہی اہل حرم کا کہ جو عالم غربت و مسافرت مین ضایع و برباد ہوے ہین ہاے اے بابا اب کون ہی کہ جو ترحم کرے ان بیکسون پر کہ جنکے بال سر کے کھلے ہوے ہین یا اَبَتَاہُ مَنْ بَعْدَکَ وَاخَیْبَتَاہُ یا اَبَتَاہُ مِنْ بَعْدِکَ وَاغُرْبَتَاہُ یا اَبَتَاہُ لَیْتَنِیْ کُنْتُ لَکَ الْفِدَاءَ اے پدر مظلوم اب کون ہی بعد آپکے ہاے بے نصیبی ہماری بعد آپکے اے پدر نامدار افسوس ہی غربت و مسافرت اور بیکسی پر ہماری اے بابا کاش کہ مین آپ پر فدا ہو جاتی یا اَبَتَاہُ لَیْتَنِیْ کُنْتُ قَبْلَ ھٰذَا الْیَوْمِ عَمْیَاءَ یا اَبَتَاہُ لَیْتَنِیْ وُسِّدْتُ الثَّرٰی وَلَا اَرٰی شَیْبَکَ مُخَضَّبًا بِالدِّمَاءِ اے پدر مظلوم کاش کہ مین قبل آپکے نابینا ہوتی

ای بابا کاش کہ میں پیوند خاک ہوتی کہ تا آپکی ریش مطہر خون سے رنگین
نہ دیکھتی ثُمَّ اَنَّهَا وَضَعَتْ فَمَهَا عَلٰی فَمِهِ الشَّرِیْفِ وَبَکَتْ
بُکَاءً شَدِیْدًا حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْهَا فَلَمَّا حَرَّکُوْهَا فَاِذَا قَدْ فَارَقَتْ
رُوْحُهَا مِنَ الدُّنْیَا پس بعد اس بین کے اُس یتیمہ نے سر انور
اپنے باپ کا سینہ سے لگا کر منہ اپنا دہن شریف پر حضرت کے رکھا اور
بشدت روئیں یہانتک کہ روتے روتے غش آگیا اور بیہوش ہوگئیں
جب دیر تک اُس یتیمہ سے آواز رونے کی نہ آئی اُسوقت اہل حرم نے
شانہ پکڑکے ہلایا آہ آہ معلوم کیا کہ روح اُس شیفتہ دیدار پدر کی اس
دنیائے فانی سے مفارقت کر گئی ہی اور وہ بھی جنت میں اپنے باپ سے
ملحق ہوئی فَلَمَّا رَاَی اَهْلُ الْبَیْتِ مَا جَرٰی عَلَیْهَا اَعْلَنُوْا بِالْبُکَاءِ
وَاسْتَجَدُّوا الْعَزَاءَ پس جب اہل بیت رسالت نے یہ حال دیکھا
باواز بلند رونا شروع کیا اور غم والم اور ماتم کو تازہ کیا آہ مومنین
اُس عالم غربت و مسافرت اور بیکسی اور اسیری میں یہ مصیبت بہت
سخت گذرتی ہوگی کہ اُس غریب الوطنی اور بے سامانی میں کیا کرتے
اُسوقت جوانان ہاشمی شہدائے کربلا یاد آگئے ہونگے کہ اگر وہ زندہ
ہوتے تو سامان دفن اُس بچی کا مہیا کرتے آہ آہ وہ سب بزرگوار
خود بیغسل و کفن خاک گرم کربلا پر کئی روز تک پڑے رہے قَالَ
وَکَذٰلِكَ کُلُّ مَنْ حَضَرَ مِنْ اَهْلِ دِمَشْقَ فَلَمْ یُرَ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ
اِلَّا بَاكٍ وَبَاکِیَةٍ غرضکہ راوی کہتا ہی کہ اُسوقت گریہ و بکاسے ان

ستم رسیدون کے اُس قید خانہ مین گویا قیامت بپا تھی اور اسیطرح سے جتنے لوگ گرد و نواح اُس محبس کے اہل دمشق سے وہان موجود تھے وہ زار زار روتے تھے یہانتک کہ ہر مرد و زن کو اس مصیبت مین گریان پایا الا لعنة الله علی القوم الظالمین

مجلس بست و ششم

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْبُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ رونا مصیبت امام حسین علیہ السلام پر گناہان کبیرہ کو جھوکرتا ہی پس حضرات گریہ و بکا کیجیے مصائب پر امام حسین علیہ السلام اور مصائب دختران سید المرسلین کے کہ وہ بیکس بعد شہادت اپنے برادر مظلوم کے انواع و اقسام کے مصائب مین مبتلا ہوئین آہ مقید ہوکر شہر بشہر پھرائی گئیں اور مدت تک قید خانہ شام مین محبوس رہین فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ عَنْ هِنْدٍ زَوْجَةِ یَزِیْدَ اَنَّهَا قَالَتْ کَانَ اَهْلُ بَیْتِ سَیِّدِ الْاَنَامِ مُدَّةً مَحْبُوْسًا فِی الشَّامِ وَکَانَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ حُجْرَةٍ مُظْلِمَةٍ چنانچہ بحار الانوار وغیرہ مین ہندہ زوجہ یزید سے منقول ہی کہ کہا اُسنے بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے جب اہل بیت اُن حضرت کے مقید ہوکر داخل دمشق ہوے تو یزید بیحیا نے اُن مخدرات عصمت و طہارت کو بعد دریافت نام و نسب کے ایک مکان بوسیدہ اور خراب مین مدت تک مقید کیا اور سر اقدس

اُس امام کونین کا ایک حجرۂ تاریک مین مقفل کیا وکنت لوازل باکیۃ
محزونۃ علے مصابھم فرقدت لیلۃ علے مضجعی فرأیت
ابواب السماء قد فتحت والملائکۃ کتائب کتائب تنزل علے
راس الحسین علیہ السلام اور جبسے اہل بیت رسالت مقید ہوکے
وارد شام ہوئے تھے اُس روز سے حال میرا نہایت ہی متغیر تھا اور
دن ورات مجھے اس مصیبت مین روتے اور پیٹتے گذرتا تھا بس ایک
شب مین روتے روتے اپنے فرش خواب پر سو گئی تھی کہ ناگاہ دیکھا
مین نے کہ دروازے آسمان کھل گئے اور گروہ گروہ ملائکہ آسمان سے
واسطے زیارت سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے اُس حجرہ مین
نازل ہوئے وقالوا السلام علیک یا اباعبد اللہ السلام علیک
یا ابن رسول اللہ فبینا کذلک اذ نزلت سحابۃ من السماء
وفیھا رجال تفوح منھم رائحۃ المسک والعنبر اور سنا مین [illegible]
گروہ ملائکہ بکمال ادب اور تعظیم یہ کہتے ہین کہ سلام ہو آپ پر یا ابا
عبد اللہ سلام ہو آپ پر یا ابن رسول اللہ بس وہ سب ملائکہ مصروف
بزیارت تھے ناگاہ مین نے کہ ایک ٹکڑا ابر سفید آسمان سے اُس جگہ
نازل ہوا اور اُسمین سے چند مرد نورانی باہر تشریف لائے کہ اُنسے خوشبو
بہتر از مشک و عنبر آتی تھی فاقبل منھم رجل کان دارۃ وجھہ کالقمر
لیلۃ البدر علے ثنایا الحسین علیہ السلام ویقبلھما ویبکی
بعد اُسکے دیکھا مین نے کہ اُنہین سے ایک مرد جلیل القدر کہ چہرۂ انور انکا

مثل ماہِ کامل کے روشن تھا قریب سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے آئے
اور منھ اپنا لب و دندان اُن حضرت پر رکھکر بوسے لیتے تھے اور روتے تھے
وَیَقُوْلُ یَا وَلَدِیْ یَا نُوْرَ عَیْنِیْ اَنَا جَدُّکَ مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰی وَھٰذَا اَبُوْکَ
عَلِیُّ نِ الْمُرْتَضٰی وَھٰذَا اَخُوْکَ حَسَنُ الْمُجْتَبٰی وَھٰذَا عَمُّکَ حَمْزَۃُ
سَیِّدُ الشُّھَدَآءِ فَبُکَآئِہٖ یَبْکِیْ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ اور فرماتے تھے کہ
ای فرزند دلبند میرے ای حسین میں ہوں نانا تمھارا محمد مصطفے صلعم اور یہ باپ
تمھارا علی مرتضیٰ اور یہ بھائی تمھارا حسن مجتبیٰ اور یہ چچا تمھارا حمزہ سید الشہدا
ہیں یہ سب تیری مصیبت پر روتے ہیں افسوس صد افسوس کہ تجھے اعدا نے
بیگناہ پیاسا قتل کیا پس رسول خدا صلعم کے رونے سے یہ سب حضرات
بیتاب تھے اور روتے تھے قَالَتْ فَانْتَبَھْتُ مِنْ نَوْمِیْ بَاکِیَۃً فَمَا وَجَدْتُ
اِلَّا رَاَیْتُ نُوْرًا یَسْطَعُ مِنَ الْحُجْرَۃِ الَّتِیْ فِیْھَا رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ
السَّلَامُ ہند کہتی ہے کہ یہ دیکھتے ہی آنکھ میری کھل گئی اور میں فرش خواب سے
روتی اور پیٹتی اٹھی پس دیکھا میں نے کہ کوئی اُن حضرات سے وہاں
نہیں ہے مگر وہ حجرہ کہ جسمیں سر انور امام حسین علیہ السلام کا تھا وہ مملو ہے
نور سے اور اُس حجرہ سے تا آسمان تتق نور روشن ہے فَجَعَلْتُ اَطْلُبُ
یَزِیْدَ فَمَا وَجَدْتُہٗ اِلَّا فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ قَدْ دَارَ وَجْھَہٗ اِلَی الْحَائِطِ
وَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ مَالِیْ وَلِقَتْلِ الْحُسَیْنِ پس میں روتی ہوئی وہاں سے
اٹھی اور یزید ملعون کو ہر چند اُن مکانوں میں کہ جنمیں وہ بیٹھا اکثر
رہتا تھا تلاش کیا لیکن وہاں نہ پایا پس بعد تجسس کے دیکھا میں نے

کہ ایک خانہ تاریک میں منھ اپنا طرف دیوار کے کیے بے اختیار رو رہا ہے
اور یہ کہتا ہے کہ ہائے کیا غضب ہوگیا کہ میں نے ناحق امام حسینؑ کو قتل کیا
حالانکہ وہ امام مظلوم بے گناہ تھے فَقَصَصْتُ رُؤْیَایَ وَقُلْتُ لَہٗ
یَا لَعِیْنُ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْھَکَ مَا اَقَلَّ حَیَائَکَ قَتَلْتَ ابْنَ سَیِّدِ
الْمُرْسَلِیْنَ وَسَبَیْتَ بَنَاتِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ پس میں اس ملعون کے
سامنے گئی اور کہا میں نے کہ اے شقی خدا تیرا رو سیاہ کرے کہ تو نے فرزند
رسول مختار کو ناحق قتل کیا اور دختران جناب امیر المؤمنینؑ کو مقید
کیا ہند کہتی ہے کہ میں نے خواب اپنا بیان اور کہا اے ملعون میں ابھی
دیکھ آئی ہوں کہ جناب رسول خدا اور جناب علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ
علیہم السلام سر اقدس امام حسین علیہ السلام پر منھ اپنا رکھے رو رہے تھے
اور قاتل پر اپنے فرزند کے لعنت و نفرین کرتے تھے فَنَکَسَ فَلَمَّا اَصْبَحَ
اِسْتَدْعٰی حَرَمَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنَ السِّجْنِ وَقَالَ لَھُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ
النُّبُوَّۃِ اَیُّمَا اَحَبُّ اِلَیْکُمُ الْمُقَامُ فِیْ دِمَشْقَ اَوِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ
ہند کہتی ہے جب اس ملعون سے میں نے خواب اپنا نقل کیا پس وہ
ملعون نادم ہوا اور اسکی صبح کو اہل بیت رسول خدا کو قید خانہ سے
بلایا اور عرض کی کہ اے اہل بیت نبوت جو امر منظور تھا وہ ہوا اب
کونسا امر تمھیں پسند ہے آیا یہاں دمشق میں رہنا قبول ہے یا اپنے وطن
مدینہ کو جانا منظور ہے فَبَکَتِ النِّسَاءُ وَقُلْنَ یَا یَزِیْدُ نَحْنُ نُحِبُّ
اَوَّلًا اَنْ نَبْکِیَ وَنَنُوْحَ عَلٰی سَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّہٗ

لَوْ یَتَیَسَّرُ لَنَا الْبُکَاءُ عَلَیْہِ پس یہ سنکر اہل بیت اطہار بہت روئے اور فرمایا کہ ای یزید پلید اس سے ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں تو اجازت دے کہ تا ہم نوحہ کریں اور روئیں مصائب پر اپنے سید غریب امام حسین علیہ السلام کے اسلیے کہ جب سے تیری فوج نے اُن حضرت کو قتل کیا اور ہمیں مقید کر کے اسطرف لائے ہیں ہمیں جی بھر کے رونے نہیں دیا ہے اور اگر ہم میں سے کوئی اس مصیبت عظمیٰ پر روتا تھا تو وہ بیرحم ستمگار سر پر نیزے مارتے تھے قَالَ یَا اَہْلَ بَیْتِ الرِّسَالَۃِ فَافْعَلُوْا مَا بَدَا لَکُمْ فَخَلّٰی لَہُمْ دَارَ الْمَاتَمِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ پس یزید ملعون نے کہا کہ ای اہل بیت رسالت تمہیں اجازت ہے جسقدر چاہو ماتم امام حسین میں گریہ وبکا کرو کوئی تمہارا مانع نہیں ہے پس اُس بیحیا نے دمشق میں ایک مکان وسیع واسطے مجلس ماتم کے خالی کر دیا فَلَمْ یَبْقَ ہَاشِمِیَّۃٌ وَلَا قُرَیْشِیَّۃٌ فِی الشَّامِ اِلَّا وَلَبِسَتِ السَّوَادَ وَاجْتَمَعَتْ کُلُّہُنَّ بَاکِیَۃً فِیْ ذٰلِکَ الْمَکَانِ پس جب جابجا خبر مجلس عزاے امام حسین علیہ السلام اُس شہر میں مشہور ہوئی تو یہ سنکر سب عورات ہاشمیہ و قریشیہ لباس ماتمی سیاہ پہنکر بیٹھی اور روتی شریک مجلس ماتم ہوئیں آہ ہو مشکیں اسوقت اُن عورات اہل بیت مظلوم کربلا کو کس کس عزیز کا پرسا دیا ہوگا کیونکہ اٹھارہ بزرگوار بنی ہاشم روز عاشورا تشنہ لب شہید ہوئے تھے وَفِیْ مُحْرِقِ الْقُلُوْبِ اَنَّہٗ لَمَّا اجْتَمَعَ الْمَجَالِسُ قُلْنَ النِّسَآءُ یَا یَزِیْدُ بِحَقِّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَّا اَنْ تُرْسِلَ اِلَیْنَا رَاْسَ الْحُسَیْنِ مَعَ رُؤُسِ الشُّہَدَآءِ حَتّٰی نُوَدِّعَہَا ترجمہ محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب یہ مجلس ماتم وعزا برپا ہوئی

بِنْتُ عَلِیٍّ لَمَّا رَاَتْ رَاسَ اَخِیْهَا الْحُسَیْنِ خَرَّتْ عَلَی الْاَرْضِ مَغْشِیَّةً فَاَخَذَتْهُ وَضَمَّتْهُ اِلٰی صَدْرِهَا وَوَضَعَتْ فَمَهَا عَلٰی فَمِهٖ

راوی کہتا ہے کہ ہر چند اُسوقت میں سے اُن سب مخدرات کے گویا قیامت برپا تھی لیکن مجھے نہیں بھولتا ہے حال جناب زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام کا جسوقت اُن معظمہ نے سر اپنے بھائی کا دیکھا آہ کی اور ہائے حسین کہا اور غش کھاکر زمین پر گر پڑیں جب غش سے افاقہ ہوا تو اُس سر انور کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور دہن اطہر کے بوسے لیے چنانچہ اُسوقت کے حال میں شاعر کہتا ہے ؎

تَنُوْحُ وَدَمْعُ الْعَیْنِ یَسْبِقُ نُطْقَهَا	وَفِیْ قَلْبِهَا نَارُ الْمَصَائِبِ صُبَّتِ
اُخَیَّ یَا هِلَالًا غَابَ قَبْلَ کَمَالِهٖ	فَمِنْ فَقْدِهٖ اَضْحٰی نَهَارِیْ کَلَیْلَةٍ

آہ وہ مخدومہ عجب کرب سے نوحہ کرتی تھیں کہ دل ہر ایک شخص کا وہ بین سنکر شق ہوتا تھا اور ہر چند چاہتی تھیں کہ کچھ کہوں لیکن کثرت گریہ و بکا سے بات نہ کیجاتی تھی اور قلب انور میں آتش غم و الم مشتعل تھی اور سر اقدس کیطرف خطاب کر کے یہ بین کرتی تھیں کہ اے بھائی اے چاند فلک امامت کے افسوس ہی کہ ابھی آپ ماہ کامل نہوے تھے کہ ہماری نظروں سے غائب ہوگئے اور ہمارا روز روشن آپکے نہونے سے مثل شب کے تیرہ و تاریک ہوگیا ؎

اُخَیَّ یَا اُخَیَّ اَیَّ الْمَصَائِبِ اَشْتَکِیْ	فِرَاقَکَ اَمْ هَتْکِیْ وَذُلِّیْ وَغُرْبَتِیْ
اُخَیَّ بَعْدَ ذَاکَ الصَّوْنِ فِی السِّتْرِ وَالْحَیَا	یُلَاحِظُنَا الْاَرْذَالُ فِیْ دَارِ غُرْبَةٍ

اے برادر مظلوم یہ بہن ستم رسیدہ کس کس مصیبت کا آپسے شکوہ کرے
آیا یہ بیان کرون کہ آپسا حامی و سرپرست اس غریب الوطنی مین مجھسے
چھوٹ کر شہید ہوگیا یا یہ بیان کرون کہ بعد آپکے ہتک حرمت میری
ہوئی اور مین بعد آپکے ذلت سے بے نقاب شہر بشہر پھرائی گئی حالانکہ
ہماری یہ عزت و آبرو تھی کہ فرشتہاے مقرب بھی ہمارے گھر مین بے اجازت
نہ آتے تھے اور ہماری کنیزون کے لیے بھی گھر سے باہر نکلنا ننگ و عار تھا آہ
بعد آپکے ہماری یہ نوبت پہونچی کہ ہم مثل کنیزون کے پھرائے گئی اور ہر ایک
شخص نے مجمع عام مین ہمین بے مقنعہ و چادر دیکھا فَاَقَمْنَ الْمَاتَمَ فِی دِمَشْقَ
سَبْعَةَ اَیَّامٍ ثُمَّ دَعَاهُنَّ یَزِیْدُ وَقَالَ لَهُنَّ یَا اَهْلَ بَیْتِ سَیِّدِ
الْاَنَامِ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْکُمُ الْمُقَامُ بِدِمَشْقَ اَمْ لَا فَقُلْنَ لَهٗ یَا یَزِیْدُ
نَحْنُ نُحِبُّ زِیَارَةَ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ص فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الثَّامِنُ وَ
انْقَضَتِ التَّعْزِیَةُ دَعَاهُنَّ یَزِیْدُ وَعَرَضَ عَلَیْهِنَّ الْمُقَامَ
یعنی سات روز تک مجلس ماتم و عزاے مظلوم کربلا شہر دمشق مین برپا رہی
اور روز ہشتم پھر یزید ملعون نے اہلبیت رسالت کو سامنے اپنے مکرر بلایا
اور عرض کی کہ اے اہلبیت رسول خدا آیا آپکو شہر دمشق مین سکونت
منظور ہے یا نہین یہ سنکر ان بیکسون نے فرمایا کہ اے یزید ہمین کسیطرح یہان
رہنا منظور نہین ہے بلکہ ہم مشتاق زیارت روضۂ منورۂ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ کے ہین ہمین ہمارے وطن مین پہونچوا دے فَاَحْضَرَ لَهُنَّ
الْمَحَامِلَ وَزَیَّنَهَا بِاَنْطَاعِ الْاِبْرِیْسَمِ وَصَبَّ عَلَیْهَا الْاَمْوَالَ

وَقَالَ لِاُمِّ کُلْثُوْمٍ خُذِیْ هٰذَا الْمَالَ عِوَضَ مَا اَصَابَکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ
وَمَا اَصَابَ بِاَخِیْکِ الْحُسَیْنِ پس جب یزید نے دیکھا کہ اہل بیت
رسول مختار کسیطرح دمشق میں نہ رہیں گے اُسوقت چند ناقہ زرین مہوج
وعماری پردہ دار ریسمان ابریشم سے مستحکم کرکے واسطے سواری اہل بیت
اطہار کے حاضر کیے اور چند اونٹوں پر مال و اسباب بیش قیمت بار کراکے
سامنے اہل حرم کے لائے اور جناب ام کلثوم دختر امیر المومنین علیہ السلام
سے عرض کی کہ ای ام کلثوم میں امید وار ہوں کہ جو کچھ قصور مجھ سے آپ
اہل بیت رسالت کی خدمت میں ہوا ہی اُسے معاف کیجیے اور یہ مال
واسباب کہ خون بہا ہی آپکے بھائی امام حسین علیہ السلام کا اُسے
قبول فرمایئے فَلَمَّا سَمِعَتْ ذٰلِكَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بَکَتْ وَقَالَتْ وَیْحَكَ
یَا یَزِیْدُ مَا اَقَلَّ حَیَائَكَ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ قَتَلْتَ سَیِّدِیْ
وَهَتَکْتَ عِزِّیْ وَتُعْطِیْنِیْ عِوَضَهٗ مَالًا مِنَ الدُّنْیَا پس یہ سنکر
جناب ام کلثوم بہت روئیں اور فرمایا کہ ای یزید وای ہو تجھپر خدا تیرا
منہ سیاہ کرے تونے دختران فاطمہ زہرا کو مثل نندیان ترک و روم کے
ہر شہر و دیار میں پھرایا اور امام حسین علیہ السلام کو ناحق قتل کیا ایسا
وہ ظلم عظیم ہی کہ جسکا کچھ عوض نہیں ہو سکتا ہی اور تو ہمیں عوض اُسکا
یہ مال دنیا دیتا ہی وَاللّٰهِ لَوْ کَانَ وَجْهُ الْاَرْضِ کُلُّهٗ ذَهَبًا وَفِضَّةً
لَمْ یَکُنْ عِوَضًا لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقَامَتِ الْقِیَامَةُ
وَتُنَادِیْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بَاکِیَةً قسم بخدائے عزّ وجل اگر تمام روے

زمین نقرہ و طلا ہو اور تو وہ سب خون بہا دے امام حسین علیہ السلام کا
تو ہرگز وہ عوض ان حضرت کے ایک قطرہ خون کا نہین ہو سکتا ہی اے
بیحیا جب بروز قیامت عرصۂ محشر مین جناب فاطمۂ زہرا بنت محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ گریان و نالان تشریف لائینگی اور اس حالت کرب مین
زیر عرش بر سر برہنہ ہونگی ؎

تعدّی علی ابنی بعد قهرٍ و قسرة	تقول یا عدل احکم بنی و بین من
وکم جال فیهم من سنانٍ و شفرة	اجالوا علیه بالصوارم و القنا

اور جناب اقدس الٰہی مین گویا اسطرح سے استغاثہ اور فریاد کرینگی کہ ای
مالک و عادل ای سید میرے حکم کر تو درمیان میرے اور ان ظالمون کے
کہ جن بیرحمون نے میرے نور نظر پارۂ جگر حسین پر ظلم کیا اور میرے فرزند کو
تیر اور نیزہ و شمشیر و سنگ سے قتل کیا اور اس مظلوم کو خنجر سے ذبح کیا
یا یزید فاستعد للجواب و انّٰی لک ذالک پس ای یزید اسوقت
جانب خداوند عادل سے تجھ سے اس خون ناحق کا سوال کیا جائیگا
پس تو آمادہ جواب ہو اور جواب اسکا تجھ سے کیا ہو سکے گا پس یہ سنکر
وہ ملعون سر جھکا کر رونے لگا لیکن یہ رونا اسکو اب کیا مفید ہوگا الا

لعنة اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و ہفتم

فی الکافی عن حنان بن سدیر عن ابیه انه قال قال لی ابو عبد
اللہ علیه السلام یا سدیر اتزور قبر الحسین علیه السلام

فِی الْجُمُعَۃِ خَمْسَ مَرَّاتٍ وَفِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَرَّۃً **کافی** مین حنان بن سدیر سے منقول ہی وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ کہا اُسنے فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای سدیر آیا تو پانچ مرتبہ روز جمعہ اور ایک بار ہر روز زیارت سے میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی مشرف ہوتا ہی قُلْتُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ جُعِلْتُ فِدَاکَ بَیْنَنَا وَبَیْنَہٗ فَرَاسِخُ کَثِیْرَۃٌ قَالَ اِصْعَدْ فَوْقَ سَطْحِکَ ثُمَّ تَلْتَفِتُ یَمْنَۃً وَیَسْرَۃً ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَکَ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ تَنْحُوْ نَحْوَ الْقَبْرِ وَتَقُوْلُ راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر مین نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہو جان میری آپ پر قبر اطہر اُن حضرت کی ہم لوگون سے بہت سے فرسخ دور ہی تو اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے کوٹھے پر جا اور چپ و راست نظر کر اور طرف قبر اقدس اُن حضرت کے متوجہ ہوکر کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یُکْتَبُ لَکَ لِکُلِّ زِیَارَۃٍ حَجَّۃٌ وَعُمْرَۃٌ حضرت فرماتے ہین کہ جب تو اسطرح سے زیارت بجالاویگا تو خداوند عالم بعوض ہر زیارت کے ثواب ایک حج و عمرہ کا تیرے نامۂ عمل مین لکھے گا وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ زُرْتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ اِلَّا فِی النَّارِ فَاُخْرِجُہٗ اور جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو مومن بعد میری شہادت کے میری قبر کی

زیارت کو آئیگا تو مین بروز قیامت ضرور اُس سے ملاقات کرونگا اگرچہ وہ
شخص کسی وجہ سے اُس روز داخل دوزخ بھی ہوگا تو مین اُسے نکالونگا
سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی زائر مظلوم کربلا کا اب تصور کیجیے کہ بعد شہادت
اُن حضرت کے اول زائر اُس قبر النور کا کون تھا وہ جابر بن عبد اللہ انصاری
علیہ الرحمہ تھے جو مدینہ سے مع جماعت بنی ہاشم آئے تھے اور اُسی روز بیمار کربلا
اسیر رنج وبلا امام زین العابدین علیہ السلام بعد رہائی قید شام کے مع
اہل بیت خیر الانام وارد صحراے کربلا ہوے کہ وہ بیسوین تاریخ ماہ صفر سنہ ۶۲
باسٹھ ہجری کی تھی جیسا کہ بعض مورخین نے لکھا ہی اور یہ جو مشہور ہی کہ اُسی
سال سنہ ۶۱ اکسٹھ ہجری مین بروز چہلم جس سال مظلوم کربلا شہید ہوے اہل بیت
اُن حضرت کے شام سے واپس آئے بعید معلوم ہوتا ہی کیونکہ آمد ورفت
بوجہ اسیری اختیاری نہ تھی کہ امام زین العابدین علیہ السلام تشریف
لاتے بلکہ وہ جناب تو مع اہل بیت بظلم وستم اور بجبر اشقیاے امت اسیر
ومقید تھے علاوہ اسکے کتاب روضہ مین لکھا ہی کہ کوفہ سے شام تک دو سو
بچاس فرسخ کی مسافت ہی جسکے سات سو بچاس میل شرعی ہوتے ہین
پس آمد ورفت کی مسافت پندرہ سو میل کوہستان مین اونٹھون پر دو آخر
محرم سے بیسوین صفر تک طی نہین ہوسکتی ہی اور یہ اکثر روایات لہوف
وبحار سے ثابت ہی کہ اہل بیت امام حسین علیہ السلام مدت تک زندان
شام مین مقید رہے یہانتک کہ بسبب دن کی دھوپ اور رات کی شبنم کے
پوست چہرہ ہاے نورانیہ کے متغیر ہوگئے تھے آخر بنا بر روایت علامہ زمخشری

بعد ایک سال کے اُن ستم رسیدون نے رہائی پائی فِی المُنتَخَبِ اَنَّہٗ لَمَّا نَدِمَ یَزِیدُ عَلٰی اَفعَالِہٖ فَاستَدعٰی بِحَرَمِ رَسُولِ اللّٰہِ ص وَقَالَ لَھُم یَا اَھلَ بَیتِ الرِّسَالَۃِ اَیُّمَا اَحَبُّ اِلَیکُنَّ اَلمَقَامُ فِی الشَّامِ اَوِ الرُّجُوعُ اِلَی المَدِینَۃِ چنانچہ منتخب مین جو مشہور بہ بیاض فخری ہی فخرالدین بن طریح نجفی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہین کہ جب یزید ملعون اپنے افعال سے نادم و پشیمان ہوا اُسوقت اہل بیت رسالت کو طلب کیا اور اُنسے بہت سے عذر تقصیرات اپنے بیان کیے اور یہ عرض کی کہ اے اہل بیت رسالت آپکو اس شہر شام مین رہنا قبول ہی یا اپنے وطن مدینہ منورہ کو جانا منظور ہی فَقُلنَ النِّسَاءُ یَا یَزِیدُ نَحنُ نُحِبُّ زِیَارَۃَ رَوضَۃِ جَدِّنَا رَسُولِ اللّٰہِ فَقَالَ لِعَلِیٍّ ع اُذکُر حَاجَاتِکَ پس اہل بیت اطہار نے فرمایا کہ اے یزید ہمین مدت مدید گذری ہی کہ زیارت روضۂ جد امجد جناب رسول خدا سے محروم ہین اب ہم مشتاق زیارت اُس جناب کے ہین یہ سنکر یزید نے بیمار کربلا سے عرض کی یا علی جو کچھ حاجت آپکو در پیش ہو تو اُسے بیان کیجیے کہ مین بجالاؤن فَقَالَ عَلَیہِ ع یَا یَزِیدُ لَیسَ لِی اِلَیکَ حَاجَۃٌ اِلَّا اَن تُرِیَنِی وَجہَ سَیِّدِی الحُسَینِ ع فَاُوَدِّعَہٗ وَاَن تَرُدَّ عَلَینَا مَا نُھِبَ مِنَّا پس یہ سنکر جناب سید الساجدین ع نے فرمایا کہ اے یزید مجھے کوئی حاجت دنیا طرف تیرے نہین ہی مگر اتنا چاہتا ہون کہ سر اقدس میرے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام کا مجھے دے کہ تا اُس چہرۂ پر نور کی زیارت سے مشرف ہون اور حضرت سے

رخصت ہوتوں اور اگر تجھ سے ہوسکے تو جو اسباب ہمارا تیری فوج نے
لوٹا ہے وہ ہمیں اُنسے دلا دے وَاِنْ عَزَمْتَ عَلٰی قَتْلِیْ فَوَجِّہْ مَعَ
هٰؤُلَاءِ النِّسْوَةِ مَنْ يَرُدُّهُنَّ اِلٰی حَرَمِ جَدِّهِنَّ اور اگر تجھے قتل کرنا
میرا بھی منظور ہے تو کسی شخص امین کو ہمراہ ان مخدرات عصمت کے کر
کہ تا وہ ان سب عورات کو روضۂ رسول خدا پر با حتیاط پہونچا دے
فَقَالَ يَا عَلِيُّ لَمَّا وَجْهُ اَبِيْكَ فَلَنْ تَرَاهُ اَبَدًا وَاَمَّا قَتْلُكَ فَقَدْ
عَفَوْتُ عَنْكَ فَلَا يَسِيْرُ مَعَهُنَّ غَيْرُكَ وَاَمَّا مَا اُخِذَ مِنْكُمْ
فَاَنَا اُعَوِّضُكُمْ عَنْهُ یہ سنکر یزید نے جواب دیا کہ یا علی سر آپکے باپ کا آپکو
ہرگز نہ ملے گا مگر قتل سے تمہارے میں دست بردار ہوں اب سوائے تمہارے
کوئی ایسا امین نہیں ہے کہ ان عورات کو مدینۂ منورہ میں پہونچائے اور
جو کچھ کہ آپنے واسطے اپنے اسباب کے فرمایا ہے اب پھرنا اُسکا ممکن نہیں ہے
لیکن جسقدر کہ اسباب آپکا لٹ گیا ہے عوض اُسکے مجھسے مال جسقدر
چاہیے لیجیے فَقَالَ عَلِيٌّ يَا يَزِيْدُ اَمَّا مَالُكَ فَهُوَ مُوَفَّرٌ عَلَيْكَ وَاِنَّمَا
طَلَبْتُ مَا اُخِذَ مِنَّا لِاَنَّ فِيْهِ مِغْزَلَ جَدَّتِيْ وَمِقْنَعَهَا وَقِلَادَتَهَا
وَقَمِيْصَهَا حضرت نے فرمایا کہ ای یزید مال تیرا تیرے ہی لیے وافر ہے
اُسکی طرف ہمکو حاجت نہیں ہے اور میں نے اسباب اپنا اسلیے طلب کیا ہے
کہ اُسمیں چند تبرکات ہیں میرے بزرگوں کے چنانچہ اُسمیں میری جدہ
ماجدہ جناب فاطمہ زہرا کا ایک مغزل اور مقنعہ اور گلوبند اور
پیراہن ہے فَاَمَرَ اللَّعِيْنُ بِرَدِّ ذٰلِكَ وَزَادَ عَلَيْهِ مِاَتَيْ دِيْنَارٍ

فَاَخَذَهَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَفَرَّقَهَا عَلَی الْمَسَاکِیْنِ آخرکار اُس لعین نے
کچھ اسباب لٹا ہوا ان حضرت کو منگا دیا اور سوائے اُسکے دو سو دینار
بھی حاضر کیے راوی کہتا ہے کہ حضرت نے پھیرنا اُنکا مصلحت نہ جانا انھیں
قبول کیا لیکن اُسیوقت فقرا و مساکین پر تقسیم فرمائے فَاَمَرَ اللَّعِیْنُ
بِرَدِّهِمْ اِلٰی اَوْطَانِهِمْ فَسَارَ الْقَاعِدُ مَعَهُمْ اِلٰی اَرْضِ کَرْبَلَا
فَوَصَلُوْا اِلٰی مَصَارِعِ الشُّهَدَآءِ وَکَانَ ذٰلِکَ فِیْ عِشْرِیْنَ مِنْ صَفَرٍ
بعد اُسکے اُس ملعون نے نعمان بن بشیر کو کہ وہ دوستدار خاندان رسالت
سے تھا ہمراہ اہل بیت اطہار کے کرکے روانۂ مدینۂ منورہ کیا اُسنے بکمال
حفظ و احتیاط طی منازل کرتے ہوئے اُس قافلہ کو پہلے زمین کربلا پر
پہونچایا کہ وہ تاریخ بیسویں ماہ صفر کی تھی وَفِی اللُّهُوْفِ وَغَیْرِهٖ
لَمَّا رَجَعَ نِسَاءُ الْحُسَیْنِ وَعِیَالُهٗ مِنَ الشَّامِ وَبَلَغُوا الْعِرَاقَ
قَالُوْا لِلدَّلِیْلِ مُرَّبِنَا عَلٰی طَرِیْقِ کَرْبَلَا فَوَصَلُوْا اِلٰی مَوْضِعِ الْمَصْرَعِ
اور لہوف وغیرہ میں یوں منقول ہے کہ جب اہل حرم اور عیال امام
حسین علیہ السلام نے قید شام سے رہائی پاکر مراجعت فرمائی اور طی منازل
کرتے ہوئے ملک عراق میں پہونچے اُسوقت نعمان بن بشیر سے فرمایا
کہ تو ہمکو کربلا کیطرف لیچل پس بموجب ارشاد کے اُسنے بمقتل شہدا میں
پہونچایا فَوَجَدُوْا هُنَالِکَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ وَجَمَاعَةً
مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ قَدْ اَتَوْا فِیْ وَقْتٍ وَاحِدٍ فَاَخَذُوْا بِالنِّیَاحِ
وَالْبُکَاءِ عَلَی الشُّهَدَآءِ جب بیمار کربلا مع اہل حرم کے اُس صحرا میں

پہونچے تو وہان جابر بن عبداللہ انصاری کو کہ اصحاب کبار رسول مختار
سے تھے پایا اور وہ ساتھ جماعت بنی ہاشم کے واسطے زیارت قبر مطہر جناب
سید الشہدا کے مدینۂ منورہ سے آئے تھے پس ایک ہی وقت دونون قافلہ
باہم ملے اور بنا بر تعزیت کے اُسیوقت سبکے سب خدمت باسعادت
بیمار کربلا مین حاضر ہوئے اور ہمراہ اہل بیت اطہار کے نوحہ وبکا کرتے ہوئے
مقتل شہدا پر پہونچے راوی کہتا ہے کہ اُسوقت شور گریہ وبکائے اہل بیت
طاہرین اور نوحہ و ماتم زائرین سے اُس صحرا مین گویا قیامت بپا تھی
اور ہر طرف سے صدا واحُسیناہُ واسیداہُ کی بلند تھی اَمّا زینبُ
بِنتُ اَمیرِ المُؤمنینَ لَمّا رَاَتْ قَبرَ اَخیھَا الحُسینِ اِنکَبَّتْ عَلَیہِ
وَبَکَتْ حَتّٰی غُشِیَ عَلَیھَا وَکَذَا النِّسَاءُ یَبکِینَ بُکَاءَ الثَّوَاکِلِ
لیکن جب جناب زینب دختر امیر المومنین علیہ السلام نے قبر مطہر کو
اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کی دیکھا دیکھتے ہی ہاتھ پھیلا کر قبر سے
لپٹ گئین اور اسقدر روئین کہ غش آگیا اور اسیطرح سب اہل حرم
گرد قبر مطہر کے حلقہ کرکے زار زار روئے اور اس شدت سے گریہ و
بکا کیا کہ جیسے جوان فرزند کے غم مین کوئی عورت روتی ہے اور بین
کرتی ہے وَاجتَمَعَتْ نِسَاءُ بَنِی اَسَدٍ مِنَ الغَاضِرِیَّةِ وَنِسَاءُ
ذٰلِکَ السَّوَادِ وَاَقَمْنَ المَاتَمَ المُقرِحَةَ لِلاَکبَادِ ثَلٰثَةَ اَیّامٍ
اَوْ سَبْعَةَ اَیّامٍ پس جب وہ شور گریہ وبکا بنی اسد اہل غاضریہ
ونینوا نے سنا تو سب عورات روتی پیٹتین شریک ماتم وعزائے

جناب سید الشہدا ہیں اور تین شبانہ روز اور بروایتے سات شبانہ روز
مقتل شہدا پر ماتم بپا رہا کیونکہ مومنین عورات بنی اسد نے جناب
زینب و ام کلثوم کو کس کس عزیز کا پرسا دیا ہوگا کیونکہ روز عاشورا
اٹھارہ بزرگوار بنی ہاشم شہید ہوئے تھے فَقَالَ نُعْمَانُ بْنُ بَشِیْر
لِعَلِیٍّ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَوْ رَاَیْتَ رَحْلَنَا مِنْ ھُنَا فَاِنَّہٗ غَیْرُ
مَامُوْنٍ پس جب کئی روز اس صحرا میں گذر چکے اسوقت نعمان بن بشیر نے
خدمت باسعادت جناب سید الساجدین میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ
الحمد للہ کئی روز آپکو اس صحرا میں بخیر گذرے چونکہ یہ جگہ خوف کی ہے
اور مجھے آپکے دشمنوں سے اطمینان نہیں ہے اگر حضرت ارشاد فرمائیں
تو یہاں سے کوچ کریں فَرَضِیَ عَلَی الرَّحِیْلِ وَ وَدَّعَ قَبْرَ
سَیِّدِ الشُّھَدَآءِ وَ قُبُوْرَ الْاَقْرِبَآءِ بِالنِّیَاحِ وَ الْبُکَآءِ پس یہ سنکر
امام زین العابدین علیہ السلام نے التماس بشیر کو قبول فرمایا اور
بموجب روایت منتخب کے بیسویں یا تئیسویں ماہ صفر کو طرف
مدینہ منورہ کے روانہ ہوئے اور قبر جناب سید الشہدا اور قبور اقربا سے
بکمال حسرت و یاس وداع ہوئے اور اسیطرح سب اہل بیت
بزار و زاری مزار اقربا سے رخصت ہوئے اَمَّا زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ ع وَھِیَ لَا تَرْقٰی دَمْعَتُھَا وَ تَنْدُبُ عَلٰی اَخِیْھَا وَ کُلَّمَا
یُسَلِّیْھَا اَحَدٌ یَزْدَادُ نَحِیْبُھَا وَ بُکَآءُھَا لیکن جناب زینب دختر
امیر المومنین کا یہ حال تھا کہ کسیطرح قبر مطہر امام حسین سے جدا ہونی تغیرا

اشک چشم انور سے مثل ابر بہار کے متصل جاری تھے اور جگر اقدس آتش غم والم سے بریان تھا اور جسقدر کوئی اُن معظمہ کو سمجھاتا تھا تو اور رنج والم اُنکا زیادہ ہوتا تھا پس جب جناب سید الساجدینؑ نے بہت سا سمجھایا چونکہ اطاعت امام زمان کی ہر فرد بشر پر واجب ہے لاچار چلنے پر آمادہ ہوئیں اور وقت رخصت کے قبر مطہر امام حسین علیہ السلام سے لپٹ کر یہ بین کرتی تھیں اور روتی تھیں ؎

دخلنا یا اخی بالرغم منا　　الا فانظر الی ما حل فینا
الا یا کربلا اودعت جسما　　بلا غسل ولا کفن دفینا

آگاہ ہو اے بھائی کہ یہ بین ستمدیدہ چاہتی ہے کہ تا زیست اپنی اس قبر مطہر سے جدا نہوں اور ہمیشہ مجاور اس مزار کی رہوں لیکن کیا کروں کہ بنا چاری اس قبر انور کو چھوڑتی ہوں اور آپکو اس صحرا میں چھوڑ کے مدینہ جاتی ہوں بعد اسکے وہ معظمہ متوجہ طرف زمین کربلا کے ہوئیں اور فرمایا کہ اے ارض کربلا خبردار رہنا اس جسم اطہر شہید راہ خدا سے کہ جو بے غسل و کفن تجھ میں دفن ہوا ہے ؎

الا یا کربلا اودعت نورا　　لباری الخلق طرا اجمعینا
الا یا کربلا اودعت کنزا　　وذخر القاصدین الزائرینا
ودعنا فیک فلذا من علی　　ومن زہرا وسبت العالمینا

اور اے ارض کربلا میں تجھے بطور امانت سونپتی ہوں اُس نور خدا کو کہ جو باعث ظاہر ہونے اور تحصیل سعادت دنیا و آخرت ہی واسطے

اُن سب لوگون سے کہ جو زیارت کو اس نور کے آئینگے آگاہ ہوا ای زمین
کربلا مین امانت سونپتی ہون اُس عالم علوم ربانی کو کہ جو مخزن اسرار
وحکمت الٰہی ہی اور ای زمین کربلا سپرد کرتی ہون مین تجھے پارۂ جگر علی مرتضے
اور ناز پروردۂ فاطمہ زہرا کو جو بہترین عورات عالم ہین فبکت
وسارت باكية الى المدينة بعد اسکے قبر اطہر امام حسین علیہ السلام کے
ملکر بہت روئین اور ناچار گریان ونالان ہمراہ اہل حرم کے طرف
مدینۂ منورہ کے روانہ ہوئین اور صاحب تحریق القلوب علیہ الرحمہ
سکینہ خاتون یتیمۂ مظلوم کربلا کے حال مین یون لکھتے ہین کہ اسوقت
اُس یتیمہ نے اپنے تئین قبر انور پر اپنے پدر مظلوم کے گرا دیا اور قبر سے
لپٹ کر زار زار روتی تھین اور بین کرتی تھین ای پدر بزرگوار کیا
سبب ہی کہ آپنے ہم سے کنارہ کشی اختیار کی ای پدر نامدار کیا باعث ہی
کہ آپکا دل اپنے اہلبیت کی محبت سے سیر ہو گیا ای پدر مظلوم آپکو تو
سوا میرے ایک دم قرار نہ تھا اب کیا وجہ ہی کہ آپنے تنہائی اختیار کی
ای بابا کیا آپکو نہین خبر ہی کہ بعد آپکے ہمپر کیا کیا ظلم وستم ہوئے آہ آہ جبکہ
آپ شہید ہوئے تو ہم سب اہلبیت آپکے اسیر و مقید ہوئے اور اہل کوفہ
وشام نے آپ کے ماتم سے منع کیا اور بے نقاب شتران بے پردہ پر
سوار کر کے بازار شام مین لیے پھرے اور ہر شہر و دیار مین اشقیا
ہماری جانب نظر کرتے تھے ای بابا اب ہم مدینہ جاتے ہین ہائے افسوس
آپ اس صحرا مین آرام کرتے ہین راوی کہتا ہی کہ یہ بین اُس یتیمہ کے

سنکر شور گریہ وبکا بلند ہوا اور سب زار زار رونے لگے پس اہل حرم نے اُسے
تسلی و دلاسا دیا اور ہمراہ لیکر روانہ مدینہ ہوئے آہ مومنین اُس وقت
یاد آگیا وہ روز کہ جس روز جناب سکینہ لاش پدر سے لپٹ کے زار زار
روتی تھین اور بین کرتی تھین افسوس ہزار افسوس اُسوقت چند اعراب
سنگدل جمع ہوئے کہ سرگروہ اُنکا شمر لعین تھا اب کس زبان سے بیان
کرون کہ اُس شقی نے کس ظلم وستم سے لاش پدر سے جدا کیا اور رونے بھی
نہ دیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و ہشتم

فِي الْبِحَارِ وَغَيْرِهِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ ذُكِرْنَا عِنْدَهُ
فَبَكَى لِمُصَابِنَا وَلِمَا أَصَابَنَا مِنْ نُوَبِ الدَّهْرِ غَفَرَ اللهُ ذُنُوبَهُ وَلَوْ
كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ بحار الانوار وغیرہ مین جناب صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن سُنے ہمارے
مصائب کو اور روئے اُن جور وستم پر کہ جو گردش زمانہ غدار سے ہم اہل بیت
رسول مختار کو پہونچے ہین تو خداوند غفار تمام گناہ اُسکے بخشے گا اگرچہ گناہ
اُسکے مثل کف دریا کے ہون پس حضرات گریہ وبکا کیجیے مصائب پر
ذریت وعترت جناب رسول خدا کے کہ یہ وسیلہ اعظم نجات آخرت کا ہے
اور تصور کیجیے اُن حضرات کی مصیبت کو کہ کس بیکسی اور غربت ومسافرت
مین مبتلا تھے اللہ اکبر کہان مدینہ اور کہان شام یہ مسافت کس مصیبت سے
طے ہوئی ہوگی فِي الْمَنَاقِبِ وَغَيْرِهِ قَالَ بَشِيرُ بْنُ جَذْلَمٍ فَلَمَّا قَرُبْنَا

مِنَ الْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَحَطَّ رَحْلَهٗ وَضَرَبَ فُسْطَاطَهٗ وَاَنْزَلَ نِسَائَهٗ چنانچہ مناقب وغیرہ میں بشیر بن جذلم شاعر سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ جب ہم اہل قافلہ کربلا سے بعد طی منازل قریب شہر مدینہ کے پہونچے تو اسوقت امام زین العابدین علیہ السلام نے بیرون شہر قریب فدک کے مقام کیا اور خیمے بپا کیے اور اہل بیت کو اُتروایا فَقَالَ لِیْ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَاكَ لَقَدْ كَانَ شَاعِرًا فَهَلْ تَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ مِنْهُ قُلْتُ بَلٰى پس مجھ سے فرمایا کہ ای بشیر خدا وند عالم رحمت اپنی نازل کرے تیرے باپ پر کہ وہ مرد شاعر تھا آیا تجھے بھی فن شعر میں دخل ہی میں نے عرض کی کہ یابن رسول اللہ میں بھی شعر کہتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ ای بشیر مدینہ میں جا کر اہل شہر کو شہادت امام حسین علیہ السلام اور ہمارے ورود سے آگاہ کر بشیر کہتا ہی کہ موافق حکم اُن حضرت کے میں سوار ہو کر داخل مدینہ ہوا اور مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں آواز بلند یہ کہا ؎

يَا اَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ بِهَا	قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَاَدْمُعِيْ مِدْرَارٌ

ای اہل یثرب اب یہ شہر قابل سکونت کے نہیں رہا اسلیے کہ رئیس اور مالک انکا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ مع اصحاب واقربا بظلم وستم اعدا زمین کربلا پر تشنہ لب مثل گوسفند قربانی ذبح ہوے ؎

اَلْجِسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءَ مُضَرَّجٌ	وَالرَّاْسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاةِ يُدَارُ

آہ جسم اطہر فرزند سید البشر کا جو لباس جنت سے آراستہ ہوتا تھا اور

آغوش جناب رسول خدا اور فاطمہ زہرا میں پلا تھا خاک و خون آلودہ ریگ گرم کربلا پر حرارت آفتاب میں کئی دن تک بے غسل و کفن پڑا رہا اور سر انور اُس مظلوم کا نوک نیزہ طویل پر رکھا گیا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور اہل بیت اُن حضرت کے بعد رہائی کے اب بیرون مدینہ وارد ہوئے ہیں راوی کہتا ہے کہ یہ آواز سنکر تمام مرد و زن اہل مدینہ خصوصاً ہاشم روتے ہوئے خدمت بابرکت امام زین العابدین علیہ السلام میں حاضر ہوئے اُسوقت شور گریہ و بکا سے گویا قیامت بپا تھی پس حضرت نے اشارہ سے حکم سکوت فرمایا بعد اُسکے خطبہ پڑھا اور سبکو شہادت امام حسین علیہ السلام اور حال اسیری اہل بیت سے مطلع کیا بعد اُسکے ہمراہ قافلہ اہل بیت مع اہل شہر کے روتے ہوئے طرف شہر کے روانہ ہوئے آہ جب نظر جناب اُم کلثوم کی مکانات شہر پر پڑی تو اُسوقت اُس مظلومہ نے طرف مدینہ منورہ کے مخاطب ہوکے یہ نوحہ جگر خراش پڑھا جیسا کہ صاحب بحار الانوار لکھتے ہیں منجملہ اُسکے چند شعر یہ ہیں ؎

مَدِینَۃَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِینَا	فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
خَرَجْنَ مِنْکِ بِالْاَھْلِینَ جَمْعًا	رَجَعْنَا لَا رِجَالَ وَلَا بَنِینَا

اے شہر ہمارے نانا کے آج ہمارے آنے کو اپنے میں قبول نہ کر کہ ہم تجھ میں بحسرت و یاس آتے ہیں جائے انصاف ہے کہ کیونکر گوارا ہو ہمیں اپنا داخل ہونا شہر میں کہ ایک دن وہ تھا کہ ہم مع اقربا تجھ سے رخصت ہوکر گئے تھے اور آج اس بیکسی سے تجھ میں داخل ہوتے ہیں کہ ہمارے

مردان اہل بیت اور اولاد سے کوئی ہمارے ساتھ نہیں ہے ۵

وكنا في الخروج بجمع شمل — رجعنا حاسرين مسلبينا

وان رجالنا بالطف صرعى — بلا راس وقد ذبحوا البنينا

اور ہم وقت روانگی کے باجمعیت و شادمان تھے اب ہم وقت واپسی کے بے نقاب اور بے مقنعہ و چادر اسیر بلا ہیں اور ہمارے مرد صحرائے کربلا میں خاک و خون میں بے سر غلطان کیے گئے اور اعدا نے ہمارے بچوں کو بھی ذبح کیا ۵

ومولانا الحسين لنا انيس — رجعنا والحسين به رهينا

الا اخبر رسول الله عنا — بانا قد فجعنا في اخينا

اور اے مدینہ کیونکر پسند ہو ہمیں آج تجھ میں اپنا آنا کہ جس روز ہم یہاں سے چلے تھے تو عون و محمد اور جعفر اور فضل بن علی اور عبداللہ اور محمد اصغر اور علی اصغر اور قاسم و علی اکبر شبیہ پیغمبر اور محمد بن جعفر طیار اور عباس ماہ بنی ہاشم اور امام حسین جیسا آقا ہمارے ساتھ تھے اور آج اس بیکسی اور تنہائی سے ہم پھر کر آئے ہیں کہ کوئی ان اٹھارہ بنی ہاشم سے ہمارے ساتھ نہیں ہے آہ آہ وہ سب کے سب صحرائے کربلا میں مثل گوسفندان قربانی روز عاشورا تشنہ لب ذبح ہو گئے اور ان سب کو اس صحرا میں تنہا چھوڑ کر ہم چند بیوہ پھر کر آئی ہیں اور اے شہر ہمارے نانا کے ہمارے جد بزرگوار کو خبر کر دے کہ یا رسول اللہ تو نواسیاں آگئی ماتم میں اپنے بھائی کے روتی ہوئیں شہر میں داخل ہوتی ہیں ۵

وقد ذبحوا الحسین ولم یراعوا	جنابک یا رسول اللہ فینا
ورهطک یا رسول اللہ اضحوا	عراة بالطفوف مسلبینا

اور ای مدینہ خبر دے ہمارے نانا رسول خدا کو کہ آپکی امت جفا کار نے آپکے فرزند دلبند امام حسین کو قتل کیا اور مطلق آپکا پاس ولحاظ ہمارے بارہ مین نہ کیا اور دختران فاطمہ زہرا کو بے نقاب اور بے مقنعہ وچادر روز روشن شہر بشہر اور بیابانون مین پھرایا اور کسی نے رعایت آپکی نہ کی

فلو نظرت عیونک للاساری	علی اقتاب الجمال محملینا
رسول اللہ بعد الصون صارت	عیون الناس ناظرة الینا

یا رسول اللہ کاش دیکھتے آپ اپنی نواسیون کو کہ وہ مخدرات عصمت کہ جنکے گھر سے رواج پردہ داری کا عالم مین جاری ہوا وہ سب ستم رسیدہ شتران بے کجاوہ وعماری پر کہ جنپر بجز پالان کے کچھ فرش وپردہ نہ تھا مثل بندیان ترک وروم کے بلوائے عام مین پھرائی جاتی تھین کہ نامحرم ہمکو دیکھتے تھے

افاطم لو نظرت الی الحیاری	ولو ابصرت زین العابدینا
افاطم لو رأیتنا سهاری	ومن سهر اللیالی قد عمینا

پس بعد اسکے وہ مخدومہ متوجہ ہوئین طرف روضہ جناب فاطمہ زہرا کے اور رو کر عرض کی کہ ای مادر گرامی ہم سوا آپکے کس سے فریاد وشکایت کرین اپنی مصیبت کی کہ جو ہم بیکسیون پر بعد شہادت امام حسین کے گذری ہی کاش آپ دیکھتین کہ ہمین کس مذلت سے اونٹونپر

سوار کیا تھا اور زین العابدین کو کہ نہایت ہی ناتوان اور بیمار تھے انھین
طوق و زنجیر مین مقید کرکے پھراتے تھے اور ہمین اُس تمام مدت قید مین
اُن بیرحمون نے ایک دم بھر سونے نہ دیا بیان تک کہ شب و روز کے
جاگنے سے بینائی مین ہماری فرق ہوا ہے

فبعدھم علی الدنیا تراب	فکاس الموت فیھو قد سقینا

پس بعد اس ذلت اور قتل ہونے ایسے عزیزون کے اب خاک ہی اس
دنیا اور زندگی دنیا پر اور جبتک کہ ہم زندہ رہینگے زندگی ہماری بدتر
از جام ہاے موت اور تلخ و ناگوار ہے

افاطم لو نظرت الی السبایا	بناتک فی البلاد مشتتینا
فلو دامت حیوتک لم تزالی	الی یوم القیمۃ تندبینا

اے مادر گرامی فاطمہ زہراؑ اگر آپ دیکھتین اپنی بیٹیون کو کہ کسطرح اسیر
ہوکر شہر و دیارون مین متفرق و پریشان تھین پس اگر آپکی حیات دار
دنیا مین دوامی ہوتی تو ہمیشہ تا قیامت ہمارے اُس حال زار کو یاد
کرکے نوحہ و بکا کیا کرتین ہے

وزینب اخرجوھا من خباھا	وفاطم والہ تبدی الانینا
سکینہ تشتکی من حر وجد	تنادی الغوث رب العالمینا

اور اے امان جان آپکی پوتیون کا کیا حال بیان کرون آہ آہ زینب
دختر برادر مظلوم کو اعدائے ظلم و ستم خیمہ سے باہر نکالا اور فاطمہ کبریٰ
حیران تھین اور نالہ و فریاد کرتی تھین اور سکینہ شدت حرارت و تشنگی کی

شکایت کرتی تھین اور فریاد و سوزش قلب کی اپنے فریادرس پروردگار سے
کرتی تھین آہ مومنین اس مصیبت کے بیان سے اسوقت روح جناب
فاطمہ زہرا کو کیا صدمہ ہوا ہوگا اغلب کہ روضۂ انور کو تزلزل ہوا ہوگا
اور وہ معظمہ بیچین ہوگئی ہونگی خصوصاً جب جناب زینب و ام کلثوم نوحہ
و بین کرتی ہوئین داخل روضۂ انور ہوئین اسوقت شور گریہ و بکا سے
گویا قیامت بپا تھی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس بست و نہم

فِی البِحَارِ عَنْ زُرَارَةَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوعَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
یَا زُرَارَةُ اِنَّ السَّمَاءَ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ
بحار الانوار مین زرارہ سے منقول ہی کہ کہا اسنے فرمایا مجھسے جناب
صادق علیہ السلام نے ای زرارہ تحقیق کہ آسمان رویا مصیبت مین
امام حسین علیہ السلام کی چالیس روز تک بخون وَاِنَّ الْاَرْضَ بَکَتْ
اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ وَاِنَّ الشَّمْسَ بَکَتْ عَلَیْہِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا
بِالْکُسُوْفِ وَالْحُمْرَةِ وَاِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَاِنَّ الْبِحَارَ تَفَجَّرَتْ
وَاِنَّ الْمَلَائِکَةَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اور ای زرارہ تحقیق کہ زمین روئی اس امام مظلوم پر چالیس روز
بسیاہی اور آفتاب رویا اس جناب پر چالیس روز تک ساتھ
کسوف و سرخی کے یعنے چالیس روز تک آفتاب کو گہن رہا اور جب
نکلتا تھا تو نہایت سرخ نکلتا تھا اور پہاڑ اس غم مین ٹکڑے ٹکڑے ہوے

اور دریا جوش وخروش مین آئے اور فرشتے روئے امام حسین علیہ السلام پر چالیس روز تک وَمَا اخْتَضَبَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ وَلَا ادَّهَنَتْ وَلَا رَجَّلَتْ وَلَا اکْتَحَلَتْ حَتّٰی اَتَانَا رَاْسُ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ فَمَا زِلْنَا فِیْ عَبْرَةٍ بَعْدَهٗ اور رای زرارہ جسوقت سے کہ جد مظلوم میرے شہید ہو اُسی روز سے کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے نہ خضاب کیا نہ سنگھار کیا لگائی اور نہ سر مین تیل ڈالا نہ کنگھی کی اور نہ آنکھون مین سرمہ لگایا جبتک سر عبید اللہ بن زیاد کا لشکر ہمارے پاس نہ آیا اور رای زرارہ ہم سب اہل بیت رسالت تو ہمیشہ رویا کرتے ہین غم مین اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کے اللہ اکبر مومنین تصور کیجیے کہ شہادت مظلوم کربلا کی پانچ یا چھ برس کے بعد زمانہ مختار علیہ الرحمہ مین ابن زیاد لعین داخل جہنم ہوا وہی اُسوقت تک اور بنی ہاشم کا یہ حال تھا جیسا کہ سُنا آپنے اور اہل بیت رسالت تو ہمیشہ گریہ وبکا کرتے تھے پس آپکو بھی لازم وسزاوار ہے کہ تمام عمر رویا کیجیے مصیبت پر امام حسین کی خاصةً ایام اربعین مین کہ تمام مخلوقات از آسمان تا زمین اور فرشتہائے مقربین ان ایام مین روئے اور روتے ہین اور تصور کیجیے کہ جب اہل بیت ان حضرت کے بعد رہائی قید شام کے وارد مدینہ ہوئے تو اُسوقت اُنکے دل پر کیا صدمہ ہوا ہوگا روی الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَصَاحِبُ الْمَنَاقِبِ اَنَّ یَزِیْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ لَمَّا نَدِمَ عَلٰی اَفْعَالِهٖ عَرَضَ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِ سَیِّدِ الْاَنَامِ الْمُقَامَ بِدِمَشْقَ چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ اور صاحب

مناقب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب یزید لعین اپنے افعال سے نادم ہوا
تو اسوقت اہل بیت رسالت کو اپنے سامنے طلب کیا اور عرض کی کہ ای
اہل بیت رسول مختار مین امیدوار ہون کہ قصور میرا معاف ہو اور آپ
دمشق مین تشریف رکھین کہ یہان آپکو تکلیف نہوگی فَاَبَوا عَنْهُ وَقَالُوا
یَا یَزِیدُ بَلْ رُدَّنَا اِلَی مُهَاجِرِ جَدِّنَا فَقَالَ لِنُعْمَانِ بْنِ بَشِیرٍ صَاحِبِ
رَسُولِ اللهِ جَهِّزْ هٰؤُلَاءِ بِمَا یُصْلِحُهُمْ وَابْعَثْ مَعَهُمْ خَیْلًا وَ
اَعْوَانًا پس یہ سنکر سب اہل حرم روئے اور فرمایا کہ ای یزید مین یہان رہنا
قبول نہین ہے بلکہ ہم مشتاق زیارت روضہ اقدس رسول خدا کے ہین
ہمین مدینہ مین پہونچوا دے پس یہ سنکر یزید نے نعمان بن بشیر کو کہ وہ
اصحاب رسول خدا سے تہا حکم دیا کہ جو اسباب اور سامان سفر واسطے
اہل بیت رسالت کے ضرور ہو وہ مہیا کرا اور بہت سے سوار واسطے
حفاظت اہل حرم کے اپنے ہمراہ نے اور انکو بکمال حفظ و احتیاط مدینہ
منورہ مین پہونچا دے ثُمَّ دَعَا بِعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ وَقَالَ لَهُ یَا عَلِیُّ
لَعَنَ اللهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ اَمَا وَاللهِ لَوْ كُنْتُ صَاحِبَهُ مَا سَأَلَنِی
خُلَّةً اِلَّا اَعْطَیْتُهَا اِیَّاهُ وَلَدَفَعْتُ عَنْهُ الْحَتْفَ بِكُلِّ مَا قَدَرْتُ
عَلَیْهِ وَلَوْ بِهَلَاكِ بَعْضِ وُلْدِی اور بعد اسکے جناب سید الساجدین
اپنے قریب بلایا اور اس مکار نے عرض کی کہ یا علی خدا لعنت ونفرین
کرے ابن مرجانہ پر کہ اس ملعون نے آپکے باپ کو ناحق قتل کیا قسم خدا
کی اگر مین ان حضرت کے قریب ہوتا تو جو کچھ کہ وہ جناب مجھ سے طلب

میں تو بقدر امکان وہی حاضر کرتا اور کسیطرح ان حضرت کو قتل ہونے دیتا اگرچہ کوئی میری اولاد سے بھی قتل ہو جاتا وَلٰكِنْ قَضَى اللّٰهُ مَا اَبَتْ فَكَانَتْ وَاِنَّهٗ اِلٰى كُلِّ حَاجَةٍ تَكُوْنُ لَكَ فَسَارُوْا وَكَانَ مَعَهُمْ نُعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ اَمَامَهُمْ فَاِذَا نَزَلُوْا تَنَحّٰى عَنْهُمْ وَتَفَرَّقَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ كَهَيْئَةِ الْحَرَسِ لیکن جو امر کہ مقدر تھا وہ ہوا اب بجز حسرت و افسوس کے کیا ہو سکتا ہی اب آپ مع اہل حرم کے مدینہ تشریف فرما ہوں لیکن امیدوار ہوں کہ آپ رسم خط و کتابت مجھ سے رکھیے گا اور جو کوئی ضرورت آپکو درپیش ہو تو مجھے اُس سے مطلع کیجیے گا کہ میں اُسے بجالاؤنگا پس یہ عذر کرکے حضرت کو رخصت کیا جب روانۂ مدینۂ منورہ ہوئے تو نعمان بن بشیر بہت سے سوار اپنے ہمراہ لیکر آگے آگے اہل بیت کے ہوا اور جسوقت کسی جگہ اہل حرم ٹھہرتے تھے تو وہ سب سوار دُور دُور بطور پاسبانوں کے متفرق ہو جاتے تھے اور جو کچھ ضرورت اہل بیت کسیکو درپیش ہوتی تھی اُسے بطور خدمتگاروں کے بجالاتے تھے قَالَ حَرْثُ بْنُ كَعْبٍ قَالَتْ لِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ عَلِيٍّ قُلْتُ لِاُخْتِيْ قَدْ وَجَبَ عَلَيْنَا حَقُّ هٰذَا الْقَاصِدِ فَهَلْ لَكِ اَنْ نَصِلَهٗ چنانچہ حرث بن کعب سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ فرمایا مجھ سے جناب فاطمہ دختر امیر المؤمنین علیہ السلام یا بنا بر روایت صاحب محرق القلوب جناب ام کلثوم نے کہ جب میں نے حال خدمتگذاری نعمان بن بشیر کا بہ نسبت ہم اہل بیت کے دیکھا تو اپنی بہن زینب خاتون سے عرض کی

کرائی ہین اس شخص نے راہ مین کوئی دقیقہ ہماری اطاعت کا فروگذاشت
نہین کیا ہی پس اگر آپ کچھ حق خدمت اسنے عنایت فرمائین تو نہایت ہی
مناسب ہی فقالت لی اختی زینب واللہ ما لنا ان نصلہ بہ الا حلیتنا
فاخذتھا فبعثنا الیہ واعتذرنا من قلتنا پس یہ سنکر میری بہن
زینب خاتون نے فرمایا کہ قسم بخدا کوئی ایسی چیز ہمارے پاس نہین ہی کہ جو لائق
اسکے صلہ کے ہو مگر جو کچھ کہ قسم زیور سے اب واپس ملا ہی وہ موجود ہی پس
میری بہن نے میرا زیورا اور اسیطرح اور بہنون کا زیور لیکر نعمان بن بشیر
کے پاس ایک کنیز کے ہاتھ بھیجدیا اور اُس سے کہا کہ ہماری طرف سے
عذر کرنا کہ ہم سے عوض تیری خدمتگذاری کا بوجہ تہیدستی کے کچھ نہین ہو سکتا ہے
لیکن یہ اقل قلیل تیرے پاس بھیجا ہی اگر تو اسے لیلے تو باعث ہماری
رضا کا ہی فقال لو کان الذی صنعت للدنیا کان فی دون
ہذا رضائی ولکن ما فعلتہ الا للہ و قرابتکم من رسول اللہ
پس نعمان وہ زیور دیکھکے کانپنے لگا اور وہ اسباب واپس کیا اور
عرض کر بھیجا کہ اس فدوی نے خدمت آپکی واسطے مال دنیا کے
کی ہوتی تو اس سے بھی کم مال باعث میری خوشی کا ہوتا لیکن مین نے
خدمت آپکی واسطے خوشنودی خدا اور رضاے رسول خدا کے
کی ہی مجھے مال دنیا مقصود نہین ہی بلکہ شفاعت آخرت کا امیدوار ہون
وفی اللھوف والمناقب ثم انفصلوا من کربلا طالبین المدینۃ
قال بشیر بن حذلم فلما قربنا من المدینۃ نزل علی بن الحسین

فَحطّ رحلہ وضرب فسطاطہ وانزل نسائہ فقال لی رحم اللہ اباک لقد کان شاعراً فھل تقدر علیٰ شئ منہ فقلت بلیٰ اور لہوف اور مناقب میں یوں منقول ہے پس جب وہ قافلہ وارد کربلا ہوا اور مرقد شہداے کربلا سے بعد کئی روز کے رخصت ہو کر طرف مدینہ کے روانہ ہوا تو اُسوقت کے حال میں بشیر بن حذلم شاعر کہتا ہے کہ جب ہم قریب مدینہ منورہ کے پہونچے اُسوقت جناب سید الساجدین علیہ السلام نے وہاں خیمے بپا کیے اور اہل حرم کو اُتروایا اور مجھ سے فرمایا کہ ای بشیر خدا رحمت اپنی نازل کرے تیرے باپ پر کہ وہ مرد شاعر تھا آیا تجھے بھی فن شعر میں دخل ہے میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں بھی شعر کہتا ہوں قال فادخل المدینۃ وانع اباعبد اللہ الحسین فرکبت فرسی ودخلت المدینۃ فلما بلغت مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ رفعت صوتی بالبکاء وانشأت اقول پس حضرت نے فرمایا کہ ای بشیر تو مدینہ میں جا اور شہادت جناب امام حسین علیہ السلام سے اہل مدینہ کو آگاہ کر پس حسب الارشاد میں گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد نبوی تک پہونچا اور وہاں پہونچکر یہ اشعار با واز بلند مضمون خبر شہادت امام حسین علیہ السلام پڑھے

یا اھل یثرب لا مقام لکم بھا	قتل الحسین فادمعی مدرار
الجسم منہ بکربلاء مضرج	والراس منہ علی القناۃ یدار

ای اہل یثرب و مدینہ اب یہ شہر قابل سکونت کے نہیں ہے اسلیے کہ ہمیں

بعد ہلاکت اس شہر کا امام حسین فرزند رسول ثقلین ظلم اعدا سے مع عزیز و انصار کے زمین کربلا پر شہید ہوے اور جسم انور انکا خاک گرم کربلا پر بے غسل و کفن پڑا رہا اور سر اطہر اس امام مظلوم کا مدت تک نیزے پر پھرایا گیا ۔

هَلْ فِيكُمْ اَحَدٌ عَلَيْهِ يَعَانُ		يَا اَهْلَ يَثْرِبَ شَيْخُكُمْ وَاِمَامُكُمْ

اے اہل مدینہ رئیس و امام اور پیشوا تمہارا صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوا آیا تم میں کوئی ایسا ہی کہ اس مظلوم کی مصیبت پر با وجود غیرت اور حمیت کے گریان و نالان ہو یَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ هٰذَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ مَعَ عَمَّاتِهِ وَاَخَوَاتِهِ قَدْ نَزَلَ بِفِنَائِكُمْ وَاَنَا رَسُوْلُهُ اِلَيْكُمْ اے اہل مدینہ جناب امام زین العابدین مع اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے قید شام سے رہائی پاکر قریب شہر کے اُترے ہیں اور مجھے بھیجا ہی کہ تام تم سبکو اُن حضرت کے آنے سے خبر دوں قَالَ فَمَا بَقِيَتْ فِي الْمَدِيْنَةِ مُخَدَّرَةٌ وَلَا مُحْتَجِبَةٌ اِلَّا وَبَرَزْنَ مِنْ خُدُوْرِهِنَّ مَكْشُوْفَةً شُعُوْرُهُنَّ وَيَبْكِيْنَ بُكَاءَ الثَّوَاكِلِ بشیر کہتا ہی سنتے ہی اس خبر کے تمام عورات مدینہ اور مخدرات عصمت اپنے گھروں سے مو پریشان روتی ہوئی باہر نکل آئیں اور کسیکو ہوش اپنے پردہ کا نہ رہا اور تمام شہر سے ایسی صداے گریہ و بکا اور شور وا مصیبتاہ کا بلند ہوا جیسے عورات فرزند جوان کے غم میں روتی ہیں وَسَمِعْتُ جَارِيَةً تَنُوْحُ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَبْكِيْ وَتَقُوْلُ ۔

فَامْرَضَنِیْ نَاعٍ نَعَاهُ فَافْجَعَا	نَعَی سَیِّدِیْ نَاعٍ نَعَاهُ فَاوْجَعَا

ثُمَّ قَالَتْ لِیْ اَیُّهَا النَّاعِیْ جَدَّدْتَ حُزْنَنَا بِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ ع فَمَنْ اَنْتَ اور اُسی حالت مین مین نے آواز نوحہ اور رونے ایک صاحبزادی کی سنی کہ وہ دختر یتیمہ روتی ہی اور اپنے پدر مظلوم امام حسین پر یہ نوحہ کرتی ہی کہ ہائے افسوس خبر قتل ہونے میرے مسیحا کی اس شخص نے سنا کر مجھ بیکس کو دردمند کردیا اور یہ خبر ہلاکت اثر مجھے سنا کر ایسا مریض کر دیا کہ بجز بیٹھنے اور رونے کے مدت العمر کچھ علاج اسکا نہین ہی پس اُس صاحبزادی نے مجھے دروازہ پر بلایا اور پس در سے فرمایا کہ ای شخص کیا قیامت کی تو نے اور کیونکر تیری زبان سے نکلا کہ امام حسین سردار کونین قتل ہوئے آیا یہ سچ کہتا ہی تو یا کہ غلط ہی اور نام تیرا کیا ہی قُلْتُ یَا سَیِّدَتِیْ اَنَا بَشِیْرُ بْنُ جَذْلَمٍ وَجَّهَنِیْ سَیِّدِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ع وَهُوَ نَازِلٌ قَرِیْبًا مِّنَ الْمَدِیْنَةِ بشیر کہتا ہی کہ مین نے عرض کی کہ ای سیدہ میری غلام کا نام بشیر بن جذلم ہی میری مجال کب تھی کہ مین ایسی خبر کو برملا بیان کرتا لیکن کیا کرون کہ امام زین العابدین علیہ السلام قریب مدینہ مع اہل بیت کے تشریف لائے ہین اور مجھ سے ارشاد کیا کہ تو مدینہ مین خبر قتل امام حسین سبکو سنا اور آگاہ کر کہ ہم قریب مدینہ کے اُترے ہین پس حکم سے اُن حضرت کے لاچار تھا فَبَیْنَا کَذٰلِكَ اِذْ خَرَجَتْ اُمُّ هَانِیْ وَرَمْلَةُ بَنَاتُ عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ع مَعَ جَمَاعَةِ نِسَاءِ بَنِیْ هَاشِمٍ وَتَرَكُوْنَ فِیْ مَکَانِیْ بشیر کہتا ہی کہ اس اثنا مین یکایک ام ہانی اور رملہ اور ام لقمان

دست اقدس اٹھایا اور سبکو اشارہ سے حکم سکوت فرمایا پس وہ سب فی
الجملہ ساکت ہوئے وَقَالَ نَحْمَدُہٗ عَلٰی عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ وَفَجَائِعِ الدُّھُوْرِ
اَیُّھَا النَّاسُ قُتِلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنُؑ وَعِتْرَتُہٗ وَسُبِیَ نِسَآئُہٗ
وَدَارُوْا بِرَاْسِہٖ فِی الْبُلْدَانِ مِنْ فَوْقِ عَالِی السِّنَانِ اور بعد
خطبہ بلیغ وطویل کے فرمایا کہ ایہا النّاس شکر کرتے ہیں ہم خدائے عزّ وجل کا
اُن مصائب پر کہ جو اعظم المصائب ہیں کہ جنکے سبب سے تمام عالم مغموم
ومحزون ہے وہ یہ ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو اشقیائے امت نے
مع عزیز و اقربا کے پیاسا روز عاشورا صحرائے کربلا میں شہید کیا اور سر اقدس
اُنکا نیزۂ بلند پر رکھکر مع انکے اہل حرم کے شہر بشہر لیے پھرے ایہا النّاس
یہ وہ مصیبت عظمٰی ہے کہ تمام آسمان اور زمین اور دریا اور پہاڑ اور ملائکہ
مقربین اس ماتم میں روئے آہ آہ اس بیان سے پھر صدا گریہ وبکا کی
بلند ہوئی بعد اسکے حضرت نے قصد داخل ہونے مدینہ کا کیا اور تمام مرد
وزن مدینہ کے ہمراہ حضرتؑ کے روتے ہوئے روانہ ہوئے فی المنتخب
وغیرہ فَلَمَّا دَخَلُوْا رَوْضَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِؐ اَخَذَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ
عَلِیٍّ بِعِضَادَتَیِ الْبَابِ وَنَادَتْ یَا جَدَّاہُ اِنِّیْ نَاعِیَۃٌ اِلَیْکَ اَخِی الْحُسَیْنَ
چنانچہ منتخب وغیرہ میں منقول ہے کہ جسوقت وہ قافلہ داخل شہر ہوا اُسوقت
تمام شہر میں گویا قیامت بپا تھی اور ہر گھر سے صدا واحسیناہ وا سیداہ
کی بلند تھی یہانتک کہ سب اہل بیت رسالت روتے ہوئے بر وضۂ منور
جناب رسول خداؐ پر پہونچے اور جناب زینب دختر جناب امیر المومنین

دونون بازو دروازہ کے پکڑکے بکمال حسرت و یاس آواز دی کہ ای نانا
رسول خدا یہ بیٹی آپکی زینب ستم رسیدہ واپنے برادر مظلوم امام حسینؑ کے مرنے کی خبر
سنانے آئی ہی وہ حسینؑ دلبند آپکا کہ جسے آپنے ناز و نعمت سے پالا تھا وہ پارہ
جگر آپکا زمین کربلا پر پیاسا شہید ہوا اور لاش انکی کئی روز تک خاک و خون میں
غلطان ریگستان گرم پر پڑی رہی اور مقتل ابو مخنف مین یون منقول ہی کہ ام
خیر سے قبر مطہر جناب رسول خدا کانپنے لگی جب اہل حرم مرقد جناب رسالتمآب
پہونچے تو جناب ام سلمہ زوجہ رسول خدا مع دختر سید الشہدا کہ مدینہ مین ہونا
انکا بعض روایات اور اشعار لہوف و بحار سے معلوم ہوتا ہی اور ہمراہ انکے
جناب ام البنین مادر حضرت عباسؑ اور سب دختران عقیلیہ اور جعفریہ
اور تمام عورات ہاشمیہ ہائے حسین ہائے حسین کہتی اور روتی ہوئین روضہ
رسول خدا مین داخل ہوئین اور اس قافلہ ستم رسیدہ سے ملین اور بینین
حضرت زینبؑ و ام کلثومؑ کے سنکر ہر ایک مخدومہ نے حال اپنا غیر کیا یہ
بین سے ہر ایک معظمہ کے روضۂ رسول خدا مین گویا قیامت بپا تھی آہ آہ
خاصۃً اسوقت عجب مصیبت ہوگی کہ جسوقت دختر مظلوم کربلا اپنی پھوپھیون
اور ماں بہنوں سے ملکر پوچھتی ہونگی اَینَ اَبِی اَینَ اَخِی القَاسِمُ وَاَینَ
عَلِیُّ نِ الاَکبَرُ وَاَینَ عَلِیُّ نِ الاَصغَرُ اَینَ عَمِّی العَبَّاسُ اَینَ جَعفَرُ
کہاں ہی باپ میرا امام حسینؑ کہاں ہین بھائی میرے علی اکبر اور علی اصغر
کہاں ہین بھائی میرے عبداللہ اور قاسم کہاں ہین چچا میرے عباسؑ
اور جعفر غرض کہ رونے اور پیٹنے سے ان سب مخدرات کے قریب تھا کہ

تمام مدینہ الٹ جائے اور سر در و دیوار سے آواز گریہ و بکا کی آتی تھی پس وہ سب مخدرات با حال تباہ بکمال حسرت و یاس داخل دولتسرا ہوئیں اور گھر اپنے آقا کا خالی دیکھکر سب غش کھا کر زمین پر گر پڑیں آہ مومنین تمام انصاف ہے کیونکر وہ خالی گھر دیکھکر یہ حال ہوتا کہ وہ گھر سنسان ہو گئے تھے پس محرق القلوب میں منقول ہے کہ اُسی روز سے جناب وہ سب معظمات بقید حیات رہیں ہمیشہ ماتم امام حسین علیہ السلام میں دن اور رات رویا کیں اور کسی ستم رسیدہ سوگوار نے نہ سر میں کنگھی کی اور نہ تیل ڈالا اور نہ مہندی لگائی اور نہ کسی نے آنکھ میں سرمہ لگایا اور نہ سیاہ پوشاک اپنی اُتاری یہانتک کہ اسی حالت غم و الم میں دنیا سے رحلت کی وَاَمَّا رَبَابُ اُمُّ عَبْدِاللّٰهِ الرَّضِيْعِ بَقِيَتْ بَعْدَهٗ لَمْ يُظِلَّهَا سَقْفٌ حَتّٰى مَاتَتْ كَمَدًا عَلَيْهِ اور مجالس مفجعہ میں حال جناب رباب مادر عبداللہ شیرخوار یوں منقول ہے کہ جب وہ معظمہ مدینہ منورہ میں پہونچیں تو اُسی روز سے کبھی سایہ میں نہ بیٹھیں اور جبتک کہ زندہ رہیں شب و روز غم و الم میں بسر کرتی رہیں آخر کار روتے ہی روتے دنیا سے رحلت کر گئیں وَاَمَّا اُمُّ الْبَنِيْنَ اُمُّ عَبَّاسٍ زَوْجَةُ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ مَازَالَتْ مُهْمِلَةَ الرَّاْسِ بَاكِيَةَ الْعَيْنَيْنِ مُحْتَرِقَةَ الْقَلْبِ تَخْرُجُ اِلَى الْبَقِيْعِ فَتَبْكِيْ عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلٰى بَنِيْهَا اَشْجٰى نُدْبَةٍ وَاَحْرَقَهَا اور محوالم میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب ام البنین مادر حضرت عباس بن امیرالمومنین

بعد اس مصیبت عظمیٰ کے ایسی ضعیف و ناتوان ہو گئیں تھیں کہ ہمیشہ بسبب درد سر کے سر اطہر پر ایک رومال بندھا رہتا تھا اور چشم انور سے ہر وقت متصل اشک جاری تھے اور ہائے حسین اور ہائے عباس اور ہائے جعفر ہائے عبداللہ زبان اقدس پر جاری تھا اور ہمیشہ قبرستان بقیع بیت الاحزان میں جاکر نوحہ اور بین کرتی تھیں اور ایک ایک اپنے فرزند نوجوان کا نام لیکر رویا کرتی تھیں اور اہل مدینہ مزار بقیع میں جمع ہوتے تھے اور بین ان مخدومہ کے سنکر روتے تھے بلکہ مروان لعین بھی باوصف شقاوت اور عداوت خاندان نبوت کے ہمیشہ قبرستان بقیع میں جاتا تھا اور بین جناب ام البنین کے سنتا تھا اور روتا تھا بس جبتک کہ وہ مخدومہ زندہ رہیں اسیطرح روتی رہیں یہانتک کہ مغموم و محزون دنیا سے رحلت کر گئیں الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ط

مجلس سی ام

فی الکافی والبحار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ من اتی مکۃ حاجا و لم یزرنی بالمدینۃ فقد جفانی و من جفانی فقد جفوتہ یوم القیمۃ کافی اور بحار میں منقول ہے فرمایا جناب رسول خدا ص نے کہ جو شخص طرف مکہ معظمہ کے واسطے حج خانہ کعبہ کے آئے اور میری زیارت مدینہ میں نہ کرے پس تحقیق کہ اسنے جفا کی مجھپر اور جسنے مجھپر جفا کی تحقیق کہ میں اسپر جفا کرونگا بروز قیامت یعنے اسکی شفاعت نہ کرونگا وقال النبی ص من زارنی بعد مماتی کان کمن زارنی فی حیاتی و من زارنی

فی حیاتی کان فی جواری یوم القیمۃ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن زیارت کرے میری بعد میری ممات کے تو گویا اُسنے میری زیارت کی میری حیات مین اور جسنے زیارت میری کی میری حیات مین تو وہ مومن بروز قیامت میرے ہمسایہ مین ہوگا سبحان اللہ یہ تاکید اور مرتبہ ہی اُن حضرت کی زیارت کا یہی وجہ ہی کہ جب وقت رہائی کے یزید لعین نے اہلبیت رسالت سے پوچھا کہ آپکو دمشق مین رہنا قبول ہی یا مدینہ جانا منظور ہی تو اُن ستم رسیدون نے فرمایا کہ ہمکو زیارت روضۂ اقدس جد امجد کا کمال اشتیاق ہی پس ہمکو مدینۂ رسول خدا مین پہونچوا دے یہ سنکر یزید نے نعمان بن بشیر کو ہمراہ اہلبیت رسالت کے کیا اور اُسنے بحفاظت و احتیاط مدینۂ منورہ مین پہونچا دیا اُسوقت شور گریہ و بکا سے گویا قیامت بپا تھی فی المقتل والمنتخب انّ زینب بنت امیر المومنین علی علیہ السلام لما بلغت المدینۃ حین رجعت من دمشق اخذت بعضادتی باب المسجد و نادت یا جدّاہ انی ناعیۃ الیک اخی الحسین ۴ چنانچہ مقتل ابومخنف اور منتخب مین منقول ہی کہ جب جناب زینب دختر امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام دمشق سے پھر کے وارد مدینۂ منورہ ہوئین تو اُس ستم رسیدہ نے دونون بازو دروازہ مسجد رسول خدا کے اپنے ہاتھون سے پکڑ لیے اور باواز بلند زار زار رو کر عرض کی کہ ای جد بزرگوار یا رسول اللہ مین خبر مرگ سنانے آئی ہون اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام کی کہ اشقیائے امت نے آپکے فرزند کو مع اصحاب و اقربا تشنہ لب شہید کیا وہی

مَعَ ذٰلِكَ لَا تَجِفُّ لَهَا عَبْرَةٌ وَلَا تَفْتُرُ مِنَ الْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ وَدُمُوْعُهَا جَارِيَةٌ عَلٰى خَدَّيْهَا وَكُلَّمَا نَظَرَتْ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ تَجَدَّدَ حُزْنُهَا وَزَادَ وَجْدُهَا باوجود اسکے جناب زینب کا یہ حال تھا کہ کبھی آنسو اُس مظلومہ کے خشک نہوے اور نالہ وزاری اُنکا موقوف نہوا یہانتک کہ دونون رخسارون پر اشک جاری تھے اور جب امام زین العابدین علیہ السلام کو دیکھتی تھین تو اُن ستم رسیدہ کا رنج وغم تازہ ہوتا تھا اور قلق وصدمہ بڑھتا تھا اور کسیطرح تسکین نہوتی تھی واقعی ہوئین جب وہ مخدومہ بیمار کربلا کو دیکھتی ہونگی تو امام حسینؑ یاد آتے ہونگے اور تصویر جناب عباس اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور علی اصغر اور شاہزادہ قاسم وعبداللہ اور عون وجعفر کی آنکھون مین پھرتی ہوگی اور تمام جوانان بنی ہاشم مانند محمد بن جعفر طیار اور پسران جناب مسلم کے صبر واستقلال اور ثابت قدمی کا خیال ہوتا ہوگا کہ کیسے کیسے سخی اور شجاع وبہادر شدت تشنگی مین رزمگاہ مین شہید ہوے جنکی شان مین جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے مَا كَانَ لَهُمْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ شَبِيْهُوْنَ مثل ونظیر اُن جوانان ہاشمی کا روے زمین پر نہ تھا اور جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے يَعِزُّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مَصَارِعُهُمْ وَلَوْ كَانَ فِي الدُّنْيَا يَوْمَئِذٍ حَيًّا لَكَانَ هُوَ الْمُعَزّٰى بِهِمْ آہ شہداے کربلا وہ لوگ تھے کہ جنکے قتل ہونے کا صدمہ روح اقدس جناب رسول خداؐ پر گذرا پس اگر وہ جناب اُس زمانہ مین زندہ ہوتے کہ جس زمانہ مین یہ سب بزرگوار شہید ہوے

تو ہر شخص حضرت ہی کو اُن شہدا کا پرسا دیتا غرضکہ جناب زینبؑ اُن جوانان ہاشمی کے غم والم مین شب و روز نوحہ و بکا کرتی تھین اور زار زار رویا کرتی تھین چنانچہ بنا بر روایت صاحب بحار الانوار اور تحفۂ ناصریہ کے یہ نوحہ اُن معظمہ کا ہی کہ جو خود دردرسیدہ اور صاحب تعزیت و ماتم تھین پس حضرات آپ بتوجہ سُنیے اور تصور کیجیے کہ جب وہ مخدومہ اپنے اقربا کا آغاز و انجام یاد کرتی ہونگی تو اُس حالت درد و سوزش دل مین قلب اقدس پر کیا صدمہ گذرتا ہوگا جب یہ فرماتی ہونگی

تمسّك بالكتاب ومن تلاهُ		فاهل البيت هم اهل الكتاب

توسل اختیار کر کتاب خدا سے اور اُن لوگون سے کہ جو تالی قرآن ہین یعنے جنکا ذکر رسول خدا نے بعد قرآن کے حدیث ثقلین مین فرمایا کہ جو متفق علیہ بین الفریقین ہی پس اہل کتاب اہل بیت رسول خدا ہین جیسا کہ قریب رحلت کے جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا تھا کہ مین دو چیزین بزرگ تم مین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا دوسرے عترت طاہرہ اہلبیت میرے پس جو اُن دونون سے متمسک ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو خلاف کریگا وہ گمراہ و ہلاک ہوگا ٥

بهم نزل الكتاب وهم تلوهُ		وهم كانوا الهداة الى الصواب

اہل بیت رسالت پر قرآن نازل ہوا اور اُنھون نے اُسکی تلاوت کی جو حق تلاوت ہی اور وہی حضرات مفسر قرآن اور ہادیان طریقہ صواب ہین کہ اُنھین کی ہدایت سے دین اسلام قائم و باقی رہا بعد قرآن کے ٥

اِمَامِی وَحَّدَ الرَّحْمٰنَ طِفْلًا		وَآمَنَ قَبْلَ تَشْدِیْدِ الْخِطَابِ

امام اور پیشوا میرے وہ ہیں کہ جنہوں نے عالم طفلی میں خداوند رحمٰن کو واحد جانا اور ایمان لائے قبل تشدید خطاب یعنی ابتدائے اسلام کے کیونکہ ابتدائے اسلام میں احکام شریعت میں تسہیل تھی اور جسقدر اسلام کی ترقی ہوتی گئی اُن احکام میں تشدید اور استحکام ہوتا رہا اور شدت بڑھتی گئی یا شاید مراد جناب زینب کی یہ ہو کہ میرے پدر بزرگوار قبل بلوغ کے ایمان لائے کہ بظاہر مکلف شرعی نہ تھے پس ایمان اُن حضرت کا ایمان کامل تھا نہ ایمان تعلیمی جیسا کہ اہل خلاف نے گمان کیا ہے ۵

عَلِیٌّ کَانَ صِدِّیْقَ الْبَرَایَا		عَلِیٌّ کَانَ فَارُوْقَ الْعَذَابِ

امیر المومنین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام بڑے تصدیق کرنے والے پیغمبر خدا کے تھے اور وہی جناب اپنے شیعوں کو عذاب سے بچانے والے اور بڑے فرق کرنے والے حق و باطل اور عذاب و ثواب کے ہیں [illegible]

شَفِیْعِیْ فِی الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ رَبِّیْ		نَبِیٌّ وَالْوَصِیُّ اَبُوْ تُرَابٍ

شفیع میرے روز قیامت سامنے خدائے عز و جل کے میرے نبی جناب رسول خدا ہیں اور وصی و جانشین اُن حضرت کے جناب علی مرتضیٰ ابو تراب ہیں یعنے یہ حضرات میرے اور سب مومنین و مومنات کے شفاعت خواہ ہونگے اور تاج شفاعت انکے سر ہائے مقدس پر ہوگا ۵

وَفَاطِمَۃُ الْبَتُوْلُ وَسَیِّدَاتِیْ		مُخَلَّدَۃٌ فِی الْجِنَانِ مَعَ الشَّبَابِ

اور شفاعت کرنے والی میری جناب فاطمہ زہرا بتول عذرا ہیں اور شفیع

میرے وہ دونوں سردار جوانان اہل جنت ہیں کہ جو ہمیشہ بہشت میں مع حوران جنت کے رہینگے وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ہیں آہ مومنین جو ایسے خاصان خدا شافع روز جزا ہوں اشقیاے امت نے انپر کیا کیا ظلم وستم کیے اور اعداے دین نے ان سرداران اہل جنت کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کیسی کیسی تکلیف واذیت انکو اور انکی اولاد کو پہونچائی تصور کیجیے کہ جب شاہزادہ قاسم فرزند امام حسنؑ کے روز عاشورا ریگ گرم صحراے کربلا پر خاک وخون میں غلطان زخموں سے چور چور ایڑیاں رگڑتے تھے تو اسوقت روح اقدس جناب حسن مجتبیٰؑ کی کیسی بیقرار ہوئی ہوگی اور وہ حال جناب قاسم کا دیکھکر امام حسین علیہ السلام کے قلب اقدس پر کیا صدمہ گذرا ہوگا خصوصاً جب فرزند نوجوان اُن حضرت کا شبیہ پیغمبر جناب علی اکبر کے سر پر ضربت لگی اور وہ شاہزادہ گھوڑے سے زخمی ہوکر گرا آہ آہ اسوقت مظلوم کربلا روتے تھے اور فرماتے تھے یَا بُنَیَّ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَکَ الْعَفَا ای فرزند اب بعد تیرے خاک ہے اس دنیا اور زندگی دنیا پر غرضکہ اُن جوانان ہاشمی کو یاد کرکے جناب زینب فرماتی ہیں ۵

عَلَی الطَّفِّ السَّلَامُ وَسَاکِنِیۡہِ		وَرُوۡحُ اللّٰہِ فِیۡ تِلۡکَ الۡقِبَابِ

ارض مقدس کربلا اور اُسکے ساکنین ومدفونین پر میرا سلام ہو اور وہ قبور کہ جنمیں وہ جوانان ہاشمی مدفون ہیں مقام نزول رحمت خدا اور محل اجابت دعا ہیں ۵

وَقَدْ خَاصَتْ مِنَ النُّطَفِ الْعِذَابِ	نُفُوْسًا قُدِّسَتْ فِی الْاَرْضِ قِدْمًا

جو بزرگوار زمین کربلا مین دفن ہین اُنکے نفوس وہ نفوس ہین کہ جو ہمیشہ مطہر و مقدس رہے اور اصلاب طاہرہ اور ارحام مطہرہ سے پیدا ہوئے ہین چنانچہ آیۂ تطہیر اُنکی طہارت پر شاہد عدل ہے ٥

هُجُوْدًا فِی الْفَدَافِدِ وَالشِّعَابِ	مَضَاجِعُ فِتْیَةٍ عَبَدُوْا فَنَامُوْا

زمین کربلا ایسے چند جوانون کی خوابگاہ ہی کہ جنھون نے عبادت خدا کی شب تار ریگستان اور کوہسار مین بعد اسکے جہاد کیا راہ خدا مین اور تھک کے سو رہے اور آرام کیا ٥

بِاَرْدَانٍ مُنَعَّمَةٍ رِطَابِ	عَلَتْهُمْ فِیْ مَضَاجِعِهِمْ كِعَابٌ

اور بعد شہادت کے اُن شہدا پر حوران جنت نے ہجوم کرلیا ساتھ بدنہائے لطیف و نازک اور تر و تازہ کے ٥

مَنَاخًا ذَاتَ اَفْنِیَةٍ رِحَابِ	وَصُیِّرَتِ الْقُبُوْرُ لَهُمْ قُصُوْرًا

اور قبرین اُنکی اُن شہدا کے لیے ایوانہائے عالیشان اور میدانہائے وسیع ہوگیئن کہ نہایت بافضا اور خوشنما ہین ٥

كَمَا اَغْمَدْتَ سَیْفًا فِیْ قِرَابِ	لَئِنْ وَارَتْهُمُ اَطْبَاقُ اَرْضٍ

اگرچہ اجساد مطہرہ کو اُن شہدا کے طبقات زمین نے پنہان کیا ہی مگر اُنکی وہی مثال ہی کہ جسطرح تلوار آبدار نیام و غلاف مین رکھی جاے کیونکہ تلوار کو نیام مین رکھنے سے شرف و خاصیت نہین جاتی ہی اسیطرح شہدا بھی ویسے ہی ہین جیسے حال حیات مین تھے شاید یہ اشارہ ہو طرف

اس امر کے کہ شہدا پیش خدا زندہ ہیں سے

كأنّما إذا جاسوا رياض | وأساد إذا ركبوا غضاب

اور وہ جوانان ہاشمی جب باغات اور شہروں میں پھرتے تھے تو مثل اُن شیروں کے تھے کہ جو مطیع و تابع ہوں اور مثل شیران غضبناک کے تھے وقت سوار ہونے کے واسطے جہاد کے سے

لقد كانوا البحار لمن أتاهم | من العافين والهلكى السغاب

وہ سخی و جواد و دریائے بخشش تھے اسکے لیے کہ جو حاجتمند اور ہلاک ہونیوالا اُنسے بھوک اور پیاس اور نایابی غذا میں سائل ہوا سے

فقد نقلوا إلى جنات عدن | وقد عيضوا النعيم من العقاب

پس وہ لوگ نقل کیے گئے طرف جنات عدن کے اور اُنکو بعوض تکالیف دنیا کے نعمائے بہشت عطا کی گئیں بعد اسکے وہ مظلومہ حال اسیری کو یاد کرکے فرماتی ہیں سے

بنات محمد أضحت سبايا | يسقن مع الأسارى والنهاب

آہ آہ دختران جناب رسول خدا اور بتول عذرا بعد شہادت عزیزو اقربا کے اسیر و مقید کی گئیں اور اسباب اور چادریں اُنکی لوٹ کر شہر بشہر پھرائی گئیں اور بے پردہ کی گئیں

مغبرة الذيول مكشفات | كسبي الروم دامية الكعاب

آہ حال اُن ستم رسیدوں کا یہ تھا کہ مثل اسیران ترک و روم کے گرد و غبار آلودہ بے مقنعہ و چادر تھیں اور پاہائے اطہر اُنکے پیادہ روی سے

آخر روتے روتے مدینہ مین رحلت کی چنانچہ جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہی مَا ذِلْنَا فِے عَبْرَۃٍ بَعْدَہٗ ہم اہل بیت رسالت تو امام حسینؑ کی مصیبت پر ہمیشہ روتے ہین جبسے کہ وہ مظلوم شہید ہوے ہین الالعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

مجلس سی و یکم

قَالَ اللہُ تَعَالیٰ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللہِ ○ حق سبحانہ تعالے قرآن مجید مین مومنین سے خطاب کرکے فرماتا ہی اے جماعت مومنین کہ ایمان لائے ہو وحدانیت خدا اور رسالت رسول خدا کا جبکہ ندا دی جاوے واسطے نماز کے یعنے جب اذان کو سنو روز جمعہ پس جاؤ اور سعی کرو طرف ذکر خدا یعنے نماز جمعہ کے آور کافی مین منقول ہی کہ روز جمعہ سید و بزرگ ایام ہی اور خداے عز و جل اس روز حسنات دو چند کرتا ہی اور گناہون کو مٹاتا ہی اور درجات بلند کرتا ہی آور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب روز جمعہ ہوتا ہی تو ملائکہ مقرب تختیان نقرہ کی اور قلم طلا کے لیکر زمین پر نازل ہوتے ہین اور رنور کی کرسیون پر دروازہ مسجد پر بیٹھتے ہین اور تمام لوگون کے بترتیب مسجد مین آنیکے لکھتے ہین یعنے پہلے کون آیا اور دوسرا کون آیا اسیطرح سے لکھتے جاتے ہین یہانتک کہ امام باہر نکلے پس جب امام باہر مسجد کے آتا ہی تو دفتر لپیٹتے ہین اور یہ ملائکہ بجز روز جمعہ کے اور کسی روز زمین پر نہین آتے ہین آور فرمایا

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ روز جمعہ کو یوم المزید کہتے ہین
حق سبحانہ تعالی نے اس روز حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور روح بدن آدمؑ
مین ڈالی اور انکو جنت مین ساکن کیا اور ملائکہ کو انکے سجدۂ تعظیمی کا حکم دیا
اور حضرت حواؑ کو انکے لیے پیدا کیا اور آدمؑ کے ترک اولی کو معاف کیا
اور آتش حضرت ابراہیمؑ کو سرد کیا اور اسی دن بلاے حضرت ایوبؑ کو
عافیت سے مبدل کیا اور فدیہ حضرت ابراہیمؑ کو واسطے عوض ذبح حضرت
اسمٰعیلؑ کے بھیجا اور پیدایش عالم کی تمام ہوئی اور اسی دن قیامت برپا
ہوگی اسیطرح فضیلت شب جمعہ بھی بہت ہی منجملہ اسکے من لایحضر مین
ابراہیم بن محمود سے روایت کی ہی کہ کہا اسنے مین نے سوال کیا حضرت امام
رضا علیہ السلام سے کہ یا بن رسول اللہ کیا فرماتے ہین آپ اس حدیث کے
بارہ مین جو لوگ روایت کرتے ہین جناب رسالت مآبؐ سے کہ ان
حضرت نے فرمایا حق سبحانہ تعالی ہر شب آسمان سے دنیا پر نازل ہوتا ہی
یہ سنکر جناب امام رضا علیہ السلام نے ارشاد کیا خدا لعنت کرے انپر
جو کلام کو بدلتے ہین قسم بخدا میرے جد امجد نے اسطرح نہین فرمایا بلکہ ارشاد
کیا ہی کہ حق سبحانہ تعالی ایک فرشتہ آسمان سے دنیا پر بھیجتا ہی ہر شب ثلث
اور آخر شب کو اور شب جمعہ کو اول شب اور حکم فرماتا ہی اسکو کہ ندا کرے
آیا کوئی سوال کرنے والا ہی کہ اسکے سوال کو مین عطا کرون آیا کوئی توبہ
کرنے والا ہی کہ توبہ اسکی مین قبول کرون آیا کوئی استغفار کرنے والا ہی
کہ مین اسکو بخشدون ای طالب خیر طرف درگاہ خدا کے متوجہ ہو اور

ابو طالب شر اپنے شر کو کم کرتیں وہ فرشتہ ہمیشہ طلوع صبح تک یہ ندا
کرتا ہی جسوقت صبح طالع ہوتی ہی تو وہ فرشتہ اپنی جگہہ پر ملکوت آسمان
مین سے پھر جاتا ہی حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہین کہ مجھکو اِس
حدیث کی خبر میرے پدر بزرگوار نے دی ہی اور اُن حضرت نے میرے جدّ
نامدار سے روایت کی ہی اور اُنھون نے اپنے آبائے طاہرین سے اور
اُن حضرات نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے روایت کی
سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی شب و روز جمعہ کا آہ مومنین اسی جمعہ کی شب کو
بوجہ انتقال جناب امیر المومنین ع کے کوفہ مین گویا قیامت برپا ہوئی یعنی
یہ تھا کہ اُنیسوین ماہ صیام کو ابن ملجم نے سر اقدس پر جناب امیر علیہ السلام
کے تلوار زہر آلودہ ماری جسکے صدمہ سے اکیسوین کو شب جمعہ اُن حضرت
نے رحلت فرمائی اور بعد شہادت کے روح اقدس اُس جناب کو بھی
غم مین اُن حضرت کے فرزندون کے اعدا نے بیچین کردیا آہ بکمال عداوت
و عناد اولاد علی مرتضی اور عترت رسول کو اذیت و تکلیف پہونچائی بعض کو
قتل کیا اور بعض کو مقید کیا چنانچہ مناقب وغیرہ مین روایت کی ہی روز
عاشورا کہ روز جمعہ تھا جناب امام حسین علیہ السلام کو تشنہ لب شہید کیا
اور محرق القلوب مین بھی منقول ہی عمر سعد لعین نے امام زین العابدین
علیہ السلام کو طوق و زنجیر مین اسیر کرکے مع سرہاے شہدا اور اہل حرم کے
بروز عاشورا کہ روز جمعہ سنہ اکسٹھ تھا روانہ کوفہ کیا اور بعد شہادت
مظلوم کربلا کے اہل بیت رسالت کو اسیر و مقید کرکے از کربلا تا کوفہ اذیت

ازکوفہ تا شام دیار بدیار لیے پھرے پس صاحب اکسیر العبادات نقل کرتے ہیں
کہ روز داخلہ دمشق بھی ان ستم رسیدوں کا روز جمعہ تھا اور بعد اسکے جب
ان بیکسوں نے قید شام سے رہائی پائی اور وارد مدینہ منورہ اور روضۂ
رسول خدا ہوئے تو وہ دن بھی روز جمعہ تھا فی مقتل ابی مخنف وغیرہ
وَكَانَ دُخُولُهُمُ الْمَدِينَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْخَاطِبُ يَخْطُبُ النَّاسَ
فَذَكَرُوا الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا جَرَى عَلَيْهِ چنانچہ مقتل
ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ جس روز اہل بیت رسالت داخل مدینہ
ہوئے تو وہ روز جمعہ تھا اور خطیب خطبہ پڑھ رہا تھا پس اسوقت ان
لوگوں نے جناب امام حسین علیہ السلام اور ان حضرت کے مصائب کو
یاد کیا کہ جو اس مظلوم پر دست ظلم اعدا سے گزرے فَتَجَدَّدَتِ الْأَحْزَانُ
وَاشْتَمَلَتْ عَلَيْهِمُ الْمَصَائِبُ وَصَارُوا مَا بَيْنَ بَاكٍ وَنَاحِبٍ وَ
أَقْبَلَتْ أَهْلُ الْمَدِينَةِ بِأَسْرِهَا وَكَانَ أَشْبَهَ الْأَيَّامِ بِمَوْتِ النَّبِيِّ
پس حزن و ملال انکا تازہ ہوا اور مصیبت زدہ ہو گئے کوئی روتا تھا اور
کوئی فریاد کرتا تھا اور سب اہل مدینہ یہ آواز گریہ وبکا سنکر انکے پاس آئے
یہانتک کہ وہ دن مصیبت و عزا میں مشابہ اس روز کے ہو گیا کہ جس
روز جناب رسول خدا نے انتقال فرمایا تھا قَالَ وَأَقَامَتِ الرِّجَالُ
وَالنِّسَاءُ يَنْدُبُونَ الْحُسَيْنَ ع فِي الْمَدِينَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا
راوی کہتا ہے کہ تمام مرد و زن مدینہ میں امام حسین علیہ السلام کی
مصیبت پر نوحہ و ماتم کرتے تھے یہانتک کہ پندرہ دن تک ماتم و عزا

اس مظلوم کا بپا رہا آہ مومنین یہ حال تو اہل مدینہ کا تھا اور اہل بیت رسالت
تو مدت العمر اس غم میں رویا کیے وَاَقْبَلَتْ اُمُّ كُلْثُومَ اِلیٰ مَسْجِدِ رَسُولِ
اللهِ بَاكِيَةَ الْعَيْنَيْنِ حَزِينَةَ الْقَلْبِ فَقَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
جَدَّاهُ اِنِّي نَاعِيَةٌ اِلَيْكَ بِوَلَدِكَ الْحُسَيْنِ ؏ غرضکہ جب اہل بیت
رسالت داخل مدینہ ہوے تو اسوقت جناب ام کلثوم طرف مسجد رسول
خدا کے متوجہ ہوئیں اسطرح سے کہ آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے اور
نہایت حزین اور اندوہناک تھیں پس قبر انور اُن حضرت کیطرف خطاب
کرکے عرض کی کہ سلام ہو آپ پر اے جد بزرگوار میں خبر مرگ سنانے آئی ہوں
اور پرسا دیتی ہوں آپکو آپ کے فرزند امام حسین علیہ السلام کا جسکو آپنے
ناز و نعمت سے پالا تھا آہ وہ پارۂ جگر آپکا دست ظلم اشقیاے امت سے صحراے
کربلا میں تشنہ لب شہید ہوا راوی کہتا ہے کہ اسوقت قبر مطہر جناب رسول خدا سے
آواز رونے کی بلند ہوئی یہ سنکر سب لوگ فریاد کرنے لگے اور نہایت روتے
تھے ثُمَّ اَقْبَلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِلیٰ قَبْرِ جَدِّهٖ وَمَرَّغَ
خَدَّهٗ بِهٖ وَبَكیٰ وَاَنْشَدَ يَقُولُ بعد اسکے جناب امام زین العابدین علیہ
السلام قبر مطہر جناب رسول خدا پر آئے اور اپنے رخسارے قبر انور پر اپنے
جد امجد کے ملے اور رو کر یہ اشعار جگر خراش پڑھتے تھے ؎

اُنَاجِيكَ يَا جَدَّاهُ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ	حُسَيْنُكَ مَقْتُولٌ وَنَسْلُكَ ضَايِعٌ

پکارتا ہوں میں اور فریاد کرتا ہوں آپ سے اے جد بزرگوار اے بہترین انبیا
و مرسلین کہ فرزند دلبند آپکا امام حسین تشنہ لب قتل کیے گئے اور نسل و ذریت

آپکی ضایع و برباد ہوئی ہے

اَیَا جَدُّ یَا مَحْزُوْنًا عَلَیْکَ مُوَجَّلاً ۔ اَسِیْرًا وَّمَالِیْ حَامِیٌ وَّمُدَافِعٌ

ای جد نامدار پکارتا ہون آپکو درانحالیکہ محزون و مغموم ہون ہین آپکی اس مصیبت تازہ پر اور ہین وہ مظلوم ہون کہ خائف و ترسان اسیر و مقید رہا اور وہان کوئی حامی و مددگار میرا سوائے خدا کے نہ تھا

سُبِیْنَا کَمَا تُسْبَی الْاِمَاءُ وَمَسَّنَا ۔ مِنَ الضُّرِّ مَا لَا تَحْمِلُهُ الْاَصَابِعُ

ای جد عالی وقار فریاد ہے کہ ہم اہل بیت آپکے مانند غلام و کنیزان زنگبار کے اسیر و مقید ہوئے اور اسطرح کی اذیت و تکلیف ہمکو پہونچی کہ اونکے لوگ بھی اُسکے متحمل نہین ہوسکتے ہین آہ موسمین حرارت آفتاب سے چہرون کے پوست اُتر گئے تھے اور صورتین متغیر ہوگئی تھین یہی سبب ہے کہ پہچانے نہ جاتے تھے

اَیَا جَدُّ یَا جَدَّاهُ بَعْدَكَ اَظْهَرَتْ ۔ اُمَیَّةُ فِیْنَا مَكْرَهَا وَالشَّنَایِعُ

ای جد نامدار فریاد ہے کہ بعد آپکے بنی اُمیہ نے اپنے کینۂ دیرینہ اور نفاق کو ظاہر کردیا اور ہم اہل بیت رسالت کو آزار و تکلیف بے انتہا پہونچائی اور وہ بیجا جیسے بدی اور ستم پیش آئے اور کچھ لحاظ و پاس آپکا ہمارے بارے مین نہ کیا قَالَ ثُمَّ اِنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ قَبْرِ جَدِّهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص وَدَخَلَ عَلٰی عَمِّهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ وَاَخْبَرَهُ بِقَتْلِ اَبِیْهِ فَبَكٰی حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْهِ راوی کہتا ہے کہ بعد اسکے امام زین العابدین علیہ السلام روضۂ اقدس سے اپنے جد امجد جناب

رسول خدا کے باہر آئے اور اپنے چچا محمد حنفیہؓ کے پاس تشریف لائے اور انکو اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے خبر دی پس اسوقت محمد حنفیہؓ اسقدر روئے کہ روتے روتے غش آگیا فلما افاق من غشوتہ قال بالعزیز علی یا ابا عبد اللہ کیف طلبتم ناصرا فلم تنصروا وستغیثا فلم تغاثوا لاندبنکم ما حییت آہ جب غش سے افاقہ ہوا تو کہتے تھے کہ ہائے افسوس ای ابو عبد اللہ الحسین مجھپر مصیبت آپکی بہت دشوار ہے آہ کسطرح آپ اپنے نانا کی امت سے طالب نصرت و مدد ہوئے اور کسی نے آپکی نصرت نہ کی اور استغاثہ و فریاد کی آپنے اور کسی نے آپکی فریادرسی نہ کی اب مین آپکی مصیبت مین نوحہ و بکا کرتا رہونگا جبتک کہ زندہ رہونگا وقال ابو مخنف فلما افاق من غشوتہ قام وتدرع بدرعہ وتقلد بسیفہ ورکب جوادہ وصعد الجبل والناس یشاھدون وغاب وما ظہر الا فی وقت ظہر فیہ المختار رحمہ اللہ اور ابو مخنف نے یون نقل کیا ہے کہ جب غش سے افاقہ ہوا تو کھڑے ہوئے اور زرہ اور تلوار سلاح حرب اپنے بدن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوئے اور ایک پہاڑ پر چلے گئے اور لوگ دیکھتے تھے یہانتک کہ انکی نظر سے غائب ہوگئے اور پھر کسی سے ملاقات نہ کی جبتک کہ مختار علیہ الرحمہ نے بعد پانچ پانچ برس کے شہادت مظلوم کربلا سے خروج کیا تب محمد حنفیہ اس پہاڑ سے اترے مومنین مقام تصور ہے کہ محمد حنفیہ کا یہ حال تو صرف خبر شہادت برادر مظلوم کی سنکر ہوا ہائے افسوس کیا صدمہ گذرا ہوگا قلب اقدس

جناب امام حسینؑ کے کہ جب اُن حضرت کے سامنے روز عاشورا اُنکے برادر حق شناس حضرت عباسؑ کے ہاتھ اعدا نے قطع کیے اور بدن اطہر زخم نیزہ و تیر سے مثل غربال کے کر دیا اور سر انور گرز آہنی سے شق کیا اور گھوڑے سے بظلم وستم زمین پر گرا دیا آہ اُسوقت حضرت روتے تھے اور فرماتے تھے وا اخاہُ واعباساہُ الآن انکسر ظہری اے بھائی عباسؑ اب مرنے سے تیرے کمر ہماری ٹوٹ گئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

مجلس سی و دوم

فی البحار عن الصادق علیہ السلام انہ قال ان اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا واکثرہم رقۃ وازیدہم مودۃ لنا اہل البیت بحار الانوار میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ افضل اور کامل ترین مومنین از روے ایمان کے وہ مومن ہے کہ اخلاق جسکے نیک ہوں اور رقیق القلب ہو اور محبت ہم اہل بیت سے زیادہ رکھتا ہو وفی المجالس المفجعۃ عن الصادق علیہ السلام انہ قال نفس المہموم لنا المغتم لظلمنا تسبیح وہمہ لامرنا عبادۃ وکتمانہ لسرنا جہاد فی سبیل اللہ ویجب ان یکتب ہذا بالذہب اور مجالس مفجعہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ آہ پُر درد کھینچنا مومن کا اُن جور وستم پر کہ جو ہاتھ سے اعداے دین کے ہم اہل بیت طاہرین پر گذرے ہیں ثواب تسبیح خدا کا رکھتا ہے اور مغموم و محزون ہونا ہمارے مصائب پر عبادت خدا ہے

اور اسرار کو ہمارے مخفی کرنا اعدا سے جہاد ہی راہ خدا میں اور لازم و ضروری کہ یہ حدیث آب زر لکھی جائے یعنے محافظت اس حدیث شریف کی کیجائے وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِکُلِّ شَیْءٍ ثَوَابٌ اِلَّا الدَّمْعَۃَ فِیْنَا اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ ہر عمل خیر کے لیے حق سبحانہ تعالیٰ نے ثواب معین و مقرر کیا ہی مگر گریہ و بکا کرنا ہم اہل بیت رسالت کی مصیبت پر پس اسکے ثواب کی کچھ حد مقرر نہیں ہی یعنے بیحد و حساب خدا سے تعالیٰ نے ثواب اسکے لیے مقرر فرمایا ہی پس حضرات گریہ و بکا کیجیے مصائب پر اولاد و عترت جناب رسول خدا کے کہ جنکی شہادت و قتل سے مدینۂ رسول ویران ہوگیا اور رونق محراب و مسجد نبی کی جاتی رہی رَوَی السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَغَیْرُہٗ اِنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ لَمَّا دَخَلَ فِی الْمَدِیْنَۃِ بِاَھْلِہٖ وَعِیَالِہٖ وَنَظَرَ اِلٰی مَنَازِلِ قَوْمِہٖ وَرِجَالِہٖ چنانچہ سید ابن طاوس علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہی کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام شام سے واپس آئے اور مع اہل و عیال اور اہل حرم کے داخل مدینہ منورہ ہوے تو اسوقت اُن مکانات پر نظر پڑی کہ جنمیں عزیز و اقربا اُن حضرت کے رہتے تھے اور وہ زمانہ بیمار کربلا کے پیش نظر ہوگیا کہ جب وہ گھر آباد تھے اور جوانان بنی ہاشم اُنمیں رہتے تھے فَوَجَدَ تِلْکَ الْمَنَازِلَ تَنُوْحُ بِلِسَانِ اَحْوَالِھَا وَتَبُوْحُ بِاِعْلَانِ الدُّمُوْعِ وَارْسَالِھَا لِفَقْدِ حُمَاتِھَا وَرِجَالِھَا پس اُن مکانات کو اسطرح پایا کہ گویا بزبان حال نوحہ پڑھتے تھے اور بسبب بدحالی اُن جوانان ہاشمی کے انہوں نے سینہ کو

جو بزرگوار اُنمیں رہتے تھے غم و الم میں اُنکے اشک جاری تھے اسلیے کہ اُن مردان
خدا کے غائب ہونے سے وہ گھر ویران و سُنسان ہوگئے تھے وَتَندُبُ
عَلَيهِم نَدبَ الثَّوَاكِلِ وَتَسئَلُ عَنهُم اَهلَ المَنَاهِلِ وَتَهِيجُ اَحزَانَهُ
عَلٰى مَصَارِعِ قَتلَاهُ وَيُنَادِي لِاَجلِهِم وَاثكَلَاهُ اور اُن بزرگواروں پر
مانند عورات پسر جوان مردہ کے نوحہ و بین کرتے تھے اور بزبان حال
اہل بیت سے یہ سوال کرتے تھے کہ وہ اہل جود و سخا کہاں گئے کہ جو یہاں کے
ساکن تھے اور حزن و ملال بیمار کربلا کا مقتل شہدا کو یاد کرکے زیادہ ہوتا تھا
اور اُنکے مکانات خالی دیکھکر فریاد کرتے تھے اور زار زار روتے جاتے تھے
واقعی مومنین کیونکر نہ روتے کہ اُن جوانان ہاشمی کو بچشم خود خاک و خون
غلطان ریگ گرم صحرائے کربلا پر زخموں سے چور چور بے دفن افتادہ دیکھا
تھا اسطرح سے کہ خاک صحرا اُڑکر اُنکے جسد ہائے النور پر جمتی جاتی تھی پس
جب اُنکی تشنہ لبی اور بیکسی کا تصور ہوتا ہوگا تو کیا صدمہ گذرتا ہوگا
وَتَبكِيهِم مَحَارِيبُ المَسَاجِدِ وَتَندُبُهُم مَيَازِيبُ الفَوَائِدِ
فَلَو كُنتَ هُنَاكَ لَشَجَاكَ سَمَاعُ تِلكَ الوَاعِيَةِ النَّازِلَةِ وَعَرَفتَ
تَقصِيرَكُم فِي هٰذِهِ المُصِيبَةِ الشَّامِلَةِ اور اُن شہدا کی مصیبت پر
محرابہائے مساجد کی گویا روتی تھیں اور اُنکے مکانات کے میزاب و ناودان
نوحہ کرتے تھے اور وہ مقامات کہ جو جائے فیضان و فوائد تھے اُن
بزرگواروں کے وہ بھی بتبادر حال نوحہ و بین کرتے تھے ایہا الناس
پس اگر آپ اُس مقام پر ہوتے تو محزون و مغموم کر دیتا آپکو سننا اُس

آواز کا کہ جو اس مصیبت عظمی کے نازل ہونے سے بلند تھی اور ایسی مصیبت
شاملہ مین اپنی تقصیر و کمی معلوم ہو جاتی کہ جو آپ لوگ رونے مین ایسے
مظلوم کی مصیبت پر کمی کرتے ہین ثُمَّ اَنَّهُ قَصَدَ الرَّوْضَةَ الْبَهِيَّةَ فَلَوْ
نَظَرْتَ اِلٰى اِنْكِسَارِ قَلْبِهٖ وَقَدْ تَقَمَّصَ بِقَمِيْصِ الْحُزْنِ وَثِيَابِهٖ
شَاكِيًا اِلٰى جَدِّهٖ مَا عَلَتْهُ مِنَ النَّوَائِبِ مُكَفْكِفًا لِفَقْدِ اَبِيْهِ
بِالدُّمُوْعِ السَّوَاكِبِ لَا تَرْقٰى لَهٗ عَبْرَةٌ وَلَا تَبْرُدُ لَهٗ زَفْرَةٌ بعد اسکے
بیمار کربلا اسیر رنج و بلا نے ارادہ داخل ہونے روضہ اقدس رسول خدا کا
کیا پس اسوقت اگر آپ دیکھتے کہ وہ جناب کیسے دل شکستہ تھے اور کیسی
رداے ماتمی اور لباس و جامہ حزن و ملال کا اُنکے بدن النور مین تھا
اور کسطرح سے شکایت کر رہے تھے اپنے جد امجد سے اُن مصائب کی جو
اُس مظلوم پر گذرے تھے اور وہ بیمار مثل ابر بہار زار زار اپنے پدر بزرگوار
کی مفارقت پر روتے تھے کہ آنسو نہ تھمتے تھے اور نالہ و فریاد فرو نہوتی تھی
يَانٌّ مِنْ قَلْبٍ حَزِيْنٍ بِاِظْهَارِ الشَّجَنِ وَالْاَنِيْنِ لَا يَهْدَأُ عَنِ
الْعَوِيْلِ وَالْبُكَاءِ لِفَقْدِ السَّادَةِ النُّجَبَاءِ لِتُجَاذِبَ سَمَاعَ تِلْكَ
الْوَاعِيَةِ فِيْ تِلْكَ الْمَنَازِلِ الْخَالِيَةِ اور وہ جناب کس آواز
دردناک اور حزن و ملال سے روتے تھے اور اظہار رنج و غم اور مصیبت
کرتے تھے اور نالہ و فریاد سے خاموش نہوتے تھے یہ صدمہ تھا قلب اقدس کا
مفارقت سے اُن سادات نجبا اور جوانان ہاشمی کے پس کسقدر رنج
و قلق ہوتا سامعین کو اگر وہ نالہ و فریاد اور گریہ بکا بیمار کربلا کا اندر

شاہد حال نوحہ و فریاد اُن مکانات اور منازل خالی کا سنتے کہ جو ویران و سنسان ہوگئے تھے حضرات مقام انصاف ہی کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور باقی اقربا کا مقام خالی دیکھتے ہونگے تو کیا صدمہ ہوتا ہوگا خصوصًا جب بہن اُن حضرت کی فاطمہ بیمار پوچھتی ہونگی کہ اے بھائی میرے بابا کہاں ہیں اور میرے بھائی علی اکبر اور علی اصغر کہاں ہیں اور قاسم و عبداللہ کہاں ہیں اور میرے چچا عباسؑ اور عون و جعفر اور فضل علی کہاں ہیں آہ اُسوقت بیمار کربلا فرماتے ہونگے کہ اے بہن وہ سبکے سب روز عاشور اصحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے ؎

وَقَفْتُ عَلٰی دَارِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ		فَاَلْفَیْتُهَا قَدْ اَقْفَرَتْ عَرَصَاتُهَا

چنانچہ شاعر زائر کہتا ہی کہ جب وارد ہوا میں دولتسرائے جناب رسول خدا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ پر مدینہ میں تو دیکھا میں نے کہ دیواریں اور مکانات اُسکے ویران و خراب ہوئے ہیں حضرات تصور کیجیے کہ کیسے گھر کا ذکر ہی آہ آہ یہ وہ گھر ہی کہ جسکی دربانی کا فخر و مباہات ملائکہ کرتے تھے جہاں وحی خدا نازل ہوتی تھی ؎

وَاَمْسَتْ خَلَاءً مِنْ تِلَاوَةِ قَارِیٍٔ		وَعُطِّلَ مِنْهَا صَوْمُهَا وَصَلَاتُهَا

اور دیکھا میں نے کہ وہ خانہ شرافت قرآن پڑھنے والوں سے خالی ہوگیا ہی اور روزہ رکھنے والوں اور نماز گذاروں سے معطل ہوگیا ہی

وَکَانَتْ مَلَاذًا لِلْاَنَامِ وَجُنَّةً		مِنَ الْخَطْبِ یَغْشِی الْمُعْتَفِیْنَ صِلَاتُهَا

اور وہ گھر جائے پناہ اور نگاہ دارندہ خلق تھا سختیون سے اور حاجتمند اور محتاجون اور مہمانون کو اُس گھر سے بخشش ہوتی تھی اور ایتام و بیوہ زنون کی پرورش ہوتی تھی ٥

فاقوت من السادات من آل ہاشم		ولو تجتمع بعد الحسین شتاتها

پس وہ گھر سادات بنی ہاشم سے خالی ہو گیا اور بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے تو ایسا ویران ہوا کہ پھر کبھی آباد نہوا آہ مومنین کیونکر پریشانی اُس گھر کی جاتی جس گھر سے اٹھارہ بنی ہاشم کہ جنکا مثل و نظیر روئے زمین پر نہ تھا ایک دن مین تشنہ لب شہید ہو جاوین اور بچے شیرخوار تک تیر ستم سے ذبح ہون ٥

فعینی لقتل السبط عبریٰ ولوعتی		علیٰ فقدهم ما تنقضی زفراتها

پس بسبب قتل ہونے فرزند رسول کے میری آنکھون سے اشک حسرت جاری رہینگے اور ہمیشہ اُن جوانان ہاشمی کے مفقود و گم ہونے سے جگر میرا کباب رہیگا اور دل میرا اُنکے مصائب پر ہمیشہ جلتا رہیگا ہائے افسوس کس دغا سے اُنکو اشقیا نے مہمان بلا کر کربلا مین تشنہ لب شہید کیا

الا لعنة الله علی القوم الظالمین

مجلس سی و سوم

فی العوالم وغیرہ عن جابر بن عبد الله انه قال قال رسول الله صلی الله علیه واٰله یوشك ان تبقی حتیٰ تلقیٰ ولدا من الحسین ع یقال له محمد ع یبقر العلم بقرا فاذا لقیته فاقرأه

منی السلام عوالم وغیرہ مین جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے
منقول ہی وہ کہتے ہین کہ فرمایا مجھ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
ای جابر قریب ہی تو زندہ رہیگا یہانتک کہ تو ملاقات کریگا ایک فرزند سے
کہ وہ نسل سے میرے نور علین حسین کے ہوگا اور نام اسکا محمد ہوگا وہ شگافتہ
کریگا علم دین کو جیسا کہ چاہیے پس جسوقت تو اُس سے ملاقات کرے تو میری
طرف سے سلام پہونچانا وقال كمال الدين بن طلحة ولادته بالمدينة
في ثالث صفر سنة سبع وخمسين الهجرة النبي ص قبل قتل جده
الحسين عليه السلام بثلث سنين وقيل غير ذلك چنانچہ
کمال الدین بن طلحہ نے نقل کیا ہی کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تیسری
تاریخ ماہ صفر کو کہ سنہ ستاون ہجری تھے مدینہ منورہ مین تین برس قبل شہادت
اپنے جد بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام کے پیدا ہوئے اور نخبة الاخبار مین
یون منقول ہی کہ ولادت باسعادت اُن حضرت کی روز جمعہ غرہ ماہ رجب
سنہ ستاون ہجری مین واقع ہوئی واما نسبه ابا و اما فابوه علي بن
الحسين عليهما السلام وامه فاطمة بنت الحسن بن علي بن ابي طالب
عليهما السلام وتدعى ام الحسن وقيل ام عبد الله اور نسب اُن
حضرت کا والدین کیطرف سے یہ ہی کہ فرزند ہین علی بن الحسین علیہما السلام
یعنی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے اور مادر گرامی اُن حضرت
کی جناب فاطمہ بنت امام حسن بن علی بن ابیطالب علیہما السلام ہین جو مسمّی
ام الحسن یا ام عبد اللہ ہین پس طرفین سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

ہاشمی و علوی ہیں اِسمُہٗ مُحَمَّدٌ وَکُنْیَتُہٗ اَبُوجَعْفَرٍ وَلَہٗ ثَلٰثُ اَلْقَابٍ بَاقِرُ الْعِلْمِ وَالشَّاکِرُ وَالْہَادِیْ وَاَشْہَرُہَا الْبَاقِرُ وَسُمِّیَ بِذٰلِکَ لِبَقْرِہٖ فِی الْعِلْمِ وَتَوَسُّعِہٖ فِیْہِ اسم اقدس اُن حضرت کا محمد ہی اور کنیت ابوجعفر ہی اور اُن حضرت کے تین لقب ہیں باقر اور شاکر اور ہادی اور مشہور تر باقر ہی اسلیے کہ اُن حضرت نے علم دین کو بہت وسعت دی اسیوجہ سے قبل اُس جناب کی ولادت باسعادت کے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے اس لقب سے ملقب فرمایا ہی واقعی موسئین اُن حضرت نے علم دین کو ایسی وسعت دی کہ تمام عرب و عجم میں منتشر ہوا اور جن ذات اُس ہادی خلق سے مستفیض ہوتے تھے فِیْ کِتَابِ الدَّلَائِلِ عَنْ سَعْدٍ اَنَّہٗ قَالَ طَلَبْتُ الْاِذْنَ عَلٰی اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقِیْلَ لِیْ لَاتَعْجَلْ اِنَّ عِنْدَہٗ قَوْمًا مِنْ اِخْوَانِکُمْ چنانچہ کتاب دلائل میں سعد سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ ایک مرتبہ میں دولتسرائے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پر حاضر ہوا اور اجازت حضوری چاہی کسی نے مجھ سے کہا کہ تو جلدی نکر اسوقت ایک قوم تمہارے برادران ایمانی سے اُن حضرت کی خدمت میں کچھ عرض کرتی ہی فَمَالَبِثْتُ اَنْ خَرَجَ عَلَیَّ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا یُشْبِہُوْنَ الزُّطَّ عَلَیْہِمْ اَقْبِیَۃٌ ضَیِّقَاتٌ وَخِفَافٌ فَسَلَّمُوْا وَمَرُّوْا پس بعد تھوڑی دیر کے یکایک بارہ شخص گندم گون باہر آئے کہ وہ مشابہ تھے ایک قوم حبش کے بدن میں چست قبائیں اور پانوئیں موزے پہنے تھے پس ہمکو سلام کیا اور چلے گئے فَدَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ

وَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا أَعْرِفُ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ
پس جب وہ لوگ چلے گئے تو مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ کون لوگ تھے
جو آپکی خدمت سے ابھی چلے گئے ہین مین اُنکو نہین پہچانتا ہون قَالَ هٰؤُلَاءِ
قَوْمٌ مِنْ إِخْوَانِكُمُ الْجِنِّ قَالَ قُلْتُ لَهُ وَيَظْهَرُونَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ نَعَمْ
يَغْدُونَ عَلَيْنَا فِي حَلَالِهِمْ وَحَرَامِهِمْ كَمَا تَغْدُونَ یہ سنکر اُن حضرت نے
فرمایا کہ یہ جماعت قوم جن سے تمہارے برادران ایمانی ہین کہ ہم اہل بیت
رسالت کو اپنا امام اور ہادی جانتے ہین راوی کہتا ہی کہ مین نے عرض کیا
یا ابن رسول اللہ کیا جن ظاہر بظاہر آپکے پاس حاضر ہوتے ہین اُن حضرت نے
فرمایا ہان ہمارے پاس حاضر ہوکر اپنے حلال و حرام کے مسائل پوچھا کرتے ہین
جیسے کہ تم لوگ دریافت کیا کرتے ہو اور علی بن ابراہیم نے نقل کیا ہی کہ ایک
نصرانی ساکن ملک شام نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا
کہ اہل جنت طعام بہشت کھاتے ہین اور فضلہ نہین رکھتے ہین نظیر انکی دنیا مین
کیا ہی یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا نظیر انکی دنیا مین بچہ ہی کہ شکم مادر مین کھاتا ہی
جو کچھ مان اُسکی کھاتی ہی اور فضلہ نہین کرتا یہ سنکر وہ نصرانی ساکت ہوا
کیون مومنین ایسے ہادی خلق کو اعدا نے زہر سے شہید کیا گویا دروازہ علم
و ہدایت خلق کا بند کر دیا فِي الْإِرْشَادِ أَنَّهُ قُبِضَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَنَةَ
أَرْبَعَ عَشْرَةَ وَمِائَةٍ وَسِنُّهُ يَوْمَئِذٍ سَبْعٌ وَخَمْسُونَ سَنَةً
وَقَبْرُهُ بِالْبَقِيعِ جناب ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ مین منقول ہی کہ

اُن حضرت نے سنہ ۱۱۴ ایک سو چودہ ہجری مین انتقال فرمایا اُسوقت سن شریف
اُس جناب کا ستاون برس اور بروایتے اٹھتر برس کا تھا اور تحفۃ الاخبار
مین یون منقول ہی کہ ساتوین ماہ ذیحجہ روز دوشنبہ سنہ ۱۱۶ ایک سو سولہ
ہجری مین زہر سے شہید ہوے اور قبر انور اُن حضرت کی جنت البقیع مین ہی
اور خرائج اور تحفۃ الاخبار وغیرہ مین جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے ہشام بن عبد الملک دسوین حاکم
بنی امیہ نے بمکر و دغا میرے پدر بزرگوار کی خدمت مین ایک خلعت نفیس
طلائی اور زین گھوڑے کا زہر سے تعبیہ کر کے زید ہاشمی کے ہمراہ بھیجا پس
اُن حضرت نے اُس سے فرمایا کہ مین جانتا ہون اُس درخت کو بھی جس سے
اس زین کی لکڑی تراشی گئی ہی مگر تقدیر الٰہی سے چارہ نہین ہی آہ آہ وہ
جناب اُس زین زہر آلودہ پر با کراہ سوار کیے گئے پس فوراً زہر نے
مسامات مین نفوذ کیا اور اعضاے انور متورم ہوے جب زین سے
اُترے تو اُن حضرت کا حال نہایت متغیر ہوا اُسوقت اُن کپڑون کو
جن سے احرام باندھتے تھے منگوا کر وصیت فرمائی کہ ان کپڑون سے
میرا کفن کیا جائے افسوس ہزار افسوس وہ مظلوم تین روز تک بسبب
اثر زہر کے علیل رہے اور چوتھے روز دنیا سے رحلت فرمائی چنانچہ
بصائر الدرجات وغیرہ مین منقول ہی جناب صادق علیہ السلام
فرماتے ہین کہ جسدن میرے پدر مسموم نے رحلت فرمائی تو مین اُن حضرت
کی خدمت مین حاضر تھا پس مجھ سے وصیت فرمائی کہ ای فرزند مجھے خود

غسل دینا اور کفن پہنانا اور نماز جنازہ پڑھنا اور قبر مین دفن کرنا پس حسب
وصیت اُن حضرت کے جناب صادقؑ نے اپنے پدر مظلوم کو تجہیز و تکفین کیا
اور مع جماعت شیعہ کے نماز جنازہ پڑھ کے جنت البقیع مین دفن کیا اور زار
زار روئے حضرات موت عجب مرحلہ عظیم ہی ہر کبیر و صغیر اور شاہ و فقیر
اسمین برابر ہین اور جسکی جسوقت اور جس جگہ موت آتی ہی ایک ساعت آگے
پیچھے نہین ٹلتی ہی مگر اپنے وطن اور عزیز و اقربا مین مرنا کیا خوب ہی کہ خاصان
خدا بھی اسکی تمنا مین تھے اور لقاے الٰہی کو دوست رکھتے تھے جیسا کہ
تحفۂ احمدیہ وغیرہ مین منقول ہی کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
بعد نماز وتر کے دعا کرتے تھے منجملہ اسکے چند فقرے یہ ہین الٰہی وَسَیِّدِی
اِرْحَمْنِی مَصْرُوعًا عَلَی الْفِرَاشِ تُقَلِّبُنِی اَیْدِی اَحِبَّتِی وَارْحَمْنِی
مَطْرُوحًا عَلَی الْمُغْتَسَلِ یُغَسِّلُنِی صَالِحُ جِیْرَتِی اے معبود و مالک میرے
مجھپر ان حالتون مین رحم فرما ایک تو وقت احتضار کے جب مین بیہوش ہو کر
بے حس و حرکت بستر پر پڑا ہونگا اور دوست میرے اُس حالت کرب مین
مجھے ایک جانب سے دوسری جانب پھیرتے ہونگے دوسرے رحم کر مجھپر
اُسوقت جبکہ نیک ہمسایہ میرے مجھے تختہ پر لٹا کر غسل دیتے ہون وَارْحَمْنِی
مَحْمُولًا قَدْ تَنَاوَلَ الْاَقْرِبَاءُ اَطْرَافَ جِنَازَتِی وَارْحَمْ فِی ذٰلِکَ الْبَیْتِ
الْمُظْلِمِ وَحْشَتِی وَغُرْبَتِی وَوَحْدَتِی اور رحم فرما مجھپر اُسوقت جبکہ
میرے اقربا میرے جنازہ کے اطراف کو اُٹھاے ہون اور رحم فرما مجھپر
اُسوقت جبکہ قبر مین کہ وہ خانہ تاریک ہی دفن ہو جاؤن اور اُسوقت

میری پریشانی خاطر اور غربت و تنہائی پر رحم کرنا آہ اسوقت یاد آگئی مظلومی و بیکسی اُس مظلوم کی جسکے سرہانے وقت احتضار کے کوئی عزیز و اقربا اور دوست نہ تھا جو خبرگیری کرتا اور ایک جانب سے دوسری جانب پھیرتا چنانچہ اُسوقت کی حالت کو حجت خدا فرماتے ہین قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِیْنُکَ وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُکَ وَیَمِیْنُکَ اے جد مظلوم اُسوقت آپکی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور اُس حالت کرب و ایذا مین آپ دست و پاہے اطہر سمیٹ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور کبھی آپ داہنی طرف اور کبھی بائین طرف کروٹ لیتے تھے اور کسیطرح اُس ریگ گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی کیون مومنین دستور عالم ہے کہ جب کوئی مسلمان انتقال کرتا ہے تو اُسکے عزیز و اقربا یا احباب غسل و کفن دیتے ہین اور نماز جنازہ پڑھکے دفن کرتے ہین اور اگر وہ مسلم غریب الوطن اور مسافر ہے کہ کوئی اُسکے نام و نشان سے بھی واقف نہین ہے تو اہل شہر یا عترہ وہان کے لوگ اُسکو غسل و کفن دیتے ہین اور نماز جنازہ پڑھکے دفن کرتے ہین چنانچہ مشاہد مشرفہ حجاز و عراق مین منادی ندا کرتا ہے مَاتَ الْغَرِیْبُ اَلصَّلٰوۃَ مسافر نے انتقال کیا ہے اُسکی نماز جنازہ پڑھو آہ آہ اب کیا حاجت بیان ہے کہ اشقیاے کوفہ و شام نے جو دعواے اسلام کرتے تھے فرزند خیر الانام کو مہمان بلا کر صحراے کربلا مین تشنہ لب شہید کیا اور بعد قتل کرنے کے کوئی متوجہ طرف نماز

جنازہ اور دفن تک نہوا اور نہ کسی نے ندا دی کہ ایک مسافر نے انتقال کیا ہی
اسکی نماز جنازہ پڑھو افسوس ہزار افسوس عوض دفن و کفن اور نماز جنازہ
کے اعدا نے لباس لوٹ لیا کوئی عمامہ لیگیا کوئی کرتہ لیگیا اور کسی نے
عبا اُتار لی آہ آہ بجدل لعین نے انگشت ستورم کو کاٹ کر انگشتری نکال لی
اور جمال ملعون نے ایک کمر بند کے لیے دونوں دست اقدس قطع کیے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و چہارم

فِی الکافِی وغَیرِہٖ اَنَّہٗ وُلِدَ اَبُو عَبدِ اللہِ علیہ السَّلام سَنَۃ
ثلٰثٍ وَثمانِین وَمَضٰی فِی شَوّالٍ مِن سَنَۃِ ثمانٍ واَربَعِین
ومِائۃٍ وَلہٗ خمسٌ وَستُّونَ سَنَۃً کافی وغیرہ مین منقول ہی
کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سنہ ۸۳ تراسی ہجری مین پیدا ہوے
اور ماہ شوال سنہ ۱۴۸ ایکسو اڑتالیس ہجری مین زہر ستم سے شہادت پائی
اور سن شریف اُن حضرت کا ۶۵ پینسٹھ برس کا تھا اور جلاء العیون مین
یون منقول ہی کہ ولادت باسعادت اُن حضرت کی سترھوین ربیع
الاول روز جمعہ سنہ تراسی ہجری مدینہ منورہ مین واقع ہوئی اور
نخبۃ الاخبار مین یون منقول ہی کہ وہ جناب پندرھوین ماہ رجب
روز دوشنبہ سنہ ۱۴۸ ایکسو اڑتالیس ہجری مین شہید ہوے کہ منصور دوانقی
لعین کے ظلم و ستم سے انگور مین زہر دیا گیا وَدُفِنَ بِالبَقِیعِ فِی القَبرِ
الَّذِی دُفِنَ فِیہِ اَبُوہُ وَجَدُّہٗ وَالحَسَنُ بنُ عَلِیٍّ عَلَیہِمَا السَّلَام

اور وہ جناب جنت البقیع میں پاس اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ اور
جد نامدار امام زین العابدینؑ اور حضرت امام حسن بن علی بن ابیطالب
علیہم السلام کے دفن ہوئے اور القاب اُن حضرت کے صادق اور
مصدق اور محقق اور کاشف الحقائق اور فاضل وطاہر اور صابر ہیں
وَاُمُّهٗ اُمُّ فَرْوَةَ بِنْتُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ وَاُمُّهَا اَسْمَاءُ
بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ اور مادر گرامی جناب صادق علیہ
السلام کی جناب ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابوبکر ہیں اور مادر
ام فروہ کی اسما دختر عبدالرحمان بن ابوبکر بن قحافہ ہیں وَكَانَتْ اِمَامَتُهٗ
عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ سَنَةً وَّوَصّٰى اِلَيْهِ اَبُوْ جَعْفَرٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصِيَّةً ظَاهِرَةً وَّنَصَّ عَلَيْهِ بِالْاِمَامَةِ اور
حضرت صادق علیہ السلام چونتیس ۳۴ برس تک امام زمان رہے
اور خلق کو ہدایت فرمائی اور علم دین کو وسعت دی چنانچہ اُن حضرت
کے زمانہ میں چار ہزار راویوں نے چار ہزار کتابیں احادیث کی جمع کیں
جو اُن حضرت سے سُنی تھی اور باتفاق فریقین تمام عالم میں افضل
و اعلم تھے ابوحنیفہ جو اہل سنت کا امام اعظم کہلاتا ہے اُسکو یہ مرتبہ اُن
حضرت کے تصدق میں حاصل ہوا اور اُن حضرت کی نص امامت میں
یوں منقول ہے رَوٰى هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ الْجُعْفِيِّ
اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْقَائِمِ
بَعْدَهٗ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ

هٰذا واللهِ بعدی قائمُ آلِ محمدٍ صلی الله علیه وآله ہشام بن
سالم نے جابر بن یزید جعفی سے روایت کی ہے کہا اُسنے کہ کسی شخص نے حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا یا ابن رسول اللہ بعد آپکے امام
اور ہادی خلق کون ہوگا پس اُن حضرت نے دست حق پرست اپنے
فرزند جناب صادق علیہ السلام پر رکھکر فرمایا کہ قسم بخدائے عز و جل
بعد میرے یہ فرزند قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ امام و حجت خدا ہیں حضرات
باوجود اسکے اُن حضرت کو اعدا نے کیسی کیسی اذیت و تکلیف دی اور
ہمیشہ درپئے قتل رہے فی الکافی وغیرہ عن المفضل انه قال وجّه
ابو جعفر بن المنصور الی الحسین بن زید وهو والیه علی الحرمین
ان احرق علی جعفر بن محمد علیهما السلام فی داره چنانچہ
کافی وغیرہ میں مفضل سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ منصور دوانقی لعین نے
ایک مرتبہ حسین بن زید کو کہ اُس شقی کیطرف سے حاکم مکہ و مدینہ تھا حکم
دیا کہ تو جعفر بن محمد علیہما السلام کے گھر کو مع اُنکے جلا دے فالقی النار
فی دار ابی عبد الله علیه السلام فاخذت النار فی الباب
والدهلیز فخرج ابو عبد الله علیه السلام یتخطّی النار ویمشی
فیها ویقول پس اُس شقی نے حسب الحکم منصور عباسی کے خانہ جناب
صادق علیہ السلام کو جلا دیا اور آگ مشتعل ہوئی یہانتک کہ در و دیوار
کو گھیر لیا اور راہ آمد و رفت کی مسدود ہوئی پس حضرت صادق علیہ
السلام آگ کو پامال کرتے ہوئے دولتسرا سے باہر تشریف لائے اور

اُسوقت یہ کلمات مکرر فرماتے تھے اَنَا بْنُ اَعْرَاقِ الثَّرٰی اَنَا بْنُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ۔ میں فرزند ہوں اُن بزرگواروں کا جو بقائے زمین کی بنیاد ہیں اور میں فرزند ہوں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا جنپر حق سبحانہ تعالیٰ نے آتش نمرود کو سرد کیا یہ گویا اشارہ فرمایا کہ ہم اہل بیت رسالت پر آگ حرام ہے حضرات سنا آپنے کہ جب اعدانے خانۂ اہل بیت رسالت میں آگ لگائی تو وہ شعلہ ور ہوئی اور راہ آمد و رفت کی مسدود ہوئی حالانکہ وہ گھر کسی صحرا میں نہ تھا بلکہ آبادی مدینہ میں تھا اور جناب صادق علیہ السلام صحیح و سالم تھے اور آگ کو پامال کیا اگرچہ پانی بھی ممکن تھا آہ آہ اسوقت یاد آگیا صحرائے کربلا جبکہ اعدانے بعد شہادت امام حسینؑ خیموں میں آگ لگائی افسوس اُسوقت امام زین العابدینؑ بیمار غش میں پڑے تھے ہائے کیا وقت مصیبت و بیکسی تھا اہل بیت رسالت پر کہ ایک طرف بیمار کربلا تشنہ لب غش میں پڑے تھے اور ایک طرف خیمے جل رہے تھے اور آگ شعلہ زن تھی اور ایک طرف بچے نایابیٔ آب سے فریاد العطش العطش کرتے تھے اور ایک طرف ذوالجناح تیروں سے فگار خون آلودہ فریاد کرتا تھا آہ خدا نہ کرے کہ کسی آبرودار کا حامی و سرپرست عالم غربت و مسافرت میں جدا ہو تصور کیجیے کہ اُسوقت اہل بیت مظلوم کربلا کا کیا حال ہوگا چنانچہ اُسوقت کے حال میں حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں وَاَسْرَعَ فَرَسُكَ شَارِدًا اِلٰی خِیَامِكَ قَاصِدًا مُحَمْحِمًا بَاكِیًا یعنی جد مظلوم اُسی حال میں جلدی کی آپکے اسپ باوفانے کہ دوڑتا ہوا آپکے

نہوئی تھی اور اُس فاجر کو عاجز و پریشان کر دیا یہانتک کہ وہ اپنا منہ پیٹنے لگا پس اُسوقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اُسکے پاس تشریف لائے فقال لہ المنصور یا ابا عبد اللہ لم خلق اللہ تعالیٰ الذباب فقال علیہ السلام لیذل بہ الجبابرۃ پس اُسوقت منصور عباسی نے اُن حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ ای ابو عبد اللہ خدا نے مکس کو کیون عبث پیدا کیا یہ سنکر حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا تاکہ جابرون اور متکبرون کو اُسسے ذلیل کرے پس حضرات یہ کلام اُن حضرت کا مقتبس ہے آیہ مذکورہ سے کہ جسطرح اصنام معبود کفار تھے اور ایک مکس کے دفع سے عاجز تھے اسیطرح بادشاہان جبار جو اپنے تئین مرجع خلائق جانتے ہین ایک مکس صغیر الجثہ کے دفع سے عاجز ہین پس شاید مطلب اُن حضرت کا یہ ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مکس کو واسطے کسر شوکت و نخوت سلاطین کے پیدا کیا ہے جو مصلحت و حکمت الٰہی مین مداخلت کرنا چاہتے ہین آور جلاء العیون وغیرہ مین بسند معتبر یونس سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ ایک روز ہم لوگ خدمت بابرکت مین جناب صادق علیہ السلام کے حاضر تھے اُسوقت اُن حضرت نے ہم لوگون سے فرمایا کہ خزانے زمین کے ہمارے قبضۂ قدرت مین ہین اگر ہم پاؤن سے اشارہ کرین تو زمین فوراً اپنے خزائن کو ظاہر کر دے پس یہ فرماکر اُن حضرت نے ایک پائے مبارک پھیلایا اور زمین پر کھینچا پھر دست حق پرست بڑھاکر ایک شمسۂ طلائی اور حلقہ بقدر ایک وجب کے اُٹھالیا اور فرمایا کہ دیکھو پس جب ہم لوگون نے

نگاہ کی تو کثرت قسمسے تہ بتہ زمین پر پڑے دیکھے کہ وہ ضو اور چمک دے رہے
تھے اُسوقت ہم لوگون مین سے ایک شخص نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ
فدا ہون مین آپ پر باوجودیکہ آپ اسقدر مال پر قادر ہین اور اکثر شیعہ
آپکے محتاج ہین یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے ہمارے
شیعون کے واسطے جنت کو خلق کیا ہی کہ وہان کی دولت و نعمت ابدی ہی
اور ثاقب المناقب اور بحار و تحفۃ المعجزات مین بسند معتبر ابو بصیر سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ مین
ایک روز خدمت باسعادت جناب صادق علیہ السلام مین حاضر تھا
تو اُن حضرت نے ایک پاے مبارک کو زمین پر مارا پس باعجاز اُن حضرت کے
ایک دریاے عظیم ظاہر ہوا کہ اُسکے کنارہ پر نقرئی کشتیان تھین پس وہ جناب
ایک کشتی پر سوار ہوے اور مجھے بھی اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوے یہانتک کہ
ایک مقام پر پہونچے کہ اُس جگہ نقرئی خیمے خوشنما نصب و قائم تھے پس
حضرت ہر ایک خیمے مین داخل ہوے اور پھر باہر تشریف لائے جیسے آفتاب
بروج مین سیر کرتا ہی اسیطرح اُن حضرت نے اُن سب خیمہاے نورانی
مین سیر فرمائی اور مجھ سے فرمایا کہ ای ابو محمد کچھ معلوم ہوا کہ یہ خیمے کیسے ہین
مین نے عرض کیا خدا و رسول اور امام زمان بہتر و خوب جانتے ہین پس
فرمایا اول جس خیمہ مین مین داخل ہوا وہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ کا تھا اور دوم جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ
السلام کا سوم جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کا چہارم جناب
خدیجہ کبرےٰ کا پنجم جناب امام حسن مجتبی علیہ السلام کا ششم جناب

امام حسین علیہ السلام کا ہفتم امام زین العابدین علیہ السلام کا ہشتم میرے پدر بزرگوار جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا اور خیمہ نہم ہمارے واسطے ہی اور جو ہم اہل بیت رسالت مین دنیا سے رحلت کرتا ہی تو ہر ایک یہان ایک ایک خیمہ مین ساکن ہوتا ہی اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہی کہ ایک روز دوسرے حاکم عباسی منصور دوانقی لعین نے جناب صادق علیہ السلام کو اس غرض سے بلایا کہ اُن حضرت کو قتل کرے اور اُس شقی نے شمشیر طلب کی اور نطع بچھوائی اور اپنے دربان ربیع سے کہا کہ جب جعفر بن محمد علیہما السلام یہان آوینگے تو مین اُن سے مشغول کلام ہو کر ہاتھ پر رکھ دونگا بس تو قتل کرنا وہ دربان کہتا ہی کہ جب مین اُن حضرت کو سامنے لایا تو حضرت کے لبہاے اقدس حرکت وجنبش مین تھے جب نظر منصور کی اُن حضرت پر پڑی غصہ اور غضب اُسکا فرو ہوا کہنے لگا کہ مرحبا ای ابو عبد اللہ مین نے اِسوقت آپکو اسلیے تکلیف دی ہی کہ تا آپکے قرض کو ادا کرون اور حوائج بر لاؤن اور بہت سی عذر خواہی کرکے اُن حضرت کو بسلامت رخصت کیا وہ دربان کہتا ہی کہ اُسوقت منصور نے مجھ سے کہا کہ ای ربیع بعد تین روز کے جعفر بن محمد علیہما السلام کو بغداد سے روانہ مدینہ کرنا بعد اسکے ربیع باہر آیا اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ اُس ملعون نے شمشیر و نطع کو آپکے قتل کرنے کے لیے طلب کیا تھا آپنے کونسی دعا پڑھی جو اسکے شر سے محفوظ رہے حضرت نے فرمایا کہ مین نے وہ دعا پڑھی تھی

جو جد مظلوم میرے فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام پڑھتے
تھے اُس محب نے عرض کی کہ فدا ہون مان باپ میرے آپ پر وہ کون
دعا ہے فرمایا یہ ہے یَا عُدَّتِیْ عِنْدَ شِدَّتِیْ وَیَا غَوْثِیْ عِنْدَ کُرْبَتِیْ اِحْرُسْنِیْ
بِعَیْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاکْفِنِیْ بِرُکْنِكَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ ربیع کہتا ہے کہ
مین نے اس دعا کو حفظ کیا اور جس سختی و شدت مین پڑھا اُس سے
فوراً نجات حاصل ہوئی بعد اسکے ربیع واپس آیا اور منصور سے کہا کہ کس
چیز نے تیرے غصہ اور خشم عظیم کو مبدل بخوشنودی کیا اُس شقی نے جواب
دیا کہ جب جعفر بن محمد علیہما السلام میرے گھر مین داخل ہوئے تو مین نے
ایک بڑا اژدہا دیکھا کہ وہ نزدیک میرے آیا کہ بسبب غصہ کے دانت اُسکے
صدا دیتے تھے اور بزبان فصیح کہتا تھا کہ اے شقی اگر ذرا آسیب و ضرر
بھی اس امام زمان حجت خدا کو تو پہونچائیگا تو مین گوشت تیرا تیرے
استخوان سے جدا کرونگا حضرات سُنا آپنے کہ اُس فرزند رسول خدا امام
ہادی خلق کو اعدا ہمیشہ اذیت و تکلیف پہونچاتے تھے اور ہر وقت درپے
قتل رہتے تھے آخر بحکم منصور دوانقی لعین کے انگور مین زہر کھلا کے مدینہ
مین شہید کیا چنانچہ جلاء العیون وغیرہ مین منقول ہے کہ جب زہر نے
اثر کیا اور آثار موت کے ظاہر ہوئے تو اپنے فرزند امام موسی کاظم علیہ
السلام کو تجہیز و تکفین کی وصیت فرمائی اور امانات انبیا و اوصیا
سپرد کرکے اپنے فرزند کو اسرار امامت تعلیم فرماکر رحلت کی اُسوقت
شور گریہ و بکا حرم سرا سے بلند ہوا پس حضرت امام موسی کاظم نے

حسب وصیت غسل و کفن دیکر مع جماعت شیعہ کے نماز جنازہ پڑھی اور جنت
البقیع مین دفن کیا اور زار زار روئے مومنین اسوقت یاد آگیا حال
امام زین العابدین علیہ السلام بیمار کربلا کا کہ اُس مظلوم کو اعدائے
بروز عاشورا اتنی مہلت بھی نہ دی کہ لاش پارہ پارہ پر اپنے پدر مظلوم
امام حسین علیہ السلام کے نماز جنازہ پڑھکے دفن کرتے بلکہ اشقیائے کوفہ
وشام نے بظلم و ستم طوق و زنجیر مین جکڑ کے اسیر و مقید کیا اور طرف کوفہ
وشام کے لیگئے یہانتک کہ دربار یزید شرابخوار مین پہونچے اور سامنے اُس
لعین کے رسن بستہ ٹھہرایا اور اُس شقی مغرور نے کلمات طعن زبان نجس پر
جاری کیے چنانچہ محرق القلوب مین منقول ہے کہ بیمار کربلا نے وہ سنکر
فرمایا کہ ای یزید نبوت و امامت جانب خدا سے ہمارے اجداد کو تھی
یا تیرے اجداد کو اور روز جنگ بدر و احد و احزاب و خیبر علم اسلام کا
ہمارے جد امجد کے ہاتھ مین تھا یا تیرے جد کے اور جبرئیل امین بحکم رب
العالمین ہمارے گھر مین نازل ہوتے تھے یا تیرے گھر مین اور آیہ تطہیر
ہمارے حق مین نازل ہوا یا تیرے اور لزوم مودت ذوی القربیٰ
ہمارے بارےمین ہی یا تیرے بارےمین پس ای یزید اگر تو تصور کرے کہ کیسے
امور کا مرتکب ہوا ہی اور فرزند رسول و دلبند بتول سے کیا سلوک
کیا ہی تو ہر آئینہ تو طرف پہاڑون کے نکل جائیگا اور خاکستر پر بیٹھکے
شور و فغان کریگا آہ یہ سنکر یزید غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ
اس بیمار کو قتل کر اسوقت اہل بیت اُن حضرت کے زار زار رونے لگے

اور اُس بیمار سے لپٹ گئے اور بچّون نے فریاد کی بس اُنکی بیتابی دیکھکر حاضرین
دربار بھی زار زار رونے لگے آہ مؤمنین تصوّر کیجیے کہ اُسوقت اُن
ستم رسیدون کے دل پر کیا صدمہ ہوگا جو بیتاب ہوکر بشدت روتے تھے
اور فریاد کرتے تھے کہ اہل شام حاضرین دربار سے نہ دیکھا گیا اور رونے لگے
وفی البحار ثم قال یزید یا علیؑ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض
فبما کسبت ایدیکم اور بحار الانوار مین یون منقول ہے کہ بعد اسکے
یزید لعین نے کہا یا علی نہین پہونچی کوئی مصیبت تمکو زمین مین مگر وہ عوض
اُسکا ہے جو خود کسب کیا تمہارے ہاتھون نے آہ اُس شقی نے اس آیہ سے
معاذ اللہ یہ اشارہ کیا کہ تمپر اور تمہارے باپ پر جو مصائب گذرے
اُسکے تم خود باعث ہوے کیون بیعت میری نہ کی فقال علی بن
الحسین علیہما السلام کلا ما ھذہ فینا نزلت انما نزلت فینا
ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب
من قبل ان نبرأھا پس یہ سنکر امام زین العابدین علیہ السلام
فرمایا کہ ای یزید ہرگز یہ آیت ہمارے بارے مین نازل نہین ہوئی ہے بلکہ
ہمارے بارے مین یہ آیہ کریمہ ہے ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی
انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے
نہین پہونچی کوئی مصیبت زمین مین اور نہ نفسون مین تمہارے مگر
یہ کہ ثابت ہے لوح محفوظ مین قبل اسکے کہ پیدا کرین ہم انکو بس شاید
اس آیہ کے پڑھنے سے مقصود بیمار کربلا کا ممانعت یزید کے ہو غرور

وتکبر اور بہروت جو آیہ مابعد سے مستفاد ہوتا ہے لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰکُمْ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ
تاکہ غمگین نہو تم اس چیز سے کہ فوت ہو تم سے اور خوش و مسرور نہو تم اس چیز سے کہ ملے تمکو اور خداوند عالم دوست نہیں رکھتا ہے ہر متکبر اور فخر کنندہ کو پس حضرت نے اپنا معصوم و بیگناہ ہونا اور یزید کا فخار و متکبر ہونا بدلیل قرآن ثابت کر دیا فَنَحْنُ الَّذِیْ لَا نَاْسٰی عَلٰی مَا فَاتَنَا وَلَا نَفْرَحُ بِمَا اٰتٰنَا مِنْھَا پس فرمایا کہ اے یزید ہم اہل بیت رسالت وہ لوگ ہیں کہ تاسف نہیں کرتے ہیں اس چیز پر جو ہم سے دنیا میں فوت ہوئی اور ہم اسکے ملنے پر خوش و مسرور نہیں ہوتے ہیں آخر مومنین اس کلام ہدایت نظام سے ان حضرت کے یزید لعین سخت غضبناک ہوا اور اس ہادی خلق اور حجت خدا کے قتل کا حکم دیا پس جناب زینب وام کلثوم نے فریاد کی اور دل پر درد سے نوحہ و بین کیے کہ وہ کلمات جگر خراش سنکر حاضرین دربار زار زار رونے لگے اور ایک شامی نے کہ جو قوم یزید سے تھا آواز دی کہ اے یزید اس بیمار کے قتل سے باز آ ورنہ تو ابھی قتل کیا جائیگا یہ سنکر اس ملعون نے امام زین العابدین علیہ السلام کے قتل سے باز رہا اور بہلا دیا اور حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و ششم

روی الشیخ المفید رحمہ اللّٰہ انّہ ولد ابو الحسین صلوٰۃ

بن جعفر علیہما السلام بالابواء سنۃ ثمان وعشرین ومائۃ وقبض
علیہ السلام ببغداد فی حبس السندی لعنہ اللہ لست و
قیل لخمس خلون من رجب سنۃ ثلث وثمانین ومائۃ من
الہجرۃ ولہ یومئذ خمس وخمسون سنۃ ودفن فی مقابر
القریش۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ولادت
باسعادت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بروز یکشنبہ ساتوین ماہ
صفر کو منزل ابوا مین کہ درمیان مکہ و مدینہ کے ہے سنہ ۱۲۸ ایکسو اٹھائیس ہجری
مین واقع ہوئی اور بمقام شہر بغداد قید خانہ سندی لعین مین چھٹی تاریخ
اور بقولے پانچوین ماہ رجب سنہ ۱۸۳ ایکسو تراسی ہجری مین زہر دغا سے
رحلت فرمائی اور بحار الانوار مین منقول ہے کہ پچیسوین ماہ رجب کو بروز
جمعہ اُن حضرت نے زہر ستم سے شہادت پائی اور سن شریف اُن حضرت کا
اُس روز پچپن برس کا تھا اور وہ جناب بغداد مقابر قریش مین دفن
ہوئے وامہ ام ولد یقال لہا حمیدۃ البربریۃ وقیل الاندلسیۃ
وکانت مدۃ خلافتہ ومقامہ فی الامامۃ بعد ابیہ خمسا
وثلثین سنۃ وکان یکنی ابا ابراہیم وابا الحسن وابا علی
ویعرف بالعبد الصالح والکاظم اور مادر گرامی اُن حضرت کی
ام ولد تھین کہ نام اُن مخدومہ کا جناب حمیدہ بربریہ تھا اور بقولے
اندلسیہ تھین اور بنا بر مشہور کے وہ مخدومہ اپنے ملک کی شاہزادی تھین
اور اندلس ایک ملک ہے نصاریٰ کا جہان بنی امیہ کی حکومت [illegible]

رہی اور مدت خلافت اور امامت اُن حضرت کی بعد اپنے پدر بزرگوار کے پینتیس ۳۵ برس تھی اور کنیت اُن حضرت کی ابو ابراہیم اور ابو الحسن اور ابو علی ہی اور مشہور عبد صالح اور کاظم ہیں تھے اسلیے کہ وہ جناب شبہا ئے تار میں مشغول عبادت خدا رہتے تھے اور ظلم وستم اعدا پر بہت صبر و تحمل فرماتے تھے اور اکثر سجدہ شکر میں رہتے تھے اور ایسے ضعیف و ناتوان ہوگئے تھے کہ حالت سجدہ میں دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چادر سفید و نورانی پڑی ہی چنانچہ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے یعقوب بن داؤد سے روایت کی ہی کہ وہ جناب سات برس مقید رہے اور ہارون رشید لعین نے پہلے اُن حضرت کو حاکم بصرہ عیسیٰ بن جعفر بن منصور دوانقی کے پاس قید کیا اور اُسکو حضرت کے قتل کرنے کا حکم دیا اُسنے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ مجھے اِس امر میں معاف رکھ بعد ایک سال کے اُن حضرت کو بغداد میں طلب کرکے فضل بن ربیع کے پاس قید کیا اور بعد ایک مدت کے اُنکو حضرت کے قتل پر مامور کیا اُسنے بھی انکار کیا اور عذر کیا اور شرح کافی میں ملا صالح علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ جب فضل بن ربیع نے اُن حضرت کے قتل سے انکار کیا تو اُسوقت ہارون رشید لعین نے اُس مظلوم کو فضل بن یحییٰ برمکی کے پاس قید کیا اُسنے موافق حکم ہارون لعین کے حضرت کو ایک مکان ذلیل میں مقید کیا اور آب و طعام میں بہت تنگی کی بعد چندروز کے جب اُن حضرت کی کثرت عبادت نماز و روزہ اور طول سجود اور خشوع و خضوع سے مطلع ہوا

تو نادم ہوکر ان حضرت کو مکان نفیس و پاکیزہ مین جگہ دی اور تعظیم
و تکریم مین بہت اہتمام کیا جب یہ خبر ہارون لعین کو پہونچی تو اُسنے
فضل بن یحیی پر غضبناک ہوکر تعزیر دی بعد اسکے ہارون نے حضرت کو
سندی کے پاس قید کیا اُسوقت یحیی بن خالد برمکی ہارون کے پاس آیا
اور اپنے پسر فضل کے لیے عذر خواہی کرنے لگا اور ہارون لعین کی خوشنودی
کے واسطے خود حضرت کے قتل پر آمادہ ہوا پس ہارون رشید بہت مسرور
ہوا اور یحیی کو حکم دیا کہ بغداد مین جاکر حضرت کو مخفی شہید کرے کہ تا سادات
جاوی اور شیعہ اس امر سے مطلع نہون پس یحیی بغداد مین آیا اور لوگون سے
ظاہر کیا کہ مجھے ہارون رشید نے درستی عمارات کے لیے بھیجا ہے اور بعد چند
روز کے سندی لعین سے اپنا راز دل بیان کیا پس اُن دونون نے
حضرت کو زہر دیکر شہید کیا اُسوقت ایک صاحبزادہ با حسن و جمال
ظاہر ہوا اور حضرت کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھ کے
غائب ہوا اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے یون روایت کی کہ اُن حضرت نے
سندی لعین کی قید مین اُسی کے زہر دینے سے شہادت پائی اور بعد شہادت
اُن حضرت کے لاش اطہر کو ایک تختے پر رکھ کے لیچلے اور ایک شقی اُن
اشقیا سے پکارتا تھا کہ یہ لاش ہے رافضیون کے امام کی اسے پہچانو پس
جب جنازہ حضرت کا قریب کوتوالی کے پہونچا تو سندی لعین نے چار
مزدورون سے کہا کہ آواز بلند کلمات نامناسب جو انھین اشقیا کے
لائق ہین کہتے ہوے لیچلین پس وہ اشقیا خبیث ابن خبیث آواز بلند

وہ کلمات کہتے ہوئے چلے اور کہتے تھے کہ جسے دیکھنا ہو وہ آکر موسیٰ بن جعفرؑ کو
دیکھے یہ سنکر سلیمان بن ابو جعفر اپنے قصر سے باہر آیا اور اپنی اولاد اور غلاموں سے
پوچھا کہ یہ غل و شور کیسا ہے اُنھوں نے کہا کہ سندی لعین لاش اطہر امام
موسیٰ کاظم علیہ السلام پر منادی کر رہا ہے پس سلیمان نے اپنی اولاد کو
حکم دیا کہ جب یہ اشقیا دریا سے عبور کریں تو تم مع اپنے غلاموں کے جاکر
لاش اطہر کو اُنسے چھین لو اگر دینے میں کچھ تکرار کریں تو اُنکو مار کر ہٹا دو
اور اُنکی جمعیت کو متفرق و پراگندہ کر دو پس جب اُن اشقیا نے دریا سے
عبور کیا تو سلیمان کے رفقا اور اولاد اور غلاموں نے اُنسے لاش اطہر
چھین لی اور اُن اشقیا کو مار کر ہٹا دیا پس جنازہ کو چورا ہے پر رکھکر حکم
دیا کہ ہر طرف منادی کریں پس لوگ باآواز بلند ندا کرتے تھے اَلَا مَنْ
اَرَادَ اَنْ یَرَی الطَّیِّبَ بْنَ الطَّیِّبِ مُوسَی بْنَ جَعْفَرٍ عَلَیْهِمَا
السَّلَامُ فَلْیَخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ ایہا الناس آگاہ ہو جو شخص چاہے کہ
دیکھے طیب بن طیب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو پس وہ
اپنے گھر سے باہر آئے اسوقت ایک جماعت کثیر شیعوں کی جمع ہوئی اور
سلیمان بن ابو جعفر نے اُن حضرت کو غسل دیا اور حنوط کیا اور کفن
عمدہ پہنایا کہ وہ بُرد یمانی تھی قیمت اُسکی دو ہزار پانسو دینار تھے
اور اُسپر تمام قرآن مجید لکھا تھا اور سلیمان پا برہنہ چاک گریبان
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ کہتا ہوا تا مقابر قریش تک ہمراہ جنازہ
کے گیا اور وہاں امام مظلوم کو دفن کرکے سب گریاں و نالاں

وایس آئے بعد اسکے سلیمان نے یہ سب ماجرا ہارون رشید کو لکھا جب
اُس لعین نے وہ نوشتہ دیکھا تو از راہ مکر کے جواب لکھا کہ ای سلیمان خدا اسکو
جزاے خیر دے مومنین افسوس ہی حال جناب سید الشہدا مظلوم
کربلا پر کہ وہ جناب روز عاشورا صحراے کربلا مین آبادی سے دور
تشنہ لب شہید کیے گئے اور لاش اطہر اُن حضرت کی تین روز تک خاک
و خون مین آلودہ ریگ گرم پر پڑی رہی ہائے افسوس نہ اُن حضرت کا
جنازہ اُٹھایا گیا نہ کسی نے کفن پہنایا اور نہ دفن کیا جیسا کہ ان فقرات
زیارت مفجعہ سے ظاہر ہو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامَنْ دَمُهٗ غُسْلُهٗ
وَشَيْبَتُهٗ قُطْنُهٗ وَالتُّرَابُ كَافُوْرُهٗ سلام ہو آپ پر ای مظلوم
کربلا کہ جسکا غسل اُسکے خون بدن سے ہوا اور ریش سفید بجاے پنبہ کے
ہوئی اور خاک صحرا بجاے کافور کے ہوئی وَنَسْجُ الرِّيَاحِ اَكْفَانُهٗ
وَالْقَنَاةُ الْخَطِّيُّ نَعْشُهٗ وَفِيْ قُلُوْبِ مَنْ وَالَاهُ قَبْرُهٗ اور بعوض
پارچہاے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو اُڑ اُڑ کے اُس جناب کی لاش اقدس پر
جمتی جاتی تھی اور بجاے جنازہ کے سر انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار
بدیار پھرایا گیا اور دل مین مومنین کے قبر اُس شہید راہ خدا کی ہوئی
آہ آہ آخر بعد کئی دن کے بنی اسد اہل غاضریہ اور نینوا نے رحم
کھا کر دفن کیا چنانچہ حجت خدا فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ تَوَلّٰى
دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰى سلام ہو اُس غریب الوطن اور مسافر پر جسے
اہل قریہ اور دیہات نے دفن کیا الا لعنة الله على القوم الظالمين

مجلس سی و ہفتم

فِی الکَافِی وَغَیرِہٖ اَنَّہٗ وُلِدَ اَبُوالحَسَنِ عَلِیُّ بنُ مُوسَی الرِّضَا عَلَیہِمَا السَّلَامُ سَنَۃَ ثَمَانٍ وَّاَربَعِینَ وَمِائَۃٍ وَقُبِضَ عَلَیہِ السَّلَامُ فِی صَفَرٍ مِن سَنَۃِ ثَلٰثٍ وَّمِائَتَینِ وَھُوَ ابنُ خَمسٍ وَّخَمسِینَ سَنَۃً وَقَدِ اختُلِفَ فِی تَارِیخِ وَفَاتِہٖ کافی وغیرہ میں منقول ہی کہ حضرت امام رضا علیہ السلام مدینۂ منورہ سنہ ۱۴۸ ایکسو اڑتالیس ہجری میں پیدا ہوے اور ماہ صفر سنہ ۲۰۳ دو سو تین ہجری میں زہر ستم سے شہید ہوے اُس روز سن شریف اُن حضرت کا پچپن برس کا تھا اور بعضے لکھتے ہیں گیارھوین ماہ ذیحجہ اور بقولے گیارھوین ماہ ربیع الثانی کو سنہ ۱۵۳ ایک سو ترپن ہجری میں ولادت باسعادت اُن حضرت کی واقع ہوئی اور حدیقۃ الشیعہ میں منقول ہی کہ اکیسوین ماہ رمضان اور بقولے چوبیسوین اور بروایتے سلخ ماہ رمضان سنہ ۲۰۳ دو سو تین کو شہید ہوے اور ایک روایت میں یون وارد ہوا ہی کہ تیرھوین ماہ ذیقعدہ کو زہر دغا سے شہر طوس میں شہادت پائی وَتُوُفِّیَ فِی طُوسٍ فِی قَریَۃٍ یُقَالُ لَھَا سَنَابَادُ مِن نُوقَانَ عَلٰی دَعوَۃٍ وَدُفِنَ بِھَا عَلَیہِ السَّلَامُ اور اُن حضرت نے ملک خراسان شہر طوس کے ایک قریہ میں کہ نام اُسکا سناباد ہی رحلت فرمائی اور وہ قریہ قریۂ نوقان سے بفاصلہ آواز اذان کے واقع ہی اُسی میں دفن ہوے اور اب وہ دونون قریہ آباد ہوکر ایک شہر ہوا ہے جسے مشہد رضا کہتے ہین

وکان المامون اشخصه من المدینة الی مرو علی طریق البصرة
وفارس فلما خرج المامون وشخص الی بغداد اشخصه معه
فتوفی علیه السلام فی هذه القریة اور مامون رشید ملعون نے
ان حضرت کو مدینہ منورہ سے بصرہ اور فارس کی راہ سے شہر مرو مین
طلب کیا ہین جب مامون بعزم بغداد وہان سے روانہ ہوا تو ان
حضرت کو بھی اپنے ہمراہ لیا جب قریۂ سناباد مین پہونچے تو حضرت نے
رحلت فرمائی ویکنی ابا الحسن وهو سمی جده امیر المؤمنین
علی بن ابیطالب علیه السلام وکنیته ویلقب بالرضی و
الوفی والصابر والرضا وهو اشهر اور کنیت ان حضرت کی
ابوالحسن ہے اور وہ جناب اسم اقدس اور کنیت مین ہمنام وہم کنیت
ہین اپنے جد بزرگوار امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے
اور القاب ان حضرت کے رضی اور وفی اور صابر اور رضا ہین اور
ان سب القاب مین سے مشہور زیادہ رضا ہے امه ام ولد
تسمی الخیزران وقیل سبیکة النوبیة وقیل اسمها اروی
وقیل نجمة وقیل سمانة وقیل تکتمة وهو اشهر وتکنی ام
البنین وتلقب الشقراء فلما ولدت الرضا سماها الطاهرة
اور مادر گرامی ان حضرت کی ام ولد تھین کہ نام اس معظمہ کا خیزران ہے
اور بروایتے سبیکہ نوبیہ اور بقولے اروی اور بقولے نجمہ یا سمانہ اور
بروایتے تکتمہ ہے اور یہی مشہور زیادہ ہے اور کنیت اس مخدومہ کی

ام البنین ہی اور لقب انکا شقرا ہی پس جب حضرت امام رضا علیہ السلام
پیدا ہوے تو اُس معظمہ کا نام جناب طاہرہ رکھا گیا اور کافی میں منقول ہی
کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے نص امامت میں حضرت امام موسی
کاظم علیہ السلام نے داود رقی سے فرمایا یا داؤد ہذا
صاحبکم من بعدی ای داود یہ فرزند میرا علی رضا علیہ السلام
بعد میرے امام و پیشوا تمہارا ہے وقال علیہ السلام ان ابنی علیا
اکبر ولدی وابرہم عندی واحبہم الی وھو ینظر معی
فی الجفر ولا ینظر فیہ الا نبی او وصی نبی اور فرمایا اُن حضرت نے
بتحقیق کہ فرزند دلبند میرا علی رضا ع میری سب اولاد سے اکبر و بزرگ ہی
اور سب سے زیادہ پرہیزگار و متقی ہی اور سب سے زیادہ میں اسے
دوست رکھتا ہوں اور میرے ساتھ یہ بھی علم جفر میں نظر کرتا ہی اور
اُسمیں کوئی نظر نہیں کر سکتا ہی سوائے نبی یا وصی نبی کے وقال
علیہ السلام من ظلم ابنی ہذا حقہ وجحد امامتہ
من بعدی کان کمن ظلم جدی علی بن ابیطالب علیہ
السلام وجحد امامتہ بعد رسول اللہ ص اور فرمایا اُن
حضرت نے جو شخص میرے اس فرزند کے حق کو بظلم و ستم غصب کرے
اور اسکی امامت و ولایت کا انکار کرے وہ اُس شخص کے مانند ہی
کہ جسنے حق میرے جد بزرگوار امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ
السلام کا بظلم و ستم غصب کیا اور اُن حضرت کی امامت و ولایت کا

بعد رسول خدا ہونے کے انکار کیا وَفِي الْمَنَاقِبِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَاسِرٍ
الْخَادِمِ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ طُوسَ سَبْعَةُ مَنَازِلَ
اِعْتَلَّ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَخَلْنَا طُوسَ وَقَدِ اشْتَدَّتْ
بِهِ الْعِلَّةُ فَبَقِينَا بِطُوسَ أَيَّامًا وَكَانَ الْمَأْمُونُ يَأْتِيهِ كُلَّ يَوْمٍ
مَرَّتَيْنِ اور مناقب قدیم میں منقول ہے کہ علی بن ابراہیم نے یاسر
خادم حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ہنوز
طوس ہم لوگوں سے سات منزل دور تھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام
اثنائے راہ میں علیل ہوئے پس جب ہم سب طی منازل کرتے ہوئے
طوس میں داخل ہوئے تو حضرت بشدت علیل ہوئے اسیوجہ سے ہم
لوگوں نے چند روز وہاں قیام کیا اور ماموں لعین از روئے مکر و فریب
حضرت کی عیادت کو ہر روز دو مرتبہ آتا تھا غرض اسکی اس آمد و رفت
سے یہ تھی کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ حضرت سے محبت والفت ہے اور زہر
دینا ثابت نہو فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ يَوْمِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ كَانَ ضَعِيفًا
فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ فَقَالَ لِي بَعْدَ مَا صَلَّى الظُّهْرَ يَا يَاسِرُ مَا أَكَلَ
النَّاسُ شَيْئًا پس جب وہ روز آیا کہ جسروز اُن حضرت نے رحلت
فرمائی تو اُسدن حضرت پر غشی طاری تھی جب اُس جناب کو غش سے
کچھ افاقہ ہوا تو مجھ سے فرمایا اے یاسر دیر ہوئی کہ نماز ظہر ہو چکی ہے اور
لوگوں نے ابتک کچھ نہیں کھایا یہ سنکر میں نے عرض کیا کہ اے سید و آقا
میرے یہ حال آپکا دیکھکر کسکو غذا کیطرف رغبت ہوگی فَانْتَصَبَ

ثُمَّ قَالَ هَاتُوا الْمَائِدَةَ وَلَمْ يَدَعْ مِنْ حَشَمِهِ أَحَدًا إِلَّا أَقْعَدَهُ عَلَى الْمَائِدَةِ يَتَفَقَّدُ وَاحِدًا وَاحِدًا یہ سنکر وہ جناب درست ہو کر بیٹھے اور خادموں سے فرمایا کہ دسترخوان بچھاؤ جب دسترخوان آراستہ ہوا توسبکو اپنے پاس بٹھایا اور کوئی ایسا باقی نہ رہا جو دسترخوان پر نہ بیٹھا ہوا اور ہر ایک پر تفقد و مہربانی فرماتے تھے فَلَمَّا أَكَلُوا قَالَ ابْعَثُوا إِلَى النِّسَاءِ بِالطَّعَامِ وَحُمِلَ الطَّعَامُ إِلَى النِّسَاءِ فَلَمَّا فَرَغُوا مِنَ الْأَكْلِ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَصَعِقَ فَرَفَعَ الصَّيْحَةَ وَجَاءَتْ جَوَارِي الْمَأْمُونِ وَنِسَائُهُ حَافِيَاتٍ حَاسِرَاتٍ پس جب مردوں نے کھانے سے فراغت پائی تو حضرت نے فرمایا کہ عورتوں کے واسطے کھانا بھیجو حسب الحکم اُس جناب کے عورات کے لیے کھانا بھیجا گیا آہ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو حضرت پھر بیہوش ہو گئے اور غش آگیا یہ حال حضرت کا دیکھکر سبنے صدا الفریاد و نالہ بلند کی اور زار زار رونے لگے پس یہ آواز سنکر ماموں کی عورات و کنیزیں سر و پا برہنہ بیتابانہ چلی آئیں وَجَاءَ الْمَأْمُونُ حَافِيًا حَاسِرًا يَضْرِبُ عَلَى رَأْسِهِ وَتَقْبِضُ لِحْيَتَهُ دُمُوعُهُ وَيَتَأَسَّفُ وَيَبْكِي وَتَسِيلُ الدُّمُوعُ عَلَى خَدَّيْهِ فَوَقَفَ عَلَى الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ أَفَاقَ اور ماموں مکار بھی بظاہر بیتاب ہو کر سر و پا برہنہ سر پیٹتا ہوا باہر آیا اور ریش کثیف اُسکی آنسوؤں سے تر تھی اور تاسف کرتا تھا اور اسقدر روتا تھا کہ اُسکے رخساروں پر اشک جاری تھے پس اسیطرح سے حضرت امام رضا ع

علیہ السلام کے پاس کھڑا ہوا اُسوقت حضرت کو کسیقدر افاقہ تھا فقال یا
سَیِّدِی وَاللّٰہِ مَا اَدرِی اَیُّ المُصِیبَتَینِ اَعظَمُ عَلَیَّ فَقدِی لَکَ
وَفِرَاقِی اِیَّاکَ وَتُہمَۃُ النَّاسِ لِی اِنِّی اِغتَلتُکَ وَقَتَلتُکَ پس وہ
بیحیا اور مکار عرض کرنے لگا کہ ای سید میرے قسم بخدا کہ مین ایسی دو مصیبتون
بزرگ مین مبتلا ہوا کہ ایک سے ایک اعظم ہے ایک تو یاہم نظر سے غائب ہونا
اور جدائی آپکی دوسرے لوگ مجھے تہمت کرینگے کہ مین نے آپکو بیمار کرکے زہر
دغا سے شہید کیا فَرَفَعَ طَرفَہٗ اِلَیہِ ثُمَّ قَالَ اَحسِن یَا اَمِیرُ مُعَاشَرَۃَ
اَبِی جَعفَرٍ عَلَیہِ السَّلَامُ فَاِنَّ عُمرَکَ وَعُمرَہٗ ھٰکَذَا وَجَمَعَ بَینَ سَبَّابَتَیہِ
پس یہ سنکر حضرت نے گوشہ چشم پھیرا کے طرف اُسکے نگاہ کی اور اُس ناتوانی
مین فرمایا کہ ای ماموں جو شدنی تھا وہ ہوا مگر میرے پارۂ جگر ابوجعفر محمد تقی
علیہ السلام سے سلوک نیک کرنا تحقیق کہ عمر تیری اور ابوجعفر کی اسطرح سے
اور دونون انگشت شہادت کو ملاکر اشارہ کیا شاید مقصود یہ ہوکہ زندگی
دنیا مین مساوی ہو قَالَ فَلَمَّا کَانَ فِی تِلکَ اللَّیلَۃِ قُضِیَ عَلَیہِ بَعدَ
مَا ذَھَبَ مِنَ اللَّیلِ بَعضُہٗ یاسر کہتا ہے کہ پس جب وہ شب آئی جس
شب کو حضرت نے شہادت پائی تو ہردم مرض کو شدت ہوتی رہی افسوس
زہر نے اثر کیا اور اعضاے اطہر متورم ہوے جب تھوڑی رات گذر گئی تو
اُسوقت حضرت نے رحلت فرمائی حضرات سنا آپنے کہ قریب شہادت
اور روز آخر حضرت امام رضا علیہ السلام نے مامون رشید سے فرمایا کہ
میرے فرزند سے سلوک نیک کرنا اسیطرح فرزند رسول خدا خامس آل عبا نے

روز عاشورا اپنے فرزند بیمار اور اہل بیت کے بارے میں عمر سعد لعین سے فرمایا تھا کہ یہ عترت رسول خدا اور امانت اُن حضرت کی ہے پاس و لحاظ انکا لازم جاننا آہ مومنین خیال کیجیے کہ آیا بعد شہادت مظلوم کربلا غریب نینوا مسلوبُ العِمَامَۃِ والرِّدا جناب سید الشہدا کے اشقیائے کوفہ و شام نے کچھ بھی پاس و لحاظ دختران فاطمۂ زہرا اور عترت رسول خدا کا کیا یا نہیں افسوس ہزار افسوس نامحرم خیموں میں تلواریں کھینچے ہوئے داخل ہوئے اور اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ و چادریں تک چھین لیں اور طنابیں خیموں کی کاٹ کر آگ لگائی اور بیمار کربلا کو طوق و زنجیر میں اسیر و مقید کیا افسوس اُس تلاطم عظیم میں بچے فریاد کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اور اہل حرم بلوائے عام میں بے پردہ کیا جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَى النِّسْوَۃِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور خیموں سے بظلم و ستم نکالی گئیں اَلسَّلَامُ عَلَى الشِّفَاہِ الذَّابِلَاتِ سلام ہو اُن لبہائے خشک پر جو شدت تشنگی سے پژمردہ ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَى الْجُسُوْمِ الشَّاحِبَاتِ سلام ہو اُن بدنہائے نورانی پر جو متغیر و لاغر ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَجْسَادِ الْعَارِیَاتِ سلام ہو اُن جسدہائے طاہرہ پر جو عریان و بے لباس کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَى الْاَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ سلام ہو اُن اعضائے انور پر جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَى الدِّمَاءِ السَّائِلَاتِ سلام ہو اُن دماء طاہرہ پر جو بظلم و ستم بہائے گئے اَلسَّلَامُ عَلَى الرُّءُوْسِ

الْمُسَلَّاتِ سلام ہو اُن سرہاے اقدس پر جو نیزوں پر بلند کیے گئے کیون
مومنین جسوقت حجت خدا یہ فقرات پڑھتے ہونگے تو اُسوقت روتے روتے
کیا حال ہوتا ہوگا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نُکِثَتْ ذِمَّتُہٗ سلام ہو اُس حجت خدا
اور ہادی خلق پر کہ جسکی عہد شکنی کی گئی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِکَتْ حُرْمَتُہٗ
سلام ہو اُس صاحب غیرت و عزت پر جسکی ہتک حرمت کی گئی اَلسَّلَامُ
عَلٰی مَنْ اُرِیْقَ بِالظُّلْمِ دَمُہٗ سلام ہو اُس شہید راہ خدا پر جسکا خون ظلم و
بہایا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و ہشتم

فِی عُیُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْ جَابِرِ بْنِ یَزِیْدَ الْجُعْفِیِّ اَنَّہٗ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ ع یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ
عَنْ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّہٗ قَالَ عیون اخبار
رضا علیہ السلام میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے جابر بن یزید جعفی سے روایت
کی ہے وہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور
ان حضرت نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام سے اور
اُس جناب نے اپنے پدر عالیمقدار امام حسین علیہ السلام سے اور ان
حضرت نے اپنے پدر نامدار جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ
السلام سے کہ فرمایا اُن حضرت نے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَاٰلِهٖ سَتُدْفَنُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ بِخُرَاسَانَ مَا زَارَهَا مَكْرُوْبٌ
اِلَّا نَفَّسَ اللّٰهُ كُرْبَتَهٗ وَلَا مُذْنِبٌ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهٗ فرمایا

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے قریب ہی کہ ایک پارہ جگر میرا بعالم غربت و مسافرت ملک خراسان مین دفن ہوگا پس جو مؤمن اُنکی زیارت کرے اگر وہ زائر مبتلا سے کرب و رنج ہوگا تو حق سبحانہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اُسکے کرب و رنج کو دور کریگا اور اگر وہ زائر عاصی ہوگا تو خداوند غفار اُسکے گناہون کو بخشدیگا وعن حُسینِ بن یزید انّہ قالَ سَمعتُ اَبا عبدِ اللہِ الصّادِقَ جعفرَ بنَ محمّدٍ علیہما السّلامُ یقولُ یخرجُ رجلٌ مِن ولدِ ابنی موسیٰ اسمُہٗ اسمُ امیرِ المؤمنین علیہِ السّلامُ فیدفنُ بطوسٍ وھی بخراسانَ یُقتلُ فیہا بالسّمِ فیدفنُ فیہا غریباً اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے حسین بن یزید سے روایت کی ہے کہ کہا اُسنے سنا مین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہ وہ جناب فرماتے تھے میرے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے ایک فرزند جو ہمنام ہوگا میرے جد بزرگوار امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کا وہ زمین طوس مین دفن ہوگا اور شہر طوس ملک خراسان مین ہی اُسی مین زہر دغا سے شہید کیا جائیگا پس وہین عالم غربت و مسافرت مین دفن ہوگا مَن زارہٗ عارفاً بحقّہٖ اعطاہُ اللہُ عزّ وجلّ اجرَ مَن انفقَ قبلَ فتحِ مکّۃَ وقاتلَ فی سبیلِ اللہِ پس جو مؤمن ہمارے اُس فرزند کی زیارت کرے درانحالیکہ اُنکے حق کا عارف ہو تو حق سبحانہ تعالےٰ اُس زائر کو اجر و ثواب مثل اُس شخص کے عطا فرمائیگا کہ جسنے قبل فتح مکہ کے اہل اسلام کو انفاق کیا ہو اور کفار سے

راہ خدا مین مقاتلہ اور جہاد کیا ہو ئین حضرات اسیطرح خود غریب الغربا
حضرت امام رضا علیہ السلام موافق فرمودہ اپنے آبائے کرام کے اپنی جائے
دفن اور شہادت کی خبر دیتے تھے اور دوستون سے بیان فرماتے تھے چنانچہ
تحفۃ المعجزات مین جناب ممتاز العلما علیہ الرحمہ نے ابوالصلت ہروی سے
روایت کی ہے کہا اُسنے کہ ایک روز مین خدمت بابرکت حضرت امام رضا
علیہ السلام مین حاضر تھا پس اُن حضرت نے مجھسے ارشاد کیا کہ تو ہارون
رشید کے مقبرہ مین داخل ہوکر اُسکی قبر کے چارون طرف سے ایک ایک
مُشت خاک اُٹھا لاؤ پس حسب الحکم مین گیا اور اُس لعین کی قبر کی چارون
طرف سے ایک ایک مُشت خاک اُٹھا لایا حضرت نے اُس خاک کو جو مین نے
پس پشت قبر سے اُٹھائی تھی سونگھکر پھینکدیا اور فرمایا ماموں لعین چاہیگا
کہ اپنے باپ کی قبر میری قبر سے جانب قبلہ رہے اور مجھے پس پشت اُسکی قبر کے
دفن کرے اُسوقت ایک سنگ عظیم ظاہر ہوگا پس اگر تمام کلنگ داران
اور سنگ تراشان خراسان جمع ہوکر چاہین کہ اُسکو حرکت و جنبش دین
یا ذرہ کے برابر اُسکو ہٹائین تو ہرگز نہ اُٹھا سکین گے بعد اسکے حضرت نے
بالائے سر اور پائین پا کی خاک کو سونگھکر پھینکدیا اور یہی ارشاد فرمایا جب
اُن حضرت نے جانب قبلہ کی خاک کو سونگھا تو فرمایا کہ عنقریب اس جگہ
قبر میرے لیے کھودی جائیگی پس ای ابوالصلت تم اُن لوگون سے کہدینا
کہ سات درجے قبر گہری کرین اور لحد پانچ وجب کی بنائین اور حق سبحانہ
تعالےٰ جسقدر چاہے اُسکو کشادہ کریگا اور ایک باغ باغستان جنت

بنائیگا اُسوقت سر قبر سے ایک رطوبت ظاہر ہوگی پس جو دعا تمکو تعلیم کرتا ہون
اُسکو پڑھنا تا قدرت خدا سے وہ پانی جاری ہوا ور قبر پانی سے پر ہوا ور چند
ماہیان خرد ظاہر ہونگی اُسوقت تم گردۂ نان جو تیرے حوالہ کرتا ہون
ریزہ کرکے اُس پانی مین ڈالدینا تاکہ وہ مچھلیان کھالین پس اُسوقت
ایک ماہی بزرگ ظاہر ہوگی اور اُن سب ماہیان خرد کو چن لیگی
پس تم اپنا ہاتھ پانی پر رکھکر وہ دعا پڑھنا جو تمکو تعلیم کرتا ہون تا وہ پانی
جذب ہوا ور قبر خشک ہوجاوے اور یہ سب عمل تو ماموں رشید کے سامنے
بعمل لانا راوی کہتا ہی جو کچھ کہ اُن حضرت نے فرمایا تھا بعد شہادت
اُس مظلوم کے وہ سب بظہور آیا اور مناقب اور محرق القلوب وغیرہ
مین منقول ہی کہ عبد السلام بن صالح ہروی روایت کرتا ہی ایک فقرہ
دعبل بن علی خزاعی شاعر واسطے زیارت کے خدمت بابرکت حضرت
امام رضا علیہ السلام مین حاضر ہوا جبکہ وہ جناب غریب الوطن شہر
مرو مین تشریف رکھتے تھے جو بلاد عجم مین ہی اور مدینۂ منورہ سے چار سو
سترہ فرسخ دور ہی پس دعبل نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ مین نے
آپکی مدح وثنا مین ایک قصیدہ نظم کیا ہی یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ
پڑھو دعبل نے حسب الارشاد قصیدہ شروع کیا منجملہ اُسکے چند شعر
یہ ہین

بیت

فَاَجْرَیْتُ دَمْعَ الْعَیْنِ بِالْعَبَرَاتِ	ذَکَرْتُ مَحَلَّ الرَّبْعِ مِنْ عَرَفَاتٍ

دعبل کہتا ہی کہ یاد آگیا مجھے وہ محلہ آباد جو قریب عرفات کے تھا جسکے

تصور میں اشک عبرت وحسرت میری آنکھوں سے جاری ہونے لگے یعنے خانۂ نبوت و امامت جیسا کہ آباد تھا ویسا ہی ویران وسنسان ہوا اُس خیال سے مجھے رونا آتا ہے ۵

مَدَارِسُ اٰیَاتٍ خَلَتْ مِنْ تِلَاوَۃٍ — وَمَنْزِلُ وَحْیٍ مُقْفِرُ الْعَرَصَاتِ

وہ مدارس جنمیں آیات قرآن مجید کی تلاوت ہوتی تھی وہ خالی ہوگئے اور وہ منازل کہ جنمیں وحی خدا نازل ہوتی تھی وہ ویران ہوگئے یعنے خانۂ نبوت و امامت جو مکہ و مدینہ میں آباد تھا خالی اور ویران ہوگیا اور اولاد رسول خدا ظلم وستم اعدا سے غریب الوطن اور مسافر ہوگئے

اَرَیٰ فَیْئَھُمْ فِیْ غَیْرِھِمْ مُتَقَسَّمًا — وَاَیْدِیَھُمْ مِنْ فَیْئِھِمْ صَفِرَاتِ

دعبل کہتا ہے میں دیکھتا ہوں کہ حکومت وغنیمت جو حق اولاد رسول خدا کا تھا اُسکو غیروں نے باہم تقسیم کرلیا اور دست حق پرست اہل بیت رسالت اُس سے خالی ہے راوی کہتا ہے یہ سنکر حضرت بہت روئے اور فرمایا ای دعبل خزاعی تونے سچ کہا پھر دعبل نے یہ شعر پڑھے ۵

اَفَاطِمُ قُوْمِیْ یَا ابْنَۃَ الْخَیْرِ فَانْدُبِیْ — نُجُوْمُ سَمٰوَاتٍ بِاَرْضٍ فَلَاتٍ

ای فاطمہ زہرا دختر رسول خدا اپنے روضۂ انور سے اُٹھکر نوحہ و بین کیجیے اپنے عزیز و اقربا کے حال پر جو آسمان جلالت و شرافت کے ستارہائے تاباں ہیں افسوس انقلاب زمانہ سے اُنمیں ایسا تفرقہ پڑگیا کہ بعد شہادت کے قبریں بھی اُنکی ایک جگہ نہیں اور متفرق عالم غربت و مسافرت میں دفن ہوئے ۵

قُبُورٌ بِکُوفَانٍ وَاُخْرٰی بِطَیْبَۃٍ ۔۔۔ وَاُخْرٰی بِفَخٍّ نَالَھَا صَلَوَاتٌ

آہ انمین بعض کوفہ ونجف مین اور بعض مدینہ مین اور بعض مقام فخ مین
ہین جو مکہ مین ہی بس اُن قبرونپر رحمت خدا نازل ہو

قُبُورٌ بِبَطْنِ النَّھْرِ مِنْ جَنْبِ کَرْبَلَا ۔۔۔ مُعَرَّسُھُمْ فِیْھَا بِشَطِّ فُرَاتٍ

بعض قبرین کنارہ نہر علقمہ پر زمین کربلا مین ہین اور خوابگاہ اُن شہدا کی
لب فرات ہی آہ مومنین تصور کیجیے کہ وہ کون بزرگوار ہین آہ آہ وہ
مظلوم کربلا غریب نینوا مسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہدا

ور یگانۂ دریاے مجمع البحرین ۔۔۔ یعنی طیبہ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام ہین جو روز عاشورا مع اصحاب واقربا اور اطفال خردسال
اور جوانان علوی وہاشمی مثل جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر اور جناب عباس
اور عون وجعفر کے تشنہ لب شہید ہوے

بِاَبِیْ وَبَنَاتُ الْبَتُوْلِ نَوَادِبًا ۔۔۔ مِنْ عِظَمِ اَحْزَانٍ وَطُوْلِ شَتَاتٍ

فدا ہون ماں باپ میرے دختران جناب سیدہ پر کہ جو کثرت حزن و
ملال اور غم والم سے نوحہ وبین کرتی تھین اور زار زار روتی تھین آہ
اپنے عزیز واقربا سے عالم غربت مین جدا ہو گئی تھین

وَالرَّاْسُ مُنْتَصَبٌ وَزَیْنَبُ عِنْدَہٗ ۔۔۔ وَدُمُوْعُھَا تَجْرِیْ عَلَی الْوَجَنَاتِ

افسوس سر انور کو اُس مظلوم کے اعدا نے نیزۂ طویل پر نصب کیا تھا
اور زینب خاتون ستم رسیدہ قریب اُسکے کس حسرت ویاس سے اُس
سر اقدس کو اپنے بھائی کے دیکھتی تھین اور آنسو رخسارون پر مسلسل

جاری تھے اور دل پُر درد سے فریاد کرتی تھیں یا بنی من منیتہ تقطر بالدماء فدا ہو باپ میرا اس مقتول و مذبوح پر کہ جسکی ریش اقدس سے خون ٹپکتا ہی غرضکہ دعبل کہتا ہی ؎

وقبر ببغداد لنفس زکیۃ ۔ تضمنہا الرحمان فی الغرفات

اور بعض قبر بغداد و مقابر قریش میں صاحب نفس زکیہ کی ہی جس بزرگوار کی روح اقدس کو حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے غرفہائے جنت میں ساکن کیا وہ مظلوم امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں راوی کہتا ہے کہ جب دعبل اس شعر تک پہونچا تو توقف کیا اسوقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دعبل یہ دو شعر بھی اپنے قصیدہ میں ملحق کرنا پورا ہو جاوے ؎

وقبر بطوس یا لہا من مصیبۃ ۔ توقد فی الاحشاء بالحرقات

اور بعض قبر طوس میں ہی افسوس جس مصیبت عظمیٰ سے کہ دل و جگر میں آتش غم والم روز حشر تک سوزان رہیگی ؎

الی الحشر حتی یبعث اللہ قائما ۔ یفرج عنا الہم والکربات

یہانتک کہ حق سبحانہ تعالیٰ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کو ظاہر فرمائیگا اسوقت ہمارے رنج والم مبدل براحت و سرور ہو جائینگے پس یہ سنکر دعبل نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ طوس میں کس بزرگوار کی قبر ہی حضرت نے فرمایا وہ میری قبر ہی عنقریب طوس جائے زیارت اور آمد و رفت شیعوں کی ہوگا پس حضرات اسیطرح جناب امام حسین علیہ السلام بھی اپنی جائے

شہادت اور دفن موافق فرمودہ اپنے جدامجد اور پدر بزرگوار کے اپنے اصحاب
اقربا اور دوستوں سے بیان فرماتے تھے چنانچہ جس روز مدینہ میں اپنی
جدۂ ماجدہ جناب ام سلمہ سے رخصت ہوئے تو باعجاز مقام شہادت اپنا
دکھا دیا اور اُس مقام معظم کو حق سبحانہ تعالیٰ نے ببرکت اُن حضرت کے فضل
و شرف اور برکت و شفا عطا فرمائی جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ
میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ جَعَلَ اللّٰہُ الشِّفَآءَ فِیْ تُرْبَتِہٖ سلام ہو
اُس پاک طینت پر جنکی تربت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے شفا ہر مرض کی قرار دی
اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الْاِجَابَۃُ تَحْتَ قُبَّتِہٖ سلام ہو اُس حاجت روا سے
عالم پر جسکے تحت قبہ دعا ہر حاجتمند کی مستجاب ہوتی ہی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ
الْاَئِمَّۃُ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ سلام ہو اُس عالیجناب پر جنکی نسل میں حق سبحانہ تعالیٰ نے
امامت کو قرار دیا کیوں مومنین جب حجت خدا ان فقرات کو پڑھتے
ہونگے تو اُسوقت روتے روتے کیا حال ہوتا ہوگا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُرَمَّلِ
بِالدِّمَآءِ سلام ہو اُس مظلوم پر جو خاک و خون میں آلودہ اور غلطاں
ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَهْتُوْکِ الْخِبَآءِ سلام ہو اُس صاحب عزت و غیرت
کہ جسکے خیمے لوٹے گئے اَلسَّلَامُ عَلٰی خَامِسِ اَصْحَابِ الْکِسَآءِ سلام ہو
اُس فرزند رسول پر جو خامس اصحاب کسا اور آل عبا ہی اَلسَّلَامُ عَلٰی
غَرِیْبِ الْغُرَبَآءِ سلام ہو اُس غریب الوطن و مسافر پر جو غریب الغربا ہی
اَلسَّلَامُ عَلٰی شَهِیْدِ الشُّهَدَآءِ سلام ہو اُس شہید راہ خدا پر جو سردار
شہدا ہی اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِیْلِ الْاَدْعِیَآءِ سلام ہو اُس مظلوم و تشنہ لب پر

جسے اعدا نے بظلم و ستم شہید کیا اَلسَّلَامُ عَلٰی سَاکِنِ کَرْبَلَاءِ سلام ہو اُس ہادی
خلق پر جو ساکن صحرائے کربلا ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس سی و نہم

فِی الْکَافِیْ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ وُلِدَ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فِیْ شَہْرِ
رَمَضَانَ مِنْ سَنَۃِ خَمْسٍ وَتِسْعِیْنَ وَمِائَۃٍ کافی وغیرہ مین منقول ہے
کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ۱۹۵ھ ایکسو پچانوے ہجری کو پندرھوین ماہ
رمضان روز جمعہ اور بقولے دسوین ماہ رجب کو مدینہ منورہ مین پیدا ہوے
وَقُبِضَ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَنَۃَ عِشْرِیْنَ وَمِائَتَیْنِ فِیْ اٰخِرِ ذِی الْقَعْدَۃِ
وَھُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَۃً وَشَھْرَیْنِ وَثَمَانِیَۃَ عَشَرَ یَوْمًا
اور اُن حضرت نے ۲۲۰ھ دوسو بیس ہجری کو آخر ماہ ذیقعدہ مین زہر ستم سے
رحلت فرمائی اور کل پچیس برس اور دو مہینے اور اٹھارہ روز کا سن شریف
تھا یعنے عنفوان شباب مین شہید ہوے وَدُفِنَ بِبَغْدَادَ فِیْ مَقَابِرِ
الْقُرَیْشِ عِنْدَ جَدِّہٖ مُوْسَی بْنِ جَعْفَرٍ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ وَقَدْ کَانَ الْمُعْتَصِمُ
اَشْخَصَہٗ اِلٰی بَغْدَادَ فِیْ اَوَّلِ ھٰذِہِ السَّنَۃِ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْھَا عَلَیْہِ السَّلَامُ
اور وہ جناب بغداد و مقابر قریش مین قریب اپنے جد بزرگوار حضرت امام
موسی کاظم علیہ السلام کے دفن ہوے اور جس سال اُن حضرت نے رحلت
فرمائی اُسی کے اوائل مین معتصم لعین نے اُس جناب کو مدینہ منورہ سے
آوارہ وطن کرکے بغداد مین رو کا وَاُمُّہٗ اُمُّ وَلَدٍ یُقَالُ لَھَا سَبِیْکَۃُ
النُّوْبِیَّۃُ وَقِیْلَ اِنَّ اِسْمَھَا کَانَ خَیْزُرَانَ وَقِیْلَ سُکَیْنَۃُ وَرُوِیَ

اَنَّهَا كَانَتْ مِنْ اَهْلِ مَارِيَةَ الْقِبْطِيَّةِ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
اور مادر گرامی اُن حضرت کی ام ولد تھین کہ نام اُن محمد و سبیکہ تھا
جو قوم و قبیلہ نوبیہ سے تھین اور بروایتے نام اُنکا خیزران ہی اور ایک روایت
مین یون وارد ہوا ہی کہ نام اُنکا جناب سکینہ ہی اور منقول ہی کہ وہ بعظمہ
قوم ماریہ قبطیہ سے تھین جو کہ مادر گرامی ابراہیم فرزند جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ کی تھین اور القاب اُن حضرت کے جواد اور تقی اور مرتضیٰ
اور منتجب اور قانع اور عالم ہین وَفِيْ عُيُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَنْ صَفْوَانَ
بْنِ يَحْيٰى اَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ كُنَّا نَسْئَلُكَ قَبْلَ
اَنْ يَهَبَ اللّٰهُ لَكَ اَبَا جَعْفَرٍ ع فَكُنْتَ تَقُوْلُ يَهَبُ اللّٰهُ لِيْ غُلَامًا وَقَدْ
وَهَبَكَ اللّٰهُ وَاَقَرَّ عُيُوْنَنَا فَلَا اَرَانَا اللّٰهُ يَوْمَكَ فَاِنْ كَانَ كَوْنٌ
مَنْ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ قَائِمٌ بَيْنَ
يَدَيْهِ اور عیون اخبار رضا علیہ السلام مین صفوان بن یحییٰ سے
منقول ہی وہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نے خدمت بابرکت جناب امام
رضا علیہ السلام مین عرض کیا یا ابن رسول اللہ قبل ولادت باسعادت
حضرت ابوجعفر علیہ السلام کے ہم لوگ آپکی خدمت مین سوال کرتے تھے کہ آپکا
وصی و جانشین کون ہی تو آپ ارشاد فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالےٰ ہمکو
ایک فرزند عطا فرمائیگا اب خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم سے آپکو فرزند
دلبند عطا فرمایا کہ اُنکی زیارت جمال باکمال سے ہماری آنکھین منور و روشن
ہوئین پس جناب باری ایسا دن ہمکو نہ دکھائے کہ آپکا سایۂ بلند پایہ ہمارے

سر پر ہو اور اگر خدانخواستہ ایسا اتفاق ہو تو ہم شیعہ آپکے کسکی طرف مسائل دین
مین رجوع کرین پس یہ سنکر اُن حضرت نے اپنے دست حق پرست سے اپنے
فرزند امام محمد تقی علیہ السلام کیطرف اشارہ فرمایا کہ وہ جناب اُسوقت اپنے
پدر بزرگوار کی خدمت مین حاضر تھے فَقُلْتُ لَهٗ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَهٰذَا
ابْنُ ثَلٰثِ سِنِيْنَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا يَضُرُّهٗ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ
قَامَ عِيْسٰى بِالْحُجَّةِ وَهُوَ ابْنُ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ سِنِيْنَ صفوان کہتے ہین
کہ مین نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر یہ صاحبزادہ ہنوز
کم سن صرف تین برس کے ہین یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ اسکا کچھ مضائقہ
نہین ہی بتحقیق کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام درجۂ نبوت پر فائز ہوئے
تو سن انکا تین برس سے بھی کم تھا مونسین غزارت علم و کمال اور اعجاز
و کرامات اُس مقبول بارگاہ ذوالجلال کا کتب فریقین مین بکثرت
منقول ہی منجملہ اُسکے جلاء العیون مین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور صواعق
محرقہ مین بتغییر الفاظ ابن حجر نے بھی روایت کی ہی کہ چونکہ مامون رشید
لعین کو بعد شہادت حضرت امام رضا علیہ السلام کے لوگ ہدف لعن
و نفرین اور ملامت و طعن کرتے تھے پس اُس مکار نے چاہا کہ بظاہر اپنے
تئین اُس جرم و خطا اور بدنامی دنیا سے باہر لائے پس وہ لعین خراسان
سے بغداد مین آیا اور ایک عریضہ بخدمت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
لکھکر روانۂ مدینۂ منورہ کیا اور اُن حضرت کو باعزاز و اکرام تمام طلب کیا
پس وہ جناب حسب الطلب اُس شقی کے بغداد مین تشریف لائے

اور قبل اسکے کہ اُس لعین سے ملاقات کرین ایک روز مامون رشید بقصد شکار
سوار ہوا اثنائے راہ مین ایک جماعت اطفال کے قریب پہونچا جو درمیان راہ
کے کھڑے تھے اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بھی درمیان اُس جماعت کے
کھڑے تھے اُسوقت سنِ شریف اُن حضرت کا گیارہ برس کا تھا پس جب
اُن اطفال نے حشمت و شوکت ظاہری مامون کی مشاہدہ کی تو راہ سے
ہٹ گئے اور متفرق ہوے اور حضرت نے اپنی جگہہ سے حرکت و جنبش نہ فرمائی
اور نہایت تمکین اور وقار سے اپنے مقام پر قرار لیا یہانتک کہ وہ شقی متصل
اُن حضرت کے پہونچا اور مشاہدۂ انوار امامت و جلالت اور آثار متانت و
مہابتِ اُن حضرت سے متعجب ہوکر لگام گھوڑے کی روک کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا
کہ اے طفل تم مثل اور اطفال کے راہ سے کیون نہین ہٹے اور اپنے مقام سے
حرکت و جنبش کیون نہین کی یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ راہ تنگ نہ تھی کہ جو راہ کو
تم پر وسیع کرتا اور کوئی جرم و خطا نہ رکھتا تھا جو تمسے بھاگتا اور یہ گمان بھی
نہ رکھتا تھا کہ بیجرم تو کسیکو عتاب کرے پس یہ جواب باصواب سنکر تعجب اُسکا
زیادہ ہوا اور فصاحت و بلاغت اور مشاہدۂ حسن و جمال سے اُن حضرت کے
بیتاب ہوکر پوچھنے لگا کہ اے صاحبزادے تمھارا کیا نام ہے اور کسکے فرزند ہو
حضرت نے فرمایا کہ نام میرا محمد ہے اور فرزند حضرت علی بن موسی علیہما السلام کا
ہون جب یہ نسب شریف سنا تو تعجب اُسکا زائل ہوا اور اسم اقدس حضرت
امام رضا علیہ السلام کا سنکر منفعل و شرمندہ ہوا اور اُن حضرت پر صلوات
و رحمت بھیجی کیونکہ اُس مظلوم و غریب الغربا کو زہر ستم سے شہر طوس مین شہید

کرچکا تھا پس مامون شقی طرف صحرا کے روانہ ہوا جب صحرا مین پہونچا تو نظر اسکی دُراج پر
پڑی تو فوراً ایک باز شکاری کو اُسکے شکار کرنے کے لیے چھوڑا اور وہ باز عرصہ تک
نظر سے غائب رہا اور ناپیدا ہوا جب ہوا سے واپس آیا تو ایک ماہی خرد اُسکی
منقار مین زندہ تھی یہ دیکھکر مامون لعین نہایت خوش و مسرور ہوا اور اُس
ماہی کو مٹھی مین لیکر واپس آیا جب اُسی مقام پر پہونچا جہان حضرت سے
ملاقات ہوئی تھی تو پھر اُسکو دیکھکر سب اطفال متفرق ہوے اور حضرت نے
اپنی جگہہ سے حرکت نہ فرمائی اُسوقت مامون نے عرض کی کہ اے محمد یہ کیا چیز ہے
جو میرے ہاتھ مین ہے پس حضرت نے بالہام ملک علام فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے
نے ایسے چند دریا خلق کیے ہین کہ ابر اُن دریاؤن سے بلند ہوتا ہے اور ماہیان
خُرد اُس ابر کے ساتھ اوپر جاتی ہین اور باز بادشاہون کے اُنکو شکار کرتے
ہین اور بادشاہ لوگ اُس شکار کو ہاتھ مین لیکر اُس سے برگزیدگان الٰہی
اور خاصان باری اور سلالۂ جلیلۂ نبوت و رسالت اور ذریۂ امامت و
ولایت سے امتحان کرتے ہین پس مشاہدۂ اس معجزہ سے تعجب مامون کا
زیادہ ہوا اور کہنے لگا کہ حقا آپ فرزند امام رضا علیہ السلام کے ہین اور
فرزندان اُس بزرگوار سے یہ اعجاز و کرامت اور اسرار بعید نہین ہین اور
ریان بن شبیب سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ مامون رشید نے غزارت علم
حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا دیکھکر بعد مناظرہ اور مباحثہ علمائے اہل خلاف
اور بہود کے اپنی دختر ام الفضل کو اُن حضرت سے تزویج کر دیا پس بعد
ایک مدت کے حضرت روانہ مدینہ منورہ ہوے مگر مومنین افسوس ہزار

افسوس اُس فرزند رسول خدا کے اعدا ہمیشہ درپے اذیت و تکلیف رہے آخر
زہر ستم سے شہید کیا چنانچہ کشف الغمہ وغیرہ مین منقول ہے کہ معتصم عباسی شقی نے
اُن حضرت کو مع عیال مدینہ منورہ سے بغداد مین بلایا اور ایک برس تک
اپنے پاس رکھا بظاہر تعظیم و اکرام کرتا تھا اور باطن مین تدبیر و حیلہ قتل مین رہا
کرتا تھا آخر کھانے مین زہر دیکر شہید کیا اور عیون المعجزات مین یون منقول ہے
کہ اُس شقی نے ام الفضل کے پاس کہلا بھیجا کہ تو حضرت کو زہر دیکر شہید کر دے
بیچیاره ضعی ہو لی پس اُس ملعونہ نے بتحریک اپنے چچا معتصم لعین کے انگور رازقی
زہر آلودہ کرکے اُن حضرت کو کھلائے بمجرد اسکے زہر نے اثر کیا اور اعضائے
انور متورم ہوئے یہ دیکھکر ام الفضل رونے لگی حضرت نے فرمایا کہ تو کیون
روتی ہے خدا وند عالم تجھکو ایسے مرض مین مبتلا کریگا کہ جسکا کوئی علاج نہین ہے
آہ مومنین جب اعضائے انور اُن حضرت کے متورم ہوئے اور زہر نے
اثر کیا تو بعد چند روز کے حضرت نے رحلت فرمائی اور بعد شہادت اُن
حضرت کے بحکم معتصم ملعون لاش اطہر اُس مظلوم کی بکمال عداوت چھت سے
نیچے گرائی گئی اور کئی دن تک افتادہ پڑی رہی جب بکثرت معجزات
اُس لاش انور سے ظاہر ہونے لگے تو بخوف تفضیح اُس سنگدل نے حکم دفن کا
دیا اُسوقت ایک صاحبزادہ باحسن و جمال ظاہر ہوا اُسنے نماز جنازہ پڑھی
اور غائب ہوا اور ایک روایت مین یون ہے کہ شیعہ اُن حضرت کی لاش
اقدس کو اٹھا لیگئے اور قریب حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام کے دفن کیا
یہی وجہ ہے کہ اُس مقام معظم کو کاظمین شریفین کہتے ہین حضرات بغداد مین

کیون روتی ہو اُس مخدومہ نے عرض کیا کہ ای پدر نامدار کیونکر مین گریہ وزاری
نہ کرون کہ در یتیمی مین مبتلا ہوا چاہتی ہون پس حبیب کہتا ہی کہ مین حاضر تھا
کہ اُن حضرت نے میرے سامنے رحلت فرمائی اُسوقت حرم سرا مین شور
گریہ وبکا بلند ہوا اور دوسرا ظلم عظیم یہ ہی کہ ابن زیاد لعین نے پہلے حضرت
مسلمؑ کو چھت سے زمین پر گرا دیا کہ اُس نائب امام حسینؑ کے اعضا چور چور
ہوگئے اور سر انور تن اطہر سے جدا کرکے لاش کو بازار کوفہ مین کھچوایا اور
بعد شہادت امام حسینؑ کے اُن حضرت کے اہل بیت اور دختران جناب
سیدہ کو بے پردہ کیا اور بے مقنعہ وچادر بازار کوفہ اور بلوائے عام مین
پھرایا جنکی پردہ داری کا جناب امیر المومنینؑ از حد پاس ولحاظ کرتے تھے
جیسا کہ مناقب وغیرہ مین منقول ہی کہ جب جناب امیر المومنینؑ مسجد کوفہ
مین زخمی ہوئے اور حسنین علیہما السلام اپنے پدر بزرگوار کو وہان سے لیکر
قریب دولتسرا کے پہونچے تو اُسوقت حضرت غش مین تھے کہ یکایک صداے
گریہ وبکا سمع مبارک اُن حضرت مین پہونچی تو فوراً چشم انور کھولین اور
بکمال ضعف وناتوانی اپنے فرزند حسن مجتبیٰ علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوکر
آہستہ فرمایا یَا قُرَّةَ عَیْنِیْ قُلْ لِلنَّاسِ لِیَدَعُوْنِیْ فَاِنَّ بَنَاتَ الزَّهْرَاءِ
یَنْشُرُوْنَ الشُّعُوْرَ فِیْ عَزَائِیْ ای نور نظر اب لوگون سے کہدو کہ مجھے
اِسی مقام سے وداع ورخصت کرین کیونکہ دختران فاطمہ زہرا یہ حال
میرا دیکھکر میری عزا مین بال سرون کے کھولین گی یا امیر المومنینؑ کہان تھے
آپ اُس روز کہ جب دختران فاطمہ زہرا بعد شہادت مظلوم کربلاؑ کے

اسیر و مقید ہو کر بے مقنعہ و چادر شتران بے پردہ پر سوار و داخل کوفہ ہوئیں آہ کیا
انقلاب زمانہ ہے کہ عہد جناب امیرؑ میں جناب زینبؑ و ام کلثومؑ شاہزادیاں
عالم کی کہلاتی تھیں اور بعد شہادت امام حسینؑ کے قیدی اور اسیر کہلائیں
اور شہر بشہر بلوائے عام میں پھرائی گئیں قَالَ الرَّاوِی رَأَیْتُ الْاُسَارٰی
مُوْثَقِیْنَ بِالْحِبَالِ مُقَرَّنِیْنَ بِالْحَدِیْدِ مِنْہُمْ نِسَآءٌ وَصِبْیَانٌ ہُنَّ مِنْ
بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ مُکَشَّفَاتُ
الْوُجُوْہِ وَالرُّؤُسِ چنانچہ محمد بن ابیطالب وغیرہ مورخین نے روایت کی کہ
راوی کہتا ہے میں نے اسیروں کو رسیوں سے مستحکم بندھے ہوئے اور زنجیروں میں
جکڑے ہوئے دیکھا کہ انمیں کچھ اطفال خردسال اور کچھ عورات ستم دیدہ دختران
رسول خدا سے تھیں اور وہ سب بیکس شتران بے پردہ پر کہ جنپر بجز پالان کے
اور کچھ نہ تھا بے مقنعہ وچادر سوار تھیں وَمِنْہُنَّ صَبِیَّۃٌ تَبْکِیْ وَتَقُوْلُ یَاعَمَّتَاہُ
زَیْنَبُ رُوْحِیْ فِدَاکِ اَیْنَ اَبِیْ اَیْنَ اَبِیْ ثُمَّ اِنَّہَا لَطَمَتْ وَجْہَہَا حَتّٰی
خَرَّتْ مَغْشِیَّۃً عَلَیْہَا اور ان مخدرات عصمت میں ایک دختر یتیمہ زار
زار روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے پھوپھی زینبؑ فدا ہوں میں آپ پر یہ تو
فرمائیے کہ میرے پدر بزرگوار کہاں ہیں اور وہ جناب کہاں گئے یہ کہکے اس
یتیمہ نے اپنے منھ پر اسقدر طمانچے مارے کہ غش کھاکر گر پڑیں فَضَجَّتِ النِّسَآءُ
بِالْبُکَآءِ وَالْعَوِیْلِ وَضَجَّتِ الْقَوْمُ بِالْبُکَآءِ وَالنَّحِیْبِ حَتّٰی جَرَتِ الدُّمُوْعُ
عَلٰی حَوَافِرِ الْخُیُوْلِ پس اس یتیمہ ستم رسیدہ کا یہ حال زار اور بیتابی دیکھکر
اہل بیت رسالت اور عورات ستم رسیدہ بشدت رونے لگیں اور ایسا ایک

شور عظیم بپا ہوا کہ اہل کوفہ جو ہر طرف جمع تھے بے اختیار ہو کر اسقدر رونے لگے کہ گھوڑون کے سمون تک آنسو بہکر پہونچے آہ مومنین دل یتیم کا نازک ہوتا ہے خدا نہ کرے کوئی بچہ صغر سن میں اپنے پدر شفیق و مہربان سے عالم غربت و مسافرت میں جدا ہو تصور کیجیے کہ اسوقت اس یتیمہ کے دل پر کیا صدمہ اور قلق ہوگا کہ جسکی مصیبت پر سب عام و خاص رونے لگے ہ

آن قصہ کہ کس نشواند شنید نش		یارب براہل بیت چہ آمد زدو ید نش

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہلم

فی الکافی وغیرہ انہ ولد ابو الحسن علی بن محمد علیہما السلام فی النصف من ذی الحجۃ سنۃ اثنی عشر ومائتین کافی وغیرہ مین منقول ہے کہ ولادت باسعادت حضرت امام علی النقی علیہ السلام کی پندرھوین ماہ ذیحجہ سنہ ۲۱۲ دوسو بارہ ہجری مین واقع ہوئی اور بروایتے ماہ رجب سنہ ۲۱۴ دوسو چودہ مین وہ جناب مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے ومضی علیہ السلام لاربع بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ اربع وخمسین ومائتین ولہ احد واربعون سنۃ وستۃ اشہر اور اس جناب نے چھبیسوین ماہ جمادی الثانی سنہ ۲۵۴ دوسو چون ہجری مین دار دنیا سے رحلت فرمائی اسوقت سن شریف ان حضرت کا اکتالیس برس اور چھ مہینے کا تھا ومضی علیہ السلام فی زمن المعتز باللہ الزبیر بن المتوکل یوم الاثنین لخمس لیال بقین من جمادی الآخرۃ

سنة اربع وخمسين ومأتين وقال المفيد رحمه الله وغيره
مضى عليه السلام في رجب من تلك السنة سمة المعتز وكان
عمره اربعين سنة الا اشهرا اور ان حضرت نے زمانہ معتز زبیر بن متوکل لعین
مین چالیسوین جمادی الثانی روز دوشنبہ ۲۵۴ دوسو چون ہجری مین دار دنیا سے
رحلت فرمائی اور شیخ مفید اور علامہ طبرسی علیہما الرحمہ نے روایت کی ہے کہ
ان حضرت نے ماہ رجب ۲۵۴ دوسو چون ہجری مین زہر ستم سے شہادت پائی
کیونکہ معتز لعین عباسی نے اس جناب کو زہر دیا اسوقت سن شریف
ان حضرت کا چالیس برس سے ایک مہینہ کم تھا اور بروایتے بیالیس برس کا تھا
اور جب ان حضرت نے رحلت فرمائی تو انکے فرزند وصی و جانشین نے نماز
جنازہ پڑھی ودفن عليه السلام في داره بسر من رأى في شارع ابي احمد
الرشيدي وكان مقام الهادي بسر من رأى عشر سنين
وقيل عشرين سنة اور وہ جناب اپنے دولتسرا حجرہ خاص مین
جو کوچہ ابو احمد رشیدی مین ہے شہر سامرہ مین دفن ہوے اور مدت اقامت
ان حضرت کی سامرہ مین دس برس اور بروایتے بیس برس تھی اور القاب
ان حضرت کے نقی اور ہادی اور فقیہ اور امین اور طیب ہین اور کنیت
ابو الحسن ہے اور مادر گرامی ان حضرت کی جناب سمانہ خاتون ہین وفی
الكافي وغيره عن اسمعيل بن مهران انه قال اور کافی وغیرہ مین
اسمعیل بن مہران سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ جب اول مرتبہ حضرت امام
محمد تقی علیہ السلام مدینہ سے طرف بغداد کے عازم ہوے تو اسوقت مین نے

عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر آپ بغداد کیطرف تشریف لیے جاتے ہین مجھے آپکی جان کا خوف ہی یہ ارشاد فرمائیے کہ بعد آپکے ہادی خلق اور امام اور حجت خدا کون ہی یہ سنکر وہ جناب متبسم ہوے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا لَیْسَ الْغَیْبَۃُ حَیْثُ ظَنَنْتَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَۃِ اِس سال کے جانے مین ایسا نہین ہی جو تمکو گمان ہوا ہی اسماعیل کہتے ہین کہ پس وہ جناب تشریف لیگئے اور پھر بسلامت مراجعت فرمائی اور جب دوبارہ حسب الطلب معتصم عباسی کے حضرت عازم بغداد ہوے تو مین اُن حضرت کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر آپ تو بغداد کیطرف تشریف لیے جاتے ہین پس بعد آپکے امام اور پیشواے خلق کون ہی یہ سنکر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بشدت روئے یہانتک کہ ریش اطہر آنسوؤن سے تر ہوئی اور مجھ سے فرمایا عِنْدَ هٰذَا یُخَافُ عَلَیَّ وَالْاَمْرُ مِنْ بَعْدِیْ اِلَی ابْنِیْ عَلِیٍّ اِس مرتبہ میرے بغداد جانے سے البتہ خوف جان ہی پس منصب امامت بعد میرے میرے فرزند دلبند علی النقی علیہ السلام کے لیے ہی کہ وہ فرزند میرا وصی و جانشین میرا ہی اور سبب طلب کرنے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کا مدینہ منورہ سے شہر سامرہ مین یون لکھا ہی وَفِی الْاِرْشَادِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ کَانَ الْمُتَوَکِّلُ اَشْخَصَہٗ مَعَ یَحْیَی بْنِ هَرْثَمَۃَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی سُرَّ مَنْ رَاٰی چنانچہ ارشاد وغیرہ مین منقول ہی کہ متوکل عباسی نے یحیی بن ہرثمہ کے ہمراہ حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو مدینہ منورہ سے شہر سامرہ مین طلب کیا اسلیے

کہ عبداللہ بن محمد جو اُسکی طرف سے حاکم مدینہ تھا اُن حضرت سے نہایت عداوت
وعناد رکھتا تھا اور حضرت کو اذیت وتکلیف دیتا تھا اور ایذا رسانی مین
ہمیشہ مصروف رہتا تھا اور متوکل عباسی کو ہمیشہ اُن حضرت کی شکایت لکھتا تھا
پس جب اذیتین اُسکی حد وانتہا سے گذرین تو حضرت نے لاچار ہوکر ایک نامہ
متوکل کے پاس روانہ کیا اُسمین تحریر فرمایا کہ عبداللہ ہمکو بہت اذیت وتکلیف
دیتا ہی اور بہتان وتہمت کیا کرتا ہی بلکہ جو کچھ کہ تمھارے پاس لکھکر نسبت ہمارے
روانہ کیا ہی وہ سب کذب وافترا ہی پس جب متوکل نے اُس نامہ کو پڑھا
تو اُن حضرت کی خدمت مین یہ جواب لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد
فانی عارف بحقک راع بقرابتک موجب لحقک یقدر من الامور
فیک وفی اہلبیتک ما اصلح اللہ بہ حالک وحالہم وثبتت
بہ عزک وعزہم بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد تحقیق کہ مین آپکے
حق کو خوب پہچانتا ہون اور آپکی قرابت کی رعایت رکھتا ہون اور آپکے
ادائے حق کو واجب ولازم جانتا ہون اور آپکے اور آپکے اہل بیت کے
بارہ مین اُس امر کا بندوبست کیا جاتا ہی جسمین آپکی اور اُن سبکے لیے بہتری
اور بہبودی ہو اور آپکی اور اُن سبکی عزت وجلالت قدر باقی رہے
وقد رای امیر المومنین صرف عبد اللہ بن محمد عما کان یتولاہ
من الحرب والصلوۃ بمدینۃ رسول اللہ صلعم اذا کان علی
ما ذکرت من جہالتہ بحقک واستخفافہ بقدرک اور اب رائے
میری یہ قرار پائی کہ عبداللہ بن محمد کو انتظام ملکی اور حرب وجنگ اور نماز

جماعت سے معزول کرون کیونکہ اُس سے وہ امور جنکا آپنے ذکر فرمایا ہی صادر ہوے اور اُس جاہل نے آپکے حفظ مراتب مین قصور کیا ہی اور آپکی قدر و منزلت مین استخفاف کی ہی اور مین نے محمد بن فضل کو اُسکی جگہ پر مقرر و معین اور منصوب کیا اور اُسکو حکم دیا کہ آپکی تعظیم و تکریم اور حرمت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے بلکہ ہمیشہ آپکی اطاعت و فرمان برداری مین مستعد و سرگرم رہے اور ہر امر مین موافق آپکی رضامندی و خوشنودی کے رفتار کرے وَاِنِّی مُشْتَاقٌ اِلَیْکَ فَاِنْ نَشِطْتَ مِنْ زِیَارَتِہٖ وَالْمَقَامِ قِبَلَہٗ فَارْحَلْ بعد اسکے وہ شقی لکھتا ہی کہ مین آپکی زیارت کا نہایت مشتاق ہون پس اگر آپ بھی میری ملاقات کی خواہش رکھتے ہون اور میرے پاس قیام منظور ہو تو بمجرد دپہونچنے اس عریضہ کے جلد تشریف لائیے اور مین نے محمد بن ہرثمہ کو اسی غرض سے آپکی خدمت بابرکت مین روانہ کیا ہی اور اُسکو تاکید بلیغ کردی ہی کہ ہر وقت آپکی تابع داری و فرمان برداری مین حاضر رہے پس آپ جہان چاہین مقام کرین اور جہان چاہین کوچ فرمائین وہ کسیوقت آپکی اطاعت سے انحراف نہ کریگا اور آپ جسوقت یہان رونق افروز ہونگے تو میرے سب عزیز و اقربا اور اولاد سے زیادہ آپ میرے نزدیک محبوب و عزیز ہونگے وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پس متوکل لعین نے یہ نامہ ختم کرکے بند کیا اور یحیی بن ہرثمہ کے حوالہ کیا اور تین سو آدمی اُسکے ہمراہ کرکے طرف مدینہ منورہ کے روانہ کیا چنانچہ یحیی کہتا ہی کہ مین اُس زمانہ مین مذہب حشویہ رکھتا تھا

اور میرے رفقا مین خاص دو شخص تھے ایک محب و دوستدار اہل بیت رسالت
دوسرا دشمن خاندان نبوت تھا اور یہ دونون باہم مباحثہ کیا کرتے تھے تو
مین بھی سنا کرتا تھا اتفاقاً ایک روز صحراے عظیم مین گذر ہمارا ہوا جو آبادی سے
بہت دور تھا پس اُس مقام پر ناصبی نے مرد شیعہ پر اعتراض کیا کہ کیا تمھارے
امام علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے یہ نہین فرمایا ہی کہ زمین مین کوئی بقعہ
ایسا نہین ہی کہ جو قبر سے خالی ہو پس مین تمسے پوچھتا ہون کہ اس صحرا مین
کہ کہین آدمی کا نام و نشان نہین ہی کون دفن ہوگا یحیی کہتا ہی کہ مین نے
بھی اس امر مین ناصبی کی طرف داری کی تو اُس مرد شیعہ نے سکوت کیا
الغرض قطع منازل اور طی مراحل کرتے ہوے ہم مدینہ منورہ مین داخل ہوے
جب نامہ حاکم کا حضرت کی خدمت بابرکت مین حاضر کیا تو اُن حضرت نے
بعد ملاحظہ کے فرمایا ہم متوکل کی تحریر کے خلاف نہ کرینگے آج تو آرام کرو انشاءاللہ
کل ہم سامان سفر مین مشغول ہونگے پس جب مین دوسرے روز اُن حضرت
کی خدمت باسعادت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ جناب جاڑے
سرمائی اونی اور باناتی خیاط سے سلوا رہے ہین چونکہ فصل شدت گرما کی تھی
یہ دیکھکر مجھے تعجب ہوا اور مین نے خیال کیا کہ شاید حضرت نے کبھی سفر نہین
فرمایا ہی بوجہ ناتجربہ کاری کے یہ احتیاط فرماتے ہین یحیی کہتا ہی کہ ابلیس لعین
میرے دل مین بار بار وسوسے ڈالتا تھا کہ شیعون سے نہایت تعجب ہی کہ ایسے
شخص کو اپنا امام و پیشوا جانتے ہین پس جب مین تیسرے روز اُن حضرت
کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا تو دیکھا کہ خیاط لباس تیار کرکے لایا ہی

اور حضرت وہ سب کپڑے اپنے رفقا اور خدام کو تقسیم فرما رہے ہین اس سے
تعجب میرا زائد ہوا کہ یہ لوگ اس شدت گرما مین ان لباس کو کس مصرف
مین لائینگے بعد اسکے حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ای یحیی
ہم مستعد و آمادہ سفر ہین تو بھی تیاری کرلیں وہ جناب روضہ رسول خدا
اور مزار سے اپنے آبا کرام کے وداع و رخصت ہو کر اہل وطن اور احباب سے
بھی رخصت ہوے اور مدینہ منورہ سے روانہ ہوے جب اُسی صحرا مین پہونچے
جہان اُس ناصبی نے مرد مومن پر اعتراض کیا تھا تو دفعةً ابر سیاہ اور ہوائے
تند اور برق و رعد ظاہر ہوا اور ایسی ہوائے سرد چلی کہ اسّی نفر ہمارے
ہمراہیون سے شدت سرما سے ہلاک ہوے اور حضرت کے ہمراہی سب محفوظ
رہے اور کسیکو کچھ ضرر و گزند نہ پہونچا پس جب ہم لوگ اموات کے دفن سے
فارغ ہوے تو اُسوقت حضرت نے میری طرف خطاب کرکے فرمایا کہ ای
یحیی تونے دیکھا کہ حق سبحانہ تعالی کسطرح سے بقعات زمین کو اموات سے
معمور فرماتا ہی پس بمجرد استماع اس کلام ہدایت نظام کے مجھے تنبیہ ہوئی
اور اُن حضرت کے قدم اقدس پر گرکے مین نے عرض کیا اَشْهَدُ اَنْ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكُمْ خُلَفَاءُ اللّٰهِ
فِیْ اَرْضِهٖ یا ابن رسول اللہ مین گواہی دیتا ہون کہ نہین ہی کوئی لائق عبادت و
بندگی سوائے معبود بحق کے اور تصدیق کرتا ہون کہ بتحقیق جناب محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ بندہ خاص اور رسول خدا ہین اور آپ حضرات حجت خدا
اور اوصیائے رسول ہین روئے زمین مین یا ابن رسول اللہ ابتک مین

بے دین تھا الحمد للہ اب آپکی ہدایت سے مسلمان ہو ایسی کہتا ہی کہ بعد اسکے مین
ہمیشہ اس اعتقاد پر رہا اور اُن حضرت کو اپنا امام و پیشوا جانتا تھا الغرض
جب حضرت سامرہ مین پہونچے تو متوکل لعین نے اُن حضرت کو ایک مکان
ذلیل مین اُتارا اور ہمراہ اپنے وعدہ اور تحریر کے خلاف کیا اور ہمیشہ اُس
حجت خدا اور ہادی خلق کو اذیت و تکلیف پہونچاتا تھا چنانچہ سید ابن طاؤس
علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہی کہ ایک دن متوکل عباسی مع اپنے وزیر
کے نہایت شدت گرما مین سوار ہوا اور حکم دیا کہ سب علما و فضلا اور سادات
و شرفا اور اُمرا و رؤسا اور ارکان سلطنت اور اعیان مملکت جو شہر مین
موجود ہین سب میرے ہمراہ پیادہ پا رہین منجملہ اُنکے حضرت امام علی
النقی علیہ السلام بھی تھے زُرافہ دربان متوکل کا کہتا ہی مین نے دیکھا کہ
حضرت کو پیادہ چلنے سے نہایت تکلیف و اذیت تھی اور از حد تعب تھا اور
بسبب شدت حرارت و تیزی آفتاب کے تمام جسم اقدس سے عرق جاری تھا
یہ حال دیکھکر مین اُن حضرت کے قریب گیا اور عرض کی کہ آپکا کیا حال ہے
حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اِسوقت سوار ہونے کی غرض متوکل کو سوائے
ہماری اہانت کے اور کچھ نہین ہی لیکن میری حرمت حق تعالی کے نزدیک
ناقہ حضرت صالح سے کم نہین ہی بلکہ میرے ناخن کا ایک ریزہ نزدیک حق
سبحانہ تعالے کے ناقہ صالح سے گرامی و بزرگ تر ہی وہ دربان کہتا ہے کہ
ایک معلم میرے اطفال کو پڑھاتا تھا اور میرے گمان مین وہ [illegible] اور شیعہ
تھا اور مین نے آکر یہ ارشاد اُن حضرت کا اُس معلم سے بیان کیا پس اُسنے

مجھ سے بقسم پوچھا گیا تو سچ کہتا ہی جو حضرت نے فرمایا ہی بس مین نے بقسم اُس سے
کہا کہ واقعی جو حضرت نے ارشاد فرمایا وہ بے کم و زیاد تمسے بیان کرتا ہون
یہ سنکر اُس معلم نے مجھ سے کہا کہ اب تو اپنی فکر سے غافل نہ رہنا کہ درمیان تین
روز کے متوکل عباسی ہلاک ہوگا بس تو ایسی تدبیر کر کہ تجھے کچھ ضرر و نقصان
نہ پہونچے یہ سنکر مین نے معلم سے کہا کہ تمنے یہ کیونکر جانا جو غیب کی خبر دیتے ہو
اُس معلم نے جواب دیا میرا اعتقاد درست یہ ہی کہ وہ حضرت صادق ہیں
کبھی خلاف نہین فرماتے ہین اور حق سبحانہ تعالی نے قرآن مجید مین قوم
صالح علیہ السلام کے بارہ مین فرمایا ہی قل تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ
ای صالح اپنی قوم سے کہدو کہ آرام و راحت کر لو اپنے گھرون مین تین روز
کیونکہ جب حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ناقۂ صالح کو پے کیا تو بعد
تین روز کے اُنپر عذاب خدا نازل ہوا تو وہ قوم ہلاک ہوئی وزیان کہتا ہے
کہ یہ سنکر مین اُس معلم پر غضبناک ہوا اور اُسکو بُرا کہکے اپنے گھر سے نکال دیا
بعد اسکے مین نے غور و تامل کیا کہ شاید بیان اُسکا درست و ٹھیک ہو
بہر حال احتیاط لازم ہی یہ تصور کر کے مین نے اپنا مال و اسباب جا بجا متفرق
کر دیا اور منتظر تھا کہ کسیطرح سے تین دن گذر جائین تو دل جمعی ہو پس جب
تیسرا دن ہوا تو فرزند متوکل کا مُنتَصِر مع چند اپنے غلامان ترکی کے
متوکل کے پاس گیا اُسکو مع اُسکے وزیر فتح بن خاقان کے تلوارون سے
ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور بند بند جدا کیے وہ وزیان کہتا ہی کہ یہ دیکھکر مین
حضرت کی امامت و ولایت کا معتقد ہوا بعد اسکے ایک روز ان حضرت کی

خدمت بابرکت میں مشرف ہو کر اپنی اور سعلم کی کیفیت عرض کی تو حضرت نے
فرمایا کہ سعلم نے سچ کہا تھا میں نے اُس دن متوکل کے لیے درگاہ الٰہی میں نفرین
و دعائے بد کی تھی تو حق سبحانہ تعالی نے دعا میری مستجاب فرمائی صلوات
بر حیین مؤمنین حضرت محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پر حضرات سنا آپنے
کہ اعدا کیسی توہین کرتے تھے فرزندان رسول خدا کی اور اُن نادیان دین نے
کیا کیا ظلم و ستم کیا اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو متوکل لعین نے
اپنی سواری کے ہمراہ پیادہ باشدت گرما اور حرارت و تیزی آفتاب میں
دوڑایا کہ اُن حضرت کا حال غیر ہوا اور تمام جسم اطہر عرق عرق ہو گیا اور نہایت
تکلیف ہوئی حالانکہ وہ جناب سالم تھے اور تین دن کے پیاسے نہ تھے نہ
کسی عزیز و اقربا کی لاش پارہ پارہ صحرائے سامرہ میں سامنے تھی مگر افسوس
ہزار افسوس مظلومی و بیکسی پر امام زین العابدین علیہ السلام کے کہ وہ
جناب ایک تو علیل و بیمار تھے اور تین شبانہ روز کے گرسنہ و تشنہ لب تھے
علاوہ اسکے تمام عزیز و اقربا کی لاشہائے پارہ پارہ خاک و خون غلطان
حرارت و تیزی آفتاب میں ریگ گرم صحرائے کربلا پر سامنے پڑی تھیں
وہ حال دیکھکر بسبب ضعف و ناتوانی کے غش آ جاتا تھا مؤمنین تصور کیجیے
کہ کن جوانان ہاشمی کی لاشیں سامنے تھیں آہ آہ ایک طرف لاش پارہ پارہ
امام حسین علیہ السلام اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور شاہزادہ قاسم و احمد اور
عبد اللہ کی تھی اور ایک طرف لاش پارہ پارہ جناب عباس ع کی اور ایک
طرف لاش عون و محمد اور جعفر و فضل علی اور محمد بن جعفر طیار اور سب

جوانان ہاشمی کی خاک وخون مین آلودہ پڑی تھی افسوس اُنپر بجز دھوپ کے
کچھ سایہ بھی نہ تھا جیسا کہ مولانا سید محمد مہدی صاحب اُنکے مرثیہ مین کہتے ہین

حُسَیْنٌ عَلٰی وَجْہِ التُّرَابِ مُعَفَّرٌ	وَاَوْلَادُہٗ صَرْعٰی اَخُوْہُ مُقَتَّلٗ

آہ آہ امام حسین فرزند رسول الثقلین زمین گرم کربلا پر خاک آلودہ تھے اور
سب اقربا اولاد اور بھائی اُن حضرت کے مقتول وکشتہ پڑے تھے اور خاک
صحرا اُنپر اڑ اڑ کے گرتی تھی ہاے افسوس اُن شہدا کا کوئی دفن کرنے
والا نہ تھا ہ

فَمَا فَوْقَھُمْ ظِلٌّ سِوَی الشَّمْسِ بِالْفَلَا	وَمَا وِتْرُھُمْ اِلَّا الْکَدِیْدُ الْمُرَکَّلُ

ہاے کیا بیکسی ہی کہ اُن شہداے راہ خدا پر اُس بیابان وصحرا مین کوئی سایہ
بھی سواے دھوپ کے نہ تھا اور اُن شہدا کا سواے زمین سخت کے کہ جو
شگافتہ سم اسپان سے تھی کچھ فرش نہ تھا افسوس وہ جسد ہاے انور سنگریزہاے
گرم پر پڑے تھے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل ویکم

فِی الْکَافِیْ اَنَّہٗ وُلِدَ اَبُوْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ فِیْ شَھْرِ
رَمَضَانَ وَقِیْلَ فِیْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاٰخِرِ سَنَۃَ اِثْنَتَیْنِ وَثَلٰثِیْنَ
وَمِأَتَیْنِ کافی مین شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ نے روایت
کی ہی کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ماہ مبارک رمضان سنہ ۲۳۲ دوسو
بتیس ہجری مدینہ منورہ مین پیدا ہوے اور شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے
روایت کی ہی کہ آٹھوین ماہ ربیع الثانی کو روز جمعہ سنہ ۲۳۱ دوسو اکتیس ہجری

وہ جناب پیدا ہوئے اور یہ زمانہ آخر حکومت بنی امیہ کا تھا وَقُبِضَ عَلَیْہِ
السَّلَامُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ لِثَمَانِ لَیَالٍ خَلَوْنَ مِنْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ سَنَۃَ
سِتِّیْنَ وَمِائَتَیْنِ وَھُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَعِشْرِیْنَ سَنَۃً اور اُن حضرت نے
آٹھویں ماہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ ۲۶۰ دو سو ساٹھ ہجری میں زہر دغا سے
شہادت پائی اور اُس روز سن شریف اُن حضرت کا اٹھائیس یا انتیس
برس کا تھا وَدُفِنَ فِیْ دَارِہٖ فِی الْبَیْتِ الَّذِیْ دُفِنَ فِیْہِ اَبُوْہُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ بِسُرَّ مَنْ رَّاٰی اور وہ جناب اپنے گھر کے اُس حجرہ خاص
میں دفن ہوئے جہاں اُنکے پدر بزرگوار حضرت امام علی النقی علیہ السلام شہر
سر من راے میں مدفون ہیں اور اُسی جگہ جناب حکیمہ خاتون پھوپھی اُن
حضرت کی اور نرجس خاتون زوجہ اُن حضرت کی بھی مدفون ہیں وَاُمُّہٗ
اُمُّ وَلَدٍ یُقَالُ لَھَا حُدَیْثُ وَکَانَتْ مُدَّۃُ خِلَافَتِہٖ سِتُّ سِنِیْنَ
وَلَقَبُہُ الْھَادِیْ وَالسِّرَاجُ وَالْعَسْکَرِیُّ اور مادر گرامی اُن حضرت کی
ام ولد تھیں کہ نام اُس مخدومہ کا جناب حدیث ہے اور مدت خلافت اُن
حضرت کی بنا بر روایت شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ کے چھ برس تھی اور
لقب اُن حضرت کا ہادی اور سراج اور عسکری ہے اور کنیت ابو محمد ہے
وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَبُوْہُ وَجَدُّہٗ یُعْرَفُ کُلٌّ مِّنْھُمْ فِیْ زَمَانِہٖ
بِابْنِ الرِّضَا وَمَاتَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَسْمُوْمًا وَسَمَّہُ الْمُعْتَمِدُ اللَّعِیْنُ
اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اور اُن حضرت کے پدر بزرگوار
اور جد نامدار اپنے زمانہ میں فرزند رضا علیہ السلام کہلاتے تھے اور

بقولے لقب اُن حضرت کا زکی اور خالص بھی ہی اور عسکری اُن حضرت کو
اسوجہ سے کہتے ہین کہ سرمن راے کا نام مدینۂ عسکر بھی ہی اور حضرت نے
وہان سکونت اختیار فرمائی تھی اور اُن حضرت نے وہین زہر دغا سے شہادت
پائی کہ معتمد عباسی لعین نے زہر دیا بین حضرات جناب وہ جناب حیات سے
تب تک ہمیشہ اعدا سے اذیت و تکلیف اُٹھائی اور ہر وقت وہ اشقیا درپے
قتل رہے فِی الْعَوَالِمِ وَغَيْرِهٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ
الْعَبَّاسِيُّوْنَ عَلٰى صَالِحِ بْنِ وَصِيْفٍ عِنْدَ مَا حُبِسَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ چنانچہ عوالم وغیرہ مین محمد بن اسماعیل سے منقول ہے کہ کہا اُسنے
جس زمانہ مین حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام صالح بن وصیف کے پاس
اسیر و مقید تھے اُنھین ایام مین ایک جماعت بنی عباسیہ صالح کے پاس آئی
بس اُن اشقیا نے کہا کہ تم ابو محمد کو قید شدید مین رکھنا تا انکو اذیت و تکلیف ہو
فَقَالَ لَهُمْ صَالِحُ بْنُ وَصِيْفٍ وَمَا اَصْنَعُ قَدْ وَكَّلْتُ بِهٖ رَجُلَيْنِ
اَشَرَّ مَنْ قَدَرْتُ عَلَيْهِ فَقَدْ صَارَ مِنَ الْعِبَادَةِ وَالصَّلٰوةِ
وَالصِّيَامِ اِلٰى اَمْرٍ عَظِيْمٍ یہ سنکر صالح نے اُن اشقیا سے کہا کہ مین کیا
کرون حتی الامکان مین نے اپنے ملازمون سے دو شخصون کو جو نہایت
شدید و بیرحم تھے انتخاب کرکے اُنکی حراست اور اذیت دینے پر مقرر
و معین کیا مگر وہ اُنکی کثرت عبادت نماز و روزہ کا حال دیکھکر نرم
ہوگئے فَقُلْتُ لَهُمَا فِيْهِ فَقَالَا مَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ
اللَّيْلَ كُلَّهٗ لَا يَتَكَلَّمُ وَلَا يَتَشَاغَلُ وَاِذَا نَظَرْنَا اِلَيْهِ اِرْتَعَدَتْ

فَرَائِضِنَا فَیَدْخُلُنَا مَا لَا نَمْلِکُہُ مِنْ اَنْفُسِنَا فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِکَ انْصَرَفُوْا خَائِفِیْنَ پس مین نے اُن دونون سے بتاکید واسطے اذیت و تکلیف دینے ابو محمدؑ کے کہا تو اُنھون نے جواب دیا کہ ای صالح تو کیا کہتا ہی اُس برگزیدہ باری کے بارے مین جو ہمیشہ دن کو روزہ رکھے اور تمام شب عبادت خدا مین کھڑا ہوا اور نہ کسی سے کلام کرے نہ کسی طرف مشغول ہوا اور جسوقت ہم اُس بزرگوار کیطرف نظر کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ قتل کرین تو ہمارے اعضا مین رعشہ پڑجاتا ہی اور کانپنے لگتے ہین اور ہمارے دلون مین بوجہ اُنکی جلالت و عظمت اور صولت و سطوت کے ایسی ہیبت سماجاتی ہی کہ بیخود ہوجاتے ہین پس جب یہ حال اُس جماعت بنی عباسیہ نے سُنا تو خائب و خاسر اور خوفناک وہان سے چلے گئے اور کتاب غرائب و عجائب مین شیخ شہاب الدین صوفی نے روایت کی ہی کہ متوکل عباسی نے ایک مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو اسیر و مقید کیا تو سر من راے مین بڑا قحط ہوا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ تمام اہل اسلام نے صحرا و بیابان مین جاکر بارش کے لیے تین دن تک نماز استسقا پڑھی اور دعا کی مگر بارش نہوئی آخر متوکل نے حکم دیا کہ اب اہل اسلام کے ہمراہ سب یہود و نصاریٰ بھی شریک ہوکر واسطے دعا کے طرف صحرا و بیابان کے جائین پس ہمراہ یہود و نصاریٰ کے اُنکا ایک راہب بھی صحرا مین گیا اور سب اہل اسلام اور یہود و نصاریٰ نے ہر صغیر و کبیر نے جو اُس صحرا مین موجود تھے دیکھا کہ جب اُس راہب نے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے تو فوراً ابر آیا اور

بارش ہونے لگی اور روز دوم بھی سب اہل اسلام اور یہود و نصاریٰ
طرف صحرا کے واسطے دعا کے گئے تو اسدن بھی دیکھا کہ جب راہب نے
ہاتھ اٹھائے تو فوراً ابر آیا اور مینہ برسنے لگا پس اس ماجرا سے رخنۂ عظیم
اسلام میں پیدا ہوا اور اکثر بد اعتقاد ہوئے اور بعض مرتد ہو گئے یہ خبر
متوکل حیران و پریشان اور بیچارہ ہوا کیونکہ وہ خلیفۂ وقت تھا
پس لاچار ہو کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید خانہ سے طلب کیا
وَقَالَ یَا حَسَنؑ أَدْرِكْ أُمَّةَ جَدِّكَ رَسُولِ اللهِ ص اور عرض کیا اے
حسن عسکریؑ اپنے جد امجد رسول خدا ص کی امت کی خبر لیجئے کہ وہ گمراہ ہوئی
جاتی ہے فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُرْهُمْ بِالْخُرُوجِ غَدًا وَيَزُولُ
الْإِشْكَالُ إِنْشَاءَ اللهُ تَعَالَى پس یہ سنکر ان حضرت نے فرمایا کہ ان
لوگوں کو کل بھی طرف صحرا کے بھیجدے اگر خدا وند عالم چاہے تو یہ مشکل
آسان ہو گی اور شک و شبہ سبکا زائل ہوگا جب صبح ہوئی پھر سب طرف
صحرا کے روانہ ہوئے اور اسدن حضرت بھی تشریف لیگئے جب اس
راہب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو فوراً ابر آگیا اسوقت حضرت نے
حکم دیا کہ لوگ جا کر اسکا ہاتھ پکڑ لیں اور جو چیز ہاتھ میں ہو لے لیں پس
حسب الارشاد ان حضرت کے لوگوں نے فوراً ہاتھ اسکا پکڑ لیا تو دیکھا
کہ راہب کے ہاتھ میں ایک استخوان ہے وہ لیکر پھر اس سے دعا کے
واسطے حکم دیا جب اسنے ہاتھ اٹھائے تو ابر ہٹ گیا اور دھوپ نکل آئی
پس متوکل نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا یہ کیا سبب تھا اُن

فرمایا کہ یہ ایک نبی کا استخوان بدن ہی کہین سے اسکے ہاتھ آگیا اسکی برکت سے
بارش ہوتی ہی بعد اسکے متوکل نے یہ اعجاز دیکھکر حضرت کو رہا کیا اور ہمیشہ تعظیم
وتکریم کرتا تھا اور اسی کتاب مین منقول ہی کہ ایک مرتبہ ایک عورت نے
متوکل عباسی کے سامنے اپنی سیادت کا دعویٰ کیا تو اسنے حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام کو بلا کر اسکی تحقیق چاہی فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَام اِنَّ اللّٰہ
تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی السِّبَاعِ اَنْ تَاْکُلَ اَوْلَادَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا
السَّلَام فَاَلْقُوْهَا لَهَا فَاِنْ لَمْ تَاْکُلْهَا فَهِیَ صَادِقَةٌ پس ان حضرت نے
فرمایا بتحقیق کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جناب حسنین علیہما السلام کی اولاد کا گوشت
درندون پر حرام کیا ہی پس اس مدعیہ کو سامنے انکے ڈالدو اگر درندے
اسکو نہ کھائین تو وہ صادقہ ہی یہ سنکر متوکل نے اس عورت سے یہ بیان کیا
تو اسنے خائف وترسان ہوکر اپنے کذب کا اقرار کیا اور کہا کہ مین نے جھوٹ
دعوے کیا تھا پس جو حاسدین حضرت سے عداوت وعناد رکھتے تھے ان
اشقیا نے متوکل کو مشورہ دیا کہ خود ان حضرت کو کہ اولاد حسنین علیہما السلام
سے ہین انکو درندون کے سامنے ڈالکر اسکا امتحان کرنا چاہیے پس انکی
تحریک سے متوکل عباسی نے اپنے مکان کے صحن مین تین جانور درندہ
منگواکے چھوڑ دیے اور خود بالاخانہ پر جاکر ایک کمرہ مین بیٹھا اور حضرت کو
طلب کیا جب وہ جناب تشریف لائے تو دربانون نے حضرت کو اس
صحن مین داخل کرکے فوراً دروازہ بند کردیا اور متوکل اس کمرہ سے
یہ دیکھ رہا تھا کہ جو ہین حضرت کو ان جانورون نے دیکھا تو بے اختیار دوڑکر

قدمہاے مبارک پر منہہ اپنا ملنے لگے اور گرد پھرنے لگے اور حضرت نے دست
حق پرست اپنا اُنکی پشت پر پھیرا بعد اُسکے کوٹھے پر تشریف لیگئے اور متوکل نے
تعظیم کی اور اُن حضرت کو باعزاز تمام اپنے پاس بٹھایا اور حضرت چند باتیں
کرکے اُس سے رخصت ہوے حضرات صلوات پڑہیں محمد و آل محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ پر کہ مراد آل رسول سے جناب سیدۂ اور بارہ امام ہین غرضکہ
بعد اسکے متوکل سے اُسکے اصحاب ورفقا نے کہا کہ ای خلیفہ تمکو بھی تو دعوے
سیادت کا ہی یہ درندے کچھ ضرر وگزند نہ پہونچائینگے یہ سنکر اُسنے کہا کہ
کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ مین ہلاک ہوجاؤن بعد اسکے متوکل نے سب سے
بتاکید منع کیا کہ یہ راز کسی سے بیان نہ کرنا ایسا ہو کہ لوگون کو ابو محمدؑ کا
اعتقاد ہو اور اُنکی طرف رجوع کرین کیون مومنین جو بزرگوار ایسا
حامی دین واسلام اور ہادی و رہنماے خلق اور حجت خدا اور خلیفہ برحق
اور جانشین رسول اور صاحب اعجاز وکرامات ہو اُسکے اشقیاے اُمت
ہمیشہ درپے قتل رہین آخر بمکر و دغا زہر دیکر شہید کرین اور بعد شہادت کے
بھی اہانت کرین اور نامحرم داخل حرم سرا ہون چنانچہ کافی وغیرہ
مین منقول ہی کہ جب اُن حضرت کو دفن کر چکے تو متوکل اور اُسکے ملازمین
سب حضرت کے فرزند کی تلاش مین جستجو کرنے لگے اور ہر ایک منزل
ومکان مین اُن حضرت کو تلاش کیا آہ مقصود اُنکا یہ تھا کہ اگر ممکن ہو
تو حضرت امام حسن عسکریؑ کے فرزند کو بھی شہید کرین تا نسل آل رسول سے
زمانہ خالی ہو مگر حضرت صاحب الامر کو اُس مکان مین نہ پایا آہ اسیطرح

روز عاشورا بعد شہادت مظلوم کربلا غریب نینوا کے مسلوب العمامۃ والرداء		
دریگانہ دریائے مجمع البحرین		سجون طیبہ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام کے اشقیائے کوفہ و شام تلواریں کھینچے ہوئے داخل خیمہائے
اہل بیت رسالت ہوئے اور اسباب لوٹ لیا اور خیموں میں آگ لگا دی
تو ایک جماعت اشرار نے چاہا کہ بیمار کربلا امام زین العابدین علیہ السلام کو
بھی شہید کریں کہ تا زمانہ نسل آل رسول سے خالی ہو مگر حق سبحانہ تعالی نے
اُن حضرت کو اُن اشقیا کے شر سے محفوظ رکھا کہ تا زمانہ آل رسول سے
خالی نہو چنانچہ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے حمید سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے
کہ جب ہم لوگ روز عاشورا لوٹتے ہوئے بیمار کربلا تک پہونچے تو وہ مظلوم
اُسوقت شدت مرض سے بستر بیماری پر لیٹے تھے اور اُسوقت شمر لعین کے
ہمراہ ایک جماعت پیادوں کی تھی پس اُن اشقیا نے شمر سے کہا آگاہ ہو
کہ ہم اس مریض کو بھی قتل کرتے ہیں حمید کہتا ہے کہ میں نے کہا سبحان اللہ
کیا اب ہم ایسے مریض کو بھی قتل کرینگے لیجئے یہ مریض تو ایسا بیمار ہے
کہ جو بیماری اسکی ہلاکت کو کافی ہے تم لوگ کیوں اسکے درپے آزار
ہوں پس میں برابر اُن لوگوں کو اُس مریض کے پاس سے ہٹاتا جاتا
تھا تا آنکہ [illegible] اسیطرح ابن زیاد ولعین نے بھی [illegible] کو قید میں [illegible]
حضرت کے قتل کا حکم دیا تھا چنانچہ ابو مخنف روایت کرتا ہے کہ اُسوقت
[illegible] اور اہل بیت زار زار رونے لگے اور جناب زینب دامن فرزند
[illegible] اور سے لپٹ گئیں پس جلادوں نے بجبر و قہر چھڑایا اُسوقت وہ مظلوم

بہت روئیں اور آواز دی اے ابن زیاد کیا تو قتل سے میرے برادر مظلوم کے
ابھی سیر نہیں ہوا ہے جو تونے حکم دیا واسطے قتل کرنے اس مریض کے آیا زمانہ
غدار نے سوائے اس بیمار کے کوئی محرم ہم دختران رسول خداؐ کا باقی
رکھا ہے یہ سنکر حاضرین دربار رونے لگے اور ابن زیاد کو خوف فساد کا
ہوا اور حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو آہ آہ دربار شام میں بھی یزید لعین نے
مکرر حکم دیا ہے واسطے قتل کرنے امام زین العابدین علیہ السلام کے جب جلاد
لیچلے تو بچے اور اہل بیت بشدت روئے اور جناب زینب و ام کلثوم نے
فریاد کی اور فرمایا اے یزید کیا تجھے قتل کرنا مردان اہل بیت رسالت کا کافی نہیں
ہوا اور ابھی اولاد رسول کے خون سے سیر نہیں ہوا کہ تونے اس بیمار اور ہم
بیوار ثوں کے حامی و سرپرست کے قتل کا حکم دیا ہے اسوقت کے حال میں
محرق القلوب میں یوں منقول ہے کہ یزید لعین نے کچھ اعتنا نہ کی پس وہ
ستم رسیدہ طرف مدینہ منورہ کے متوجہ ہوئیں اور رو رو کر دے فریاد
کرنے لگیں اسوقت یزید خائف ہوا اور حکم دیا کہ اس بیمار کو چھوڑ دو پس
جلاد نے ان حضرت کو چھوڑ دیا بعد اسکے یزید نے حکم دیا کہ ان اسیروں کو
قیدخانہ میں لیجاؤ پس موافق حکم کے اہلبیت رسالت ایسے قیدخانہ میں
مقید ہوئے جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ نہ تھا الا لعنۃ
اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و دوم

فی مصائب السئول انہ یوم وفات الائمۃ علیہم السلام بار بعۃ

الفاظ وتطلق علیہم مطالب سئول بن شیخ کمال الدین بن محمد بن طلحہ
شافعی نے نقل کیا ہے تحقیق کہ حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین
چار الفاظ سے موصوف ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہیں اور
اطلاق ان الفاظ کا انھیں حضرات پر ہے الاولی آل الرسول والثانیہ
اهل البیت والثالثۃ العترۃ والرابعۃ ذوی القربی اول آل
رسول کہ مراد اُنسے جناب سیدہ اور بارہ امام ہیں دوم اہل بیت طاہرہ
سوم عترت و ذریت چہارم ذوی القربی ہے اور اُسی کتاب میں فضائل
حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام میں منقول ہے کہ وہ جناب
خانہ کعبہ میں تیرھوین ماہ رجب کو عہد ابرویز بن ہرمز میں پیدا ہوے
اور یہ شرف و بزرگی ابتداے حضرت آدم علیہ السلام سے کسی نبی اور
وصی کو حاصل نہین ہے سواے اُن حضرت کے وقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ من اکرم اولادی فقد اکرمنی ومن اہان اولادی
فقد اہانی اور اکسیر العبادات میں ملا آقا دربندی نے نقل کیا ہے
فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جو شخص تعظیم واکرام کرے
میری اولاد کا تحقیق کہ اُسنے تعظیم واکرام میرا کیا اور جو شخص اہانت کرے
میری اولاد کی تحقیق کہ اسنے اہانت کی میری مگر مومنین واے ہو اشقیا
امت پر کہ انھون نے کیسی اہانت کی اولاد و عترت طاہرۂ جناب
رسول خدا کی اور مطلق پاس ولحاظ ارشاد اور قرابت اُن حضرت کا
نہ کیا انکی ذریت کے بارے میں کہ بعد بنی امیہ کے بنی عباسیہ نے بھی کوئی

دقیقہ ظلم و ستم اور اہانت کا فروگذاشت نہ کیا فِی الکَافِی وَغَیرِہٖ عَنْ حُسَیْنِ بْنِ مُحَمَّدِنِ الْاَشْعَرِیِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَحْمَدَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ خَاقَانَ اَنَّہٗ قَالَ لَقَدْ اَوْرَدَ السُّلْطَانُ وَاَصْحَابُہٗ فِیْ وَقْتِ وَفَاتِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ مَا تَعَجَّبْتُ مِنْہُ وَمَا ظَنَنْتُ اَنَّہٗ یَکُوْنُ ذٰلِکَ چنانچہ کافی وغیرہ میں حسین بن محمد اشعری اور محمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے احمد بن عبید اللہ بن خاقان وزیر سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ سلطان وقت اور اسکے اصحاب و رفقا نے وقت رحلت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایسے امور کیے کہ مجھے اس سے تعجب ہوا اور مجھے ہرگز ایسا گمان نہ تھا جو اسوقت ان اشرار سے صادر ہوا وَذٰلِکَ اَنَّہٗ لَمَّا اعْتَلَّ بَعَثَ اِلٰی اَبِیْ اِنَّ ابْنَ الرِّضَا عم قَدِ اعْتَلَّ فَرَکِبَ مِنْ سَاعَتِہٖ مُبَادِرًا اِلٰی دَارِ الْخِلَافَۃِ ثُمَّ رَجَعَ مُسْتَعْجِلًا وَمَعَہٗ خَمْسَۃٌ مِنْ خَدَمِہٖ کُلُّھُمْ مِنْ ثِقَاتِہٖ وَخَاصَّتِہٖ فِیْھِمْ نِحْرِیْرٌ اور وہ امور یہ ہیں کہ جب حضرت علیل و بیمار ہوے تو معتمد عباسی نے میرے باپ کے پاس کہلا بھیجا کہ ابن الرضا ع ابو محمد عم علیل ہوے ہیں احمد کہتا ہی یہ سنتے ہی میرا باپ فورًا سوار ہوکر طرف دار الخلافہ کے روانہ ہوا بعد اسکے فورًا واپس آیا اور اسکے ہمراہ پانچ آدمی معتمدان و مقربان خاص حاکم سے بھی تھے انمیں نحریر خادم خاص اور مقرب اسکا بھی تھا فَاَمَرَھُمْ بِلُزُوْمِ دَارِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ وَبَعَثَ اِلٰی نَفَرٍ مِنَ الْمُطَبِّبِیْنَ فَاَمَرَھُمْ بِالْاِخْتِلَافِ اِلَیْہِ وَتَعَاھُدِہٖ صَبَاحًا وَمَسَاءً

پس میرے باپ نے ان پانچ آدمیوں کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی
خدمت کے لیے مقرر و معین کیا اور چند طبیب طلب کرکے انکو حکم دیا کہ تم لوگ
ہر شام و صبح حضرت کے علاج میں مستعد و سرگرم رہو فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ
بِیَوْمَیْنِ اَوْ ثَلٰثَۃٍ اُخْبِرَ اَنَّہٗ قَدْ ضَعُفَ فَاَمَرَ الْمُتَطَبِّبِیْنَ بِلُزُوْمِ دَارِہٖ
وَبَعَثَ اِلٰی قَاضِی الْقُضَاۃِ فَاَحْضَرَہٗ وَاَجْلَسَہٗ وَاَمَرَہٗ اَنْ یَخْتَارَ
مِنْ اَصْحَابِہٖ عَشَرَۃً مِمَّنْ یُوْثَقُ بِہٖ فِیْ دِیْنِہٖ وَاَمَانَتِہٖ وَوَرَعِہٖ
فَاَحْضَرَھُمْ فَبَعَثَ بِھِمْ اِلٰی دَارِ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَمَرَھُمْ
بِلُزُوْمِہٖ لَیْلًا وَنَھَارًا پس بعد دو یا تین روز کے خبر آئی کہ اب ان
حضرت پر بہت ضعف طاری ہوا ہے تو پدر میرے حاکم معتمد عباسی نے
حکیموں کو حکم دیا کہ ہر وقت ان حضرت کی خدمت میں حاضر رہیں اور
قاضی القضات کو طلب کیا جب وہ آیا تو اسکو اپنے پاس بٹھا کر حکم دیا کہ
اپنے اصحاب و رفقا میں سے دس آدمی جو امین و متدین ہوں انتخاب
کرکے اپنے ہمراہ لیکر شب و روز حضرت کے دولت خانہ پر حاضر رہو
حضرات تصور کیجیے کہ یہ تدبیریں کسلیے تھیں آیا یہ اسواسطے تھیں کہ
لوگوں پر ظاہر ہو کہ معتمد عباسی کو حضرت سے محبت و الفت ہے اور زہر
دینا ثابت ہو فَلَمْ یَزَالُوْا ھُنَاکَ حَتّٰی تُوُفِّیَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَصَارَتْ
سُرَّمَنْ رَاٰی ضَجَّۃً وَاحِدَۃً فَبَعَثَ السُّلْطَانُ اِلٰی دَارِہٖ
مَنْ فَتَّشَھَا وَفَتَّشَ حُجَرَھَا وَخَتَمَ عَلٰی جَمِیْعِ مَا فِیْھَا پس وہ سب
لوگ ان حضرت کی خدمت میں حاضر رہے یہانتک کہ اس جناب نے

رحلت فرمائی جب یہ خبر سرمن رائے میں مشہور ہوئی تو یکایک شور عظیم برپا ہوا اور صدائے نوحہ و بکا بلند ہوئی اور لوگ ایک آواز ہوکر زار زار رونے لگے یہ سنکر معتمد عباسی حاکم نے چند ملازموں کو مامور کیا وہ اشقیا فوراً حضرت کے دولتسرا پر آئے اور حجرہ میں تلاشی لی اور دروازوں کو مقفل کرکے اسباب پر مہر کردی وَطَلَبُوا اَثَرَ وَلَدِہٖ وَجَاؤُا بِنِسَاءٍ یَعْرِفْنَ الْحَمْلَ فَدَخَلْنَ اِلَی جَوَارِیْہِ یَنْظُرْنَ اِلَیْھِنَّ فَذَکَرَ بَعْضُھُنَّ اِنَّ ھُنَالِکَ جَارِیَۃً بِھَا حَمْلٌ فَجُعِلَتْ فِیْ حُجْرَۃٍ وَوُکِّلَ نِحْرِیْرُ الْخَادِمُ وَاَصْحَابُہٗ وَنِسْوَۃٌ مَعَھُمْ اور اُن حضرت کے فرزند کو تلاش کرنے لگے اسلیے کہ سُن چکے تھے کہ ایک فرزند اُس جناب کا مالک زمین و زمان ہوگا اور جابر و ظالموں کو ہلاک کریگا پس اُن عورتوں کو لائے جو اپنے فن میں کامل تھیں اور حمل کو پہچانتی تھیں پس وہ سب قابلہ حرم سرا میں داخل ہوئیں اور حضرت کی کنیزوں کے پاس گئیں پس ایک دایہ نے باہر آکے بیان کیا کہ ایک کنیز میں جسکا نام صیقل ہے اثر حمل کا پایا جاتا ہے اسوجہ سے وہ ستم رسیدہ ایک حجرہ میں بند کی گئی اور نحریر خادم مع اُسکے ہمراہیوں اور چند عورتوں کے وہاں بطور حراست و نگہبان کے گرد اُس حجرہ کے مقرر و معین کیے گئے قَالَ ثُمَّ اَخَذُوْا بَعْدَ ذٰلِکَ تَھْیِئَتَہٗ وَعُطِّلَتِ الْاَسْوَاقُ وَرَکِبَتْ بَنُوْھَاشِمٍ وَالْقُوَّادُ اِلٰی وَسَائِرُ النَّاسِ اِلٰی جَنَازَتِہٖ فَکَانَتْ سُرَّمَنْ رَاٰی یَوْمَئِذٍ شَبِیْھًا بِالْقِیَامَۃِ احمد کہتا ہے کہ بعد اسکے لوگ حضرت کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوئے اور تہیہ غسل و کفن و دفن کا کیا اور سب بازار شہر کے بند ہوئے

اور سب بنی ہاشم اور اُمرا اور رؤسا اور سب شرفا و نجبا اُن حضرت کے
جنازہ کے ہمراہ تھے پس اُس روز شدت گریہ و بکا اور نوحہ و بین سے شہر
سرا سے مین گویا قیامت بپا تھی کیون مومنین اگر مظلوم کربلا اپنے وطن شہر
مدینہ مین شہید ہوتے تو ضرور اُن حضرت کے جنازہ کے ہمراہ بھی بنی ہاشم اور
شرفا و نجبا اور اہل شہر ہوتے اور کس اہتمام کے ساتھ جنازہ اُٹھاتے اور پاس
اُن حضرت کے جد امجد رسول مختار یا ابرار در عالی وقار کے دفن کرتے آہ آہ
وہ جناب صحرائے کربلا مین غریب الوطن تشنہ لب ذبح ہوئے اور لاش اطہر
تین روز تک حرارت آفتاب مین خاک و خون آلودہ ریگ گرم پر پڑی
رہی اور کوئی شخص اہل کوفہ و شام سے متوجہ طرف تجہیز و تکفین کے نہوا نہ
غسل دیا گیا نہ کفن پہنایا گیا نہ جنازہ اُٹھایا گیا ہائے افسوس عوض اسکے اسب
لوٹ لیا کوئی کرتہ لیگیا کوئی عمامہ لیگیا کسی نے عبا اُتار لی آہ خاک صحرا اُڑ کر
لاش اطہر پر جمتی جاتی تھی قَالَ فَلَمَّا فَرَغُوا مِنْ تَهْيِئَتِهِ بَعَثَ السُّلْطَانُ اِلٰى
اَبِي عِيسَى بْنِ الْمُتَوَكِّلِ فَاَمَرَهُ بِالصَّلٰوةِ فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ لِلصَّلٰوةِ
عَلَيْهِ دَنٰى اَبُو عِيسٰى مِنْهُ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَعَرَضَهُ عَلٰى بَنِي هَاشِمٍ
مِنَ الْعَلَوِيَّةِ وَالْعَبَّاسِيَّةِ وَالْقُوَّادِ وَالْكُتَّابِ وَالْقُضَاةِ وَالْمُعَدَّلِيْنَ
غرضکہ احمد کہتا ہے کہ پس جب امام حسن عسکریؑ کے غسل و کفن سے فراغت ہوئی
تو حاکم نے ابو عیسی بن متوکل کو کہلا بھیجا کہ حضرت کے جنازہ پر نماز پڑھے
جب جنازہ واسطے نماز کے زمین پر رکھا گیا تو ابو عیسی آگے بڑھا اور اُس
حضرت کے روئے انور سے کفن اُٹھا کر سب بنی ہاشم علویہ اور عباسیہ او

اُمرا اور رؤسا اور سب قاضی و مفتی اور شرفا و نجبا اور ارکان دولت اور اعیان سلطنت کو جو وہان حاضر تھے دکھادیا وَقَالَ هٰذَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرِّضَاءِ مَاتَ حَتْفَ اَنْفِهٖ عَلٰى فِرَاشِهٖ حَضَرَهٗ مَنْ حَضَرَهٗ مِنْ خَدَمِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَثِقَاتِهٖ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَمِنَ الْقُضَاةِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَمِنَ الْمُتَطَبِّبِيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ اور ابوعیسی نے حاکم وقت کی رفع بدنامی کی یہ تدبیر کی کہ سب حاضرین سے کہنے لگا کہ دیکھو یہ حسن بن علی بن محمد فرزند امام رضاء گے مین کہ اپنے فرش خواب پر اپنی قضا سے رحلت کی ہے اور کسی نے کچھ آسیب وضرر نہین پہونچایا ہے انکی بیماری مین فلان فلان شخص جو خلیفۂ وقت کے نزدیک معتبر اور ثقہ ہین موجود تھے اور فلان فلان قاضی و عالم اور فلان فلان حکیم وطبیب بھی انکی خدمت مین حاضر تھے انسے دریافت کرو ثُمَّ غَطّٰى وَجْهَهٗ وَاَمَرَ بِحَمْلِهٖ فَحُمِلَ مِنْ وَسَطِ دَارِهٖ وَدُفِنَ فِي الْبَيْتِ الَّذِيْ دُفِنَ فِيْهِ اَبُوْهُ پس جب سب حاضرین دیکھ چکے تو روے انور اُن حضرت کا کفن سے چھپا دیا پس ابوعیسی نے حکم دیا کہ اب جنازہ اُٹھاؤ پس جنازہ صحن سے اُٹھاکر اُن حضرت کے دولتسرا مین اُس حجرۂ خاص مین لیگئے جہان اُس جناب کے پدر بزرگوار دفن ہین اُسی جگہ دفن کیا فَلَمَّا دُفِنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَذَ السُّلْطَانُ وَالنَّاسُ فِيْ طَلَبِ وَلَدِهٖ وَكَثُرَ التَّفْتِيْشُ فِي الْمَنَازِلِ وَالدُّوْرِ وَتَوَقَّفُوْا عَنْ قِسْمَةِ مِيْرَاثِهٖ الخ جب وہ حضرت دفن ہوچکے تو حاکم وقت اور اُسکے ملازمین سب حضرت کے فرزند حضرت صاحب الامر کی تلاش مین جستجو کرنے لگے

اور ہر ایک منزل و مکان میں اُن حضرت کو تلاش کیا اور چند روز تقسیم میراث
میں بھی توقف کیا ولم یزل الذین وکلوا بحفظ الجاریۃ التی توھموا
علیہا الحمل لازمین حتی تبین بطلان الحمل فلما بطل الحمل عنھن
قسم میراثہ بین امہ واخیہ جعفر وادعت لہ وصیۃ ثبت ذالک
عند القاضی والسلطان علی ذالک یطلب اثر ولدہ اور جو لوگ
کہ حراست و حفاظت جاریہ کے واسطے مقرر و معین ہوئے تھے وہ لوگ برابر
اُس کنیز کی حفاظت میں مصروف رہے جب گمان حمل کا تھا یہاں تک کہ حمل کا
نہ ہونا ثابت ہوا پس جب حمل ثابت نہوا تو میراث و ترکہ اُن حضرت کا اُس
جناب کی والدہ ماجدہ اور بھائی جعفر پر تقسیم کر دیا اور حضرت کی والدہ
ماجدہ نے وصیت کا دعوے کیا اور قاضی کے نزدیک ثبوت بھی ہوا اور
حاکم وقت اسوجہ سے بھی اُن حضرت کے فرزند کی تلاش میں رہا قال فجاء
جعفر بعد ذلک الی ابی فقال اجعل لی مرتبۃ اخی واوصل الیک
فی کل سنۃ عشرین الف دینار فزجرہ ابی واسمعہ قال لہ
یا احمق السلطان جرد السیف فی الذین زعموا ان اباک واخاک
ائمۃ لیردھم عن ذلک فلم یتھیأ لہ ذلک احمد کہتا ہے کہ بعد اسکے
ایک روز جعفر میرے باپ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تو مجھے میرے بھائی کے
منصب پر نصب کرے تو تمکو ہر سال بیس ہزار دینار دیا کرونگا پس یہ سنکر
میرے باپ نے اُسکو زجر و توبیخ کی اور میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے نادان
جو لوگ تمہارے باپ اور بھائی کو امام و پیشوا اپنا جانتے ہیں اُنکے قتل

کرنے کے واسطے خلیفہ ہمیشہ تلوار کھینچے ہوئے رہا کہ انکو اس اعتقاد سے باز رکھے
مگر اسکو یہ ممکن نہوا فَاِنْ کُنْتَ عِنْدَ شِیْعَۃِ اَبِیْکَ وَاَخِیْکَ اِمَامًا
فَلَا حَاجَۃَ بِکَ اِلَی السُّلْطَانِ یُرَتِّبُکَ مَرَاتِبَھَا وَلَا غَیْرِہٖ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ
عِنْدَھُمْ بِھٰذِہِ الْمَنْزِلَۃِ لَمْ تَنَلْھَا بِنَا وَاسْتَقَلَّہٗ اَبِیْ عِنْدَ ذٰلِکَ
وَاسْتَضْعَفَہٗ وَاَمَرَ اَنْ یُحْجَبَ عَنْہُ پس اگر تو اپنے باپ اور بھائی کے
شیعوں کے نزدیک قابل ولائق منصب امامت ہی تو حاکم اور غیر حاکم کی
کچھ حاجت نہیں ہی کہ جو تمکو اس منصب پر سرافراز کرے اور اگر انکے نزدیک
قابل ولائق امامت کے نہیں ہی تو ہماری اعانت سے اس مرتبہ کو تم حاصل
نہیں کر سکتے ہو پس اُس روز سے میرے باپ نے اسکو حقیر و ذلیل تصور
کر کے دربانوں سے کہا کہ اب کبھی انکو میرے پاس نہ آنے دینا واضح
حضرات شرائط امامت میں حق الیقین میں یوں منقول ہی کہ امامت
مین تین شرطین ہین اول امام افضل ہو تمام امت سے سب باتوں میں
خصوصًا علم میں کہ آیات قرآن واحادیث سے ثابت ہی دوم عصمت ہے
اور اجماع علمائے امامیہ ہی اس بات پر کہ امام مثل نبی کے معصوم ہی ابتدائے
عمر سے آخر عمر تک تمام گناہان کبیرہ وصغیرہ سے سوم امام کا ہاشمی ہونا
ہی اور بعض علما نے آٹھ شرطین لکھی ہین مثل اسکے کہ شجاعت رکھتا ہو اور صفات
کمال رکھتا ہو مثل سخاوت ومروت وغیرہ کے اور عیوب سے پاک ہو
اور قرب ومنزلت نزدیک خدا کے زائد ہو اور زہد اور تقوے وعبادت
اور اطاعت اُسکی سب سے زیادہ ہو اور صاحب اعجاز وکرامت ہو

اور امامت اُنکی عام ہوا اور اُنہین منحصر ہو وَفِی رِوَایَۃٍ اُخْرٰی عَنْ اَبِی
ہَاشِمٍ اَنَّہٗ قَالَ وَخَلَفَ وَلَدُہٗ الْحُجَّۃُ الْقَائِمُ الْمُنْتَظَرُ لِدَوْلَۃِ الْحَقِّ
وَکَانَ قَدْ اَخْفٰی مَوْلِدَہٗ لِشِدَّۃِ طَلَبِ سُلْطَانِ الْوَقْتِ لَہٗ وَاجْتِہَادِہٖ
فِی الْبَحْثِ عَنْہُ وَعَنْ اَمْرِہٖ فَلَمْ یَرَہٗ اِلَّا الْخَوَاصُّ مِنْ شِیْعَتِہِ الْعِزِّ
دوسری روایت مین ابو ہاشم سے یون منقول ہی کہ بعد حضرت امام حسن
عسکری علیہ السلام کے فرزند اُن حضرت کے حجت خدا صاحب العصر ہین
اور اُس جناب کے قائم مقام اور وصی و جانشین اور ہادی اور منتظر
و امام بحق ہین چونکہ حاکم وقت کو احادیث و اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ امام
ثانی عشر مالک شرق و غرب عالم ہونگے اور زمانے کو کفر و نفاق سے
پاک و صاف فرماوینگے اور دنیا مین کوئی ظالم و جابر ایسا باقی نہ رہیگا جو
اُن حضرت کی تلوار آبدار سے قتل نہو اسوجہ سے وہ ہمیشہ اُن حضرت کی
ولادت باسعادت کا تفحص کرتا تھا اور جستجو اور تلاش مین رہتا تھا اِسی
خیال سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند دلبند کی ولادت
باسعادت کو بہت مخفی و پوشیدہ رکھا اور سوائے شیعیان خاص و دوستان
خالص کے اور لوگ اُن حضرت کی زیارت سے مشرف نہوے اور ابو الادیان
سے منقول ہی کہ کہا اُسنے کہ جسروز حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے
رحلت فرمائی تو دیکھا مین نے کہ بھائی اُن حضرت کا جعفر در دولت پر
اُس جناب کے بیٹھا ہی اور شیعہ گرد اُسکے جمع ہین اور تعزیت و ماتم پرسا
دیتے ہین پس بعد تھوڑی دیر کے خادم نے کہا کہ آپکے بھائی کو کفن پہنا چکے ہین

چاہکر نماز پڑھیے یہ سنکر وہ کھڑے ہوئے اور سب شیعہ بھی اُٹھے پس جعفر سب کے
آگے کھڑے ہوئے کہ یکایک ایک صاحبزادہ کم سن باحسن وجمال گندم گون
پیچیدہ مو کشادہ دندان حجرہ سے باہر تشریف لایا اور جعفر کو پیچھے ہٹا کر فرمایا
کہ ای چچا میں اپنے پدر بزرگوار کی نماز جنازہ پڑھنے کا آپ سے زیادہ مستحق ہوں
اور سبکے آگے کھڑے ہو کر اُس صاحبزادہ نے نماز جنازہ پڑھی بعد اسکے نظر سے
غائب ہوئے پس بنابر اتمام حجت کے حاجز نے باہر آکر جعفر سے پوچھا کہ یہ صاحبزادہ
کون تھا اُسنے کہا میں نے اُس طفل کو نہیں دیکھا ہی حضرات کو اُس صاحبزادہ
یتیم کے اعدا درپے اذیت تھے اور جستجو در تلاش کرتے تھے کہ تا قتل کریں اور
وہ جناب غائب رہتے تھے مگر قریب دفن اپنے پدر مسموم کے تشریف لائے
اور نماز جنازہ پڑھی اور پھر نظر سے غائب ہوسے آہ افسوس ہزار افسوس
مظلومی و بیکسی پر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بیمار کربلا کے کہ اُس
یتیم کو بعد شہادت اپنے پدر مظلوم امام حسین علیہ السلام کے اعدا نے طوق
و زنجیر میں جکڑ دیا اور اتنی مہلت نہ دی کہ اپنے پدر مذبوح کو نماز جنازہ پڑھکے
دفن کرتے بلکہ کمال ظلم وستم شتر بے فرش پر سوار کیا اور پاہاے اطہر شکم شتر سے
باندھ دیے اور اسیطرح طرف کوفہ کے لیچلے آہ آہ کسی نے تعزیت و ماتم پرسا
بھی نہ دیا بلکہ عوض اُسکے اعدا تازیانہ مارتے تھے اور اہل بیت اُن حضرت کے
یہ ظلم وستم دیکھکر زار زار روتے تھے اور فریاد کرتے تھے ہاے افسوس کوئی
اُنکی فریادرسی نہ کرتا تھا چنانچہ اُسوقت کے حال میں تاریخ واقدی
اور اعثم کوفی میں یوں منقول ہی کہ اہل بیت اُن حضرت کے اور دختران

رسول خدا مع لاچار ہوکر طرف نجف اور مدینہ کے متوجہ ہوکر فریاد کرتی تھیں یا رسولَ اللہِ یا علیَّ المرتضیٰ یا فاطمۃَ الزہراءِ یا حسنَ المجتبیٰ اُنظُروا اِلَینا وانصُرونا ای فریادرس بیکسان یا رسول اللہ ای علی مرتضیٰ ای فاطمہ زہرا اور ای حسن مجتبیٰ ہمارے حال تباہی کو ملاحظہ فرماکر اسوقت بیکسی مین نصرت و مدد کیجیے ہاے افسوس کیا وقت بیکسی تھا اہل بیت رسالت پر جو اپنے آبا کو فریاد کرتے تھے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل وسوم

فِی الکافی وغیرِہٖ اَنَّہٗ وُلِدَ صاحِبُ العَصرِ والزَّمانِ عَجَّلَ اللہُ فَرَجَہٗ فِی النِّصفِ مِن شَعبانَ سَنۃَ خَمسٍ وخَمسینَ ومِائَتَینِ مِنَ الہِجرۃِ کافی وغیرہ مین منقول ہی کہ ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر و الزمان خلیفۃ الرحمان علیہ صلوات اللہ الملک المنان پندرھوین ماہ شعبان ۲۵۵ دو سو پچپن ہجری مین واقع ہوئی اور وہ جناب ختنہ کردہ اور ناف بریدہ شرمن رائے مین پیدا ہوے اُسیوقت قبلہ کیطرف متوجہ ہوکر سجدہ کیا اور انگشتہاے شہادت اُٹھاکر فرمایا اَشہَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ جَدِّی رَسُولُ اللہِ وَاَنَّ اَبِی اَمِیرُ المُؤمِنِینَ ع

پس اسیطرح سے اپنے سب آبا کرام ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کا اسم اقدس زبان اطہر پر جاری فرمایا اور شہادت وگواہی ادا کی بعد اسکے دعا فرمائی کہ یا رب ایا میرے وعدہ کو وفا فرما اور میری خلافت کو پورا کر اور میرے قدم کو مستحکم و استوار کر اور میرے ہاتھون سے روے زمین کو

عدل و انصاف سے بھر دے جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہین کہ اُن حضرت کے بازوے راست پر لکھا ہوا تھا جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا حق موجود ہوا اور باطل نیست و نابود ہوا تحقیق کہ باطل نابود ہونے والا ہی پس ولادت باسعادت اُن حضرت کی مانند حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہما السلام کے معاندین اور حاسدین سے مخفی و پوشیدہ رہی کُنْیَۃُ اَبُو الْقَاسِمِ وَ لُقِّبَ بِالْخَلَفِ الصَّالِحِ وَ الْحُجَّۃِ وَ الْمُنْتَظَرِ وَ الْقَائِمِ وَ الْمَهْدِیِّ وَ صَاحِبِ الزَّمَانِ وَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ فِي الطُّفُولِيَّةِ كَمَا اٰتَاهَا يَحْيٰى وَ جَعَلَهُ اِمَامًا فِي الْمَهْدِ كَمَا جَعَلَ عِيْسٰى نَبِيًّا اور اُن حضرت کی کنیت ابو القاسم ہی اور القاب اُس جناب کے خلف صالح اور حجت خدا اور منتظر اور قائم اور مہدی اور صاحب الزمان ہین اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اُن حضرت کو علم و حکمت اور امتیاز حق و باطل کا اپنی قدرت کاملہ سے تعلیم کیا جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو عالم طفلی مین ان سب امور سے ماہر کیا تھا اور خداوند عالم نے اُن حضرت کو گہوارے ہی مین امام کیا جسطرح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صغر سن مین نبوت عطا فرمائی تھی کیونکہ جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو اُسوقت سن شریف حضرت صاحب العصر کا دو برس کا تھا اور بقولے چار برس اور بروایتے پانچ یا چھ برس کا تھا اور مادر گرامی اُن حضرت کی شاہزادی روم کی تھین کہ نام اُن محترمہ کا جناب نرجس خاتون ہی اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے روایت کی ہی کہ زمانہ غیبت صغریٰ

اُن حضرت کا تقریباً چوہتر برس تھا اسی زمانہ مین حضرت کے نائب و سفیر بیت تھے جو مومنین کے عرائض اور مال خمس اُن حضرت کی خدمت بابرکت مین پہونچاتے تھے اور اُن حضرت کے فرمان واجب الاذعان سے فقرا و مساکین شیعہ کو پہونچاتے تھے بلکہ اُسمین سے اُنکا وظیفہ مقرر و معین کر دیا تھا ان سب نائبون کے ہاتھ سے ببرکت اُن حضرت کے معجزات عظیم ظاہر ہوئے ہین چار سفیر اُن حضرت کے مشہور و معروف تر ہین عثمان بن سعید علیہ الرحمہ کہ حضرت امام علی النقی اور حضرت امام حسن عسکری علیہما السلام نے اُنکے عادل ہونے کی تصریح فرمائی تھی بعد اُنکے فرزند اُنکے ابوجعفر محمد علیہ الرحمہ سفیر ہوئے بعد اُنکے ابوالقاسم حسین بن روح علیہ الرحمہ اُنکے قائم مقام ہوئے بعد اُنکے شیخ جلیل علی بن محمد سمری علیہ الرحمہ نائب و سفیر اُن حضرت کے ہوئے اُنھون نے پندرھوین ماہ شعبان ۳۲۹ تین سو اُنتیس ہجری مین رحلت فرمائی اور اسی سال علمائے دین سے شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی اور علی بن بابویہ علیہما الرحمہ نے بھی انتقال فرمایا اور غیبت کبریٰ شروع ہوئی چنانچہ علی بن بابویہ اور شیخ طوسی علیہما الرحمہ نے حسن بن احمد سے روایت کی کہ کہا اُسنے کہ جس سال علی بن محمد سمری رحمہ اللہ رحمت الٰہی سے ملحق ہوئے تو ہم بغداد مین تھے اُنکے انتقال کے چند روز قبل ہم لوگ اُنکی خدمت مین حاضر ہوئے تو اُنھون نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا ایک فرمان نکالا کہ اُسمین یہ تحریر تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اے علی بن محمد سمری تیرے ماتم و عزا مین حق سبحانہ تعالیٰ تیرے بھائیون کو اجر عظیم عطا فرمائے بعد چھ روز کے تو دنیا سے مفارقت کریگا

اپنے امور کی درستی کرے اور بعد اپنے کسیکو اپنا وصی و قائم مقام نہ کرنا کہ
اب غیبت تامہ واقع ہوئی اور اب ہم کسی پر ظاہر ہونگے جبتک کہ حکم حق سبحانہ
تعالیٰ کا نہو اور ظہور ہمارا جب ہوگا کہ مدت غیبت طولانی ہو جائیگی اور لوگوں کے
دل سخت ہو جائینگے اور زمین ظلم و جور سے پر ہو جائیگی بعد اسکے کچھ لوگ میرے
دیکھنے کا دعوے کرینگے اور جو لوگ قبل خروج سفیانی اور آواز آسمانی اُنکے
میرے دیکھنے کا دعوے کریں وہ کاذب و مفتری ہیں لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم پس حسن بن احمد کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُس فرمان
کی ایک ایک نقل لیکر چلے آئے اور روز ششم پھر اُنکی خدمت میں حاضر
ہوئے تو اسوقت ہمنے علی بن محمد سمری علیہ الرحمہ کو حالت احتضار میں پایا
پس ایک شخص نے اُنسے سوال کیا کہ آپکے بعد وصی و قائم مقام آپکا کون ہوگا
فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ کی ایک مصلحت و حکمت ہے وہ پوری ہوگی لیکن یہ غیبت
کبریٰ ہے یہ کہکر طرف عالم قدس کے رحلت فرمائی اور یہ چاروں [illegible]
کمیل اور قنبر علیہم الرحمہ بغداد میں مدفون ہیں آذر حضرات شیخ ابن قطب راوندی
علیہ الرحمہ اور حق الیقین میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے رشیق سے روایت
کی ہے وہ کہتا ہے کہ معتضد لعین ملعون نے مجھکو اور دو آدمی اپنے
خواص سے میرے ہمراہ طرف سامرہ کے روانہ کیے اور حکم دیا کہ حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان میں جاکر دیکھو اور جسکو وہاں پاؤ
اسکا سر کاٹ کر میرے پاس لیکر آؤ پس جبکہ ہم سامرہ میں پہونچے تو
اُن حضرت کے مکان میں داخل ہو کر حجرۂ خاص کا پردہ اُٹھایا تو ایک

اندر ایک دریاے عظیم نظر آیا اور دیکھا کہ اُس حجرہ کے دوسری طرف اُس دریا کے
بیچ میں ایک بزرگوار عبادت خدا میں مصروف ہیں پس احمد بن عبد اللہ
نے اندر جانے کے واسطے قدم بڑھایا دیکھا مین نے کہ قریب تھا کہ وہ غرق
ہو جائے پس مین نے اُسکو مضطر دیکھکر اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُسکو اپنی
طرف کھینچ لیا اور وہ حجرہ باہر آنے کے بیہوش ہو گیا جب اُسے افاقہ
ہوا تو دوسرے شخص نے اندر جانے کا ارادہ کیا اُسپر بھی وہی ماجرا گذرا
یہ حال دیکھکر مین نے اُس بزرگوار کی خدمت مین بہت عذر و معذرت
اور توبہ کی لیکن وہ جناب ملتفت نہوے اور ہم لوگ خائف و ترسان
اُسی شب کو معتضد کے پاس واپس آئے اور سب ماجرا بیان کیا یہ سنکر وہ بعید
بتاکید کہنے لگا کہ خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا ہمنے کہا بہتر ہم کسی سے بیان نکرینگے
پھر اُسنے کہا قسم بخدا اگر مین نے سنا کہ ایک حرف بھی اس حال کا کسی سے
بیان کیا تو مین تم سبکو بعذاب شدید قتل کرونگا پس جبتک وہ شقی
زندہ رہا اُسوقت تک ہم کسی سے یہ راز بیان نہ کرسکے اور ابن بابویہ
علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ محمد بن عبد اللہ کوفی نے اُن لوگون کا شمار
کیا ہے کہ جو حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو چکے
ہین یا اُن حضرت کا کوئی معجزہ دیکھ چکے ہین وہ ساٹھ آدمیون سے زائد
ہین اور کتب معجزات مین ستر سے زیادہ ہین اور وہ مختلف شہرون کے
لوگ ہین اور اکثر ثقہ اور معتمد ہین اور کافی مین زرارہ سے منقول ہے وہ
کہتا ہے کہ فرمایا مجھ سے جناب صادق علیہ السلام نے کہ ای زرارہ ہمارے

فرزند منتظر کی پیدائش مین لوگ شک و شبہ کرینگے کوئی بیان کریگا کہ اُنکے پدر بزرگوار نے لا ولد رحلت فرمائی اور کوئی حمل کا قائل ہوگا اور بعضے کا یہ اعتقاد ہوگا کہ وہ دو برس قبل انتقال اپنے پدر بزرگوار کے پیدا ہوے حضرات جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک سب حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین ولادت باسعادت اور طول غیبت اُن حضرت کی خبر دیئے گئے ہین اور اکثر احادیث مین غیبت صغرٰی و کبرٰی کی تفصیل وارد ہوئی ہی کتب فریقین مین برابر لکھا ہے صرف طول حیات پر استبعاد کرنا محض بیجا ہی اسلیے کہ حضرت الیاس اور حضرت ادریس اور حضرت خضر اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا طول حیات اُن حضرت سے بہت زائد ہی علاوہ اسکے حضرت نوح علیہ السلام کی حیات ہزار برس سے زیادہ اور بقولے دو ہزار پچاس برس ہوئی ہی اور حضرت لقمان علیہ السلام کی حیات تین ہزار برس تک مشہور ہی طرفہ تر یہ ہی کہ شیطان اور دجّال کے طول حیات سے تو تعجب نہو اور حجت خدا کے طول حیات کا استبعاد ہو پس ظاہر ہی کہ یہ محض دشمنان اہل بیت رسالت کی نافہمی اور تعصب ہی حالانکہ خبر ولادت باسعادت اُن حضرت کی کتب اہل سنت سے مثل فصول مہمہ وغیرہ کے صاف ظاہر ہی وَ رُوِیَ عَنْ جَابِرِ الْاَنْصَارِیْ اَنَّہٗ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صلعم هَلْ یَنْتَفِعُ الشِّیْعَةُ بِالْقَائِمِ فِیْ غَیْبَتِهٖ اور حدیقة الواعظین مین جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ خدمت باسعادت

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ مین عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ آیا
زمانۂ غیبت حضرت قائم علیہ السلام مین شیعہ اُس جناب سے نفع پائینگے
فَقَالَ اِیْ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالنُّبُوَّۃِ اِنَّھُمْ لَیَنْتَفِعُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَضِیْئُوْنَ
بِنُوْرِ وِلَایَتِہٖ فِیْ غَیْبَتِہٖ کَانْتِفَاعِ النَّاسِ بِالشَّمْسِ وَاِنْ جَلَّلَھَا
السَّحَابُ پس فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ہان قسم ہے
اُس خداوند جلیل کی جسنے مجھے بحق و راستی مبعوث بہ نبوت و رسالت
کیا بتحقیق کہ شیعہ ہمارے اُس فرزند سے منتفع ہونگے اور اُنکے نور ولایت
و امامت سے اُنکے زمانۂ غیبت مین مستنیر و مستفیض ہونگے جیسے خلائق
آفتاب سے مستفیض و فائدہ مند ہوتے ہین اگرچہ آفتاب ابر و سحاب
مین مستور ہو حضرات اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ نے اُس خورشید امامت کو آفتاب عالمتاب سے
تشبیہ دی ہے پس وجود اور فوائد آفتاب کے اظہر من الشمس ہین عمدہ یہ
کہ جس روز آفتاب ابر و سحاب مین غائب ہوتا ہے تو ماہتاب اُس سے
مستنیر و مستفیض ہوتا ہے اسیطرح سے قلوب مومنین کے بھی نور ولایت
امام غائب صاحب العصر علیہ السلام سے مستفیض و مستفید اور روشن تر
ہوگئے ہین اور علاوہ اسکے جس دن آفتاب ابر و سحاب مین مخفی و پوشیدہ
رہتا ہے اُس دن کو بھی دن کہتے ہین کوئی رات نہین کہتا ہے اسیطرح
غیبت امام مین زمانۂ غیبت ہے بہرحال امام زمان حجت خدا بمصلحت
وحکمت اور حکم عالم الغیب سے غائب ہین اور مثال اُن حضرت کی

بنابریں مثال آفتاب کی ہی کہ کبھی نکلتا ہی اور کبھی سحاب وابر میں چھپ جاتا ہی
یا وجود اسکے خلائق اسکے نور سے منتفع ہوتے ہیں پس اسیطرح وجود ذیجود
حجت خدا اور امام زمان لنگر زمین و آسمان سے بندگان خدا نفع پاتے ہیں
جیسا کہ تحفۂ احمدیہ میں منقول ہی کہ ان حضرت کے قدم اقدس کی برکت و
طفیل سے انواع واقسام کی بلائیں دفع ہوتی ہیں اور عاصیوں پر عذاب
نازل نہیں ہوتا ہی اور مومنین ان حضرت کے انتظار میں ثواب پاتے
ہیں اور منکرین کے قلوب و ایمان کا امتحان ہوتا ہی اور وہ مستحق نار
ہوتے جاتے ہیں اور ان حضرت کی برکت سے زمین پر باران برستا ہی
اور زمین سے دانہ روئیدہ ہوتا ہی اور برکتیں زمین پر نازل ہوتی ہیں
اور خلائق رزق پاتے ہیں اور آسمان و زمین قائم و ثابت ہیں اور
دنیا و مافیہا باقی ہی جیسا کہ ان فقرات دعا سے عدیلہ سے بھی ظاہر ہی
بِبَقَائِهٖ بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَبِيُمْنِهٖ رُزِقَ الْوَرٰى وَبِوُجُوْدِهٖ ثَبَتَتِ
الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ الترحض شیخ مفید علیہ الرحمہ وغیرہ نے حضرت
صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا ان حضرت نے کہ جب
قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کا زمانہ ظہور موفور السرور آئیگا تو ابتدا سے
ماہ جمادی الثانی سے دسویں ماہ رجب تک چالیس روز ایسی بارش
ہوگی کہ کسی نے کبھی نہ دیکھی ہوگی اور حق سبحانہ تعالیٰ اس بارش سے
اموات مومنین کا گوشت روئیدہ فرمائیگا حضرت صادق علیہ السلام
فرماتے ہیں کہ گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اپنے سروں سے

خاک قبر کی جھاڑتے ہوئے قبیلۂ جہینیہ کیطرف سے چلے آتے ہین اور زاد المعاد
وغیرہ مین منقول ہی کہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام پچیسوین تاریخ ماہ
ذیقعدہ کو بروز نوروز یوم جمعہ ظہور فرمائینگے اور عمدہ علامات ظہور اُن
حضرت سے یہ ہی کہ جب اصلاب کفار سے سب مومنین جو پیدا ہونیوالے
ہین پیدا ہوچکین گے تب ظہور ہو فورًا الستر ور اُن حضرت کا ہوگا اور انوار
مضیئہ مین منقول ہی کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگون نے سوال
کیا کہ یا ابن رسول اللہ کیا رجعت حق ہی اُن حضرت نے فرمایا ہان عرض
کیا سب سے پہلے کون رجعت کریگا فرمایا کہ بعد ظہور قائم آل محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ کے فرزند رسول الثقلین جد بزرگوار میرے حضرت امام حسین علیہ
السلام مع کل شہدائے کربلا کے رجعت فرمائینگے اور اُن حضرت کے ہمراہ
ستر پیغمبر ہونگے جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہونگے پس
قائم آل محمد ص اپنی انگشتری اپنے جد بزرگوار کو سپرد کرکے دنیا سے رحلت
فرمائینگے اور حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے اُس فرزند کو غسل دینگے
اور کفن پہنائینگے اور حنوط کرینگے اور نماز جنازہ پڑھکے دفن فرمائینگے
حضرات سُنا آپنے کہ حجت خدا کو اُنکے جد بزرگوار تجہیز وتکفین فرماکے اور
نماز جنازہ پڑھکے دفن کرینگے چنانچہ صاحب العصر کو بھی
صدمۂ عظیم اسی امر کا مدت تک رہا کہ میرے جد امجد کئی دن تک خاک وخون
آلودہ رہے اور کسی نے دفن نہ کیا آہ آہ مظلوم کربلا غریب نینوا ے
مسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہدا علیہ السلام کا غسل خون

بدن سے ہوا اور خاک صحرا بجائے کفن کے ہوئی جیسا کہ حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَاءِ سلام ہو اُس مظلوم وبیکس پر جو خاک وخون میں آغشتہ و غلطان ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَهْتُوْكِ الْخِبَاءِ سلام ہو اُس صاحب عزت وغیرت پر جسکے خیمے لوٹے گئے اَلسَّلَامُ عَلٰی خَامِسِ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ سلام ہو اُس سید جلیل پر جو خامس اصحاب کسا اور آل عبا ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی غَرِیْبِ الْغُرَبَاءِ سلام ہو اُس فرزند رسول پر جو غریب الغربا ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی شَهِیْدِ الشُّهَدَاءِ سلام ہو اُس مقتول وبذبوح پر جو سرور از شہدائے راہ خدا ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِیْلِ الْاَدْعِیَاءِ سلام اُس غریب الوطن پر جسے اعدائے بظلم وستم شہید کیا اَلسَّلَامُ عَلٰی سَاکِنِ کَرْبَلَاءَ سلام ہو اُس بزرگوار پر جو ساکن صحرائے کربلا ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَکَتْهُ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ سلام ہو اُس مظلوم پر جسپر ملائکہ آسمان نے گریہ و بکا کیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَجْسَادِ الْعَارِیَاتِ سلام ہو اُن جسمہائے طاہرہ پر جو بے لباس کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْجُسُوْمِ الشَّاحِبَاتِ سلام ہو اُن بدنہائے النور پر جو متغیر و لاغر ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الدِّمَاءِ السَّائِلَاتِ سلام ہو اُن دماء طاہرہ پر جو راہ خدا میں جاری ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْاَعْضَاءِ الْمُقَطَّعَاتِ سلام ہو اُن اعضائے نورانی پر جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی الرُّؤُسِ الْمُشَالَاتِ سلام ہو اُن سرہائے اقدس پر جو نیزوں پر بلند کیے گئے اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں

اور خیموں سے بظلم وستم نکالی گئیں السلام علی علی ابن الکبیر سلام ہو علی اکبر
شبیہ پیغمبر پر جو پیاسے شہید ہوئے السلام علی الرضیع الصغیر سلام ہو
علی اصغر شیرخوار پر جو تیر ستم سے تشنہ لب شہید ہوا کیوں مومنین تصور کیجیے
کہ اسوقت ان حضرت کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوتا ہوگا جب یہ فقرات
فرماتے ہونگے السلام علی النازحین عن الاوطان سلام ہو ان
بزرگواروں پر جو اپنے وطنوں سے جدا کیے گئے السلام علی المدفونین
بلا اکفان سلام ہو ان شہدائے راہ خدا پر جو بے کفن کے دفن ہوئے
السلام علی الرؤس المتفرقۃ عن الابدان سلام ہو ان سرہائے
اقدس پر جو اپنے بدنوں سے جدا رہے السلام علی المذبوح من القفا
سلام ہو اس فرزند رسول پر جو پس گردن سے ذبح کیا گیا السلام علی
المعفر فی الوری سلام ہو اس مظلوم پر جو خلق اللہ میں نحر کیا گیا
السلام علی من تولی دفنہ اہل القری سلام ہو اس غریب الوطن
ومسافر پر جسکو اہل قریہ ودیہات نے رحم کھا کر دفن کیا الا لعنۃ اللہ
علی القوم الظالمین

مجلس چہل وچہارم

روی المجلسی رحمہ اللہ عن امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام انہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
خطبنا ذات یوم فقال ایہا الناس انہ قد اقبل الیکم شہر
اللہ بالبرکۃ والرحمۃ والمغفرۃ بحار الانوار مین علامہ مجلسی علیہ

الرحمہ نے جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بعد حمد الٰہی کے ہم لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے گروہ اسلام تمھاری طرف رُخ کیا ہے ماہ مبارک خدا سے تعالیٰ نے ساتھ برکت و رحمت اور مغفرت کے اور اس ماہ متبرکہ میں تمھارے واسطے درہائے جنت کشادہ ہیں پس خداوند رحمان و رحیم سے سوال کرو کہ اُن دروازوں کو تمھارے لیے بند نہ کرے اور درہائے دوزخ بند کیے گئے ہیں پس خداوند غفار سے سوال کرو کہ اُنکو تمھارے لیے نہ کھولے اور شیاطین اسیر و مقید کیے گئے ہیں پس حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اُنکو تم پر مسلط نہ کرے واقعی مومنین ماہ رمضان عجب برکت کا مہینا اہل اسلام کے لیے ہے کہ بروایت صاحب حدیقۃ الشیعہ بیسویں تاریخ سنہ آٹھ ہجری میں فتح مکہ ہوئی اور جناب امیرؑ نے بالون دوش نبی پر رکھکے بتون کو توڑا مگر اسمین کئی مصیبت عظمیٰ واقع ہوئی ہیں انیسوین تاریخ جناب امیرالمومنینؑ کے سر اقدس پر ضربت لگی اور شہادت امام محمد تقیؑ کی واقع ہوئی اور اکیسوین تاریخ حضرت موسیٰؑ اور یوشعؑ نے وفات پائی اور شہادت حضرت امیرالمومنینؑ اور امام رضاؑ کی واقع ہوئی ہے قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقُمْتُ وَقُلْتُ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صٓ مَا اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ فَقَالَ یَا اَبَا الْحَسَنِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فِیْ ھٰذَا الشَّھْرِ الْوَرَعُ عَنْ

عَادِمِ اللهِ ثُمَّ بَکٰی بُکَاءً شَدِیداً غرضکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام
فرماتے ہین کہ یہ سنکر مین کھڑا ہوا اور اُن حضرت کی خدمت بابرکت مین
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس ماہ مبارک مین بہترین اعمال کیا ہے اُن
حضرت نے فرمایا کہ اے ابوالحسن اس مہینے مین بہترین اعمال پرہیز کرنا ہے
اُن چیزون سے کہ جنکو حق سبحانہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے بعد اسکے وہ جناب
بشدت رونے لگے فَقُلتُ یَا رَسُولَ اللهِ مَا یُبکِیکَ فَقَالَ اَبکِی
مَا یُستَحَلُّ مِنکَ فِی ھٰذَا الشَّھرِ کَاَنِّی بِکَ وَاَنتَ تُصَلِّی لِرَبِّکَ
وَقَدِ انبَعَثَ اَشقَی الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ شَقِیقُ عَاقِرِ نَاقَۃِ
ثَمُودَ فَضَرَبَکَ ضَربَۃً عَلٰی قَرنِکَ فَخَضَبَ مِنھَا لِحیَتَکَ حضرت
فرماتے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسوقت آپ کیون روتے ہین
یہ سنکر فرمایا کہ اے علی سبب میرے رونے کا یہ ہے کہ اسوقت مجھے یاد آگیا کہ
بعد میرے اسی ماہ رمضان مین تم عبادت خداے تعالیٰ مین مشغول
نماز ہوگے اور ایک شخص کہ شقی ترین اولین و آخرین اور ثانی پے کنندہ
ناقہ صالح ہوگا ایک ضربت شمشیر تمہارے سر اطہر پر لگائیگا پس بوجہ
اُس ضربت کے ریش نورانی تمہاری خون سر سے مخضب ہوگی چنانچہ ایک
روایت مین یون وارد ہوا ہے کہ وہ جناب ہمیشہ اُسدن سے اُسی خضاب کے
مشتاق رہے اور خضاب نہ کیا قَالَ اَمِیرُ المُؤمِنِینَ عَلَیہِ السَّلَامُ
فَقُلتُ یَا رَسُولَ اللهِ ذٰلِکَ فِی سَلَامَۃٍ مِن دِینِی قَالَ نَعَم
ثُمَّ قَالَ یَا عَلِیُّ مَن قَتَلَکَ فَقَد قَتَلَنِی وَمَن اَبغَضَکَ فَقَد اَبغَضَنِی

وَمَنْ سَبَّكَ فَقَدْ سَبَّنِيْ لِاَنَّكَ مِنِّيْ كَنَفْسِيْ رُوْحُكَ مِنْ رُوْحِيْ
وَطِيْنَتُكَ مِنْ طِيْنَتِيْ خَلَقَنَا اللهُ تَعَالٰى مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ جناب امیر
المومنین علیہ السلام فرماتے ہین کہ یہ سنکر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
جب یہ مصیبت مجھپر گذرے گی تو آیا دین میرا سالم رہیگا آنحضرت نے
فرمایا ہان دین تمھارا سلامت ہوگا پھر فرمایا اے علی جو شخص تمکو قتل کرے
گویا اسنے مجھے قتل کیا اور جو تمسے دشمنی رکھے اسنے مجھسے دشمنی رکھی اور جو
لعین تمکو برا کہے اسنے مجھے برا کہا اسلیے کہ تم نزدیک میرے مانند میرے
نفس کے ہو روح تمھاری میری روح و جان ہی اور طینت پاک تمھاری
میری طینت سے ہی حق سبحانہ تعالی نے ہم دونون کو ایک نور سے پیدا کیا ہی
حضرات سنا آپنے کہ جسوقت جناب رسول خدا کو حال ضربت جناب
امیر المومنین کا یاد آیا تو بیتاب ہوکر زار زار روئے اور فرمایا کہ اے علی
یہ ریش نورانی تمھاری حالت نماز مین خون سے خضاب ہوگی یا رسول اللہ
کہان تھے آپ اسوقت کہ جب ابن ملجم شقی نے حالت نماز مین سر اقدس
جناب امیر المومنین پر تلوار زہر آلود لگا کر شق کیا اور تمام ریش اقدس
خون سے خضاب ہوئی اسوقت شش جہت عالم مین تزلزل ہوا اسلیے
کہ لنگر زمین و آسمان حجت خدا خاک و خون مین غلطان تھے آہ اگر جناب
رسول خدا اسوقت ہوتے تو اس ضربت کو دیکھکر زار زار روتے اور
سر اقدس کو رومال سے باندھ دیتے جسطرح غزوۂ احزاب جنگ خندق
مین باندھا تھا افسوس آخر فرزند زہرا کا سر جفا سے اطہر مسموم ہوئے جسکے

صدمہ سے شہید ہوئے اور حسنین یتیم ہوئے اور بعد شہادت کے بھی اعدانے روح
اقدس کو غم میں اُن حضرت کے فرزندوں کے بیچین کردیا آہ آہ بعض کو بظلم
وستم تشنہ لب قتل کیا اور بعض کو زہر دغا سے شہید کیا اور ایک جگہ دفن بھی ہوئے
رَوَی عَلِیُّ بْنُ مُوسَی بْنِ بَابَوَیْهِ الْقُمِّیُّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اِنَّ جَمِیعَ الْاَئِمَّةِ
خَرَجُوا مِنَ الدُّنْیَا عَلَی الشَّهَادَةِ اَمَّا اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ عَلَیْهِ السَّلَامُ
قَتَلَهُ الْمُرَادِیُّ بْنُ مُلْجِمٍ ضَرَبَهُ ضَرْبَةً بِسَیْفٍ عَلَی رَأْسِهِ الشَّرِیفِ
وَهُوَ فِی مِحْرَابِهِ چنانچہ علی بن موسی بن بابویہ قمی علیہم الرحمہ نے روایت
کی ہے تحقیق کہ سب حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اس دار
دنیا سے شہید ہوکر راہی جنت ہوئے آہ امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام کو حالت نماز میں ابن ملجم مرادی شقی نے اپنی تلوار سے سر اقدس پہ
ضربت لگائی کہ سر انور شق ہوا جسکے صدمہ سے رحلت فرمائی اور نجف
اشرف میں دفن ہوئے آہ اس مقام پر اور دو جوانان ہاشمی و علوی
یاد آگئے جنکے سر انور پہ ضربت شدید لگی ہے ایک قمر بنی ہاشم جناب عباس
ہیں کہ روز عاشورا اعدا نے دونوں ہاتھ قطع کیے اور سر انور گرز آہنی سے
شق کیا اور گھوڑے سے زمین گرم کربلا پر گرا دیا آہ اور دوسرے شبیہ پیغمبر
جناب علی اکبر ہیں افسوس ایک لعین نے اُنکے سر اطہر پر تلوار ماری کہ صدمہ
سے اُس ضربت کے غش کھا کر مرکب سے ریگ گرم پر گر پڑے اُسوقت امام
حسین علیہ السلام اُنکی مفارقت پر زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے
کہ افسوس اب میں بے ناصر و مددگار اور تنہا رہ گیا وَالْحَسَنُ الزَّکِیُّ

عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ سَبَبُ قَتْلِهِ اِمْرَأَتُهُ جُعْدَةُ ابْنَتُ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ بِالسَّمِّ بِاَمْرِ اللَّعِيْنِ مُعَاوِيَةَ وَاَمَّا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَتَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِاَمْرِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ لَعَنَهُمَا اللّٰهُ

الغرض حضرت امام حسن علیہ السلام کو ان حضرت کی زوجہ جعدہ ملعونہ بنت اشعث بن قیس نے بحکم معاویہ لعین زہر سے شہید کیا اور جگر اطہر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جسکے صدمہ سے رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو عبید اللہ بن زیاد لعین نے بحکم یزید بن معاویہ ملعون کئی لاکھ اشقیائے و اندکر کے صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید کیا اور لاش اطہر بعد کئی روز کے اسی صحرا میں دفن ہوئی اور سر انور طرف کوفہ و شام کے روانہ کیا گیا وَاَمَّا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَتَلَهُ الْوَلِيْدُ بِالسَّمِّ وَاَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَتَلَهُ ابْنُ الْوَلِيْدِ اِبْرَاهِيْمُ بِالسَّمِّ وَاَمَّا جَعْفَرُ بْنُ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَتَلَهُ اَبُوْ جَعْفَرِ نِ الْمَنْصُوْرُ بِالسَّمِّ اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو ولید لعین نے اور بروایتے ہشام بن عبد الملک بن مروان لعین نے زہر دیکر شہید کیا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ابراہیم بن ولید شقی نے اور بروایتے ہشام بن عبد الملک لعین نے زہر دغا سے شہید کیا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو منصور دوانقی لعین دوسرے حاکم بنی عباسیہ نے زہر دیکر شہید کیا اور یہ حضرات مدینہ منورہ جنت البقیع میں پاس حضرت امام حسن علیہ السلام کے دفن ہوئے وَاَمَّا مُوْسَى الْكَاظِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قتلہ الرشید بالسم واما علی بن موسی الرضا علیہما السلام
قتلہ المامون بالسم واما محمد بن الجواد علیہ السلام قتلہ
المعتصم بالسم واما علی بن الہادی علیہ السلام قتلہ المعتز
بالسم واما الحسن العسکری علیہ السلام قتلہ المعتمد
بالسم اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ہارون رشید ملعون نے
زہر ستم سے شہید کیا اور قید خانہ میں سات برس کے بعد زنجیرہاے آہنی کاٹکر
نکالی گئیں اور بغداد و مقابر قریش میں دفن ہوئے اور حضرت امام رضا
علیہ السلام کو مامون رشید لعین نے زہر ستم سے شہید کیا اور خراسان مقام
طوس میں دفن ہوئے اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو معتصم لعین نے
زہر سے شہید کیا اور اپنے جد بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے
پاس بغداد و مقابر قریش میں دفن ہوئے جس مقام کو کاظمین شریفین کہتے
ہیں اور حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو معتز لعین نے زہر دغا سے
شہید کیا اور وہ [illegible] سر من راے اپنے حجرۂ خاص میں دفن ہوئے
اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو معتمد ملعون نے زہر دغا سے شہید
کیا اور وہ جناب اپنے پدر بزرگوار کے پاس سر من راے میں دفن ہوئے
واما القائم المہدی علیہ السلام فقد روی انہ ہرب خوفا
من المتوکل لانہ اراد قتلہ ویابی اللہ الا ان یتم نورہ
ولو کرہ الکافرون اور حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے حال
میں یوں منقول ہے کہ وہ جناب مخفی و پوشیدہ رہے خوف سے متوکل

یں کے اسواسطے کہ وہ شقی ہمیشہ مستعد و آمادہ اور درپے اُن حضرت کے
قتل کا رہتا تھا اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نور کو اُسکے شر سے محفوظ رکھا اگرچہ
کفار و اشرار نے چاہا کہ اُس نور کو مٹائیں مومنین سنا آپ نے کہ یہ حضرات
ائمہ معصومین علیہم السلام سادات ہاشمیہ علویہ بنی فاطمہ بظلم و ستم بنی اُمیہ
اور بنی عباسیہ بعضے تلوار سے اور بعضے زہر دغا سے شہید ہوئے اور بعد شہادت
کے غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا اور جنازہ اُٹھایا گیا اور دفن ہوئے اور
سر اقدس اُن حضرات کے بدنہائے اطہر سے جدا نہ رہے مگر افسوس ہزار
افسوس حال پر مظلوم کربلا غریب نینوی مسلوب العمامۃ والرداء جناب
سید الشہداء کے کہ اُن حضرت کو نہ غسل دیا گیا نہ کفن پہنایا گیا نہ جنازہ اُٹھایا
گیا بلکہ سر اقدس لاش انور سے جدا رہا جیسا کہ ان فقرات زیارت مفجعہ سے
بھی ظاہر ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ دَمُهٗ غُسْلُهٗ وَشَیْبَتُهٗ قُطْنُهٗ
وَالتُّرَابُ کَافُوْرُهٗ سلام ہو آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اُسکے
خون بدن سے ہوا اور ریش سفید بجائے پنبہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے
کافور کے ہوئی وَنَسْجُ الرِّیَاحِ اَکْفَانُهٗ وَالْقَنَاۃُ الْخَطِّیُّ نَعْشُهٗ وَفِیْ قُلُوْبِ
مَنْ وَالَاهُ قَبْرُهٗ اور بعوض پارچہائے کفن کے ریگ گرم صحرا ہوئی جو
اُڑ اُڑ کے اُس جناب کی لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے
سر انور نوک نیزہ پر رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے
قبر اُس شہید راہ خدا کی ہوئی آہ آہ سر انور لاش اطہر سے جدا رہا اور
نیزہ طویل پر بلند کیا گیا افسوس کبھی تنور میں رکھا گیا اور کبھی درخت پر

آویزان کیا گیا اور کبھی دروازہ پر لٹکایا گیا اور کبھی صندوق مین بند کیا گیا
اور کبھی طشت طلا مین رکھکر مجلس شراب مین سامنے ابن زیاد اور یزید کے
رکھا گیا اور لب و دندان انور پر چھڑی لگائی گئی چنانچہ حجت خدا زیارت ناحیہ
مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اُرِیْقَ بِالظُّلْمِ دَمُہٗ سلام ہو
اُس مظلوم پر جسکا خون بظلم وستم بہایا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُغَسَّلِ بِدَمِ الْجِرَاحِ
سلام ہو اُس غریب الوطن و مسافر پر جو اپنے زخمون کے خون مین غسل
دیا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُجَرَّعِ بِکَاسَاتِ الرِّمَاحِ سلام ہو اُس تشنہ لب پر
جسے جام نیزہاے آبدار سے سیراب کیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُضَامِ الْمُسْتَبَاحِ
سلام ہو اُس مظلوم و بیکس پر جس پر ظلم وستم کرنا مباح سمجھا گیا اَلسَّلَامُ
عَلَی الْمَقْطُوْعِ الْوَتِیْنِ سلام ہو اُس مقتول و مذبوح پر جسکی شہرگ کاٹی گئی
اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُحَامِیْ بِلَا مُعِیْنٍ سلام ہو اُس حامی دین واسلام پر
جسکا کوئی ناصر و مددگار باقی نہ تھا اَلسَّلَامُ عَلَی الشَّیْبِ الْخَضِیْبِ
سلام ہو اُس ریش سفید و نورانی پر جسکا خضاب خون گلوے بریدہ سے
ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ سلام ہو اُس رخسارۂ انور پر جو
خاک آلودہ ہوا اَلسَّلَامُ عَلَی الْبَدَنِ السَّلِیْبِ سلام ہو اُس بدن
اطہر پر جسکا لباس لوٹا گیا اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ
بِالْقَضِیْبِ سلام ہو اُن لب و دندان اطہر پر جنپر چھڑی لگائی گئی
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون

مجلس چہل و پنجم

فِی الْاَمَالِی عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ ذَاتَ یَوْمٍ لِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلَا اُبَشِّرُکَ فَقَالَ بَلٰی بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ وَاِنَّکَ لَمْ تَزَلْ مُبَشِّرًا بِکُلِّ خَیْرٍ

امالی میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ آیا میں تمکو ایک بشارت دوں پس اُن حضرت نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ فدا ہوں ماں باپ میرے آپ پر بتحقیق کہ آپ ہمیشہ ہر خیر و خوبی کے بشارت دہندہ ہیں فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ اٰنِفًا بِالْعَجَبِ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمَا الَّذِیْ اَخْبَرَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صؐ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ الرَّجُلَ مِنْ اُمَّتِیْ اِذَا صَلّٰی عَلَیَّ وَاَتْبَعَ بِالصَّلٰوۃِ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَصَلَّتْ عَلَیْہِ الْمَلٰئِکَۃُ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً پس جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اسوقت مجھے خبر دی ہی جبرئیلؑ نے ایک امر عجیب کی یہ سنکر جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اُن حضرت کی خدمت باسعادت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ بیان فرمائیے وہ کیا خبر ہی پس جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ مجھے جبرئیلؑ نے بشارت دی ہی کہ جو شخص میری امت سے مجھپر صلوات و درود بھیجے اور تابع کرے اُس درود کے درود بھیجنے کو

میرے اہل بیت وعترت پر تو اُس مومن کے واسطے دروازہ ہائے آسمان
کشادہ ہوتے ہیں اور اُسپر ملائکہ ستر مرتبہ صلوات بھیجتے ہیں وَقالَ
تَحاتَّتْ عَنْہُ الذُّنُوبُ کَمَا تَتَحاتُّ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ وَیَقُولُ
اللّٰہُ تَعالیٰ لَبَّیْکَ یَا عَبْدِی وَسَعْدَیْکَ وَیَقُولُ لِمَلائِکَتِہِ
یَا مَلائِکَتِی اَنْتُمْ تُصَلُّونَ عَلَیْہِ سَبْعِینَ صَلوٰۃً وَاَنَا اُصَلِّی
عَلَیْہِ سَبْعَ مِائَۃِ صَلوٰۃٍ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ گناہ اُس
اِسطرح سے گرتے ہیں کہ جسطرح سے پتے درختوں سے گرتے ہیں اور جناب
رب العزت سے ارشاد ہوتا ہی کہ ای بندہ میرے میں تیری سعادت
ومساعدت کے واسطے موجود ہوں اور ملائکہ کی جانب خطاب فرماتا ہی
کہ ای ملائکہ تم صلوات بھیجتے ہو میرے اِس بندہ پر ستر مرتبہ اور میں
اُسپر سات سو مرتبہ صلوات بھیجتا ہوں وَاِذَا صَلّٰی عَلَیَّ وَلَمْ یَتْبَعْ
بِالصَّلوٰۃِ عَلیٰ اَھْلِبَیْتِی کَانَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ السَّمَاءِ سَبْعُونَ حِجَاباً
وَیَقُولُ اللّٰہُ تَعالیٰ لَہٗ لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ یَا مَلائِکَتِی
لَا تُصْعِدُوا دُعَائَہٗ اِلَّا اَنْ یُلْحِقَ بِنَبِیّیِ عِتْرَتَہٗ فَلَا یَزَالُ مَحْجُوباً
حَتّٰی یُلْحِقَ بِی اَھْلِبَیْتِی حضرت فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص مجھپر صلوات
بھیجے اور میرے اہل بیت کا ذکر اُس صلوات میں نہ کرے تو درمیان
اُس صلوات اور آسمان کے ستر حجاب حائل ہو جاتے ہیں اور جناب
خداوند قہار سے حکم ہوتا ہی کہ میں تیری سعادت ومساعدت نہ کرونگا
اور ملائکہ کو ارشاد ہوتا ہی کہ ای ملائکہ اسکی دعا کو مقام قبولیت تک

نہ پہونچانا میں ایسے شخص سے راضی نہیں ہوں جبتک کہ یہ بندہ میرے نبی کی عترت کو
صلوات میں شریک نہ کرے تم اسکی دعا کو ہماری درگاہ تک نہ پہونچنے
دینا پس جناب رسالت مآب فرماتے ہیں کہ جبتک کہ وہ شخص میرے اہلبیت
وعترت کو میرے ساتھ صلوات میں شامل نہیں کرتا ہی تب تک رحمت خدا
سے محجوب رہتا ہی سبحان اللہ یہ فضل و شرف اور رفعت و مرتبت ہی
اہلبیت وعترت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا پس صلوات و
درود بھیجیے اُن حضرات پر اسطرح سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ
وَعَجِّلْ فَرَجَھُمْ بار الٰہا صلوات و رحمت اپنی اور تحیت نازل کر حضرت محمد
وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر کہ مراد آل رسول سے جناب سیدہ اور بارہ امام
علیہم السلام ہیں اور اُنکے ظہور موفور السرور میں تعجیل فرما اور ہماری آنکھوں کو
اُنکی زیارت سے منور و روشن کر اور ہمکو اُنکے انصار جان نثار اور محبان
کامل سے کر جیسا کہ وعدہ فرح اور مسرور کرنے کا فرمایا ہی وقال اللہ
تعالیٰ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اور حق سبحانہ تعالیٰ
قرآن مجید میں فرماتا ہی کہ ہاں شک تم جانوگے پھر ہاں کہ تم جانوگے تفسیر
منہج الصادقین میں ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ نے جناب صادق علیہ السلام
سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ اس آیہ کریمہ میں پہلی دفعہ
جاننے سے رجعت میں جاننا مراد ہی اور دوسری دفعہ جاننے سے قیامت
میں جاننا مراد ہی اور حق الیقین میں منقول ہی کہ قبل قیامت کے زمانہ
حضرت صاحب العصر علیہ السلام میں ایک جماعت نیکون کی جو بہت

نیک ہوں اور ایک جماعت بدوں کی جو نہایت بد ہوں رجعت کریگی نیکوں کو
اسواسطے زندہ کرینگے کہ زمانہ دولت حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام
دیکھکر خوش و مسرور ہوں اور کچھ ثواب اپنا دنیا میں پائیں اور بد لوگ
اسلیے زندہ کیے جائینگے کہ کچھ عقوبت و عذاب دنیا میں قبل آخرت کے
انکو ملے اور وہ سلطنت و دولت جسپر راضی نہ تھے کہ اہل بیت رسالت کو
پہونچے وہ اُن حضرت کے دست حق پرست میں دیکھ لیں اور شیعیان
اہل بیت رسالت دشمنان دین سے انتقام لیں اور باقی سب خلائق
قبور میں رہینگے یہانتک کہ بروز قیامت سب محشور ہونگے چنانچہ اکثر
احادیث میں وارد ہوا ہی کہ رجوع نہ کریگا رجعت میں مگر وہ شخص جو محض
ایمان رکھتا ہو یا محض کفر رکھتا ہو لیکن اور سب لوگوں کو اپنے حال پر
چھوڑینگے اور وہ سب بجسم اصلی بروز قیامت محشور ہونگے کیونکہ حدیث میں
وارد ہی کہ عالم برزخ میں یعنے بعد موت کے روز حشر تک جسم مثالی کہ مشابہ
جسم اصلی کے ہی ملیگا اور وہ جسم اس جسم سے لطیف ہی اور قیامت کے بارے میں
وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی اور ہم
محشور کرینگے انکو پس انمیں سے ایک کو بھی بدون زندہ کیے نہ چھوڑینگے
کہ مراد اُن سے ائمہ ہدی علیہم السلام ہیں اور علی بن ابراہیم علیہ الرحمہ نے
اپنی تفسیر میں جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا اُن
حضرت نے کہ جتنی قومیں عذاب خداوند قہار سے ہلاک ہوئی ہیں انکے
لیے رجعت ہوگی چنانچہ اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہی وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ

اَهْلَكْنَاهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی کہ جس قریہ و آبادی کو ہمنے بوجہ نافرمانی کے ہلاک کیا ہی وہ لوگ محروم ہین ہرگز وہ زمانہ رجعت مین زندہ ہونگے پس حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام خلیفہ بلا فصل حضرت سید المرسلین کا رجعت کرنا آیات قرآن اور کتب احادیث فریقین سے ثابت ہی چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْاَرْضِ ہم باہر لائینگے انکے واسطے ایک دابہ زمین سے پس دابۃ الارض سے مراد وہی جناب ہین کہ قریب قیامت کے ظہور فرماوینگے یہ بھی علامات قیامت سے ہی اور ہمراہ انکے خاتم حضرت سلیمانؑ اور عصائے حضرت موسی علیہما السلام ہونگے اور عصا مومن کو درمیان دونون دیدہ کے لگائینگے کہ نقش ہوجائیگا کہ حقا یہ مومن ہی اور کافر کو خاتم درمیان دونون دیدہ کے لگائینگے کہ نقش ہوجائیگا کہ حقا یہ کافر ہے

خوشا ما خوشا دین و دنیاے ما	کہ حیدر علی ہست مولاے ما

الغرض ابن ماہیار نے اصبغ سے روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ معاویہ بن ابوسفیان نے مجھ سے کہا تم شیعہ لوگ گمان کرتے ہو کہ دابۃ الارض علی بن ابیطالبؑ ہین یہ سنکر مین نے جواب دیا صرف ہم شیعہ ہی اسکے قائل نہین ہین بلکہ یہودی بھی کہتے ہین اسوقت معاویہ نے انکے بڑے عالم کو طلب کرکے پوچھا کہ تمھاری کتب مین دابۃ الارض کا ذکر دیکھا اس یہودی نے کہا ہان معاویہ نے کہا وہ کیا چیز ہی اسنے کہا وہ ایک مرد ہی معاویہ نے کہا نام اسکا جانتے ہو اس یہودی نے کہا نام انکا

ایلیا ہی یہ سنکر معاویہ نے کہا کہ ایلیا اور علی ابت شاید نام ہی اور تفسیر ابن
مسعود و عیاشی مین منقول ہی کہ سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام
رجعت فرمائینگے اور شیخ مفید اور شیخ طوسی علیہما الرحمہ نے جابر سے اور
انھون نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا
اُن حضرت نے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ انیس برس سلطنت کرینگے
اور اکثر آیات قرآن اور احادیث سے ثابت ہی کہ حضرات ائمہ معصومین
اور انبیا و اوصیا اور اکثر مومنین کاملین اور بعض کفار و منافقین اور
معاندین بعد ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام اور قبل قیامت کے
زندہ ہونگے پس جس ظالم و جابر نے دار دنیا مین کسی مظلوم پر ظلم و ستم
کیا ہی اسکو سزا ملیگی اور وہ داخل نار ہوگا چنانچہ اس آیہ کریمہ سے
ظاہر ہی رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ اے پروردگار
ہمارے کیا تو دو دفعہ ہمکو موت دیگا اور دو مرتبہ حیات بخشے گا اور
علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہی کہ احادیث مین تفسیر اس آیہ کریمہ کی
یون ہی ایک زندہ ہونا زمانہ رجعت کا اور دوسرا زندہ ہونا قیامت کا
مراد ہی اور ایک موت دنیا کی اور دوسری موت زمانہ رجعت کی
مراد ہی کیونکہ حق سبحانہ تعالی سورہ مومن مین فرماتا ہی اِنَّا لَنَنْصُرُ
رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ
تحقیق کہ ہم اپنے رسولون اور مومنون کی زندگی دنیا مین ضرور نصرت
و مدد کرینگے اور جسدن گواہی دینے کو شاہدین کھڑے ہونگے اس آیہ کریمہ

تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے
کہ زندگی دنیا کی نصرت سے زمانہ رجعت کی نصرت مراد ہے اسلیے کہ اکثر
انبیا و اوصیا کی نصرت دنیا میں نہیں ہوئی یہانتک کہ وہ شہید ہوے
بلکہ انکی نصرت و مدد رجعت میں ہوگی حضرات اس مقام پر فرمانا ذکر
نصرت و مدد کا ہوا بس یاد آگیا فریاد و استغاثہ کرنا مظلوم کربلا
غریب نینوے مسلوب العمامۃ و الرداء جناب سید الشہدا کا افسوس
کس طرح سے اُس فرزند رسول نے استغاثہ کیا اور بنا بر اتمام حجت کے
اپنے نانا کی امت سے طالب نصرت ہوے مگر کسی بیرحم نے روز عاشورا
فریاد رسی نہ کی بلکہ عوض فریاد رسی کے ہر طرف سے تیرباران کیا
اور پانی تک نہ دیا یہانتک کہ اہل حرم اور بچے شدت تشنگی سے
جان بلب تھے اور العطش العطش کرتے تھے حالانکہ اسوقت بیکسی
و تنہائی میں باآواز بلند فرماتے تھے یا قوم اَمَا مِنْ مُجِیْرٍ یُجِیْرُنَا
اَمَا مِنْ مُعِیْنٍ یُعِیْنُنَا اے قوم آیا ہے کوئی پناہ دینے والا کہ جو
اپنے نبی کے نواسے کو پناہ دے آیا ہے کوئی اعانت کرنے والا کہ اسوقت
تنہائی میں ہماری مدد کرے اَمَا مِنْ مُغِیْثٍ یُغِیْثُنَا اَمَا مِنْ
طَالِبِ حَقٍّ فَیَنْصُرُنَا آیا ہے کوئی فریاد رس کہ اس عالم بیکسی میں
ہماری فریاد رسی کرے آیا ہے کوئی طلبگار حق کہ جو فرزند رسول کی
اِسوقت مصیبت میں نصرت و مدد کرے اَمَا مِنْ خَائِفٍ
مِنَ الْعَذَابِ فَیَذُبُّ عَنَّا آیا ہے کوئی خدا پرست کہ عذاب

خدا سے خوف کرے اور اس آفت و بلا کو اہل بیت و عترت رسولخدا سے
دور کرے آہ مومنین اشقیاے کوفہ و شام مین حمیت عرب بھی باقی
نہ تھی کہ مہمان بلانے کا خیال رکھتے ہاے افسوس عوض نصرت و مدد کے
ہر طرف سے محاصرہ کرکے تیر و نیزہ اور تلوار و پتھر سے اس مظلوم کو
مجروح کیا اور بکمال ظلم و ستم زمین گرم صحراے کربلا پر گرا دیا چنانچہ
حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ مین فرماتے ہین فَهَوَيْتَ اِلَى الْاَرْضِ
جَرِيْحًا تَطَأُكَ الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوْكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا
پس اے جد مظلوم آپ بسبب زخمہاے کاری کے ذوالجناح سے
زمین گرم پر آئے اور گھوڑے اپنے سمون سے بے ادبی کرتے تھے اور
اعدا تلوارین کھینچے ہوے آپکے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے قَدْ رَشَحَ
لِلْمَوْتِ جَبِيْنُكَ وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَالْاِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ
وَيَمِيْنُكَ اسوقت آپکی پیشانی انور پر عرق موت کا آگیا تھا اور
بوجہ کرب کے آپ دست و پاہاے اطہر کو سمیٹ لیتے تھے اور کبھی
پھیلا دیتے تھے آہ کبھی بائین طرف اور کبھی داہنی طرف کروٹ لیتے
تھے اور اس ریگ گرم پر آپکو راحت نہ ملتی تھی تُدِيْرُ طَرْفًا خَفِيًّا
اِلَى رَحْلِكَ وَبَيْتِكَ وَقَدْ شُغِلْتَ بِنَفْسِكَ عَنْ وُلْدِكَ
وَاَهَالِيْكَ اسوقت بھی آپ گوشۂ چشم پھرا کے بنگاہ حسرت و یاس
خیمہ ہاے اپنے خیمگاہ اور اہل حرم کیطرف دیکھتے تھے حالانکہ وہ
وقت ایسا نازک تھا کہ آپکو وقت آخر تھا اور محل خیال و پاس اولاد

واہل حرم کو نہ تھا واسرع فرسك شاردا الی خیامك قاصدا محمحما باکیا اور اسی حال مین جلدی کی آپکے اسب باوفا نے کہ دوڑتا ہوا آپکے خیمگاہ کیطرف چلا آیا اور بقصد وارادہ آواز دیتا تھا اور روتا جاتا تھا کہ مقصود اس سے اہل بیت رسالت کو مطلع کرنا تھا فلما رأین النساء جوادك مخزیا ونظرن سرجك علیہ ملویا برزن من الخدور ناشرات الشعور پس جب آپکے اہل حرم اور مخدرات عصمت نے آپکے ذوالجناح کو دیکھا کہ زین خالی سوار سے اور ایک طرف کو جھکا ہوا ہے تو یہ حال دیکھکر خیمون سے مو پریشان گریان و نالان نکل آئین علی الخدود لاطمات بالوجوہ سافرات وبالعویل داعیات وبعد العز مذللات والی مصرعك مبادرات آہ آہ اسوقت حال اُن بیکسون کا یہ تھا کہ اپنے رخسارون پر طمانچے مارتی ہوئین اور فریاد واویلاہ واثبوراہ وامظلوماہ کہتی ہوئین بعد عزت کے ذلیل آپکے مقتل مین پہونچین والشمر جالس علی صدرك وواضع سیفہ علی نحرك قابض علی شیبتك بیدہ ذابح لك بمہندہ ای جد مظلوم اُسوقت آپکے اہل بیت نے دیکھا کہ شمر لعین آپکے سینۂ اقدس پر بیٹھا ہوا اور اپنی تلوار آپکے مقام نحر پر رکھے ہوئے تھا اور اُسکے ہاتھ مین آپکی ریش مقدس و نورانی تھی اور آپکے گلوے خشک کو اپنی تلوار آبدار سے ذبح کرتا تھا الا لعنۃ اللہ

عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْن

مجلس چہل و ششم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ عَلٰی كُلِّ رُكْنٍ مِنْ اَرْكَانِ عَرْشِهٖ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَیْسَ لَهُمْ تَسْبِیْحٌ وَلَا عِبَادَةٌ اِلَّا الدُّعَاءُ لِعَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ شِیْعَتِهٖ وَالدُّعَاءُ عَلٰی اَعْدَائِهٖ کنز الفوائد میں منقول ہے فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہ اے ابوذر تحقیق کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر رکن پر ارکان عرش سے ستر ہزار فرشتے معین و مقرر فرمائے ہیں اور وہ ملائکہ کوئی تسبیح اور عبادت نہیں کرتے ہیں سوائے اسکے کہ علی بن ابیطالب علیہ السلام پر صلوات بھیجتے ہیں اور انکے شیعوں کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور انکے اعدا پر نفرین کرتے ہیں وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ لَمُبَارَزَةُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ لِعَمْرِو بْنِ عَبْدِ وُدٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عَمَلِ اُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اور بحار الانوار میں مناقب سے نقل کیا ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ہر آئینہ مبارزہ علی بن ابیطالب علیہ السلام کا عمرو بن عبدود سے بروز جنگ خندق افضل و بہتر ہے عمل و عبادت سے میری امت کے تا روز قیامت کیونکہ اُس روز کل ایمان کل کفر کے مقابل تھا وَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَضَرْبَةُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ

اَفضَلُ مِن عِبَادَۃِ الثَّقلَینِ اِلیٰ یَومِ القِیٰمَۃِ اور دوسری حدیث مین فرمایا انحضرت نے ہر آئینہ ضربت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی بروز جنگ خندق افضل و بہتر ہی عبادت جن و انس سے تا روز قیامت حضرات انس مین انبیا بھی داخل ہین پس ضربت جناب امیر المومنین وصی و خلیفہ بلا فصل حضرت سید المرسلین کی بروز جنگ خندق عمل و عباد انبیا سے سوائے خاتم انبیا کے روز قیامت تک افضل و بہتر ہی تو تمامی امت کا کیا ذکر ہے ؏

خوشا با خوشا دین و دنیاے ما		کہ ہمچون علی ہست مولاے ما

حضرات جن بزرگوارون کی مدح و ثنا خدا اور رسول کرین کیا مجال ہی بشر کی کہ شمہ فضائل ان خاصان خدا کے تقریر و تحریر کرسکے وَفِے المُنَاقِبِ عَن سُلیمَانَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّے اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ لَمَّا اُسرِیَ بِے اِلیَ السَّمَآءِ قَالَ لِیَ الجَلِیلُ اٰمَنَ الرَّسُولُ بِمَآ اُنزِلَ اِلَیہِ مِن رَّبِّہٖ فَقُلتُ وَالمُؤمِنُونَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ چنانچہ مناقب قدیم مین سلیمان راعی سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ فرمایا جناب رسالت آب صلے اللہ علیہ و آلہ نے شب معراج جب مجھے بالاے آسمان لیگئے تو جانب رب جلیل سے ارشاد ہوا کہ رسول ان باتون پر ایمان لایا ہی جو اسکے پروردگار کیطرف سے اسپر نازل ہوئی ہین پس مین نے عرض کیا کہ سب مومنین نے مانا خدا کو اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون کو قال صدقت

بِوِلَایَتِکُمْ عَلٰی اَھْلِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ فَمَنْ قَبِلَھَا کَانَ عِنْدِیْ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ جَحَدَھَا کَانَ عِنْدِیْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ
اور مین نے ولایت و مودت تمھاری اہل آسمان و زمین پر عرض کی
پس جسنے تمھاری ولایت کو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین مین سے ہے
اور جسنے انکار کیا تمھاری ولایت سے وہ میرے نزدیک کافرین مین
سے ہو یا مُحَمَّدُ لَوْ اَنَّ عَبْدًا مِنْ عَبِیْدِیْ عَبَدَنِیْ حَتّٰی یَنْقَطِعَ
اَوْ یَصِیْرَ کَالشَّنِّ الْبَالِیْ ثُمَّ اَتَانِیْ جَاحِدًا بِوِلَایَتِکُمْ مَا غَفَرْتُ
لَہٗ حَتّٰی یُقِرَّ بِوِلَایَتِکُمْ اے حبیب ہمارے اگر کوئی بندہ میرے بندون سے
میری عبادت کرے یہانتک کہ کثرت عبادت سے روح اسکی مفارقت
کرجائے یا مانند مشک کہنہ کے بوسیدہ اور پراگندہ ہوجاے اور وہ ہماری
درگاہ مین اس حال سے آوے کہ منکر ہو تمھاری ولایت کا تو مین ہرگز
اسکو نہ بخشونگا جبتک کہ اقرار تم سبکی ولایت و امامت کا نہ کیا ہو
سبحان اللہ ہی وجہ ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ولایت ائمہ اثنا عشر علیہم
السلام کو شرط قبولیت عبادت فرمایا ہی یا مُحَمَّدُ اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھُمْ
قُلْتُ نَعَمْ یَا رَبِّ فَقَالَ اِلْتَفِتْ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ فَالْتَفَتُّ
پس درگاہ الٰہی سے ارشاد ہوا اے حبیب ہمارے آیا تم چاہتے ہو کہ اپنی
عترت کو دیکھو مین نے عرض کیا ہان بار الٰہا مین چاہتا ہون کہ انکو
دیکھون جانب رب العزت سے حکم ہوا اے حبیب ہمارے داہنی طرف
عرش کے متوجہ ہو پس حسب الحکم مین متوجہ ہوا فَاِذَا بِعَلِیٍّ وَّفَاطِمَۃَ

وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ
مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَعَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ
مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَالْمَهْدِيِّ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نُورٍ قِيَامٌ يُصَلُّونَ
وَهُوَ فِي وَسَطِهِمْ كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ پس کیا ایک دیکھا مین نے
علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور علی بن الحسین اور محمد بن علی اور جعفر
بن محمد اور موسی بن جعفر اور علی بن موسی اور محمد بن علی اور علی بن محمد
اور حسن بن علی اور مہدی علیہم السلام کو کہ یہ سب عبادت خدا مین
مصروف ہین اور نماز مین استادہ ہین اور مہدی آخر الزمان ع درمیان
انکے مانند ستارہ روشن کے تابان و درخشان ہین فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ص
هٰؤُلَاءِ الْحُجَجُ وَهُوَ الثَّائِرُ مِنْ عِتْرَتِكَ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي إِنَّهُ الْحُجَّةُ
الْوَاجِبَةُ لِأَوْلِيَائِي وَالْمُنْتَقِمُ مِنْ أَعْدَائِي پس جانب خداوند
عالم سے ارشاد ہوا کہ ای حبیب ہمارے یہ سب حجت ہین اور مہدی آخر
الزمان عوض و بدلا لینے والا ہی اُس ظلم و ستم اور جور و جفا کا جو تمھارے
اہل بیت پر ہوگا قسم ہی مجھے اپنے عزت و جلال کی کہ وہ ایسی حجت ہی میرے
اولیا پر کہ جسکا اقرار اپنے دوستون پر واجب کیا ہی اور انتقام لینے
والا ہی ہمارے اعدا سے مومنین سُنا آپنے کہ حق سبحانہ تعالی نے کیا
فضل و شرف عطا فرمایا ہی حضرات ائمہ ہدی علیہم السلام کو اور حضرت
مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے ہاتھ سے کیونکر انتقام لیگا اپنے دشمنون
اور اُن ظالمون اور جابرون اور حاسدون سے کہ جنھون نے وار دیا

مین ظلم وستم اور جور وجفا کیا حضرت محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر لیس ہر ظالم
ومظلوم بقدرت خدا زندہ ہوگا اور جسنے جیسا عمل دار دنیا مین کیا ہوگا
ویسا پائیگا اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ وارد ہوا ہی کہ دنیا کھیتی آخرت کی ہی
جیسا کہ شاعر کہتا ہی ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو

چنانچہ تفسیر ابن مسعود عیاشی علیہ الرحمہ مین جناب صادق علیہ السلام سے
منقول ہی کہ بعد ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے اول جو بزرگوار
رجعت فرماوینگے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام ہین کہ مع اپنے اصحاب
واقربا شہدائے کربلا کے پھر دار دنیا کیطرف رجعت فرماوینگے اور دوسری
طرف سے یزید بن معاویہ مع اپنے ہمراہیون کے آویگا اور اصحاب سید
الشہدا اُن سبکو قتل کرینگے اور یزید لعین کو گرفتار کرکے دمشق مین باب
عظیم بیت المقدس پر ذبح کرینگے اور بحار الانوار مین مفضل سے یون
منقول ہی وہ کہتے ہین کہ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے بعد ظہور
صاحب الامر علیہ السلام کے حضرت امام حسین علیہ السلام مع بارہ
ہزار صدیق اور سب شہدائے کربلا کے رجعت فرماوینگے بعد انکے
صدیق اکبر وصی وخلیفہ بلافصل پیغمبر حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام رجعت فرماوینگے اور خیمہ اقدس اُن حضرت کا نجف اشرف
مین نصب کیا جائیگا بعد انکے سید اکبر جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ مع اپنے مہاجرین وانصار کے رجعت فرماوینگے اسوقت

وہ اشقیا بھی حاضر کیے جاوینگے جنھون نے اُن حضرت کی رسالت کی
تکذیب کی اور ساحر کہا اور اذیت و تکلیف دی اور اُن حضرت سے
مقاتلہ کیا تاکہ اُن اشقیا سے انتقام لیا جائے مفضل کہتے ہین کہ مین نے
جناب صادق علیہ السلام کی خدمت بابرکت مین عرض کی یا بن
رسول اللہ کیا حضرت سید المرسلین اور امیر المومنین علیہما السلام ہمراہ
حضرت مہدی علیہ السلام کے ہونگے اُن حضرت نے فرمایا ہان قسم بخدائے
عزوجل ضرور یہ حضرات تمام روے زمین کی سیر فرماوینگے پشت کوہ
قاف بلکہ تمامی ظلمات تک اور جو کچھ کہ قعر مین دریاؤن کے ہی یہانتک
کہ بقدر ایک قدم کے جگہ باقی نہ رہیگی کہ جہان وہ حضرات اپنے قدمہاے
اقدس نہ رکھین تا دین خدا کو اُس جگہ برپا فرمائین حضرت صادق
علیہ السلام فرماتے ہین کہ ای مفضل گویا مین دیکھ رہا ہون کہ مین
اور سب ائمہ معصومین اپنے جد امجد جناب رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ کے سامنے کھڑے ہین اور ہر ایک بزرگوار شکایت کرتا ہے
اُن ظلم وستم اور جور وجفا کی جو ہاتھ سے اشقیاے امت کے ہم اہلبیت
رسالت کو پہونچے ہین وہ سنکر جد امجد ہمارے زار زار روینگے اور
فرماوینگے کہ ای فرزند و میرے جو کچھ مصیبت تمپر گذری ہی وہ قبل تمہارے
مجھپر گذری ہی یعنے جو جو مصیبت اُن حضرت کی عترت پر گذری وہ سب
فی الحقیقت اُن حضرت پر گذری ہی پس جناب سیدہ فاطمہ زہرا ابتدا
کرینگی اور عرض کرینگی کہ ای پدر بزرگوار بعد آپکے اشقیاے امت نے

مجھپر کیا کیا ظلم و ستم کیے اور کیسی کیسی اذیت و تکلیف پہونچائی فدک کو غصب کیا اور دروازہ جلا کر مجھپر گرا دیا آہ صدمہ سے اسکے پہلو میرا شکستہ ہوا اور فرزند میرا محسن شکم میں شہید ہوا اور میرے بازو پر تازیانہ مارا کہ وہ متورم اور نیلا ہوا اور آپکی مفارقت پر رونے سے منع کیا آہ عوض تسلی اور دلاسا اور ماتم پرسی کے مجھپر یہ جور و جفا ہوئے پس بعد شکایت جناب سیدہ کے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سامنے جناب رسولخدا کے کھڑے ہونگے اور جو جو ظلم و ستم کہ اُن حضرت پر دست ظلم اعدا سے بعد رسول خدا کے گذرے ہیں وہ سب عرض کرینگے اور شکایت کرینگے کہ یا رسول اللہ بعد آپکے میں نے ایسا صبر و تحمل کیا ہی کہ اتبک کسی پیغمبر اور وصی پیغمبر نے ایسا صبر نہ کیا ہوگا یہانتک کہ ابن ملجم نے مجھے ماہ رمضان میں بحالت نماز شہید کیا اور ریش سفید میری خون سے رنگین ہوگئی واقعی حضرت امیر المومنین پچیس برس مدت حکومت ثلثہ تک بسبب غم کی طرح کے مصائب گذرتے تھے اور خلافت ظاہری میں بھی اعدا نے اُن حضرت کو آرام لینے نہ دیا اور بعد شہادت کے بھی روح اقدس کو غم میں اُن حضرت کے فرزندوں کے مبتلا کیا آہ بعض کو قتل کیا اور بعض کو زہر دیا بعد اُنکے حضرت امام حسن علیہ السلام کھڑے ہونگے اور تمام مصائب اور اذیت و تکلیف جو بدست ظالم بنی امیہ سے اُن حضرت کو پہونچے ہیں جناب رسولخدا سے عرض کرینگے آہ مومنین جب وہ جناب شکایت کرینگے کہ ای جد نامدار مجھے اشقیائے امت نے زہر دغا سے شہید کیا اور جگر میرا ٹکڑے ٹکڑے

ٹکڑے ہوا اور آپکے قریب دفن ہونے دیا تو اُسوقت جناب رسول خدا کا
کیا حال ہوگا بعد اُنکے جناب امام حسین علیہ السلام مع شہدائے کربلا کے
کھڑے ہونگے اسطرح سے کہ تمام بدن اطہر خاک و خون آلودہ اور نشان
زخموں کے نمایاں ہونگے پس جب جناب رسول خدا مظلوم کربلا کو
اس حال سے مشاہدہ فرمائینگے تو اسقدر گریہ و بکا کرینگے کہ بیہوش ہونگے
اور بسبب اُن حضرت کے رونے کے تمام اہل آسمان و زمین زار زار
روئینگے اُسوقت جناب سیدہ ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچینگی اور
صیحہ و فریاد کرینگی کہ اُسکی وجہ سے تمام زمین کو اور جو کچھ زمین پر ہے
تزلزل ہوگا پس حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور حضرت امام
حسن علیہما السلام پہلوے راست میں سید الشہدا کے کھڑے ہونگے اور
جناب سیدہ فاطمہ زہرا پہلوے چپ میں اپنے فرزند مظلوم کے کھڑی
ہونگی اسی حال سے سید الشہدا قریب اپنے جد امجد کے آوینگے اور وہ
جناب اپنے فرزند مظلوم کو اپنے سینۂ اقدس سے لگا کر فرمائینگے
یا حُسَینُ یا وَلَدِی فَدِیتُکَ اے فرزند میرے اے حسین فدا ہوجاؤں
تجھپر آنکھیں تیری روشن ہوں اور ہماری بھی آنکھیں تیرے دیدار سے
روشن و منور ہوں مفضل کہتے ہیں کہ جب حضرت صادق علیہ السلام
یہ فرما چکے تو اس شدت سے روئے کہ ریش اقدس آنسوؤں سے
تر ہوگئی اور اُن حضرت کے رونے سے میں بھی رویا اور فرمایا ہرگز
روشن نہو وہ آنکھ کہ جو وقت ذکر امام حسین علیہ السلام کے گریاں نہو

بعد اسکے مفضل نے اور کلام شروع کیا کہ تا وہ جناب گریہ و بکا سے ساکت
ہوئین مگر جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بعد اسکے حضرت علی بن الحسین
امام زین العابدین علیہ السلام کھڑے ہونگے اور اپنے جد امجد سے شکایت
کرینگے اُن ظلم و ستم کی جو ہاتھ سے اشقیائے امت کے روز شہادت اُنکے پدر
بزرگوار سے روز رحلت اُن حضرت تک اُنپر گذرے ہین اور شکوہ کرینگے ہشام
اور ولید کا بعد اُنکے پدر بزرگوار میرے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کھڑے
ہونگے اور جو ظلم و ستم اُن حضرت پر گذرے ہین وہ سب عرض کرینگے اور
شکوہ ہشام و ولید کا کرینگے بعد اُنکے مین کھڑا ہونگا اور منصور دوانقی کا
شکوہ کرونگا اور بعد میرے فرزند میرے موسیٰ کاظمؑ کھڑے ہونگے اور
شکایت ہارون رشید کی کرینگے بعد اُنکے علی بن موسیٰ الرضاؑ کھڑے
ہونگے اور مامون رشید کی شکایت کرینگے پھر محمد تقیؑ کھڑے ہونگے اور
معتصم کی شکایت کرینگے پھر علی النقیؑ کھڑے ہونگے اور شکایت متوکل
اور معتز کی کرینگے پھر حسن عسکریؑ کھڑے ہونگے اور معتمد کی شکایت کرینگے
اے مومنین جب یہ سب حضرات عرض کرینگے کہ اے جد بزرگوار ان اشقیائے
امت نے ہمکو کس بیکسی سے بظلم و ستم شہید کیا تو اسوقت اُن حضرت کو
کیا صدمہ ہوگا حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ بعد ان سب
حضرات کے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کہ ہمنام ہین میرے جد امجد
حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کے کھڑے ہونگے اسطرح سے کہ پیراہن
جناب رسول خدا کا پہنے ہونگے اور خون پیشانی انور اُن حضرت کا جو

ضربِ سنگ سے بروزِ جنگ اُحد جاری ہوا تھا اپنے روئے انور پر ملے ہوے
اور گرد اُنکے ملائکہ حلقہ کیے ہوے سامنے اپنے جدِ امجد کے کھڑے ہونگے اور
عرض کرینگے کہ ای جدِ بزرگوار آپنے صفت میری فرمائی اور اپنی امت پر
میری ولادت اور طولِ غیبت اور میرے ظہور پر دلیل لائے اور نام و
نسب اور کنیت میری بیان فرمائی باوجود اسکے آپکی امت نے تکذیب
و انکار کیا اور کہا کہ وہ نہ پیدا ہوے اور نہ پیدا ہونگے اور بعض نے
کہا کہ وہ مرگئے اور کوئی اُنکے بعد باقی نہ رہا اگر زندہ ہوتے تو اسقدر زمانہ
طول کیوں کھینچتا ای جد نامدار احکام باطل آپکی اُمت میں جاری ہوے
اور ظلم و ستم اور تعدی اور فسق و فجور اور کفر نے تمام عالم کو گھیر لیا اور
میں وہ سب دیکھتا تھا اور صبر و تحمل کرتا تھا یہانتک کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
حکم ظہور کا فرمایا تو میں ظاہر ہوا یہ سنکر جناب رسالتمآب حمد الٰہی
بجالائینگے اور اپنے اہلبیت کو تسلی و دلاسا فرمائینگے کیوں مومنین اُسوقت
جو حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام
اُس حال سے دیکھینگے جو بیان ہوا تو کیا صدمہ قلب اقدس پر
گذریگا جبکہ حجت خدا زیارت میں فرماتے ہیں تو بعید نہیں ہے کہ اُسوقت
بھی یہ شکایت کرینگے لَقَدْ قَتَلُوا بِقَتْلِکَ الْاِسْلَامَ [illegible]
کہ اشقیائے آپکے قتل کرنے سے خود اسلام کو قتل کیا اللہ اکبر مومنین
خاصان خدا نے تو اسلام کے جاری اور قائم رہنے کے واسطے کیسی کیسی
مصیبت و زحمت اُٹھائی یہانتک کہ جان اپنی دیدی مگر اشقیائے اسلام کو

ضائع و برباد کیا جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہیں وَعَطَّلُوا الصَّلٰوۃَ وَالصِّیَامَ اور نماز و روزہ کو معطل اور بیکار کر دیا وَنَقَضُوا السُّنَنَ وَالْاَحْکَامَ اور طریقہ شریعت نبوی اور احکام الٰہی کو شکستہ کیا وَھَدَمُوا قَوَاعِدَ الْاِیْمَانِ اور ان اشقیا نے ارکان و ستون ایمان کے منہدم کر دیے وَحَرَّفُوا اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ اور اعدا نے آیات قرآن کو بدل دیا وَھَمْلَجُوا فِی الْبَغْیِ وَالْعُدْوَانِ اور وہ اعدا طرف ظلم و ستم اور عداوت کے دوڑ پڑے وَفُقِدَ بِفَقْدِكَ التَّکْبِیْرُ وَالتَّھْلِیْلُ اور آپکے گم ہونے سے تکبیر و تہلیل مفقود ہو گئی وَالتَّحْرِیْمُ وَالتَّحْلِیْلُ وَالتَّنْزِیْلُ وَالتَّاْوِیْلُ اور حرام و حلال خدا اور قرآن و تفسیر مفقود ہوئے وَظَھَرَ بَعْدَكَ التَّغْیِیْرُ وَالتَّبْدِیْلُ اور بعد آپکی شہادت کے تغیر و تبدل احکام شرع میں ظاہر ہوا وَالْاِلْحَادُ وَالتَّعْطِیْلُ وَالْاَھْوَاءُ وَالْاَضَالِیْلُ وَالْفِتَنُ وَالْاَبَاطِیْلُ اور بعد آپکے شرائع دین کے معطل ہو گئے اور کفر و ضلالت پھیل گئی اور ہوا و ہوس پر مدار رہگیا اور راہیں گمراہی اور کذب و خیرہ اور فساد کی کھل گئیں فَالْوَیْلُ لِلْعُصَاۃِ الْفُسَّاقِ پس عذاب خدا نازل ہوا اُس قوم جفاکار اور فساق و گناہگار پر جنہے ناحق آپکو بظلم و ستم شہید کیا کیوں مومنین جبکہ حجت خدا یہ فقرات زیارت کے پڑھتے ہونگے تو روتے روتے کیا حال ہوتا ہوگا اَلسَّلَامُ عَلَی الشِّفَاہِ الذَّابِلَاتِ سلام ہو اُن لبہائے خشک پر جو شدت تشنگی سے پژمردہ ہو گئے تھے اَلسَّلَامُ عَلَی الْجُسُوْمِ السَّاحِبَاتِ سلام

ان بدنہائے نورانی پر جو شمشیر ولاغر ہوگئے تھے السلام علی الاجساد
العاریات سلام ہو ان جسدہائے طاہرہ پر جو عریان و بے لباس کیے گئے
السلام علی الاعضاء المقطعات سلام ہو ان اعضائے انور پر
جو ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے السلام علی الرؤس المشالات سلام ہو
ان سرہائے اقدس پر جو نیزوں پر بلند کیے گئے السلام علی المدفونین
بلا اکفان سلام ہو ان شہدائے راہ خدا پر جو بے کفن کے دفن ہوئے
السلام علی الرؤس المتفرقۃ عن الابدان سلام ہو ان
سرہائے مقدسہ پر جو اپنے بدنوں سے جدا رہے اور شہر بشہر پھرائے گئے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و ہفتم

فی المناقب عن علی بن ابیطالب علیہ السلام انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یا علی لو ان عبدا عبد اللہ عز وجل مثل ما قام نوح فی قومہ وکان لہ مثل احد ذھبا وانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی حج الف عام علی اقدامہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما ولم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا مناقب

قدیمہ میں حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے یا علی اگر کوئی بندہ عبادت خدائے عز وجل کرے اتنی مدت تک کہ جتنی

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم میں قیام کیا اور زندہ رہے اور اُس بندے کے پاس مثل کوہ اُحد کے طلا سے خالص ہوا اور اُسکو راہ خدا میں صرف کرے اور عمر اُسکی اسقدر طولانی و دراز ہو کہ ہزار برس تک ہزار حج پیادہ پا کرے بعد اسکے درمیان کوہ صفا و مروہ کے حال سعی میں بظلم و ستم قتل کیا جائے اور اے علی وہ بندہ محبت و دوستی تمہاری نہ رکھتا ہو تو ہرگز وہ بوے بہشت نہ سونگھے گا اور نہ داخل جنت ہوگا۔ عن

اَنَسِ بنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ نُوْرِ وَجْہِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَہٗ وَلِمُحِبِّیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

اور انس بن مالک سے منقول ہے کہ کہا اُسنے فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے حق سبحانہ تعالےٰ نے نور چہرہ علی بن ابیطالب علیہ السلام سے ستر ہزار فرشتے پیدا کیے کہ وہ سب ملائکہ درگاہ الٰہی سے اُنکے لیے طلب رحمت کرتے ہیں اور طلب مغفرت کرتے ہیں اُن حضرت کے شیعوں اور دوستوں کے لیے تا روز قیامت وَفِیْ کِتَابِ

الْفِرْدَوْسِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لَمَّا عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ رَاَیْتُ مَکْتُوْبًا عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ اور کتاب فردوس میں ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جس شب مجھے معراج ہوئی اور بالاے آسمان لیگئے اُس شب میں نے دروازۂ جنت

اما ایها لا اله الا الله محمد رسول الله علی حبیب الله والحسن
والحسین صفوة الله وفاطمة امة الله علی ما بغضهم ولعنة
الله کوئی لائق پرستش کے نہیں ہے سوائے خدا معبود برحق کے اور محمد
مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ فرستادہ خدا ہیں اور علی بن ابیطالب علیہ
السلام حبیب و دوست خدا ہیں اور حسن و حسین علیہما السلام برگزیدہ
خدا ہیں اور فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا خداوند عالم کی کنیز خاص
ہیں اور انکے بغض و عناد رکھنے والے پر لعنت و نفرین خدا ہے وعن
الحسن البصری عن عبد الله انه قال قال رسول الله صلی الله
علیه واله اذا کان یوم القیمة یقعد علی بن ابیطالب علیه
السلام علی الفردوس وهو جبل قد علا علی الجنة وفوقه
عرش الله ومن تحته یتفجر انهار الجنة ویتفرق فی الجنة
اور حسن بصری نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں
کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے جب روز قیامت
ہوگا تو علی بن ابیطالب علیہ السلام فردوس پر تشریف لیجائینگے
کہ وہ ایک جبل ہے جنت سے بلند اور اسپر عرش الٰہی ہے اور اس سے
اس کوہ کے نہریں جنت کی جاری ہوئی ہیں اور ہر طرف بہشت میں
متفرق ہوئی ہیں وهو جالس علی کرسی من نور یجری بین یدیه
التسنیم ولا یجوز احد الصراط الا ومعه براءة لولایة
وولایة اهلبیته یشرف علی الجنة فیدخل محبیه الجنة

و مبغضیہ النار اور اسوقت علی بن ابیطالب علیہ السلام نور کی کرسی پر بیٹھے ہونگے اور سامنے انکے تسنیم جاری ہوگا اور کوئی شخص پل صراط پر گذر نہ کرسکے گا جبتک کہ اسکے پاس نوشتہ اجازت اور ولایت و محبت علی بن ابیطالب علیہ السلام اور ولایت انکے اہل بیت و عترت طاہرہ کا نہو گا اور علی بن ابیطالب علیہ السلام جنت کو مشاہدہ کرتے ہونگے پس اپنے محب اور دوستون کو داخل جنت کرینگے اور اپنے دشمنون کو داخل دوزخ فرمائینگے سبحان اللہ یہ مرتبہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان حضرت کو عطا فرمایا ہے

یا علی ذات ثبوت قل ھو اللہ احد	نام تو نقش نگین امر اللہ الصمد
لم یلد از مادر گیتی و لم یولد چو تو	لم یکن بعد از نبی شایت لہ کفوا احد
خوشا ما خوشا دین و دنیاے ما	کہ ہمچون علی ہست مولاے ما

اور حیات القلوب وغیرہ مین منقول ہے فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے کہ شب معراج جب مین نے سیر کی جنت کی تو مین نے ایک درخت بزرگ کو دیکھا کہ اسمین بکثرت بار و ثمر مانند پستان کے تھے اور بہت سے اطفال انسے مثل شیر مادر کے پیتے تھے اور مین نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اس مقام مین دیکھا کہ جس بچے کے منھ سے وہ پستان چھوٹ جاتے تھے تو وہ جناب بکمال الفت و مہربانی پھر اس بچے کے منھ میں رکھدیتے تھے یہ دیکھکر مین نے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ یہان کیا کرتے ہین فرمایا کہ مین نے درگاہ رب العزت

کہ مجھے مربی و سرپرست اولاد شیعہ کا کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے میری
دعا کو قبول فرمایا اب مشغول اسی کام میں ہوں اور یہ سب اطفال
شیرخوار شیعیان علی بن ابیطالب علیہ السلام کے ہیں اس درخت سے
خدا نے انکی غذا قرار دی ہی اور تمام میوہائے بہشت اور نعمات جنت کی
لذت اس سے پاتے ہیں سبحان اللہ یہ مرتبہ اطفال شیعہ کا ہی جو سیر
و سیراب دنیا سے رحلت کرتے ہیں اور والدین انکے ان بچوں کو یا عزیز
و اقربا خواہ انکے احباب غسل و کفن دیکر دفن کرتے ہیں اور بعد دفن
کے بھی انکی قبر پر پانی چھڑک دیتے ہیں جیسا کہ زینت العبا و غیرہ میں
لکھا ہی کہ بعد دفن میت کے سنت ہی کہ اسکی قبر پر پانی گرائیں اسطرح سے
کہ جانب سر سے پانی گراتے ہوئے طرف پا کے آئے اور جانب پا سے
طرف سر کے جائے اور گرنا پانی کا اول سے آخر تک منقطع نہو اور پانی
گرانے والا رو بقبلہ ہو اور جو پانی باقی رہے وہ وسط قبر پر چھڑک دے
آہ مومنین اب کیا حاجت بیان ہی تصور کیجیے کہ جب علی اصغر شیرخوار
تیر ستم کھاکے اور خون گلوے نازک سے نہا کے بہشت میں گیا ہوگا تو
حضرت ابراہیم علیہ السلام جد امجد کو اس بچے کے یہ حال دیکھکر کیا صدمہ
ہوا ہوگا آپ بھی یاد کیجیے اس شیرخوار کو جو تشنہ و گرسنہ عالم غربت و مسافرت
میں کس بیکسی و مظلومی سے صحرائے کربلا میں روز عاشورا ہاتھوں پر
مظلوم کربلا کے تیر ستم سے شہید ہوا آہ جب اس شیرخوار کی تشنہ لبی اور
شہادت کا ذکر آتا ہی تو دل بیتاب ہو جاتا ہی کیونکہ کسی مذہب و

حالت میں شیرخوار کا قتل کرنا جائز نہیں ہی ہاے افسوس اُسوقت اُس
شیرخوار کے والدین کے قلب اقدس پر کیا صدمہ ہوا ہوگا کیونکہ اُس
تلاطم میں نہ غسل و کفن کی مہلت و فرصت تھی اور نہ عزیز و اقربا زندہ
تھے بلکہ سب جوانان ہاشمی ریگ گرم پر زخموں سے چور چور خاک و خون
آلودہ پڑے تھے باوجود اسکے بروایت احتجاج طبری وغیرہ کے امام حسین
علیہ السلام نے اُس شیرخوار کو بجاے غسل کے خون اُسکا ملا اور بعوض
کفن کے ریگ صحرا ملی اور نوک شمشیر سے قبر کھود کر نماز جنازہ پڑھ کے
دفن کیا اور خاک کو برابر کر دیا آہ اُن حضرت کو پانی کہاں میسر تھا جو
بعد دفن کے اپنے فرزند کی قبر پر چھڑکتے مگر عوض پانی کے اپنے اشک سے
قبر تر فرمائی اور بحار الانوار وغیرہ میں یون منقول ہی کہ جب وہ
شیرخوار تیر ستم سے شہید ہوا تو اُسوقت مظلوم کربلا نے بحسرت طرف
آسمان کے نگاہ کی اور درگاہ الٰہی میں عرض کی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاھِدُ
عَلٰی ھٰذَا الْقَوْمِ اَنَّھُمْ قَتَلُوْا اَشْبَہَ الْخَلْقِ بِنَبِیِّکَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ ص ثُمَّ قَالَ لَا یَکُوْنُ اَھْوَنَ عَلَیْکَ مِنْ فَصِیْلٍ بارِ الٰہا تو
گواہ رہنا کہ اس قوم اشقیا نے کیا سلوک کیا ہی عترت رسول سے
کہ قتل کیا ان اشقیا نے اُس شیرخوار کو جو تیرے حبیب جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ سے مشابہ تھا بعد اسکے عرض کیا کہ خداوندا یہ
فرزند دلبند میرا تیری درگاہ میں بچہ ناقہ صالح سے مظلومی میں
کم نہوگا اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ فَاجْعَلْ ذٰلِکَ

لَمَا ھُوخَلِیْ لَنَا خداوندا اگر تونے اپنی نصرت و مدد کو ہمارے واسطے حکم نہیں دیا ہی تو عوض اسکے اس مصیبت و رنج کو ہمارے اور رہم اہلبیت رسالت کے شیعون کے لیے زیادتی ثواب آخرت کا سبب فرما شاید مقصود اُن حضرت کا یہ ہو کہ بار الہا حسب خواہش میرے اگر تونے نصرت و مدد کو موقوف رکھا ہی تو اسکے عوض جو چیز اس سے بہتر ہو عطا فرما کیونکہ اکثر روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ حق سبحانہ تعالی نے اُن حضرت کو اختیار دیا تھا نصرت و شہادت مین مگر اُن حضرت نے شہادت اور لقاے الٰہی کو پسند فرمایا پس بعد اس دعا کے اُس فرزند کے ماتم مین نوحہ کرتے تھے اور زار زار رو کے یون فرماتے تھے ؎

وَاللّٰہِ مَالِیْ اَنِیْسٌ بَعْدَ فُرْقَتِکُمْ	اِلَّا الْبُکَاءُ وَقَرْعُ السِّنِّ مِنْ نَدَمٍ

ای فرزند میرے قسم بخدا کہ تمھارے ماتم مین سواے اشک حسرت بہانے اور کف افسوس ملنے اور دندان تاسف چبانے کے کوئی امر دیگر از نظر نہیں آتا ہی جو اس غربت و بیکسی اور تنہائی مین باعث تسکین میرا ہو ؎

وَلَاذَکَرْتُ الَّذِیْ اَبْدَی الزَّمَانُ لَکُمْ	اِلَّا جَرَتْ اَدْمُعِیْ بِمُزْوَجَۃٍ بِدَمٍ

اور کبھی نہیں یاد آتی ہین وہ مصیبتین جو انقلاب زمانہ سے تم پر گذری ہین مگر بے اختیار اشک خونین میری آنکھون سے جاری ہوتے ہین یعنے جب تمھارے مصائب یاد آتے ہین تو مین زار زار روتا ہون

آہ مومنین وہ کونسی مصیبتیں تھیں جنکو مظلوم کربلا یاد کرکے روتے تھے افسوس مہمان بلاکر اشقیائے کوفہ و شام نے آل رسول کو عالم غربت و مسافرت میں تین شبانہ روز کا بھوکا پیاسا بمکر و دغا شہید کیا اور بعد شہادت کے لاشہائے پارہ پارہ ریگ گرم پر حرارت آفتاب میں پڑی رہیں آہ ایک طرف لاش جناب علی اکبر اور قاسم و عبد اللہ کی پڑی تھی اور ایک طرف لاش جناب عباس کی تھی اور ایک طرف لاشہائے جوانان ہاشمی کی خاک و خون میں غلطاں تھیں اور خاک صحرا اڑ اڑکے انکے بدنہائے انور پر جمتی جاتی تھی اب مومنین غور کیجیے کہ جب اس شیرخوار کو خون آلودہ تیر ستم سے نحر کیا ہوا اور لبہائے نازک شدت تشنگی سے پژمردہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنت میں دیکھا ہوگا تو کیا صدمہ ہوا ہوگا اغلب کہ زار زار روئے ہونگے اور امام زین العابدین علیہ السلام تو مدت العمر اس شیرخوار کی تشنہ لبی اور شہادت کو یاد کرکے رویا کیے اور حجت خدا بھی اس شیرخوار کو زیارت ناحیۂ مقدسہ میں یاد کرکے فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الرَّضِیْعِ الصَّغِیْرِ سلام ہو اس بچے شیرخوار پر جو تشنہ لب تیر ستم سے شہید ہوا الغرض تفسیر ابن مسعود عیاشی علیہ الرحمہ میں منقول ہے کہ ہر ظالم و مظلوم زمانہ رجعت میں زندہ کیا جائیگا اور اہلبیت رسالت اور شہدائے کربلا شکایت ظلم و ستم اشقیائے امت کی خدمت جناب رسول خدا میں عرض کرینگے آہ جب علی اصغر شیرخوار سامنے جناب رسول خدا کے حاضر ہونگے تو وہ حال اس بچے کا دیکھکر

ان حضرت کا کیا حال ہوگا خصوصاً جبکہ وہ شیرخوار عرض کریگا کہ ای جد نامدار
مجھے تشنہ لب بیگناہ حرملہ لعین نے تیر ستم سے شہید کیا اور آپکی قرابت کا کچھ
لحاظ و پاس نہ کیا اسوقت سب ائمہ معصومین اس بچے شیرخوار اور شہدائے
کربلا کو خون آلودہ دیکھکر بشدت روئینگے اور واقعہ کربلا روز عاشورا
پیش نظر ہوجائیگا آہ مومنین اور بھی ایک شاہزادہ اپنے نانا سید المرسلین
سے شکایت اعدائے دین کی عرض کریگا کہ یا جداہ فریاد ہے مجھے اشقیائے نے
شکم مادری میں ضرب دروازہ سے شہید کیا پس اسوقت سب ظلم و ستم
اشقیائے امت کے جو ان حضرات پر گذرے ہیں زیر نظر ہوجائینگے الا

لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و ششم

قَالَ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ لِکُلِّ اِمَامٍ عَھْدًا فِی عُنُقِ اَوْلِیَآئِہٖ
وَشِیْعَتِہٖ وَاِنَّ مِنْ تَمَامِ الْوَفَاءِ بِالْعَھْدِ زِیَارَۃَ قُبُوْرِھِمْ مفاتیح
وفقہ میں منقول ہے فرمایا حضرت امام رضا علیہ السلام نے تحقیق کہ ہر
امام کا ایک عہد و حق ہے انکے اولیا و شیعوں کی گردن پر اور تمامی
وفا کی زیارت کرنا ان حضرات کے مشاہد اور قبور کا ہے فَمَنْ زَارَھُمْ
رَغْبَۃً فِیْ زِیَارَتِھِمْ وَتَصْدِیْقًا بِمَا رَغِبُوْا فِیْہِ کَانَتْ اَئِمَّتُھُمْ
شُفَعَاءَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ پس جو مومن زیارت کرے ان حضرات کی
ساتھ رغبت خاطر کے اور از راہ تصدیق اس امر کی جانب جسمیں انکی
خوشی ہو تو انکے ائمہ ہدیٰ شفاعت خواہ انکے ہونگے بروز قیامت

پس صاحب کتاب علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ زیارت ائمہ معصومین علیہم السلام
کی سنت موکدہ ہی خصوصاً زیارتِ حضرت امام حسین علیہ السلام مین بعضے علما
قائل بوجوب ہوئے ہین پس غنی کو چاہیے ہر سال دو مرتبہ اور فقیر کو
ایک مرتبہ کہ زیارت اُن حضرت کی کرے اگر عذر شرعی نہو ورنہ دین و ایمان
اُسکا ناقص رہیگا اور جنت مین وہ درجہ نپائیگا جو مومن کامل کیلیے ہی
چنانچہ اختصاص مین بسند معتبر منقول ہی کہ فرمایا حضرت امام محمد باقر
علیہ السلام نے چار بہشت خدا کے ایسے ہین کہ دو بہشت تو مخصوص ہین
مقربان الٰہی کے لیے جیساکہ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے
لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ واسطے اُس دوست خدا کے جو
اپنے پروردگار کے حساب و عقاب سے خائف ہو دو جنت ہین حضرت
فرماتے ہین کہ مراد اُس شخص سے ہی کہ جو خواہش دنیا مین اُسکے پیش آئے و
پس عذاب و عقاب خدا کو پیش نظر کرکے اسکو ترک کرے اور کبھی معصیت
مین آلودہ نہو اور خوفِ خدا اُسپر غالب ہو پس یہ دو بہشت ایسے ہی
صدیقین اور مقربین کے لیے ہین اور دو بہشت واسطے کل مومنین و
مومنات کے ہین جیساکہ خداوند عالم فرماتا ہی وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ
اور سوا اُن دونون بہشت کے پست تر اُنسے اور دو جنت ہین حضرت
فرماتے ہین کہ پست تر سے مراد بحسب فضیلت و مراتب ہی اور کل ہے
نہ بحسب مکان کہ اہل اُسکا مرتبہ اولی کو نہ پہونچیگا نہ درجہ مساوی ہوگا
اور یہ دو بہشت اصحابِ یمین یعنے شیعیان امیر المومنین اور محبان

ائمہ طاہرین علیہم السلام کے لیے ہین کہ اُنکے نامہ اعمال اُنکے دست راست
مین دیئے جاینگے اور بطفیل و برکت اُن حضرات کے یہ سب دونون
جانب عرش الٰہی کے رہینگے اور ان دو بہشت مین سے ایک کا نام
جنت نعیم ہی اور دوسرے کا نام جنت ماوے ہی اور اِن چارون
جنت مین انواع و اقسام کے میوے بعدد برگ درختان عالم اور
ستارہاے آسمان کے ہین اور ایک حصار اُنکے گرد کھچا ہوا ہی اور
اور طول اُسکا پانچسو برس کی راہ ہی اور ایک خشت اُسکی طلا کی ہی
اور دوسری نقرہ کی اور تیسری مروارید کی اور چوتھی یاقوت کی ہی
اور بجاے گل کے درمیان اُن اینٹون کے مشک و زعفران دیا ہی
اور اُسکے کنگرے نور کے ہین جو درخشان و تابان ہین اور اُسکی
دیوارون سے بسبب نہایت جلا و صفا کے عکس چہرہ کا معلوم ہوتا ہی
اور اُس حصار جنت کے آٹھ دروازے ہین کہ ہر دروازہ اُسکا دو در
رکھتا ہی اور بُعد و مسافت درمیان اُن درونکے ایک سالہ راہ ہی
اسپ تیز رفتار کی جو زمین ہموار پر دوڑے اور زمین بہشت مین بجاے
سنگ نقرہ خالص و صاف ہی اور خاک اُسکی ورس اور زعفران
کی ہی اور ورس ایک عمدہ علف و گیاہ ہی خوشبودار مانند زعفران
کے اور خاک روبہ اُسکا مشک ہی اور سنگریزے اُسکے مروارید
و یاقوت ہین اور تخت اُسکے مروارید و یاقوت کے ہین چنانچہ حق
سبحانہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہی علی سرر موضونة [illegible]

اہل جنت تخت و کرسیون پر تکیہ کیے ہونگے کہ غلاف اُن کرسیون کے با فتہ
حضرت فرماتے ہین کہ غلاف اُن کرسیون کے رشتہاے مروارید و یاقوت
سے ہین اور اُنپر جلے مروارید و یاقوت کے نصب کیے ہین جو ریشے سے
اور حریر سے نرم تر اور سنور ہین اور اُن جلوون پر ایک دوسرے پر فرشہاے
نورانی بچھائین ہین کہ ارتفاع اُسکا بقدر ساٹھ غرفہ کے غرفہاے
دنیا سے ہی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہی وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَۃٍ وَعَلَی
الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ اور فرشہاے مرتفع اور ارائک پر بیٹھے ہونگے
اور طرف جنت کے دیکھتے ہونگے حضرت فرماتے ہین کہ مراد ارائک سے
وہ کرسیہاے نور اور تخت جنت ہین جنپر جلے ترتیب دیے گئے ہین اور
مومنین اُنپر تکیہ کیے ہوے طرف باغہاے بہشت اور نعماے جنت کے
نظر کرینگے بعد اسکے فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ میرے
جد امجد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہی کہ نہرہاے
جنت روے زمین جنت پر جاری ہونگی برف سے سفید و صاف تر شہد
سے شیرین تر اور مسکہ سے نرم تر اور گل ہر نہر کی مشک کی ہوگی اور
سنگریزے اُسکے مروارید و یاقوت سے ہونگے اور جسطرف دوستان خدا
ارادہ کرین اُسطرف وہ جاری ہونگی اور اگر تمام اہل دنیا کی
جن و انس سے ایک ہی روز مین ضیافت و دعوت کرین اور خلعت
بخشین تو اسقدر کھانے پینے کی چیزین قسم آب و طعام اور میوے
اور جلے اور زیور وغیرہ سے اُنکے پاس حاضر و موجود ہوگا کہ سبکو

کافی ہوگا اور کچھ اُن نعمتوں سے کم نہو گا اور فرمایا اُن حضرت نے درختہائے
بہشت کی شاخیں طلائے سرخ سے ہیں اور پوست شاخوں کے زبرجد سے
ہیں اور شاخیں مروارید سفید سے اور برگ حلہائے سبز سے اور رُطب
اُسکے نقرہ سے سفید تر ہیں اور شہد سے شیرین تر ہیں اور مسکہ سے
نرم تر ہیں کہ گٹھلی نہیں رکھتے ہیں اور طول ہر خوشے کا چہ گز ہے اور بالا سے
پائیں تک باہم جڑے ہوے ہیں اور جسقدر انمیں سے صرف میں آتے
ہیں فوراً پھر پیدا ہوتے ہیں کسیطرح کم نہیں ہوتے جیسا کہ حق سبحانہ
تعالے فرماتا ہے لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ جنت میں میوے بکثرت
ہیں کہ نہ قطع و تمام ہوتے ہیں اور نہ اہل جنت اُنکے کھانے سے منع کیے
حضرت فرماتے ہیں کہ رطب جنت بمقدار سبوہائے بزرگ کے ہے اور موز
اور انار جنت کے بقدر دلو بزرگ کے ہیں اور شاخیں اُنکی طلاسے ہیں
اور شمامے اُنکے دُر اور مروارید سے ہیں چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے
طُوبىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ طوبےٰ اُنکے واسطے ہے اور کیا خوب مرجع
و بازگشت ہے حضرت فرماتے ہیں کہ طوبی نام ایک درخت جنت کا
ہے اصل و بیخ اُسکی خانہ رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
میں ہے اور بُعد اور مسافت درمیان اصل و شاخ کے اسقدر ہے
کہ اگر کوئی مرغ تیز پر اُسکی اصل سے شاخ تک پرواز کرے قبل
اسکے کہ شاخ تک پہونچے پر اُسکے گر جاوینگے اور ہر برگ پر اُسکے ایک
فرشتہ بیٹھا ذکر خدائے عزّ و جل کرتا ہے اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے

کہ جسمین اُسکی شاخ ہو اور شاخین اُسکی بیرون حصار بہشت سے دکھائی دیتی
ہین اور اہل جنت جو کچھ اُس درخت سے چاہین اقسام حلہ اور میوہ وغیرہ
سے اُس سے حاصل ہوگا اور جو کچھ اُس سے لینگے تو وہ چیز پھر اُسمین پیدا
ہوگی اسواسطے کہ دار دنیا مین اُن مومنین نے مال حلال سے اخذ و کسب
کیا اور راہ خدا مین صرف کیا اور اپنے مال کی زیادتی کو اپنے لیے آگے
بھیجدیا ہے پس اُن مومنین نے رستگاری اور فیروزی پائی اور ابدالآباد
نعمات جنت سے متنعم ہونگے پس جب مومنین داخل جنت ہونگے تو قامت
زیبا اُنکا تیس گز ہوگا مانند قد و قامت حضرت آدم علیہ السلام کے
اور ہیئت اُنکی جوانی مین مانند حضرت موسی اور عیسی علیہما السلام کے
تینتیس سال کی دکھائی دیگی اور لسان اُنکی بلسان حضرت سید انبیا محمد
مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ بلغت عربی ہوگی کہ زبان عربی مین کلام کرینگے
اور حسن اور جمال مین مثل حضرت یوسف علیہ السلام کے ہونگے کہ
ہمیشہ اُنکے منہہ اور چہرہ سے نور ساطع ہوگا اور دل اُنکے مثل قلب حضرت
ایوب علیہ السلام کے ہونگے کہ حسد و کینہ اور بغض و عداوت وغیرہ
صفات ذمیمہ سے پاک و صاف ہونگے سبحان اللہ یہ مرتبہ تو اُن مومنین
کو حاصل ہوگا کہ جنھون نے دار دنیا مین طاعت خدا اور فرمان برداری
کی ائمہ ہدی علیہم السلام کی اور مال حلال سے کسب کیا اور راہ خدا مین
مثل حج و زیارت ائمہ ہدی اور خمس و زکوۃ وغیرہ کے صرف کیا پس
کیا مرتبہ ہوگا آخرت مین اُن بزرگوارون کا جنھون نے مال حلال اپنا

اور اولاد اور جان عزیز اپنی راہ خدا میں روز عاشورا مظلوم کربلا غریب
نینوا نے مقتول ظلم و جفا صاحب العمامۃ والرداء سید الشہداء

ور یگانہ دریائے مجمع البحرین		بچون طپیدہ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام پر فدا و نثار کی اور نصرت و مدد مین ان حضرت کے کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور وقت آخر تک اُس جناب کی زیارت سے
مشرف ہوے چنانچہ محرق القلوب مین منقول ہے کہ جب مسلم بن عوسجہ
اسدی رحمہ اللہ میدان کارزار مین بسبب زخمہاے کاری کے مرکب سے
زمین پر گرے تو اُسوقت نعرہ کیا اور آواز دی یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَدْرِکْنِی
اے فرزند رسول خدا میری خبر لیجیے پس یہ سنکر فوراً حضرت امام حسین
علیہ السلام بالین پر اُنکے تشریف لائے اور حبیب بن مظاہر اسدی
رحمہ اللہ بھی اُن حضرت کے ہمراہ تھے اور اُسوقت پہونچے کہ ہنوز ایک
رمق جان اُس با وفا مین باقی تھی پس حضرت نے فرمایا رَحِمَکَ اللّٰہُ
یَا مُسْلِمُ فُزْتَ بِالشَّھَادَۃِ وَاَدَّیْتَ مَا عَلَیْکَ اے مسلم حق سبحانہ
تعالی رحمت اپنی تم پر نازل کرے کہ تو سعادت شہادت پر فائز ہوا
اور جو حق تم پر تھا وہ بخوبی ادا کیا اور ہم بھی بعد تمہارے آتے ہین
اور باہم خدمت با برکت جناب رسول خدا اور علی مرتضی علیہما السلام
مین حاضر ہونگے مسلم رحمہ اللہ نے جو ہین یہ کلام ان حضرت کا سنا اور
معلوم کیا کہ بالین سر اُنکے امام حسین علیہ السلام ہین تو غش سے آنکھین
کھولکر زیارت آخری کی اپنے سید مظلوم کی اور تبسم ہوکر عرض کیا

خوشا بحال اُس قافلہ کے کہ جسکا قافلہ سالار آپ سا بزرگوار ہوا اور خوشا وہ راہ کہ جسکا آپ سا ہادی ہمراہ ہو بعد اسکے حبیب بن مظاہر نے کہا ای مسلم بہت دشوار ہی مجھپر کہ تمکو اس حال سے خاک و خون میں آلودہ دیکھوں اَبْشِرِ الْجَنَّۃَ بشارت ہو تمکو جنت کی یہ سنکر مسلم نے کہا حق سبحانہ تعالے تمکو بھی بشارت بخیر دے پس حبیب نے کہا ای مسلم اگر میں جانتا کہ بعد تمہارے میں زندہ رہونگا تو میں ضرور کہتا کہ جو کچھ وصیت کرنی منظور ہو وہ کرو لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی ساعت و لحظہ میں جام شہادت سے سیراب ہو کر میں تمسے ملحق ہونگا یہ سنکر مسلم نے آواز ضعیف کہا ای حبیب وصیت میری یہ ہی کہ نصرت و مدد اور جان نثاری فرزند رسول خدا دلبند علی مرتضیٰ جگر گوشہ فاطمۂ زہرا علیہم السلام سے تم دست بردار نہونا یہانتک کہ جان اپنی اُن حضرت پر فدا و نثار کرو حبیب نے کہا قسم بخدا انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا یہ سنکر مسلم نے حبیب کو دعا دی اور طرف امام حسین علیہ السلام کے متوجہ ہو کر عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں رخصت ہوتا ہوں اور طرف جنت کے جاتا ہوں تاکہ سلام آپکا آپکے جد امجد کی خدمت میں پہونچاؤں اور آپکے پدر بزرگوار کو اِس حال سے خبر دوں پس آنکھیں بند کیں اور راہی جنت ہوئے اور حضرت اُس باوفا کی اتنی مفارقت پر متاسف ہوئے بعد اسکے مُلّا مہدی نراقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ کا ایک فرزند نوجوان مع اپنی مادر کے ہمراہ اپنے باپ کے کربلا میں تھا

جب اُس سعادت مند نے اپنے پدر بزرگوار کو شہید ہو کر خاک و خون میں غلطان دیکھا تو طرف میدان قتال کے متوجہ ہو کر عازم جہاد ہوا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے جوان صالح باپ تیرا ابھی ہماری نصرت و مدد میں شہید ہوا اگر تو بھی شہید ہو گا تو ماں تیری بیکس و تنہا رہ جاوے گی یہ سنکر اُس نوجوان نے چاہا کہ واپس ہو آوے مو منین روز عاشورا کیا روز بیکسی و مصیبت تھا مظلوم کربلا پر جو عورات سے بھی نہ دیکھا جاتا تھا اُس کی ماں نے اُس نوجوان کی بیتاب ہو کر آواز دی اور کہا اے فرزند اگر اس ہنگامہ کارزار سے تو واپس آیا اور جان اپنی فرزند رسول خدا دلبند علی مرتضے جگر گوشہ فاطمہ زہرا علیہم السلام پر فدا و نثار نہ کی تو میں حق اپنے شیر کا نہ بخشوں گی یہ سنکر وہ نوجوان اجازت جہاد حاصل کر کے متوجہ میدان قتال ہوا اور ماں اُسکی پیچھے پیچھے ترغیب و تحریص جہاد اور نصرت و مدد فرزند رسول خدا کی کرتی ہوئی چلی جاتی تھیں اور کہتی تھیں اے فرزند خوش ہو اپنا نصرت و مدد امام حسین علیہ السلام میں جہاد کر تا تو سعادت ابدی کو پہونچے اور شدت تشنگی کا کچھ اندیشہ مت کر کہ ابھی دست اقدس ساقی کوثر سے سیراب ہو گا پس اُس زن صالحہ نے اپنے فرزند کو مقابل لشکر اعدا کے پہونچا یا اور اُس شیر دلاور نے اُس قوم اشقیا پر حملہ کر کے بہت سوں کو فی النار کیا آخر ان اشقیا نے ہر طرف سے گھیر کے تیر و نیزہ اور تلوار سے زخمی کر کے شہید کیا اور سر اُس نوجوان کا کاٹ کر سامنے اُسکی مادر ستم رسیدہ کے پھینکدیا پس

اُس مظلومہ نے سر اپنے فرزند کا اُٹھا لیا کبھی اپنے سینے سے لگاتی تھین
اور پیار کرتی تھین اور کبھی چہرۂ نورانی کو اپنے فرزند کے بحسرت دیکھتی
تھین اور خاک و خون صاف کرتی تھین اور زار زار روتی تھین اور
کہتی تھین مرحبا اے فرزند تو سعادت ابدی کو فائز ہوا اور اپنی مان کو
راضی و خوشنود کیا راوی کہتا ہے کہ اُسوقت جو شخص حال اُس
ضعیفہ کا دیکھتا تھا زار زار روتا تھا حضرات نوجوان فرزند کا مرنا
عالم بیکسی مین سخت ترین مصیبت ہے تصور کیجیے کہ اُس ضعیفہ کے جگر کا
کیا حال ہوا ہوگا مگر اتنا تو اُس ورد رسیدہ کو ممکن ہوا کہ اپنے
فرزند کے سر کو سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور خاک و خون صاف کیا
آہ افسوس ہزار افسوس حال بیکسی و مظلومی پر مادر جناب علی اکبر
شبیہ پیغمبر اور شاہزادہ قاسم و عبد اللہ اور عون و محمد کے کہ اُن ستم
رسیدون نے بعد شہادت سید الشہدا کے سر ہاے انور اپنی اولاد
و اقربا کے نیزہ ہاے طویل پر دیکھے آہ گیسوے مشکین اُنکے خاک
و خون مین آلودہ دیکھے ہاے افسوس اعدا نے اُن ستم رسیدونکو
اتنی مہلت نہ دی کہ اپنے نوجوان فرزندون کے سرون کو سینہ سے
لگائین اور پیار کرتین اور خاک و خون صاف کرتین بلکہ اشقیاے
کوفہ و شام نے اسباب لوٹ لیا اور مقنعہ اور چادرین چھین لین
اور خیمون مین آگ لگائی آہ اُس تلاطم عظیم مین بچے فریاد کرتے تھے
اور کوئی فریاد رسی اُنکی نہ کرتا تھا چنانچہ اُسوقت کی مصیبت کو

حجت خدا از یارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں السلام علی النسوۃ البارزات سلام ہو ان مخدرات عصمت پر جو کربلا میں بے پردہ کی گئیں اور بظلم و ستم خیموں سے نکالی گئیں تلفحو وجوھھن حر الھاجرات آہ حرارت و تیزی آفتاب سے چہرے اور رخسار انکے جلتے تھے اور وصال شیرازی مرثیہ مظلوم کربلا میں یوں کہتے ہیں منجملہ اسکے چند شعر یہ ہیں

دریغ آن ساقی محشر کہ شیر و ہر دو کاش — دریغ آن تازہ داماد عروس بے سر انجامش
دریغ از آن علمدار وفا کیش لب تشنہ — کہ مشکش خشک بر دوش و از آن خشکید تر کامش
دریغ آن شیر خوار اصغر گسستہ حلقومش — دریغ آن ماہ پارہ اکبر شکستہ اندامش
پس از تشنگی نوشیدہ آب از چشمہ خنجر — پدر از حوض جنت آب کوثر بودہ در جامش
دریغ آن دختران نور سر افتادہ در رنجش — دریغ آن خواہران بیکس افتادہ در دامش

اور وقار کہتے ہیں ؎

از کوفہ شان حدیث کنم یا ز شام شان — بسیار بود غم تشمرم از کدام شان
از حالت اسیری ایشان بکربلا — یا بیکسی و خستگی راہ شام شان
یک قصہ از مصیبت شان کی شود تمام — گر صد ہزار نامہ نویسم بنام شان

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہل و نہم

السلام علیک یا وارث آدم صفوۃ اللہ السلام علیک یا وارث نوح نبی اللہ السلام علیک یا وارث ابراہیم

خلیلِ اللہ تحفۃ الزائرین میں یہ فقرات زیارت جناب امام حسین علیہ السلام کے حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہیں جنکا ترجمہ یہ ہی سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت آدمؑ کے جو برگزیدۂ خدا تھے سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت نوح نبی اللہ کے سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ مُوسٰی کَلِیْمِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ عِیْسٰی رُوْحِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَارِثَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیِّ اللّٰہِ سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت عیسیٰ روح اللہ کے سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت محمد مصطفےٰ حبیب اللہ کے سلام ہو آپ پر اے وارث حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب ولی اللہ کے حضرات حق سبحانہ تعالیٰ نے جو معجزات و کرامات اور شرف و بزرگی تمامی انبیا و اوصیا کو عطا فرمائے تھے اُن سب کے وارث بعد اپنے پدر بزرگوار اور برادر نامدار کے جناب امام حسین علیہ السلام ہوئے کیونکہ وہ حضرات مخزن اسرار الٰہی تھے اور جو مصائب انبیا و اوصیا پر گذرے وہ سب اُن حضرت پر گذرے اور کل کے وارث ہوئے کیونکہ خاصان خدا اس دار دنیا میں ہمیشہ مبتلا بلا رہے ہیں جیسے اُنکے مراتب عالیہ تھے ویسا ہی امتحان سخت لیا گیا ہی بلکہ کچھ مصائب مخصوص ہیں جو مظلوم کربلا غریب نینوا سے

مقتول ظلم و جفا سید الشہدا اَسلوبُ العِمامۃِ وَالرِّداءِ ہے

در یگانۂ دریاے مجمع البحرین	بجون طپیدۂ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام پر گذرے ہین جیسا کہ وصال وغیرہ مرثیہ مین اُن حضرت کے کہتے ہین منجملہ اُسکے چند شعر یہ ہین

آن بلاہا یکہ از روزِ ازل — گشت نازل از خداے لم یزل

بر گروہِ انبیاء و مرسلین — تا زمانِ رحمۃً للعالمین

جملہ را با دیدۂ دل دیدمش — پیش عقل خویشتن سنجیدمش

آنچہ بر پیغمبران یکسر گذشت — جملہ بر فرزند پیغمبر گذشت

بلکہ از پیغمبران در ہر بلا — بیشتر بود شش بلاے کربلا

گو بحکم و انصاف بنگرا ہم در آن — آنچہ او دید و ہمہ پیغمبران

آدم از جنت اگر مہجور ماند — او ز جدِ خویش و یثرب دور ماند

ہر جفا کان موسی از فرعون دید — این دو صد چندانِ آن دید از یزید

موسیٰ ار در تیہ حیرت راندہ بود — این بدشتِ کربلا در ماندہ بود

بود در غوغاے فرعون از تبار — یار موسیٰ در عدد ششصد ہزار

لیک بد یارِ امامِ محترم — بیش از ہفتاد و از ہشتاد کم

خصم موسیٰ شد ہلاک از آبِ نیل — خصم این بے آب کرد او را قتیل

ہمچو یحیٰی بیگناہے کشتہ گشت — شد سرِ او ہمچو یحیٰی زیب طشت

خصم اگر بہمود عیسیٰ را بدار — شد سرِ او بر سنان در ہر دیار

کشتہ شد جرجیس اگر ہفتاد بار — کشتہ شد او نیز با ہفتاد یار

چون نبی دندان او آسیب یافت ہمچو حیدر تا زمین فرقش شگافت

چون حسن صد پارہ گشت او را جگر لیک از تیغ و سنان خا کم بسر

این بلاے انبیا و اولیا کہ ہمہ آمد بشاہ کربلا

وانچہ شاہ کربلا افزون کشید گو ہمیت آ تا تو نتوانی شنید

بوالبشر از یک پسر افزون نداد کودک گہوارہ را در خون نداد

نوح از طوفان بجز باران ندید بر سرش تیر بلا باران ندید

کشتیش آمد سلامت بر کنار او کجا در بحر خون شد غوطہ خوار

آتش ابراہیم را شد گلستان پیکرش چون گل نشد چاک از سنان

چون فدا آمد ذبیح اللہ برست وان فداے او حسین و اکبر است

یوسف از یعقوب چندے دور شد قاسم از حجلہ بجاے گور شد

پیکر ایوب اگر رنجور گشت آخر آن رنجوری از وے دور گشت

پیکرے ز تیر کین تنش غربال شد از سم اسپان کجا پامال شد

موسیٰ اندر تیہ حیران شد ولے مائدہ اش از آسمان آمد ولے

زکریا سر بہ ہمان نہ تشنہ دید نہ بتن تیر و سنان و دشنہ دید

آنچہ آمد بر حسین یحییٰ ندید داد یحییٰ یک سر و اینہا ندید

شد مسیح از دار خصمان بر فلاک شد از ایشان نیز افغان بر فلاک

بعد اسکے شاعر ارواح مقدسہ انبیا کیطرف خطاب کرکے عجب مضمون جگر خراش کہتا ہے

یا للہ اے پیغمبران گرچہ بسے جور دیدید و جفا از ہر کسے

از شما ہم کودکان شیر خوار کشتہ شد وانگہ در آغوش و کنار

از شما هم بیش چشم خویشتن	پاره پاره گشت هفتاد و دو تن
هیچ یک از امتِ گمراه دید	آتش اندر خیمه و خرگاه دید
هیچ یک دید از صغیر و از کبیر	خواهران و دخترانِ خود اسیر
هیچ یک دیدید از اهل ستم	غارت و قتل و اسیری را بهم
از شما گر سرے شد زیب طشت	سگے زچوب خیزران آزرده گشت

آہ آہ اس مصیبت کو حجت خدا زیارتِ ناحیۂ مقدسہ میں فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغرِ المَقرُوعِ بِالقَضِیبِ سلام ہو اُن لب و دندان انور پر جن پر چھڑی لگائی گئی۔ اَلسَّلَامُ عَلَی البَدَنِ السَّلِیبِ سلام ہو اُس بدنِ اطہر پر جسکا لباس لوٹا گیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہم

فِی البِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَّہُ قَالَ قَالَ جَدِّی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ اَنَا قَتِیلُ العَبرَۃِ مَا ذُکِرتُ عِندَ مُؤمِنٍ اِلَّا بَکٰی وَاغتَمَّ قَلبُہُ لِمُصَابِی۔ بحار الانوار میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں کہ فرمایا میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام نے کہ میں وہ کشتۂ گریہ و بکا ہوں کہ نہ لیا جائیگا نام ہمارا آگے کسی مومن کے مگر یہ کہ آنکھ سے اسکی آنسو میری مصیبت پر جاری ہونگے اور دل اُس مومن کا میری مصیبت پر ضرور محزون و مغموم ہوگا جیسا کہ بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ انبیا و اوصیا جب نام حسین لیتے تھے

تو دل انکا محزون و مغموم ہوتا تھا اور مصیبت خامس آلِ عبا کی سنکر زار زار روتے تھے اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں باشاید مراد اُن حضرت کی یہ ہو کہ میں وہ کشتۂ گریہ و زاری ہوں کہ رُلا رُلا کر قتل کیا جاؤنگا وقتی مومنین کیسا رُلایا اشقیاے امت نے اُن حضرت کو بروز عاشورا آہ کبھی لاشہاے اصحاب پر روتے تھے اور ایک ایک کا نام لیکر فرماتے تھے اَیْنَ اَیْنَ حَبِیْبُ بْنُ مُظَاہِرٍ اَیْنَ اَیْنَ مُسْلِمُ بْنُ عَوْسَجَۃَ ہاے افسوس کہاں ہیں کہاں ہیں حبیب بن مظاہر اور مسلم بن عوسجہ اور سب اصحاب با وفا ہمارے اور کبھی لاشہاے اقربا اور اولاد پر روتے تھے اور فرماتے تھے اَیْنَ اَیْنَ اَخِیْ اَبُوالْفَضْلِ الْعَبَّاسِ اَیْنَ اَیْنَ قَاسِمُ وَعَلِیُّ نِ الْاَکْبَرُ ہاے افسوس کہاں ہیں کہاں ہیں بھائی میرے قوت بازو ابو الفضل العباس علمدارِ لشکر اور کہاں ہیں قاسم و علی اکبر اور عون و محمد اور جعفر کہاں ہیں اور کبھی علی اصغر شیرخوار کی شہادت پر روتے تھے جو تشنہ لب ہاتھوں پر اُن حضرت کے تیر ستم سے شہید ہوا اور کبھی غربت و بیکسی اور اسیری اہل بیت کو یاد کرکے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے مَنْ لَکِ بَعْدِیْ یَا زَیْنَبُ وَیَا اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَیَا سُکَیْنَۃَ اے بہن زینب اور اے ام کلثوم اور اے پارہ جگر سکینہ اور اے فاطمہ کون بعد میرے تمھاری حمایت و سرپرستی کریگا اور کون ظلم و ستم اعدا سے بچائیگا اُسوقت کے حال میں ارشاد اور لہوف میں منقول ہے فَنَظَرَ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا فَلَمْ یَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِہٖ وَاَعْوَانِہٖ بعد اسکے وہ جناب اپنے داہنے اور بائیں طرف

بحسرت و یاس دیکھنے لگے پس کسیکو اپنے اصحاب و اقربا اور اعوان و انصار
نپایا آہ وہ سب جان نثار و فاشعار خاک و خون مین آلودہ زخمون سے
چور چور ریگ گرم پر پڑے تھے اور درجہ شہادت پر فائز ہوچکے تھے پس مظلوم
کربلا اپنی بیکسی و تنہائی اور مفارقت اصحاب و اقربا پر بشدت روئے
اور باآواز بلند بنابر اتمام حجت کے استغاثہ کیا اور فرمایا ھَلْ مِنْ ذَابٍّ
یَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللہِ ۲ آیا ہے کوئی دفع کرنے والا کہ اس آفت
وبلا کو حرم رسول خدا سے دور کرے چنانچہ ابومخنف نے نقل کیا ہے کہ عوض
فریادرسی کے اشقیائے کوفہ و شام نے ہر طرف سے گھیر لیا اور تیرباران
کیا اور نیزہ و شمشیر سے مجروح کیا اور کوئی سنگدل پتھر مارتا تھا یہانتک کہ
زخمی کرکے ذوالجناح سے منہ کے بھل زمین گرم پر صحرائے کربلا مین گرا دیا
اُسوقت زبان اطہر شدتِ تشنگی سے چباتے تھے اور باآواز ضعیف العطش
العطش فرماتے تھے آخرکار اُس تشنہ لب کو پیاسا ہی شہید کیا التحرین
بحار الانوار مین منقول ہے کہ جناب صادق علیہ السلام دعا مین فرماتے
تھے بارالٰہا رحم کر اُس آواز پر جو ہم اہل بیت رسالت کی مصیبت مین
بلند ہوا اور رحم کر اُس رخسارہ پر جسپر ہماری مصیبت مین آنسو جاری ہوئے
پس حضرات خوشا بحال آپکے خوب گریہ و بکا کرتے ہین آپ اُس مظلوم
کی مصیبت پر جسکا دار دنیا مین رونے والا نہ ماں ہے نہ باپ ہے اور
راضی و شاد کرتے ہین آپ ارواح مقدسہ جناب رسول خدا اور علی
مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ علیہم السلام کو خدا آپ پر رحم کرے

خدا آپ پر رحم کرے آپ پرسا دیجیے اُن حضرات کو سید الشہدا مظلوم کربلا غریب
نینوے مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والردا جناب امام حسین علیہ السلام
اسطرح سے جیسا کہ زیارت آخر روز عاشورا میں وارد ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَكَ الْعَزَاۤءَ فِيْ وَلَدِكَ الْحُسَيْنِ ؑ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاۤءِ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَكِ الْعَزَاۤءَ
فِيْ وَلَدِكِ الْحُسَيْنِ ؑ سلام ہو آپ پر یا رسول اللہؐ اور اے فاطمہ زہراؑ
حق سبحانہ تعالیٰ احسن و نیک کرے عزا آپکا آپکے فرزند حسین مظلوم کے
بارے میں یعنے بہترین تسلی اور جزا اس مصیبت عظمیٰ میں عطا فرمائے اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَكَ الْعَزَاۤءَ فِيْ وَلَدِكَ
الْحُسَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَكَ
الْعَزَاۤءَ فِيْ اَخِيْكَ الْحُسَيْنِ ؑ حضرات یہ فقرات تو ماثورہ ہیں
اور مقتضائے محبت و دینداری یہ ہے کہ آپ اصل ماتمدار امام زمانؑ کو
بھی اُن حضرت کے جد مظلوم کا اسطرح سے روتے ہوئے پرسا دیجیے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللّٰهِ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَكَ الْعَزَاۤءَ فِيْ جَدِّكَ
الْحُسَيْنِ ؑ کیونکہ جد بزرگوار اُن حضرت کے بکمال مظلومی و تشنہ لبی
روز عاشورا شہید ہوئے اور بعد شہادت کے لباس لوٹا گیا اور لاش
بے سر کئی روز تک خاک و خون آلودہ ریگ گرم صحرائے کربلا پر
زخموں سے چور چور بے دفن پڑی رہی نہ غسل دیا گیا نہ کفن ملا نہ جنازہ
اُٹھایا گیا جیسا کہ ان فقرات زیارت مفجعہ سے ظاہر ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

یا مَن دَمُہٗ غُسلُہٗ و شَیبَتُہٗ قُطنُہٗ وَالتُّرابُ کافورُہٗ سلام ہو
آپ پر اے مظلوم کربلا کہ جسکا غسل اُسکے خون بدن سے ہوا اور ریش سفید
بجائے پنبہ کے ہوئی اور خاک صحرا بجائے کافور کے ہوئی وَنَسیجُ الرِّیاحِ
اَکفانُہٗ وَالقَناۃُ الخَطِّیُّ نَعشُہٗ وَفِی قُلوبِ مَن وَالاہُ قَبرُہٗ
اور بعوض پارچہ ہائے کفن کے ریگ صحرا ہوئی جو اُڑ اُڑ کے اُس مظلوم کی
لاش اقدس پر جمتی جاتی تھی اور بجائے جنازہ کے سر انور نوک نیزہ پر
رہا اور دیار بدیار پھرایا گیا اور دل میں مومنین کے قبر اُس شہید راہ
خدا کی ہوئی مومنین مقام تصور ہے کہ جو سر اقدس آغوش رسول خدا
اور فاطمہ زہرا میں رہا جنکے لب و دندان انور کے بوسے لیتے تھے جسکے
گیسوے مشکین جبرئیل و میکائیل آب سلسبیل سے دھوتے تھے اور گرد
و غبار صاف کرتے تھے ہاے افسوس وہ سر انور تنور خانۂ خولی میں
خاک آلودہ ہوا کبھی صندوق میں بند کیا گیا کبھی درخت پر لٹکایا گیا کبھی
دروازہ پر نصب کیا گیا کبھی طشت طلا میں رکھکر زیر تخت رکھا گیا اور
سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا گیا اور وہ اشقیا
کمال عداوت چھڑی سے بے ادبی کرتے تھے

اَینَ الرَّسُولُ وَثَغرٌ کانَ یَرشِفُہٗ	یَدُقُّہٗ بِقَضِیبٍ کَفُّ مَخمُورِ

ہاے افسوس کہاں ہیں جناب رسول خدا تا دیکھیں اُن دندان انور
کو جنکے بوسے لیا کرتے تھے آہ اُنپر ایک ظالم شرابخوار چھڑی لگاتا تھا
آہ اس مصیبت کو حجت خدا زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَی النَّحْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو اُن لبہا و دندان انور پر جنپر چھڑی لگائی گئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و یکم

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَۃٌ ضَاحِکَۃٌ مُّسْتَبْشِرَۃٌ ○ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ اے حبیب ہمارے بروز قیامت کچھ منہ نورانی اور خندان و فرحناک ہونگے اور بشارت دیئے جائینگے ساتھ نعمائے جنت کے مومنین حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام نے ایسے اصول و قواعد معین و مقرر فرمائے ہین کہ جنسے تمیز و فرق ہو جائے درمیان حدیث حق و باطل کے منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جو حدیث نبوی کسی آیہ کریمہ کے موافق و مطابق اور مشابہ ہو وہ صحیح ہی کیونکہ کلام اُن حضرت کا قرآن سے مقتبس ہوتا تھا ورنہ وہ مصنوعی اور مخترعہ ہی چنانچہ بطور مثال کے یہ حدیث نبوی جو موافق اِس آیہ کریمہ کے ہی لکھی جاتی ہی فِی الْبِحَارِ عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ فَاِنَّہَا ضَاحِکَۃٌ مُسْتَبْشِرَۃٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّۃِ بحار الانوار مین جناب صادق علیہ السلام سے بسند معتبر منقول ہی وہ جناب فرماتے ہین کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ جسکے خوف سے تمام آنکھین اہل محشر کی گریان ہونگی مگر وہ آنکھ وارد دنیا مین

رونی ہوگی مصیبت پر میرے نور عین حسینؑ کے پس صاحب اُس چشم کا اُس روز
خندان و فرحناک ہوگا بسبب نعماے جنت کے سبحان اللہ یہ مرتبہ ہے
رونے کا مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کے پس حضرات گریہ و بکا کیجیے
اُس مظلوم کی مصیبت پر کہ جسکی مصیبت پر انبیا و اوصیا اور ملائکہ روئے ہیں

اَلَا نُوحُوا وَضِجُّوا بِالْبُکَاءِ	عَلَی السِّبْطِ الشَّهِیدِ بِکَرْبَلَاءِ
اَلَا نُوحُوا بِسَکْبِ الدَّمْعِ حُزْنًا	عَلَیْهِ وَامْزُجُوهُ بِالدِّمَاءِ

آگاہ ہو ای ابرار و نوحہ اور نالہ و فریاد کرو مصیبت میں فرزند سید الانبیا
کہ اشقیاے امت نے اُس مظلوم کو زمین کربلا پر پیاسا شہید کیا اور ای
دوستو نوحہ و زاری کرو اور اُس مظلوم کی مصیبت پر از روے حزن
و غم کے اشک خونین آنکھوں سے جاری کرو جو عالم غربت و مسافرت
میں شہید کیا گیا ہے

اَلَا نُوحُوا عَلٰی مَنْ قَدْ بَکَاهُ	رَسُولُ اللّٰهِ خَیْرُ الْاَنْبِیَاءِ
اَلَا نُوحُوا عَلٰی مَنْ قَدْ بَکَاهُ	عَلِیُّ الطُّهْرِ خَیْرُ الْاَوْصِیَاءِ

آگاہ ہو ای عزادار و نوحہ و بکا کرو اُس مظلوم و غریب الوطن پر
کہ جسکی مصیبت و غربت پر روئے بہترین انبیا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ اور ای دوستو نوحہ و بکا کرو اُس تشنہ لب پر کہ جسکی مصیبت پر
روئے بہترین اوصیا جناب علی مرتضی علیہ السلام چنانچہ محرق القلوب
میں ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سب اصحاب ہمراہ رکاب
حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے

متوجہ غزوہ صفین تھے پس جب ہم وارد زمین کربلا ہوے تو اُن حضرت نے
ایک ساعت تک اُس زمین کیطرف بغور نگاہ کی اور چشمہاے انور سے
آنسو بہکر ریش اقدس پر جاری ہوے وَقَالَ هٰذَا مُنَاخُ رِكَابِهِمْ
وَهٰذَا مُلْقٰى رِحَالِهِمْ وَهٰهُنَا تُرَاقُ دِمَاؤُهُمْ اور فرمایا یہ جگہ اُنکے
اُترنے کی ہی اور یہ جگہ اُنکے خیموں کی ہی جنمیں اُنکا اسباب ہوگا اور یہاں
اُنکے خون گراے جائینگے پس اُس زمین کی طرف خطاب کیا اور فرمایا
طُوْبٰى لَكِ مِنْ تُرْبَةٍ تُرَاقُ عَلَيْهَا دِمَاءُ الْاَحِبَّةِ خوشا حال تیرا اے
زمین کربلا کہ تجھپر دوستان خدا کا خون بہایا جائیگا اور تجھ میں شہداے
راہ خدا کی خوابگاہ اور مدفن ہوگا بعد اسکے اُن حضرت نے فرمایا اے
ابن عباس اگر پہچانے تو اِس مقام کو جیسا کہ میں پہچانتا ہوں تو ہرگز تو
گذر نہ کرتا اِس جگہ سے جبتک کہ مثل میرے رونے کے نہ روتا یہ فرماکر
وہ جناب اسقدر روے کہ تمام ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہوگئی
اور مثل اشک سینہ اطہر پر جاری ہوے وَقَالَ اٰهٍ اٰهٍ مَالِيْ وَلِاٰلِ
اَبِيْ سُفْيَانَ مَالِيْ وَلِاٰلِ الْحَرْبِ حِزْبِ الشَّيْطَانِ وَاَوْلِيَاءِ
الْكُفْرِ وَالْعُدْوَانِ اور فرمایا آہ آہ ہمکو کیا کام ہی آل ابوسفیان
اور آل حرب اور لشکر شیطان سے اور مجھے کیا کام ہی اولیاے کفر
و عدوان سے یہ فرماکر متوجہ ہوے طرف اپنے فرزند دلبند کے
وَقَالَ اِصْبِرْ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ فَقَدْ يَلْقٰى اَبُوْكَ مِثْلَ الَّذِيْ تَلْقٰى
مِنْهُمْ اور فرمایا صبر کرو اے ابو عبد اللہ الحسینؑ کہ تمہارے باپ کو بھی

اب تیرے اشتیاق سے امت کے دنیا میں پہونچیگا جیسا کہ تمکو پہونچیگا یعنی
مجھے بھی شہید کرینگے اور تمکو بھی شہید کرینگے آہ آہ جب وہ وقت آیا جسکے
تصور میں جناب امیر المومنین ع رو تے تھے تو یہ حال تھا جیسا کہ مقبل
علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ؎

روایت است کہ چون تنگ شد دران میدان	فتاد از حرکت ذوالجناح در جولان
نہ سید شہدا بر قتال طاقت داشت	نہ ذوالجناح دگر تاب استقامت داشت
روایت است کہ بر پیکر شہ دین بود	ہزار و نہ صد و پنجاہ و یک جراحت بود

اب خیال کیجیے کہ جس مظلوم کے جسم انور پر زخمہائے نیزہ و تیر اور شمشیر و سنان
اس کثرت سے لگے ہونگے اسکے بدن سے کسقدر خون مثل فوارہ کے جاری
ہوا ہوگا اور ضعف و ناتوانی کا کیا حال ہوگا

پیادہ گشت دران حال سبط پیغمبر	کشود قائمہ ذوالفقار را از کمر
فگند اسلحہ حرب را بجانہ زین	نشست سرور لب تشنگان بروی زمین
خطاب کرد سوی ذوالجناح کہ توسن	ببین بحالت من در میانہ دشمن
نمی شود دگرم قسمت سواری تو	رسید بار منزل ز جہد و باری تو

لیکن ای اسپ وفادار اب ایک وصیت میری تجھ سے ہے

کنون بسالم حرم اور فلان خبر برسان	بان خبر کہ جدم رسول دادہ نشان

مگر ای باوفا جب تو وہان سے واپس آیگا تو مجھے خاک و خون مین غلطان
اور شہید پائیگا پس تجھے اجازت دیجاتی ہے کہ پیشانی اپنی خون آلودہ کرکے
سرخرو میرے اہل بیت کے پاس حاضر ہونا اور سلام میرا میرے فرزند

بیمار کو پہونچاتا اور جب پہنچے اہل بیت میرے اُس حال سے دیکھیں گے تو زار زار روئینگے اور خیمے سے باہر نکل آئینگے پس تو اہل حرم کو رونے اور نالہ و فریاد کرنے سے منع کرنا پس جب یہ کلام مظلوم کربلا ذوالجناح سے فرما چکے تو اُسوقت اُس جناب کو طاقت بیٹھنے کی بھی نہ تھی پس ذوالجناح باعجاز سید الشہدا فوراً روانہ ہوا مگر افسوس ہزار افسوس اسی اثنا میں اعدا نے اُن حضرت کو پیاسا شہید کیا اور فکر غارت خیمہائے اہل حرم کر رہے تھے ؎

لگد گرد تیرہ از روئے وحشت پدید آشفتہ گرد و از آتش الجناح پدید آشہد
چہ ذوالجناح سراسیمہ با دو چشم پر آب کشادہ بال ببرو گردید بر نگ عقاب
بدین طریق تگاپو کنان ز راہ رسید صفت سپاہ شکستہ بقتلگاہ رسید

آہ جب وہ اسپ باوفا قتلگاہ میں پہونچا تو لاشہائے شہدا میں لاش اطہر سید الشہداء کو تلاش کرتا تھا پس جب لاش پارہ پارہ کو پایا تو کبھی لہو سونگھتا تھا اور کبھی پائے اقدس پر منہ ملتا تھا اور روتا تھا ؎

غرض بخون شہ تشنہ سر و رو مالید بدین صفت بسوئے خیمہا روان گردید
شتاب تگ کہ ز صرصر روندگی میبرد بہر قدم زد و بدان سان کہ زری میخورد

کیوں مومنین یہ حال تو ذوالجناح کا ہوا اب تو دیکھیے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام مع اہل بیت کے مقتل شہدا پر پہونچے ہونگے اور لاشہائے اقربا کو زخموں سے چور چور خاک و خون میں آلودہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا تو کیا حال ہوا ہوگا الغرض ذوالجناح نے

در خیمہ تک پہونچکر فریاد کی یہ سنکر اہل بیت مع بیمار کربلا کے در خیمہ پر آئے
اور گرد ذوالجناح کے اہل حرم نے حلقہ کیا اور زار زار رونے لگے اور
سکینہ خاتون دختر یتیمہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے تئین ذوالجناح کے
قدموں پر بیتاب ہوکر گرا دیا اور الوحدہ جگر خراش کرنے لگین جیسا کہ
مقبل بزبان حال اس ستم رسیدہ کے کہتے ہیں

ای اسپ پر از خون تو چہ کردی پدرم را	آن بیکس و غمدیدہ خونین جگرم را
ای مرکب پر خون تو بگو تاج سرم کو	آن تشنہ لب خستہ خونین جگرم کو

آہ آہ اسی اثنا میں اعدائے جفا کار خیموں میں چلے آئے اور اسباب لوٹ لیا
اور خیموں میں آگ لگائی اور اہل بیت رسالت کو اسیر و مقید کر کے
لیچلے جب قتلگاہ میں پہونچے اور نظر انکی لاشہائے پارہ پارہ اقربا پر پڑی
تو زار زار روئے اور فریاد کرنے لگے اور ہر ایک مظلومہ کا رونے
رونے غیر حال ہوا حضرات خدا نہ کرے کہ کوئی صاحب عزت عالم
غربت و مسافرت میں اپنے حامی و سرپرست سے باین مظلومی و بیکسی
جدا ہو پس اعدا نے بظلم و ستم ان بیکسوں کو لاشہائے اقربا سے جدا کیا
اور طرف کوفہ کے لیچلے اسوقت کے حال میں محرق القلوب میں یوں
منقول ہے فتوجہت زینب الی ارض کربلا و قالت انی
اودعت بک یا کربلا جسد الحسین ع پس جناب زینب متوجہ
ہوئیں طرف زمین کربلا کے اور فرمایا اے زمین کربلا میں تجھے سپرد کرتی ہوں
جسم اطہر اپنے برادر مظلوم امام حسین علیہ السلام کا چنانچہ اس مطلب کو

شاعر بزبان حال اس ستم رسیدہ کے کہتا ہے

ای زمین کربلا این شاہ دین مہمان تست　　این ضیاے چشم خیر المرسلین مہمان تست
ای زمین کربلا این نونہال فاطمہ　　این گل باغ امیر المومنین مہمان تست

پس وہ مظلومہ متوجہ ہوئین طرف لاش اطہر سید الشہدا کے اور زار زار روتی تھین اور گویا یون کہتی تھین

السلام ای نوگل باغ امامت السلام　　السلام ای تشنہ آب شہادت السلام
السلام ای جان فدا در راہ امت السلام　　السلام ای شافع روز قیامت السلام

آہ اسوقت بیکسی اور بے بسی مین جناب زینب و ام کلثوم لاش برادر مظلوم سے وداع و رخصت ہوئین اور روتی ہوئی گویا کہتی تھین

الوداع ای مایۂ آرام حیدر الوداع　　الوداع ای روشنی چشم خواہر الوداع

رَوَی السَّیِّدُ رَحِمَہُ اللہُ لَمَّا سَارَ ابْنُ سَعْدٍ بِالسَّبْیِ وَقَارَبُوا الْکُوفَۃَ اِجْتَمَعَ اَھْلُھَا لِلنَّظَرِ اِلَیْھِنَّ چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب عمر سعد اہل بیت رسالت کو اسیر و مقید کر کے طرف کوفہ کے روانہ ہوا اور وہ ملعون متصل کوفہ کے پہونچا تو اہل کوفہ یہ خبر سنکے حیران ہو کر واسطے دیکھنے اسیرون کے اپنے گھرون سے باہر آئے اور تمام کوچہ و بازار کوفہ ہجوم عام سے بھر گیا قَالَ فَاَشْرَفَتْ اِمْرَأَۃٌ مِنَ الْکُوفِیَّاتِ فَقَالَتْ مِنْ اَیِّ الْاُسَارٰی اَنْتُنَّ راوی کہتا ہے اسوقت ایک عورت کہ زنان کوفہ سے تھی ان اسیرون سے متعجب ہو کر پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہان کے قیدی ہو کہ ایسے قیدی ہم نے کبھی نہین

دیکھے ہین فقلن نحن اُساریٰ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ یہ سنکر اہل حرم نے جواب دیا کہ ہم اسیر اہلبیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہین وَفِي الْبِحَارِ عَنْ مُسْلِمٍ الْجَصَّاصِ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَلٰى بَعِيْرٍ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَاَوْدَاجُهٗ تَشْخُبُ دَمًا وَهُوَ يَبْكِيْ وَيَقُوْلُ اور بحار الانوار مین مسلم گچکار سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ دیکھا مین نے امام زین العابدین علیہ السلام کو کہ وہ جناب ایک شتر بے فرش اور لاغر پر سوار ہین اور رگہاے گلوے انور سے خون جاری ہے اور وہ مظلوم اُسوقت رو رہے ہین اور فرماتے ہین ؎

يَا اُمَّةَ السُّوْءِ لَا سُقْيًا لِرَبْعِكُمْ	يَا اُمَّةً لَمْ تُرَاعِ جَدَّنَا فِيْنَا
لَوْ اَنَّنَا وَرَسُوْلُ اللهِ يَجْمَعُنَا	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَا

ای امتِ بدکردار خدا تمہارے گھرون کو خراب کرے اور تمکو اپنے ابر رحمت سے سیراب نہ کرے کہ تمنے مطلق رعایت ہمارے جدِ امجد کے حق اور حرمت کی ہمارے بارے مین نہ کی ای امتِ جفا شعار جب بروز قیامت ہم اپنے نانا جناب رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہونگے اور وہ حضرت تم سے اس ظلمِ عظیم کا سوال کرینگے کہ آیا یہی اجر و عوض تھا میری نبوت و رسالت کا جو تمنے بعد میرے میری اولاد سے کیا تو اُسوقت تم اُن حضرت کو کیا جواب دوگے ؎

تُسَيِّرُوْنَا عَلَى الْاَقْتَابِ عَارِيَةً	كَاَنَّنَا لَمْ نُشَيِّدْ فِيْكُمْ دِيْنَا
تُصَفِّقُوْنَ عَلَيْنَا كَفَّكُمْ فَرَحًا	وَاَنْتُمْ فِيْ فِجَاجِ الْاَرْضِ تَسْبُوْنَا

کیا غضب ہی کہ تمنے دختران رسول خدا کو اونٹون پر بٹھایا ہی اور مجھے شتر برہنہ پر سوار کرکے مثل بندیان ترک و دیلم کے اسیر و مقید کرکے کوچہ و بازار مین پھراتے ہو گویا ہم بانی بناے دین اسلام کے نہین ہین اور علاوہ ان جور و ستم پر اور یہ ظلم عظیم ہی کہ ہماری اس مذلت پر مسرور ہوکے ہاتھ اپنے بجاتے ہو اور ہمین زمین پست و بلند اور شگافہاے جبل مین قیدی بناکر کھینچے پھرتے ہو ؎

اَلَیْسَ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَیْلَکُمْ	اَھْدَی الْبَرِیَّۃِ مِنْ سُبُلِ الْمُضِلِّیْنَا

واے ہو تمپر کیا جد امجد ہمارے جناب رسول خدا نہین ہین کہ جن حضرت نے تمام خلق کو راہ ضلالت و گمراہی سے پھیر کر طرف راہ راست کے ہدایت فرمائی ہی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین ۰

مجلس پنجاہ و دوم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی کہ ہر ذیحیات تلخی موت کا چکھنے والا ہی واقعی مومنین اگر انسان مدت دراز تک بھی اس دار دنیا مین بسر کرے تو آخر موت ہی حالانکہ اسکی عمر کا حساب یون ہی ؎

اِذَا عَاشَ امْرَءٌ سِتِّیْنَ عَامًا	فَنِصْفُ الْعُمْرِ یَمْحُوْہُ اللَّیَالِیْ

جب کوئی شخص ساٹھ برس دنیا مین زندہ رہے تو نصف عمر تیس برس راتون مین گذر جاتی ہی ؎

وَنِصْفُ النِّصْفِ یَمْضِیْ لَیْسَ یَدْرِیْ	لِغَفْلَتِہٖ یَمِیْنًا عَنْ شِمَالِ

اور نصف اُس نصفِ عمر کا پندرہ برس بلوغ تک ایسی غفلت مین گذرتے ہین
کہ داہنے اور بائین ہاتھ مین تمیز نہین کرتا ہے

وَثُلثُ النِّصفِ آمالٌ وَحِرصٌ ۔۔۔ وَشُغلٌ بِالمَکاسِبِ وَالعِیالِ

اور ثلث اُس نصفِ عمر کا دس برس آرزو اور حرص اور کسبِ معیشت اور
عیال داری مین بسر ہوتے ہین ؁

وَباقِی العُمرِ اَسقامٌ وَشَیبٌ ۔۔۔ وَھَمٌّ بِارتِحالٍ وَانتِقالِ

اور باقی عمر پانچ برس وہ بیماری اور پیری اور درد و رنج اور انتظار
رحلت و انتقال مین گذرتے ہین ؁

یُحِبُّ المَرءُ طُولَ العُمرِ جَھلاً ۔۔۔ وَقِسمَتُہٗ عَلٰی ھٰذَا المِثالِ

انسان طولِ عمر کو جہالت و نادانی سے دوست رکھتا ہی اور اسکی تمنا
کرتا ہی حالانکہ اُسکی تقسیم کی مثال اسطرح سے ہی پس مومنین خوشا بحال
اُنکے جو موت سے غافل نہ رہے اور اوقاتِ عزیز کو طاعتِ الٰہی اور
کار نیک مین صرف کیا جسکے سبب سے پیشِ خدا مرتبہ عظیم ہوگا قال
رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ اِذا کانَ یَومُ القِیٰمَۃِ وُزِنَ
مِدادُ العُلَمآءِ بِدِمآءِ الشُّھَدَآءِ فَیُرَجَّحُ مِدادُ العُلَمآءِ عَلٰی
دِمآءِ الشُّھَدَآءِ چنانچہ بحارالانوار مین منقول ہی کہ فرمایا جنابِ رسالت
مآب صلے اللہ علیہ وآلہ نے جب روز قیامت ہوگا تو اُسدن اُس مداد
و روشنائی کا جس سے علمانے علم دین لکھا ہوگا وزن کیا جائیگا ساتھ
خونِ شہداے راہ خدا کے پس اُس مداد کو خون شہدا پر ترجیح دیجائیگی

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اور فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ علما میری امت کے مثل انبیاے بنی اسرائیل کے ہین وَفِی الْکَافِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ اور کافی مین منقول ہی فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ علما میری امت کے ورثہ انبیا ہین اور بحار الانوار مین منقول ہی کہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین وصی وخلیفہ بلافصل حضرت سید المرسلین فرماتے ہین جو مومن ہمارے شیعون سے ہوا اور ہماری شریعت کا عالم ہوا اور ہمارے ضعفاے شیعہ کو ظلمت وتاریکی جہل سے نور علم مین لائے کہ جو علم ہم اہل بیت رسالت سے اسکو پہونچا ہی وہ مومن بروز قیامت اسطرح سے آئیگا کہ ایک تاج اسکے سر پر ہوگا کہ اہل عرصات کو وہ روشنی دیگا اور وہ مومن عالم ایسا نورانی حلہ پہنے ہوگا کہ اسکے ایک تار کی برابری تمامی دنیا نہین کر سکتی ہی پس جانب رب العزت سے ایک منادی ندا کریگا کہ ای بندگان خدا یہ مومن ایک عالم ہی شاگردان آل محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ سے پس جن اشخاص نے دنیا مین اس عالم سے ہدایت پائی ہوگی اور حیرت جہالت سے باہر آئے ہونگے تو وہ بروز قیامت اسکے نور کو چنگل مارینگے کہ حیرت وظلمت عرصات سے نجات پاکے اس عالم کے ہمراہ داخل جنت ہونگے یہی وجہ ہے کہ وہ جناب فرماتے ہین ؎

رَضِیْنَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا	لَنَا عِلْمٌ وَلِلْاَعْدَاءِ مَالٌ

وانّ العلم باقٍ لا یزال		لانّ المال یفنی عن قریب

خداوند عالم نے جو مقدر و مقرر فرمایا اُسپر ہم راضی و خوشنود ہین ہمکو اپنے
فضل و کرم سے علم عطا فرمایا اور اعدا کو مال دیا اسلیے کہ مال دنیا جلد فنا
ہوتا ہی اور علم باقی رہتا ہی اُسکو زوال نہین ہی بلکہ صرف کرنے سے زیادہ
ہوتا ہی اور عالم کو کئی جگہ نفع بخشتا ہی وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ اللّٰھم ارحم خلفائی ثلث مرّات اور فرمایا جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ نے تین مرتبہ بار الٰہا رحم فرما میرے خلفا پر قیل لہ یا
رسول اللہ ومن خلفاؤک بعض اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
وہ کون خلفا آپکے ہین قال الذین یاتون من بعدی ویروون
احادیثی وسنّتی فیعلمونھا النّاس من بعدی اولئک رفقائی
فی الجنّة فرمایا وہ لوگ ہین جو بعد میرے دنیا مین آئینگے اور میرے احا[illegible]
وسنت کی روایت کرینگے پس اُن احادیث کو خلق تک پہونچائینگے تو وہ
لوگ یعنی علما جنت مین میرے رفیق ہونگے وقال ابو عبد اللہ علیہ
السّلام العالم افضل من الف عابد والف زاھد اور فرمایا
جناب صادق علیہ السلام نے کہ عالم افضل ہی ہزار عابد اور ہزار زا[illegible]
وقال علیہ السّلام العالم ینتفع بعلمہ خیر و افضل من عباد[illegible]
سبعین الف عابد اور فرمایا اُن حضرت نے کہ وہ عالم جسکے
دین سے بندگان خدا فائدہ مند ہون وہ ستر ہزار عابد کی عبادت
افضل و بہتر ہی وقال علیہ السّلام اذا کان یوم القیمة بعث

عَزَّ وَجَلَّ الْعَالِمَ وَالْعَابِدَ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ جب روز قیامت ہوگا تو حق سبحانہ تعالی عالم اور عابد کو محشور کریگا فَاِذَا وُقِفَا بَیْنَ یَدَیِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ قِیْلَ لِلْعَابِدِ اِنْطَلِقْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَقِیْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ تَشْفَعْ لِلنَّاسِ بِحُسْنِ تَادِیْبِکَ لَھُمْ یعنی جب وہ عالم اور عابد سامنے بارگاہ الٰہی کے کھڑے کیے جائینگے تو اُسوقت عابد سے کہا جائیگا کہ تو داخل جنت ہو اور عالم سے ارشاد ہوگا کہ تم ٹھہرو تمہاری شفاعت لوگون کے لیے قبول کیجائیگی بوجہ اُس حُسن تعلیم کے جو تمنے لوگون کو علم دین میں کی ہے اسی مطلب کو سعدی کہتا ہے ؎

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ	بشکست عہد صحبتِ اہلِ طریق را
گفتم میانِ عالم و عابد چہ فرق بود	تا کردی اختیار ازان این فریق را
گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج	وین جہد میکند کہ بگیرد غریق را

سبحان اللہ یہ مرتبہ ہی عالم کا یس جب وہ دنیا سے گذرتا ہی تو اسلام مین رخنہ عظیم ہوتا ہی قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْمُؤْمِنُ الْعَالِمُ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ چنانچہ بحار الانوار مین منقول ہی کہ فرمایا جناب امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے کہ مومن عالم کا اجر و ثواب عظیم تر ہی روزہ دار نماز گذار غازی سے جو راہ خدا مین جہاد کرتا ہو وَاِذَا مَاتَ ثُلِمَ فِی الْاِسْلَامِ ثُلْمَۃٌ لَا یَسُدُّھَا شَیْءٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اور جب عالم دنیا سے رحلت کرتا ہی تو اسلام مین ایسا رخنہ ہوتا ہی کہ تا قیامت کسی چیز سے بند

نہین ہوتا کیون مومنین یہ حال تو عالم کی رحلت سے ہوتا ہی پس تصور کیجیے
کہ کیا حال ہوا ہوگا اُن عالمان علوم ربانی اور واقفان اسرار یزدانی
کی رحلت سے جو بانی بنائے اسلام کے تھے جن حضرات نے واسطے بقائے
دین اسلام کے تکالیف دنیا کو گوارا کیا اور بندگان الٰہی کو ہدایت فرمائی
اور وعظ و نصیحت سے دست بردار نہوئے یہانتک کہ راہ خدا مین جان دی
جیسا کہ زیارت اربعین کے ان فقرات سے ظاہر ہی وَبَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ
لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَيْرَةِ الضَّلَالَةِ بارالٰہا سلام میرا
پہونچا اور رحمت اپنی نازل کر اُس فرزند رسول پر کہ جسنے تیری راہ برضائے
قتل و ذبح ہونا اختیار کیا تا تیرے بندون کو جہالت اور حیرت ضلالت سے
بچائین فَجَاهَدَهُمْ فِيكَ صَابِراً مُحْتَسِباً حَتَّى سُفِكَ فِي طَاعَتِكَ
دَمُهُ وَاسْتُبِيحَ حَرِيمُهُ پس جہد و کوشش تیری راہ مین اُنکو وعظ
و نصیحت کی درحالیکہ وہ جناب صابر و شاکر تھے یہانتک کہ خون اُنکا تیری
راہ طاعت مین بہایا گیا اور اہل حرم اُنکے لوٹے گئے افسوس ہزار افسوس
اعدائے اشرار اکتفا نہ کی بلکہ اُس جناب کا لباس تک لوٹ لیا کوئی کرتہ
لیگیا کوئی عمامہ لیگیا کسی نے عبا اُتار لی اور لاش بے سر کو پامال ستم اسبان
کیا آہ خیمون مین آگ لگائی اور اہل بیت اطہار کو اسیر و مقید کیا اور بے
مقنع و چادر مجمع عام مین بے پردہ کیا چنانچہ معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ
مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَى النِّسْوَةِ الْبَارِزَاتِ سلام ہو اُن مخدرات
عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے بظلم و ستم نکالی گئین

آہ آہ یہ بھی اعدا کو کافی نہوا اور ان ستم رسیدوں کو شہر بشہر پھرایا یہانتک کہ دربار ابن زیاد اور یزید لعین میں لائے اور وہ اشقیا ہر ایک مخدومہ کا نام ونشان دریافت کرتے تھے آہ اب بقیہ روایت کس زبان سے بیان کروں مگر معصوم فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو اس صاحب عزت وغیرت پر جسکی ہتاک حرمت کیگئی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نُكِثَتْ ذِمَّتُهٗ سلام ہو اس حجت خدا اور ہادی خلق پر جسکی عہد شکنی کیگئی۔ الغرض شرح ہفت بند ملا حسن کاشی علیہ الرحمہ میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے عہد جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ میں ایک جماعت قریش اور نصاریٰ میں اسلام الہیہ باہم نزاع ہوئی نصارےٰ کہتے تھے کہ اگر نبی تمھارے مثل حضرت عیسیٰ کے اموات کو زندہ کردیں تو ہم ایمان لائینگے پس جب یہ خبر جناب رسولخدا کو پہونچی تو اُن حضرت نے جناب امیر المومنینؑ سے فرمایا یا علی اس قوم کے ساتھ قبرستان پر جاؤ اور جن قبور کے اموات کو یہ کہیں زندہ کرو۔ پس حسب الارشاد وہ جناب تشریف لیگئے اور مُردوں کو زندہ کیا اور جو شخص زمین سے باہر نکلتا تھا وہ شفاعت جناب رسول خدا کی اپنے بارے میں چاہتا تھا اور مدح وثنا امیر المومنین جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کی کرتا تھا اُسوقت نصارےٰ متحیر ہوکر تعجب کرتے تھے اور یہ اعجاز مرتضوی دیکھکر اظہار اسلام کرتے تھے مومنین سُنا آپ نے کہ نصارےٰ تو یہ اعجاز باب علم کا دیکھکر مسلمان ہوں اور اشقیا خود

اور بنی امیہ اور بنی عباسیہ نے جو ادعاے اسلام کرتے تھے آل رسول اور ہادیانِ دین پر کیا کیا ظلم و ستم کیے آہ بعض کو قتل کیا اور بعض کو زہر دیا اور ایسا آوارہ وطن کیا کہ بعد شہادت کے ایک جگہ وہ خاصانِ خدا دفن بھی ہوے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

وَقُبُوْرُهُمْ شَتّٰی بِكُلِّ مَحَلَّةٍ ۔ وَبُيُوْتُهُمْ لِلْبُوْمِ فِيْهَا مَرْقَدُ

افسوس اُن حضرات کی قبریں متفرق مقامات میں ہیں اور ایک دوسرے سے جدا دفن ہوے اور اُنکے گھروں میں وہ جانور مقیم ہوے جو ویرانے میں رہتے ہیں ؎

فَبِاَرْضِ سَامِرَّا وَبَغْدَادِ ثَوٰى ۔ بَعْضٌ وَبَعْضٌ فِي الْغَرِيِّ مُلْحَدُ

آہ بعضے نجف اشرف میں اور بعضے زمین بغداد میں اور بعضے زمین سامرہ میں دفن ہوے ؎

قَبْرٌ بِطُوْسٍ وَالْبَقِيْعِ وَطَيْبَةٍ ۔ وَبِكَرْبَلَا بَعْضُ الَّذِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا

ہاے افسوس کسیکی قبر زمین طوس میں اور کسیکی مزار بقیع اور مدینہ طیبہ میں ہی اور بعضے صحراے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوے اور اُسی بیابان میں دفن ہوے آہ وہ مظلوم کربلا غریب نینوا مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامہ والردا جناب سید الشہدا ہیں جنکی لاش اطہر تیسرے دن دفن ہوئی اور سر اقدس نوک نیزہ پر رہا اور بازار کوفہ و شام میں پھرایا گیا یہانتک کہ سامنے ابن زیاد اور یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا گیا مقام تصور ہی کہ جو سر انور آغوش رسول خدا اور بتول عذرا میں رہا ہو

جسکے گیسوئے مشکین جبرئیل و میکائیل آب سلسبیل سے دھوتے تھے اور گرد و غبار صاف کرتے تھے ہائے افسوس وہ سر انور خاک و خون آلودہ تنور خانۂ خولی مین رکھا گیا کبھی صندوق مین بند کیا گیا کبھی درخت پر لٹکایا گیا کبھی دروازۂ قصر پر آویزان کیا گیا کبھی طشت طلا مین رکھکر زیر تخت یزید رکھا گیا اور وہ ملعون بکمال سرور لب و دندان انور سے بے ادبی کرتا تھا چنانچہ معصوم فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی الثَّغْرِ الْمَقْرُوْعِ بِالْقَضِیْبِ سلام ہو اُن لب و دندان اطہر پر جنپر چھڑی لگائی گئی آہ کیسی عداوت تھی بنی امیہ کو آل رسول سے کہ بعد قتل کرنے کے بھی وہ آتش کینہ و حسد سرد نہوئی چنانچہ جناب سلطان العلما علیہ الرحمہ بعض کتب اہل سنت سے لکھتے ہین کہ یزید لعین سر انور سے خون لیکر مثل سرمہ کے اپنی آنکھون مین لگاتا تھا کہ تا خنک ہون الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و سوم

در المنتخب عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ زُرْتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ اِلَّا فِی النَّارِ لَاَخْرَجْتُهٗ مِنْهَا منتخب مین جو مشہور بہ بیاض فخری ہی جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ فرمایا کہ حضرت نے ارشاد کیا ہی میرے جد بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام نے کہ جو مؤمن زیارت کرے میری قبر کی بعد میری شہادت کے مین بھی زیارت کرونگا اسکی بروز قیامت اور اگر وہ زائر بسبب

کسی وجہ سے جہنم میں ہوگا تو ہر آئینہ میں اسکو جہنم سے نکالونگا اور بحار الانوار
میں بسند معتبر منقول ہی کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک شخص سے
پوچھا کہ آیا تو ایک مرتبہ ہر ہفتہ میں زیارت میرے جد مظلوم امام حسین علیہ
السلام کی کرتا ہی اُسنے عرض کی کہ نہیں پھر فرمایا آیا ہر مہینے ایک مرتبہ زیارت
اُن حضرت کی کرتا ہی عرض کی کہ نہیں پھر فرمایا آیا ہر سال ایک مرتبہ زیارت
اُس جناب کی کرتا ہی عرض کی کہ نہیں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ ای شخص
تو خیر سے محروم ہی اور بسند معتبر یہ بھی منقول ہی کہ ایک شخص خدمت بابرکت
جناب صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ
کیا فرماتے ہیں آپ اُس شخص کے حق میں کہ جو ترک کرے زیارت قبر انور
امام حسین علیہ السلام کو دراںحالیکہ وہ شخص قادر ہو زیارت پر اُس
جناب کی یہ سنکر اُن حضرت نے فرمایا کہ وہ شخص عاق ہی جناب رسولخدا
اور ائمہ ہدی علیہم السلام کا اور فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے
جو شخص کہ حج سے خانہ کعبہ کے مشرف ہو اور زیارت میرے جد مظلوم
امام حسین علیہ السلام کی بجا نہ لائے پس اُس شخص نے ترک کیا حق کو
حقوق رسول خدا سے اسلیے کہ حق امام حسین علیہ السلام کا جانب خدا سے
ہر مسلمان پر واجب ہی جیسا کہ قرآن مجید میں فرماتا ہی قُل لَّا اَسْئَلُکُم
عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ای حبیب ہمارے کہدو اپنی امت سے
کہ میں تم سے اجر و عوض رسالت کا نہیں چاہتا ہوں سوائے مودت
و محبت اپنے اقربا کے اس مقام پر ثعلبی اور شیخ طوسی مفسر نے تفسیر

ابن عباس سے روایت کی ہی کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو اصحاب نے خدمت جناب رسالتمآبؐ مین عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کون اقربا آپکے ہین جنکی مودت و محبت ہمپر واجب ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَابْنَاھُمَا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ وہ اقربا میرے علی مرتضیٰؑ اور فاطمۂ زہراؑ اور فرزند اُنکے ہین چنانچہ ثعلبی لکھتا ہی کہ وجوب مودت کو وجوب اطاعت لازم ہی یہی وجہ ہی کہ اُن حضرت نے مکرر اپنی امت سے بتاکید وصیت فرمائی وَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ اور فرمایا ایہا الناس مین درمیان تمھارے دو چیزین نفیس و بزرگ چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن مجید اور دوسرے عترت طاہرہ اہلبیت میرے حضرات سنا آپنے کہ اجر رسالت تو بحکم خدا مودت و محبت ہوا قربا و عترت اور اہلبیت رسول خدا کی جنکی اطاعت و پیروی جانب خدا و رسول سے ہر مسلمان پر واجب ہے مگر وائے ہو اشقیائے کوفہ و شام پر جو دعوائے اسلام کرتے تھے ہائے افسوس اُن بیحیاؤن نے فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کو بکرو و تمامہان بلا کر مع اصحاب و اقربا اور اولاد شیر خوار کے روز عاشورا صحرائے کربلا مین تشنہ لب شہید کیا رَوٰی اَبُوْمِخْنَفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْطَالِبٍ وَغَیْرُھُمَا عَنْ حُمَیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ اِنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَعْدَ قَتْلِ اَصْحَابِہٖ جَعَلَ یُنَادِیْ

وَاَغَرَّ بَنَاہُ وَاَقِلَّۃَ نَاصِرَاہُ چنانچہ ابومخنف اور محمد بن ابیطالب اور
ملا مہدی نراقی علیہ الرحمہ وغیرہ نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہی کہ بعد
شہادت اصحاب و انصار کے امام حسین علیہ السلام فریاد و استغاثہ کرتے
تھے اور فرماتے تھے افسوس کیا غربت و مسافری اور کمی انصار کی ہے
اَمَا مِنْ مُعِیْنٍ یُعِیْنُنَا اَمَا مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا اَمَا مِنْ ذَابٍّ
یَذُبُّ عَنَّا آیا ہی کوئی اعانت کرنے والا کہ ہماری اعانت کرے آیا ہی
کوئی نصرت و مدد کرنے والا کہ ہماری نصرت کرے آیا ہی کوئی دفع کرنے
والا کہ شر اعدا کو ہمسے دور کرے حمید کہتا ہی کہ اُسوقت تک جناب
عباسؑ علمدار لشکر اور شاہزادہ قاسمؑ و علی اکبرؑ زندہ تھے اور یہ فریاد
و استغاثہ سنکے بیتاب ہوکر عرض کرتے تھے لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ
یا ابن رسول اللہ ہم حاضر ہیں ہمیں اجازت جہاد دیجیے کہ ان اعدا کو
دفع کریں اور جان اپنی آپ پر فدا کریں مومنین تصور کیجیے کہ کیا
وقت مصیبت تھا روز عاشور امظلوم کربلا پر کہ بروایتِ ملا آقا
در بندی معصوم فرماتے ہیں لَا یَوْمَ کَیَوْمِکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللہِ
ای ابو عبد اللہ الحسینؑ آپکے روز شہادت سے کوئی دن مصیبت میں
برابری نہیں کر سکتا ہی فَقَامَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلٰی قَدَمَیْہِ
وَنَظَرَ یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَلَمْ یَرَ اَحَدًا فَبَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا اِس اُسوقت
امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوے اور اپنے داہنے اور بائیں بحسرت
نگاہ کی تو کسیکو اپنے اصحاب و انصار سے نہ پایا اُسوقت اُنکی مفارقت

بشدت روئے فنادی واجمداہ واجداہ واعلیاہ واحسناہ
واحمزتاہ واجعفراہ پس فریاد کرنے لگے ای نانا رسول خدا ای بابا
علی مرتضی ای بھائی حسن مجتبی ای چچا جعفر اور ای حمزہ سید الشہدا آپ حضرات
کہاں ہین ثمّ نادی یا قوم اما من مجیر یجیرنا اما من معین
یعیننا اما من طالب لجنۃ فینصرنا اما من خائف من عذاب
اللہ فیذب عنا بعد اسکے لشکر اعدا کیطرف متوجہ ہوکر بنا بر اتمام
حجت کے باواز بلند فرمایا ای قوم عرب آیا ہی کوئی پناہ دینے والا کہ ہمین
پناہ دے آیا ہی کوئی اعانت کرنے والا کہ ہماری اعانت و مدد کرے آیا ہی
کوئی طالب جنت کہ ہماری نصرت کرے آیا ہی کوئی خدا ترس کہ عذاب خدا
سے ڈرے اور ابن بلا کو ہمسے دور کرے آہ مومنین بعد شہادت اصحاب
وانصار اور اقربا کے کون جواب دینے والا تھا جو عرض کرتا کہ لبیک
لبیک یا ابن رسول اللہ ہم حاضر ہین آہ بلکہ اعدا نے عوض فریادرسی
گھیر لیا اسوقت مظلوم کربلا طرف مقتل شہدا کے متوجہ ہوے اور اپنے
اصحاب وانصار کا نام لیکر فرمانے لگے این این حبیب بن مظاہر
این این مسلم بن عوسجۃ این این زہیر بن القین کہاں ہین
کہاں ہین حبیب ابن مظاہر کہاں ہین کہاں ہین مسلم بن عوسجہ اور زہیر
بن قین اور سب اصحاب باوفا کہاں ہین کہ اسوقت مصیبت مین ہماری
مدد کرین این الکرام البررۃ این التقاۃ الخیرۃ این الذی وجب
حقنا علیہ الاسلام این الوصیۃ فینا من الرسول خیر الانام

تو استغاثہ و بکاء بکائے شدیدا کہاں گئے وہ بزرگوار نیکوکار و متقی
و پرہیزگار جو ہم اہلبیت رسول مختار کے ناصر و مددگار تھے اور کہاں ہیں
وہ دیندار و وفا شعار کہ جنپر واجب کیا ہی اسلام نے حق ہمارا اور کہاں ہیں
وہ امین و دیانتدار جو عمل کریں وصیت رسول خدا پر جو ان حضرت
نے ہمارے بارے میں فرمائی تھی یہ فرما کر آنسو چشمہائے انور میں بھر لائے
اور زار زار روئے کیونکہ مومنین یہ حال تھا مظلوم کربلا کا بعد شہادت
اصحاب کے اور جب بعد شہادت اپنے عزیز و اقربا کے انکو اسطرح سے یاد
کرتے ہونگے تو کیا حال ہوا ہوگا این این ابو الفضل العباس این این
علی الاکبر این این قاسم این این عون و جعفر ہائے افسوس
کہاں ہیں کہاں ہیں عباس علمدار لشکر اور علی اکبر شبیہ پیغمبر اور کہاں ہیں
کہاں ہیں قاسم اور عون و جعفر اور سب جوانان ہاشمی کہاں ہیں کہ
اسوقت تنہائی میں ہماری نصرت کریں آہ اس مظلوم کی تنہائی اور
بیکسی کس زبان سے بیان کروں مگر شاعر کہتا ہے

بلا در مقابل اجل در برابر	نہ یک تن معین و نہ یک یار و یاور
بپائے ولش زادہ دلہا کنندے	بگردش زن چند و اطفال چندے
نہ ہمدم بجز دختران حزینش	نہ یارے بجز سید الساجدینش

آہ وہ بیمار تو خود شدت تپ میں مبتلا تھے اور غش پر غش آتے تھے علاوہ
اسکے کئی روز کے بھوکے پیاسے تھے ؏

نہ عباس پیدا نہ قاسم نہ اکبر	نہ فضل و نہ احمد نہ عون و نہ جعفر

نہ خدمت گزارے کہ بہر جنابش		بوقت سواری بگیرد رکابش

افسوس وہ سب اصحاب واقربا اور غلام باوفا خاک وخون مین غلطان زخمون سے چور چور ریگ گرم پر پڑے تھے فَلَمَّا سَمِعْنَ النِّسَاءُ هٰذِهٖ اٰثٰمَهٗ صَرَخْنَ مِنْ دَاخِلِ الْخِبَاءِ صَرْخَةً وَاحِدَةً وَارْتَجَتِ الْاَرْضُ بِصُرَاخِهِنَّ وَبَكَتِ الْاَطْفَالُ فِيْ حُجُوْرِهِنَّ وَبَكَتِ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ بِبُكَائِهِنَّ الغرض جب یہ آواز گریہ وبکا اور فریاد واستغاثہ مظلوم کربلا اہل حرم نے سنی تو وہ مخدرات عصمت یکبارگی اندر خیمون کے بیتاب ہوکر رونین اور فریاد کرنے لگین کہ شور گریہ وبکا سے اُنکے زمین کربلا کانپنے لگی اور اطفال خردسال گودمین اپنی ماؤن کے بلکنے لگے اور اُنکے رونے سے زمین وآسمان رونے لگے کیونکر مومنین یہ حال تو اہل حرم کا آواز گریہ وبکا اور استغاثہ مظلوم کربلا سنکر ہوا آہ جب وہ جناب بسبب زخمہاے کاری کے منہ کے بھل ذوالجناح سے زمین گرم صحرا پر گرے اور آواز قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ ؑ کی لشکر اعدا سے بلند ہوئی تو یہ سنکر اُن ستم رسیدون کا کیا حال ہوا ہوگا وَرَوَى السَّيِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَغَيْرُهٗ ثُمَّ تَوَجَّهَ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ اِلَى الْخِيَامِ وَقَالَ عَلَيَّ بِالنَّارِ اُحْرِقُهٗ عَلٰى مَنْ فِيْهِ اور سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ وغیرہ نے روایت کی ہی کہ اسی اثنا مین شمر لعین متوجہ ہوا طرف خیام اہل بیت خیر الانام کے اور وہ ناری کہنے لگا کہ مجھے آگ لادو کہ ان خیام کو اور جو اُنمین ہین جلادون فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا ابْنَ ذِي الْجَوْشَنِ

اَنۡتَ الدَّاعِیۡ بِالنَّارِ لِتُحۡرِقَ اَھۡلَبَیۡتِیۡ فَمَنَعَہُمُ الشَّبۡثُ بۡنُ رِبۡعِیۡ

یہ سنکر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ای شمر واے ہو تجہپر حمیت عرب کیا
ہوئی کہ تو آگ طلب کرتا ہی اسلیے کہ میرے اہل بیت کو جلا دے بس اُسوقت
شبث بن ربعی نے شمر لعین کو اس امر سے منع کیا حضرات یہ کلام شمر کا نسبت
اہل بیت کے جو امانت رسول خدا تھے کیا حال ہوا ہوگا قلب اقدس
مظلوم کربلا کا مگر بعد شہادت سید الشہدا غریب نینوے مقتول ظلم و جفا

سلوب العمامۃ والرداء

دُرِ یگانۂ دریاے مجمع البحرین		بخون طپیدۂ کرب و بلا امام حسین

علیہ السلام کے اشقیائے کوفہ و شام اور بنی امیہ نے اسباب لوٹ لیا
اور خیمون مین آگ لگائی اور اہل حرم کو مجمع عام مین بے پردہ کیا چنانچہ
معصوم زیارت ناحیۂ مقدسہ مین فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلَی النِّسۡوَۃِ الۡبَارِزَاتِ
سلام ہو اُن مخدرات عصمت پر جو کربلا مین بے پردہ کی گئین اور خیمون سے
بظلم و ستم نکالی گئین یُسَاقُوۡنَ کَالۡاِمَاءِ الۡمُسۡبِیَّاتِ فِی الۡبَرَارِیۡ
وَالۡفَلَوَاتِ آہ اُن بیکسون کو مثل کنیزون کے اسیر و مقید کرکے زمین
ناہموار اور صحرا مین لیے پھرے تَلۡفَحُ وُجُوۡھَھُمۡ حَرُّ الۡھَاجِرَاتِ افسوس
اُنکے چہرے اور رخسارے حرارت و تیزی آفتاب سے جلتے تھے اَیۡدِیۡھِمۡ
مَغۡلُوۡلَۃٌ اِلَی الۡاَعۡنَاقِ ہاتھ اُن ستم رسیدون کے گردنون سے مستحکم
باندھے تھے یُطَافُ بِھِمۡ فِی الۡاَسۡوَاقِ ہاے افسوس اعدا اُنکو بازار و کلی
پھراتے تھے آخر کار دربار یزید لعین مین پہونچایا چنانچہ بروایت ابو مخنف

بمارکربلا فرماتے ہین کہ اسوقت ہم بارہ نفر اہل بیت رسالت سے ایک ریسمان ستم مین بندھے تھے پس متوجہ ہوا یزید اپنے ملازمون کیطرف اور کہنے لگا کہ یہ اسیر کون کون ہین اُن اشقیانے ہر ایک کا نام و نشان بیان کیا آہ اب بقیہ روایت کس زبان سے بیان کرون مگر معصوم فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو اُس با عزت و غیرت پر جسکی ہتک حرمت کیگئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و چہارم

فِی الْمُنْتَخَبِ وَالْبِحَارِ عَنْ بَشَّارِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ اَبِیْ عَبْدِ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُوَ مُقِیْمٌ بِالْكُوْفَةِ فَرَاَیْتُ قُدَّامَهٗ طَبَقًا فِیْهِ رُطَبٌ طَبَرْزَدٌ وَهُوَ یَاْكُلُ مِنْهُ منتخب اور بحار الانوار مین بشار بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ کہا اُسنے حاضر ہوا مین خدمت با برکت مین اپنے سید و آقا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے جبکہ وہ جناب کوفہ مین مقیم تھے پس دیکھا مین نے کہ سامنے اُن حضرت کے ایک طبق رکھا ہے اور اُسمین رطب لذیذ ہین اور وہ جناب نوش فرما رہے ہین فَقَالَ یَا بَشَّارُ اُدْنُ فَكُلْ مِنْ هٰذَا الرُّطَبِ فَقُلْتُ هَنَّاكَ اللهُ بِهٖ وَجَعَلَنِیَ اللهُ فِدَاكَ فَقَالَ لِیْ لِمَ لَا تَاْكُلُ فَقُلْتُ قَدْ اَخَذَتْنِیَ الْغَیْرَةُ مِنْ شَیْءٍ رَاَیْتُهٗ فِی الطَّرِیْقِ اَوْجَعَ قَلْبِیْ وَاَهَاجَ حُزْنِیْ پس فرمایا اے بشار قریب آ کے تو بھی کھا یہ ارشاد سنکر

مین نے عرض کیا یا بن رسول اللہ حق سبحانہ تعالیٰ آپکو گوارا کرے اور مجھے
آپ پر فدا کرے فرمایا کیون نہین کھاتا ہی مین نے عرض کیا یا مولا اسوقت
دل میرا مکدر ہی اُس امر سے جو مین نے راہ مین دیکھا ہی جسنے میرے دل کو
دردناک کیا ہی اور میرے حزن کو زیادہ کیا فقال لی بحقی علیک
لما دنوت فاکلت قال فدنوت واکلت فقال لی ما حدث
بک قلت رایت جلوازا یضرب راس امرأۃ ویسوقها
الی الحبس وهی تنادی باعلی صوتها المستغاث باللہ ورسولہ
ولا یغیثها احد پس اُن حضرت نے فرمایا کہ تجھے قسم ہی میرے حق کی قریب
آکے میرے ساتھ رطب کھا راوی کہتا ہی کہ مین نے قریب جاکے رطب
کھانا شروع کیا پس فرمایا بیان کر کیا امر راہ مین دربیش ہوا مین نے
عرض کیا یا بن رسول اللہ مین نے دیکھا کہ سپاہی پیادہ کوتوالی کا ایک
عورت پر ظلم و ستم کرتا ہی اور سر پر اُسکے ضرب لگاتا ہی اور اُسکو قیدخانہ
کیطرف کھینچے لیے جاتا ہی اور وہ ستم رسیدہ باآواز بلند فریاد و استغاثہ کرتی
ہی اور خدا اور رسول کا واسطہ دیتی ہی اور کوئی اُسکی فریادرسی نہین کرتا ہی
فقال ولم فعل بها ذلک فقلت سمعت من الناس یقولون
انها عثرت فجرت وهی تمشی فقالت لعن اللہ ظالمیک
یا فاطمۃ فسمعها هذا الجلواز فصنع بها ما سمعت پس حضرت نے
فرمایا کہ کسلیے اُس پر یہ ظلم و ستم کیا گیا مین نے عرض کیا کہ لوگون سے سنا
مین نے وہ چلی جاتی تھی اثنائے راہ مین پتھر سے ٹھوکر کھا کر گری اُسی حال مین

کہا ای فاطمہ زہرا خدا اُن لوگون پر لعنت کرے جنھون نے آپ پر ظلم و ستم کیا
بس کلام اُس مومنہ کا اُس سپاہی نے سنکر یہ ظلم و ستم کیا جو آپ نے سنا
قَالَ فَقَطَعَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَكْلَهُ وَتَظَاهَرَ حُزْنُهُ وَلَمْ يَزَلْ
يَبْكِيْ حَتّٰى ابْتَلَّ مِنْدِيْلُهُ وَلِحْيَتُهُ وَصَدْرُهُ بِالدُّمُوْعِ وَقَالَ
نَغَّصْتَ عَلَيَّ يَا بَشَّارُ راوی کہتا ہی کہ یہ سنکر حضرت نے رطب سے
ہاتھ اُٹھا لیا اور کھانا ترک کیا اور حزن و ملال ظاہر ہوا اور بشدت روئے
یہانتک کہ رومال اور ریش اقدس اور سینۂ اطہر آنسوؤن سے تر ہوا
اور فرمایا ای بشار تو نے اس خبر سے ہمکو منغص کیا ہی حضرات مقام
غور ہی کہ جناب صادق علیہ السلام اُس مومنہ کا یہ حال سنکے بیتاب ہو کر
روئے حالانکہ وہ مومنہ عالم غربت و مسافرت مین نہ تھی نہ کئی روز کی
بھوکی پیاسی تھی نہ کوئی اُسکے عزیز و اقربا سے سامنے تشنہ لب ذبح ہوا تھا
نہ کسی نے اُسکے سر سے مقنع و چادر لی تھی نہ ریسمان ستم سے بندھی تھی نہ
کسیکے بچے اور ایتام ہمراہ تھے نہ اُسکے کسی عزیز کا سر سامنے تھا نہ کوئی
کلمات طعن کے کہتا تھا مگر افسوس ہزار افسوس حال بیکسی پر جناب
زینب و ام کلثوم کے کہ وہ ستم رسیدہ بعد شہادت اپنے عزیز و اقربا کے
کئی روز کی بھوکی پیاسی سر عریان بے مقنعہ و چادر مع بیبیان امام حسین
علیہ السلام کے ریسمان ظلم و ستم سے بندھی ہوئین دربار عام مین سامنے
ابن زیاد حاکم کوفہ کے کھڑی کی گئین اور وہ لعین کلمات طعن کے کہتا تھا
اور اُنکے برادر مظلوم کا سر اطہر سامنے رکھوا کر لب و دندان انور پر

چھری لگاتا تھا افسوس اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام طوق و زنجیر
مین جکڑے ہوئے اُنکی مصیبت پر زار زار رو رہے تھے آہ وہ حال دیکھکر
کیا صدمہ ہوا ہوگا ثُمَّ قَالَ یَا بَشَّارُ قُوْ بِنَا اِلیٰ مَسْجِدِ السَّھْلَۃِ فَنَدْعُو اللّٰہَ
عَزَّ وَجَلَّ وَنَسْأَلُہٗ خَلَاصَ ھٰذِہِ الْمَرْأَۃِ قَالَ وَوَجَّہَ بَعْضَ الشِّیْعَۃِ
اِلیٰ بَابِ السُّلْطَانِ وَقَالَ لَہٗ لَا تَبْرَحْ اِلیٰ اَنْ یَّاْتِیَکَ رَسُوْلُہٗ فَاِنْ
حَدَثَ سِرْ اِلَیْنَا حَیْثُ کُنَّا الغرض بعد اسکے حضرت صادق علیہ
السلام نے فرمایا ای بشار اُٹھو ہمارے ساتھ مسجد سہلہ مین چلو تا درگاہ الٰہی مین
دعا کرین اور اُس مومنہ کی رہائی کے لیے سوال کرین راوی کہتا ہے یہ فرماکر
اُن حضرت نے ایک شخص کو اپنے شیعون سے طرف دار الحکومت حاکم
کوفہ کے روانہ کیا اور اُس سے فرمایا کہ تم دروازہ پر کھڑے رہنا اور
وہان سے جدا ہونا تا اینکہ ہمارا آدمی آوے اور اگر اُس ضعیفہ پر کچھ
حادثہ ہو تو وہ ہمسے آکر بیان کرنا جہان پر ہم ہون قَالَ ثُمَّ سِرْنَا
اِلیٰ مَسْجِدِ السَّھْلَۃِ وَصَلّٰی کُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ رَفَعَ الصَّادِقُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَاءِ وَقَالَ اَنْتَ اللّٰہُ [illegible] فَخَرَّ سَاجِدًا
لِلّٰہِ سَاعَۃً لَا اَسْمَعُ مِنْہُ اِلَّا النَّفَسَ راوی کہتا ہے پس ہم سب اصحاب
ہمراہ اُن حضرت کے روانہ مسجد سہلہ ہوئے اور ہر شخص نے ہم مین سے
دو دو رکعت نماز حاجت پڑھی بعد اسکے حضرت صادق علیہ السلام نے
دست حق پرست طرف آسمان کے بلند کیے اور درگاہ الٰہی مین دعا کی
پس سجدہ مین گئے اور ایک ساعت تک سجدۂ باری مین رہے اُسوقت

مین نے کچھ آواز اُس جناب سے سوائے سانس لینے کے نہ سنی ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قُمْ یَا بَشَّارُ فَقَدْ اُطْلِقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ یَدِ الظَّالِمِ قَالَ فَخَرَجْنَا جَمِیْعًا فَبَیْنَمَا نَحْنُ عَلَی الطَّرِیْقِ اِذْ لَحِقَ بِنَا الرَّجُلُ الَّذِیْ وَجَّهَهُ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلٰی بَابِ السُّلْطَانِ فَقَالَ مَا الْخَبَرُ بعد اسکے حضرت نے سر اقدس سجدہ سے اُٹھا کر فرمایا شکر ہی اُس معبود کا جو وحدہ لاشریک ہی اور فرمایا ای بشار اُٹھو اُس مومنہ نے ظالم کے ہاتھ سے نجات پائی راوی کہتا ہی کہ یہ ارشاد سنکر ہم سب باہر آئے اور راہ مین کھڑے تھے کہ یکایک وہ شیعہ جسکو حضرت نے دروازہ حاکم پر بھیجا تھا آیا اور ہم سے ملحق ہوا پس حضرت نے اُس سے فرمایا کہ کیا خبر ہی قَالَ قَدْ اُطْلِقَتِ الْمَرْاَةُ فَقَالَ کَیْفَ کَانَ اِطْلَاقُهَا قَالَ لَا اَدْرِیْ وَلٰکِنِّیْ کُنْتُ وَاقِفًا عَلٰی بَابِ السُّلْطَانِ اِذْ خَرَجَ حَاجِبٌ فَدَعَاهَا وَقَالَ لَهَا مَا الَّذِیْ تَکَلَّمْتِ بِهٖ قَالَتْ عَثَرْتُ بِحَجَرٍ فَقُلْتُ لَعَنَ اللّٰهُ ظَالِمِیْكِ یَا فَاطِمَةُ فَفُعِلَ بِیْ مَا تَرَوْنَ اُس مرد شیعہ نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اُس مومنہ نے نجات پائی حضرت نے فرمایا کیونکر رہائی پائی اُس دیندار نے عرض کیا یا مولا یہ تو مین نہین جانتا ہون لیکن مین دروازہ حاکم پر کھڑا تھا کہ یکایک دربان اندر سے باہر آیا اور اُس مومنہ سے پوچھا کہ تو نے کیا کہا تھا اُسنے صاف بیان کیا کہ مین راہ مین پتھر سے ٹھوکر کھا کر گری تھی اُسوقت مین نے اتنا کہا

کہ اے فاطمہ زہرا خدا آپکے ظالمون پر لعنت کرے بس اتنی بات پر میرے ساتھ یہ سلوک کیا گیا جو تم دیکھتے ہو قال فاخرج مائتی درھم و قال خذی هذا المال واجعلی الامیر فی حل فابت ان تاخذها فلما رای ذلک منها دخل واعلم صاحبه بذلک ثم خرج اُس فرومایہ نے عرض کیا پس وہ دربان دو سو درہم لیکر باہر آیا اور اُس مومنہ سے کہا کہ اس مال کو لے اور حاکم کا قصور معاف کر یہ سنکے اُس ضعیفہ نے اُس مال کے لینے سے انکار کیا پس جب اُس دربان نے اُس مومنہ کا یہ حال دیکھا تو متحیر ہوکر اندر جاکے حاکم سے بیان بعد اسکے پھر باہر آیا اور اُس ضعیفہ کو رخصت کیا حضرات سُنا آپنے کہ وہ مومنہ ببرکت دعاے جناب صادق علیہ السلام کے اسیری سے رہا ہوئی اور حاکم طالب عفو قصور ہوا مگر افسوس ہزار افسوس بیکسی پر جناب زینب کی کہ جب وہ مخدومہ مع اہل بیت امام حسین علیہ السلام کے دربار یزید لعین مین بظلم و ستم اشقیاے کوفہ و شام اسیر ہوکر آئین اور گفتگو سخت ہوئی تو اُس شقی نے چاہا کہ اُن معظمہ کے قتل کا حکم دے اُسوقت امام زین العابدین علیہ السلام کی نظر مین تمام عالم تیرہ و تاریک ہوا اور یزید سے سخت گفتگو ہوئی اُس لعین نے اُن حضرت کے قتل کا حکم دیا یہ ظلم عظیم دیکھکر سب اہل حرم اور بچے کانپتے تھے اور زار زار روتے تھے اور اُنکے رونے سے حاضرین دربار بھی رونے لگے اُسوقت ایک شامی نے یزید سے کہا کہ اے یزید اس بیمار کے قتل سے باز آ ورنہ تو ہلاک ہوگا آخر کار وہ لعین قتل سے باز رہا اور بعوض عذر

عفو و قصور کے مسرور ہو کر اہل بیت اطہار کو ایسے مکان تنگ اور بوسیدہ اور
بے فرش و سقف میں قید کیا جو دن کی دھوپ اور رات کی شبنم سے محفوظ
نہ تھا جسکے سبب سے اُن ستم رسیدوں کے چہروں کے پوست متغیر ہو گئے
تھے اور اُس مدت قید میں کوئی خبر گیران آب و طعام سے بھی نہ تھا
یہانتک کہ اُس قید خانہ میں ایک یتیمہ نے روتے روتے انتقال کیا ہائے
افسوس کیا کیا ظلم و ستم گذرے اہل بیت مظلوم کربلا پر کہ جنکی حد و انتہا
نہیں ہے فَقَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَبَتْ اَنْ تَاْخُذَ الْمِائَتَىْ
دِرْهَمٍ قَالَ نَعَمْ وَهِيَ مُحْتَاجَةٌ اِلَيْهَا ثُمَّ اِنَّ الصَّادِقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اَخْرَجَ مِنْ جَيْبِهٖ صُرَّةً فِيْهَا سَبْعَةُ دَنَانِيْرَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ غَيْرُهَا
وَقَالَ اذْهَبْ اَنْتَ بِهٰذِهٖ اِلٰى مَنْزِلِهَا فَاَقْرَأْهَا مِنِّي السَّلَامَ
وَادْفَعْ اِلَيْهَا هٰذِهِ الدَّنَانِيْرَ الغرض جناب صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ کیا اُس مومنہ نے اُن دو سو درہم کے لینے سے انکار کیا اُس
مرد شیعہ نے عرض کیا کہ ہاں ای مولا حالانکہ اُسکو طرف اُن درہموں کے
نہایت احتیاج تھی اور وہ بہت محتاج تھی یہ سنکر جناب صادق علیہ
السلام نے اپنی جیب سے ایک کیسہ نکالا اُسمیں سات اشرفیاں تھیں
کہ سوائے اُسکے اور کچھ اُن حضرت کے پاس نہ تھا اور فرمایا کہ یہ لیکر
تو اُس مومنہ کے مکان پر جا اور اُسکو ہماری طرف سے سلام کہدینا
اور یہ دینار اُسکے حوالہ کرنا قَالَ فَذَهَبْنَا جَمِيْعًا فَقَرَأْنَاهَا مِنْهُ السَّلَامَ
فَقَالَتْ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ اَقْرَأَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّلَامَ فَقُلْتُ لَهَا

رحمک الله ابی وامّی ان جعفر بن محمد علیهما السلام قرأک
السلام و بشارۃ کہتا ہی پس ہم سب اسکے مکان پر گئے اور اُس مومنہ کو حضرت کا
سلام پہنچایا یہ سنکر وہ نہایت اعتقاد و کہنے لگی کہ تمکو قسم ہی خدا کی کیا میرے آقا
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ کنیز کو سلام فرمایا ہی مین نے
کہا ای مومنہ حق سبحانہ تعالی تجھپر رحم کرے ہان قسم بخدا اُن حضرت نے
تجکو سلام فرمایا ہی فشقت جیبها و وقعت مغشیة علیها پس یہ سنکر
گریبان اپنا چاک کیا اور غش کھا کر گر پڑی قال فصبرنا حتی افاقت
وقالت اعدها علیّ فاعدناها علیها حتی فعلت ذلک ثلثا
راوی کہتا ہی پس ہمنے صبر کیا اور ٹھہرے رہے یہانتک کہ اُس مومنہ کو
غش سے افاقہ ہوا اُسوقت کہنے لگی کہ پھر بیان کرو پس ہمنے دوبارہ
بیان کیا یہانتک کہ اُسکا تین مرتبہ یہی حال ہوا ثم قلنا لها یا امة
الله خذی هذا ما ارسله الیک سیدی وابشری بالجنة
بعد اسکے ہمنے اُس سے کہا کہ ای کنیز خدا لے جو کچھ کہ ہمارے سید و آقا نے
تجھے عطا فرمایا ہی اور بشارت ہو تجھے جنت کی فاستبشرت وشکرته
علی ذلک فاخذته منا وقالت اسئلوه ان یستوهب امته
من الله فما اعرف احدا اتوسل به الی الله اکثر منه ومن
ابائه واجداده علیهم السلام پس وہ مومنہ یہ خوشخبری سنکر
نہایت خوش و مسرور ہوئی اور اُن حضرت کی اس بشارت و عطیہ پر
شکر گذار ہوئی اور وہ عطیہ ہمسے لیکر کہنے لگی کہ میری طرف سے حضرت کی

خدمت بابرکت مین عرض کرنا کہ اس کنیز کو حق سبحانہ تعالی سے مانگ لین یعنے ببرکت اُن حضرت کے حق تعالی مجھے بخشدے کیونکہ مین کسیکو نہین جانتی ہون جسکا ذریعہ اپنی شفاعت مین پیش خدا قرار دون سوائے اُن حضرت اور اُنکے آبا و اجداد طاہرین علیہم السلام کے قال فرجعنا الی ابی عبد اللہ علیہ السلام فحدثناہ بما کان منہا فجعل یبکی و ینتحب لہا بسیار کہتا ہو پس ہم سب خدمت بابرکت مین اپنے آقا حضرت صادق علیہ السلام کے واپس آئے اور یہ سب حال اور التماس اُس مومنہ کا عرض کیا یہ سنکر حضرت رونے لگے اور اُسکے لیے دعائے خیر فرمائی حضرات تصور کیجیے کیسی عطوفت اور الفت و شفقت تھی حضرات ائمہ طاہرین علیہم السلام کو اپنے شیعون کے حال پر اُنکا ادنی رنج و غم سنکے بیتاب ہوتے تھے اور حل مشکلات فرماتے تھے لعنت خدا کی اسیر اور بنی عباس پر کہ اُن اشقیائے انواع و اقسام کے ظلم و ستم اُن پیشوایان دین پر کیے آہ بعض کو بیکر و دغا قتل کیا اور بعض کو زہر دیکر شہید کیا اور ایسا آوارہ وطن کیا کہ وہ خاصان خدا بعد شہادت کے ایک جگہ دفن نہ ہوئے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

وقبورھم شتّی بکل محلۃ		وبیوتھم للبوم فیھا مرقد

اُنکی قبرین اُن حضرات کی قبرین متفرق مقامات مین ہین اور ایک دوسرے سے جدا دفن ہوئے اور اُنکے گھرون مین وہ جانور مقیم ہوئے جو ویرانہ مین رہتے تھے ؎

فبارضٍ سامرا وبغداد ثوی	بعض وبعضٌ فی الغری ملحد

آہ بعضے نجف اشرف میں بعضے زمین بغداد میں اور بعضے زمین سامرہ میں دفن ہوئے

قبر بطوسٍ والبقیع وطیبۃ	وبکربلا بعض الذین استشہد

ہائے افسوس کسیکی قبر زمین طوس میں اور کسیکی مزار بقیع اور مدینہ طیبہ میں ہی اور بعضے صحرائے کربلا میں تشنہ لب شہید ہوئے اور اسی بیابان میں دفن ہوئے آہ وہ مظلوم کربلا غریب نینوی مقتول ظلم و جفا مسلوب العمامۃ والردا جناب سید الشہداء ہیں جنکی لاش اطہر بے سر اقدس کے تیسرے دن دفن ہوئی جیسا کہ معصوم زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرماتے ہیں السلام علی من تولے دفنہ اہل القری سلام ہو اس غریب الوطن و مسافر پر جسے اہل قریہ و دیہات نے رحم کھا کر دفن کیا آہ مومنین لاش اطہر تو بعد کئی روز کے دفن ہوئی مگر افسوس کہ یہی حال یا سر اقدس کے کہ وہ ساتھ بدن انور کے دفن نہوا بلکہ نوک نیزہ پر بلند کیا گیا اور بازاروں پھرایا گیا یہاں تک کہ سامنے یزید لعین کے بطور ہدیہ پیش کیا گیا اور وہ ملعون بکمال سرور لب و دندان انور پر چھڑی لگاتا تھا چنانچہ معصوم فرماتے ہیں السلام علی الثغر المقروع بالقضیب سلام ہو ان لب و دندان انور پر جنپر چھڑی لگائی گئی الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس پنجاہ و پنجم

فی الکافی وغیرہ عن الصادق علیہ السلام انہ قال لرجلٍ من

الشیعۃ انتم اھل الرضا عن اللہ عزوجل برضاہ عنکم والملائکۃ اخوانکم فی الخیر فاذا اجتھدتم ادعوا واذا غفلتم اجتھدوا وانتم خیر البریۃ دیارکم لکم جنۃ قبورکم لکم جنۃ للجنۃ خلقتم وفی الجنۃ نعیمکم والی الجنۃ تصیرون کافی وغیرہ میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے ایک مرد شیعہ سے کہ تم اہل رضا ہو کہ حق سبحانہ تعالےٰ تم شیعوں سے راضی و خوشنود ہے اور ملائکہ تمھارے برادر ایمانی ہیں اور امور خیرات میں شریک تمھارے اور معین و مددگار رہیں پس جسوقت تم مصروف خیر ہو مشغول دعا ہو اور جسوقت غافل ہو اُسوقت کوشش کرو اپنے تئیں غفلت سے نکالو اور تم شیعہ ہمارے خیر البریہ یعنے بہترین خلائق ہو شہر تمھارے تمھارے لیے جنت ہیں قبریں تمھاری بمنزلہ جنت کے ہیں اور جنت ہی کے لیے تم خلق کیے گئے ہو اور جنت میں تمھاری نعمات ہیں رجوع تمھاری طرف بہشت کے ہے وفی المحاسن عن الباقر علیہ السلام انہ قال ھم شیعتنا اھل البیت جزاؤھم عند ربھم جنات عدن تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ لانہ بلغھم اقصی امانیھم ذلک لمن خشی ربہ فان الخشیۃ ملاک الامر والباعث علی کل خیر اور محاسن برقی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا اُن حضرت نے کہ خیر البریہ سے مراد ہم اہل بیت رسالت کے

شیعہ ہیں کہ جزا اُنکی اُنکے رب کے نزدیک حق سبحانہ تعالے کے جنات عدن یعنی باغہاے
جنت ہیں اُنکے نیچے نہریں جاری ہیں کہ ہمیشہ ہمارے شیعہ جنت میں
رہیں گے ہمیشہ حق سبحانہ تعالے اُنسے راضی و خوشنود ہوا اور وہ بھی
اپنے پروردگار سے راضی ہوئے اسوجہ سے کہ جناب احدیت نے اپنے
فضل و کرم سے اُنکو اُنکی غایت آرزوؤن اور امیدون کو پہونچایا
جیسا کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ یہ ثواب واسطے اُس شخص کے ہے جو خوف
کرے اپنے پروردگار سے اسلیے کہ خوف خدا اصل چیز اور عادت مستقرہ
کا باعث ہوتی ہے ہر خیر و خوبی کی حضرات مقام شکر ہے کہ یہ مرتبہ ہم
دوستداران حضرات ائمہ ہدیٰ کو اُن حضرات کے طفیل و برکت سے
حاصل ہے اور ہمکو حق سبحانہ تعالی نے اُس گروہ سے خلق کیا کہ جو خیر البریۃ
ہیں وفی ریاض المصائب وغیرہ ان النبی صلعم دخل یوما علی
علی بن ابیطالب علیہ السلام فقال علیہ السلام ما رایتک
اقبلت علی مثل ھذا الاقبال اور ریاض المصائب و
معالم الزلفی وغیرہ مین منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ و آلہ خوش و مسرور داخل دولتسراے حضرت امیر المومنین
علی بن ابیطالب علیہ السلام ہوئے پس اُن حضرت نے عرض کیا یا
رسول اللہ آج جسطرح آپ تشریف فرما ہوئے ہیں اسطرح سے
کبھی میں نے آپکو تشریف لاتے نہیں دیکھا ہے فقال حبیبی الا اُبشرک
اعلمک ان فی ھذہ الساعۃ نزل علی جبرئیل و قال لی الحق

يُقْرِئُكَ السَّلَامُ وَيَقُولُ ابْشِرْ عَلِيًّا وَشِيعَتَهُ إِنَّ الْمُطِيعَ وَالْعَاصِيَ مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ اسوقت مین اسواسطے تمہارے پاس آیا ہون کہ تمکو بشارت دون اور ایک مژدہ سناؤن آگاہ ہو کہ ابھی جبرئیلؑ بحکم رب جلیل میرے پاس آئے اور مجھسے کہا کہ حق سبحانہ تعالیٰ بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہی کہ ای حبیب ہمارے علیؑ اور انکے شیعون کو بشارت دو تحقیق کہ ہر نیک و بد انکے شیعون سے اہل جنت ہی اور ایک حدیث مین یہ فقرہ وارد ہی کہ محال ہی درجہ انکا جنت مین مساوی ہو بلکہ مرتبہ مین انکے ضرور فرق ہوگا فَلَمَّا سَمِعَ مَقَالَتَهُ خَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ شَهِدَ اللَّهُ عَلَيَّ أَنِّي وَهَبْتُ نِصْفَ حَسَنَاتِي لِشِيعَتِهِ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ شَهِدَ اللَّهُ عَلَيَّ أَنِّي وَهَبْتُ لِشِيعَتِهِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِصْفَ حَسَنَاتِي وَقَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَيْضًا مِثْلَهُمَا غرضکہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے یہ بشارت زبان اقدس جناب رسالتمآبؐ سے سنی تو فوراً سجدہ شکر بجالائے بعد اسکے دونون دست حق پرست طرف آسمان کے بلند کرکے فرمایا کہ خدا شاہد ہی اس بات پر کہ مین نے اپنے نصف حسنات اپنے شیعون کو ہبہ کیے یہ سنکر جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام دختر خیر الانام نے فرمایا کہ خدا شاہد ہی کہ مین نے بھی اپنے نصف حسنات شیعیان علی بن ابیطالب علیہ السلام کو ہبہ کیے

یہ سنکر فرزندان رسول الثقلین جناب حسنین علیہما السلام نے بھی مثل اپنے
والدین کے اپنے اپنے نصف حسنات شیعوں کو ہبہ کیے فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ ما انتم باکرم منی اشہد اللہ علی انی وہبت
لشیعۃ علی نصف حسناتی فاوحی اللہ عز وجل الی رسولہ
ما انتم باکرم منی انی غفرت لشیعۃ علی ومحبیہ ذنوبھم
پس یہ سخاوت اپنے اہل بیت کی دیکھکر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ نے فرمایا کہ ای آل عبا تم مجھسے کریم تر نہین ہو خدا شاہد ہی اس بات پر
کہ مین نے بھی اپنے نصف حسنات شیعیان علی کو عطا کیے اسوقت دریاے
رحمت الہی جوش مین آیا اور اپنے حبیب ورسول کو وحی کی کہ تم سب
ہمسے زیادہ کریم وجواد نہین ہو تحقیق کہ ہمنے شیعیان و دوستداران
علی کو بخشدیا اور انکے گناہونکو محو کیا اور دوسری حدیث مین یہ فقرہ وارد
ہوا ہی کہ حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہین ہم اہل بیت رسالت پر
ہمارے شیعون کا حق ہی کیونکہ وہ بسبب ہماری ولایت ومحبت کے ہمارے
اعدا سے اذیت وتکلیف اور رنج والم اٹھاتے ہین سبحان اللہ یہ مرتبہ
ہی شیعیان ودوستداران حضرت امیرالمومنین یعسوب الدین وصی
اور خلیفۂ بلافصل حضرت سید المرسلین اور ائمۂ طاہرین علیہم السلام کا
علاوہ ہمہ عطوفت ورافت اور الفت ومحبت ائمۂ ہدی اسکے دوام
بزرگ وسیلۂ اعظم نجات کے خاص ہم شیعون کے حصہ مین ہین جیساکہ
شاعر کہتا ہی ع

ولا ہیچ دانی کہ در نشئتین	خلاص و نجات بہر شور و شین
دو امر عظیم است قدرش بدان	ولای علیؑ و بکا بر حسینؑ

مگر شیعہ اور محب ہونا شرط ہی اور شیعہ دراصل وہ ہی جو بعد معرفت الٰہی کے اطاعت و پیروی کرے جناب رسول خدا اور ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی اور پیروان ایمانی کے ساتھ تواضع کرے الغرض ہر مکلف کو اطاعت و پیروی حضرات ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی واجب و لازم ہی اور جو احکام شرع اور امر و نہی اُن حضرات نے موافق حکم خدا و رسول کے فرمائے ہیں اُنکو عمل میں لانا ضرور ہی ورنہ خالی ادعا کچھ کام نہ آئیگا اسلیے کہ معصوم فرماتے ہیں جو شخص ہماری شفاعت پر تکیہ کرکے مصروف ہو نافرمانی خدا و رسول میں اور دعوی کرے کہ وہ ہمارے شیعوں میں سے ہی قسم بخدا وہ اپنے دعوے میں کاذب ہی اور ہرگز اُسکو ہماری شفاعت نصیب نہوگی چنانچہ بحار الانوار میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ آخر حدیث رجعت میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا اُن حضرت نے کہ ای مفضل اس حدیث مسرت کو نااہل سے بیان نہ کرنا ایسا نہو کہ بسبب استماع ایسے احادیث کے اجازت معاصی کی سمجھکر عبادت خدا کو ترک کرے فَلَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَتُنَا لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُولُ لَا یَشْفَعُونَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی پس اُن تارکِ عبادت اور فاعلِ معصیت کو ہماری شفاعت کچھ نفع نہ کریگی اسلیے کہ حق سبحانہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہی شفاعت نہ کرینگے

شفیع

کرنے والے مگر اسکی جو لائق و پسندیدہ ہو اور بعض مفسرین نے لکھا ہے
کہ عاصی بعد توبہ کے لائق شفاعت ہوگا اگر توبہ اسکی لائق قبولیت کے ہو
اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے جابر
رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر آیا اس شخص کو یہی کافی ہے جو ہمارے تشیع کا
دعوے کرکے کہے کہ میں دوستدار اہل بیت رسالت کا ہوں قسم بخدا شیعہ
ہمارا نہیں ہے مگر وہ شخص کہ جو معصیت الٰہی سے پرہیز کرے اور عبادت خدا
بجا لائے اور خداوند عالم سے تقرب حاصل نہیں ہوتا ہے مگر اسکی طاعت
و عبادت سے اور کسیکی برات نجات اور نوشتہ اجازت آتش جہنم سے
محفوظ رہنے کا ہمارے پاس نہیں ہے اور نہ کسیکو خداوند عالم سے قرابت ہے
پس جو شخص کہ مطیع خداوند عالم ہے اور اسکے حکم پر عمل کرتا ہے وہ ہمارا دوست
ہے اور جو شخص کہ معصیت و نافرمانی خدا کرے وہ ہمارا دشمن ہے اور کسی
شخص کا ہاتھ ہماری ولایت و دوستی تک نہیں پہونچتا ہے بغیر طاعت خدا
اور ہماری فرمانبرداری کے اور بغیر پرہیزگاری کے معصیت الٰہی سے
اور اسیطرح بغیر پرہیزگاری کے ہماری نافرمانی سے اور بحار الانوار
میں یاسر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ زید بن حضرت امام موسی کاظم علیہ
السلام نے مدینہ میں خروج کیا اور گھروں میں لوگوں کے آگ لگائی
اور قتل کیا یہ سنکر مامون رشید نے کچھ لوگوں کو بھیجا انکو گرفتار کیا
جب مامون کے پاس لائے تو اسنے حکم دیا انکو انکے بھائی ابوالحسن
علی بن موسی الرضا علیہما السلام کے پاس لیجاؤ جب ان حضرت کی

خدمت میں حاضر کیا تو حضرت نے بہت وعظ و نصیحت فرمائی اور ملامت
کی اور غضب خداوند قہار سے ڈرایا اور فرمایا ای زید تو نے گمان کیا ہے
کہ تو اسے خدا کو بسبب معصیت و نافرمانی خدا کے پاویگا یہ گمان تیرا غلط ہے
یہ سنکر زید نے عرض کیا کہ میں آپکا بھائی اور آپکے پدر بزرگوار کا فرزند
ہوں یعنی غرض اسکی یہ تھی کہ مجھے معصیت کیا ضرر پہونچائیگی یہ سنکر حضرت
امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو جبتک کہ اطاعت
خدا کرتے ہو کیا تمنے نہیں سنا ہے اِنَّ نُوحًا قَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ
اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ تحقیق کہ حضرت
نوح علیہ السلام نے جناب احدیت میں عرض کیا اور شفاعت کی اپنے
فرزند کی جبکہ وہ غرق ہونے لگا کہ ای پروردگار میرے تحقیق کہ فرزند
میرا میرے اہل سے ہے اور وعدہ تیرا حق ہے اور تو صادق الوعد ہے
کہ تو نے وعدہ نجات کا میرے اہل کے فرمایا ہے اور تو احکم الحاکمین
اور ارحم الراحمین ہے فَقَالَ اللهُ تَعَالٰی یَا نُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ
اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَاَخْرَجَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ اَنْ یَّكُوْنَ مِنْ
اَهْلِهٖ بِمَعْصِیَتِهٖ پس حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ای نوح تحقیق کہ وہ
تیرے اہل سے نہیں ہے بدرستیکہ وہ نافرمان و بدکردار ہے حضرت
فرماتے ہیں کہ پس خداوند عالم نے پسر حضرت نوح نبی اللہ کو بسبب
معصیت و نافرمانی کے اہل نوح علیہ السلام سے خارج کیا اللہ اکبر
ہو نہیں یہ حال ہوا اولاد انبیاے عالی مقام کا تو اوروں کو کیا محل

کلام ہے پس حضرات شریف و نجیب اور بزرگ وہی ہے جو عبادت خدا اور
اطاعت رسول خدا اور فرمانبرداری ائمۂ ہدیٰ کرے اگرچہ حق سبحانہ تعالیٰ
رحمان و رحیم اور غفار و ستار ہے مگر جبار و قہار بھی ہے دنیا محل امتحان ہے
جو جیسا عمل کریگا ویسا ہی پائیگا پس آیات قرآن و احادیث سے ثابت
ہے کہ تارک عبادت خدا اور اطاعت و فرمانبرداری جناب رسول خدا
اور ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام مستحق شفاعت کا نہیں ہے پس وا بے بر حال
اُسکے جو اُن حضرات کا حق غصب کرے اور اُنکو بکمال بغض و عداوت
اور نفاق و حسد کے قتل کرے اور زہر دے جیسا کہ اشقیائے امت نے
کیا کہ حضرات ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو
زہر دیا اور جناب سید الشہدا مظلوم کربلا غریب نینوا بے مسلوب
العمامۃ والرداء

بخون طپیدۂ کرب و بلا امام حسین		دُر یگانۂ دریائے مجمع البحرین

علیہ السلام کو مہمان بلا کر بہ علقمہ پر تین دن کا بھوکا پیاسا مع اصحاب
و اقربا اور اطفال شیرخوار کے روز عاشورا ہر طرف سے گھیر کے
کس ظلم و ستم سے شہید کیا جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

شورِ عاشورا مرا در جان فتاد	جان میانِ آتش سوزان فتاد
گر نویسم شمۂ زان ماجرا	آتش افتد در تمام ماورا
گر بگویم آفتاب است آنجناب	کے بود صدپارہ جسم آفتاب
سر بر روئے نیزہ ہمچون آفتاب	آفتاب از روئے او شد در حجاب

ای دریغ از آن بدنہاے لطیف	ای دریغ از آن جوانان شریف
ای دریغ از اکبر ناکام او	وز عطش خشکیدہ گشتہ کام او
ای دریغ از اصغر بے شیر او	جان فداے طفل بے تقصیر او
ای دریغ از آن علمدار رشید	جان فداے جان عباسؑ شہید
ای دریغ از قاسم نوکد خدا	بستہ از خون دست و پایش را حنا
ای دریغ از پیکر عریان او	پیکرے در خاک و خون غلطان او
ای دریغ از دختران مصطفےؐ	بستۂ قید اسیری از جفا
ای دریغ از زینبؑ و کلثوم او	وز سکینہ طفلک مظلوم او
در بدر بر ناقۂ عریان سوار	چون اسیران فرنگ و زنگبار

الغرض تاریخ واقدی اور اعثم کوفی میں یوں منقول ہے کہ اُسوقت وہ اسیران جور و جفا بدرد و بکا مدینہ منورہ اور نجف اشرف کیطرف متوجہ ہوکر فریاد کرتے تھے یا رسُولَ اللّٰہِ یا عَلِیَّ الْمُرْتَضٰی یا فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ یا حَسَنَ الْمُجْتَبٰی اُنْظُرُوْا اِلَیْنَا وَانْصُرُوْنَا ای فریاد رس بیکسان یا رسول اللہ ای علی مرتضےٰ ای فاطمہ زہرا ای حسن مجتبےٰ ہمارے حال تباہی کو ملاحظہ فرمائیے اور ہماری نصرت و مدد کیجیے کہ ہم دست ظلم اعدا میں گرفتار ہیں مومنین یہ حال تباہی اہل بیت رسالت کا کوفہ و شام میں تھا اور مدینہ کی تباہی و بربادی کس زبان سے بیان ہو کہ جیسا وہ خانۂ نبوت و امامت ویران ہوا چنانچہ شاعر کہتا ہے

وَقَفْتُ عَلٰی دَارِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍؐ	فَاَلْفَیْتُہَا قَدْ اَقْفَرَتْ عَرَصَاتُہَا

جب وارد ہوا مین دولتسرائے رسول خدا جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ
وآلہ پر مدینہ منورہ مین تو دیکھا مین نے کہ دیوارین اور مکانات اُسکے
ویران وخراب ہوئے ہین حضرات تصور کیجئے کہ یہ کس گھر کا ذکر ہے آہ
آہ یہ وہ گھر ہے کہ جسکی دربانی کا فخر ومباہات ملائکہ کرتے تھے جہان
وحی خدا نازل ہوتی تھی ○

وَاَمسَت خَلاءً مِن تِلاوَةِ قارِئٍ　|　وَعُطِّلَ مِنها صَومُها وَصَلوتُها

اور دیکھا مین نے کہ وہ خانۂ شرافت قرآن پڑھنے والون سے خالی
ہوگیا ہے اور روزہ رکھنے والون اور نماز گذارون سے معطل
ہوگیا ہے ○

وَکانَت مَلاذَ الاَیتامِ وَجُنَّةً　|　مِنَ الخَطبِ یَغشی المُعتَفینَ صِلاتُها

اور وہ گھر جائے پناہ اور نگاہ دارندۂ خلق تھا سختیون سے اور
حاجتمندان اور محتاجون اور سائلون کو اُس گھر سے بخشش ہوتی تھی اور
ایتام اور بیوہ زنون کی پرورش ہوتی تھی

فَاَقوَت مِنَ السّاداتِ مِن آلِ هاشِمٍ　|　وَلَم یَجتَمِع بَعدَ الحُسَینِ شَتاتُها

پس وہ گھر سادات بنی ہاشم سے خالی ہوگیا اور بعد شہادت امام
علیہ السلام کے تو ایسا ویران ہوا کہ پھر کبھی آباد نہوا آہ مومنین
کیونکر پریشانی اُس گھر کی جاتی جس گھر سے اٹھارہ بنی ہاشم اور تقریبے
بائیس جوانان علوی وہاشمی جنکا مثل ونظیر روئے زمین پر نہ تھا
ایک دن مین تشنہ لب شہید ہوجاوین اور بچے شیرخوار تک تیر ستم سے

ذبح ہوئے ؎

علےٰ فقدہم ما تنقضی زفراتہا		فعینی لقتل السبط عبری ولوعتی

پس بسبب قتل ہونے فرزند رسول کے میری آنکھون سے اشک حسرت جاری رہینگے اور ہمیشہ اُن جوانان ہاشمی کے مفقود و گم ہونے سے جگر میرا کباب رہیگا اور دل میرا اُنکے مصائب پر ہمیشہ جلتا رہیگا ہائے افسوس کس کس دعا سے اُنکو اشقیا نے مہمان بلا کر کربلا مین تشنہ لب شہید کیا ؎

اما آن ان تفنی اذا حسراتہا		فیا کبدی کم تصبرن علے الاذی

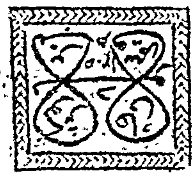
پس اے جگر کبتک تو ان اذیتون اور مصیبتون پر صبر کریگا آیا وقت اسکا نہین آیا کہ حسرت تیری تمام ہو وے الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

تمت بالخیر

بیشتر از عمر بپایان رسید		شکر کہ این نامہ بعنوان رسید

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علے سید المرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین و لعنۃ اللہ علے اعدا ئہم وغاصبی حقوقہم اجمعین الےٰ یوم الدین ؎

ہا تنا من لدنک غفرانا		ربنا اغفر لنا خطایانا





قطعۂ تاریخ ختم کتاب مستطاب نہر المصائب از نتائج طبع رسا و فکر و ذہن زکا جناب محمد مرزا صاحب خوشنویس جو کاتب کتاب ہذا متخلص بہ طیب تلمیذ جناب سید عباس حسن صاحب المتخلص بہ فصاحت دام مجدہ العالی

مولوی صاحب اہل زہد و رع
جمع کردہ ہمہ روات صحیح
معتبر ہست بیشک این تالیف
پئے تاریخ ختم طیب گفت

زائر مرقد امام امم
چہ کنند مدح این زبان قلم
علما کردہ بر سند خاتم
این کتابیست پر ز حزن و الم
سنہ ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب مستطاب نہر المصائب از نتیجۂ فکر ذکیہ ذہن وقاد و طبع نقاد و بتوفیقات ایزدی موفق جناب السید صادق صاحب ابن المرحوم السید عسکری شاہ صاحب رحمۃ اللہ المتخلص بہ صداقت ارشد تلامذۂ عالی مرتبت و الا منزلت جناب حکیم لکھنوی زاد حشمتہ العالی کہ از ہر مصراعش سنہ ۱۳۰۶ ہجری برمی آید

طبع شد این کتاب شیون و حزن
سنہ ۱۳۰۶ھ

شد عیان بحث دین بر اہل جہان
سنہ ۱۳۰۶ھ

این کتابست بحر حزن و ودلع
سنہ ۱۳۰۶ھ

این کتابست آب نہر جنان
سنہ ۱۳۰۶ھ

خلج قاسم علی پاک سرشت
سنہ ۱۳۰۶ھ

شکل تصنیف کرد از دل و جان
سنہ ۱۳۰۶ھ

تا ابد سینۂ صداقت گفت سنہ ۱۳۰۶	وفتر ماتم امام جہان سنہ ۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب مستطاب لاجواب نہر المصائب مجلد سوم طبعزاد والا نژاد عمدۃ الشعرا زبدۃ الکملا حاج الحرمین الشریفین زائر مراقد حضرات ائمہ کونین خوش خلق و نیک سیر جناب حاج علی محسن خان صاحب متخلص بہ انور دام حشمتہ و زاد قدرہ

جو کہ ہی اس کتاب کا بانی
تین جلدیں لکھیں مصائب میں
جو کتاب ایسی اب کوئی لکھے
معتبر ہیں روایتیں ایسی
الغرض تیسری چھپی جب جلد
ہو تاریخ عیسوی انور
نظم کی مختصر ہیں یہ تاریخ
چاہیئے قطع ہو سر اعدا

خوش رہے اور خرم تا وہ جیے
حق نے کیا حوصلے ہیں انکو دیے
سالہا سال خون دل وہ پیے
عالموں نے نہیں کلام کیے
مجھکو احباب نے پیام دیے
بیٹھے کیا تم ہو منھ کو اپنے سیے
زخم سب قلب شاعری کے سیے

باب خوبی حدیث خوان کے لیے
سنہ ۱۸۸۹ع

قطعہ تاریخ طبع نہر المصائب طبعزاد جناب محمد مرزا صاحب کاتب کتاب ہذا متخلص بہ طیب دام مجدہ و زاد قدرہ

نگر مولوی صاحب از جہد و کوشش بدل گشت مطبوع اہل بصیرت	چو تالیف کرد این کتاب عجائب سراسر مبرا ز نقص معائب

پئے سال ہجری رقم کرد طیب
به تزئین چه شد طبع نہر المصائب
سنہ ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب ہذا از نتائج افکار جناب حیدر مرزا صاحب حیدر تخلص
تلمیذ رشید جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت دام مجدہ

ہوئی ہے جو طبع جو نہر المصائب کی کتاب
اسی کا تیسرا حصہ ہے یہ با آب و تاب
بہت صحیح روایات درج ہیں اسمیں
جو اہل علم ہیں وہ شوق سے نہ کیوں دیکھیں
برائے سال مری طبع نے جو خواہش کی
حروف سہمہ میں فوق مجھکو فکر ہوئی
تو آئی کان میں ناگہ صدائے ہاتف غیب
ریاض ماتم سبط نبی یہ ہے لا ریب
سنہ ۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ ختم طبع کتاب ہذا از نتائج فکر رسا ذہین صفا والا شان
یعقوب علیخان صاحب المتخلص بہ نصرت دام مجدہ

مولوی قاسم علی تالیف کرد
نسخۂ نہر المصائب سیدہ را
طبع شد از فضل خلاق جہان
خوشخط و خوش وضع و کاغذ خوشنما
بہر تاریخش چو نصرت فکر کرد
ناگہان از غیب آمد این صدا

خذ برائے صوری و ہم معنوی
یکہزار و سہ صد و شش سال را
سنہ ۱۳۰۶ھ

خاتمة الطبع

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و مدح سید الاوصیا و ائمہ ہدی بخدمت
عزاداران و ذاکران مظلوم کربلا غریب نینوی مسلوب العمامۃ و الردا
کشتۂ دغا مقتول ظلم و جفا خامس اصحاب کسا حضرت سید الشہدا علیہ آلاف
التحیۃ و الثنا فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین سلام اللہ علیہ و آلہ
الطاہرین التماس ہی کہ گو آپکے قلوب ہموم اور دلہاے محزون و مغموم کی
یاد دہانی کے لیے بہت سی کتابین مصائب اُن حضرت مین کتب عربی و فارسی
ترجمہ ہوکر زبان اُردو مین عام فہم چھپی ہین اور مروج و مستعمل ہین تجربھی
ہر شائق زمرۂ ذاکرین و سامعین کو سعی و کوشش اور تلاش رہتی ہی کہ
کوئی کتاب نادر مصائب ائمہ اطیاب مین تالیف و مرتب شدۂ جدید
ایسی دستیاب ہو کہ جسمین ولادت باسعادت اور معجزات اور فضائل
و مصائب اور شہادت چہار دہ معصومین علیہم السلام احادیث و روایات
معتبرہ و مستندہ اور تمہید و روابط عمدہ و معتمد مضامین مخدوش سے بری
بطرز و عنوان نو ہو جو بلا تردد مجالس عزا مین خصوص بحضور حضرات علما
و فضلا پڑھ سکین اور جسکے سننے اور پڑھنے سے مثاب ہون چنانچہ یہ اوصاف
کتاب ہذا مین ہین اور حق یہی ہی کہ مضامین کہن کو طرز نو مین بیان و
ادا کرنے سے لطف مزید اور لذت جدید متصور ہی اور کثرت غم و الم اور
گریہ و بکا پر اعانت کامل ملتی ہی لہذا فضائل مآب کمالات اکتساب
تقدس و تورع آثار تقوی و پرہیزگاری شعار حاج الحرمین الشریفین

ذاکر و زائر حضرت ابا عبد اللہ الحسین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و آلہ الطاہرین
اعنی المعی اللوذعی الصفی الوفی مولانا جناب حاج آخوند مرزا قاسم علی
صاحب کربلائی زاد فضلہ و دام نیلہ ابن المرحوم جناب مرزا رمضان علی صاحب
کربلائی ابن المغفور جناب مرزا لطف علی صاحب مشہدی الخراسانی
غفر اللہ ذنوبہم الخفی والجلی نے کتب مستندہ معتبرہ تفاسیر احادیث و
تواریخ عربی و فارسی سے بارہ فضائل و معجزات اور ولادت یا سعادت
اور مصائب و شہادت حضرات چہاردہ معصومین صلوات اللہ و سلامہ
علیہم اجمعین کو انتخاب فرما کے بترتیب و ترصیف خوش اسلوب بالفاظ
سلیس و عبارات واضحہ دل انیسہ علٰحدہ علٰحدہ مجالس مین زبان اردو
درد انگیز فقرات اور رقت خیز کلمات مین موافق محاورہ روزمرہ
اہل لکھنؤ کے بکمال تہذیب مدون فرمایا ہی اور مجالس مختصر مین تا سامعین
مشوش نہون اور ہر مجلس کا طریق بیان اور طرز عنوان اسطرح سے
رکھا ہی کہ اول تمہید ذکر فضائل یا معجزات یا ولادت اور بمناسبت اسکے
بیان مصائب و شہادت حضرات ائمہ ہدیٰ علیہم التحیۃ و الثنا تاکہ ذاکر کو
وصل و پیوند اور ربط وغیرہ کی دقت نہو اور بآسانی تمام جو بابت
کتاب ہی ادا کر سکے اور نام اس وظیفہ غم اور صحیفہ ماتم کا
نہر المصائب ہی جو درحقیقت بحر سے نہر شیرین و صاف تر اد ہر
جاری ہی اور حق تالیف اسکا مطبع کو ہبہ کیا ہی و واقعی عجیب رتبہ کی
یہ کتاب مستطاب لاجواب ہی کہ ہر فقرہ دلسوز نشتر رگ جان ہے

اور ہر کلمہ اسکا گریہ و بکا کے لیے وسیلۂ کامل ہی جسمین نجات عصاتِ امت
کے لیے ذکرِ اعظم واصل ہی اور اس کتاب بے نظیر اور صحیفۂ دلپذیر مین
ایسے عمدہ مطالب و مضامین بھی تحریر ہین کہ جنکا ترجمہ ابتک اردو مین
نہوا تھا اور ہر مضمون کتاب ہذا کا بحوالہ کتاب یا راوی ہی پس لطف
اس کتاب عمدہ کا کماحقہ اسکو حاصل ہوگا جسکے پاس ہر سہ مجلد موجود
و پیش نظر ہون کیونکہ ہر سہ مجلد مین بمقاماتِ مختلفہ اور مناسب حضراتِ
چہاردہ معصومین علیہم السلام کے بارہ ولادت باسعادت اور فضائل
و معجزات اور مصائب و شہادت درج ہی ایسی حاوی کتاب اس
فن خاص مین بزبان اردو ابتک طبع نہین ہوئی اور نہ اس تعجیل
و طلب اور خواہش سے دست بدست فروخت ہوئی ہی اور اس
کتاب کی شہرت و عمدگی محنت و مشقت شاقہ اور جد و جہد مولف صاحب
ممدوح پر شاہد عدل ہی کیونکہ کامل کتاب پانچون حصے پانچ برس مین
تیار و درست فرما کے حضرات علما و فضلا اور محدثین و مقدسین کے
ملاحظہ سے گذرانے مین سبحان اللہ خداوند عالم نے بعد قرآن
مجید اور فرقان حمید کے ذکر فضائل و مصائب حضرت محمد و آل محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ کو کیا شرف و بزرگی اور کرامت عطا فرمائی ہی
کہ اگر کسی فن کی کتاب کو کوئی شخص ایک دو مرتبہ دیکھتا یا سنتا ہی
تو تیسرے بار رغبت نہ دیکھتا ہی نہ سنتا ہی بخلاف کتب مصائب
اہل بیت رسالت کے کہ جسقدر سادات و مومنین انکو دیکھتے یا سنتے

ہین تو اور رغبت و ولولہ شوق انکا زائد ہوتا ہی کیونکر ہو کہ وہ حضرات
ائمہ ہدیٰ ئے خاصانِ خدا اور برگزیدہ باری ہین جنکو اپنے نور مقدس سے
خلق کیا ہی جنھون نے بندگانِ خدا کو ہدایت فرمائی اور طریقے معرفت
وعبادت کے سکھائے اور ترویج دین واسلام مین راہ خدا مین
جان دی پس الحمد للہ والمنہ کہ یہ مجلد سوم یعنے حصہ چہارم و پنجم کتاب
موصوف وممدوح کا بنابر ہدیۂ سادات ومومنین اور نذر ذاکرین
شائقین فرقۂ ناجیۂ اثنا عشریہ کے بخوش قلمی جناب محمد مرزا صاحب
سلمہ الواہب کا تمہ سفید وعمدہ اور تقطیع مرغوب وخوشنما پر مرتب
ہوکر مطبع فیض منبع مشہور دیار وامصار جناب منشی نول کشور
صاحب مالک اودہ اخبار شہر لکھنؤ مین بماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء
مطابق ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۰ھ طبع ہوکر رونق منبر عزا اور
وسیلہ اعظم گریہ وبکا ہوا فقط

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صحیحنامۂ اغلاط مجلد سوم حصہ چہارم نہر المصائب کہ بمزید احتیاط درست نمودہ شد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱	خلدیہ	خلدیۂ	۲۹	۱۳	خفاظت	حفاظت	۸۸	۷	لۂ	لۂ
״	۱۳	بصرۃ	بَصَرۃٌ	۳۰	۱۴	الماء	الماءٓ	۹۰	۱	رَافع	رُفِع
۴	۹	یتھنا	یتھنّا	۳۱	۱۵	رَجِلِ	رجُلٍ	۹۱	۹	کہ	کہا ہی
۶	۶	افا	آقا	۳۷	۱۲	وفا	وغا	۹۳	۱۰	تمایَن	تمایَن
״	۱۲	بکاک	بکات	۴۰	۱	واللہ	واللہِ	۹۴	۱	کہ	کہ یہ
۷	۲	دعامۃ	دعامۃ	״	۱۶	جِبلۃ	جِیلۃ	۹۷	۳	ھذۃ	ھذہٖ
۸	۸	آذرۃ	یاذرۃ	۴۲	۱۷	با	بإ	״	۸	اَھل	اَھلِ
۹	۶	یتجمع	یطمع	۴۴	۷	بحر	بحرٌ	۹۸	۱۵	محمدٌ	محمدٌ
۱۳	۱۵	جسطرح	جیسے جسطرح	״	۱۵	لفسی	نفسی	۱۰۰	۲	الاَندالُ	الاَنذالُ
۱۴	۳	احدی	بعدی	۵۳	۷	محمدٍ	محمدٍ	״	۱۷	فوقّف	توقّف
״	۴	تحرٍ	تحرٍ	۵۴	۱۹	یا	یا	۱۰۳	۲	فیقالی	فیقالُ
״	۱۸	الدمعۃ	الدامعۃ	۶۲	۶	حیاشا	جاشا	״	۱۳	رامی	رامِی
۲۰	״	فضلنی	فضلنی	۶۵	۸	بجرمی	بجرمی	۱۰۴	۱۰	بماک	بماک
۲۳	۱۴	النفت	التفت	۶۶	۱۹	روز	زور	״	۱۶	بجیلٌ	بجیلٌ
۲۴	۱۶	ہوے	ہوسلے	۶۷	۵	لو	کو	۱۰۶	۱۰	ھمز	ھمز
۲۵	۱۸	ح	ح	״	۱۰	اصلی	اصلی	۱۰۸	۱۹	عمر	عمر
۲۸	۱	سول	رسول	۷۲	۴	موبالا	وموبالا	۱۰۹	۷	سبسے	سب سے پہلے
״	۴	یحب	یحب	۷۴	۱۲	دُ	ذُ	۱۱۲	۳	بیرم	بیرم
״	۵	ان یحببنی	ان یحببنی	۷۶	۳	راتیہ	رأیتہ	۱۱۳	۹	رضو	رضوا
״	۱۱	وشھرو	وغیرہ	״	״	واغزو	واغزو	۱۱۶	۶	السلام	السلام
״	۱۳	یمین	تحیین	״	۱۴	قاتلہ	قاتلہ	۱۱۸	۱۴	عار	عارٍ
״	۱۶	پھر	پر	۸۲	۸	نیا	فما	۱۲۲	۹	صبح	صع
״	۱۹	زل	ازل	۸۴	۱	فرحی	فرحی	״	۱۲	بت	بت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٢٧	١٩	الثّنا	الثّناءُ	١٩٢	١٧	آخی	آخِی	١٩٢	٦	دُرّہ	دُرّۃٌ
١٣٠	٣	مُحمّاً	مُحمّاً	١٦٢	١٣	احلاف	اختلاف	"	٩	الحَرَ	الحَرَ
"	١٣	یُوجَدُ	لَم یُوجَدُ	١٦٢	١١	فرسات	فرسٰتُ	"	١٩	با	یا
١٣١	١٠	الو	الوَ	١٦٦	١	مِن بَینَ	مِن بَینِ	١٩٤	١	الفضۃ	الفِضّۃ
١٤٠	١٣	اَبُوہُ	اَبُوہُ	"	"	لو	یو	"	"	بلر	بلَر
١٤٣	٧	ابکی	اَبکِیْ	"	١١	غرشکہ	غرشکہ یا بردہ روایت کے	١٩٦	٣	آدلی	ادلی
"	١٥	من	مِنَ	١٧٣	١٧	ناہیہ	ناحیہ	١٩٨	٥	صَفحِ	صَفحِ
١٤٤	١٤	نار	نارِ	١٧٤	٦	ن	بن	"	٤	اَفضل	اَفضَلُ
١٤٧	١٨	حی	حیِّ	"	١٩	حر	ضَرَ	١٩٩	٤	یمن	یَمِن
١٤٨	١٣	ینصُرنا	ینصُرنا	١٧٥	١٢	مُحمّد	مُحمّد	"	٧	یاحسناہ	یاحسنین
١٤٩	٩	قل	قُلْ	١٧٦	٥	الرّ	الرِّ	"	١٠	عیونے	عیونے
"	١٥	وان ان	وان	"	٧	الصّبایا	الصّبا	٢٠١	٣	رعنائے	اور اعنائے
"	١٨	آیا	قریب آیا	١٧٧	٩	بابی	بِاَبی	٢٠٥	٢	مصحف	مصحف
١٥٣	٢	اَمنَ	آمنَ	١٧٩	٦	اُس	اُس نہر	٢٠٦	٢	اسمر	اُسْمِر
١٥٤	٧	الٰہۃ	الٰہۃ	١٨٠	٤	لتعرق	لِتَعرِف	٢٠٨	١٠	اِذا	اِذْ
"	١٥	لکَ	آلکَ	"	٥	الشّجرۃُ	الشَّجَرۃُ	٢٠٩	٧	پیا	[illegible]
١٥٥	٨	مِنکَ	مِنکَ	"	٦	الذّ	الذّ	"	١١	تی	تِیْ
"	١٨	سَنَۃً	سَنَۃً	"	٧	١٧	١٧	٢١٠	١٠	وجیت	وجیت
١٥٦	٩	لی	لِی	١٨١	٢	لنّھر	النّھر	٢١١	٨	تیۃُ	تیۃُ
١٥٧	١١	الرحیل	بالرّحیل	"	٨	ن	ذ	"	١٢	سال	قال
١٦١	١٩	لعلہ	لعلّہ	١٨٣	١٧	اللہُ	اللہ	٢١٢	٥	حضرت	حضرت نجیب الحکم معروف یہ
١٦٢	٧	تزوّدُ	تزوّدُ	١٨٤	٤	جب	جب مِن	٢١٣	١٢	اس	اُس
"	١٣	بعویلِ	بعویلِ	١٩٠	٨	الحسین	الحسن	٢٢٠	٧	علیہ	جالسہ
"	"	الایتام	الایتام	١٩٢	١٧	تفاحۃ	تفاحۃ	٢٢٣	١١	شاعر کہتا ہے	قول مشہور ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۷	۹	عن	عَنْ اِبْنِ
۲۳۱	۱۷	کرے	[illegible]
۲۳۳	۱۶	علی الحوض	عَلَی الْحَوْضِ
۲۳۵	۱۴	مولانا	مَوْلَانَا
〃	۱۹	الارم	الْاَنَام
۲۳۷	۸	مُصَارِع	مَصَارِعَ
۲۴۰	۱۵	بِاکَ	بِاتَ
۲۴۲	۲	فابوا	فَابُوْا
۲۴۴	۱۱	یمینک	یَمِیْنُکَ
۲۴۵	۱	مُحَمَّدًا	مُحَمَّدًا
〃	۹	طرماح	طِرِمَّاح
〃	۱۰	فِی	فِیَّ
۲۴۷	۷	اوصا	اوصیا
۲۴۸	۱	سے	نے
〃	۲	من السماء	[illegible]
۲۵۰	۱۵	رانی	رَانِی
۲۵۲	۱۲	ما اسمہ	مَا اسْمُہٗ
۲۵۳	۱۸	ناقتہ	نَاقَتَہٗ
۲۶۱	۱۱	مِنَ	مَنِ
۲۶۳	۱	چنانچہ	فرمایئے چنانچہ
〃	۱۳	ابی	اَبِیْ
〃	۱۹	مختلف	مُخْتَلِفُ
۲۶۶	۵	اجساد	اَجْسَادِ
۲۶۷	۲	المیت	لِلْمَیِّتِ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۲	۱۰	الخطی	الْخَطِّیُّ
۲۷۵	۱۲	دار	دَارٍ
۲۷۷	۴	فلمنی	فَلِّمْنِی
۲۷۸	۷	اعطھا	اَعْطِھَا
۲۸۳	۹	تراہ	تَرَاہُ
۲۸۶	۱۲	شرق	شَرَفٌ
۲۸۷	۸	لم	علم
۲۸۹	۱	بالکلیۃ	بالکلیہ
〃	۱۲	کہ جو مقام ویران تھا	[illegible]
۲۹۲	۴	لو	۴
۲۹۳	۱	و	وہ
۲۹۵	۹	قبر	قنبر
〃	۱۳	شینا	شَیْئًا
۳۰۰	۱	کاتبین	الکاتبین
۳۰۲	۱۶	اکثروا	اَکْثِرُوْا
۳۰۹	۱۳	امام	امام حسنؑ
〃	۱۹	تبغلت	تَبَغَّلْتِ
۳۱۰	۷	ازدحام	ازدحام
〃	۱۹	روم شام	روم و شام
۳۱۲	۱۶	کا	کام
۳۱۹	۲	لکی	لگی
۳۲۰	۹	اور	یعنی
۳۲۱	۷	خطبتہ	فِیْ خُطْبَتِہٖ
〃	۱۵	اور تعصب	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۳	۷	سقیاس	سقیاس
〃	۹	امام	امام مبین
۳۲۴	۱۰	یدلہ	بدلہ
۳۲۵	۶	در آید	در آمد
〃	۸	تیغ و تیز	تیغ تیز
صحت نامہ اغلاط حصہ ششم نہر المصائب			
۳۲۶	۱۱	اصلکنا	اصابنا
۳۲۷	۱۶	اختصص	اختص
۳۲۸	۳	مِنَ	مَنِ
۳۲۹	〃	رورتے	روتے
〃	۵	لربعکو	لربعکو
〃	〃	یا اُمَّۃَ	یا اَمَۃَ
〃	۷	نہ کرے	[illegible]
〃	۱۴	تصفقون	تصفقون
〃	〃	کفکو	کفکو
۳۳۲	۱۹	لذی	لذی
۳۳۴	۵	اور اور	اور
۳۴۰	۳	لیف خزا	اکون
〃	۱۴	الملائکۃ	الملائکۃ
۳۴۲	۴	لا	لا
۳۴۴	۲	السلام	السلام نے
۳۴۸	۱۸	غزیرہ	عزیزہ
۳۴۹	۴	یاسیدنی	یاسیدتی
۳۵۰	۱۱	جاسکے	جاسکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۱	۱۰	ناسرع	فاسرع
۳۵۴	۲	حبنیه	جُنیه
۳۵۵	۱۹	اسئلك	اسئلك
۳۵۹	۵	بمندیل	بمندیل
۳۵۶	۷	مِیَه	نیه
۳۶۲	۱۹	لی	لِی
۳۶۴	۱۱	ے	نے
۳۶۶	۱۹	بنوا	بنوا
۳۷۰	۱۹	الجنباصة	الجصاصة
۳۷۵	۱	من	من
۳۷۹	۱۵	علیی بن	علیی بن
۳۷۹	۱۱	ثیلث	ثیلث
۳۹۳	۲	برآی	برای
۳۹۵	۹	مصر	فجر
۳۹۹	۷	ت	ته
۴۰۱	۱	زبیر	[illegible]
۴۰۳	″	بجیل	بعیلیات
″	۸	رائحة	رائحة
۴۰۶	۱۴	یساقونهن	یساقونه
۴۰۸	۱۸	کیوق	کیوق
۴۱۲	۱۱	فرما	فرمایا
۴۱۴	۱۴	والله	والله
۴۱۹	۱۳	اولاد	اولاده
۴۲۲	۱۴	صداق	مصدق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲۵	۹	من	من
″	۱۱	لطمت	لطمت
۴۲۱	۹	بان	بین
۴۳۲	۱۷	اما	اما
″	″	فصل	بنا
۴۳۶	۱۳	بحبال	بحبال
۴۳۷	۱۹	آی	آئی
۴۳۵	۷	اکیلا	اکیلے ہیں
۴۴۶	۷	اموں	[illegible]
۴۴۹	۳	اطفی	[illegible]
۴۵۰	۱۹	یا امہ	یا امر
″	″	اذ	اذا
۴۵۱	۸	تو	[illegible]
۴۵۵	۱۳	حافر	حافر
۴۵۹	۱۰	آتزك	وآتزك
۴۶۰	۱۸	بین اثر	بین آثر
۴۶۱	۳	معیر	بنیر
″	۱۴	الاساد	الامناہے
۴۹۵	۴	انزخاص	نتر
۴۶۹	۳	سراہر	تیراہر
۴۷۰	۱۱	رکبوه	رکبوه
۴۷۵	۸	کتل	کتل
۴۸۰	۵	وکل	وکل
۴۹۱	۱۴	قلت	قلت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۴	۲	الی	آتی
۴۸۳	۱	توفی	توفی
۴۸۴	۱۱	یساقوهن	یساقونهن
″	۱۹	حیدرۃ المدینۃ فی الاسواق	فی الاسواق
″	۱۸	این ذات ازار	ازار دون من
۴۸۹	۷	اکلی	اکلی
۴۸۷	۱۷	تبع	تبع
۴۹۹	۱۱	اسالب	ایسالب
″	۱۴	رملة	رملة
۵۰۰	۱۰	اوریہ کہی	یہ کہی
۵۰۷	۱۳	الجهالة	الجهالة
۵۰۹	۴	العویل	العویل
۵۱۰	۲	من	من
۵۱۱	۱۱	اسحداد	استحداد
۵۱۲	۸	بیان	بیان کیا
″	۱۹	تیکے وتنوح	تبکی وتنوح
۵۲۱	۷	العنا	الفنا
۵۲۲	۱۷	اور	منہ اور
۵۲۴	۲	اسے	[illegible]
۵۲۶	۹	لما	اما
″	۱۹	اللعین	اللعین
۵۲۷	۱۷	المقرحة	المقرحة
۵۲۹	۱۰	فرضی	فرضی
″	۱۸	بسلیها	یسلیها

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵..	//	نجیبھا	نُجِیبُھَا
۵۳	۷	حِلَّ	حَلَّ
۵۳۴	۱۷	لوارا	گوارا
۵۳۹	۱۸	یزیدَ	یَزِیْدَ
۵۴..	۵	الخرس	الحُرُسِ
۵۴..	۴	قلتنا	قِلَّتِنَا
//	۱۱	فی	فِیْ
//	۱۹	بشایر	بَشَایِرُ
۵۵	۸	للکلاب	لِلْکِلَابِ
۵۵	۱	چنانچہ	اور
۵۶	۲	رہل	رَسُوْلِ
۵۶	۶	البرّ	الفُخْرُ
۵۶	۱۱		اَقَالَ نَحْنُ القَبْرُ جِئْنَا ثُمَّ عَالِیًا وَضَحِکَتْ لَنَا ثُمَّ فِی بِالْبُکَاءِ وَالتَّحِیْبِ
۵۶	۱۴	نَسُ	نفسُ
۵۷	۵	المجرۃ	لِلْھِجْرَۃِ
۵۷	۱۰	وارحمنی	وَارْحَمْنِیْ
//		ایضاً	ایضاً
		//	//
۵..	۱	آمدرفت	آمدورفت
۵..		اٹاکم	آتاکم
۵..	۱	تلبی	یلبّی
۵۹	۱	علی	عَلَیَّ
۶۰	۷	معاشرۃ	مُعَاشَرَۃٌ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰۲	۱۹	اتلہ	اللهُ
۶۰۶	۱۴	فانذبے	فَانْذِبِیْ
۶۲۰	۱۷	مھرَان	مِھْرَانَ
۶۲۶	۱۶	ماحن	ناحن
۶۳۱	۱۹	تتکلم	یَتَکَلَّمُ
۶۳۶	۹	سول	رسول
۶۴۸	۱۵	آمیرَ	آمِیْرُ
۶۴۹	۱۸	الشھر	الشُّکْرُ
۶۶۴	۵	ما	یا
//	۱۲	معتزل	معتبر
۶۶۸	۳	لتجرِ	الشجرِ
//	۶	اُس	اُس مومن کے
۶۷۵	۲	مُحَسَّمًا	مُجَسَّمًا
۶۰۳	۳	مانہ	یانہ
۶۰۷	۲۰	الاحکام	الاُحْکَامَ
۶۹۲	۱۶	گرشنہ	گرسنہ
۶۹۷	۵	شاہزاہ	شاہزادہ
۶۹۸	۱۸	ماقوت	یاقوت
۶۹۹	۱۳	برف	برف سے
۷۰۰	۹	کیے	کیے جاتے ہیں
۷۰۶	۱۰	حشمہ	چشمہ
۷۰۷	۱	تحفۃ الزائرین	تحفۃ الزائر
۷۰۹	۱۸	دیدنمد	دیدنید
۷۱۰	۷	الثغرِا	الثَّغْرِ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱۱	۱۵	یا اُمُّ	یا اُمُّ کلثومِ
۷۲۲	۹	فَجَاج	فِجَاج
۷۲۹	۱	یغنی	یفنی
۷۳۶	//	کا	کار
۷۴۰	۹	حاواذا	حلوازرا
۷۴۲	۵	فَانْ حَدَثَ	فان حدث یا امر حدث
۷۴۳	۳	ریل	یَلِیْ
۷۵۱	۱۱	لِسَنِعَتِہٖ	لِشِیْعَتِہٖ
۷۵۹	۷	بعض	بغض

بقیہ صحیحنامہ اغلاط جلد اول نہر المصائب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۴	۱۶	یساقونَ	یُسَاقُوْنَ
۴۲۸	۱۸	//	//
۴۲۹	۲	یطاف بھم بھذہ المذلۃ فی الاسواق	یطاف بھم فی الاسواق
//	۴	باین ذلت بازار و یمین	بازار و میں

بقیہ صحیحنامہ اغلاط جلد دوم نہر المصائب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۱۵	سے مد	مدد
۴۷	۱۲	آؤ	اوَ
۴۸	//	منہ	منہ کے
۵۰	۲	مین	مین متمثل
۱۴۴	۱۳	سے	شکے
۱۷۱	۱۹	نابکا	نابکار
۱۷۲	۱۳	بشر	بشرکت
۱۸۰	۱۶	علیھا	علیھما

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۳	۱۲	دینداراہیں	دیندار	۴۱۰	۱۱	سے	کے سوار دیتوں	۴۱۵	۵	یتافونحن	یسافو
۱۹۵	۷	لن اعود	لن اعود	۴۶۳	۹	سو	سوا	۴۴۲	〃	〃	〃
۲۲۷	۴	نصیب	نصب	۵۲۹	۲	حریت	حریث	۴۷۲	〃	〃	〃
۲۳۰	۸	کے قیام	اور قیام	۵۳۶	۷	روایت	حدیث	۵۲۳	〃	〃	〃
۲۹۷	۱۷	بارا	کیا	۵۶۹	۱	ستم	وستم	۵۵۹	۸	〃	〃
۳۶۱	۳	جلسا	جلستا	۵۱۲	۴	اور	سفیان اور	۵۶۹	۵	〃	〃
۳۶۲	۱۹	دعا	وعا	۴۰۴	۳	من	من یدیک	۵۷۴	۱۷	〃	〃
۳۵۸	۱۸	بارا	باران	۴۱۴	۶	چارہزار	چارہزار سوار	۴۱۵	۱۰	بعثہ المذلۃ فی اسواق	فی الاسواق
۹۰	۱۱	سرد	سرد و	۴۲۰	۱۳	دفن کرنا	بعد نماز کے دفن کرنا	〃	۱۱	بابرلت بازارین	بازار دین
۴۰۰	۵	جو	تو								
۴۳۱	۲	الملاح	المداح	۴۲۹	۱۰	طوق	طوق و				

التماس

بخدمت ناظرین کتاب ہذا خصوصاً ذاکرین با تمکین آنکہ اغلاط مرقومہ موافق صفحہ و سطر قبل خواندگی درست نمایند — حررہ حاجی مرزا جعفر علی کربلائی برادر مؤلف عفی اللہ عنہما مورخہ ۱۹ ج ۲ سنہ ۱۳